لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی

مصدقہ رپورٹ

تحقیق وتخریج

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

جلد پنجم

۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی

مصدقہ رپورٹ

جلد پنجم

۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱

تحقیق وتخریج

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مبلغ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست ...... حصہ نمبر 16

ختم نبوت	2254
مسیلمہ کذاب	2254
چند اور نظائر	2255
خیر القرون کے بعد	2255
دلائل ختم نبوت	2256
ختم نبوت کے سلسلہ میں بنیادی آیت کریمہ	2257
آیت کا معنی	2258
قرآن کی تفسیر قرآن سے	2258
سرور عالم ﷺ کی تفسیر	2258
نبی کریم ﷺ کا دوسرا ارشاد	2259
حدیثی نکتہ	2260
مرزائی کفر پر کفر	2260
حضور ﷺ کا چوتھا ارشاد	2263
حضور ﷺ کا پانچواں ارشاد	2264
حضور کریم ﷺ کا چھٹا ارشاد	2264
جناب امام الانبیاء علیہ السلام کا ساتواں ارشاد	2265
آٹھواں ارشاد رسول ﷺ	2265
صحابہ کرامؓ کی تفسیر	2266
امت کا اجماع	2266

نقل اجماع	2266
ختم نبوت یا نبی تراشی	2268
ایک فریب اور اس کا جواب	2275
مسئلہ صاف ہوگیا	2276
دو مسئلے	2277
فتاویٰ کفر کی حیثیت	2284
اب مرزائیوں کا حال سنیں	2286
بعض دیگر الزامات	2287
مقام خاتم النبیین ص۲۹ تا ص۳۶	2288
مرزا ناصر احمد کو چیلنج	2289
مرزا غلام احمد قادیانی	2289
پاکستان بننے کے بعد انگریزوں کا دخل	2291
موجودہ فساد اور اسمبلی	2292
عقائد فاسدہ کی بھرمار	2292
دعاوی مرزا	2297
مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کھلا چیلنج	2298
مبلغ اسلام اور مصلح ہونے کا دعویٰ	2299
مجدد ہونے کا دعویٰ	2299
محدث ہونے کا دعویٰ	2299
امام زمان ہونے کا دعویٰ	2300
مہدی ہونے کا دعویٰ	2300
خلیفہ الٰہی اور خدا کا جانشین ہونے کا دعویٰ	2300

حارث مددگار مہدی ہونے کا دعویٰ	2300
نبی امتی اور بروزی وظلی یا غیر تشریعی ہونے کا دعویٰ	2300
نبوت ورسالت اور وحی کا دعویٰ	2300
اپنی وحی کے بالکل قرآن کے برابر واجب الایمان ہونے کا دعویٰ	2301
سارے عالم کے لئے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ اپنی امت کے سوا امت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمانوں کافر وجہنمی ہیں	2301
مستقل تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ وہ احادیث نبویہ پر حاکم ہے جس کو چاہے قبول کرے اور جس کو چاہے ردی کی طرح پھینک دے	2302
اپنے لئے دس لاکھ معجزات کا دعویٰ	2302
تمام انبیاء سابقین سے افضل ہونے کا دعویٰ اور سب کی توہین	2303
آدم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ	2303
ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ	2303
یحییٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، اسماعیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ	2303
عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ	2304
عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کو مغلظات بازاری گالیاں	2304
نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ اور ان کی توہین	2304
مریم علیہا السلام ہونے کا دعویٰ	2304
آنحضرت ﷺ کے ساتھ برابری کا دعویٰ	2305
ہمارے نبی ﷺ سے دعویٰ، افضل ہونے کا	2305
میکائیل ہونے کا دعویٰ	2305
خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ	2305
اپنے بیٹے کے خدا کا مثل ہونے کا دعویٰ	2306

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ	2306
اپنے اندر خدا کے اتر آنے کا دعویٰ	2306
خود خدا ہونا بحالت کشف اور زمین وآسمان پیدا کرنا	2306
مرزا جی میں حیض کا خون ہونا اور پھر اس کا بچہ ہو جانا	2306
حاملہ ہونا	2307
حجر اسود ہونے کا دعویٰ	2307
سلمانؓ ہونے کا دعویٰ	2307
کرشن ہونے کا دعویٰ	2307
آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ	2307
توہین انبیاء علیہم السلام	2307
مرزا جی نبی نہیں تو پھر کوئی بھی نبی نہیں ہوا	2308
انبیاء علیہم السلام کی سخت توہین	2308
مزید توہین انبیاء علیہم السلام	2308
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کلی	2308
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صریح توہین اور قرآن پر بہتان	2309
جناب نبی کریم علیہ السلام کی توہین	2310
قرآن میں مرزا کا نام احمد ہے	2310
مرزا جی کی اخلاقی حالت مرصع اور مغلظ گالیاں	2310
میرے مخالف جنگل کے سور ہیں	2311
مولوی سعد اللہ کی نسبت	2311
میرے مخالف کنجریوں کی اولاد ہیں	2311
اے مردار خور مولویو اور گندی روحو	2312

چور، قزاق، حرامی	2312
حرامی، بدکار	2312
مولوی سعد اللہ	2313
حضرت امام حسینؓ کی نسبت	2313
مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی نسبت	2313
پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی نسبت	2313
شیعہ عالم، علی حائری کی نسبت	2314
مسلمانوں سے بائیکاٹ	2314
مرزاجی کی گالیاں بحساب حروف تہجی	2315
جہاد اور مرزاجی کے کفریہ خیالات	2335
میں جہاد کو ختم کرنے آیا ہوں	2336
میرا آنا دینی جنگوں کے خاتمہ کے لئے ہے	2336
جہاد قبیح اور حرام ہے	2337
جہاد کی شدت کم ہوتے ہوتے مرزاجی کے وقت قطعاً موقوف ہو گیا	2337
مرزائی وہم کا جواب	2339
دوسرا وہم	2340
ایک خاص دجل	2340
سرکار انگریز سے وفاداری	2341
عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ دام اقبالہا	2342
میری جماعت کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے	2342
اے ہماری ملکہ! تجھ پر بے شمار برکتیں نازل ہوں	2342
ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا	2342

اے قادر و کریم ہماری ملکہ کو خوش رکھ	2342
میرے والد انگریزی سرکار کے دل سے خیر خواہ تھے	2342
خدا کا حکم ہے کہ اس گورنمنٹ کے لئے دعا میں مشغول رہوں	2343
ملکہ کے لئے دل اور وجود کے ذرہ ذرہ سے دعا	2343
ملکہ معظمہ کی اقبال و سلامتی کے لئے ہماری روحیں سجدہ کرتی ہیں	2343
ملکہ کا وجود ملک کے لئے خدا کا بڑا فضل ہے	2343
شکریہ کے لئے الفاظ نہ ملنے پر ہمیں شرمندگی ہے	2343
خدا نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ	2344
محسن گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت کی جائے	2344
گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے لئے تصانیف	2344
گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت خیال جہاد بھی ظلم اور بغاوت ہے	2344
ملکہ سے وفاداری پر عظیم الشان خوشی	2344
مرزاجی! کی کلمہ شاہانہ کیلیے تڑپ اور دربار انگریزیہ میں انتہائی عاجزانہ وفاداری	2344
حکومت انگریزی کے قیام سے میرے والد کو جواہرات کا خزانہ مل گیا	2345
میرے والد سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جانثار تھے	2345
مرزاجی! نے سرکار انگریزی کی خدمت کیلیے پچاس ہزار کے قریب کتابیں، رسائل اور اشتہارات لکھے	2345
گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت ہر مسلمان کا فرض ہے	2345
ممالک اسلامیہ میں انگریزی وفاداری کی اشاعت	2346
میری کوشش سے لاکھوں مسلمانوں نے جہاد کے غلط خیالات چھوڑ دیئے	2346
دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں	2346
عالی شان جناب ملکہ معظمہ کی عالی خدمت میں	2346
غیب سے، آسمان سے، روحانی انتظام	2346

مرزاجی کے مسیح موعود بننے کا مقصد	2347
ملکہ کے نور کی کشش	2347
ہماری پیاری قیصرہ ہند	2347
مرزاجی کی بعثت ملکہ وکٹوریہ کی برکت سے ہوئی	2347
خدا کا ہاتھ ملکہ وکٹوریہ کی تائید کر رہا ہے	2347
تیری سلطنت کے ناقدر شریر اور بدذات ہیں	2348
مرزاجی کی ملکہ وکٹوریہ سے دلی محبت	2348
اے بابرکت قیصرۂ ہند جس ملک پر تیری نگاہ اس پر خدا کی نگاہ	2348
خدا نے مرزا کو ملکہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے بھیجا ہے	2348
ملکہ کی خدمت پورے طور سے اخلاص، اطاعت اور شکرگزاری کے جوش کو ادا نہیں کرسکے	2348
گورنمنٹ برطانیہ کے مخالف، چور، قزاق اور حرامی ہیں	2349
گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے	2349
اسلام کے دو حصے ہیں دوسرا حصہ گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت	2349
میں نے ابتداء سے آج تک گورنمنٹ برطانیہ کی بے نظیر خدمت کی ہے	2349
گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت سخت بدذاتی ہے	2349
مرزا قادیانی اور ملکہ انگلستان	2350
حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام	2350
اسلامی عقائد اور موجودہ سائنس	2351
بحث حیات مسیح علیہ السلام کی حیثیت	2352
مسئلہ کے دو پہلو	2352
قرآن پاک کی تفسیر کے چند اصول، مسلمہ قادیانی	2352
تیرہ صدیوں کے مجددین کی مسلمہ فہرست	2354

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں عقائد	2355
یہودیوں کا عقیدہ	2355
عیسائیوں کا عقیدہ	2356
بعض عیسائی کہتے ہیں	2356
مسلمانوں کا عقیدہ	2356
مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ	2357
قرآنی آیات سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت	2358
مجدد صدی ششم حضرت حافظ ابن کثیرؒ کی تفسیر	2361
ایک مجدد کی تفسیر	2362
دوسرے مجدد کی تفسیر	2362
لفظ توفی کی تحقیق	2363
تیسرے مجدد کی تفسیر	2363
قرآن پاک اور لفظ توفی	2366
ایک مرزائی ڈھکوسلہ اور اس کا جواب	2367
چند نکات اور سوالات	2369
مجددین امت کے بیانات	2372
کف کا معنی	2378
قرآن پاک کا اعجاز	2378
تصدیق از انجیل	2382
مرزاجی کی تصدیق	2383
انجیل کا فیصلہ	2383
عقل و دانش کا تقاضا	2384

سرور عالم ﷺ کی تفسیر	2384
بڑی بات	2386
مرزائی خیانت	2387
مرزائی وہم	2388
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد اور حضرت حسن بصریؒ کی قسم	2393
نزول مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نشانیاں	2394
اب اگر ایک احمق	2397
متفرقات......خود کاشتہ پودا	2399
زبردست اور لاجواب چیلنج	2400
دوسرا چیلنج	2400
ایک اور ڈھونگ	2400
مرزاجی کی پریشانی	2400
تیسرا چیلنج	2401
چوتھا چیلنج	2401
پانچواں چیلنج	2401
تکفیر کو چھپانے کا نیا ڈھونگ	2403
چھٹا چیلنج	2403
ساتواں چیلنج	2404
آٹھواں چیلنج	2404
حضرت شیخ اکبرؒ کا کلام	2405
دوسری عبارت کا اردو ترجمہ	2406
عبارات حضرت ملا علی قاریؒ مجدد اسلام	2406

نواں چیلنج	2407
مرزا صاحب کے خلاف عدالتی فیصلے	2407
ایک فیصلہ	2408
دوسرا فیصلہ	2408
تیسرا فیصلہ	2408
چوتھا فیصلہ	2408
مرزائیوں سے سوال	2409
تاویل	2409
علامہ اقبال مرحوم اور مرزائی	2409
حکومت کو مشورہ	2410
ضمیمہ نمبر:۱ ...... متن بل	2410
ضمیمہ نمبر:۲ ...... لاہوری مرزائیوں کے محضر نامہ کا جواب	2413
مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت اور مرزا ناصر احمد صاحب کی حرکات مذبوحی	2414
لاہوری مرزائی	2424
لاہوریوں سے اپیل	2430

فہرست ...... حصہ نمبر 17

جناب سردار مولا بخش سومرو کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2438
جناب شہزادہ سعید الرشید عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2439
سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2443
جناب راؤ خورشید علی خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2453
ڈاکٹر ایس محمود عباسی بخاری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2459
قادیانیوں سے مباہلہ کا چیلنج	2473

جناب میاں محمد عطاء اللہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2476
محترمہ بیگم نسیم جہاں کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2480
قادیانیوں سے گالیاں پڑتی رہیں؟	2483
مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2488
سید عباس حسین گردیزی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2484
مسئلہ ختم نبوت اور شیعہ	2508
جناب عبدالعزیز بھٹی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2511
جناب محمد افضل رندھاوا کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2520
جناب چوہدری ممتاز احمد کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2523
جناب چوہدری غلام نبی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2529
جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2533
جناب مخدوم نور محمد کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2534
اسلام دشمن ٹولہ	2537
قادیانیت انسانی ذہنیت کا بیت الخلاء؟	2538
ملک توڑنے کے ذمہ دار؟	2538
جناب مجیب الرحمٰن اور قادیانی	2538
بھارت، اسرائیل نچوڑ؟	2540
مگرمچھ، اژدھا!	2541

فہرست ...... حصہ نمبر 18

جناب کرم بخش اعوان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2546
جھوٹا گواہ؟	2548
جناب مولانا غلام غوث ہزاروی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2549

جناب پروفیسر غفور احمد کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2559
لاہوری، قادیانی کوئی فرق نہیں	2560
قادیانیوں کی تعداد کا مسئلہ	2561
جناب ڈاکٹر محمد شفیع کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2566
ربوہ کی متوازی حکومت؟	2567
جناب چوہدری جہانگیر علی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2568
صدارت، وزارت عظمیٰ اور ختم نبوت	2569
مرزا ناصر کا بیان تضادات کا مجموعہ	2570
ممبران کی لسٹ موجود نہیں؟	2571
مرزا قادیانی کی فیملی؟	2572
مرزا ناصر امیر المؤمنین؟	2572
قادیانی جماعت کی تعداد؟	2573
اسمبلی کے اختیارات کو چیلنج	2574
مرزا ناصر کا شرارتی جواب	2576
مرزا ناصر احمد کا چکر	2577
ٹال مٹول پر مبنی جوابات	2579
آنحضرت ﷺ کی اہانت، معاذ اللہ	2580
مسلمانوں سے ہر چیز الگ	2582
جناب مولانا ظفر احمد انصاری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2587
مرزا قادیانی کو اختیار ہے، مگر قومی اسمبلی کو نہیں؟	2587
قادیانیت ایک متوازی کیمپ	2593
گلابی وعنابی	2593

تبدیلی مذہب کا سوال نہیں	2594
قادیانیوں کی اجتماعی مسائل میں زیادتی	2595
مسئلہ جہاد پر قادیانی غلط بیانی	2596
مسئلہ جہاد اور مرزا صاحب	2598
مرزا قادیانی انگریزوں کا بڑا جاسوس	2600
مرزا قادیانی کو صاحب نہ کہیں	2601
قادیانیوں کی دروغ گوئی	2601
جناب خواجہ جمال محمد کوریجہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2618
جناب مولانا عبدالحق کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2621
جناب مولانا مفتی محمود کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2624

فہرست ...... حصہ نمبر 19

جناب محمد حنیف خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2632
جناب ارشاد احمد خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2641
جناب ملک محمد سلیمان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2642
مرزا کہاں مرا؟	2642
احمدی نہیں قادیانی	2643
قادیانیوں کو خلاف قانون جماعت قرار دیا جائے	2648
جناب ملک محمد جعفر کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2653
مدعی نبوت...... بدقسمت	2655
قادیانی انتہاء پسند	2656
اجماع	2657

قادیانی قیادت کے ہاتھوں قادیانی عوام کا استحصال	2667
قادیانی تعلیمات اشتعال انگیز ہیں	2670
جناب ڈاکٹر غلام حسین کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2674
قادیانی سربراہ کا جھوٹ	2676
تعداد کے بارہ میں مرزا ناصر کا جھوٹ	2677
ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2680
جناب یحییٰ بختیار کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2682
قادیانیوں اور لاہوریوں کی اسمبلی میں پیش ہونے کی درخواست	2717
مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت	2718
مرزا غلام احمد قادیانی کے نامناسب رویے	2720
قادیانی انگریز کے جاسوس	2721
افغانستان میں دو قادیانیوں کا قتل	2721
مرزا قادیانی کی ذاتی اغراض	2722
مرزا خاتم النبیین؟	2728

فہرست ...... حصہ نمبر 20

جناب چوہدری غلام رسول تارڑ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2747
مرزا غلام احمد انگریز کا ایجنٹ تھا	2748
علماء کرام کی خدمات	2749
جناب محمود اعظم فاروقی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2751
زبان سے نہیں بلکہ دل سے	2751
جناب مولانا محمد ذاکر کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2754

قادیانی داخلی وخارجی فتنہ	2756
جناب مولانا سید محمد علی رضوی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2757
جناب راؤ ہاشم کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2760
قادیانی خود تشدد پیدا کریں گے	2763
قادیانی سیکولر	2764
جناب صاحبزادہ صفی اللہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2764
قادیانی اور اشتعال انگیزی	2765
قادیانی کرتوت	2765
قادیانی قیادت کی ستم رانیاں	2766
مرزا کا ناپسندیدہ نام	2767
جناب صاحبزادہ احمد رضا قصوری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2770
قادیانیت باطل نظریہ	2776
جناب چوہدری برکت اللہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2781
قادیانیوں کے اپنے مؤقف سے ثابت ہو کہ وہ علیحدہ ہیں	2781
قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا	2781
مرزا غلام احمد بالکل جھوٹا تھا	2783
جناب محمد خان چوہدری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2784
جناب ملک نعمت خان شنواری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2785
لاہوری وقادیانی دونوں گروہ خود کافر ثابت ہوگئے	2788
جناب مہر غلام حیدر بھروانہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2789
جناب مولانا نعمت اللہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2789
جناب ملک محمد صادق کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2791

جناب مولانا صدر الشہید کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2794
اتحاد امت.....شان محمد ﷺ کا ظہور	2794
چوہدری شفاعت خان چوہان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2799
مرزا قادیانی جھوٹا تھا	2800
جناب یحییٰ بختیار کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر دوسرے دن خطاب	2802
جناب یحییٰ بختیار کی تقریر کا اردو ترجمہ	2867
مرزا غلام احمد خاتم النبیین تھے؟	2868
مرزا کی وحی قرآن کے برابر	2870
مرزا ناصر ناکام رہا	2879
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم پر مرزا نے اپنی وحی کا اظہار روک دیا	2881
مرزا کی عیاری	2882
لفظ نبی سے انکار پھر اسی لفظ کا استعمال	2884
مرزا کی موت کے دن کیا ہوا؟	2887
مرزا قادیانی مفسد تھا	2888
مرزا قادیانی کی بدزبانی	2889
انگریز کی مدد کے سہارے مرزا کے عقائد پروان چڑھے	2891
مرزا قادیانی کی کمینی خوشامد	2894
نبی کی درخواست؟	2896
مرزا ناصر احمد	2898
مرزا ناصر کی بات ناقابل فہم	2899
سچے مسلمان صرف قادیانی؟	2900
غیر احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتا	2901

مرزا ناصر کا ٹال مٹول	2904
مسلمان یہود و نصاریٰ جیسے؟	2905
قادیانیوں میں علیحدگی پسندی کا رجحان	2906
اسلام کی مقدس شخصیتوں کے بارہ میں قادیانی متوازی نظام	2908
مولانا ظفر احمد انصاری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2911
علماء کے فتوؤں پر اعتراض کی وضاحت	2912
کلمہ گو؟	2913
خدا تعالیٰ کے بارہ میں قادیانی تصور	2914
قادیانی ہر امر میں مسلمانوں سے علیحدہ تصور رکھتے ہیں	2915
رسول قدنی	2916
رواداری یا بے حمیتی	2917
قادیانیوں کا الگ شمار	2919

فہرست …… حصہ نمبر 21

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	2946
جذباتی ردعمل کی وجہ اب سمجھ آئی	2947
متفقہ قرارداد چھ اراکین کی جانب سے	2948
قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قرارداد	2950
کارروائی کا خفیہ رکھنا	2951

No. 16 400

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 31st August, 1974

(No. 16, contains Nos. 1—21)

CONTENTS

Pages

1 Qadiani Issue—General Discussion *(Continued)* . . . . 2390—2617

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

Price : Rs. 11.00

400

THE

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 31st August, 1974

(No. 16, contains Nos. 1—21)

2389 *THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN*

(قومی اسمبلی پاکستان)

PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE.

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی، بند کمرے کی کارروائی)

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 31th August. 1974.

(۳۱ر اگست ۱۹۷۴ء، بروز ہفتہ)

The Special Committee of the Whole House met in Camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at nine of the clock, in the morning. Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس اسمبلی چیمبر (سٹیٹ بینک بلڈنگ) اسلام آباد
بند کمرے میں صبح ۹ر بجے چیئرمین جناب (صاحبزادہ فاروق علی) کی زیر صدارت منعقد ہوا)

(Recitation from the Holy Quran)

(تلاوت قرآن شریف)

2390 *QADIANI ISSUE- GENERAL DISCUSSION*

جناب چیئرمین: مولانا عبدالحکیم!...... کچھ کم کروالی ہیں، گالیوں والا چیپٹر حذف کرالیا ہے۔ یعنی پڑھے نہیں جائیں گے۔ ویسے اس میں شامل ہیں۔

ختم نبوت

مولانا عبدالحکیم: بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تیرہ سو سال سے دنیا بھر کے مسلمان اس بات پر متفق تھے کہ سرور عالم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے اور ہر زمانہ میں ایسے مدعیوں کو اتمام حجت کے بعد سزا دی گئی۔ اس مسئلہ میں مرزا قادیانی کے ادّعاء سے پہلے اہل علم اور عام اہل اسلام میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

(۱)...... مسیلمہ کذاب

اسلام میں سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ ختم نبوت پر ہوا۔ جب کہ تمام مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کے مقابلے میں خلافت صدیقیہ میں جہاد بالسیف کیا۔ چونکہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے گرد ربیعہ قوم کی چالیس ہزار جماعت جمع کر دی تھی۔ تمام صحابہ کرامؓ انصار و مہاجرین نے اس سے جہاد کرنے پر اتفاق کیا اور ہزاروں صحابہؓ نے جام شہادت نوش کر کے مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت کا قلعہ مسمار کر دیا۔ نیز مسیلمہ کذاب کے علاوہ دوسرے مدعیان نبوت کے ساتھ بھی جہاد کیا گیا اور ہمیشہ کے لئے اہل اسلام کو عملی طور سے یہ تعلیم دی گئی کہ اسلام کا منشاء ہی یہی ہے کہ ان کے حدود اقتدار میں کوئی شخص دعویٰ نبوت نہیں کر سکتا اور یہ دعویٰ کفر صریح اور موجب جہاد ہے۔ چنانچہ بعد کے کسی زمانے میں بھی جس کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے دعویٰ کو برداشت نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو سخت سزا دی گئی۔ کسی وقت کسی حاکم اور کسی عالم نے 2391 مدعی نبوت سے یہ دریافت نہیں کیا کہ تمہارا دعویٰ کس قسم کی نبوت کا ہے۔ نبوت مستقلہ ہے یا غیر مستقلہ۔ تشریعی یا غیر تشریعی۔ مستقل نبی یا غیر مستقل، تابع نبی یا امتی نبی ہونے کا۔ بلکہ اس کا دعویٰ نبوت ہی اس کے مجرم ہونے کے لئے کافی تھا۔

اس وقت سے یہ تفریق کسی کے ذہن میں نہ تھی کہ بروزی نبی آسکتے ہیں یا تشریعی یا غیر مستقل یا تابع نبی یا امتی نبی۔ یہ سب الفاظ دعویٰ نبوت کو ہضم کرنے کے لئے ہیں۔ جس کو امت نے تیرہ سو سال تک ناقابل برداشت قرار دیا اور ہر دور کی اسلامی حکومت نے ان کو سزائے موت دی۔

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by (Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi)]

(اس موقع پر مسٹر چیئرمین نے کرسی صدارت چھوڑ دی جسے مسز اشرف خاتون عباسی نے سنبھال لیا)

مولانا عبدالحکیم:

چند اور نظائیر

۲...... **اسود عنسی** ...... نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ سرور عالم ﷺ کے حکم سے قتل ہوا اور آپ ﷺ نے وحی کے ذریعہ سے خبر پا کر صحابہ کرامؓ کو اطلاع کر دی۔ لیکن جب قاصد خوشخبری لے کر مدینہ طیبہ پہنچا تو سرور عالم ﷺ وفات پا چکے تھے۔

(تاریخ طبری ج۲ ص۲۵۰ بیروت، ابن اثیر ج۲ ص۲۰۳، ۲۰۴ بیروت، ابن خلدون ج۲ ص۲۹۵ بیروت)

۳...... **سجاح بنت الحارث** ...... قبیلہ بنی تمیم کی ایک عورت تھی۔ نبوت کا دعویٰ کیا پھر مسیلمہ کذاب سے مل گئی۔ بعد ازاں مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ میں روپوش ہوگئی اور بالآخر مسلمان ہو کر فوت ہوگئی۔ (ابن اثیر ج۲ ص۱۸۶ تا ۲۱۳)

۴...... **مختار بن ابی عبید ثقفی**۔ اس نے دعویٰ نبوت کیا اور ۶۷ھ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے حکم سے قتل ہوا۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۸۵)

2392

۵...... **حارث بن سعید کذاب دمشقی**۔ اس کو عبدالملک بن مروانؒ نے قتل کر کے عبرت کے لئے سولی پر لٹکایا۔ (تاریخ ابن عساکر ج۶ ص۱۵۴، حالات حارث سعید الکذاب نمبر ۱۰۱) عبدالملک بن مروان دمشقی خود تابعی اور سینکڑوں صحابہؓ کو انہوں نے دیکھا اور ان سے حدیثیں روایت کی تھیں۔

۶...... **مغیرہ بن سعید عجلی اور بنیان بن سمعان تمیمی** ...... دونوں نے ہشام بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں دعویٰ نبوت کیا۔ عراق میں ان کے امیر خالد بن عبداللہ قسری نے ان کو قتل کیا۔ (تاریخ کامل، طبری ج۴ ص۱۷۴، ۱۱۶) ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے وقت جلیل القدر تابعین اور اجلہ علماء موجود تھے۔

خیر القرون کے بعد

خیر القرون، صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین کے بعد دوسرے ادوار میں بھی مسلم حکمرانوں

نے مدعیان نبوت کا یہی حشر کیا۔

ایران...... میں بہاء اللہ کا انجام برا ہوا اور آج بھی وہاں بہائی فرقہ خلاف قانون ہے۔

کابل...... میں تو مرزائے قادیان کی نبوت کی تصدیق کرنے والے مولوی عبداللطیف کو بھی قتل کر دیا گیا۔

سعودی عرب...... میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی ہے۔

بہرحال تمام عالم اسلام نے شام، عراق، حرمین شریفین، کابل، ایران اور مصر تک کے علماء کرام اور سلاطین عظام نے مدعیان نبوت کے قتل کی حمایت وتصویب کی۔ اس ملک میں مرزا قادیانی صرف انگریز کی پشت پناہی سے بچا رہا۔

دلائل ختم نبوت

مسئلہ ختم نبوت کے لئے دلائل کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ یہ بدیہیات اور ضروریات دین میں سے ہے۔ سب جانتے تھے کہ سرور عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں [2393] بن سکتا اور جو دعویٰ کرے اس کی سزا موت ہے۔ انگریزی عملداری سے فائدہ اٹھا کر یا خود انگریزوں کے ایماء سے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ دعویٰ بھی اس نے تدریجاً کیا۔ پہلے مبلغ اسلام بنا، پھر محدث بنا، پھر مثیل مسیح بنا اور بعد میں خود مستقل مسیح موعود بن بیٹھا اور مسیح موعود کی اصطلاح بھی خود اسی نے ایجاد کی ہے۔ پرانی کتابوں میں اس اصطلاح کا وجود ہی نہیں ہے۔ بعد ازاں نبی غیر تشریعی، نبی بروزی، نبی امتی ہونے کا دعویٰ کیا اور مجازی نبوت سے اصلی نبوت کی طرف ترقی کر لی۔ پھر صاحب شریعت نبی بن گیا۔ پھر خدا کا بیٹا ہونے کا الہام بھی اس کو ہوا اور آخر کار خواب میں خود خدا بن گیا اور زمین وآسمان پیدا کئے۔ یہ باتیں مرزا جی کی کتابوں میں پھیلی ہوئی اور عام شائع وذائع ہیں۔

جب مرزا جی کو آنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ خود مسیح موعود کی اصطلاح گھڑ کر خود مسیح موعود بننے کی ضرورت محسوس ہوئی تو بات یوں بنائی۔ آنے والے کا مثیل یہی ذات شریف ہے۔ مگر وہ تو نبی تھے۔ یہاں تو انگریزی وفاداری ہی تھی۔

ناچار نبی بننے کے لئے فنا فی الرسول ہونے کی آڑ لی اور خود عین محمد بن کر نبی کہلانے کی سعی کی۔ آخری سہارا جو مرزا جی نے لیا وہ امتی نبی کا ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کو براہ راست نبوت ملتی تھی مگر مجھے سرور عالم ﷺ کی اتباع سے ملی ہے۔ یعنی نبوت تو ملی ہے مگر

حضور ﷺ کی برکت سے۔ علماء کرام نے مرزا جی کی اس دلیل کے بھی پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان سرور عالم ﷺ کے بعد کسی کا نبی بننا برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس پر ساری امت کا اجماع ہے۔

اس مسئلہ کے تفصیلی دلائل کے لئے آپ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کی کتابیں...... ختم نبوت فی القرآن: ختم نبوت فی الحدیث اور ختم نبوت 2394 فی الاثار مطالعہ کریں۔ جن کی کاپی لف ہذا ہے۔ یا پھر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کی تصانیف ختم نبوت اور حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کی کتابیں تو اس سلسلے میں لاجواب پر از معلومات اور مرزائیوں پر حجت قاطع ہیں۔ ہم یہاں اسمبلی کی ضرورت کے تحت کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں......

ختم نبوت کے سلسلہ میں بنیادی آیت کریمہ

”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین (احزاب: ٤٠)“ ﴿حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تم میں سے کسی مرد بالغ کے باپ نہیں ہیں۔ ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔﴾

آپ ﷺ کی صاحبزادیاں تھیں اور بیٹے بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت زید بن حارثہؓ آپ کے غلام تھے۔ جس کو آپ ﷺ نے آزاد کر کے متبنّٰی بنا لیا تھا۔ چنانچہ لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگ گئے تھے۔ مگر قرآن پاک نے جو صرف اور صرف حقیقت پر لوگوں کو چلانا چاہتا ہے۔ ایسا کہنے سے روک دیا۔ اب لوگ ان کو زید بن حارثہؓ کہنے لگ گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کرا دی۔ لیکن خاوند بیوی میں اتفاق نہ ہو سکا۔ حضرت زیدؓ نے انہیں طلاق دے دی۔ اب ایک آزاد کردہ غلام سے ایک قریشی عورت کی شادی پھر طلاق۔ دو طرح سے حضرت زینبؓ پر اثر پڑا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔ جس سے حضرت زینبؓ کی تمام کدورتیں دور ہو گئیں۔ مگر مخالفین نے بڑا پروپیگنڈا کیا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے آپ ﷺ نے نکاح کر لیا۔ اس پر اس آیت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ فرمایا کہ حضور ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ یعنی زبان سے کہہ دینے سے حضرت زیدؓ کے حقیقی باپ نہیں 2395 بن سکتے کہ نکاح ناجائز ہو جائے۔ پھر پیغمبر کی شفقت بھی باپ سے زیادہ ہوتی ہے اور آپ ﷺ کی شفقت ساری امت کے لئے ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ

ے

شفقت کہیں ختم بھی نہ ہوگی۔ کیونکہ قیامت تک آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا نہیں ہے۔ اس لئے آپ ﷺ قیامت تک کے لئے تمام امت کے روحانی باپ پیغمبر اور بہترین شفیق ہوئے اور یہ وہم کہ جب آپ ﷺ روحانی باپ ہوئے اور امت روحانی اولاد ہوئی تو روحانی وراثت یعنی نبوت بھی جاری رہ سکتی ہے۔ اس ارشاد سے وہ وہم بھی رفع ہوگیا۔ نیز اس فرمان سے کہ آپ ﷺ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ یہ وراثت بھی نہیں رہے گی اور اسی لئے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نبی نہیں ہوئے۔

آیت کا معنی

آیت کا معنی اور مختصر مفہوم بیان ہوگیا۔ یہی آیت وہ مرکزی آیت ہے جس نے سرور عالم ﷺ کے بعد نبی بننے کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اگر کسی نے ان تمام آیات کا استیعاب کرنا اور پورا دیکھنا ہو تو ہم نے ختم نبوت فی القرآن ساتھ منسلک کردی ہے۔ اس میں سو آیتوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے نبیوں کی تعداد پوری کردی ہے اور آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ ہم یہاں صرف مختصراً ایک آیت کریمہ پر بحث کریں گے۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے

یہ قران کے معانی کے بیان کا مسلمہ اصول ہے کہ پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ قرآن کی اسی آیت کا معنی خود قرآن سے کیا معلوم ہوتا ہے تو اس اصول کے تحت اسی آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین “ کی دوسری قرأت جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت ہے اور تفاسیر میں درج ہے یہ ہے۔ ”ولکن نبیا ختم النّبیین “ ﴿لیکن آپ ایسے نبی ہیں جنہوں نے تمام نبیوں کو ختم کر ڈالا۔﴾

2396 اس قرأت نے ”ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین “ کا معنی بالکل واضح کر دیا کہ آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اس تفسیر سے ان تمام غلط تاویلوں کے راستے ہی بند ہوگئے کہ آپ ﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ آئندہ آپ ﷺ کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔ کیونکہ اب معنی بالکل صاف ہوگیا کہ اس نبی نے تمام نبیوں کو ختم کر ڈالا۔ گویا خاتم کا معنی ختم کرنے والا ہوگیا۔

سرور عالم ﷺ کی تفسیر

ظاہر ہے کہ جس ذات مبارک پر قرآن نازل ہوا ان سے بڑھ کر اس قرآن کا معنی کون

سمجھ سکتا ہے۔ یہ اصول بھی سب میں مسلم ہے۔ اب آپ حضور ﷺ کی تفسیر سنئے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے جس کی صحت میں کلام نہیں ہے۔

”انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج۲ ص۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج الکذابون)“

﴿تحقیق بات یہ ہے کہ میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) ظاہر ہوں گے ہر ایک کا زعم یہ ہوگا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

اس مبارک، صحیح اور کفر شکن حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱...... کہ خاتم النّبیین کا معنی ہے لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

۲...... اس کے کذاب ودجال ہونے کی نشانی ہی یہ ہوگی کہ وہ کہے گا کہ میں نبی ہوں اس کا یہ دعویٰ کرنا ہی اس کے جھوٹے اور دجال ہونے کے لئے کافی ہے۔

۳...... وہ دجال وکذاب میری امت میں سے نکلیں گے۔ اپنے کو امتی نبی کہیں گے۔ اگر حضور ﷺ کی امت میں ہونے کا دعویٰ نہ کریں تو کون ان کی بات پر کان دھرے۔ ان الفاظ سے امتی نبی کے ڈھونگ کا پتہ بھی لگ گیا۔

2397 اس حدیث میں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری امت میں بعض جھوٹے نبی آئیں گے اور بعض سچے بھی ہوں گے۔ دیکھنا ان کا انکار کر کے سب کے سب کافر نہ بن جانا۔ نہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بروزی، ظلی، عکسی اور غیر تشریعی نبی ہوں تو کذاب ودجال نہ کہنا۔ نہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ تیرہ سو سال تک سب دجال ہوں گے۔ بعد والوں کو مان لینا اور اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کر کے انگریز کے خلاف لڑنے اور جہاد کو حرام کہہ کر ساری دنیا میں لٹریچر پہنچائے تو اس انگریزی نبی کو مان لینا اور یہ کہ تیرہ سو سال تک جھوٹی نبوت بند ہے۔ بعد میں آزادی ہے (معاذ اللہ) بہرحال جناب خاتم النّبیین ﷺ کی اس پاک حدیث نے مخالفین ختم نبوت کے سارے وسوسے خاک میں ملا دیئے۔

نبی کریم ﷺ کا دوسرا ارشاد

آپ ﷺ کا دوسرا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جو بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔

”عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترك منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظّار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع

تلك اللبنة فكنت انا سددت موضع اللبنة وختم الرسل وفی روایة فانا اللبنة وانا خاتم النّبیین (مسلم ج٢ ص٢٤٨، باب ذکر کونه خاتم النّبیین)" ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور پیغمبروں کی مثال ایک ایسے محل کی ہے جو نہایت خوبصورت بنایا گیا ہو۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ اس کو دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں کہ کیسی اچھی تعمیر ہے۔ ہاں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے (کیوں چھوڑ دی گئی) تو میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کر دی اور میرے ذریعہ پیغمبر ختم کر دیئے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النّبیین ہوں۔﴾

2398 اس حدیث نے تو خاتم النّبیین کا معنی حسی طور پر بیان فرمادیا کہ نبوت کا محل پورا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ وہ حضور ﷺ سے پوری ہوگئی۔ اب مرزا قادیانی اس محل میں گھسنا چاہتا ہے۔ مگر کون گھسنے دیتا ہے۔ مرزائیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ بخاری اور مسلم کی حدیث میں کیڑے نکالتے اور کہتے ہیں کہ صاحب لولاک کی شان اور ایک چھوٹی سی اینٹ کو کیا نسبت؟ انا للہ وانا الیه راجعون!

یہ مثال تو آپ ﷺ نے سارے جہان کی بیان نہیں کی۔ صرف قصر انبیاء کی بیان کی ہے۔ پھر ان مرزائیوں کو کیا معلوم ہے کہ اس ایک اینٹ کی کتنی جگہ ہے۔ وہ کتنی خوبصورت اینٹ ہے۔ وہ کتنی بڑی ہے۔ محل کا سارا حسن ایسی ایک اینٹ سے دوبالا کیوں نہیں ہوسکتا؟

حدیثی نکتہ

اس مبارک حدیث نے یہ وہم بھی دور کر دیا کہ آیت خاتم النّبیین کا تعلق آنے والوں سے ہے۔ آپ ﷺ نے تمام آنے والے پیغمبروں کا ذکر کر کے صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے کی بات فرمائی اور اپنے کو آخری اینٹ فرما کر خاتم النّبیین فرمادیا۔ مطلب صاف ہوگیا کہ خاتم کا تعلق سابقین سے ہے۔ لاحقین اور آنے والوں سے نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی مہر اور قدسی قوت نبی تراشتی رہے گی اور آپ ﷺ کی مہر سے لوگ نبی بنا کریں گے اور امتی نبی کہلائیں گے۔

مرزائی کفر پر کفر

مرزائی ابوالعطاء جالندھری نے اس حدیث کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو محل میں تو جگہ خالی نہ ہوگی وہ کہاں ہوں گے۔

2399 افسوس ہے کہ مرزائی گندی باتوں سے اور خاص کر پیغمبروں کے بارے میں غلط

بیانیوں سے باز نہیں آتے۔ پہلے تو آپ ویسے ہی اس کا جواب سن لیں۔ جب مرزا جی آئیں گے اور کسی اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوگی۔ یہ مرزا جی کہاں لگنے کی کوشش کریں گے؟ یہ ایسی ہی بات ہوئی جیسے ایک میراثی نے بات بنائی تھی کہ جب انبیاء سب باری باری خدا کے سامنے سے گزر جائیں اور مرزا جی کی باری آئے گی تو اس پر اعتراض ہوگا کہ تمہارا تو نام فہرست میں نہیں۔ تم کدھر سے نبیوں میں رہے تو فوراً شیطان ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جائے گا کہ یا الٰہی آپ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ میں نے صرف یہ ایک بھیجا تھا۔ اس کو تو داخل کر لو۔

مرزائیو! پیغمبروں کا مذاق اڑا کر پھر مذاق سے خفاء نہ ہوں۔ اب تحقیقی جواب سن لو۔ یہ صرف مثال ختم نبوت کے محل کی ہے اور امت کو سمجھانے کے لئے۔ اس سے پیغمبر اینٹ کی طرح بے حس وحرکت اور بے جان ثابت نہیں ہوتے۔ نبوت کا محل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت سرور عالم ﷺ کے ذریعے مکمل ہو چکا ہے۔ وہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ اب آخری نبی کی عزت نوازی کے لئے جس پرانے پیغمبر کو لے آئے۔ پیغمبر آخر الزمان کی عزت افزائی کے لئے ان کو زندہ رکھ کر پھر آپ ﷺ کی امت کی امداد کرائے۔ وہ صاحب اختیار ہے۔ مرزائی کون ہوتے ہیں جو اس میں دخل دیں۔ اس کی بحث علیحدہ مسئلہ حیات عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میں مفصل دیکھئے: ”عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یا ایھا الناس انہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات (رواہ البخاری ج۲ ص۱۰۳۵، کتاب التعبیر) “ ﴿حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! (سن لو) بات یہ ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔﴾

2400 ایک روایت میں ہے کہ سرور عالم ﷺ سے پوچھا گیا مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا: (اچھے خواب جو مسلمان دیکھے یا دوسرا اس کے لئے دیکھے)

ایک روایت میں ہے کہ مبشرات نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ بہر حال نبوت کے اجزاء کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ نبوت، شرف ہم کلامی، اسرار الٰہیہ تقدیر اور اسباب، مخلوق اور خالق کا تعلق، نبوت کا واسطہ یہ اور اس قسم کے مباحث......

ہماری عقول اور افہام سے بہت بلند ہیں۔ ان سب کو راز میں رکھا گیا دو اجزاء ظاہر کئے گئے۔ اچھی اور سچی خوابیں۔ کون ہے جو ان غیبی امور کے بارے میں خواب کی اطلاعات کی حقیقت بیان کر سکے؟ دوسرا جز مکالمات الٰہیہ ہے۔ نہ رب العزت جل وعلا کی ذات ہمارے احاطۂ علم میں ہے اور نہ اس کی صفات اور خاص کر مکالمہ الٰہیہ، آخر یہ مکالمہ کس طرح ہوتا ہے۔

بالمشافہ رب العزت جل وعلا سے، ملائکہ کے توسط سے۔ دل میں القاء سے۔ پردے کے پیچھے سے، یا غیب کی آوازیں سنائی دینے سے، پھر ہر ایک کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مقام قرب اور مقام معیت کی باتیں ہیں۔ بہر حال یہ اجزاء نبوت ہیں۔ جزیات نبوت نہیں ہیں۔ نبی جس قسم کا ہو، چاہے صاحب کتاب وصاحب شریعت ہو۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام وغیرہ۔ چاہے بغیر شریعت وکتاب ہو جیسے ہارون علیہ السلام اور سارے انبیاء بنی اسرائیل۔ یہ اصلاح خلق کے لئے مامور ہوتے ہیں۔ ان سے مکالمہ ہوتا ہے۔ ان کو مبعوث کیا جاتا ہے اور نبوت کا منصب عطاء ہوتا ہے۔ ان پر وہ وحی آتی ہے جو فرشتہ پیغمبروں پر لاتا ہے۔ یہ شریعت کے اجراء کے لئے مامور ہوتے ہیں۔ ان کی وحی میں شریعت کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہدۂ نبوت پر فائز ہوتے ہیں۔ ان دونوں نبوتوں کو اولیاء کرام تشریعی نبوت کہہ دیتے ہیں اور دونوں کو بند اور ختم بتاتے ہیں۔

عام اہل علم کلام، علم شریعت والے پہلی کو نبوت تشریعی اور دوسری کو نبوت غیر تشریعی کہتے ہیں، اور ”ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین“ کے بعد دونوں کو ختم بتاتے ہیں۔ اولیائے کرام میں سے بعض کو شرف مکالمہ نصیب ہوتا ہے۔ لیکن نبی اور نبوت کے [2401] نام کو غیر نبی کے لئے استعمال کرنے کو وہ کفر سمجھتے ہیں۔ وہ بھی صرف مکالمات کو نبوت غیر تشریعی کہہ دیتے ہیں۔ جس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس ذات مبارک کو نبی کا نام دیتا ہے اور منصب نبوت سے سرفراز کر کے اصلاح خلق کے لئے پرانے یا نئے احکام وحی کر کے بھیجتا ہے۔ یہ وہ نبوت نہیں ہے۔ اس سے دھوکہ دیا جاتا ہے کہ شیخ اکبر وغیرہ تشریعی نبوت کی بقاء اور اجراء کے قائل ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ارباب علم وکلام وشریعت جن دو نبوتوں کو علیحدہ ذکر کر کے ختم بتاتے ہیں تو بعض اولیاء ان دونوں کو نبوت تشریعی کہہ کر ختم بتا دیتے ہیں۔ مقصد دونوں کا ایک ہی ہو جاتا ہے۔ مطلب بالکل صاف ہے کہ انسان کے کسی جزو مثلاً پاؤں کو انسان نہیں کہتے۔ مجموعہ اجزاء کو انسان کہتے ہیں۔ مگر حیوان کے جزئیات کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً گھوڑا، گدھا، بلی وغیرہ سب کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ یہ جزیات ہیں لیکن گھوڑے کے سر کو گھوڑا نہیں کہہ سکتا، مجموعہ اعضاء کو کہیں گے۔ اب انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے چھیالیس اجزاء جمع ہوں تو کوئی نبی بنتا ہے۔ مگر ان اجزاء کا جمع ہونا اور منصب نبوت ملنا محض موہبت اور فضل خداوندی ہے۔ حدیث بہر حال بخاری کی ہے اور ختم نبوت کی صاف دلیل ہے۔ یہی تفسیر ہوگئی اس پہلی آیت کی۔ مرزا غلام احمد کے ایک پیرو مرزائی ابوالعطاء نے لکھا ہے کہ دیکھو پانی کا ایک قطرہ دریا کا جزو ہے۔ لیکن دونوں کو پانی کہتے ہیں۔ یہ

سراسر دھوکہ ہے اور جز و اور جزئی میں امتیاز نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ قطرہ بھی پانی ہے اور دریا بھی۔ قطرات پانی کے اجزا نہیں ہیں۔ پانی کے اجزاء ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں۔ کیا کوئی شخص ان دو اجزاء میں سے کسی ایک کو پانی کہہ سکتا ہے؟ جیسے چھوٹا گدھا اور بڑا گدھا دونوں حیوان کے جزئیات ہیں۔ دونوں کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ مگر گدھے کے کسی جزو کو گدھا نہیں کہہ سکتے۔ ابوالعطاء مرزائی باتیں بنا کر قرآن اور حدیث کا مقابلہ کرتا ہے۔

حضور ﷺ کا چوتھا ارشاد

بخاری غزوہ تبوک میں یہ حدیث درج ہے: 2402"الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی (بخاری ج۲ ص۶۳۳، باب غزوه تبوك) " ﴿کیا تم اس پر خوش نہیں ہوتے کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جاؤ۔ جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے۔ مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں۔﴾

جب آپ نے غزوۂ تبوک کو جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو اہل خانہ وغیرہ کی نگرانی کے لئے چھوڑا تو حضرت علیؓ نے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے رہنے کو محسوس کیا۔ جس پر آپ ﷺ نے ان کو یہ فرما کر تسلی دے دی۔

حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی تھے۔ مستقل صاحب شریعت نہ تھے۔ نہ صاحب کتاب تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے وقت ان کو نگرانی کے لئے چھوڑ گئے۔ یہی بات آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرما کر ان کو تسلی کرادی۔ لیکن چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے۔ یہ غلط فہمی اس ارشاد سے دور فرمادی کہ ”میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوسکتا۔“ گویا تابع غیر مستقل نبی اور بغیر شریعت کے بھی آپ ﷺ کے بعد کوئی نہیں بن سکتا۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ نبوت ایک عظیم منصب اور بھاری انعام ہے اور محض موہبت اور بخشش سے ملتا ہے۔ اس میں کسی کے اتباع واطاعت کا دخل نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی نے امتی نبی کی خودساختہ اصطلاح گھڑ کر لوگوں کو کافر بنایا ہے۔ امت میں سے ہو یا باہر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے یہ منصب دے دیں۔ وہ نبی ہے۔ لیکن اب یہ دروازہ بند ہو چکا ہے۔ مرزا جی اسی لئے تو کبھی صدیقیت کی کھڑکی کھولتے ہیں۔ کبھی فنافی الرسول اور آپ ﷺ کے اتباع کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ یہ سب دجل وفریب اور دھوکہ ہے۔ امتی نبی کی اصطلاح یا مسیح موعود کی اصطلاح کوئی مرزائی پرانے دین میں نہیں بتا سکتا۔

حضور ﷺ کا پانچواں ارشاد

[2403] ”عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فماذا تامرنا یا رسول اللّٰه قال فوابیعة الاوّل فالاوّل اعطوهم حقهم فان اللّٰه سائلهم عما استرعاهم (بخاری ج۱ ص۴۹۱، کتاب الانبیاء، مسلم ج۲ ص۱۲۶، کتاب الامارة)“

﴿حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست اور انتظام ان کے پیغمبر کرتے تھے۔ جب ایک چل بستا تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا اور تحقیقی بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (البتہ) خلفاء (وامراء) ہوں گے اور وہ بہت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کا حکم ہم کو کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے جس سے بیعت کی ہے اس کا حق پورا کرو۔ (اسی طرح درجہ بدرجہ) ان کا حق ان کو دو (اگر تمہارا حق ادا نہ کریں) تو اللہ تعالیٰ خود ان سے رعیت کے متعلق پوچھ لیں گے۔﴾

ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی نبوتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھیں۔ مستقل اور تشریعی نبوتیں نہ تھیں۔ مگر سرور عالم ﷺ نے اپنی امت میں سے ان کی بندش اور ختم نبوت کا بھی اعلان کر دیا۔ وہاں سارا کام نبی کرتے تھے۔ یہاں حضور ﷺ کے بعد خلفاء، امراء، علماء، اولیاء کریں گے۔

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali).]

(اس موقع پر مسز اشرف خاتون عباسی نے کرسی صدارت چھوڑ دی اور مسٹر چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) نے اجلاس کی صدارت شروع کر دی)

حضور کریم ﷺ کا چھٹا ارشاد

مولانا عبدالحکیم: ”لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ (ترمذی ج۲ ص۲۰۹، باب مناقب ابی حفص عمرؓ بن الخطاب)“ ﴿اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔﴾

[2404] حضرت عمرؓ کے محدث ہونے کی تصریح بھی آپ ﷺ فرما چکے ہیں کہ ان سے

مکالمات ہوتے تھے۔ مگر پھر بھی فرمایا کہ وہ نبی نہیں اور وجہ صرف یہ بتائی کہ میرے بعد نبی نہیں ہوسکتا۔ واقعی جو ہستی مکارم اخلاق، کمالات نبوت اور تمام اعلیٰ صفات نبوت کی جامع ہو اور تمام انبیاء ومرسلین سے افضل اور سب کی سرتاج اور امام ہو۔ ایسی ہی پاک ہستی کو لائق ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آنا اور منصب نبوت کا خاتم ہونا۔

معلوم ہوا کہ محدث بھی نبی نہ ہوسکتا نہ کہلا سکتا ہے اور اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ اس کو حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ مکالمات کی دولت نصیب ہوئی ہے تو اپنے دماغ کا علاج کرائے۔

جناب امام الانبیاء علیہ السلام کا ساتواں ارشاد

”عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم، ونصرت بالرعب، واحلت لی الغنائم، وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون (مسلم ج۱ ص۱۹۹، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰة)“ ﴿حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے۔ غنیمت کا مال میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔ (جب کہ پہلی امتوں میں مال غنیمت کے ڈھیر کو آسمان کی آگ جلا دیتی تھی اور یہی اس کی قبولیت کی نشانی تھی) اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور طہور بنادی گئی۔ (نماز زمین پر ہر جگہ پڑھ سکتے ہیں اور بوقت ضرورت تیمم بھی کر سکتے ہیں) اور میں تمام مخلوق کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں اور میرے ساتھ تمام پیغمبروں کو ختم کر دیا گیا ہے (یعنی یہ سلسلہ بند ہوگیا اور تعداد معیّن پوری ہوگئی)﴾

2405 اس مبارک ارشاد میں آخری جملہ صاف اور صریح ہے۔ جس میں کسی مرزائی کی تاویل یا وسوسہ کی گنجائش نہیں۔ صاف صاف فرمان ہے کہ میرے آنے سے سارے نبی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ یہاں مہر وغیرہ کا معنی نہیں چل سکتا۔

آٹھواں ارشاد رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”فانی آخر الانبیاء ومسجدی آخر المساجد (مسلم ج۱ ص۴۴۶، باب فضل الصلوٰة بمسجد مکة والمدینة ونسائی شریف)“

اس حدیث شریف کے پہلے حصے نے تو سرور عالم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تصریح

فرمادی ہے۔ لیکن مرزائی بڑے خوش ہیں کہ ان کو احادیث کا معنی بدلنے کا موقعہ اس حدیث کے دوسرے جزو سے ہاتھ آ گیا وہ کہتے ہیں کہ جیسے حضور ﷺ کی مسجد کے بعد ہزاروں مسجدیں بنی ہیں اسی طرح آپ ﷺ کے بعد اور نبی آ سکتے ہیں۔ مگر قدرت کو یہی منظور ہے کہ یہ ہر ہر جگہ لاجواب اور رسوا ہوں۔ چنانچہ اسی حدیث کو امام دیلمی، ابن نجار اور امام بزارؒ نے نقل فرمایا اور اس میں یہ الفاظ ہیں ”و مسجدی آخر مساجد الانبیاء“ کہ میری مسجد پیغمبروں کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے (کنز العمال) لیجئے! حدیث کی تشریح خود دوسری حدیث نے کر دی اور مرزائیوں کی خوشی خاک میں ملا دی۔

صحابہ کرامؓ کی تفسیر

ان روایات سے آپ کو صحابہ کرامؓ کی تفسیر کا بھی علم ہو گیا۔ کسی صحابیؓ نے کسی ایک حدیث کے مطلب کا انکار نہیں کیا اور کر کیسے سکتے تھے۔ وہ تو حضور اکرم ﷺ کے اشاروں پر جان قربان کرنے والے تھے۔

2406 امت کا اجماع

تیرہ سو سال تک انہی معانی پر اور سرور کائنات ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر تمام علماء کرام، محدثین، مجددین اور مجتہدین بلکہ عام اہل اسلام کا اتفاق رہا اور مدعی نبوت سے کبھی نہیں پوچھا گیا کہ تو کس قسم کی نبوت کا مدعی ہے۔ بلکہ اس کو سخت ترین سزا دی گئی۔

نقل اجماع

۱...... قرآن پاک کی صریح روایات اور خود سرور کائنات کی تفسیر پھر صحابہ کرامؓ کی متواتر روایات کے بعد کسی اجماع کے نقل کی ضرورت نہیں ہے۔ جب کہ کسی صحابیؓ نے اس معروف ومشہور تفسیر کا انکار بھی نہیں کیا۔ جب کہ اس کا تعلق کفر وایمان سے تھا تو یہ بات بجائے خود تمام اسلاف کا اجماع ہو گیا کہ سرور عالم ﷺ کی تشریف آوری اور بعثت سے انبیاء علیہم السلام کی تعداد پوری ہو چکی ہے اور خاتم النبیین کے بعد کسی قسم کا پیغمبر کسی نام سے نہیں بن سکتا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی اور خاتم الانبیاء کا معنی تیرہ سو سال تک صحابہؓ اور تابعین اور کاملین اسلام پر باوجود پوری کوشش وکاوش کے کھل نہ سکا تو قرآن پاک ہدایت کی کتاب کیسی ہوئی۔ العیاذ باللہ! چیستان ہو گئی اور پھر آج کے نئے معنوں کا کیا اعتبار رہ سکتا ہے؟

۲...... تفسیر روح المعانی میں ہے: ”وکونه ﷺ خاتم النّبیین مما نطق به الکتاب وصدقت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصرّ (روح المعانی ج۲۲ ص۳۹، زیر آیت خاتم النّبیین) “2407 ﴿اور آنحضرت ﷺ کا آخر النّبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن نے تصریح کی اور جن کو احادیث نے صاف صاف بیان کیا اور جن پر امت نے اجماع کیا۔ اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا اور توبہ نہ کرے بلکہ اپنی بات پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے گا۔﴾

۳...... حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے اپنی کتاب (اقتصاد ص۱۲۳، مطبوعہ مصر، الباب فی بیان من یجب التکفیر من الفرق) میں اس مسئلہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ جس نے اس کی تاویل کی وہ بکواس ہے۔ امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا۔ اس میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص نہیں ہے۔

۴...... (شرح عقائد سفارینی ص۲۵۷) پر بھی احادیث کے متواتر ہونے کا قول فرمایا ہے۔

اس مسئلہ پر ہم اتنے ہی پر اکتفاء کرتے اور ساتھ ہی حضرت مولانا مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ کراچی کی کتاب منسلک کرتے ہیں جس میں سو آیات سے اور دو سو حدیثوں سے اور سینکڑوں اقوال سلف صالحین سے مسئلہ ختم نبوت ثابت کیا گیا اور مخالفین کے تمام اوہام اور وساوس کا تار پود بکھیر کے رکھ دیا ہے۔ جو تفصیل دیکھنا چاہے یہ کتاب دیکھے۔

البتہ مرزائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے خود مرزاجی کے تین قول نقل کر دیتے ہیں۔

مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰) پر لکھا ہے۔

2408

۱...... ”لانه یخالف قول اللّٰه عزوجل ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النّبیین الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمّٰی نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرّه نبینا فی قوله لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین...... وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم اللّٰه به النّبیین“

”اس لئے کہ یہ خداتعالیٰ کے اس قول کے مخالف ہے ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النّبیین“ کیا تو نہیں جانتا کہ خدائے مہربان نے ہمارے نبی کا نام بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور ہمارے نبی نے اس کی تفسیر لا نبی بعدی میں واضح بیان سے صاحب طلب لوگوں کے لئے کر دی (دو سطروں کے بعد) اور وحی منقطع ہو چکی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کو ختم کر ڈالا ہے۔“ مرزاغلام احمد کے اس

قول سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ سرور عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد وحی بند ہوچکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استثناء کے آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء قرار دیا دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ لانبی بعدی قرآن پاک کی واضح تفسیر ہے۔

۲...... مرزاجی نے اسی کتاب (حمامتہ البشریٰ) پر لکھا ہے:

”وماکان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین“

(حمامتہ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

”اور میرے لئے یہ جائز نہیں کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔“

یعنی دعویٰ نبوت کرنا کافر ہونا ہے۔

2409 ۳...... ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“

”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہیں اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔“ (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

اب مرزائیوں کو خاتم النبیین کے معنوں میں بحث نہیں کرنی چاہئے۔

ختم نبوت یا نبی تراشی

۱...... ”جو دین دین ساز نہ ہو وہ ناقص ہے۔“ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ بلکہ سچ پوچھیں تو خود مرزا قادیانی کے ہاں بھی یہ غلط ہے۔ کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ دوسرے اس کے مستحق نہ تھے۔ حتیٰ کہ صحابہؓ سے لے کر آج تک کوئی بھی مرزا کی طرح نہ تھا۔ چنانچہ اسی مضمون کو اس نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) میں درج کر کے یہ بھی لکھ دیا کہ وہ ایک ہی ہوگا۔ تو دین دین ساز کہاں رہا؟ یہ تو صرف مرزاجی کی اپنے نفس کی پیروی اور تسویل ہے۔

۲...... اور یہ کہنا کہ آپ کی قوت قدسی نبی تراش ہے اور آپ کی مہر سے نبی ہی بنتے رہیں گے اور نبوت ختم کرنا خداتعالیٰ کی رحمت وبرکت کو روکنا اور ختم کرنا ہے۔ قطعاً درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا فرمایا ہے اس کو ختم کرنا ہے۔ اگر ایک رسی کا ایک سرا ہے تو دوسرا سرا بھی ہوتا ہے۔ اگر ایک دریا کا ایک کنارہ ہے تو دوسرے کنارے پر جاکر ختم ہوجاتا ہے۔ اگر دن صبح کو شروع ہوتا ہے تو مغرب کو ختم ہوتا ہے۔ اگر دنیا کی ابتداء ہوئی ہے تو اس کی انتہاء

بھی ہوگی۔ اگر نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کی ہے تو اس کو بڑھا بڑھا کر خاتم کمالات نبوت حضرت خاتم النّبیین (ﷺ) 2410 پر پورا کامل کر کے ختم کرنا ہے۔ یہاں ہر چیز کی حد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ’’کل شیٔ عندہ بمقدار (رعد:۸)‘‘ ﴿اس کے ہاں ہر چیز کی مقدار معین ہے۔﴾ اگرچہ بارش رحمت ہے۔ لیکن یہ ضرورت کی حد تک رحمت ہے۔ اگر چند دن مسلسل بارش ہو تو سب روکنے کے لئے دعائیں کریں گے۔

۳...... دین سازی کمال نہیں۔ بلکہ نبوت آدم علیہ السلام سے شروع کر کے اس کو کامل کرتے کرتے آخری کمال پر پہنچا کر ختم کرنا کمال ہے۔ ناقص نبی بنا کر ختم کرنا کمال نہیں ہے۔

۴...... یہ دین کا کمال نہیں ہے کہ اس دین کے تمام اجزاء پر ایمان لانے کے باوجود صدیوں کے بعد کسی ایک مدعی نبوت پر ایمان نہ لانے سے کروڑوں کی تعداد میں امت کافر ہو جائے۔ جس مدعی کا کوئی ذکر نہ کیا گیا ہو اور نہ حضرت رحمۃ للعالمین نے تمام آنے والی نسلوں کو کفر سے بچانے کے لئے کچھ ارشاد فرمایا ہو۔ جب کہ آپ نے اور بیسیوں امور کی خبریں دیں۔ بلکہ آپ نے لا نبی بعدی کہہ کر گویا اپنی امت کو آمادہ کیا کہ کسی نبی کا بھی اقرار نہ کرو۔ اگر کوئی نبی آنے والا تھا جس کا انکار کفر تھا تو کیا حضور ﷺ نے العیاذ باللہ مجرمانہ خاموشی اختیار نہیں کی؟ بلکہ اپنی امت کے کافر بننے کا سامان کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

۵...... یہ کمال نہیں ہے کہ امت کا تعلق اپنے کامل نبی سے واسطہ در واسطہ ہو۔ بلکہ یہ کمال اور بہتر ہے کہ تمام امت کا تعلق اپنے نبی سے بلاواسطہ قائم رہے۔

۶...... خاتم النّبیین میں ’’خاتم‘‘ کا تعلق سابقین اور گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام سے ہے۔ نہ ’’لاحقین‘‘ اور آئندہ والوں سے، مرزاجی اور اس کے چیلوں نے کہا کہ خاتم النّبیین کا معنی ہے کہ سارے نبیوں کی مہر ہیں۔ آپ ﷺ نبی 2411 تراش ہیں اور آپ ﷺ کی قوت قدسیہ سے نبی بنتے ہیں۔ دراصل دائرۂ نبوت کا مرکزی نقطہ آپ ﷺ کی ذات ہے۔ آپ ﷺ نے تمام کمالات نبوت خود طے فرما کر کمال تک پہنچا دیئے اور ختم کر دیئے۔ آپ ﷺ اسی لئے آخر میں آئے۔ جیسے صدر جلسہ تمام انتظامات کے بعد آتے ہیں۔ جن کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے آدم علیہ السلام بھی تمام انتظامات کے بعد لائے گئے کہ وہ انتظامات آپ کے لئے تھے۔ جیسے زمین و آسمان اور سورج و چاند وغیرہ کی پیدائش۔ پھر جب نبوت کو ختم کرنا تھا تو کامل کر کے ایک کامل کے ذریعے ختم کرنا زیادہ مناسب تھا۔ اسی لئے بیت المقدس میں تمام پیغمبر امامت کے لئے آپ کا انتظار کرتے رہے اور اسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ ’’نحن الآخرون والسابقون (منتخب

کنزالعمال علیٰ حامش مسند احمد ج٤ ص٢٠٦) ” ﴿ہم آخری اور پہلے کے ہیں۔﴾

اور دوسری حدیث جس کو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے: ”کنت اوّل النّبیین فی الخلق وآخرهم فی البعث (منتخب کنزالعمال علی حامش مسند احمد ج٤ ص٢٠١) ” ﴿میں پیدائش میں سب سے پہلا نبی تھا اور مبعوث ہونے میں سب سے آخری۔﴾

اور اسی لئے قیامت میں بھی ”لواء حمد“ آپ ﷺ کو ملے گا اور تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت کبریٰ کا معاملہ آپ ﷺ کے سپرد فرمائیں گے۔

اور ایک حدیث نے اس کی تشریح کی ہے جو شرح السنہ اور مسند امام احمدؒ میں ہے۔

”انی عند اللّٰہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته (مشکوٰة ص٥١٣، باب فضائل سید المرسلین) ” ﴿میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت خاتم النّبیین تھا۔ جب کہ آدم علیہ السلام ابھی گارے میں تھے۔﴾

2412

یہاں صرف یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ پہلے سے یہ جانتے تھے اور تقدیر ہی یہ تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر پیغمبر اور اس کے وقت کو جانتے تھے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ایک طرح یہ خصوصیت اور خلعت ختم نبوت کا شرف عطاء ہو چکا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت وہبی نعمت ہے یہ کسبی نہیں ہے۔

۷...... یہ نبوت کا آپ ﷺ پر خاتمہ دین کا نقصان نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ساری امتوں کو ایک طرف اور اس ساری امت کو دوسری طرف رکھا ہے۔ چنانچہ چند آیتیں حسب ذیل ہیں:

”کنتم خیر امة اخرجت للناس (آل عمران:١١٠) ” ﴿تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی خاطر پیدا کی گئی ہو۔﴾

”وکذالك جعلناکم امة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیداً (بقره:١٤٣) فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنابك علیٰ هٰؤلاء شهیداً (نساء:٤١) ” ﴿اور ایسے ہی ہم نے تم کو درمیانی (اور بہترین) امت بنایا تا کہ تم باقی لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہی دے۔ وہ کیسا وقت ہوگا کہ جب ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور آپ کو ان (سب) پر گواہ بنائیں گے۔﴾ ایسی بہت سی آیات ہیں۔

بہرحال اگر کثرة کا کوئی انضباط نہ ہو تو وہ بھیڑ ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں نظم وضبط ہو تو وہ ایک طاقت ہوتی ہے۔ کثرت اگر کسی وحدت پر ختم ہو تو وہ مربوط اور قوی طاقت ہوتی ہے۔ تمام

انبیاء علیہم السلام، سرور عالم ﷺ کے ماتحت ہیں اور اس وحدت کا مظاہرہ معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری امتوں کو ایک طرف اور آپ ﷺ کی امت کو دوسری طرف رکھا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ آخری نبی اور آپ ﷺ کی امت آخری امت ہے۔

2413 ۸...... پیغمبر شریعت و کتاب لاتے ہیں یا پرانی شریعت کو بیان کرتے اور چلاتے ہیں۔ یہاں تکمیل دین و شریعت کا کام پورا ہو چکا ہے۔ ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدہ:۳)“ ﴿آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی مہربانی تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کر لیا۔﴾

بقاء و تحفظ شریعت کی ذمہ داری بھی خود خدا نے لے رکھی ہے۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (الحجر:۹)“ ﴿ہم نے ہاں ہم ہی نے یہ قرآن اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔﴾

سیاست اور ملکی انتظام کا کام خلفاء کے سپرد ہو چکا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ ”کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلّما ہلك نبی خلفہ نبی ولکن لا نبی بعدی وسیکون الخلفاء فیکثرون (او کماقال) (بخاری ج۱ ص۴۹۱، کتاب الانبیاء، مسلم ج۲ ص۱۲۶، کتاب الامارۃ)“ ﴿بنی اسرائیل کا انتظام پیغمبر کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی جاتا دوسرا آجاتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے اور تم پہلے خلیفہ سے وفاداری کرتے رہنا۔﴾

اور مبشرات سچے خوابوں کی طرح نبوت کا جز ہے۔ بعینہ نبوت نہیں نہ جز کو کل کا نام دیا جاتا ہے۔ آدمی کی ٹانگ کو آدمی نہیں کہا جاسکتا۔ نہ اس کی ایک آنکھ کا نام انسان ہوتا ہے۔ یہ اجزاء انسانی ہیں۔ ہاں انسان کی تمام جزئیات کو انسان کہا جائے گا۔ جیسے مرد، عورت، کالا، گورا۔ بہرحال اجزاء 2414 اور جزئیات کا فرق ہر پڑھا لکھا جانتا ہے یا حیوان ہر گھوڑے، گدھے اور بلی کو کہہ سکتے ہیں۔ لیکن کسی پاؤں یا سر کو حیوان نہیں کہہ سکتے۔ اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی اس امت کو ضرورت نہیں ہے اور سرور عالم ﷺ نے صاف اور واضح اعلان فرما کر ہر طرح کی نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ مرزائیوں کو سرور عالم ﷺ کی مخالفت میں مزہ آتا ہے۔ مبشرات کا معنی خود حدیث میں سرور عالم ﷺ نے سچے خواب بتایا ہے۔

۹...... یہ کہنا کہ ”وہ لعنتی دین ہے جو نبی ساز نہ ہو۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸، خزائن ج۲۱ ص۳۰۶)

جیسے کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے چانٹے کہتے ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ یہ بات تو پہلی امتیں بھی کہہ سکتی تھیں پھر تمہاری کون سی تخصیص ہے؟ پہلی امتوں نے اپنے اپنے پیغمبر کی اطاعت کر کے نبوت کے سوا باقی مراتب قرب حاصل کئے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا نبوت عطاء کی۔ وہ دین نبی ساز نہ تھا۔ بلکہ نبیوں کی تعداد باقی تھی۔ اس کو پورا کرنا تھا۔ ان امتوں کی اپنے نبی سے تعلق ونسبت بھی قائم رہی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ یہ آخری امت اپنی نسبت قیامت تک اپنے نبی الزمان سے رکھتے ہوئے مراتب قرب حاصل کرتی رہے۔ کسی دوسرے کا واسطہ درمیان میں نہ ہو۔ یہ بات تو شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہی تھی کہ ذاتی طور سے میں آدم سے بہتر ہوں۔ آپ کے انتخاب اور اجتباء پر دارومدار کیوں ہو کہ آپ آدم کو سجدہ کراتے ہیں؟ اسی لئے شیطان ملعون ومردود ہوا، اور آدم علیہ السلام نے عبودیت اور اطاعت اختیار کی وہ مقبول ہوگئے۔ یہاں بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ ”نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں۔ دوسرے کوئی اس کے مستحق نہیں۔“ گویا یہ بھی شیطان کی وراثت تھامے ہوئے اپنا استحقاق اور شدت 2415 اتباع ثابت کرتا ہے اور اب اس کے گم کردہ راہ چیلے چانٹے اس سے وابستہ رہ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

یہاں سے مرزا قادیانی کی یہ جہالت بھی ظاہر ہوگئی ہے کہ پہلے پیغمبر براہ راست پیغمبر ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے پیغمبر کے اتباع کا اس میں دخل نہ تھا۔ مگر یہاں مجھے حضور ﷺ کی اتباع اور غایت اطاعت سے نبوت کا مقام ملا ہے۔ (حقیقت الوحی) اس لئے کہ پہلے کے پیغمبر بھی کسی نہ کسی پیغمبر کے دین کا اتباع کرتے تھے اور ہم بھی کرتے ہیں۔ نبوت تو موہبت اور بخشش ہے۔ جہاں ظرف اس کے مناسب دیکھا وہاں عطاء فرمادی اور ظرف بھی خود مہربانی کر کے عنایت کرتے تھے۔

”اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام:۱۲۴)“ ﴿خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کہاں اپنی نبوت دے۔﴾

مگر اب تو سلسلۂ نبوت کی تکمیل کر کے اس کو بند فرمادیا۔ جتنے نبی آنے تھے وہ آگئے اور دائرۂ نبوت کی ساری مسافت آپ ﷺ نے طے کر لی اور تکمیل شریعت فرماگئے۔ اب آپ ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی اور بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے کوئی احمق الذی دوپہر کے وقت پوری روشنی میں اپنا چراغ جلا کر بھینس ڈھونڈتا پھرے۔ اس احمق الذی کی عقل کو بھینس ہی کی عقل کہہ سکتے ہیں۔

۱۰...... پھر یہ مدعی (مرزا) تو دین محمد کی توہین کرتا ہے کہ سرور عالم ﷺ کی پیروی سے صرف مرزا قادیانی ہی نبی بن سکا اور وہ بھی ایسا جو انگریزوں کی اطاعت فرض قرار دے اور غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں بھروائے اور اپنے نہ ماننے والے کروڑوں افراد امت کو کافر قرار دے اور جو پورا وحی کا 2416 ڈراوے کا اور لالچ کا اور تقدیر مبرم کا واویلا کر کے محمدی بیگم کو حاصل نہ کر سکا۔ بلکہ مسلسل بیس سال تک اس کی شادی کے زبانی مزے بھی لیتا رہا اور عقل کے اندھے مگر گانٹھ کے پکے مریدوں کو بتلاتا اور پھسلاتا رہا اور اپنے ساتھ سرور عالم ﷺ کو بھی شریک کر کے جھوٹا کرنے کی ناپاک کوشش کی اور یہ وحی بھی ایسی تھی بلکہ اس کو مرزا جی نے اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دے کر دنیا کو چیلنج کیا تھا۔

کیا اسی بل بوتے پر ہم اس کی بات یا گپ کو سچ مان لیں کہ میری وحی قرآن کی طرح ہے۔ پھر ایسا شخص کہ جو اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہے۔ اپنے مخالفین کو جنگل کے سور لکھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریفؒ کو ملعون کہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو اندھا شیطان لکھے۔ مولوی سعد اللہؒ کو نسل بدکاراں قرار دے۔ تمام علماء کو بدذات فرقہ مولویاں سے تعبیر کرے اور حضرت حسینؓ کے مبارک ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دے۔ اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہے۔ بلکہ تمام پیغمبروں کی صفات وکمالات کا اپنے کو جامع قرار دے۔ (یہ منہ اور مسور کی دال) اسی طرح اس نے پیش گوئی کی کہ عبداللہ آتھم پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔ جب وہ نہ مرا تو جھوٹا اعلان شائع کر دیا کہ اس نے رجوع الی الحق کر دیا تھا اور جب ۲۲ ماہ بعد وہ اپنی موت مرا تو اعلان کر دیا کہ میری پیش گوئی یہ تھی کہ جھوٹا سچے کے سامنے مرے گا۔ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین!

اللہ تعالیٰ ناصر احمد اور سارے قادیانیوں کو سمجھ دے۔ بہت سے نیک آدمیوں کے باپ دادا گمراہ گزرے ہیں۔ اگر یہ بھی توبہ کر کے سچے مسلمان ہو جائیں اور مرزا قادیانی کو خدا کے حوالے کریں۔ پیسے تو اب 2417 بہت ہو گئے ہیں۔ عزت بھی مل گئی اور اگر یہ خیال ہو جیسے کہ آپ کی ڈینگوں سے بو آتی ہے کہ کوئی آپ کا سرپرست آپ کو بچا لے گا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ کو خدا کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وہ وقت گیا جب خلیل خان فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ آپ نے عام مسلمانوں کو بدنام اور ذلیل کرنے کی اپنے بیان میں کوشش کی ہے۔ اس لئے ہم نے یہ چند سطریں لکھ دی ہیں۔

۱۱...... خاتم النّبیین میں خاتم کی اضافت نبیین کی طرف ہے۔ یہاں پرانے نبی پیش نظر ہیں۔ آپ ﷺ نے سابقین کی تعداد ختم کر دی جو آئے تھے آ گئے۔ اب کسی کو آپ ﷺ کے بعد نبوت نہیں مل سکتی۔ خاتم النّبیین کا معنی خاتم الاحقین نہیں ہے کہ آنے والے آپ ﷺ کی مہر سے

آیا کریں گے۔ یہ تو اللہ پر جھوٹ بولا گیا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی مہر سے کون کون آئے کیا مرزاجی یا اس کا پوتا ناصر احمد صاحب بتا سکتے ہیں؟ کیا مرزاجی کے بغیر تیرہ سو سال میں آپ ﷺ کی قوت قدسیہ نامکمل رہی۔ خاتم النّبیین میں پرانے پیغمبروں کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی تعداد کو ختم کر دیا اور قصر نبوت کی تکمیل فرما دی۔ اب کوئی شخص نبوت نہ پا سکے گا۔ یہ اضافت اشخاص کی طرف ہے۔ باقی نبوت و رسالت کے خاتمہ کے لئے وہ مبارک الفاظ زیادہ موزوں ہیں جو امام ترمذیؒ نے روایت کئے ہیں وہ حدیث یہ ہے: ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (قال) فشق ذالك علی الناس فقال لكن المبشرات فقال رؤیا المسلم وهی جزء من اجزاء النبوة (ترمذی ج۲ ص۳، باب ذهبت النبوة وبقیت المبشرات) “ ﴿رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے تو اب میرے بعد نہ کوئی رسول بنے گا نہ نبی (راوی کہتا ہے) یہ بات لوگوں کو مشکل نظر آئی تو آپ ﷺ 2418 نے فرمایا۔ لیکن مبشرات باقی ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ مبشرات کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مسلمان کا خواب اور وہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔﴾

اس حدیث نے تمام مرتدوں کی کمر توڑ دی ہے۔ جس سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کسی کو رسول بنایا جا سکتا ہے کہ جس کے پاس کتاب یا شریعت ہو۔ نہ کسی کو نبی بنایا جا سکتا ہے چاہے وہ دوسرے نبی کا تابع ہو اور کوئی نئی شریعت یا نئے احکام اس کو نہ دیئے گئے ہوں۔ جیسے لفظ خاتم النّبیین نے اگلے پیغمبروں کی تعداد ختم کر دی۔ اس حدیث کے مبارک الفاظ نے بعد میں دعویٰ کرنے والوں کی حقیقت بھی کھول دی۔ اب نہ کسی کے پاس وحی نبوت آ سکتی ہے نہ وحی رسالت۔ اب یہ کہنا کہ مستقل نبی ختم ہو گئے۔ غیر مستقل باقی ہیں یا یہ کہ صاحب شریعت نہ آئیں گے مگر تابع اور غیر تشریعی نبی آ سکتے ہیں۔ یہ سب بکواس ہے کفر ہے اور دین سے استہزاء ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے۔ آمین! مرزاجی کبھی بروزی اور ظلی نبوت کی آڑ لیتا ہے۔ کبھی فنافی الرسول ہو کر نبی بننے لگتا ہے۔ کبھی مسیح موعود بننے کے لئے تنکوں کا سہارا لیتا ہے کبھی مریم بنتا ہے۔ پھر مرزاجی کو حیض آتا ہے۔ پھر مریم سے عیسیٰ بن جاتا ہے۔ کبھی آسمان میں اپنا نام محمد و احمد ظاہر کرتا ہے۔ کبھی اپنا نام ہی ابن مریم رکھ لیتا ہے۔ کبھی محدث و مجدد کا روپ اختیار کرتا ہے اور کبھی مہدی کی حدیثوں کو اپنے اوپر چسپاں کرتا ہے۔ کبھی کرشن کا اوتار بنتا ہے اور کبھی جے سنگھ بہادر، کبھی عین محمد بنتا ہے، کبھی مثیل مسیح کہلاتا ہے تو کبھی ان سے افضل۔ کبھی انسان کی جائے نفرت بنتا ہے۔ کبھی انگریزی عدالت میں توبہ نامہ داخل کرتا ہے اور کبھی 2419 اپنے معجزات حضور ﷺ سے بڑھ کر ظاہر

کرتا ہے۔ غرضیکہ مرزا غلام احمد صاحب عجیب چیز اور ایک چیستان تھے۔ ہم اس کو صرف انگریز کا کمال تصور کرتے ہیں۔ یہ کمال مرزا ناصر احمد صاحب کو مبارک ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر شیطان نے جو تلعب اس سے کیا ہے۔ بہت کم ہی کسی اور سے کیا ہوگا۔

ایک فریب اور اس کا جواب

مرزائی لوگ شیخ اکبر کی بعض عبارتیں پیش کر کے ثابت کرتے ہیں کہ وہ بھی غیر تشریعی نبوت کو باقی سمجھتے ہیں۔ یہ صریح دھوکہ ہے اور علمی جہالت ہے۔ دراصل بعض اولیاء یہ کہتے ہیں کہ خداتعالیٰ سے مکالمہ ومخاطبہ ہوسکتا ہے۔ جس کو لغت میں نبوت بھی کہتے ہیں۔ لیکن وہ ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ نہ کوئی نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے نہ نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ اس کی اجازت ہے۔ یہ جو مکالمہ ہوتا ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ وہ بیان شریعت کے لئے مامور ہو کر خداتعالیٰ کے ہاں منصب نبوت پالیتا ہے۔ وہ صرف اس مکالمے کو غیر تشریعی نبوت کہتے ہیں۔ تشریعی نبوت وہ ہر اس وحی نبوت کو کہتے ہیں جس میں شریعت کے لئے احکام ہوں۔ نئے یا پرانے اور یہ صرف نبی کے لئے ہوسکتا ہے۔ گویا لغوی طور پر وہ مکالمہ الٰہیہ کا نام غیر تشریعی رکھتے ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ شرعی وحی اور نبی کی وحی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نبی اور رسول ایک عہدہ ہے جو اب ختم ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ گویا ان اولیاء کے ہاں تشریعی نبوت میں دونوں نبوتیں شامل ہیں جو ختم ہو چکی ہیں۔ نئی شریعت والی اور پرانی شریعت والی یعنی وہ غیر تشریعی کا اطلاق بھی کبھی ولایت پر کر دیتے ہیں۔ لیکن کسی نے آج تک ان میں سے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ نبی ہونے کے اعلان کی اجازت دی۔ اگر مرزائیوں میں سکت ہے تو کسی ولی کا دعویٰ نبوت ثابت کریں۔

یہاں مرزاجی کا ایک قول اولیاء کی اطلاق واصطلاح کے [2420] بارے میں سن لیجئے۔ مرزاجی اپنی کتاب (انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) میں لکھتے ہیں: ”لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خداتعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیائے کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیا۔“

اس عبارت میں مرزاجی نے بہت دجل کئے ہیں۔ مثلاً عبارت مذکورہ میں صحیح مسلم کے

حوالے سے لکھا کہ ”آنے والے مسیح موعود کا نام“ حالانکہ صحیح مسلم میں مسیح موعود کا لفظ نہیں ہے۔ یہ اصطلاح خود مرزاجی نے گھڑی ہے۔ مگر یہاں ہم کو صرف یہ بتانا ہے کہ شیخ اکبر وغیرہ کے الفاظ جو نبوت غیر تشریعی کے آئے ہیں۔ وہ صرف مکالمات الٰہیہ کی وجہ سے آپ کی اصطلاح ہے۔ ورنہ نبوت کا عہدہ اور نبی کے نام کا اطلاق وہ بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ جیسے یہاں مرزاجی نے تصریح کر دی ہے۔ بہرحال قرآن پاک نے خاتم النّبیین فرما کر نبیوں کا بننا بند کر دیا اور جو تعداد اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر تھی اس کے پورا ہونے کا اعلان فرمادیا۔ مگر مرزاجی نے خاتم النّبیین کا مطلب نبی تراش قرار دیا۔ یعنی آپ ﷺ کی پیروی سے نبی بنتا ہے۔ یہ صریح طور پر خدا تعالیٰ کا ایسا مقابلہ ہے جو شیطان نے کیا تھا کہ اے اللہ آپ کیوں آدم کو سجدہ کرواتے ہیں۔ میں اس سے اچھا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت ومصلحت اور رضاء اور ارادے پر راضی نہ ہوا۔ بلکہ اپنا حق بتایا۔ اس صریح عدول حکمی اور حجت بازی سے کافر ومردود ہوگیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو دروازۂ خاتم النّبیین کہہ کر بند فرمانا چاہتے ہیں مرزاجی اس کا مطلب نبی تراش بتا کر اس کو کھلا [2421] رکھنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہر گاما، گھسیٹا فنافی الرسول بن کر نبی بن جایا کرے۔

ایں کار از تو آید ومرداں چناں کنند

۱۲...... سرور عالم ﷺ پر نبوت کا خاتمہ اللہ کی اس امت پر بڑا انعام ہے۔ ایک مرزا جھوٹا نبی بنا اور تمام مسلمانوں میں ہلچل پڑ گئی۔ یہ ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتے اور وہ سب ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ اگر سرور عالم ﷺ ان جھوٹے نبیوں کا سلسلہ بند اور ان سے بچنے کی تاکید نہ فرماتے تو اب تک امت محمدیہ میں کتنے ہی فرقے اور کتنی ہی امتیں ہوتیں۔ جو ایک دوسری کو کافر کہتیں۔ اس لئے مسئلہ ختم نبوت رحمت الٰہیہ ہے۔ چنانچہ (تفسیر ابن کثیر ج۳ص۲۲) میں ہے: ”وهذه اکبر نعم الله علی هذه الامة حیث اکمل تعالیٰ لهم دینهم فلا یحتاجون الیٰ دین غیره ولا الیٰ نبی غیر نبیهم صلوٰة الله وسلامه علیه ولهذا جعله خاتم الانبیاء وبعثه الیٰ الانس والجن“ ﴿اور یہ اللہ تعالیٰ کی اس امت پر بہت بڑی نعمت ہے اور مہربانی ہے کہ اس خدائے برتر نے ان کا دین مکمل کر دیا۔ اب وہ کسی اور دین کے محتاج ہیں نہ اپنے نبی کے بغیر کسی اور نبی کے اور اس لئے ان کو خاتم الانبیاء بنا کر جن وانس کی طرف بھیجا۔﴾

مسئلہ صاف ہوگیا

یہاں تک لکھا گیا تھا کہ آٹھ اگست ۱۹۷۴ء کو مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت

احمدیہ ربوہ نے خصوصی کمیٹی کے سامنے بیان دے دیا کہ سرور عالم ﷺ کے بعد تیرہ سو برس تک کوئی نبی نہیں آیا نہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد کوئی نبی آئے گا۔ [2422] چاہے امتی نبی ہی کیوں نہ ہو۔ جب محترم اٹارنی جنرل نے سوال کیا کہ ابوالعطاء صاحب جالندھری نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی خاتمیت نے وسیع دروازہ کھول دیا ہے۔ آپ ﷺ کی امت کے لئے آپ کی پیروی کے طفیل وہ تمام انعامات ممکن الحصول ہیں جو پہلے منعم علیہ لوگوں کو ملتے رہے ہیں تو کیا حضور ﷺ کے اس فیضان سے پہلے تیرہ سو برس میں کوئی نبی یا امتی نبی آیا ہے یا مرزا غلام احمد کے بعد آئے گا؟ اس کا جواب مرزا ناصر احمد صاحب نے قطعاً انکار میں دیا اور ابوالعطاء صاحب کی بات کو صرف امکان عقلی پر حمل کیا۔ یعنی ہو تو سکتا ہے لیکن ہوگا نہیں اور اس سلسلہ میں مرزا ناصر احمد صاحب نے مولانا اسماعیل شہیدؒ کا قول نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ ایک آن میں کروڑوں فرشتے جبرائیل اور محمد جیسے پیغمبر پیدا کر دے۔ حالانکہ ان کا ایمان تھا کہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کوئی بھی محمد رسول اللہ کی طرح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں صرف خدا کی قدرت کا بیان ہے۔

مرزا ناصر احمد صاحب کے اس بیان کے بعد سارا مسئلہ صاف ہوگیا۔ بقاء نبوت اور اجزاء نبوت کی ساری بحثیں فضول ہیں۔ حضور ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی ہے۔ نہ تیرہ سو برس میں پہلے کوئی نبی آیا، نہ مرزا غلام احمد کے بعد آئے گا۔ بقول مرزا ناصر احمد کے ایک ہی مرزا غلام احمد امتی نبی بنایا گیا۔ کیونکہ مسلم شریف میں چار جگہ آنے والے کو نبی کہا گیا۔ حالانکہ مسلم شریف اور سینکڑوں احادیث میں ایک مسیح کے نزول کی خبر ہے جو آسمان سے نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے۔ چالیس سال دنیا میں رہیں گے۔ ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ پھر وفات ہوگی۔ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کا ابتداء ہی سے یہی عقیدہ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت کو وہی دوبارہ نازل ہوں گے اور مرزا جی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور آنے والا مسیح میں ہوں۔

دو مسئلے [2423]

یہاں دو مسئلے ہیں۔

۱...... کہ آیا واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمان میں موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ نازل ہوں گے۔

۲...... دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی وہی

آنے والا مسیح ابن مریم ہوسکتا ہے؟ جس کی خبر سینکڑوں حدیثوں میں موجود ہے۔

ہم یہاں دوسرے مسئلہ پر پہلے بحث کریں گے۔ فرض کیجئے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں تو کیا مرزاغلام احمد قادیانی آنے والا مسیح ہوسکتا ہے؟

مرزاغلام احمد قادیانی کا ہمارے خیال میں یہ دعویٰ جھوٹ، افتراء اور قرآن وحدیث سے مذاق واستہزاء کے مترادف ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی مسیح ابن مریم تو کیا مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔ مندرجہ ذیل امور ملاحظہ فرمائیں:

۱...... ’’مرزاجی کو ایک نامحرم عورت مسماۃ بھانورات کو مٹھیاں بھرا کرتی تھی۔‘‘

(سیرت المہدی ج۳ ص۲۱۰، روایت ۷۸۰)

۲...... ’’مرزاجی کا پہرہ راتوں کو عورتیں دیا کرتی تھیں۔‘‘

(سیرت المہدی ج۳ ص۲۱۳، روایت ۷۸۶)

۳...... ’’مرزاجی نے ایک دوشیزہ لڑکی مسماۃ محمدی بیگم کے حصول۔ کے لئے کوششیں کیں۔ مگر محمدی بیگم کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے اس کی شادی دوسری جگہ کرادی۔ مرزاجی نے اپنے بیٹے فضل احمد سے اس کی بیوی کو طلاق دلوائی جو احمد بیگ والد محمدی بیگم کی بھانجی تھی۔‘‘

(سیرت المہدی ج۱ ص۲۹، روایت ۳۷)

۴...... ’’جب محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ ہوگیا اور مرزاجی کی بیوی والدہ فضل احمد نے ان سے قطع تعلق نہ کیا تو مرزاجی نے اس کو طلاق دے دی۔‘‘ (سیرت المہدی ج۱ ص۳۴، روایت ۴۱)

2424 ۵...... مرزاجی نے محمدی بیگم کے سلسلہ میں اپنے بیٹے سلطان احمد کو جائیداد سے محروم اور عاق کردیا۔ کیونکہ یہ بھی مخالفانہ کوشش کرتے رہے۔ (سیرت المہدی ج۱ ص۳۴، روایت ۴۱)

۶...... مرزاجی نے نبی بننے کے لئے (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) پر جھوٹ کہا کہ امام ربانی نے مکتوبات میں لکھا ہے کہ جب مکالمات الٰہیہ کی کثرۃ ہوتو پھر وہ نبی کہلاتا ہے۔ حالانکہ اس مکتوب میں نبی کا لفظ نہیں بلکہ محدث کا لفظ ہے اور خود مرزاجی نے اس سے پہلے جب تک کہ ان کو نبی بننے کا شوق نہیں چرایا تھا۔ (ازالہ اوہام ص۹۱۵، خزائن ج۳ ص۶۰۱) میں محدث کا لفظ لکھا۔ اب شوق نبوت میں امام ربانی پر جھوٹ بولا اور اسی لئے مکتوبات کا حوالہ بھی درج نہیں کیا۔

۷...... مرزاجی نے یہ بھی امام بخاریؒ کے حوالے سے جھوٹ لکھا کہ ’’آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت آسمان سے آواز آئے گی۔ ’’ھذا خلیفۃ اللّٰہ المہدی‘‘ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ کی ہے جو ایسی کتاب میں ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللّٰہ ہے۔‘‘ (شہادۃ القرآن ص۴۱،

خزائن ج۶ص ۳۴۷) کیا کوئی مرزائی یہ حدیث بخاری شریف میں بتلا سکتا ہے؟

۸...... مرزاجی نے سرور عالم ﷺ پر جھوٹ کہا کہ آپ کے حکم سے ایک دن میں دس ہزار یہودی قتل کئے گئے۔ (حقیقت الوحی ص۱۵۷، خزائن ج۲۲ ص۱۶۱) اس سلسلہ میں بعض مرزائی یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں۔ دس ہزار کے ہندسوں میں دراصل کاتب سے ایک صفر کا اضافہ ہوگیا۔ یہ غلط بیانی ہے اس لئے کہ مرزاجی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۱۱۱، خزائن ج۲۲ ص۱۱۴) پر لکھا ہے کہ ”کئی ہزار یہودی ایک دن میں قتل کئے گئے۔“ یہ سب جھوٹ ہے اور خواہ مخواہ سرور عالم ﷺ کو بدنام کرنا ہے۔ ورنہ غزوہ 2425 خندق کے بعد جب بنوقریظہ نے ہتھیار ڈالے تو خود انہوں نے کہا تھا کہ ہمارا فیصلہ سعد بن معاذؓ کریں۔ انہوں نے تورات کے مطابق فیصلہ دیا جس کے تحت چار سو یا چھ سو آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ یہ وہ یہودی تھے جو ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کیا کرتے تھے۔ غزوہ خندق میں اگر یہ کامیاب ہو جاتے تو ہزاروں مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کا قتل عام ہو جاتا ہے اور جزیرۃ العرب کے سارے مسلمان شہید کر دیئے جاتے۔

۹...... مرزاجی نے عوام کو الو بنانے کے لئے ڈپٹی عبداللہ آتھم کے لئے پیش گوئی کی کہ ”پندرہ ماہ میں مرجائے گا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔“ مگر آتھم ۱۵ ماہ میں نہ مرا۔

(جنگ مقدس ص۲۱۱، خزائن ج۶ ص۲۹۲)

۱۰...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفوں کو مغلظ گالیاں دیں جو علیحدہ لکھی گئی ہیں۔

۱۱...... مرزاجی نے مخالفوں پر لعنت لکھی۔ مگر پورے ایک ہزار بار لکھی اور ہر دفعہ ساتھ ساتھ ہندسہ لکھتے گئے۔

(نور الحق ص۱۱۸ تا ۱۲۲، خزائن ج۸ ص۱۵۸ تا ۱۶۲)

حالانکہ لکھنؤ کی بھٹیاری ”لکھ لعنت“ کہہ کر ہی معاملہ ختم کر دیتی تھی۔ اب کوئی مرزائی ہو جو لعنت لعنت کے ان چار صفحات کو پڑھ پڑھ کر ثواب کمائے؟

۱۲...... مرزا پہلے صرف مبلغ بنا۔ پھر مجدد، پھر مثیل مسیح پھر خود مسیح موعود بنا اور جب دیکھا کہ کچھ آدمی پھنس گئے ہیں نبی بن بیٹھا۔ حالانکہ یہ تدریج خود غرضی اور بناوٹی سکیم کی غمازی کرتی ہے۔

(ملاحظہ ہو ضمیمہ دعاوی مرزا)

۱۳...... مرزاجی نے ہر وہ بڑا شخص بننے کی کوشش کی جس کا ذکر کسی کتاب میں تھا یا وہ آنے والا ہے۔ چنانچہ کرشن کا مثیل بنا۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل)

۱۴...... وہ کرشن بنا اور رودر گوپال کہلایا۔

2426 ۱۵...... وہ جے سنگھ بہادر کہلایا۔

۱۶...... مہدی، مسیح، حارث، رجل فارسی بنا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے نام اپنے اوپر چسپاں کیے حوالہ کے لئے ضمیمہ دعاوی مرزا ملاحظہ ہو۔

۱۷...... مرزاجی نے سرور عالم ﷺ کے معجزات تین ہزار اور ''اپنے دس لاکھ بتائے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

۱۸...... اس نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہا۔

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

۱۹...... اس نے حضرت امام حسینؓ کے ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دی۔

(اعجاز احمدی ص ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴)

۲۰...... مرزاجی نے ایک غیر محرم لڑکی سے اپنا نکاح آسمان میں ہو جانے کی خبر دی اور کہا کہ خدا نے مجھ سے زوجنکہا فرمایا ہے۔ (کہ ہم نے اس لڑکی سے تمہارا نکاح کر دیا ہے)

(تذکرہ ص ۳۷۱، ۱۶۱، طبع سوم)

۲۱...... اس نے کہا کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ (دافع الوساوس ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً) جب کہ اس کی یہ پیش گوئی غلط ثابت ہوگئی اور بیس برس تک اس کو مایوس رکھ کر آخرکار جھوٹا ثابت کر دیا۔

۲۲...... مرزاجی نے کہا کہ محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح تقدیر مبرم اور اٹل ہے کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

۲۳...... مرزاجی نے یہ بھی لکھا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں ہر روک کو دور کر کے تمہارے پاس اس عورت کو واپس لاؤں گا۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵، دافع الوساوس ص ۲۸۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۲۴...... اس نے یہ بھی لکھا کہ اک بار بیمار ہوا اور قریب الموت ہو رہا تھا کہ مجھے پیش گوئی کا خیال آیا تو قدرت نے تسلی دی کہ اس میں شک نہ کرو۔ یہ ہو کر [2427] رہے گا۔ تب میں سمجھا کہ جب پیغمبر مایوس ہونے لگتے ہیں تو اس طرح خدا ان کو تسلی دیتا ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

۲۵...... مرزاجی نے یہ بھی لکھا کہ یہ (محمدی بیگم) باکرہ ہونے کی حالت میں ہو یا ثیبہ ہو، خدا لوٹا کر میرے پاس لائے گا۔ (ازالہ اولام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

۲۶...... مسلسل بیس سال تک یہ پیش گوئی کرتا رہا اور مریدوں کی تازہ بتازہ الہاموں سے طفل تسلی کرتا اور عوام کو الو بناتا رہا۔ مگر آخر کار بے نیل مرام چل بسا۔

۲۷...... مرزاجی نے خدا تعالیٰ پر افتراء کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ اس محمدی بیگم کا نکاح کردیا۔ اگر خدا نے نکاح کیا ہوتا تو کوئی اس کو کیسے بیاہتا۔ پھر نکاح پر نکاح کا مقدمہ نہ مرزاجی نے کیا اور نہ ہی ان کے مریدوں نے۔

۲۸...... سلطان محمد کے ساتھ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد خدا نے مرزاجی کے ساتھ کیسے نکاح پڑھا؟

۲۹...... اور جب خدا نے نکاح پڑھ دیا تھا تو پھر دوسرے سے شادی کیسے ہونے دی؟ معلوم ہوا کہ آسمانی نکاح کی وحی اللہ تعالیٰ پر افتراء تھا جو صریح کفر ہے۔

۳۰...... مرزاجی نے لکھا اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں نہ آئی اور یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو میں بد سے بدتر ہوں گا۔ کیا اس طرح وہ بد سے بدتر نہ ہوگیا۔ کیا بد سے بدتر کی تعبیر سخت سے سخت نہیں ہوسکتی؟ اور کیا اس کو کافر مفتری علی اللہ نہیں کہہ سکتے؟

۳۱...... جب یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو کیا وہ اپنے مقرر کئے ہوئے معیار کے مطابق جھوٹا ثابت نہ ہوگیا؟ جب کہ اس پیش گوئی کو مرزاجی نے اپنے صادق یا[2428] کاذب ہونے کی دلیل ٹھہرایا تھا اور اتنا بڑا جھوٹ بولنے والا آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا محمد رسول اللہ ﷺ کی ہمسری کا دعویٰ کرسکتا ہے؟ (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۲...... مرزاجی نے جہاد کو حرام کہا ہے اور انگریز کی خاطر یہ فتویٰ ساری دنیا میں پہنچایا۔

(ستارہ قیصریہ ص۳، خزائن ج۱۵ص۱۱۴)

۳۳...... مرزاجی نے انگریز کی اطاعت کو اسلام کا حصہ قرار دیا۔

(شہادۃ القرآن کا آخری اشتہار ص۳، خزائن ج۶ص۳۸۰)

۳۴...... مرزاجی نے انگریزوں کو دعائیں دیں جو تمام دنیا میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

(ملاحظہ ہو ستارہ قیصریہ ص۱تا۱۲، خزائن ج۱۵ص۱۱۱تا۱۲۵، تحفہ قیصرہ ص۴،۵، خزائن ج۱۲ص۲۸۸،۲۸۹)

۳۵...... مرزا نے اپنے کو گورنمنٹ برطانیہ کا حرز اور تعویذ کہا۔

(مجموعہ اشتہارات ج۲ص۳۷۱، نور الحق ص۳۳، خزائن ج۸ص۴۵)

۳۶...... مرزاجی مکلف کھانے کھایا کرتا۔ پرندوں کا گوشت بھنا ہوا مرغ وغیرہ۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۱۸۱، روایت نمبر۱۶۷)

۳۷...... ریل کو دجال کا گدھا کہہ کر خود کرایہ دے کر اس گدھے پر سوار ہوتا۔

(ازالہ اوہام ص ۷۳۱، خزائن ج ۳ ص ۴۹۳)

۳۸...... مرزاجی نے خاتم النّبیین کے معنی بدل کر آپ کو نبی تراش قرار دے دیا۔ مگر پھر ایک نبی بھی نہ گھڑا گیا صرف خود ہی نبی بن بیٹھا۔

۳۹...... مرزاجی کے لئے قادیان میں حکومت نے ایک سپاہی رکھا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۷۵، روایت نمبر ۲۸۶)

۴۰...... مرزاجی کے ساتھ جہلم تک گوروں کا پہرہ رہا۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۸۹، روایت نمبر ۹۴۱)

۴۱...... ایک انگریز نے دریافت کیا کہ بڑے لوگوں کی طرح مرزاجی نے بھی کسی کو اپنا جانشین بنایا ہے۔

۴۲...... [2429] مرزاجی نے ایک عدالت میں لکھ دیا کہ میں آئندہ اس قسم کے الہامات شائع نہ کروں گا گویا یہ توبہ نامہ لکھا۔

۴۳...... مرزاجی نے فخر کرتے ہوئے اور انگریزوں کو ممنون کر کے فائدے حاصل کرنے کے لئے انگریزوں کی سندیں اور چٹھیاں شائع کیں۔

(شہادۃ القرآن ص ۷ تا ۱۰، خزائن ج ۶ ص ۳۸۵ تا ۳۸۷)

۴۴...... مرزاجی نے سکھوں کے ساتھ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی جنگ کو مفسدہ لکھا۔

۴۵...... مرزا نے ۱۸۵۷ء کے جہاد میں اپنے باپ کی امداد اور وفاداری کو انگریز کے سامنے پیش کر کے فخر کیا اور اپنے خاندان کو انگریزوں کا وفادار ثابت کیا۔

(ستارہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۳)

۴۶...... مرزا نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو ناجائز قرار دیا اور حملہ آوروں کو چوروں اور ڈاکوؤں سے تشبیہ دی۔

۴۷...... مرزاجی نے لکھا کہ مولوی ثناء اللہ اور مجھ میں جو جھوٹا ہے وہ مر جائے گا۔ چنانچہ وہ مولوی ثناء اللہ کے سامنے مر گیا اور اسی طرح اس کے جھوٹے ہونے کا قرآنی فیصلہ ہو گیا۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹)

۴۸...... مرزاجی نے ایسی ایسی دوائیں تیار کیں جن میں صرف یاقوت دو ہزار روپے کے (آج کل شاید ان کی قیمت بیس ہزار روپے ہو داخل کئے) یہ عین محمدؐ ہیں؟ جن کے دولت خانہ میں

بسا اوقات آگ نہیں جلتی تھی۔

۴۹...... مرزا جی نے اپنے چیلوں کو پورا پورا معتقد بنانے کے لئے یہ گپ بھی لگائی کہ خدا کا کلام مجھ پر اس قدر نازل ہوا ہے کہ وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

[2430] بھلا بیس جزو کلام الٰہی کا کیا مطلب ہے اور مرزا جی نے کیوں چھپایا جب کہ باقی شائع کر دیا؟

۵۰...... مرزا جی نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی جیسے کہ اس عنوان کے تحت اور مرزا جی کے دعاوی سے آپ کو معلوم ہوگا۔

۵۱...... مرزا جی نے اپنی وحی کو قرآن کی طرح قطعی کہا ہے۔ کیا بیس سال کی جھوٹی اور پرفریب وحی کو قرآن پاک کی طرح قطعی سمجھا جا سکتا ہے اور کیا کوئی نبی وحی کا معنی سمجھنے میں بیس سال یا موت تک قاصر رہ سکتا ہے؟ ہم مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ کیا کسی قطعی امر کے انکار کرنے والے آدمی کو یہ کہہ کر معاف کیا جائے کہ یہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ خود مرزائی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ پچھلی صدیوں میں علماء کے فتوؤں سے فلاں فلاں کو سزا دی گئی۔ اگر وہ نہیں ثابت کر سکتے اور قطعی ثابت نہیں کریں گے۔ پھر معلوم ہوا کہ ’’کافر اور اسلام سے خارج کر کے ملت اسلامیہ میں باقی رہنے کی بات ایجاد بندہ ہے۔‘‘ اور مرزائیوں نے صرف اپنے بچاؤ کے لئے ڈھونگ بنایا ہے۔

۵۲...... یہ سب جھوٹ، بناوٹ اور فریب ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت حضور ﷺ کے اتباع اور مکمل طور پر فنا فی الرسول ہونے سے ملی۔ کیونکہ محدثیت (خدا تعالیٰ سے ہم کلامی) ہو یا نبوت یہ محض خدا تعالیٰ کی بخشش سے ملتی ہے۔ اس میں عمل اور کسب کو قطعاً دخل نہیں ہوتا۔ اس حقیقت کو خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حمامۃ البشریٰ ص ۸۲، خزائن ج ۷ ص ۳۰۱) پر یہ تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے: [2431] ’’ولا شك ان التحديث موهبة محردة لاتنال بكسب البتة كما هو شان النبوة‘‘

’’اور اس میں شک و شبہ نہیں کہ محدث ہونا محض اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے۔ یہ کسی طرح کی (محنت و عمل اور) کسب سے نہیں مل سکتی۔‘‘ جیسے نبوت کی شان ہے۔ یعنی جس طرح نبوت کسی عمل یا اکتساب کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح محدث ہونا بھی۔

مرزا قادیانی نے کما ہو شان النبوۃ کہہ کر اس حقیقت کو اور بھی زیادہ واضح کر دیا کہ محدث اور نبی کسی عمل کے نتیجہ میں نہیں بن سکتا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا جی کو نبوت ملی

ہے جیسے کہ مرزا ناصر احمد اور سارے مرزائی بلکہ خود مرزا قادیانی بھی کہتے ہیں تو وہ محض خدائی بخشش اور موہبت الٰہیہ ہے۔ جس طرح پہلے نبیوں کو ملا کرتی تھی اور اس نبوت میں یا محدث ہونے میں حضور کے اتباع اور فنافی الرسول ہونے کا کوئی دخل نہ تھا اور یہ کفر صریح ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی بننے لگے یا کسی کو نبی مانا جائے۔ عین محمد کی گپ اور کامل اتباع کے دعوے سے مرزا جی نبی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی عیسیٰ ابن مریم نام رکھنے سے حضرت عیسیٰ ہو سکتے ہیں۔

عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

مرزا ناصر احمد صاحب ناراض نہ ہوں۔ آپ نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ جو محضرنامہ قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے سنایا۔ اس کے ص ۹۱ سطر ۸ پر جو لکھا کہ ’’اس طرح ممتنع نہیں کہ وہ چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو…… بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔‘‘ یہ قطعاً غلط اور اپنے دادا مرزا جی قادیانی کی عبارت مذکورہ اور متفقہ عقیدہ کے قطعاً خلاف اور جھوٹی نبوت کے لئے ایک ڈھونگ ہے۔

[2432] فتاویٰ کفر کی حیثیت

یہ عنوان مرزا ناصر احمد نے اپنے محضرنامے کے ص ۲۲ میں قائم کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سواد اعظم والے ارشاد سے مرزا ناصر احمد پر کپکپی پڑی ہوئی ہے۔ مرزا موصوف نے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے فتوے ایک دوسرے کے خلاف نقل کر کے گویا ایک طرح دنیائے کفر کو مسلمانوں پر ہنسنے کا موقعہ فراہم کیا ہے۔ ورنہ دنیائے کفر اس گئی گزری ہوئی حالت میں بھی مسلمانوں سے لرزاں ہیں اور وہ ان کے اتفاق سے خائف اور نفاق ڈالنے کے لئے کوشاں ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم (عظیم اکثریت) ان کو کافر سمجھتی ہے تو انہوں نے محضرنامے کے ص ۲۳ سطر نمبر ۹ پر لکھ دیا ’’کہ کسی ایک فرقہ کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائے تو اس کے مقابل پر دیگر تمام فرقے سواد اعظم کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور اس طرح باری باری ہر ایک فرقے کے خلاف بقیہ سواد اعظم کا فتویٰ کفر ثابت ہوتا چلا جائے گا۔‘‘

اس عبارت میں جو دھوکا اور فریب ہے وہ ظاہر ہے۔ مرزا ناصر احمد صاحب کو معلوم ہونا چاہئے:

۱…… پہلے تو کسی ایک مسلک اور مکتب فکر نے مل کر کسی دوسرے فرقہ کے خلاف سخت فتویٰ نہیں دیا۔ یہ بعض افراد ہیں اور ایسے افراد ہر ہر فرقہ میں ہو سکتے ہیں۔

۲...... بعض حضرات بے شک اونچی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر ان کے افتاء میں بہت احتیاط ہے۔

۳...... بعض فتوے جھوٹی خبروں پر مبنی ہیں۔ مثلاً دیوبندیوں پر یہ الزام کہ ان کے ہاں خدا جھوٹ بولتا ہے۔ حالانکہ یہ بات سب کے ہاں کفر صریح ہے۔

دراصل بات صرف اتنی ہے جو خود مرزا ناصر احمد صاحب نے تسلیم کر لی ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک آن میں کروڑوں فرشتے 2433 جبرائیل کی طرح اور کروڑوں پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح پیدا کر سکتے ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے اقرار کیا کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ حضور کو خاتم النبیین سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ بن سکے گا مگر صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کر دی گئی ہے۔

اسی طرح خود احقر (مولانا غلام غوث) ہزاروی نے بعض علماء بریلوی سے گفتگو کی۔ انہوں نے حضور ﷺ کے بشر ہونے سے بالکل اختلاف نہ کیا اور کر کیسے سکتے تھے؟ جب کہ قرآن میں ایسا کہا گیا اور دنیا کا کوئی فرد سرور عالم ﷺ کے اولاد آدم میں سے ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ رہا آپ ﷺ کا درجہ اور مرتبہ تو یہ ہماری سمجھ، عقل اور وہم سے بھی بالاتر ہے۔

اسی طرح احقر ہزاروی نے بریلوی حضرات سے رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر پر گفتگو کی تو انہوں نے اس کا خلاصہ وہی علم غیب بتایا۔

علم غیب میں بالواسطہ اور بلاواسطہ کی بحث بھی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے برابر علم ہونے یا نہ ہونے کی بھی بحث ہے۔ بہر حال خود حضرت مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندیؒ نے بریلویوں کی تکفیر سے انکار کیا۔

شیعہ حضرات ہیں ان کی کتابوں میں تحریف قرآن کا قول موجود ہے۔ مگر آج کوئی شیعہ دوست قرآن کی تحریف کا اقرار نہیں کرتا۔ باقی شان صحابہؓ کے بارہ میں ان کا رویہ تو مولانا مظہر علی اظہر (احرار لیڈر) جو تحریک مدح صحابہؓ کے سلسلہ میں لکھنؤ گئے اور انہوں نے تقریر کی کہ جب حضرت علیؓ بیس سال کے قریب ان صحابہؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں تو ہم کیوں ان کی اقتداء نہ کریں؟ بہر حال شیعہ فرقہ پر بحیثیت فرقہ یا اس نے بحیثیت فرقہ کوئی فتویٰ نہیں لگایا۔

یہی حال اہل حدیث حضرات کا ہے۔

۴...... 2434 پھر یہ فتاویٰ اکثر انگریز کے عہد کے ہیں۔ جس انگریز نے جب اپنی فوجیں ترکوں کے دارالحکومت قسطنطنیہ میں اتاریں تو خلیفۂ ترکی سے اپنے حق میں فتویٰ دلا دیا۔

انگریزوں کی دسیسہ کاریوں کا علم ہونا آسان نہ تھا اور نہ اب ہے۔

۵...... اسلام کا کامل دین ہندو دھرم کی طرح نہیں ہے کہ پنڈت جواہر لعل نہرو خدا کے منکر بھی ہوں۔ پھر بھی ہندو ہوں۔ سنالی دھرجی بت پرستی کریں اور آریہ بت پرستی کے خلاف ہوں پھر بھی رشتے ناتے جاری ہوں۔ دین اسلام کی حدود ہیں۔ ان حدود کو پھلانگنے والا ظاہر ہے ان حدود سے باہر سمجھا جائے گا۔ مگر اسلامی وحدت، اسلامی حکومت اور خلافت کا شیرازہ منتشر ہونے کے بعد مختلف طبقات میں افراتفری پیدا ہوئی اور اسی لئے اسلامی عہد کے بہت ہی کم واقعات مرزا ناصر بیان کر سکا ہے۔ ان میں بھی کسی جگہ نیک نیتی اور کہیں بدنیتی کا دخل ہے۔

مرزا ناصر احمد صاحب! جب کوئی فرقہ بحیثیت فرقہ دوسرے کو کافر نہیں کہتا تو سب مل کر کسی ایک کو کیسے کافر کہہ سکتے ہیں؟ اور یہ حقیقت ہے کہ صحابہؓ کو ماننے والے سواد اعظم کے مصداق کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ نہ آج تک کیا ہے۔ نہ آئندہ کریں گے۔

۶...... بہتوں کے فتاویٰ دوسروں کے خلاف فروعی مسائل میں ہیں۔ مثلاً ایک فریق کا الزام ہے کہ دوسرا انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتا ہے۔ مگر دوسرا فریق اس الزام کے ماننے سے منکر ہے۔ بلکہ وہ اصول میں متفق ہے کہ توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔ آیا اس عبارت سے توہین ہوتی ہے یا نہیں؟ صرف اس میں بحث ہے۔

۷...... 2435 ان کا اختلاف اسی طرح کے الزامات یا غلط فہمیوں پر مبنی ہے یا اسی قسم کے مختلف مسائل ہیں۔

اب مرزائیوں کا حال سنیں

۱...... مگر مرزائیوں سے مسلمانوں کا اختلاف اصولی ہے۔ وہ کھلم کھلا مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہتے ہیں۔

۲...... وہ کھلم کھلا حضور ﷺ کے بعد مرزا جی کو نبی مانتے ہیں اور اس طرح ختم نبوت کی مہر توڑ کر غلط تاویلوں سے اس کو چھپاتے ہیں۔

۳...... وہ تیرہ سو سال کے مسلمانوں کے تمام فرقوں کے متفقہ عقائد کی مخالفت کرتے ہیں۔

۴...... اور تمام کے تمام فرقے دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، سنی سب ہی ان مرزائیوں کو کافر کہتے اور سمجھتے ہیں۔ خود مرزا ناصر احمد نے سب کے فتاویٰ اپنے خلاف نقل کئے ہیں اور یہ بات حق ہونے کی کھلی دلیل ہے کہ آپس میں مختلف ہو کر بھی وہ سب کے سب مرزائیوں کو قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت سمجھتے ہیں۔

۵...... پھر مرزا غلام احمد قادیانی بھی تمام مسلمانوں کو جو اس کو مسیح موعود نہیں مانتے کافر کہتے ہیں۔ (یہ جرأت اس کو انگریزی سرپرستی سے ہوئی ورنہ وہ کبھی ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتا)

۶...... اور مرزا جی خدا کے حکم سے کہتے ہیں کہ جو مرزا جی کے مسیح ہونے میں شک بھی کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

۷...... مرزا بشیر الدین محمود نے صفائی سے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔

۸...... تمام مسلم فرقے مل کر مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں اور مرزائی مسلمانوں کو کافر قرار دیتے اور رشتے ناتے اور نمازیں علیحدہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو اب یہ [2436] کس طرح ایک قوم رہ سکتے ہیں؟ یہ کیوں مسلمان کے نام سے مسلم حقوق اور منصوبوں پر قبضہ کرتے ہیں اور کیوں اپنی حقیقت کو چھپاتے ہیں؟

الف...... اس بیان سے دو باتوں کا جواب ہوگا۔ ایک تو فتاویٰ کفر کی حیثیت کے مندرجات کا۔ کہ سارے فرقے مل کر بھی ایک فرقہ کے خلاف ہو کر سواد اعظم نہیں بنے نہ بنیں گے نہ بن سکتے ہیں۔

ب...... دوسرے مرزائی ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ لگانے کا جو الزام لگاتے ہیں اس کی بھی حقیقت واضح ہوگئی اور مرزائیوں کا ان اختلافات کو ہوا دینا اسلام دشمنی سے کم نہیں ہے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے مترادف ہے۔

بعض دیگر الزامات

اسی طرح لگے ہاتھوں ہم مرزا ناصر احمد کے محضرنامے ص۱۴۹ کا بھی جواب دیتے ہیں جو انہوں نے (بعض دیگر الزامات) کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ اس میں انہوں نے مرزائیوں کا مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ اس موضوع میں مرزا ناصر احمد صاحب کا برا حال رہا ہے۔ انہوں نے جان چھڑانے کے لئے ص۱۵۴ سطر۱۳ سے لے کر ص۱۶۲ تک فتاویٰ نقل کر کے یہ لکھا ہے کہ ہم ان میں سے کس کے پیچھے نماز پڑھیں جن کو فلاں نے کافر کہا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا۔ پڑھیں تو فتویٰ دینے والے کے ہاں کافر ہوتے ہیں، نہ پڑھیں تو غیر مسلم اقلیت۔ مرزا ناصر احمد صاحب اس سوال میں بری طرح پھنسے ہیں وہ صاف نہیں کہتے کہ مسلمانوں کے پیچھے نماز ہم کس طرح پڑھیں کہ وہ ایک نبی کے منکر اور کافر ہیں؟ جب کہ مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کے حکم سے شک کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا ہے۔ گویا مرزا جی کی نبوت کا انکار اور اس کو مفتری سمجھنا ہی نماز نہ پڑھنے کی وجہ ہے باقی لفاظی ہے، مرزا ناصر احمد

2437 صاحب نے باتیں بنائی ہیں۔ باقی طبقات کا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم دینا دعویٰ نبوت کے انکار کی وجہ سے نہیں ہے۔ اسی لئے وہ باہم اختلاف رکھنے کے باوجود مرزائیوں کے سلسلہ میں ایک ہیں۔

۱...... ذات باری کا عرفان ص ۳۹۔
۲...... قرآن عظیم کی اعلیٰ وارفع شان ص ۵۵۔
۳...... مقام خاتم النبیین ﷺ ص ۷۵۔

ان تین عنوانات میں سے پہلے دو عنوانوں کا تو کسی مسلمان کو انکار نہیں تیسرے عنوان کا جواب لکھ دیا گیا ہے اور دراصل یہ ساری بحث مسلمان قوم کو الجھانے کے لئے ہے ورنہ بحث کسی نبی کے آنے میں نہیں ہے۔ صرف مرزا قادیانی کی ذات میں ہے۔ باقی دو عنوان سے جو لکھا گیا ہے۔ اگرچہ عنوان مسلم ہے مگر ان عبارات اور مرزاجی کے اقوال نقل کرنے کا اصلی مقصد مرزا قادیانی کی شخصیت بنانا اور اس کو محدث نبی اور مسیح موعود جتلانا ہے اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ چنانچہ ص ۴۲ سطر نمبر ۱۱، ص ۴۳ سطر ۱۲، ص ۴۴ سطر نمبر ۵ اور سطر نمبر ۱۵، ص ۴۸ سطر نمبر ۲، ص ۵۷ سطر نمبر ۳، ص ۵۸ سطر نمبر ۸، ص ۶۱ سطر نمبر ۴، ص ۶۵ سطر نمبر ۱۸، ص ۷۰ سطر نمبر ۳ سے ظاہر ہے۔ یہ صرف اپنے لئے مرزاجی نے راستہ صاف کرنے کی سعی کی ہے۔

مقام خاتم النبیین ص ۲۹ تا ص ۳۶

اس عنوان کے تحت مرزائیوں نے خواہ مخواہ خاتم النبیین کا معنی بدل کر اور بزرگان دین کے اقوال سے غیر تشریعی نبوت کا بقاء واجراء ثابت کرتے ہوئے مغز پاشی کی ہے۔ جب آپ نے مان لیا کہ سوائے قادیانی کے نہ پہلے کوئی نبی بن سکا ہے نہ بعد میں آئے گا۔ تو اب خاتم النبیین کے معنی میں بحث فضول ہے۔ بحث صرف اتنی ہے کہ آنے والے 2438 مسیح واقعی وہی مسیح ابن مریم عیسیٰ رسول اللہ ہیں جو آسمان پر زندہ ہیں اور نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال زندہ رہ کر وفات پائیں گے اور حضور ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوں گے یا وہ مر چکے ہیں اور آنے والے مسیح (نظر بددور) مرزا غلام احمد قادیانی ہیں؟ مرزا ناصر احمد نے خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ اکبرؒ، ملا علی قاریؒ وغیرہ وغیرہ حضرات کے نام لئے ہیں کہ یہ غیر تشریعی نبوت کو باقی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان حضرات کی مراد صرف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے وہ ہماری شریعت کو چلائیں گے اور کوئی شریعت نہیں لائیں گے نہ

چلائیں گے۔ اس کی خاطر انہوں نے بعض الفاظ لکھے ہیں۔

مرزا ناصر احمد کو چیلنج

اگر یہ بات نہیں، تو ہم مرزا ناصر احمد صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی ولی یا عالم کی کتاب سے دکھائیں کہ فلاں آدمی حضور ﷺ کے بعد سچا نبی بنا ہے۔

خود مرزا صاحب مذکور نے اقرار کیا ہے کہ کوئی سچا نبی مرزا قادیانی سے پہلے نہیں آیا تو بحث ختم ہوگئی۔ آپ خاتم النّبیین کے معنوں میں کیوں مسلمانوں کو الجھاتے اور تیرہ صدیوں کے متفقہ معانی کی تردید کرتے ہیں؟

مرزا جی نے اور خود مرزا ناصر احمد صاحب نے تو یہ بھی اقرار کیا کہ مرزا قادیانی کے بعد بھی قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا تو ساری بحث اس پر کرو کہ سینکڑوں حدیثوں میں مسیح ابن مریم کے نزول اور ساری دنیا پر حکومت کرنے اور چالیس سال کے بعد وفات پا جانے کی حدیثیں غلط ہیں یا صحیح؟

ہم خود شیخ اکبرؒ اور ملا علی قاریؒ وغیرہ کے ارشادات سے ثابت کریں گے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمان میں ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ جب یہ 2439 حضرات خود کسی اور کو نبی نہیں مانتے اور انہی مسیح ابن مریم کو آسمان سے نازل ہونے والا بتاتے ہیں تو مرزا قادیانی تو ان کے ہاں بھی جھوٹا ثابت ہوگیا۔ اس لئے ہم اس عنوان کے تحت زیادہ بحث نہیں کریں گے۔ البتہ ختم نبوت کے عنوان سے جو باب لکھا گیا وہ مرزا ناصر احمد صاحب کے مندرجہ بالا اقرار سے پہلے لکھا گیا۔ ناظرین اس کو بھی دیکھ لیں۔

آئندہ صفحات میں ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، ان کے دعاوی، توہین انبیاء علیہم السلام، ان کی اخلاقی حالت، جہاد کے بارے میں ان کے کفریہ خیالات، انگریزی دربار میں ان کے عجز وانکسار اور وفاداری کے مشت نمونہ از خروار حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی

یہ ضلع گورداسپور قصبہ قادیان میں مغل خاندان کا بقول خود گمنام آدمی تھا۔ روزگار کے سلسلہ میں ملازم ہوا۔ مگر ضرورۃ کے تحت مختاری کے امتحان میں شریک ہوا۔ جس میں فیل ہوگیا۔ اس زمانے کے مطابق اردو، عربی، فارسی جانتا تھا۔ جب یہ مختاری کے امتحان میں فیل ہوا تو اس نے ایک اور طریقہ اختیار کیا۔ عیسائیوں اور آریوں سے مباحثات شروع کر دیئے اور بعض کتابوں

کو چھاپنے کے اشتہار شائع کر کے عوام سے خوب پیسے بٹورے۔ مبلغ اسلام بنا پھر مجدد و مامور بنا۔ اس کے بعد مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور مسیح موعود ہونے کی سختی سے تردید کی۔

(ازالۃ الاوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

مگر چند ہی دنوں کے بعد مسیح موعود بن بیٹھا۔ یہ اس کی اپنی گھڑی ہوئی اصطلاح ہے۔ کتابوں میں صرف مسیح یا عیسیٰ ابن مریم کا ذکر آتا ہے۔ پہلے پہل اس نے دعویٰ نبوت کا انکار کیا۔ بلکہ اس کو کفر ٹھہرایا۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

مگر جب خاصے چیلے چانٹے مل گئے تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اپنے معجزات سرور عالم ﷺ سے بھی زیادہ بتائے اور دس لاکھ تک کی گپ لگا دی۔ اس کو علم تھا کہ مسلمان قوم میں نبی ہونا مشکل ہے تو اس نے اپنا شوق پورا کرنے کے لئے نزول مسیح ابن مریم والی 2440 حدیث کی آڑ لی مگر چونکہ تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہو کر دجال کو قتل کر کے دین اسلام کی خدمت کریں گے۔ اس لئے اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کو قرآن و حدیث سے وفات شدہ ثابت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور پوچ دلائل سے چند فرنگی زدہ افراد کو اپنا پیرو بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے اور خود مسیح بننے کے لئے اس کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑے۔ اس نے انگریزوں کے لئے دعائیں کیں اور اشتہارات چھاپ چھاپ کر اور ممانعت جہاد کے مضامین لکھ لکھ کر تمام مسلم ممالک میں پھیلائے۔ اب اس کو روپوں کی کیا کمی ہو سکتی تھی۔

مگر اس کو علمائے حق کے مقابلے سے بڑی ذلت اٹھانی پڑی۔ اتنے میں اس کو ایک نابالغ بچی مسماۃ محمدی بیگم سے نکاح کا شوق چرایا اور حضور ﷺ کی نقل اتارتے ہوئے اپنی اس وحی کا اعلان کر دیا۔ زوجنٰکہا ہم نے (عرش پر یا آسمان پر) تمہارا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔ شاید اسی نقل اتارنے کی اس کو سزا ملی اور محمدی بیگم کے رشتہ داروں نے اس کی شادی سلطان محمد نامی شخص سے کر دی۔ اس کے بعد مرزا جی پر بڑے بڑے خود ساختہ الہامات ہوتے رہے کہ باکرہ ہو یا ثیبہ اس کو تمہاری طرف لوٹاؤں گا۔ مگر اس کی بست سالہ جدوجہد اور وحی کی شکل میں ساری پیش گوئیاں غلط ہوئیں۔ اگرچہ مرزا جی نے اعلان کیا کہ اس کے ساتھ میرا نکاح تقدیر مبرم اور اٹل ہے اور اس کے پورے نہ ہونے کی شکل میں میں بد سے بدتر اور جھوٹا ہوں گا۔ مگر آخرکار ۱۹۰۸ء میں یہ نامراد چل بسا۔ اس پیش گوئی نے اس کی لٹیا ڈبو دی اور جھوٹی مسیحیت کا بھانڈا پھوڑ کے رکھ دیا۔

یہ انگریز کا خاص وفادار آدمی تھا۔ جہاں جہاں انگریز گیا اس کی تحریک بھی گئی۔ ترکی،

افغانستان اور حجاز میں نہ جا سکی۔ مصر و شام وغیرہ میں جب تک فرنگی اثرات تھے یہ [2441] دندناتے رہے۔ جب انقلاب آیا ان ممالک نے ان کو خلاف قانون کر ڈالا اور ان کے دفاتر ضبط کر لئے۔ یہودی فلسطین حیفہ میں اب تک ان کا دفتر موجود ہے۔

حال ہی میں عالم اسلام کے نمائندوں نے حجاز مقدس میں مرزائیوں کے دعویٰ اسلام کی قلعی کھول دی۔ وائسرائے ہند نے چوہدری ظفر اللہ خان مرزائی کو اپنی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنایا۔ اب مرزائیوں کو مسلمانوں کے پھنسانے کا خوب موقع ملا۔ پاکستان بنا تو چوہدری ظفر اللہ خان وزارت خارجہ کا قلمدان تھامے ہوئے تھے۔ مختلف آسامیوں پر مرزائیوں کا قبضہ کرایا گیا۔ انگریز گیا تو امریکی حکومت کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ پاکستان میں مذہب کے علمبردار مرزائی ہیں۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں یہ بیان دیا تھا کہ اگر میں ظفر اللہ خان کو نکال دوں گا تو امریکہ گندم نہیں دے گا۔ (منیر تحقیقاتی رپورٹ ص۳۱۹)

چوہدری صاحب مذکور نے بیرونی دنیا میں سفارتخانوں کے ذریعے مرزائی بھر دیئے۔ خدا خدا کر کے یہ ملک سے باہر گیا تو بعض دوسرے مرزائیوں نے گل کھلائے۔ آخر کار سیاسی حرکات کی وجہ سے ائیر مارشل ظفر چوہدری کو محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحب وزیراعظم پاکستان نے علیحدہ کر کے کروڑوں مسلمانوں کو مطمئن کیا۔

پاکستان بننے کے بعد انگریزوں کا دخل

ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد صوبہ سرحد کا گورنر کننگھم انگریز ہو۔ ساری پاکستانی فوج کا کمانڈر انچیف مسٹر گریسی انگریز ہو۔ جب کہ ہندوستان کا گورنر جنرل لارڈ مونٹ بیٹن تھا۔ مسٹر گریسی کے زمانہ میں مرزائیوں کی ایک فوج بنائی گئی جس کا نام فرقان بٹالین تھا۔ جس کو بعد میں مسلمانوں کے شدید مطالبہ پر مسٹر گریسی نے توڑا۔ مگر بے انتہاء تعریف کے ساتھ، کشمیر کی لڑائی میں میجر جنرل نذیر احمد پیش پیش رہا۔ چوہدری ظفر اللہ خان کا ہم زلف تھا اور آخر کار شہید ملت لیاقت علی خان کے سازش [2442] کیس میں گرفتار ہو کر ملازمت سے علیحدہ ہوا۔ تعجب ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس مجرم کو لاہور کارپوریشن کا ”میئر“ بنادیا گیا۔ جس کے خلاف غلام غوث ہزاروی نے مغربی پاکستان اسمبلی ۱۹۶۲ء میں آواز اٹھائی۔

اب اس بیان کی ضرورت نہیں کہ کس طرح مرزائی فرقہ آہستہ آہستہ ہزاروں آسامیوں پر فائز ہو کر مسلمانوں کے لئے مار آستین بنا۔ ہمارے بچوں کے حقوق تباہ ہوئے۔

عقائد کی جنگ شروع ہوئی۔ جس سے مذہب کو عظیم نقصان پہنچا۔ ایک بات سے اس پر تھوڑی روشنی پڑتی ہے کہ چوہدری ظفراللہ خان نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں منیر کمیشن کے سامنے کہا کہ جب لیاقت علی خان صاحب مرحوم باہر جاتے تو وزارت عظمیٰ کا قلمدان میرے سپرد کرتے۔

فرنگی نے متحدہ ہندوستان سے جاتے جاتے مرزائی وفاداری کا حق یوں ادا کیا کہ پنجاب کے انگریز گورنر سر موڈی نے ان کو چنیوٹ کے پاس بہت بڑی زمین کوڑیوں کے مول دے دی۔ جو انجمن احمدیہ کے نام وقف ہے۔ مگر مرزا بشیرالدین محمود نے اس زمین کے ساتھ ذاتی جائیداد کا سا معاملہ بنا ڈالا۔ یہیں بہشتی مقبرہ بنایا اور یہیں نبوت کا کاروبار چلایا۔

موجودہ فساد اور اسمبلی

اب جب کہ مرزائیوں نے ۲۹رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ سٹیشن پر کالج کے طلبہ پر حملہ کر کے ان کو زدوکوب کیا تو ملک میں جو پہلے ہی سے ان کے خلاف تھا۔ جس کی نشاندہی مسٹر منیر صاحب جج انکوائری کورٹ پہلے سے کر چکے تھے۔ خطرناک ہل چل شروع ہوگئی اور ان کے خلاف دریا اُمڈ آیا۔ ہم نے قومی اسمبلی میں، پھر لاہور ٹریبونل کے سامنے یہ کہا کہ ہوسکتا ہے کہ مرزائیوں نے ربوہ اسٹیشن کی حرکت پاکستان دشمنوں کی سازش سے کی ہو، [2443] تاکہ ملک میں فسادات ہوں اور دشمن اپنا اُلو سیدھا کرے۔ اس کا ایک قرینہ ہے جب کہ مرزائیوں نے مسلمانوں کے پرامن جلوسوں پر گولیاں چلائیں۔ عوامی حکومت نے عوامی مطالبہ کے پیش نظر اسمبلی سے کہا کہ وہ اس سلسلے میں مرزائیوں کی مذہبی پوزیشن کا تعین کرے۔ پہلے بطور تمہید کے چند باتیں عرض کی جاتی ہیں۔ پھر مسئلہ ختم نبوت پر بحث کی جائے گی۔

عقائد فاسدہ کی بھرمار

۱...... مرزا قادیانی نے جب خود مسیح موعود بننے کی ٹھان لی تو اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے کے لئے سینکڑوں آیتوں، حدیثوں اور روایات اسلامیہ کا انکار یا ان کی مضحکہ خیز تاویلات کرنی پڑیں۔

۲...... آنے والا مسیح چونکہ نبی تھا اور مرزاجی کا دامن اسلام کے مقتضیات سے بالکل خالی تھا۔ اس لئے اس نے سرور عالم ﷺ کے اتباع کی آڑ لی اور آپ کا تابع نبی بنا۔ اسی طرح غیر مستقل اور غیر تشریعی نبوت بھی اس کو ثابت کرنی پڑی اور ختم نبوت کی سینکڑوں آیتوں، حدیثوں اور امت کے اجماعی فیصلے کے خلاف رکیک باتیں بنانی پڑ گئیں۔

۳...... چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام اہل اسلام کے متفقہ عقیدے کے مطابق آسمان پر زندہ لے جائے گئے۔ تو مرزاجی نے آسمان پر جانے کو محال ثابت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی معراج جسمانی سے بھی انکار کردیا۔

۴...... 2444 بعضوں کے قول کے مطابق وہ چند منٹ یا چند سیکنڈ سو کر آسمان پر اٹھائے گئے اور عیسائیوں نے لکھا پھر زندہ ہو کر آسمان پر لے جائے گئے۔ اسی طرح قرآن پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیاء موتی یعنی مردے زندہ کرنے کا ذکر کرتا ہے تو مرزاجی کو ان آیتوں کا بھی انکا کرنا پڑا۔ جن سے دنیا میں حسب فرمان وبیان قرآن مردہ زندہ کرنے کا ذکر ہے اور ایسی آیتیں قرآن میں بہت ہیں۔

۵...... چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات تھے اور یہ بیچارہ خالی خولی تھا۔ اس لئے اس نے سرے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا بھی انکار کردیا۔

۶...... چونکہ اس کی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اس لئے اس نے باقی انبیاء علیہم السلام اور خود سرور عالم ﷺ کو بھی ملوث کرنا چاہا کہ وہ بھی کبھی کبھی اپنی وحی اور الہام کا معنی نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ یہاں تک تہمت لگادی کہ ایک بار چار سو نبیوں کی پیش گوئی غلط ثابت ہوئی۔

(ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹)

۷...... اس کو مسیح ابن مریم بننے کے لئے بڑے پاپڑ بیلنے پڑے۔ کبھی مریم بنا، پھر مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر خود عیسیٰ ابن مریم بنا۔ کبھی روحانی واخلاقی مماثلت ثابت کر کے مسیح بنا۔ کبھی ابجد کا حساب لڑا کر مسیح بنا۔ کبھی کہا کہ مخالف میرا حیض دیکھنا چاہتے ہیں وہ اب کہاں رہا۔ وہ اب بچہ بن گیا ہے۔ اس طرح مرزاجی نے مریم مرتبہ سے عیسوی مرتبہ میں داخل ہونے کی سبیل نکالی۔ کبھی بروز وحلول کا سہارا لے کر مسیح بنا۔ پھر مسیح کے نزول کی سینکڑوں روایات کے معانی اپنی طرف سے گھڑنے پڑے۔

۸...... 2445 چونکہ مرزاجی کو مسیح ابن مریم بننے کا شوق تھا اور ساری امت مسیح ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی کو ماننے کے لئے تیار نہ تھی تو اس نے سرور عالم ﷺ کی اتباع کی آڑ لی۔ اسی لئے آپ کی تمام صفات کا بروز بنا بلکہ اس کو فنافی الرسول ہونے اور حضرت سرور عالم ﷺ سے متحد الذات ہونے کی گپیں لگانی پڑیں۔

۹...... کبھی مجدد والی روایت کا سہارا لے کر مجدد کہلایا اور کبھی مکالمات الٰہیہ اور تحدیث کے بہانے محدث اور ناقص نبی بنا۔

۱۰...... اس کو خود مسیح بننا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بہت کچھ گستاخیاں کیں اور ان کی وفات ثابت کرنے کے لئے تمام کتابوں میں رطب ویابس جمع کیں۔

۱۱...... وجاہت، اقتدار اور دولت کا چسکہ لگ جائے تو بات کہیں روکنے سے رکتی نہیں۔ چنانچہ مرزا جی ہندوؤں کو ساتھ ملانے کے لئے کرشن کا اوتار بنے۔ اسی طرح رودر گوپال بھی بنا اور سکھوں کے لئے جے سنگھ بہادر بھی۔ اس نے مہدی، مسیح بلکہ تمام پیغمبروں کے نام اپنے اوپر چسپاں کئے۔

۱۲...... (تذکرہ ص۳۱۱،۴۱۰ طبع سوم، کتاب البریہ ص۷۶، خزائن ج۱۳ ص۱۰۲) میں یہ وحی بھی اپنے اوپر اتروائی۔ ''آواہن'' جس کا معنی بھی خود مرزا جی نے کیا کہ ''خدا تمہارے اندر اتر آیا ہے'' معاذ اللہ! وہ کون سا کفر ہے کہ جو مرزا جی نے اختیار نہ کیا ہو۔

۱۳...... خدائی کا دعویٰ: اور جب دیکھا کہ چیلے چانٹے مانتے چلے جاتے ہیں تو یہاں تک کہہ دیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں۔ پھر میں نے زمین وآسمان پیدا کئے۔ (ظاہر ہے کہ پیغمبر کا خواب وحی ہوتا ہے تو اب اس 2446 وحی کو آپ خود دیکھیں شیطانی ہے یا رحمانی)

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴، کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

دعویٰ یہ ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ مگر پیغمبر دین کا محافظ ہوتا ہے۔ کسی پیغمبر نے ایسا خواب یا کشف بیان نہیں کیا۔

۱۴...... چونکہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں آخری وقت میں اسلام کی عالمگیر فتح مروی ہے اور مرزا جی انگریزوں کے دعا گو تھے۔ اس لئے فتح سے روحانی اور مباحثہ کی فتح مراد لی اور اس کے مریدوں نے روحانی فتح کو خوب ہوا دی۔ مگر اس میں بھی چاروں شانے چت رہا۔ علمائے حق نے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔

اور باوجود سرکاری سرپرستی کے مرزائی کسی جگہ کامیاب مقابلہ ومناظرہ نہ کر سکے۔ بھاگ بھاگ کر روحانی فتح کا نقارہ بجاتے رہے۔ جیسے پہلی جنگ عظیم میں کسی نے کہا تھا کہ فتح انگلش کی ہوتی ہے۔ قدم جرمن کا بڑھتا ہے۔

۱۵...... ہمارے پاس کسی کے الہام، کسی کی وحی، کسی کے کشف اور کسی کے دعوے پرکھنے کے لئے قرآن وحدیث ہی تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے حیات مسیح کے سلسلہ میں حدیث کا قصہ یوں ختم کیا۔ اس نے لکھا ''میں حکم بن کر آیا ہوں۔ مجھے اختیار ہے۔ حدیثوں کے جس ڈھیر کو چاہوں خدا

سے وحی پاکر ردی کر دوں۔" چاہے ایک ہزار حدیث ہوں۔

(حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱، اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

اب حدیث سے بھی اس کو نہیں پرکھا جاسکتا۔ بس آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان لاتا ہوگا۔ ورنہ ستر کروڑ مسلمان مرزاجی کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو 2447 جائیں گے۔ قرآن وحدیث سے کسی الہام یا انسان کو پرکھنے کا راستہ تو اس نے بند کر دیا۔ اب جو چاہے کرے۔ دینی بحث سرور عالم ﷺ اور آپ کے مبارک صحابہؓ سے منقول روایات کے ذریعے ہوسکتی ہے۔ دین ہے ہی وہ جو پیچھے سے نقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ مگر مرزاجی نے اپنی کتاب (اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۴) پر لکھ دیا ہے کہ مجھے خدا نے مسیح کر کے بھیجا اور بتا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں۔ جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے جیسے کہ توریت، انجیل اور قرآن پر۔

۱۶...... افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی سخت کلامی اور تشدد میں مذہبی حدود کے اندر رہنا کافی نہ سمجھا۔ بلکہ اس نے اپنی تحریرات میں وہ طریقہ اختیار کیا جو کسی طرح دائرہ تہذیب میں نہیں آسکتا۔ حالانکہ اس کا دعویٰ نبوت اور مسیحیت کا تھا اور وہ سرور عالم ﷺ کی تمام صفات واخلاق اپنے اندر جذب ہونے کا بھی مدعی تھا۔ اس نے ظاہری طور پر سہی مگر اپنے جھوٹے دعوؤں کی لاج نہ رکھی۔ (چنانچہ اس کی گالیاں بطور ضمیمہ علیحدہ آپ ملاحظہ کریں)

۱۷...... عین محمد ہونے کا دعویٰ: اس بل بوتے پر مرزا قادیانی دعویٰ کرتے ہوئے (ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶) میں لکھتے ہیں کہ میں عین محمد ہوں۔ اس طرح مہر نبوت نہ ٹوٹی اور محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ! کیا زبردست چور ہے کہ مہر بھی نہ ٹوٹی اور مال بھی چرالے گئے) ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ جو کہا ہے کہ میں عین محمد ہوں واقعی وہ دو شخص 2448 نہیں ایک ہی ہیں، تو یہ صاف غلط اور مشاہدے کے خلاف ہے اور اگر دو ہیں تو مہر نبوت ٹوٹ گئی اور یہ کہنا غلط ہوا کہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی اور اگر حضرت ﷺ کی روح پاک مرزاجی میں آئے گی تو یہ ہندوؤں کا عقیدۂ تناسخ ہے جو قطعاً باطل ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی آپ ﷺ کے اخلاق وصفات کے مظہر ہیں تو اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی غلط بیانی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جس پیغمبر کے اخلاق وعادات کے سامنے بڑے بڑے مخالفین نے

ہتھیار ڈال دیئے۔ اس کی ہمسری کا دعویٰ مندرجہ بالا حوالہ جات و واقعات والا شخص کرے؟ یہ قطعاً صحیح نہیں۔

۱۸...... ظاہر ہے کہ ظل (سایہ) اور ذی ظل (جس کا سایہ ہے) قطعاً ایک نہیں ہو سکتے۔ سایہ میں وہ تمام صفات نہیں آ سکتی اور اگر کوئی شخص بعض صفات کی وجہ سے عین محمد بنے تو ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا جی نے (اربعین نمبر۴ ص۱۶، خزائن ج۱۷ ص۴۴۷) یقیناً سمجھو کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہیں۔

۱...... رب العالمین، سب کو پالنے والا۔

۲...... رحمان، بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا۔

۳...... رحیم، کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام۔ انعام و کرام کرنے والا اور خدمت کرنے والا اور خدمت قبول کرنے والا اور ضائع نہ کرنے والا۔

۴...... اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا۔

سو احمد وہی ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرے، تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی یا رسول اللہ ﷺ ظلی طور پر خدا اور عین خدا ہو گئے؟ یہ سب غلط اور ہذیان صرف نبی بننے کے شوق کو پورا کرنا ہے۔

۱۹...... ایک بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ جب مرزا جی کہتے ہیں کہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی اور مہر نبوت نہیں ٹوٹی تو وہ اس بات کے معترف ہو گئے کہ [2449] نبوت تو ختم ہے اور کوئی جدا شخص نبی نہیں بن سکتا۔ رہ گیا میں تو میں عین محمد ہوں۔ مجھ میں اور سرور عالم ﷺ میں کوئی دوئی نہیں ہے۔ میں بالکل وہی ہوں۔ (یہ منہ اور مسور کی دال)

جناب چیئرمین: اب ہم چائے کے لئے وقفہ کرتے ہیں اور پھر گیارہ بج کر بیس منٹ پر دوبارہ شروع کریں گے۔

مولانا عبدالحکیم: جی، جناب؟

جناب چیئرمین: ہم چائے کے لئے وقفہ کرتے ہیں اور پھر گیارہ بج کر بیس منٹ پر شروع کریں۔

مولانا عبدالحکیم: بہت اچھا! جیسا آپ حکم فرمائیں۔

[The Special Committee adjourned for tea break to meet at 11:20 am.]

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس چائے کے وقفہ کے لئے صبح گیارہ بج کر بیس منٹ تک ملتوی کر دیا گیا)

[The Special Committee re-assembled at 11:20 am, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.]

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس مسٹر چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی کی زیر صدارت صبح گیارہ بج کر بیس منٹ پر دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین: مولانا عبدالحکیم! مولانا صاحب! کم از کم ڈیڑھ بجے تک ہم بیٹھیں گے۔ اگر آپ تھک جائیں تو بتادیں۔ تو ہم ایک بجے دس منٹ کا بریک کریں گے۔ ممبر صاحبان کھسکنا شروع نہ ہو جائیں۔

مولانا عبدالحکیم:

دعاوی مرزا

ماخوذ از کتاب دعاوی مرزا

تصنیف: مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ

[2450] یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو سلمان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن مرزائی فرقہ ایک عجیب چیستان ہے۔ اس کے دعوے اور عقیدہ کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں لگا۔ جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی مرزا قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے سامنے لاینحل معمے کی شکل میں پیش کیا ہے اور ایسے متناقض اور متضاد دعوے کئے کہ خود ان کی امت بھی مصیبت میں ہے کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں۔ کوئی تو ان کو مستقل صاحب شریعت نبی کہتا ہے کوئی غیر تشریعی نبی مانتا ہے اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود، مہدی اور لغوی یا مجازی نبی کہا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ مرزا صاحب کا وجود ایک ایسی چیستان ہے جس کا حل نہیں۔ انہوں

نے اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ مرزا صاحب انسان ہیں یا اینٹ پتھر، مرد ہیں یا عورت، مسلمان ہیں یا ہندو، مہدی ہیں یا حارث، ولی ہیں یا نبی، فرشتے ہیں یا دیو۔[1]

2451 مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کھلا چیلنج

اس لئے دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک یہ بھی متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کون ہیں اور کیا ہیں۔ دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں۔ لیکن جب ہم مرزا صاحب کی تحریرات کو بغور پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ میں اختلاط واختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہیں کرے گی۔ اس لئے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے۔ پھر مجدد ہوئے۔ پھر مہدی ہو گئے اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بے وقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعویٰ کو مان لیں تو پھر کھلے بندوں، نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سبھی کچھ ہو گئے اور ہونہار مرد نے اپنے آخری دعویٰ (خدائی) کی بھی تمہید ڈال دی تھی۔ جس کی تصدیق عبارات مذکورہ نمبر۲۶ لغایت نمبر۳۰ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے عمر نے وفا نہ کی ورنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا صاحب کی عبارات ذیل اس تدریجی ترقی اور اس کے سبب ہمارے دعویٰ کی گواہ ہیں۔

(نصرۃ الحق المعروف براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۳، خزائن ج۲۱ ص۶۸) پر فرماتے ہیں۔

”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی الٰہی ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔“ (اور پھر فرماتے ہیں) ”علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئیں کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے۔“

2452 نیز حقیقت الوحی کی عبارت ذیل بھی خود اس تدریجی ترقی کی شاہد ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے اور اپنے کو نبی نہیں کہتے تھے۔ بعد میں ارزانی غلہ نے نبی بنا دیا۔ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

---

[1] ”اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کر دے کہ یہ عبارت مرزا صاحب کی نہیں ہے تو فی عبارت دس (۱۰) روپے انعام۔“

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے، اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔"

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which has accupied by (Prof. Ghafoor Ahmad)]

(اس موقع پر مسٹر چیئرمین نے صدارت چھوڑ دی اور پروفیسر غفور احمد نے صدارت سنبھال لی)

مولانا عبدالحکیم: اس کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعاوی خود ان کی تصانیف سے معہ حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں جو دعوے متعدد کتابوں اور مختلف مقامات میں موجود ہیں۔ بغرض اختصار عبارت تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے۔ باقی حوالہ صفحات درج کر دیئے گئے ہیں۔

مبلغ اسلام اور مصلح ہونے کا دعویٰ

"یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ بنی اسرائیل مسیح کے طرز پر کمال مسکینی وفروتنی وغربت وتذلل وتواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے۔" (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۰)

2453 مجدد ہونے کا دعویٰ

"اب بتلاویں کہ یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔"

(ازالہ اوہام ص۱۵۳، خزائن ج۳ ص۱۷۹)

محدث ہونے کا دعویٰ

"اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر

تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔“

(توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰، ازالہ اوہام ص۳۲۲، خزائن ج۳ ص۳۲۰)

امام زمان ہونے کا دعویٰ

”میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا۔“ (حقیقت الوحی ص۷۹، خزائن ج۲۲ ص۸۲، ضرورۃ الامام ص۲۴، خزائن ج۱۳ ص۴۹۵، کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۲)

مہدی ہونے کا دعویٰ

”اشتہار معیار الاخیار وریویو آف ریلیجنز نومبر ودسمبر ۱۹۰۳ء ص۴۰۷ وغیرہ۔ یہ دعویٰ مرزا صاحب کی اکثر تصانیف کے ٹائٹل پر بکثرت موجود ہے۔ اس لئے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔“

2454 خلیفہ الٰہی اور خدا کا جانشین ہونے کا دعویٰ

”میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا۔“

(کتاب البریہ ص۷۶، خزائن ج۱۳ ص۱۰۲)

حارث مددگار مہدی ہونے کا دعویٰ

”واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حارث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا۔ جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مؤمن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشین گوئی اور مسیح کے آنے کی پیشین گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا۔ دراصل ان دونوں کا مصداق یہ یہی عاجز ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۷۹، خزائن ج۳ ص۱۴۱)

نبی امتی اور بروزی وظلی یا غیر تشریعی ہونے کا دعویٰ

”اور چونکہ وہ محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔ اس سے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطاء کی گئی۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۵، چشمہ معرفت ص۳۲۴، خزائن ج۲۳ ص۳۴۰)

نبوت ورسالت اور وحی کا دعویٰ

”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

”حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل 2455 اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

نیز یہی مضمون (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷، حقیقت الوحی ص۱۰۲، ۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵، ۱۱۰، انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲، حقیقت النبوۃ لمرزا محمود ص۲۰۹، ۲۱۳) وغیرہ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے۔

اپنی وحی کے بالکل قرآن کے برابر واجب الایمان ہونے کا دعویٰ

”میں خدا کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔“ (حقیقت الوحی ص۱۵۰، ۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴، ۲۲۰)

سارے عالم کے لئے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ اپنی امت کے سوا امت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمانوں کافر وجہنمی ہیں

”کفر دو قسم پر ہے ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کے باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ 2456 دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

”اور اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا۔ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی۔“ (اربعین نمبر۴ حاشیہ ص۱۲، خزائن ج۱۷ ص۴۴۱)

اور فرماتے ہیں: ”اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔“

(اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

یہی دعویٰ سیرت الابدال ص۱۴، انجام آتھم وغیرہ وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔

مستقل تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ وہ احادیث نبویہ پر حاکم ہے جس کو چاہے قبول کرے اور جس کو چاہے ردی کی طرح پھینک دے

”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ“

(اعجاز احمدی ص ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اس عبارت میں نبوت تشریعیہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ اس آیت کے مصداق نہیں جو صریح کفر ہے (اور فرماتے ہیں) ”اگر یہ کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر و نہی بیان کئے۔ وہ صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم 2457 ذالک ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵، ۴۳۶)

پھر فرماتے ہیں: ”چونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید بھی۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۳۶) میں بھی یہ دعویٰ موجود ہے۔

”اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص ۳۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

اپنے لئے دس لاکھ معجزات کا دعویٰ

”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

اور (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲) میں دس لاکھ معجزات شمار کئے ہیں۔

تمام انبیاء سابقین سے افضل ہونے کا دعویٰ اور سب کی توہین

"بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت[2458] کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے۔ اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

آدم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

لکھتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے۔ یسا آدم اسکن انت وزوجک الجنة"

(اربعین نمبر۳ ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۴۱۰، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

"آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیروکار ہوگا۔"

(اربعین نمبر۳ ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۴۲۱)

نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، یعقوب علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، داؤد علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، شیث علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، یوسف علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، اسحٰق علیہ السلام ہونے کا دعویٰ۔

"میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ [2459]یعنی ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں۔"

(حقیقت الوحی حاشیہ ص۷۳، خزائن ج۲۲ ص۷۶، ازالہ اوہام ص۲۵۳، خزائن ج۳ ص۲۲۷)

یحییٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، اسماعیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

”اس خدا کی تعریف جس نے تجھے مسیح بن مریم بنایا۔“

(حقیقت الوحی حاشیہ ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

یہ دعویٰ تو تقریباً سب ہی کتابوں میں موجود ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کو مغلظات بازاری گالیاں

”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱ حاشیہ)

”پس اس نادان 2460 اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ حاشیہ)

”یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ اور ان کی توہین

”اور خدائے تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

مریم علیہا السلام ہونے کا دعویٰ

”پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف

سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔“

(حقیقت الوحی حاشیہ ص۷۲، خزائن ج۲۲ ص۷۵)

آنحضرت ﷺ کے ساتھ برابری کا دعویٰ

”یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد و احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱)

”بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲، تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

2461 میں اکثر ان اوصاف کو اپنے لئے ثابت کیا ہے جو آنحضرت ﷺ کے لئے مخصوص ہیں۔

ہمارے نبی ﷺ سے دعویٰ، افضل ہونے کا

”ہمارے رسول اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

اور اپنے معجزات کی تعداد (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲) پر دس لاکھ بتلائی ہے۔ ”لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر“

اس کے لئے یعنی آنحضرت ﷺ کے لئے ایک چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

اس میں آپ ﷺ پر فضیلت کے دعوے کے ساتھ معجزہ شق القمر کا انکار اور توہین بھی ہے۔

میکائیل ہونے کا دعویٰ

”اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔“

(حاشیہ اربعین نمبر۳ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ

”اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کے مانند۔“

(حاشیہ اربعین نمبر۳ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

2462 اپنے بیٹے کے خدا کا مثل ہونے کا دعویٰ

’’انا نبشرك بغلام مظهر الحق والعلیٰ كان الله نزل من السماء‘‘

(استفتاء ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۷۱۲)

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

’’انت منی بمنزلة اولادی‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

اپنے اندر خدا کے اتر آنے کا دعویٰ

آپ کو الہام ہوا ’’آواہن‘‘ جس کی تفسیر (کتاب البریہ ص۷۶، خزائن ج۱۳ ص۱۰۲) پر خود ہی یہ کرتے ہیں کہ ’’خدا تیرے اندر اتر آیا۔‘‘

خود خدا ہونا بحالت کشف اور زمین و آسمان پیدا کرنا

’’اور میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں (پھر فرماتے ہیں) اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور اس حالت میں یوں کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک نیا نظام اور نئی زمین چاہتے ہیں تو میں نے پہلے تو آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ’’انا زينا السماء الدنيا بمصابيح‘‘ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت 2463 کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ ’’اردت ان استخلفك فخلقت آدم...... انا خلقنا الانسان فی احسن تقويم‘‘ یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر ہوئے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۵، خزائن ج۵ ص ایضاً، کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۵)

مرزا جی میں حیض کا خون ہونا اور پھر اس کا بچہ ہو جانا

’’منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلا دے، اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔

پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنادیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔“ (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

حاملہ ہونا

عبارت مذکورہ

(حاشیہ حقیقت الوحی ص۷۲، خزائن ج۲۲ ص۷۵، کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

حجر اسود ہونے کا دعویٰ

الہام یہ ہے۔ ”یکے پائے من مے بوسید و من میگفتم کہ حجر اسود منم۔“

(حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۱۵، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

سلمانؑ ہونے کا دعویٰ

الہام ہوا۔ ”انت سلمان منی یا ذالبرکات۔“

(ریویو آف ریلیجنز ج۵ نمبر۴ بابت اپریل ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص۶۰۳ طبع سوم)

2464 کرشن ہونے کا دعویٰ

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱) ”آریہ قوم کہ الگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن میں ہی ہوں۔“

آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۲) ”اور یہ دعوے صرف میری طرف سے ہی نہیں بلکہ خدا نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔“ چونکہ آریوں کا بادشاہ بننا ظاہری طور سے بھی آسان نہ تھا۔ اس لئے اس کے بعد الہام کی تفسیر یوں فرماتے ہیں ”اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔“

یہ ہے اس عیار کی زنبیل جس کے چالیس مظاہر آپ ملاحظہ فرماچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین! (محمد شفیع دیوبندی)

توہین انبیاء علیہم السلام

یوں تو دعاوی مرزا کے زیر عنوان بعض حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں۔ لیکن مشت نمونہ

ازخروار چند اور حوالے بھی ملاحظہ کئے جائیں۔

مرزا جی نبی نہیں تو پھر کوئی بھی نبی نہیں ہوا

۱…… ’’حضرت موسیٰ اور مسیح علیہم السلام کی نبوت جن دلائل اور جن الفاظ سے ثابت ہے ان سے بڑھ کر دلائل اور صاف الفاظ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں کوئی نبی ہوا ہی نہیں۔‘‘ (حقیقت النبوۃ حصہ اوّل ص۲۰۰)

(مرزا جی) آیت ’’فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول‘‘ کا مصداق ہے۔ (حقیقت النبوۃ ص۲۰۲)

2465 انبیاء علیہم السلام کی سخت توہین

۲…… ’’اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۱۲)

مزید توہین انبیاء علیہم السلام

۳…… ’’اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی۔ معجزات اور پیش گوئیاں ہیں تو اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت نہیں۔‘‘ (بحوالہ تتمہ حقیقت النبوۃ مصنفہ مرزا محمود ص۲۹۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کلی

۴…… ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اپنے آپ کو مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے افضل اس لئے نہیں قرار دیا کہ آپ کو معلوم ہوگیا کہ غیر نبی، نبی سے افضل ہوتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی وحی نے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا اور وہ بارش کی طرح آپ پر نازل ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آپ نے تریاق القلوب والے عقیدہ کو بدل دیا۔ کیونکہ آپ نے تریاق القلوب میں لکھا تھا کہ مسیح سے میں صرف جزوی فضیلت رکھتا ہوں اور بعد میں فرمایا کہ میں تمام شان میں اس سے بڑھ کر ہوں۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۱۷ حصہ اوّل)

[At this stage Prof. Ghafoor Ahmad vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali).]

(اس موقع پر پروفیسر غفور احمد نے صدارت چھوڑ دی جسے مسٹر چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی نے سنبھال لیا)

2466 **مولانا عبدالحکیم:** حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے میری افضلیت پر اعتراض شیطانی وسوسہ ہے۔

۵...... ’’آپ (مرزاجی) نہ صرف یہ کہ مسیح سے اپنے افضل ہونے کا ذکر فرماتے ہیں۔ بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے حضرت مسیح سے افضل ہونے پر اعتراض کرنا شیطانی وسوسہ ہے اور یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں کہلا سکتے۔ خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔‘‘

(حقیقت النبوۃ ص۲۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صریح توہین اور قرآن پر بہتان

۶...... ’’لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔‘‘ (دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ حاشیہ)

اس حوالے سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

۱...... پہلی یہ کہ مرزا قادیانی نے جو توہین یسوع مسیح کے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کی ہے۔ وہ مرزا نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی توہین کی ہے۔

۲...... دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے۔

۳...... تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزامات کی تصدیق خود خدا تعالیٰ نے بھی کر دی ہے۔ ورنہ کسی پیغمبر پر غلط الزام کی تو خدا تعالیٰ صفائی کیا کرتے ہیں۔

[2467]جناب نبی کریم علیہ السلام کی توہین

۷...... ”اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولدلہ! یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ اس سے مراد وہ خاص ”تزوج“ ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کو محمدی بیگم کی محبت نے اندھا بہرا کر دیا تھا۔ اس نے سرور عالم ﷺ کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی کہ گویا حضور ﷺ نے بھی محمدی بیگم کے نکاح کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کیا حضور ﷺ یہ اشارہ کر رہے تھے کہ محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی؟ اور یہ نہ جانتے تھے کہ وہ کبھی نہ آئے گی۔ (معاذ اللہ)

قرآن میں مرزا کا نام احمد ہے

۸...... ”حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جو آیت ”مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد “ سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے۔“ (حقیقت النبوۃ ص ۱۸۸)

۹...... ”دوسری آیت جس میں مسیح موعود کو رسول قرار دیا ہے۔ ”وآخرین منہم لما یلحقوا بہم “ کی آیت ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ کے بعث بتائے گئے۔ پس ضروری ہے کہ دوسرا بعث بھی رسالت کے ساتھ ہو۔“ (حقیقت النبوۃ ص ۱۸۹)

[2468]مرزا جی کی اخلاقی حالت

مرصع اور مغلظ گالیاں

۱...... [2469]”اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا

کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا، وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔“ (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱)

۲...... ”مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ ص۳۰۸)

۳...... ”بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے شترمرغ۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸، خزائن ج۱۱ ص۳۰۲)

میرے مخالف جنگل کے سور ہیں

۴...... ”ان العدیٰ صاروا خنازیر الفلا ونساء ھم من دونھن الا کلب میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔“ (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

مولوی سعداللہ کی نسبت

۵...... مولوی سعداللہ صاحب لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمادیں: ”ومن اللئام اریٰ رجیلا فاسقا غولا لعینا نطفۃ السفھاء “ اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ۔

”شکس خبیث مفسد ومزور نحس یسمی السعد فی الجھلاء “ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے۔ جس کا نام جاہلوں نے سعداللہ رکھا ہے۔

”اذیتنی خبثا فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء “ تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے۔ پس میں سچا نہیں ہوں گا۔ اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ اے نسل بدکاراں۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴، ۱۵، خزائن ج۲۲ ص۴۴۵، ۴۴۶)

2470 میرے مخالف کنجریوں کی اولاد ہیں

۶...... ”تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا“ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص ایضاً)

”ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ

اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ سوائے کنجریوں کی اولاد کے۔“

اے مردار خور مولویو اور گندی روحو

”بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں...... دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو! تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو...... سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)

چور، قزاق، حرامی

”ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانے کے مولویوں کے فتوؤں پر نظر ڈالتے ہیں۔ جنہوں نے عام طور پر مہریں لگا دی تھیں۔ جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہتے تھے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں۔ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے جن میں نہ رحم تھا نہ عقل، نہ اخلاقانہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا۔ اس کا نام جہاد رکھا۔“ (حاشیہ ازالہ اوہام ص۷۴۷، خزائن ج۳ ص۴۹۰)

2471 حرامی، بدکار

”اس گورنمنٹ...... اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا یہ مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت (یعنی گورنمنٹ برطانیہ) کی جس نے امن قائم کیا ہو۔“ (شہادۃ القرآن ص۱، خزائن ج۶ ص۳۸۰، گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص۳)

مولوی سعد اللہ

"اے عورتوں کے عار، ثناء اللہ کب تک مردان جنگ کی طرح چالاکی دکھائے گا۔"

(اعجاز احمدی ص۸۳، خزائن ج۱۹ ص۱۹۴)

حضرت امام حسینؓ کی نسبت

کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

"تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسینؓ ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔"

(اعجاز احمدی ص۸۲، خزائن ج۱۹ ص۱۹۴)

"اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسین۔ پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک تم روتے ہو پس یاد کرلو۔"

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی نسبت

"اندھا شیطان اور گمراہ دیو۔" (انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ ص۲۵۲)

2472 (اسی کے ساتھ مولوی نذیر حسینؒ، مولانا احمد علی سہارنپوریؒ، مولانا عبدالحق دہلویؒ، محمد حسن امروہویؒ پر بھی مذکور کتاب میں تبرا کیا ہے)

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی نسبت

✿...... "مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔"

✿...... "اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔"

✿...... کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے جھوٹ بنایا ہے۔ پس جان کہ میرا

دامن جھوٹ سے پاک ہے۔

✿ …… جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہوگیا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دل بے قرار تھا۔

✿ …… تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنالیا۔ کیا یہی اسلام ہے متکبر۔

✿ …… اے دیوتو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔ اے موت کے شکار خدا سے ڈر کیوں دلیری کرتا ہے۔

✿ …… اور زمین میں سانپ بھی ہیں اور درندے بھی۔ مگر سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو میری توہین کرتے اور گالیاں دیتے اور کافر کہتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص۷۵،۷۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸،۱۸۹)

شیعہ عالم، علی حائری کی نسبت

”میں تمہیں حیض والی عورت کی طرح دیکھتا ہوں۔ نہ اس عورت کی طرح جو حیض سے پاک ہوتی ہے۔“ (اعجاز احمدی ص۶۸، خزائن ج۱۹ ص۱۸۰)

2473مسلمانوں سے بائیکاٹ

”حضرت مسیح موعود کا حکم ہے اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیراحمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔“ (برکات خلافت ص۷۵)

”ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کی طرح غیراحمدی بچوں کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔[1]“ (انوار خلافت ص۹۳، ملائکۃ اللہ ص۴۶)

---

[1] نوٹ! یہ محضر نامہ جو مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی طرف سے مولانا عبدالحکیم صاحب نے ۳۱؍اگست ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں پڑھا۔ ”مرزا کی گالیاں بحروف تہجی“ اس محضر نامہ کا حصہ تھا۔ مگر یہ اسمبلی میں پڑھی نہ گئیں۔ البتہ کتاب میں موجود تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب حکومت پاکستان نے جو پہلا ایڈیشن اس کاروائی کا شائع کیا ہے۔ سرکاری مطبوعہ کاروائی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی ۳۱؍اگست کی کاروائی صفحہ ۲۴۷۴ سے ۲۴۷۹ پر اس کتاب میں شائع شدہ ہیں۔ ابجد کے حساب سے مرزا کی گالیاں تو نقل کیں۔ مگر حوالہ جات درج نہ تھے۔ جہاں سے مولانا نے اپنی کتاب میں گالیوں کے چیپٹر کو لیا، انہوں نے مختصر لیا۔ ہم نے مکمل لے کر آگے حوالہ جات لگا دیئے، تاکہ جناب مرزا صاحب کے ”حسن کلام“ کا مکمل نمونہ ریکارڈ پر آجائے۔ مرتب!

[2474]مرزاجی کی گالیاں

[2475]بحساب حروف تہجی

الف

”اے زود رنج۔“	(ایام الصلح ص۸۴، خزائن ج۱۴ ص۳۲۰)
”ان حاسد۔“	(ایام الصلح ص۸۶، خزائن ج۱۴ ص۳۲۲)
”اے بدقسمت، بدگمانو۔“	(ایام الصلح ص۱۰۳، خزائن ج۱۴ ص۳۴۱)
”اے مردار خور مولویو۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
”اندھیرے کے کیڑو۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
”اندھے۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۲، خزائن ج۱۱ ص۳۰۶)
”اے اندھو۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۶، خزائن ج۱۱ ص۳۱۰)
”اے بدذات۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ ص۳۲۹)
”اے خبیث۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ ص۳۲۹)
”اے پلید دجال۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)
”ان احمقوں۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)
”اے نادانو۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)
”آنکھوں کے اندھو۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)
”اسلام کے عار۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۸، خزائن ج۱۱ ص۳۳۲)
”احمق۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۳۳۳)
”اس نابکار۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)
”او میرے مخالف۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۶۳، خزائن ج۱۱ ص۳۴۷)
”اے بدذات فرقہ۔“	(انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱)
”اعداء الاعداء۔“	(انجام آتھم ص۵۹، خزائن ج۱۱ ص۵۹)
”امام المتکبرین۔“	(انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص۲۴۱)

’’اعمیٰ۔‘‘	(انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ ص۲۵۲)
’’اغویٰ۔‘‘	(انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ ص۲۵۲)
’’الانعام۔‘‘	(انجام آتھم ص۲۶۵، خزائن ج۱۱ ص۲۶۵)
’’استخوان فروش۔‘‘	(آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۸، خزائن ج۵ ص۳۰۸)
’’اے بدبخت قوم۔‘‘	(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)
’’اے سست ایمانو۔‘‘	(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)
’’الو۔‘‘	(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۶۵، خزائن ج۲۱ ص۳۳۲)
’’ایہا الغویٰ۔‘‘	(مواہب الرحمٰن ص۱۳۸، خزائن ج۱۹ ص۳۵۹)
’’ایمان و دیانت سے عاری۔‘‘	(نور الحق ج۱ ص۳، خزائن ج۸ ص۵)
’’اس فرومایہ۔‘‘	(اعجاز احمدی ص۷۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)
’’اے دیو۔‘‘	(اعجاز احمدی ص۷۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸۹)
’’ان شریروں۔‘‘	(الہدیٰ والتبصرہ ص۱۶، خزائن ج۱۸ ص۲۶۰)
’’آگ کے لادو ٹٹوؤ۔‘‘	(الہدیٰ والتبصرہ ص۱۶، خزائن ج۱۸ ص۲۶۱)
’’اے دروغ گو۔‘‘	(نور الحق ج۱ ص۸۹، خزائن ج۸ ص۱۲۰)
’’ابلہ۔‘‘	(چشمہ معرفت ج۱ ص۳، خزائن ج۲۳ ص۱۱)
’’اے مردار۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
’’اے احمق۔‘‘	(اشتہار انعامی ص۱۳، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۸)
’’اسلام کے دشمنو۔‘‘	(اشتہار انعامی ص۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹)
’’ابولہب۔‘‘	(ضیاء الحق ص۳۳، خزائن ج۹ ص۲۹۴)
’’اسلام کے عار۔‘‘	(اتمام الحجۃ ص۲۳، خزائن ج۸ ص۳۰۳)
’’امام الفتن۔‘‘	(اتمام الحجۃ ص۲۴، خزائن ج۸ ص۳۰۳)
’’اوّل درجہ کا متکبر۔‘‘	(ست بچن ص۹، خزائن ج۱۰ ص۱۲۱)
’’انسانوں سے بدتر پلید تر۔‘‘	(ایام الصلح ص۱۲۶، خزائن ج۱۴ ص۳۱۳)
’’اسلام کے دشمن۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
’’اسلام کے بدنام کرنے والے۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ ص۳۴۲)
’’اے بدبخت مفتریو۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ ص۳۴۲)

“اے ظالم۔” (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱)

“ایها المکذبون الغالون” (انجام آتھم ص۲۲۴، خزائن ج۱۱ ص۲۲۴)

“اے شیخ احمقاں۔” (انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص۲۴۱)

“ایها الشیخ الضال” (انجام آتھم ص۲۵۱، خزائن ج۱۱ ص۲۵۱)

“اے بدقسمت انسان۔” (آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۶، خزائن ج۵ ص۳۰۶)

“اوّل درجہ کے کاذب۔” (آئینہ کمالات اسلام ص۶۰۱، خزائن ج۵ ص۶۰۱)

“اے اس زمانہ کے ننگ اسلام۔” (آئینہ کمالات اسلام ص دال، خزائن ج۵ ص۶۰۱)

“اے کوتاہ نظر۔” (آئینہ کمالات اسلام ص دال، خزائن ج۵ ص۶۰۸)

“اے نفسانی۔” (ازالہ اوہام ج۱ ص۵، خزائن ج۳ ص۱۰۵)

“اے خشک۔” (ازالہ اوہام ص۴۹، خزائن ج۳ ص۱۵۷)

“اے اندھے۔” (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳، ۲۷، خزائن ج۲۱ ص۱۶۶)

“اے دیوانہ۔” (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۵۶، خزائن ج۲۱ ص۳۲۴)

“اے دروغ آراستہ کرنے والے۔” (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۶۵، خزائن ج۲۱ ص۳۳۲)

“اے غبی۔” (مواہب الرحمٰن ص۱۳۱، خزائن ج۱۹ ص۳۵۲)

“اے مسکین۔” (مواہب الرحمٰن ص۱۳۸، خزائن ج۱۹ ص۳۵۹)

“انسانیت کے پیرایہ سے بے بہرہ اور برہنہ۔” (نور الحق ج۱ ص۳، خزائن ج۸ ص۴)

“اغوا کرنے والے محمد حسین۔” (اعجاز احمدی ص۵۷، خزائن ج۱۹ ص۱۶۹)

“اکڑباز۔” (الہدیٰ والتبصرۃ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۵۳)

“اے بے ایمانو۔” (اشتہار انعامی تین ہزار ص۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹)

“اندھے پادریوں۔” (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۴، خزائن ج۱۱ ص۳۰۸)

ب، پ

“پلید ملاؤں۔” (ایام الصلح ص۱۶۵، خزائن ج۱۴ ص۴۱۳)

“پلید جاہلوں۔” (ایام الصلح ص۱۶۶، خزائن ج۱۴ ص۴۱۴)

“پلید طبع مولوی۔” (ایام الصلح ص۱۶۵، خزائن ج۱۴ ص۴۱۳)

“بداخلاقی اور بدظنی میں غرق ہونے والو۔” (ایام الصلح ص۸۴، خزائن ج۱۴ ص۳۲۰)

"بدقسمت بدگمانو۔"	(ایام الصلح ص۱۰۳، خزائن ج۱۴ ص۳۳۱)
"بدتر۔"	(ایام الصلح ص۱۲۶، خزائن ج۱۴ ص۴۱۴)
"پلیدتر۔"	(ایام الصلح ص۱۲۶، خزائن ج۱۴ ص۴۱۴)
"پلید طاؤں۔"	(ایام الصلح ص۱۲۶، خزائن ج۱۴ ص۴۱۴)
"پلید دل۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸)
"بے ایمانی بددیانتی۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۰، خزائن ج۱۱ ص۲۹۴)
"بدبخت۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۱، خزائن ج۱۱ ص۲۹۵)
"بے وقوف اندھے۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۲، خزائن ج۱۱ ص۳۰۶ حاشیہ)
"بے ایمان اور اندھے۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۲، خزائن ج۱۱ ص۳۰۶ حاشیہ)
"بدذات۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۵، خزائن ج۱۱ ص۳۲۹)
"پلید دجال۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)
"بے نصیب۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۷، خزائن ج۱۱ ص۳۳۱)
"بے بہرہ۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۷، خزائن ج۱۱ ص۳۳۱)
"بدگوہر۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)
"بے وقوفوں۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)
"بندروں۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)
"باطل پرست بطالوی۔"	(انجام آتھم ص۵۹، خزائن ج۱۱ ص۵۹ حاشیہ)
"بطال۔"	(انجام آتھم ص۲۵۱، خزائن ج۱۱ ص۲۵۱)
"بدذات۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)
"بیہودہ۔"	(آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۱، خزائن ج۵ ص۳۰۱)
"بلید آدمی۔"	(آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۸، خزائن ج۵ ص۳۰۸)
"بے چارہ۔"	(آئینہ کمالات اسلام ص۶۰۰، خزائن ج۵ ص۶۰۰)
"بدقسمت ایڈیٹر۔"	(نزول المسیح ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۳۹۰)
"بے حیا۔"	(نزول المسیح ص۶۲، خزائن ج۱۸ ص۴۴۰)
"پاگل۔"	(نزول المسیح ص۶۴، خزائن ج۱۸ ص۴۴۲)
"پُربدعت زاہدو۔"	(ازالہ اوہام ص۳۹، خزائن ج۳ ص۱۵۷)

”بدمعاش، بدذاتی، بے ایمانی۔“	(حقیقت الوحی ص۲۱۲، خزائن ج۲۲ ص۲۲۲)
”بدگو۔“	(حقیقت الوحی ص۱۴، خزائن ج۲۲ ص۳۳۵)
”بدکار آدمی۔“	(شہادۃ القرآن ص۱۰۰، خزائن ج۶ ص۳۸۰)
”برہنہ۔“	(نورالحق ج۱ ص۳، خزائن ج۸ ص۵)
”بھیڑیے۔“	(اعجاز احمدی ص۲۹، خزائن ج۱۹ ص۱۵۰)
”پلنگ۔“	(اعجاز احمدی ص۳۳، خزائن ج۱۹ ص۱۵۴)
”بچھو۔“	(اعجاز احمدی ص۷۵، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)
”بے حیاء۔“	(تذکرۃ الشہادتین ص۳۸، خزائن ج۲۰ ص۴۰)
”بالکل جاہل۔“	(کرامات الصادقین ص۳، خزائن ج۷ ص۴۵)
”بالکل بے بہرہ۔“	(کرامات الصادقین ص۳، خزائن ج۷ ص۴۵)
”پلیدوں۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۲، خزائن ج۱۱ ص۳۰۸)
”بے باک اور بے شرم۔“	(انجام آتھم ص۱۸، خزائن ج۱۱ ص۱۸)
”پلید فطرت۔“	(انجام آتھم ص۳۶، خزائن ج۱۱ ص۳۶)
”بداطوار۔“	(انجام آتھم ص۲۰۴، خزائن ج۱۱ ص۲۰۴)
”بخیل۔“	(ضیاء الحق ص۳۸، خزائن ج۹ ص۳۰۰)
”بدخلق۔“	(نورالحق ج۱ ص۶۴، خزائن ج۸ ص۸۸)
”بے ایمانو۔“	(اشتہار انعامی تین ہزار ص۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹)
”بے عزتوں۔“	(تبلیغ رسالت ج۱ ص۸۴، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۵)
”بخیل طبع۔“	(ضیاء الحق ص۳۸، خزائن ج۹ ص۳۰۰)
”بدبخت۔“	(انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ ص۲۸)
”بڑا خبیث۔“	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۵۴۳)
”بخیلوں۔“	(اتمام الحجۃ ص۲۶، خزائن ج۸ ص۳۰۶)
”بدبخت جھوٹوں۔“	(انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ ص۲۸)
”بے راہ۔“	(حقیقت الوحی ص۲۸۸، خزائن ج۲۲ ص۳۰۱)
”بے خوف۔“	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵۶، خزائن ج۲۲ ص۵۹۴)

ت

”تفقہ سے سخت بے بہرہ۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۸، خزائن ج۵ ص۳۰۸)

”تجھ سے زیادہ بدبخت کون۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۵۷، خزائن ج۲۱ ص۳۲۵)

”تو صبح کو الو کی طرح اندھا ہو جاتا ہے۔“
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۶۵، خزائن ج۲۱ ص۳۳۲)

”تو ملعون۔“ (اعجاز احمدی ص۷۵، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)

”تجھ پر ویل۔“ (اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

”تکبر کا کیڑا۔“ (کرامات الصادقین ص۲۱، خزائن ج۷ ص۶۳)

”تمہاری ایسی تیسی ہے۔“ (اشتہار انعامی تین ہزار ص۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۰)

”تکفیر کا بانی۔“ (دافع البلاء ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۲۳۸)

”تقویٰ و دیانت سے دور۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۳، خزائن ج۱۱ ص۳۰۷)

”تزویر و تلبیس۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)

2476

ث

”ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ مس نہیں۔“ (اعجاز احمدی ص۴۳، خزائن ج۱۹ ص۱۵۵)

”ثناء اللہ تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا۔“ (اعجاز احمدی ص۵۱، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴)

ج، چ

”جاہل۔“ (ایام الصلح ص۱۱۶، خزائن ج۱۴ ص۳۵۴)

”چارپائے ہیں نہ آدمی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۰، خزائن ج۱۱ ص۲۹۴)

”جاہل سجادہ نشین۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۲)

”جہلاء۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸، خزائن ج۱۱ ص۳۰۲)

”جھوٹے۔“ (انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ ص۲۸)

”جنگل کے وحشی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۳۳۳)

”جھوٹا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)

”جاز غوی۔“ (انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص۲۴۱)

”جاہلین۔“	(انجام آتھم ص۲۵۴، خزائن ج۱۱ ص۲۵۴)
”جانور۔“	(نزول المسیح ص۸، خزائن ج۱۸ ص۳۸۶)
”جاہل مخالف۔“	(نور الحق ج۱ ص۲۸، خزائن ج۸ ص۲۶)
”جنگلوں کے غول۔“	(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)
”چال باز۔“	(کرامات الصادقین ص۲۲، خزائن ج۷ ص۶۵)
”جلد باز مولویوں۔“	(آسمانی فیصلہ ص۳۱، خزائن ج۴ ص۳۳۱)
”جنگ جو۔“	(نور الحق ص۸۹، خزائن ج۸ ص۱۲۰)
”چوروں۔“	(آریہ دھرم ص۱۲، خزائن ج۱۰ ص۱۲)
”جاہل اخبار نویس۔“	(ضیاء الحق ص۳۵، خزائن ج۹ ص۲۹۶)
”چالاک حاسدوں۔“	(اتمام الحجہ ص۲۶، خزائن ج۸ ص۳۰۶)
”جھوٹ کا گوہ کھایا۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)
”جاہلوں۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص۶۰۲، خزائن ج۵ ص۶۰۲)
”جھوٹ بولنے کا سرغنہ۔“	(نزول المسیح ص۹، خزائن ج۱۸ ص۳۸۷)

ح

”حاسد۔“	(ایام الصلح ص۸۶، خزائن ج۱۴ ص۳۲۲)
”حرامی۔“	(شہادۃ القرآن ص۴، خزائن ج۶ ص۳۸۰)
”حرام زادہ۔“	(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۲)
”حرامی لڑکے۔“	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴، خزائن ج۲۲ ص۴۴۶)
”حق پوش۔“	(شہادۃ القرآن ص۶، خزائن ج۶ ص۳۸۳)
”حیوانات۔“	(اعجاز احمدی ص۲۲، خزائن ج۱۹ ص۱۳۱)
”حاسدوں۔“	(الہدیٰ والتبصرہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۵۳)
”حریص۔“	(نور الحق ج۱ ص۶۴، خزائن ج۸ ص۸۸)
”حرص کے جنگل کے شیطان۔“	(نور الحق ج۱ ص۸۹، خزائن ج۸ ص۱۲۰)
”حرص کی وجہ سے مکار۔“	(نور الحق ج۱ ص۹۲، خزائن ج۸ ص۱۲۴)
”حلال زادہ نہیں۔“	(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)

“حاطب اللیل۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص۶۰۰، خزائن ج۵ ص۶۰۰)
“حق کے مخالف۔”	(اتمام الحجۃ ص۲۵، خزائن ج۸ ص۳۰۴)

خ

“خبیث طبع۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵ حاشیہ)
“خنزیر سے زیادہ پلید۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
“خبیث طبع۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
“خالی گدھے۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۷، خزائن ج۱۱ ص۳۳۱)
“خشک زاہد۔”	(ازالہ اوہام ج۱ ص۵، خزائن ج۳ ص۱۰۵)
“خشک ملاؤں۔”	(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۱۳۲، خزائن ج۲۱ ص۳۱۰)
“خبیث نفس۔”	(شہادۃ القرآن ص۵، خزائن ج۶ ص۳۸۲ حاشیہ)
“خون پسند۔”	(شہادۃ القرآن ص۴، خزائن ج۶ ص۳۸۱)
“خیانت پیشہ۔”	(آریہ دھرم ص۱۲، خزائن ج۱۰ ص۱۲)
“خبیث طینت۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۸ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۲)
“خبیث فرقہ۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)
“خناسوں۔”	(انجام آتھم ص۱۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۱۷)
“خسیس ابن خسیس”	(نور الحق ج۱ ص۶۴، خزائن ج۸ ص۸۷)
“خراب عورتوں اور دجال کی نسل۔”	(نور الحق ص۱۲۳، خزائن ج۸ ص۱۶۳)
“خبیث النفس۔”	(ضیاء الحق ص۹، خزائن ج۹ ص۲۵۹)
“خودغرض مولویوں۔”	(ضیاء الحق ص۲۲، خزائن ج۹ ص۲۷۸)
“خبیث القلب۔”	(انوار الاسلام ص۲۱، خزائن ج۹ ص۲۳)
“خشک دماغ۔”	(ست بچن ص۹، خزائن ج۱۰ ص۱۲۱)
“خدا کا ان مولویوں پر غضب ہوگا۔”	(ایام الصلح ص۱۶۵، خزائن ج۱۴ ص۴۱۳)
“خسر الدنیا والآخرۃ۔”	(اتمام الحجۃ ص۲۵، خزائن ج۸ ص۳۰۴)
“خبیث فطرت۔”	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵۶، خزائن ج۲۲ ص۵۹۵)
“خشک معلم۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ز، خزائن ج۵ ص۶۱۱)

د، ذ

"ذلیل۔"	(ایام الصلح ص۱۶۵، خزائن ج۱۴ ص۴۱۳)
"دل کے مجذوم۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
"دشمن۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
"دجال۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)
"دشمن اللہ ورسول۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)
"ذلت کے سیاہ داغ۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)
"دیانت ودین سے دور۔"	(انجام آتھم ص۱۹۸، خزائن ج۱۱ ص۱۹۸)
"دشمن عقل ودانش۔"	(انجام آتھم ص۲۳۱، خزائن ج۱۱ ص۲۳۱)
"دشمن انصار دین۔"	(آئینہ کمالات اسلام ص۱۰، خزائن ج۵ ص۶۱۰)
"دروغ گو۔"	(نزول المسیح ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۳۹۰)
"دیوانہ۔"	(نزول المسیح ص۶۴، خزائن ج۱۸ ص۴۴۲)
"دنیا کے کیڑے۔"	(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۳، خزائن ج۲۱ ص۳۱۱)
"دلوں کے اندھو۔"	(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)
"دروغ گو مخبر۔"	(شہادۃ القرآن ص ھ، خزائن ج۶ ص۳۸۲)
"دورنگی اختیار کرنے والا۔"	(شہادۃ القرآن ص و، خزائن ج۶ ص۳۸۳)
"دیو۔"	(اعجاز احمدی ص۷۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸۹)
"دابۃ الارض علماء السوء۔"	(حمامۃ البشریٰ ص۸۶ حاشیہ، خزائن ج۷ ص۳۰۸)
"دابۃ الارض۔"	(ازالہ اوہام کلاں ج۲ ص۵۱۰، خزائن ج۳ ص۳۷۳)
"ذئاب۔"	(الہدیٰ والتبصرہ ص۹۶، خزائن ج۱۸ ص۳۳۶)
"دنیا کے کتے۔"	(استفتاء اردو ص۲۰، خزائن ج۱۲ ص۱۲۸)
"دشمن حق۔"	(استفتاء اردو ص۲۷ حاشیہ، خزائن ج۱۲ ص۱۳۵)
"ذریت شیطان۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۴ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۸)
"دجال اکبر۔"	(انجام آتھم ص۴۷، خزائن ج۱۱ ص۴۷)
"دشنام دہ۔"	(نور الحق ج۱ ص۸۸، خزائن ج۸ ص۱۲۰)

“دل کے اندھے۔” (اشتہار انعامی تین ہزار ص ۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۸)

“دجال کے ہمراہیو۔” (اشتہار انعامی تین ہزار ص ۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۶۹)

“دیوثوں۔” (تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۸۴، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۲۵)

“دنیا پرست۔” (ضیاء الحق ص ۲۷، خزائن ج ۹ ص ۲۸۵)

“دین فروش۔” (ضیاء الحق ص ۲، خزائن ج ۹ ص ۲۹۱)

“دیوانہ درندوں۔” (ضیاء الحق ص ۳۵، خزائن ج ۹ ص ۲۹۶)

“ذلت کی روسیاہی کے اندر غرق۔” (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۳)

“درندہ طبع۔” (الہدیٰ والتبصرہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۵۵)

“دجال فربہ۔” (انجام آتھم ص ۲۰۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۰۴)

“دروغ آراستہ کرنے والے۔” (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۶۵، خزائن ج ۲۱ ص ۳۳۲)

“دل کے اندھے۔” (اشتہار انعام تین ہزار ص ۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۸)

“دجال کمینہ۔” (انجام آتھم ص ۲۰۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۰۶)

ر، ز

“ژاژ خاء۔” (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۳)

“زیادہ پلید۔” (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ، خزائن؛ ج ۱۱ ص ۳۰۵)

“رئیس الدجالین۔” (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

“رئیس المعتدین۔” (انجام آتھم ص ۲۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۳۱)

“رأس الغاوین۔” (انجام آتھم ص ۲۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۳۱)

“رئیس المتصلفین۔” (انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱)

“رنڈیوں کی اولاد۔” (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۸)

“رئیس المتکبرین۔” (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۹، خزائن ج ۵ ص ۵۹۹)

“زود رنج۔” (ایام الصلح ص ۸۴، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۰)

“زمانہ کے ظالم۔” (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

“زمانہ کے بدذات۔” (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱۶، خزائن ج ۵ ص ۲۱۶ حاشیہ)

“رسول اللہ کے دشمن۔” (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۱۱، خزائن ج ۵ ص ۱۱۱)

”زمانہ کے ننگ اسلام۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص و، خزائن ج ۵ ص ۶۰۸)
”زیادہ بد بخت۔“	(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۵۷، خزائن ج ۲۱ ص ۳۲۵)
”روحانیت سے بے بہرہ۔“	(ضمیمہ استفتاء اردو ص ۲، خزائن ج ۱۲ ص ۱۰۸)

س، ش

”شیطان۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)
”شتر مرغ۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)
”شیاطین الانس۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)
”سوروں۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)
”سیاہ داغ۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)
”شریر۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۱)
”سیاہ دل۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)
”شیخ نجدی۔“	(انجام آتھم ص ۱۹۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۹۸)
”سگان قبیلہ۔“	(انجام آتھم ص ۲۲۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۹)
”شیخ احمقان۔“	(انجام آتھم ص ۲۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۴۱)
”شیخ الضال“	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱)
”سلطان المتکبرین۔“	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱)
”شقی۔“	(انجام آتھم ص ۲۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۲)
”سفہاء۔“	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱)
”شغال۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹۵، خزائن ج ۵ ص ۲۹۵)
”شیطنت کی بدبو۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۱، خزائن ج ۵ ص ۳۰۱)
”سفلہ پن۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۴، خزائن ج ۵ ص ۳۰۴)
”شیخ نامہ سیاہ۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۶، خزائن ج ۵ ص ۳۰۶)
”سفیہوں کا نطفہ۔“	(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۵)
”شریر۔“	(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۵)
”سخت دل ظالم۔“	(ضمیمہ براہین ج ۵ ص ۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

”سانپوں۔“	(نورالحق ج۱ ص۳۳، خزائن ج۸ ص۳۲)
”سادہ لوح۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۹، خزائن ج۱۱ ص۳۲۳)
”سخت جاہل۔“	(ازالہ اوہام ج۲ ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)
”سخت نادان۔“	(ازالہ اوہام ج۲ ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)
”سخت نالائق۔“	(ازالہ اوہام ج۲ ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)
”شیخ مضل۔“	(کرامات الصادقین ص۲۷، خزائن ج۷ ص۶۹)
”شیخ مزور۔“	(کرامات الصادقین ص و، خزائن ج۷ ص۱۵۲)
”شیخی باز۔“	(الہدیٰ والتبصرۃ ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۵۵)
”سفلہ دشمن۔“	(الہدیٰ والتبصرۃ ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۵۸)
”شریروں۔“	(الہدیٰ والتبصرۃ ص۱۶، خزائن ج۱۸ ص۲۶۰)
”سفلہ دشمنوں۔“	(الہدیٰ والتبصرۃ ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۲۶۲)
”شریر بھیڑیے۔“	(انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۹)
”سفیہ۔“	(نورالحق ج۱ ص۷۲، خزائن ج۸ ص۹۶)
”شرابیوں۔“	(نورالحق ج۱ ص۹۹، خزائن ج۸ ص۱۳۲)
”سخت دل مولویو منشیو۔“	(انوارالاسلام ص۲۵، خزائن ج۹ ص۲۶)
”شیخ چلی کے بڑے بھائی۔“	(انوارالاسلام ص۳۹، خزائن ج۹ ص۴۰)
”شریر مولویو۔“	(ضیاء الحق ص۳۲، خزائن ج۹ ص۲۹۱)
”سخت ذلیل۔“	(انجام آتھم ص۲۴ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۴)
”شیخ ضال بٹالوی۔“	(انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص۲۴۱)
”سخت دروغ گو۔“	(نزول المسیح ص۶۶، خزائن ج۱۸ ص۴۴۴)
”سست ایمانو۔“	(ضمیمہ براہین حصہ پنجم ص۱۴۳، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)
”شیخ الضلالۃ۔“	(اعجاز احمدی ص۷۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)
”شیخ چال باز۔“	(کرامات الصادقین ص۲۲، خزائن ج۷ ص۶۵)

”سواد الوجہ الدارین (دنیا آخرت میں روسیاہ)“

(اتمام الحجۃ ص۲۵، خزائن ج۸ ص۳۰۳)

“زمانہ کے ننگ اسلام۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص و، خزائن ج ۵ ص ۶۰۸)
“زیادہ بد بخت۔”	(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۵۷، خزائن ج ۲۱ ص ۳۲۵)
“روحانیت سے بے بہرہ۔”	(ضمیمہ استفتاء اردو ص ۲، خزائن ج ۱۲ ص ۱۰۸)

س، ش

“شیطان۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)
“شتر مرغ۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)
“شیاطین الانس۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)
“سوروں۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)
“سیاہ داغ۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)
“شریر۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۱)
“سیاہ دل۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)
“شیخ نجدی۔”	(انجام آتھم ص ۱۹۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۹۸)
“سگان قبیلہ۔”	(انجام آتھم ص ۲۲۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۹)
“شیخ احمقان۔”	(انجام آتھم ص ۲۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۴۱)
“شیخ الضال”	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱)
“سلطان المتکبرین۔”	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱)
“شقی۔”	(انجام آتھم ص ۲۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۲)
“سفہاء۔”	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱)
“شغال۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹۵، خزائن ج ۵ ص ۲۹۵)
“شیطنت کی بدبو۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۱، خزائن ج ۵ ص ۳۰۱)
“سفلہ پن۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۴، خزائن ج ۵ ص ۳۰۴)
“شیخ نامہ سیاہ۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۶، خزائن ج ۵ ص ۳۰۶)
“سفیہوں کا نطفہ۔”	(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۵)
“شریر۔”	(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۵)
“سخت دل ظالم۔”	(ضمیمہ براہین ج ۵ ص ۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

“دل کے اندھے۔”	(اشتہار انعامی تین ہزار ص ۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۸)
“دجال کے ہمرائیو۔”	(اشتہار انعامی تین ہزار ص ۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۶۹)
“دیوثوں۔”	(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۸۴، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۲۵)
“دنیا پرست۔”	(ضیاء الحق ص ۲۷، خزائن ج ۹ ص ۲۸۵)
“دین فروش۔”	(ضیاء الحق ص ۲، خزائن ج ۹ ص ۲۹۱)
“دیوانہ درندوں۔”	(ضیاء الحق ص ۳۵، خزائن ج ۹ ص ۲۹۶)
“ذلت کی روسیاہی کے اندر غرق۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۳)
“درندہ طبع۔”	(الہدیٰ والتبصرہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۵۵)
“دجال فربہ۔”	(انجام آتھم ص ۲۰۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۰۴)
“دروغ آراستہ کرنے والے۔”	(ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۶۵، خزائن ج ۲۱ ص ۳۳۲)
“دل کے اندھے۔”	(اشتہار انعام تین ہزار ص ۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۸)
“دجال کمینہ۔”	(انجام آتھم ص ۲۰۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۰۶)

ر، ز

“ذواثر خاء۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۳)
“زیادہ پلید۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)
“رئیس الدجالین۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)
“رئیس المعتدین۔”	(انجام آتھم ص ۲۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۴۱)
“رأس الغاوین۔”	(انجام آتھم ص ۲۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۴۱)
“رئیس المتصلفین۔”	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱)
“رنڈیوں کی اولاد۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۸)
“رئیس المتکبرین۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۹، خزائن ج ۵ ص ۵۹۹)
“زود رنج۔”	(ایام الصلح ص ۸۴، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۰)
“زمانہ کے ظالم۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)
“زمانہ کے بدذات۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱۶، خزائن ج ۵ ص ۲۱۶ حاشیہ)
“رسول اللہ کے دشمن۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۱۱، خزائن ج ۵ ص ۱۱۱)

د، ذ

”ذلیل۔“	(ایام الصلح ص ۱۶۵، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۳)
”دل کے مجذوم۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)
”دشمن۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)
”دجال۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)
”دشمن اللہ ورسول۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۴)
”ذلت کے سیاہ داغ۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)
”دیانت ودین سے دور۔“	(انجام آتھم ص ۱۹۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۹۸)
”دشمن عقل ودانش۔“	(انجام آتھم ص ۲۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۳۱)
”دشمن انصار دین۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص ۰، خزائن ج ۵ ص ۶۱۰)
”دروغ گو۔“	(نزول المسیح ص ۱۲، خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۰)
”دیوانہ۔“	(نزول المسیح ص ۶۴، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۲)
”دنیا کے کیڑے۔“	(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۱ ص ۳۱۱)
”دلوں کے اندھو۔“	(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۱ ص ۳۱۲)
”دروغ گو مجبر۔“	(شہادۃ القرآن ص ھ، خزائن ج ۶ ص ۳۸۲)
”دورنگی اختیار کرنے والا۔“	(شہادۃ القرآن ص و، خزائن ج ۶ ص ۳۸۳)
”دیو۔“	(اعجاز احمدی ص ۷۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۹)
”دابۃ الارض علماء السوء۔“	(حمامۃ البشریٰ ص ۸۶ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۳۰۸)
”دابۃ الارض۔“	(ازالہ اوہام کلاں ج ۲ ص ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)
”ذئاب۔“	(الہدیٰ والتبصرہ ص ۹۶، خزائن ج ۱۸ ص ۳۴۶)
”دنیا کے کتے۔“	(استفتاء اردو ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۱۲۸)
”دشمن حق۔“	(استفتاء اردو ص ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۲ ص ۱۳۵)
”ذریت شیطان۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۸)
”دجال اکبر۔“	(انجام آتھم ص ۴۷، خزائن ج ۱۱ ص ۴۷)
”دشنام دہ۔“	(نور الحق ج ۱ ص ۸۸، خزائن ج ۸ ص ۱۲۰)

“دل کے اندھے۔”	(اشتہار انعامی تین ہزار ص۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۸)
“دجال کے ہمرائیو۔”	(اشتہار انعامی تین ہزار ص۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹)
“دیوثوں۔”	(تبلیغ رسالت ج۱ ص۸۴، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۵)
“دنیا پرست۔”	(ضیاء الحق ص۲۷، خزائن ج۹ ص۲۸۵)
“دین فروش۔”	(ضیاء الحق ص۲، خزائن ج۹ ص۲۹۱)
“دیوانہ درندوں۔”	(ضیاء الحق ص۳۵، خزائن ج۹ ص۲۹۶)
“ذلت کی روسیاہی کے اندر غرق۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۹، خزائن ج۱۱ ص۳۴۳)
“درندہ طبع۔”	(الہدیٰ والتبصرہ ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۵۵)
“دجال فربہ۔”	(انجام آتھم ص۲۰۴، خزائن ج۱۱ ص۲۰۴)
“دروغ آراستہ کرنے والے۔”	(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۱۶۵، خزائن ج۲۱ ص۳۳۲)
“دل کے اندھے۔”	(اشتہار انعام تین ہزار ص۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۸)
“دجال کمینہ۔”	(انجام آتھم ص۲۰۶، خزائن ج۱۱ ص۲۰۶)

ر، ز

“ژاژ خاء۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۳)
“زیادہ پلید۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
“رئیس الدجالین۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)
“رئیس المعتدین۔”	(انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص۲۴۱)
“رأس الغاوین۔”	(انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص۲۴۱)
“رئیس المتصلفین۔”	(انجام آتھم ص۲۵۱، خزائن ج۱۱ ص۲۵۱)
“رنڈیوں کی اولاد۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۸)
“رئیس المتکبرین۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص۵۹۹، خزائن ج۵ ص۵۹۹)
“زود رنج۔”	(ایام الصلح ص۸۴، خزائن ج۱۴ ص۳۲۰)
“زمانہ کے ظالم۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)
“زمانہ کے بدذات۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص۲۱۶، خزائن ج۵ ص۲۱۶ حاشیہ)
“رسول اللہ کے دشمن۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص۱۱۱، خزائن ج۵ ص۱۱۱)

“زمانہ کے ننگ اسلام۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص و، خزائن ج۵ ص ۶۰۸)
“زیادہ بد بخت۔”	(براہین احمدیہ ج۵ ص ۱۵۷، خزائن ج۲۱ ص ۳۲۵)
“روحانیت سے بے بہرہ۔”	(ضمیمہ استفتاء اردو ص ۲، خزائن ج۱۲ ص ۱۰۸)

س، ش

“شیطان۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، خزائن ج۱۱ ص ۲۸۸)
“شتر مرغ۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص ۳۰۲)
“شیاطین الانس۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص ۳۰۲)
“سوروں۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج۱۱ ص ۳۳۷)
“سیاہ داغ۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج۱۱ ص ۳۳۷)
“شریر۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج۱۱ ص ۳۴۱)
“سیاہ دل۔”	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج۱۱ ص ۳۴۲)
“شیخ نجدی۔”	(انجام آتھم ص ۱۹۸، خزائن ج۱۱ ص ۱۹۸)
“سگان قبیلہ۔”	(انجام آتھم ص ۲۲۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص ۲۲۹)
“شیخ احمقان۔”	(انجام آتھم ص ۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص ۲۴۱)
“شیخ الضال”	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج۱۱ ص ۲۵۱)
“سلطان المتکبرین۔”	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج۱۱ ص ۲۵۱)
“شقی۔”	(انجام آتھم ص ۲۵۲، خزائن ج۱۱ ص ۲۵۲)
“سفہاء۔”	(انجام آتھم ص ۲۵۱، خزائن ج۱۱ ص ۲۵۱)
“شغال۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹۵، خزائن ج۵ ص ۲۹۵)
‘شیطنت کی بدبو۔’’’	(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۱، خزائن ج۵ ص ۳۰۱)
“سفلہ پن۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۴، خزائن ج۵ ص ۳۰۴)
“شیخ نامہ سیاہ۔”	(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۶، خزائن ج۵ ص ۳۰۶)
“سفیہوں کا نطفہ۔”	(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴، خزائن ج۲۲ ص ۴۴۵)
“شریر۔”	(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۲۸ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص ۵۶۵)
“سخت دل ظالم۔”	(ضمیمہ براہین ج۵ ص ۱۱، خزائن ج۲۱ ص ۲۷۵)

”سانپوں۔“ (نور الحق ج۱ ص۲۳، خزائن ج۸ ص۳۲)

”سادہ لوح۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۹، خزائن ج۱۱ ص۳۲۳)

”سخت جاہل۔“ (ازالہ اوہام ج۲ ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

”سخت نادان۔“ (ازالہ اوہام ج۲ ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

”سخت نالائق۔“ (ازالہ اوہام ج۲ ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

”شیخ مضل۔“ (کرامات الصادقین ص۲۷، خزائن ج۷ ص۶۹)

”شیخ مزور۔“ (کرامات الصادقین ص و، خزائن ج۷ ص۱۵۲)

”شیخی باز۔“ (الہدیٰ والتبصرۃ ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۵۵)

”سفلہ دشمن۔“ (الہدیٰ والتبصرۃ ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۵۸)

”شریروں۔“ (الہدیٰ والتبصرۃ ص۱۶، خزائن ج۱۸ ص۲۶۰)

”سفلہ دشمنوں۔“ (الہدیٰ والتبصرۃ ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۲۶۲)

”شریر بھیڑیے۔“ (انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۹)

”سفیہ۔“ (نور الحق ج۱ ص۷۲، خزائن ج۸ ص۹۶)

”شرابیوں۔“ (نور الحق ج۱ ص۹۹، خزائن ج۸ ص۱۳۲)

”سخت دل مولویو منشیو۔“ (انوار الاسلام ص۲۵، خزائن ج۹ ص۲۶)

”شیخ چلی کے بڑے بھائی۔“ (انوار الاسلام ص۳۹، خزائن ج۹ ص۴۰)

”شریر مولویو۔“ (ضیاء الحق ص۳۲، خزائن ج۹ ص۲۹۱)

”سخت ذلیل۔“ (انجام آتھم ص۲۴ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۴)

”شیخ ضال بٹالوی۔“ (انجام آتھم ص۲۳۱، خزائن ج۱۱ ص۲۳۱)

”سخت دروغ گو۔“ (نزول المسیح ص۲۶، خزائن ج۱۸ ص۴۴۴)

”سست ایمانو۔“ (ضمیمہ براہین حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)

”شیخ الضلالۃ۔“ (اعجاز احمدی ص۷۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)

”شیخ چال باز۔“ (کرامات الصادقین ص۲۳، خزائن ج۷ ص۶۵)

”سواد الوجہ الدارین (دنیا آخرت میں روسیاہ)“

(اتمام الحجۃ ص۲۵، خزائن ج۸ ص۳۰۴)

"سڑے گلے مردہ۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۶)
"سخت بدذات۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۹)
"سخت بے باک۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۱۸)
"سودائی۔"	(انوار الاسلام ص ۱۰، خزائن ج ۹ ص ۱۰)
"شیاطین۔"	(نزول المسیح ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۹)
"سخت دل قوم۔"	(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۵۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۹۴)
"شریر النفس۔"	(آریہ دھرم ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۳۱)
"شریر پنڈت۔"	(آریہ دھرم ص ۲۹، خزائن ج ۱۰ ص ۳۴)

ص، ض

2477 "ضال بطالوی۔"	(انجام آتھم ص ۲۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۴۱)
"ضال۔"	(نور الحق ج ۱ ص ۷۲، خزائن ج ۸ ص ۹۶)
"ضلالت پیشہ۔"	(حقیقت الوحی ص ۳۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۴)
"صریح بے ایمانی۔"	(ایام الصلح ص ۸۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۶)

ط، ظ

"ظالم طبع۔"	(دافع البلاء ص ۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۸)
"ظالم۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۲)
"ظالم مولویو۔"	(انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)
"ظالم معترض۔"	(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۸۲)
"ظالموں۔"	(استفتاء اردو ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۱۲۸)
"طوائف۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۷)
"ظالم طبع مخالفوں۔"	(نزول المسیح ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۶)

ع، غ

"علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ"	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)
"عبدالشیطن۔"	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

”غالون۔“	(انجام آتھم ص۲۲۴، خزائن ج۱۱ص۲۲۴)
”غوی فی البطالتہ۔“	(انجام آتھم ص۲۳۰، خزائن ج۱۱ص۲۳۰)
”غاوین۔“	(انجام آتھم ص۲۵۴، خزائن ج۱۱ص۲۵۴)
”غول۔“	(انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ص۲۵۲)
”غبی۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۳، خزائن ج۱۱ص۳۱۷)
”عجب نادان۔“	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱۵، خزائن ج۲۲ص۵۵۱)
”عجیب بے حیاء۔“	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۹ حاشیہ، خزائن ج۲۲ص۵۸۷)
”غدار زمانہ۔“	(اعجاز احمدی ص۷۷، خزائن ج۱۹ص۱۹۰)
”عورتوں کے عار۔“	(اعجاز احمدی ص۸۳، خزائن ج۱۹ص۱۹۶)
”غول البراری۔“	(کرامات الصادقین ص و، خزائن ج۷ص۱۵۲)
”عدو اللہ۔“	(اشتہار انعامی تین ہزار ص۱۲، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۷۹)
”غزنی کے ناپاک سکھو۔“	(ضیاء الحق ص۳۲، خزائن ج۹ص۲۹۱)
”عبدالحق کا منہ کالا۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ص۳۴۲)
”غزنویوں کی جماعت پر لعنت۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ص۳۴۲)
”علم اور درایت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۸، خزائن ج۵ص۳۰۸)

ف، ق

”فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸، خزائن ج۱۱ص۳۰۲)
”فرعون۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۶، خزائن ج۱۱ص۳۴۰)
”فمت یا عبدالشیطن۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ص۳۴۲)
”فاسق آدمی۔“	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۰، خزائن ج۲۲ص۴۴۵)
”فریبی۔“	(اعجاز احمدی ص۴۸، خزائن ج۱۹ص۱۶۰)
”فرومایہ۔“	(اعجاز احمدی ص۷۶، خزائن ج۱۹ص۱۸۸)
”قوم کے خناسوں۔“	(انجام آتھم ص۱۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ص۱۷)
”فتنہ انگیز۔“	(اتمام الحجۃ ص۲۳، خزائن ج۸ص۳۰۳)

ک، گ

’’کوتاہ اندیش علماء۔‘‘	(ایام الصلح ص۸۰، خزائن ج۱۴ ص۳۱۶)
’’گندے اخبار نویس۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)
’’گندی روحو۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
’’کیڑو۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
’’کتے۔‘‘	(استفتاء اردو ص۲۰، خزائن ج۱۲ ص۱۲۸)
’’گدھے۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۷، خزائن ج۱۱ ص۳۳۱)
’’کاذب۔‘‘	(انجام آتھم ص۵۲، خزائن ج۱۱ ص۵۲)
’’کج طبع۔‘‘	(آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۱، خزائن ج۵ ص۳۰۱)
’’گرفتار عجب پندار۔‘‘	(آئینہ کمالات اسلام ص۶۰۰، خزائن ج۵ ص۶۰۰)
’’کوتہ نظر مولوی۔‘‘	(آئینہ کمالات اسلام ص و، خزائن ج۵ ص۶۰۸)
’’کوڑ مغزی۔‘‘	(نزول المسیح ص۶۶، خزائن ج۱۸ ص۴۴۴)
’’گمراہ‘‘	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱۵، خزائن ج۲۲ ص۵۵۱)
’’کذاب۔‘‘	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۲۸ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۵۶۵)
’’گدھوں۔‘‘	(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۵۲، خزائن ج۲۱ ص۳۲۰)
’’کیڑا۔‘‘	(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۶۵، خزائن ج۲۱ ص۳۳۲)
’’کینہ ور۔‘‘	(چشمہ معرفت ج۲ ص۱۳۱، خزائن ج۲۳ ص۳۳۶)
’’گندہ زبان۔‘‘	(چشمہ معرفت ص۳۲۱، خزائن ج۲۳ ص۳۳۶)
’’گرگ۔‘‘	(مواہب الرحمٰن ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۳۵۲)
’’کمینگی۔‘‘	(مواہب الرحمٰن ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۳۵۲)
’’کم سمجھ۔‘‘	(اعجاز احمدی ص۱۸، خزائن ج۱۹ ص۱۲۶)
’’کرگس۔‘‘	(اعجاز احمدی ص۴۳، خزائن ج۱۹ ص۱۵۵)
’’گندہ پانی۔‘‘	(اعجاز احمدی ص۵۷، خزائن ج۱۹ ص۱۶۹)
’’کجدل۔‘‘	(کرامات الصادقین ص۶، خزائن ج۷ ص۴۸)
’’کمینوں۔‘‘	(الہدیٰ والتبصرہ ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۲۶۲)

’’کمینہ۔‘‘	(انجام آتھم ص۲۰۶، خزائن ج۱۱ ص۲۰۶)
’’گمراہی اور حرص جنگل کے شیطان۔‘‘	(نور الحق ج۱ ص۸۹، خزائن ج۸ ص۱۲۰)
’’کمینہ طبع۔‘‘	(آریہ دھرم ص۴۲، خزائن ج۱۰ ص۴۷)
’’کتوں۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۹)
’’کالانعام۔‘‘	(انجام آتھم ص۲۶۵، خزائن ج۱۱ ص۲۶۵)
’’کاذب۔‘‘	(آئینہ کمالات اسلام ص۶۰۱، خزائن ج۵ ص۶۰۱)
’’گمراہ۔‘‘	(حقیقت الوحی ص۳۱۰ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۳۲۳)

ل، م

’’مغرور فقراء۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۲، خزائن ج۱۱ ص۲۹۶)
’’مردار خور۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
’’مولوی جاہل۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۶، خزائن ج۱۱ ص۳۱۰)
’’مولویت کے بدنام کرنے والے۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)
’’منحوس چہروں۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)
’’مفتریو۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ ص۳۴۲)
’’منافق مولوی۔‘‘	(انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۴۹)
’’مولویان خشک۔‘‘	(انجام آتھم ص۶۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۶۹)
’’متکبرین۔‘‘	(انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص۲۴۱)
’’معتدین۔‘‘	(انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص۲۴۱)
’’ملعونین۔‘‘	(انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ ص۲۵۲)
’’مخنثوں۔‘‘	(آئینہ کمالات اسلام ص۴۰۲، خزائن ج۵ ص۴۰۲)
’’معلم الملکوت۔‘‘	(آئینہ کمالات اسلام ص۵۹۸، خزائن ج۵ ص۵۹۸)
’’مفتری۔‘‘	(نزول المسیح ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۳۹۰)
’’مردار۔‘‘	(نزول المسیح ص۲۲۴، خزائن ج۱۸ ص۶۰۲)
’’لئیموں۔‘‘	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴، ۱۵ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۴۴۵)
’’ملعون۔‘‘	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴، ۱۵ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۴۴۵)

’’مفسد۔‘‘	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴، ۱۵ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۴۴۵)
’’متعصب نادان۔‘‘	(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۲۷، خزائن ج۲۱ ص۱۸۲)
’’مفتری نابکار۔‘‘	(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۷۵)
’’لاف وگزاف کے بیٹے۔‘‘	(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۱۳۹، خزائن ج۲۱ ص۳۱۷)
’’متعفن۔‘‘	(تحفہ گولڑویہ ص۱۱۲، خزائن ج۱۷ ص۲۰۵)
’’مسکین۔‘‘	(مواہب الرحمٰن ص۱۳۸، خزائن ج۱۹ ص۳۵۹)
’’مارسیرت۔‘‘	(نورالحق ج۱ ص۲۳، خزائن ج۸ ص۳۲)
’’مضل جماعت۔‘‘	(نورالحق ج۱ ص۵۳، خزائن ج۸ ص۷۳)
’’مچھر۔‘‘	(اعجاز احمدی ص۴۳، خزائن ج۱۹ ص۱۵۵)
’’مٹی سیاہ۔‘‘	(اعجاز احمدی ص۵۷، خزائن ج۱۹ ص۱۶۹)
’’متعصب۔‘‘	(کرامات الصادقین ص۲ تا ۶، خزائن ج۷ ص۴۸)
’’متکبر مولویوں۔‘‘	(کرامات الصادقین ص۲۴، ۲۵، خزائن ج۷ ص۶۷)
’’مضل۔‘‘	(کرامات الصادقین ص۲۷، خزائن ج۷ ص۶۹)
’’مزور۔‘‘	(کرامات الصادقین ص و، خزائن ج۷ ص۷۲)
’’مکس طینت مولویوں۔‘‘	(آسانی فیصلہ ص۱۹، خزائن ج۴ ص۳۳۲)
’’لادوٹٹوؤں۔‘‘	(الہدیٰ والتبصرہ ص۱۶، خزائن ج۱۸ ص۲۶۱)
’’مخبط الحواس۔‘‘	(استفتاء اردو ص۲۰، خزائن ج۱۲ ص۱۲۸)
’’مردہ پرست۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)
’’مردار۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)
’’مکار۔‘‘	(نورالحق ج۱ ص۹۲، خزائن ج۸ ص۱۲۴)
’’معذول۔‘‘	(نورالحق ج۱ ص۱۰۱، خزائن ج۸ ص۱۳۴)
’’ناقص الفہم۔‘‘	(کرامات الصادقین ص۳، خزائن ج۷ ص۴۵)
’’ناحق شناس۔‘‘	(ست بچن ص۸، خزائن ج۱۰ ص۱۲۰)
’’موٹی سمجھ۔‘‘	(ست بچن ص۹، خزائن ج۱۰ ص۱۲۱)

’’مولوی تمام روئے زمین کے انسانوں سے بدتر اور پلید تر۔‘‘

(ایام الصلح ص۱۶۶، خزائن ج۱۴ ص۴۱۴)

''مخالفوں کی ذلت۔''	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۸ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۱۲)
''مولویوں کی ذلت۔''	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۸ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۱۲)
''مولوی سخت ذلیل۔''	(انجام آتھم ص۲۴ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۴)
''مکذبوں۔''	(انجام آتھم ص۲۲۴، خزائن ج۱۱ ص۲۲۴)
''منحوس۔''	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴، خزائن ج۲۲ ص۴۴۵)
''مغرور۔''	(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱۵، خزائن ج۲۲ ص۵۵۱)
''معمولی انسان۔''	(ازالہ اوہام ج۲ ص۹۶، خزائن ج۳ ص۴۲۲)
''مجنون درندہ۔''	(آسمانی فیصلہ ص۱۰، خزائن ج۴ ص۳۲۴)
''محجوب مولوی۔''	(آسمانی فیصلہ ص۱۹، خزائن ج۴ ص۳۴۱)

ن

''نادان علماء۔''	(ایام الصلح ص۱۱۷، خزائن ج۱۴ ص۳۵۵)
''ناپاک طبع۔''	(ایام الصلح ص۱۶۵، خزائن ج۱۴ ص۴۱۴)
''نااہل۔''	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
''ناسمجھ۔''	(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۳، خزائن ج۱۱ ص۳۱۷)
''نابکار۔''	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)
''نادان۔''	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)
''نابینا علماء۔''	(ضمیمہ انجام آتھم ص۶۱، خزائن ج۱۱ ص۳۳۵)
''نادان بطالوی۔''	(انجام آتھم ص۲۰ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۰)
''نالائق۔''	(انجام آتھم ص۲۴ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۴)
''نفاق زدہ۔''	(انجام آتھم ص۲۴ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۴)
''نالائق نذیر حسین۔''	(انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ ص۴۵)
''نیم ملا۔''	(آئینہ کمالات اسلام ص۶۰۰، خزائن ج۵ ص۶۰۰)
''ننگ اسلام۔''	(آئینہ کمالات اسلام ص د، خزائن ج۵ ص۶۰۸)
''نجاست خور۔''	(نزول المسیح ص۸، خزائن ج۱۸ ص۳۸۶)

”نفسانی مولویو۔“	(ازالہ اوہام ج۱ ص۵، خزائن ج۳ ص۱۰۵)
”ناواقف۔“	(مقدمہ چشمہ مسیحی ص ب، خزائن ج۲۰ ص۳۳۵)
”نادانو۔“	(مقدمہ چشمہ مسیحی ص۷۵، خزائن ج۲۰ ص۳۸۹)
”نابکاروں۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۴ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۸)
”نیم عیسائیو۔“	(اشتہار انعامی تین ہزار ص۵ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹)
”ناخداترس۔“	(تبلیغ رسالت ج۱ ص۸۴، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۵)
”نادان ہندوزادہ۔“	(انوار اسلام ص۲۶ حاشیہ، خزائن ج۹ ص۲۷)
”نہایت پلید طبع۔“	(ضیاء الحق ص۳۶، خزائن ج۹ ص۲۹۸)
”ناسعادت مند شاگرد محمد حسین۔“	(انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ ص۴۵)
”نابینا۔“	(ست بچن ص۱۹، خزائن ج۱۰ ص۱۳۱)
”نذیر حسین خشک معلم۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص ز، خزائن ج۵ ص۶۱۱)
”نادان صحابی۔“	(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۰، خزائن ج۲۱ ص۲۸۵)
”نادان قوم۔“	(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۵، خزائن ج۲۱ ص۳۱۳)
”ناقص العقل چیلوں۔“	(انوار الاسلام ص۴۸، خزائن ج۹ ص۵۰)
”نالائق چیلوں،“	(ضیاء الحق ص۲۷، خزائن ج۹ ص۲۸۵)
”نادان عجمی۔“	(اتمام الحجۃ ص۲۲، خزائن ج۸ ص۳۰۱)
”ناپاک فرقہ۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۳ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۷)
”نادان پادریوں۔“	(انجام آتھم ص۲، خزائن ج۱۱ ص۲)
”نالائق متعصب۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص۴۳، خزائن ج۵ ص۴۳)

و، ہ

”وہ گندے اخبار نویس۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)
”وہ گدھا ہے نہ انسان۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۷، خزائن ج۱۱ ص۳۳۱)
2478 ”وحشی۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۳۳۳)
”وہ بدذات۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)

”ہامان۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۶، خزائن ج۱۱ ص۳۴۰)
”ہندوزادہ۔“	(انجام آتھم ص۵۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۵۹)
”ہواوہوس کا بیٹا۔“	(اعجاز احمدی ص۴۳، خزائن ج۱۹ ص۱۵۴)
”واشی۔“	(نورالحق ج۱ ص۷۲، خزائن ج۸ ص۹۶)
”والغبی المعزول۔“	(نورالحق ج۱ ص۱۰۱، خزائن ج۸ ص۱۳۴)
”ولدالحرام۔“	(انوارالاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)
”ہزارلعنت کارسہ۔“	(اشتہار انعامی تین ہزار ص۱۰، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۷)
”ولدالحلال نہیں۔“	(انوارالاسلام ص۲۹، خزائن ج۹ ص۳۱)
”واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی۔“	(انوارالاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۴۰)
”ہٹ دھرم۔“	(اشتہار انعامی تین ہزار ص۱۰، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۶)
”نالائق متعصب۔“	(آئینہ کمالات اسلام ص۴۳، خزائن ج۵ ص۴۳)
”والدجال البطال۔“	(انجام آتھم ص۲۵۱، خزائن ج۱۱ ص۲۵۱)
”آنکھوں کے اندھے۔“	(اشتہار انعامی چار ہزار ص۱۰، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۶)
”ہمچو گرگ۔“	(مواہب الرحمٰن ص۱۳۱، خزائن ج۱۹ ص۳۵۲)
”ہمچو جنین۔“	(مواہب الرحمٰن ص۱۳۸، خزائن ج۱۹ ص۳۵۹)

ی، ے

”یہودی صفت۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۳، خزائن ج۱۱ ص۲۸۷)
”یاوہ گوہ۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۳)
”یہودی سیرت۔“	(انجام آتھم ص۲۴ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۴)
”یہ شخص منافق۔“	(شہادۃ القرآن ص و، خزائن ج۶ ص۳۸۳)
”یہ نادان خون پسند۔“	(شہادۃ القرآن ص و، خزائن ج۶ ص۳۸۱)
”یہ لوگ حیوانات۔“	(اعجاز احمدی ص۲۲، خزائن ج۱۹ ص۱۳۱)
”یہودی۔“	(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ ص۳۲۹)
”یا شیخ الضلالتہ۔“	(اعجاز احمدی ص۷۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)

’’یک چشم۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۸)
’’یاجوج ماجوج اور دجال ہونے کی یورپین قومیں۔‘‘	(چشمہ معرفت ج اص ۸۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۳ ص ۸۶)
’’یہ جہلاء۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)
’’یہودیت کا خمیر۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)
’’یہ دل کے مجذوم۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)
’’یہ سب مولوی جاہل۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۰)
’’یہ شریر۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۱)
’’یہ سیاہ دل۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)
’’یہ جاہل۔‘‘	(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)
’’یہ منافق۔‘‘	(انجام آتھم ص ۴۹، خزائن ج ۱۱ ص ۴۹)
’’یا غول البراری۔‘‘	(کرامات الصادقین ص د (۴)، خزائن ج ۷ ص ۱۵۲)

جہاد اور مرزاجی کے کفریہ خیالات [2479]

جہاد حرام ہے [2480]

......۱

’’اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

دین کے لئے جنگ ختم ہے

......۲

’’اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

جہاد کا فتویٰ فضول ہے

۳......

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۷، خزائن ج۱۷ ص۷۷)

جہاد کرنے والا خدا کا دشمن ہے

۴......

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۷، خزائن ج۱۷ ص۷۸)

تلوار کا جہاد سراسر غلط اور نہایت خطرناک ہے

۵...... ’’مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔‘‘ (ستارہ قیصرہ ص۸، خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

قرآن میں جہاد کی ممانعت ہے

۶...... ’’قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ۔‘‘

(ستارہ قیصرہ ص۸، خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

2481 میں جہاد کو ختم کرنے آیا ہوں

۷...... ’’میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب اس تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص۱۵، خزائن ج۱۷ ص۱۵)

میرا آنا دینی جنگوں کے خاتمہ کے لئے ہے

۸...... ’’صحیح بخاری کی ایک حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع

الحرب یعنی جب مسیح آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کردے گا۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص۱۵، خزائن ج۱۷ ص۱۵)

جہاد قبیح اور حرام ہے

۹……

’’لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۹، خزائن ج۱۷ ص۸۰)

جہاد کی شدت کم ہوتے ہوتے مرزاجی کے وقت قطعاً موقوف ہوگیا

۱۰…… ’’جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خداتعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیرخوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کردیا گیا۔‘‘

(حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۳)

2482 ان عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزاجی نے قرآن وحدیث کا ایک حکم منسوخ کیا۔ جب کہ حدیث میں ہے۔ الجہاد ماض الیٰ یوم القیامۃ! جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔

مرزاجی نے بخاری سے بھی استدلال کیا ہے۔ جہاں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لئے فرمایا۔ ویضع الحرب بعض میں ویضع الجزیۃ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کفار مغلوب ہوجائیں گے اور جو باقی ہوں گے وہ بھی مسلمان ہوجائیں گے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے تو جزیہ کافر رعایا سے لیا جاتا ہے۔ اب جب سب لوگ مسلمان ہوجائیں گے تو جزیہ خودبخود ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح جب اہل عالم مسلمان ہوجائیں گے تو لڑائی خودبخود ختم ہوجائے گی۔ مرزاجی نے شریعت کا حکم منسوخ کردینے کا معنی سمجھا۔ یا جان بوجھ کر دھوکہ دیا۔

۱…… مرزاجی نے اپنے نزول کا وقت برطانوی عہد قرار دیا ہے اور وہ بھی قادیان میں۔ مگر مرزاجی کو خبر نہیں کہ آخری زمانہ میں دمشق میں زبردست جنگیں ہوں گی۔ جس کی تیاری مہدی علیہ السلام کررہے ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں

گے۔ ہر درخت آواز دے گا کہ یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ جب تمام مخالف ایمان لے آئیں گے تو لڑائی بند ہو جائے گی اور جزیہ بھی نہ رہے گا۔

۲...... مرزا قادیانی نے جابجا خونی مہدی اور خونی مسیح لکھ کر مسلمانوں کو پریشان کیا ہے اور کیا جہاد پہلے سے شائع نہ تھا۔ کیا خود مرزا جی نے حوالہ نمبر ے میں نہیں کہا کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ گویا پہلے تھا۔ اب یہ پیغام لے کر مرزا جی منسوخ کرنے آئے ہیں۔

2483 اور حوالہ نمبر ا کے مطابق ’’نزول مسیح کا وقت ہے۔ اب جنگوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ گویا پہلے سے جنگیں جاری تھیں۔ اب مسیح نے آ کر بند کرا دیں۔‘‘ ان حوالوں میں ایک طرح اقرار ہے کہ جہاد پہلے صحیح اور جاری تھا۔ مگر افسوس کہ جابجا مرزا جی نے لکھا ہے کہ ’’دین کے لئے تلوار اٹھانا غلط ہے۔ اسلام کو پھیلانے کے لئے جہاد کرنا خطا ہے اور سرحدی و کوہستانی علاقوں میں علماء جہالت سے لوگوں کو ان غلط کاموں میں لگاتے ہیں۔ یہ کوئی جہاد نہیں ہے اور حضور ﷺ نے جو تلوار اٹھائی تھی وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں اٹھائی تھی۔ جنہوں نے پہلے مسلمانوں پر بڑا ظلم روا رکھا تھا۔ ورنہ اسلام میں تلوار کا جہاد نہیں ہے۔‘‘

حالانکہ یہ صدیوں پہلے کے مسلمانوں کے دین وفہم پر بڑا حملہ ہے اور تاریخی لحاظ سے بھی غلط ہے۔ قریش نے ہمیشہ پہل کی اور اسلام اور مسلمانوں کے استحصال کے درپے رہے۔ پھر روم و ایران نے مسلمانوں کو پریشان کیا۔ سلطنت عثمانیہ (ترکی) کے وقت یورپ ترکی کے خلاف نبرد آزما تھا اور ترکی کی حکومت کو وہ مرد بیمار کہتے رہے۔ یہاں تک کہ طرابلس اور بلقان کی ریاستیں مسلمانوں سے چھین لیں۔

آخر میں انگریز نے ہندوستان کی مسلم حکومت کو دجل وفریب اور خاص چالبازیوں سے تباہ کیا۔ حتیٰ کہ قبائلی علاقوں تک جا پہنچا۔ قبائل اور پہاڑی علاقے کے لوگ کیا کرتے وہ جانتے تھے کہ نرمی اختیار کرنے سے انگریز سب کو ہڑپ کر جائے گا۔ وہ بھی جنگ کے لئے مجبور تھے۔ مرزا جی کو معلوم ہے کہ مدافعانہ جنگ کیا ہوتی ہے؟

ا...... دفاعی جنگ ایک تو وہ ہوتی ہے کہ دشمن حملہ کر دے اور ہم اس کا جواب دیں۔

۲...... 2484 حملہ تو نہیں کیا لیکن وہ طاقت اور قوت بنا رہا ہے تاکہ موقعہ ملتے ہی مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیں۔ اس وقت بھی ان کی قوت کو توڑنا اور ان کو پہل کر کے کمزور کرنا دفاعی جنگ ہے۔

۳...... جب دو حکومتوں میں کوئی معاہدہ نہ ہو اور مسلمان خطرہ محسوس کریں تو بھی یہ دونوں فریق جنگ میں ہیں۔

۴...... اگر دو حکومتوں میں معاہدہ ہے تو اگر مسلمان اس کو مضر سمجھتے ہیں اور خطرہ محسوس کرتے ہیں تو معاہدہ کی خلاف ورزی جائز نہیں۔ اس دشمن کو معاہدہ کی منسوخی کی اطلاع کر دینی چاہئے۔ پھر دونوں حکومتیں ہوشیار رہیں گی۔ اگر مسلمان اپنی بقاء اور اسلامی تبلیغ کی حریت وآزادی کے لئے ضروری تصور کریں تو بے شک اعلان جنگ کر دیں۔ مگر پہلے فسخ کا معاہدہ کرنا ہوگا۔ یہ تمام باتیں دراصل اپنا دفاع ہیں اور کافر، اسلام کی قدرتی کشش اور روز افزوں پھیلاؤ دیکھ کر حسد یا ڈر سے مسلمانوں کی بیخ کنی کے درپے ہوتے تھے۔ مگر مدینہ منورہ کا کرنٹ جب تک باقی تھا اور مسلمان اپنی جانیں محض خدا کے لئے قربان کرتے تھے۔ اس وقت تک اسلام آگے ہی کو جاتا رہا۔ مگر جب معاملہ برعکس ہوا۔ دوسری طرف ملک کی توسیع ہوئی تو قدرتاً مخالفین نے حملے شروع کئے۔ تمام صلیبی لڑائیاں اسی طرح ہوئیں ربع مسکون کا بڑا حصہ جو مسلمانوں کے زیر نگین تھا۔ اسی طرح دشمنوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ خدا خدا کر کے اب دوبارہ انفرادی طور سے سہی مگر پھر بھی مسلمانوں نے کروٹ لی۔ ہے اور تقریباً سارے ملک آزاد ہو گئے ہیں۔ خدا کرے اگر ایک خلافت قائم نہیں ہوتی تو نہ سہی، مگر سب کا آپس میں معاہدہ اور تعاون رہے تو پھر بھی غنیمت ہوگا۔

2485 یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کی تبلیغ کے لئے تلوار اٹھائی یا کسی کو جبراً مسلمان کیا۔ لیکن ضروری دفاع اور اپنی بقاء کے لئے اللہ تعالیٰ نے کسی حیوان کو پنجے دیئے، تو کسی کو سینگ، کسی کو ڈاڑھیں، کسی کو لاتیں لمبی دے دیئے ہیں۔ اگر مرزائی یہ چاہیں کہ مسلمان خرگوش بن کر بھاگتے ہی رہیں تو یہ مذہب ان کو مبارک ہو۔ ہم جہاد اور جہادی قوۃ کو اسلام اور مسلمانوں کی بقاء کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اور یہی اسلام کا حکم ہے۔

مرزائی وہم کا جواب

اگر کوئی مرزائی یہ کہے کہ دراصل جہاد کی ضرورت نہ تھی اس لئے مرزا جی نے اس کو حرام کیا۔ تو یہ قطعاً غلط ہے۔ مرزا جی نے انگریز کی اس قدر تعریفیں اور خوشامدیں کیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی ٹوڈی نہیں کر سکتا۔ مگر یہ سب تعریف وتوصیف اور وفاداری محض اس لئے تھی کہ انگریزوں کی سرپرستی اور پہرے میں مرزا جی اپنی کفریات خوب پھیلاتے اور روپیہ کماتے رہے۔ ورنہ کیا انگریز کے زمانہ میں کسی کو یہ طاقت تھی کہ زنا یا چوری کی شرعی سزا جاری کرتا اور کیا انگریزی حکومت باقی دنیا کے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ نہیں توڑ رہی تھی؟ اور کیا فارورڈ پالیسی کے تحت سرحد کی مسجدیں اور عورتوں، بچوں کو شہید نہیں کر رہی تھی؟ کیا جب تم پر انگریز نے احسان کیا تو اس کو

اجازت ہونی چاہئے کہ وہ قسطنطنیہ میں داخل ہوکر عراق پر قبضہ کرے؟ وہ پارس کے حلیف مسلمان بچوں اور عورتوں کو قتل کرے اور اس کے حلیف یونانی سمبرنا میں مسلمان عورتوں کی چھاتیاں کاٹیں اور عسکی شہر پر قبضہ کر کے انقرہ پر چڑھائی کی تیاریاں کریں تاکہ ترکوں کو بالکل ختم کر دیا جائے؟ کیا انگریزوں کو مرزاجی پر احسان کرنے کے عوض ہم اجازت دیں کہ وہ دنیا بھر سے یہود کو جمع کر کے فلسطین میں بسائے اور عربوں کے سینے پر مونگ دلے؟ کیا عدن ویمن کی 2486 جنگ آزادی ظلم تھا؟ کیا نہر سویز کو واپس لینا ظلم تھا؟ کیا موپلہ قوم کو انگریزوں نے زمانہ خلافت میں سارے ہندوستان کی جیلوں میں تقسیم کر کے پھانسیاں دے کر ظلم نہیں کیا؟

دوسرا وہم

مرزائی دوسرا وہم یہ پیش کرتے ہیں کہ بعض دوسروں نے بھی جہاد کے بارے میں یا انگریز سے جنگ نہ کرنے کے بارے میں یوں کہا......

۱...... اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ کسی کا انفرادی قول ہوسکتا ہے۔ مستقل کسی مسلمان فرقہ نے یہ فیصلہ نہیں کیا۔

۲...... دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر کسی نے ’’الا ان تتقوا منھم تقۃ‘‘ کے تحت صرف اپنے بچاؤ کے لئے کیا ہے تو اس کی حیثیت اور ہے اور مرزاجی نے بحوالہ عبارت نمبر۱۰ صاف صاف نہیں لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جہاد میں بڑی شدت تھی۔ سرور عالم ﷺ نے اس میں بہت سی نرمی کی، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے قتل سے روک دیا اور مسیح (یعنی مرزاجی) کے وقت بالکل ہی موقوف ہوگیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزاجی انگریز کے لئے اسلام کا مسئلہ جہاد بالکل ختم کرنا چاہتے تھے۔ جو فرض ہے، کبھی تو فرض عین اور کبھی فرض کفایہ۔

۳...... مرزا قادیانی نے انگریزی نبی بن کر فتویٰ دیا۔ نبوت کے نام سے بلکہ عیسیٰ ابن مریم کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے والے کو دوسروں پر قیاس کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

۴...... بعض فتوے جو انگریز سے جہاد کرنے کے خلاف ہیں وہ کوئی اتھارٹی نہیں ہیں۔ ان کی مثال مرزا قادیانی اور چوہدری ظفر اللہ ہیں۔

۵...... پھر فتویٰ دینے والوں نے صرف مسلط حکومت کے بارے میں فتویٰ دیا ہے۔ جہاد کو حرام یا موقوف نہیں کیا۔ (ان میں بڑا فرق ہے)

[2487]ایک خاص دجل

مرزائیوں اور ان کے نمائندوں نے مسئلہ جہاد اور اسلام بالجبر کو ملا کر غلط طور پر خلط مبحث کیا ہے۔ کیا آج یہود اور شام کی جنگ جہاد نہیں؟ کیا اس میں مسلمان ظلم کر رہے ہیں۔ کیا خدانخواستہ اگر دمشق میں عظیم نقصان ہو جائے اور مسلمانوں کی باگ ڈور کوئی اللہ والا سنبھال کر تمام مشرق وسطیٰ کو دوبارہ منظم کر دے۔ پھر یہودی کوئی بڑی طاقت مقابلہ کے لئے آ جائے تو یہ غلط ہوگا کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام ہمارے اجماعی عقیدے کے مطابق نازل ہو کر اس یہودی طاقت کو تہس نہس کر دیں؟

کیا حالیہ عرب و اسرائیل جنگ میں عرب لیڈروں کو خونی لیڈر کہہ سکتے ہیں

کیا یہ جنگ عرب اس لئے لڑ رہے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کو جبراً مسلمان کر دیں۔ اگر یہ جنگ جائز ہے تو اس کی امداد بھی جائز ہے اور کمزوری کی صورت میں فرض ہے۔ کیا مرزائی ابھی تک نہیں سمجھے کہ مشرق وسطیٰ میں یہود نے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر کتنے انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں۔

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi.]

(اس موقع پر مسٹر چیئرمین نے صدارت چھوڑ دی اور ڈاکٹر مسز اشرف خاتون عباسی نے سنبھال لی)

[2488]**مولانا عبدالحکیم:**

[2489]سرکار انگریز سے وفاداری

عنوان بالا کے تحت مرزا صاحب کی بارگاہ ملکہ و سرکار انگریز میں عاجزی و انکساری کے چند حوالے ملاحظہ کئے جائیں۔ کیا یہ شان نبوت ہے؟

عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ دام اقبالہا

’’اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شست سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا۔ مبارک، مبارک، مبارک۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۱، خزائن ج۱۲ ص۲۵۳)

میری جماعت کا ظاہر وباطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے

’’بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت ومریدی رکھتی ہے۔ ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوٰی سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر وباطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۱۲، خزائن ج۱۲ ص۲۶۴)

اے ہماری ملکہ! تجھ پر بے شمار برکتیں نازل ہوں

’’اے ہماری ملکہ معظمہ! تیرے پر بے شمار برکتیں نازل ہوں۔ خدا تیرے وہ تمام فکر دور کرے جو دل میں ہیں۔ جس طرح ہو سکے اس سفارت کو قبول کر۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۲۵، خزائن ج۱۲ ص۲۷۷)

[2490]ہماری قیصرۂ ہند دام اقبالہا

’’ان واقعات پر نظر ڈالنے سے نہایت آرزو سے دل چاہتا ہے کہ ہماری قیصرۂ ہند دام اقبالہا بھی قیصر روم کی طرح......‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۲۷، خزائن ج۱۲ ص۲۷۹)

اے قادر وکریم ہماری ملکہ کو خوش رکھ

’’اے قادر وکریم اپنے فضل وکرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ۔ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔‘‘ (قیصرۂ ہند ص۳۲، خزائن ج۱۲ ص۲۸۴)

میرے والد انگریزی سرکار کے دل سے خیر خواہ تھے

’’اور میرے والد مرزا غلام مرتضٰے صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء (یعنی جہاد آزادی) میں

پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔“ (تحفہ قیصریہ ص۱۸، خزائن ج۱۲ ص۲۷۰)

خدا کا حکم ہے کہ اس گورنمنٹ کے لئے دعا میں مشغول رہوں

”بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس کے لئے دعا میں مشغول رہوں اور اس کے احسانات کا شکر کروں اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں۔“ (تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج۱۲ ص۲۶۶)

2491 ملکہ کے لئے دل اور وجود کے ذرہ ذرہ سے دعا

”اس موقعہ جوبلی پر جناب ملکہ معظمہ کے ان متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان و مال اور آبرو کے شامل حال ہیں ہدیہ شکر گزاری پیش کرتا ہوں اور وہ ہدیہ دعائے سلامتی و اقبال ملکہ ممدوحہ ہے جو دل سے اور وجود کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔“

(تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج۱۲ ص۲۶۶)

ملکہ معظّمہ کی اقبال و سلامتی کے لئے ہماری روحیں سجدہ کرتی ہیں

”ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔“ (تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج۱۲ ص۲۶۶)

ملکہ کا وجود ملک کے لئے خدا کا بڑا فضل ہے

”خدا تجھے ان نیکیوں کی بہت بہت جزا دے جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہے۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا بڑا فضل سمجھتے ہیں۔“ (تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج۱۲ ص۲۶۶)

شکریہ کے لئے الفاظ نہ ملنے پر ہمیں شرمندگی ہے

”اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لئے کر سکتا ہے۔ ہماری طرف سے تیرے حق میں قبول ہو۔“ (تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج۱۲ ص۲۶۶)

2492 خدا نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ

محسن گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت کی جائے

''سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گزاری کی جائے۔''

(تحفہ قیصریہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۳)

گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے لئے تصانیف

''سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدر آمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں۔''

(تحفہ قیصریہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۳)

گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت خیال جہاد بھی ظلم اور بغاوت ہے

''پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۴)

ملکہ سے وفاداری پر عظیم الشان خوشی

''اس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شست سالہ جوبلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی۔ کون اس کا اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری 2493 طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے۔ خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے۔''

(تحفہ قیصریہ ص ۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۴)

مرزا جی! کی کلمہ شاہانہ کے لئے تڑپ اور

دربار انگریزیہ میں انتہائی عاجزانہ وفاداری

''مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنز ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش

ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے۔ جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کر رہا ہوں۔" (ستارہ قیصریہ ص۲، خزائن ج۱۵ ص۱۱۲)

حکومت انگریزی کے قیام سے میرے والد کو جواہرات کا خزانہ مل گیا

"اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا۔"

(ستارہ قیصریہ ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۱۳)

2494 میرے والد سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جانثار تھے

"اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جانثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء (یعنی جہاد آزادی) میں پچاس گھوڑے معہ سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت انکی مدد کی ضرورت ہو تو بہ دل و جان اس گورنمنٹ (برطانیہ) کو مدد دیں۔"

(ستارہ قیصریہ ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۱۳)

مرزا جی! نے سرکار انگریز کی خدمت کے لئے پچاس ہزار کے قریب کتابیں، رسائل اور اشتہارات لکھے

"اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔"

(ستارہ قیصریہ ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت ہر مسلمان کا فرض ہے

"لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) کی سچی اطاعت

کرے اور دل سے اس دولت کا شکرگزار اور دعاگو رہے۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

ممالک اسلامیہ میں انگریزی وفاداری کی اشاعت

‘‘اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

2495 میری کوشش سے لاکھوں مسلمانوں نے جہاد کے غلط خیالات چھوڑ دیئے

‘‘جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہ سکا۔‘‘ (ستارہ قیصرہ ص۴، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں

‘‘میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یاالٰہی اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔‘‘

(ستارہ قیصریہ ص۴، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

عالی شان جناب ملکہ معظمہ کی عالی خدمت میں

‘‘اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لئے بھی مأمور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خداتعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص۴، خزائن ج۱۵ ص۱۱۵)

غیب سے، آسمان سے، روحانی انتظام

‘‘اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق
2496 اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور

آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں۔ آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرماوے۔“ (ستارہ قیصریہ ص۵، خزائن ج۱۵ ص۱۱۵،۱۱۶)

مرزا جی کے مسیح موعود بننے کا مقصد

”سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا، اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔ اس نے مجھے بے انتہاء برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا۔ وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خدا آسمان سے مدد دے۔“ (ستارہ قیصریہ ص۵، خزائن ج۱۵ ص۱۱۶)

ملکہ کے نور کی کشش

”سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور بااقبال ملکہ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے ان کتابوں میں صریح تیرے پرامن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں۔“ (ستارہ قیصریہ ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۱۷)

ہماری پیاری قیصرہ ہند

”سو اے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیرگاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی قیصر روم سے کم نہیں۔ ملکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔“ (ستارہ قیصریہ ص۷، خزائن ج۱۵ ص۱۱۸)

2497 مرزا جی کی بعثت ملکہ وکٹوریہ کی برکت سے ہوئی

”سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔“ (ستارہ قیصریہ ص۷، خزائن ج۱۵ ص۱۱۸)

خدا کا ہاتھ ملکہ وکٹوریہ کی تائید کر رہا ہے

”تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر

رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔“

(ستارہ قیصریہ ص۷، خزائن ج۱۵ ص۱۱۹)

تیری سلطنت کے ناقدر شریر اور بدذات ہیں

”تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں تا تمام ملک کو رشک بہار بنادیں۔ شریر ہیں وہ انسان جو تیری عہد سلطنت کی قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکرگزار نہیں۔“ (ستارہ قیصریہ ص۷، خزائن ج۱۵ ص۱۱۹)

مرزاجی کی ملکہ وکٹوریہ سے دلی محبت

”چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے آب رواں کی طرح جاری ہیں۔“ (ستارہ قیصریہ ص۷، خزائن ج۱۵ ص۱۱۹)

اے بابرکت قیصرۂ ہند جس ملک پر تیری نگاہ اس پر خدا کی نگاہ

”اے بابرکت قیصرۂ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔“ (ستارۂ قیصرۂ ہند ص۷،۸، خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

2498 خدا نے مرزا کو ملکہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے بھیجا ہے

”تیری ہی (ملکہ ہند) پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ پرہیزگاری اور نیک اخلاقی اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔“

(ستارۂ قیصرہ ص۸، خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

ملکہ کی خدمت پورے طور سے اخلاص، اطاعت اور شکرگزاری کے جوش کو ادا نہیں کر سکے

”اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس

قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکرگزاری کو حضور قیصرۂ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ بلکہ ناچار دعا سے ختم کرتا ہوں...... وہ (اللہ تعالیٰ) آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزاء دے۔" (ستارۂ قیصرہ ص۱۲، خزائن ج۱۵ ص۱۲۵)

گورنمنٹ برطانیہ کے مخالف، چور، قزاق اور حرامی ہیں

"ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔" (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۷۴۴، خزائن ج۳ ص۴۹۰)

گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن (گورنمنٹ برطانیہ) کی بدخواہی کرنا حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔" (شہادۃ القرآن، گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص۳، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

2499 اسلام کے دو حصے ہیں دوسرا حصہ گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت

"میں جو بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔"

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص۳، ملحقہ شہادۃ القرآن، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

میں نے ابتداء سے آج تک گورنمنٹ برطانیہ کی بے نظیر خدمت کی ہے

"میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیرخواہی میں ابتداء سے آج تک وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی۔" (انجام آتھم ص۶۸، خزائن ج۱۱ ص۶۸)

گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت سخت بدذاتی ہے

"اور میں نے ہزارہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی چاہئے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے۔" (انجام آتھم ص۶۸، خزائن ج۱۱ ص۶۸)

مرزا قادیانی اور ملکہ انگلستان

آپ حوالہ جات مذکورہ کو بار بار پڑھیں اور انصاف سے کہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پوری روحانیت مجھ میں اتر آئی ہے اور کبھی کہتا ہے میں عین محمد (ﷺ) ہوں، میں نبی اور رسول ہوں۔ پھر یہ کافر حکومت کی تعریف میں [2500] زمین آسمان کے قلابے ملائے اور بار بار ملکہ لنڈن کے لئے دعائیں کرے اور دام اقبالہا کہہ کہہ کر اس کی زبان خشک ہو جائے اور آرزو کرے کہ ایک لفظ شاہانہ ہی ملکہ اس کو لکھ کر بھیج دے۔ اپنے نور کے نزول کو ملکہ کے نورانی عہد کی کشش قرار دے انگریز کی حکومت کو خدا کی رحمت کہے اور تمام ملکوں میں اس کی خیرخواہی کے لئے اشتہارات بھیجے۔ کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ ایسے آدمی کو عام لوگ انگیز کا ٹوڈی کہتے ہیں۔ کاش کہ یہ اپنے کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو ذلیل ورسوا نہ کرتا۔ ناظرین ان عبارتوں کو پڑھ کر خود سوچیں اور عبرت حاصل کریں۔ کیا خدا کے پیغمبر ایسے ہی ہوا کرتے ہیں؟

مولانا عبدالحکیم: جناب والا! مجھے بلڈ پریشر کی تکلیف ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ کچھ وقفہ کریں تاکہ میں کچھ دوائی کھا لوں۔

جناب قائمقام چیئرمین: آپ پانچ منٹ یہاں بیٹھے رہیں۔

مولانا عبدالحکیم: بیٹھ کر پڑھ لوں؟

جناب قائمقام چیئرمین: ہاؤس کی اجازت سے آپ بیٹھ کر پڑھ لیں۔

آوازیں: بیٹھ کر پڑھ لیں۔

(اس مرحلے پر مولانا عبدالحکیم بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کیا)

[2501]**مولانا عبدالحکیم:** پہلا مسئلہ!

حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

[2502]ناظرین کرام جیسا کہ ہم نے ”دو مسئلے“ کے زیر عنوان لکھا تھا کہ مرزا ناصر احمد صاحب کے بیان کے بعد اب ساری بحث ان دو مسئلوں پر ہوگی۔

ا...... آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ نازل ہوں گے۔

۲...... اگر بالفرض وہ فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی وہی آنے والا مسیح ابن مریم ہوسکتا ہے۔ جس کی خبر سینکڑوں حدیثوں میں موجود ہے؟

چنانچہ مسئلہ نمبر۲ پر کافی بحث کر دی گئی۔ جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی قطعاً آنے والا مسیح ہی نہیں بلکہ وہ مسلمان بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ اب ہم مسئلہ نمبر۱ یعنی حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بحث کرتے ہیں۔

اسلامی عقائد اور موجودہ سائنس

پہلے پہل جو سائنس کا چرچا ہوا اور انگریزوں کی غلامی کا طوق بھی گردنوں میں تھا اور ہرایرے غیرے کو سائنس کے نام سے اسلامی عقائد پر اعتراض کر کے اپنے کو روشن خیال ثابت کرنے کا شوق تھا۔ اس وقت قیامت کے دن ہاتھ پاؤں کی گواہی بھی قابل اعتراض سمجھی جاتی تھی۔ دور سے سننا بھی سمجھ نہ آتا تھا۔ وزن اعمال پر بھی بحث تھی۔ جسم کے ساتھ معراج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے انکار تھا اور ان کے معجزات، مردوں کو زندہ اور بیماروں کو اچھا کرنے پر بھی اعتراض تھا۔ حتیٰ کہ آسمانوں اور فرشتوں کا وجود بھی محل نظر سمجھا جاتا تھا۔ مگر جوں جوں جدید فلسفے نے ترقی کی تمام شبہات خود بخود دور ہوتے چلے گئے۔

گراموفون کی سوئی اور پلیٹ نے جو انسانی دماغ کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی گواہی کو سمجھا دیا جس کا لوہے کی سوئی سے زیادہ انسانی دماغ سے تعلق ہے۔ ریڈیو کی ایجاد نے بھی بہت سے مسائل حل کر دیئے۔ فلموں نے تمام انسانی اعمال کے 2503 محفوظ ہونے کا مسئلہ بھی سمجھا دیا۔ ڈاکٹروں نے مردہ مینڈک کو زندہ کر کے بھی اپنا کمال دکھایا۔ چاند پر جانے اور مریخ کو راکٹ پہنچانے نے، اوپر جانے کی بات بھی سمجھا دی۔

ایسے ایسے اجرام (جسموں) کے ثبوت نے جو ہم سے اربوں کھربوں میل سے بھی زیادہ دور ہیں اور تمام کے تمام باقاعدہ حرکت کرتے اور مقررہ راستوں پر چلتے اور باہم ٹکراتے بھی نہیں، نے تمام ان باتوں کو معقول ثابت کر دیا جو غیر معقول معلوم ہو رہی تھیں اور ذرۂ بے مقدار کے تجربے سے روشنی، کڑک اور حرارت کی زبردست پیدائش نے تو طاقت کا معیار ہی بدل دیا۔ ہوائی جہاز کی اڑان نے تخت سلیمانی علیہ السلام کا مسئلہ بھی حل کر دیا۔ اس دریافت نے کہ درخت ہوا میں سے صرف آکسیجن جدا کر کے اپنی غذا بناتے ہیں۔ ہواؤں اور عناصر کے جدا کرنے اور ملانے کا فلسفہ بلکہ تجربہ بھی بتا دیا۔ غرضیکہ ایک ناچیز انسان کی مادی توجہات سے وہ کام دیکھے گئے جن کو سو سال پہلے کوئی نہ مانتا۔ حالانکہ یہ تمام امور مادیات سے تعلق رکھتے ہیں اور مادیات سے

تعلق رکھنے والی بجلی کا یہ عالم ہے کہ لوہے کی بیس ہزار میل موٹی چادر سے وہ آن کی آن میں گزر سکتی ہے اور روشنی جو اجسام سے تعلق رکھتی ہے وہ منٹوں میں کروڑوں میل کی رفتار سے چلتی ہے۔ اب آپ اس خدائے برتر کی طاقت کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جس نے ان سب میں یہ یہ قوتیں رکھی ہیں۔ پھر ان قوتوں کو صرف دریافت کیا گیا ہے۔ ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہوسکتی۔ پھر جو رسول اسی خدائے برتر سے سن کر اور معلوم کر کے فرماتے ہیں ان کی بات میں شبہ کرنا کسی صحیح الفطرۃ آدمی کا کام نہیں ہوسکتا۔

دراصل پہلے کسی کام کا امکان دیکھا جائے آیا ایسا ہونا ممکن ہے؟ گر ممکن ہے تو پھر پاک اور سچے پیغمبروں کی اطلاع پر یقین کیوں نہ کیا جائے جو لاکھ سے زیادہ ہو کر بھی سب متفق ہیں؟

[2504]بحث حیات مسیح علیہ السلام کی حیثیت

لہٰذا اب بحث صرف اس بات پر کرنی ہے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ نے اس بارے میں کیا فرمایا۔ اس میں تو بحث نہیں رہی کہ ایسا ہوسکتا ہے یا نہیں اور ہم کو بحیثیت مسلمان ہونے کے اس بات کو دیکھنا ہے کہ آیا قرآن وحدیث نے یہ بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی سولی دے رہے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا کر آسمان پر لے جا کر بچا لیا اور قرب قیامت کو پھر نازل کر کے یہود ونصاریٰ کو راہ راست پر لائیں گے اور اسلام کو ساری دنیا میں پھیلائیں گے۔ اگر قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہو جائے تو پھر بحیثیت مسلمان کے ہم کو انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو وہ جھوٹے لوگ جو مسیح کے نام سے آتے ہیں یا آئے ہیں۔ سب کذاب اور جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔

مسئلہ کے دو پہلو

اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح بن مریم آسمان کو اٹھائے گئے، دوسرا یہ کہ وہ نازل ہونے والے ہیں۔ نزول، رفع جسمانی کی فرع ہے اگر نزول ثابت ہو جائے تو یہ بات خود بخود ثابت ہو جائے گی کہ وہ جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور رفع ثابت ہو جائے تو نزول وصعود بالمقابل زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔

قرآن پاک کی تفسیر کے چند اصول، مسلمہ قادیانی

1...... ”قرآن شریف کے وہ معانی ومطالب سب سے زیادہ قابل قبول ہوں گے جن کی

تائید قرآن شریف ہی (گویا شواہد قرآنی) میں دوسری آیات سے ہوتی ہے۔“

(برکات الدعا ص۱۷، ۱۸، خزائن ج۶ ص۱۷، ۱۸)

۲…… 2505رسول اللہ ﷺ کی کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو پھر اس کا نمبر ہے۔ اس لئے کہ قرآن پاک آپ ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ﷺ ہی اس کے معانی بہتر جانتے ہیں۔ مرزاجی نے بھی (برکات الدعا ص۱۸، خزائن ج۶ ص۱۸) میں اس کو تسلیم کیا ہے۔

۳…… تیسرے نمبر پر صحابہ کرامؓ کی تفسیر ہے کیونکہ یہ حضرات علم نبوت کے پہلے وارث تھے۔ اس کو بھی مرزاجی نے (برکات الدعا ص۱۸، خزائن ج۶ ص۱۸) میں تسلیم کیا ہے۔

۴…… ”پاک آدمی کا دل یعنی خود اپنا نفس مطہر وہ بھی سچائی کی پرکھ کے لئے اچھا معیار ہوتا ہے۔“ (برکات الدعا ص۱۸، خزائن ج۶ ص۱۸)

۵…… اس کی تائید مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل اقوال سے بھی ہوتی ہے:

(۱)…… ”ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندے کو پیدا کرتا رہے گا کہ اس کے دین کی تجدید کرے گا۔“ (فتح الاسلام ص۸، خزائن ج۳ ص۶)

(۲)…… ”مجدد لوگ دین میں کچھ کمی وبیشی نہیں کرتے۔ ہاں گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔“ (شہادۃ القرآن ص۴۸، خزائن ج۶ ص۳۴۴)

اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کیا جائے۔ اس کو مرزاجی نے ازالہ اوہام حصہ اوّل میں تسلیم کیا ہے۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۴۱، خزائن ج۳ ص۳۹۰)

۶…… جس حدیث میں قسم ہو اس میں تاویل اور استثناء ناجائز ہے۔ مرزاجی بھی (حمامۃ البشریٰ ص۱۴، خزائن ج۷ ص۱۹۲) میں لکھتے ہیں۔

”والقسم یدل علیٰ ان الخبر محمول علی الظاهر لاتاویل فیه ولااستثناء والآفای فائدة فی القسم“2506 اور قسم کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنی ہی قابل قبول ہیں۔ کوئی تاویل اور استثناء نہیں ہوتی ورنہ قسم کھانے میں کیا فائدہ تھا۔

۷…… ”مومن کا یہ کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔“

(ازالہ حصہ اوّل ص۳۲۸، خزائن ج۳ ص۲۶۷)

یہ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جس نے قرآن پاک میں اپنی رائے کو دخل دیا تو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور بعض روایات میں ہے کہ اس نے صحیح بھی کیا تو بھی غلطی کی۔ (اوکما قال) بہرحال قرآن پاک کی تفسیر وہی معتبر ہوگی جو خود قرآن کی کسی دوسری آیت سے ہو

پھر وہ تفسیر قابل اعتماد ہوگی۔ جو خود سرور کائنات ﷺ نے بیان فرمائی ہو۔ تیسرا نمبر صحابہؓ کا ہے جنہوں نے اپنے علوم سرور عالم ﷺ سے حاصل کئے ہیں۔ اس کے بعد ان حضرات کی تفسیر کا نمبر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کے تازہ کرنے کے لئے، ہر صدی میں پیدا کیا ہے۔ ان چار باتوں کے سوا جو تفسیر اپنی رائے سے کی جائے گی۔ یہ قطعاً جائز نہیں نہ مؤمن کا کام ہے۔

اور اگر کسی آیت یا حدیث میں قسم کے لفظ ہوں تو ان کو تاویل واستثناء کے بغیر ظاہری معنوں پر حمل کیا جائے گا۔

۸...... ’’انجیل برنباس نہایت معتبر انجیل ہے۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۲۴۰، خزائن ج۲ ص۲۸۸)

ان اصولوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ ان کو مرزاجی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ جس کے حوالے ہم نے بتادیئے ہیں۔

تیرہ صدیوں کے مجددین کی مسلمہ فہرست

ایک کتاب ہے ’’عسل مصفٰی‘‘ جس کو خدا بخش صاحب (مرزائی) نے لکھا ہے۔ یہ کتاب مرزاجی کو سنائی گئی۔ اس پر مرزائیوں کے خلیفہ دوم اور مولوی محمد علی کی تصدیق وتقریظ 2507 درج ہے۔ اس نے تیرہ صدیوں کے مجددین شمار کئے ہیں۔ جو تقریباً اسی (۸۰) ہیں۔ ہم ان میں سے مشہور تیس حضرات کے نام لکھتے ہیں:

۱...... امام شافعیؒ مجدد صدی دوم۔
۲...... امام احمد بن حنبلؒ مجدد صدی دوم۔
۳...... ابوجعفرؒ مجدد صدی سوئم۔
۴...... ابوعبدالرحمٰن نسائیؒ مجدد صدی سوم۔
۵...... حافظ ابونعیمؒ مجدد صدی سوم۔
۶...... امام حاکم نیشاپوریؒ مجدد صدی چہارم۔
۷...... امام بیہقیؒ مجدد صدی چہارم۔
۸...... امام غزالیؒ مجدد صدی پنجم۔
۹...... امام فخرالدین رازیؒ مجدد صدی ششم۔
۱۰...... امام مفسر ابن کثیرؒ مجدد صدی ششم۔
۱۱...... حضرت شہاب الدین سہروردیؒ مجدد صدی ششم۔
۱۲...... امام ابن جوزیؒ مجدد صدی ششم۔

۱۳...... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مجدد صدی ششم۔
۱۴...... امام ابن تیمیہ حنبلیؒ مجدد صدی ہفتم۔
۱۵...... حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ مجدد صدی ہفتم۔
۱۶...... حافظ ابن قیم جوزیؒ مجدد صدی ہفتم۔
۱۷...... حافظ ابن حجر عسقلانیؒ مجدد صدی ہشتم۔
۱۸...... امام جلال الدین سیوطیؒ مجدد صدی نہم۔
2508
۱۹...... ملا علی قاریؒ مجدد صدی دہم۔
۲۰...... محمد طاہر گجراتی مجدد صدی دہم۔
۲۱...... عالمگیر اورنگزیبؒ مجدد صدی یازدہم۔
۲۲...... شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانیؒ مجدد صدی یازدہم۔
۲۳...... مرزا مظہر جان جاناں دہلویؒ مجدد صدی دوازدہم۔
۲۴...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مجدد صدی دوازدہم۔
۲۵...... امام شوکانیؒ مجدد صدی دوازدہم۔
۲۶...... شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ مجدد صدی دوازدہم۔
۲۷...... شاہ رفیع الدینؒ مجدد صدی دوازدہم۔
۲۸...... مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ مجدد صدی سیزدہم۔
۲۹...... شاہ عبدالقادر صاحبؒ مجددی مجدد صدی سیزدہم۔
۳۰...... سید احمد بریلویؒ مجدد صدی سیزدہم۔ (عسل مصفٰی ج۱ ص۱۶۲ تا ۱۶۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں عقائد

یہودیوں کا عقیدہ

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی۔ پھر بادشاہ سے کہہ کر ان کے خلاف حکم جاری کرایا اور پولیس کے ذریعے ان کو اپنے خیال کے مطابق سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا۔ قرآن پاک نے اس کی سختی سے تردید کی۔ بلکہ ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ ان پر لعنت کی اور ظاہر ہے کہ یہود کا دعویٰ یہی تھا کہ ہم نے سولی کے ذریعے ان کو قتل کر دیا ہے۔

[2509]عیسائیوں کا عقیدہ

عیسائیوں نے خود تو دیکھا نہ تھا۔ حواریین موقعہ پر موجود نہ تھے۔ یہودیوں کے کہنے سے انہوں نے بھی یہ مان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے قتل کر ڈالا۔ پھر کفارے کا عقیدہ گھڑ لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساری امت اور مخلوق کی نجات کے لئے اپنی قربانی دے دی۔ سب کی طرف سے وہی کفارہ ہوگئے۔

بعض عیسائی کہتے ہیں

البتہ بعض عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر زندہ ہوکر آسمان پر تشریف لے گئے۔

مسلمانوں کا عقیدہ

اس سلسلہ میں مسلمانوں کا عقیدہ وہی ہے جو قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔ قرآن پاک اپنے پاک پیغمبروں کے بارہ میں تہمتوں اور غلط بیانیوں کی اصلاح فرمادیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خداتعالیٰ کا بیٹا ہونے کی تردید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے خدا ہونے کی تردید فرمادی۔ عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث (تین خدا مل کر ایک خدا ہونے) کی تردید بھی کر دی اور حضرت مریم علیہا السلام کو صدیقہ کہہ کر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ بیان کر کے کہ یہ فرشتے کی پھونک مارنے سے، بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی صفائی بھی بیان کی ہے۔ قرآن جو صحیح فیصلے کرنے اور اختلافات میں حق کا اعلان کرنے آیا تھا۔ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہود ونصاریٰ کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے قتل اور سولی کی نفی کر دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لینے کا اعلان فرمادیا اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ تمام یہودیوں اور نصرانیوں کو [2510] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لانا ہوگا اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ یہود نے بھی ایک تدبیر کی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کرادیں اور ہم نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب مدبروں سے بڑھ کر بہترین تدبیر کرنے والے ہیں۔ یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ ساڑھے تیرہ سو برس سے مسلمان یہی کہتے، لکھتے اور مانتے چلے آئے ہیں کہ یہود نے سولی دینی چاہی۔ مگر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتوں کے ذریعے آسمان پر اٹھا لے گئے اور حضرت عیسیٰ کی

شکل پر یعنی باتوں اور صورت میں ایک ایسے شخص کو کر ڈالا جس نے حواری ہو کر غداری کی اور اپنی طرف سے پولیس کو لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانا چاہا۔ جب پولیس آئی تو اس شخص کو گرفتار کر کے سولی دے دی۔ جس کی شکل وصورت اور باتیں ہو بہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوچکی تھیں۔ اس طرح یہودیوں کی تدبیر دھری کی دھری رہ گئی۔ غدار کو بھی سزا مل گئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب آئی۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے درمیان سے اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ یہی فیصلہ قرآن پاک نے دیا اور اسی پر مسلمانوں کا ایمان ہے اور سینکڑوں حدیثوں میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور اسی وجہ سے لڑائی ختم ہو جائے گی اور اسی وجہ سے کسی سے جزیہ (غیر مسلموں کا ٹیکس) نہ لیا جائے گا۔ ۴۰ برس تک وہ رہیں گے۔ حج کریں گے۔ شادی کریں گے۔ پھر وفات ہوگی اور حضور ﷺ کے روضہ پاک میں دفن ہوں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ

مرزا قادیانی نے نہ مسلمانوں کے عقیدے کو صحیح قرار دیا نہ یہود ونصاریٰ کی بات کو درست مانا۔ بلکہ اس نے چونکہ خود آنے والا مسیح ابن مریم بننا تھا۔ اس لئے پہلے تو یہ کہا کہ اصل عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے ہیں اور فوت شدہ کوئی آدمی دنیا میں دوبارہ نہیں 2511 آسکتا۔ اس لئے آنے والا مسیح بن مریم میں ہوں اور اپنی طرف سے مسیح موعود کی اصطلاح گھڑ لی۔ حالانکہ تمام پرانی کتابوں میں مسیح ابن مریم علیہما السلام یا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام مذکور ہے۔ مسیح موعود کا لفظ کہیں نہیں ہے۔

مرزا جی کہتے ہیں کہ یہودی قتل تو نہیں کر سکے مگر سولی پر عیسیٰ علیہ السلام کو ضرور چڑھایا۔ ان کو گرفتار کیا۔ ان کے منہ پر تھوکا، ان کے منہ پر طمانچے مارے، ان کا مذاق اڑایا اور سولی پر چڑھایا۔ ان کے جسم میں میخیں ٹھونکیں اور ان کو مار کر اپنی طرف سے مرا ہوا سمجھ کر سولی سے اتار لیا۔ مگر دراصل اس میں ابھی رمق باقی تھی۔ مرہم لگائے گئے۔ خفیہ علاج کیا گیا اور اچھا ہو کر وہ وہاں سے چپکے سے نکل گئے اور ماں سمیت کہیں چلے گئے۔ جاتے جاتے وہ افغانستان پہنچے۔ وہاں سے پنجاب آئے۔ پھر کشمیر چلے گئے اور سری نگر میں دن گزارے۔ وہیں مر گئے۔ ان کی قبر بھی وہیں ہے۔

اور آنے والا مسیح ابن مریم میں ہوں اور آ گیا ہوں۔ مجھ پر ایمان لے آؤ۔ میں کہتا ہوں انگریز سے جہاد حرام ہے۔ اس کی اطاعت آدھا اسلام ہے۔ ۱۸۵۷ء کا جہاد غنڈوں کا کام تھا۔ میرے سارے خاندان نے انگریزی خدمات بجالائیں۔ میں فقیر تھا اور کچھ نہ ہوا تو ممانعت

جہاد کی کتابیں لکھ لکھ کر سارے مسلمان ملکوں تک پہنچا دیں۔ خدا قیصرۂ لنڈن کا اقبال ہمیشہ قائم رکھے۔ اس کی سلطنت میں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ آنے والے مسیح تو پہلے زمانے میں نبی تھے اور اب بھی ان کی شان نبوت اسی طرح رہے گی۔ وہ امت محمدیہ کی خدمت اسی شریعت کی رو سے کر کے اس کو غالب بنائیں گے۔ تو مرزا جی نے کہا میں بھی نبی ہوں اور بے شک نبوت ختم ہوگئی ہے۔ مگر میں فنا فی الرسول ہو کر نبی بنا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت پیران پیرؒ، حضرت خواجہ اجمیریؒ، امام ربانیؒ اور شیخ اکبرؒ کوئی بھی میرے برابر درجہ حاصل نہیں کر سکا۔ نبوت کا نام صرف مجھے ملا ہے۔ قیامت [2512] تک اور بھی امت میں سے کوئی نبی نہ ہوگا۔ میری شان اس پرانے عیسیٰ بن مریم سے ہر طرح بلند ہے۔ بلکہ میرے معجزات اتنے ہیں کہ ایک ہزار پیغمبروں کی پیغمبری ان سے ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی اور یہ ہے اس کا عقیدہ۔ اب ہم قرآن وحدیث سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ آپ تمہید میں بیان کئے ہوئے اصول کو پھر پڑھیں اور پیش نظر رکھیں۔ نیز مجددوں کی تفسیر کی اہمیت بھی سمجھ رکھیں۔

قرآنی آیات سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

پہلی آیت: ”واذ قالت الملائکة یٰمریم ان اللّٰه یبشرك بکلمة منه اسمه المسیح عیسیٰ ابن مریم وجیها فی الدنیا والآخرة (آل عمران:٤٥)“ ﴿اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ تم کو خوشخبری سناتا ہے۔ اپنے ایک کلمہ کی (یعنی بچے کی) اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جو دنیا میں بھی صاحب عزت ووجاہت ہے اور آخرت میں بھی۔﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیوی وجاہت کا ذکر ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس کی خوشخبری دی۔ اب یہ وجاہت وہ وجاہت وعزت تو ہے نہیں جو دنیاداروں کو عام طور پر حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ اس کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خاص کر ذکر انعام واکرام کے موقعہ پر؟

روحانی وجاہت بھی مراد نہیں ہے۔ وہ تو حضرت مریم علیہا السلام کو لفظ کلمہ سے اور اُخروی وجاہت سے معلوم ہو سکتا تھا۔ وجیهاً فی الدنیا کے بیان کا کیا مقصد ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عزت ووجاہت معمولی عزت ووجاہت بھی نہیں ہو سکتی جو خاص طور پر بطور نعمت وبشارت کے ہو۔

2513 اب ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلی عمر میں دنیوی وجاہت تو حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ یہود کی مخالفت نے جو گل کھلائے وہ سب کے سامنے ہیں۔ لازماً اس سے وہی وجاہت مراد ہے جو نزول کے بعد ہوگی۔ اس وقت تمام اہل کتاب بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ وہ چالیس سال تک دنیا بھر میں شریعت محمدیہ کی روشنی میں دین کی خدمت کریں گے۔ بیوی اور اولاد بھی ہوگی۔ اس سے بڑھ کر دنیوی وجاہت کیا ہوسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزائی حوالہ جات بھی ملاحظہ ہوں۔

۱...... رسالہ (مسیح ہندوستان میں ص۵۱، خزائن ج۱۵ص۵۳) میں مرزا جی کہتے ہیں:

”دنیا میں مسیح علیہ السلام کو اس زندگی میں وجاہت، عزت، مرتبہ، عظمت و بزرگی ملے گی اور آخرت میں بھی، اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے ہیرودیس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی۔ بلکہ غایت درجہ تحقیر کی گئی۔“

۲...... مولوی محمد علی لاہوری (امیر جماعت لاہوری مرزائی) نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ:

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود بیت المقدس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔“

(تفسیر بیان القرآن جلد نمبر۱ص۲۱۱)

۳...... مرزا جی کو جب تک خود عیسیٰ ابن مریم بننے کا شوق نہیں چرایا تھا تو خود انہوں نے بھی (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۹۳) میں لکھا:

”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے دوبارہ آنے سے ظہور میں آئے گا۔“

پس مسلمانوں کے اس معنی کو مانے بغیر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آ کر دنیوی جاہ وجلال کے مالک ہوں گے چارہ ہی نہیں ہے۔ اس کے سوا سری نگر میں کسی 2514 وجاہت کی بات کسی مفسر یا مجدد کے قول سے مرزائی ثابت نہیں کر سکتے۔

دوسری آیت: ”فلما احسّ عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الیٰ اللہ قال الحواریّون نحن انصار اللہ آمنا باللہ واشھد بانا مسلمون ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران:٥٢ تا ٥٤)“ ﴿پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی طرف سے انکار محسوس کیا فرمایا کون کون اللہ کی راہ میں میرے مددگار رہوں گے۔ حواریین نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کریں

گے۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے اس پر جو آپ نے نازل کیا اور پیغمبر کی ہم نے اطاعت کی تو ہم کو گواہوں میں لکھ دے اور انہوں (یہودیوں) نے تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ (تمام مدبروں سے بڑھ کر)﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہودیوں نے تدبیر کی اور ہم نے بھی تدبیر کی اور ہماری تدبیر سے کس کی تدبیر بہتر ہو سکتی ہے؟

یہودیوں کی تدبیر یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرا کر سولی پر چڑھا دیں کہ بقول مرزاجی تورات کی تعلیم کے مطابق (معاذ اللہ) وہ لعنتی ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتے کے ذریعے آسمان پر اٹھا لیا اور ان کی شکل وصورت کے مشابہ ایک اور آدمی کو کر دیا کہ جس نے جاسوسی کر کے آپ کو پکڑوا کر سولی دلائی تھی۔

چنانچہ وہی (جاسوس) سولی پر چڑھایا گیا۔ اس کا سارا واویلا فضول گیا۔ سب نے اس کو مسیح ابن مریم ہی سمجھا۔ وہ لوگوں کو پاگل سمجھ رہا تھا کہ مجھ بے گناہ کو کیوں قتل کر 2515 رہے ہیں اور لوگ اس کو پاگل سمجھتے اور کہتے تھے کہ اب موت سے بچنے کے لئے یہ پاگل بنتا ہے۔ اب آپ مرزاجی کی قابلیت کی داد دیں کہ تورات کی تعلیم یہ تھی کہ جو سولی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ کیا کوئی بے گناہ سولی پر لٹکائے جانے سے خدا کے ہاں لعنتی ہو سکتا ہے؟ تورات میں بھی گنہگار اور مجرم آدمی کا ذکر ہے۔ بے گناہ تو کتنے پیغمبر خود قرآن کے ارشادات کے مطابق قتل کئے گئے جو شہید ہوئے۔

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali)]

(اس موقع پر ڈاکٹر مسز اشرف خاتون عباسی نے صدارت چھوڑ دی۔ جسے مسٹر چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی نے سنبھال لیا)

مولانا عبدالحکیم: مرزاجی کی دوسری قابلیت کی بھی داد دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گرفتار ہوئے۔ ان کے منہ پر (معاذ اللہ) تھوکا گیا۔ طمانچے مارے گئے۔ سولی پر چڑھائے

گئے۔ میخیں ٹھوکی گئیں۔ خوب مذاق اڑایا گیا اور وہ چیخ چیخ کر خدا کو پکارتے رہے اور آخر کار ان کو مقتول سمجھ کر اتار دیا گیا۔ بھلا یہ خدا کی تدبیر تھی! جو بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ اس طرح تو یہود کی تدبیر کامیاب ہوئی اور بقول مرزاجی کے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر طرح ذلیل کیا گیا اور جو یہودی چاہتے تھے وہ کر گزرے۔ حتیٰ کہ نصرانیوں کو بھی یقین دلا دیا کہ ہم نے یسوع مسیح کو قتل کر دیا۔ مرزاجی کہتے ہیں کہ خدا کی تدبیر یہ ہوئی کہ جان نہیں نکلنے دی۔

کیا یہی وہ تدبیر تھی کہ جس کو قیامت میں اللہ تعالیٰ بطور احسان کے جتلائیں گے؟ پس معلوم ہوا کہ جو مسلمان سمجھے ہیں وہ حق ہے۔

اس آیت کریمہ کے ضمن میں مجددینؒ نے کیا لکھا ہے وہ سن لیجئے۔

۱...... حضرت مجدد صدی ششم امام فخر الدین رازیؒ نے (تفسیر کبیر ص۶۹، ۷۰، ج۴ جز نمبر ۸، آل عمران:۵۴) میں لکھا ہے کہ یہود کی تدبیر تو قتل کی تیاری تھی اور خدا کی تدبیر یہ تھی کہ جبرائیل 2516 علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روزن سے آسمان کو اٹھا لے گئے اور ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل پر کر دیا۔ جس کو یہودیوں نے سولی پر چڑھا دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہود کا شر ان تک نہ پہنچنے دیا۔

مجدد صدی ششم حضرت حافظ ابن کثیرؒ کی تفسیر

۲...... (ابن کثیر ص۳۶۵، آل عمران:۵۴) میں انہوں نے بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جایا گیا اور ان کی جگہ اس غدار شخص کو سولی دی گئی۔ جس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کر دی گئی تھی۔

۳...... حضرت مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے انتظام کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور ایک اور آدمی کو ان کی شکل پر کر دیا۔ جس کو سولی دے دی گئی۔ (جلالین ص۵۲، آل عمران:۵۴)

۴...... یہی تفسیر مجدد صدی دوازدہم حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے کی اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے آسمان کی طرف اٹھا لیا اور دوسرے آدمی کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا گیا۔ اب ان مجددین کی تفسیر کو صحیح نہ ماننے والا کیسے مسلمان ہوگا؟

آیت نمبر۳: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کی تفصیل بتا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اطمینان دلایا۔

’’واذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ومطهرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة ثم الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون (آل عمران:۵۵)‘‘ ﴿جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ علیہ السلام میں تم کو پوری طرح اپنی طرف اٹھاؤں گا اور کافروں سے پاک کردوں گا اور تمہارے متبعین کو کافروں پر (قرب) یوم قیامت تک [2517] غالب رکھوں گا۔ پھر میرے پاس آؤ گے اور میں تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔﴾

یہاں بھی مرزا قادیانی کی جہالت آپ پر خوب واضح ہو جائے گی۔ کیونکہ مرزا جی نے متوفیک کا معنی کیا ہے۔ ’’میں تجھے موت دوں گا۔‘‘

بھلا یہ بھی کوئی تسلی ہے کہ یہودی تو کہیں ہم اس کو قتل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہیں کہ میں موت دوں گا۔ یوں تو اور ڈرانا اور پریشان کرنا ہے۔ متوفیک کے معنی میں ان مجددین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں کہ جو مرزائیوں کے ہاں بھی مسلمہ مجدد ہیں۔

ایک مجدد کی تفسیر

اس آیت کا معنی اور مطلب مجدد صدی ششم امام رازیؒ (تفسیر کبیر ج۴ جز۸ ص۷۱،۷۲، آل عمران:۵۵) میں وہی لکھتے ہیں جو ہم نے یہاں بیان کیا۔ فرماتے ہیں توفی کے معنی ہیں ’’اخذ الشیٔ وافیاً ‘‘یعنی کسی چیز کو ہر لحاظ سے اپنے قابو میں کر لینا۔ اے عیسیٰ میں تیری عمر پوری کروں گا اور پھر تجھے وفات دوں گا میں ان یہود کو تیرے قتل کے لئے نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ تجھے آسمان کی طرف اٹھالوں گا اور تجھ کو ان کے قابو میں آنے سے بچالوں گا۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض لوگ خیال کریں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم نہیں بلکہ روح اٹھائی گئی تھی۔ اس لئے متوفیک فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ روح اور جسد دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ اگر کہا جائے کہ جب توفی کے معنی پوری طرح قابو کر لینا ہے تو پھر اس کے بعد رافعک کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پوری طرح قابو کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک توفی موت کے ذریعے ہوتی ہے۔ ایک بمعہ جسم آسمان کی طرف اٹھا لینے سے، ورافعک نے دوسرے معنی کو متعین کر دیا۔ (یہ سارا بیان حضرت امام رازیؒ کا تھا)

[2518] دوسرے مجدد کی تفسیر

امام جلال الدین سیوطیؒ ’’جو قادیانی، لاہوری دونوں کے ہاں مجدد صدی نہم ہیں اور ان

کو اس وجہ کا آدمی سمجھتے ہیں کہ وہ متنازعہ فیہ مسائل میں آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ پوچھ لیتے تھے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) وہ فرماتے ہیں: ’’یــا عیســیٰ انــی متــوفیك (قــابـضك) ورافـعك الــیّ (مـن الـدنیـا من غیر موت) (تـفسیـر جـلالین ص ۵۲، آل عمران ۵۵)‘‘

ہم نے قرآن پاک کے وہ معانی کئے جن کی تائید دوسری آیات بھی کرتی ہیں۔ پھر حضور ﷺ قسم کھا کر نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا ذکر کرتے ہیں جو بلحاظ اصول مذکورہ ظاہر پر محمول ہے۔ پھر صحابہؓ نے یہی فرمایا اور دو مجددوں کی تفسیر بھی آپ کے سامنے ہے۔ مگر مرزائی ایک ہی رٹ لگاتے چلے جاتے ہیں اور اس مقولے پر عمل کئے ہوئے ہیں کہ جھوٹ اتنا بولو کہ اس کے سچ ہونے کا گمان ہونے لگے۔ مرزائی ہلدی کی گرہ لے کر پنساری بننے کی کوشش کرتے ہیں اور خاص کر ابن عباسؓ کے معنی کو لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ توفی کے معنی اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر پر ذرا تفصیلی روشنی ڈالیں۔

لفظ توفی کی تحقیق

توفی کا لغوی معنی اخذ الشیء وافیاً۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا قابو کر لینا یا پورا پورا لے لینا۔ یہ وفاء سے ہے فوت سے نہیں۔ اس کا اصلی معنی وہی ہے جو دو مجددین نے بیان کر دیا۔

اب ان مجددین کے مقابلہ میں ہم انگریز کے خاص وفادار مرزا قادیانی کی بات کیسے مان سکتے ہیں؟

2519 تیسرے مجدد کی تفسیر

امام ابن تیمیہ مجدد صدی ہفتم اپنی کتاب (الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح جلد نمبر ۲ ص ۲۸۰) پر لکھتے ہیں: ’’لـفظ التوفی فی لغة العرب معناه الاستیفاء والقبض وذالك ثلثة انواع احدها توفی النوم والثانی توفی الموت والثالث توفی الروح والبدن جمیعاً فـانـه بـذالك خرج عن حـال اهل الارض ‘‘ ﴿توفی کا معنی لغت عرب میں استیفاء اور قبض (یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور اس کو اپنے قابو میں کر لینا ہے) اس کی پھر تین قسمیں ہیں۔ ایک نیند کی توفی ایک موت کی توفی اور ایک جسم اور روح دونوں کی توفی اور عیسیٰ علیہ السلام اسی تیسرے طریقہ سے اہل زمین سے جدا ہو گئے ہیں۔﴾

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! دو منٹ کے لئے ریسٹ کرلیں۔ باقی تقریباً ۸۰ صفحے رہتے ہیں۔ دو گھنٹے میں ختم ہوجائیں گے۔ (وقفہ)

مولانا عبدالحکیم: جناب! اجازت ہے؟

جناب چیئرمین: پھر دو بجے تک جاری رکھیں۔ شام کو ایک گھنٹہ میں ختم ہوجائے گا۔

مولانا عبدالحکیم: جناب اجازت ہے؟

جناب چیئرمین: ایک سیکنڈ۔ پھر ہم ڈیڑھ بجے تک جاری رکھتے ہیں، پھر شام کو ساڑھے پانچ بجے دوبارہ شروع کریں گے اور نماز مغرب تک ختم کردیں گے۔

2520 **میاں محمد عطاء اللہ:** جناب والا! میری رائے میں جو میٹریل اب باقی رہ گیا ہے وہ ایک گھنٹہ میں آسانی سے مولانا صاحب پڑھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، آدھ گھنٹہ ٹھیک ہے۔ پھر اس کے بعد ریویو کریں گے۔

مولانا عبدالحکیم: جناب اجازت ہے؟

ترجمہ: اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی دلیل یہ آیت ہے۔ ”وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ای حین ینزل...... اور حق یہ ہے کہ وہ جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے۔“

۲...... مجدد صدی ہفتم امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب (الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد دوم ص ۲۸۱) میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ”الا لیؤمننّ به میں ایمان نافع مراد ہے جو قبل از موت ہے۔ موت کے وقت غرغرے اور نزع کے وقت کا ایمان نہیں ہے جس سے کوئی فائدہ نہیں اور تمام کافروں کے لئے ہے اور تمام باتوں کے مان لینے کے لئے ہے۔ جس سے بھی انکار کرتے تھے۔ اس میں حضرت مسیح کو کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ لیؤمننّ مستقبل ہی میں مستعمل ہوتا ہے اور سب اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔“

۳...... حضرت ابوہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ انہوں نے ایک حدیث بیان کرکے یہ آیت کریمہ پڑھی اور بتایا کہ اس آیت کریمہ میں اسی مسیح علیہ السلام کی زندگی کا ذکر کیا ہے جن کے نزول کی خبر سرور عالم ﷺ نے دی ہے۔ ہزاروں صحابہؓ میں سے کسی نے انکار نہیں کیا اور اس طرح اس مسئلہ پر اجماع صحابہؓ منعقد ہوگیا۔

2521 جناب چیئرمین: ڈیڑھ بج گیا ہے۔ آپ کا کتنا Stamina (قوت برداشت) ہے؟

مولانا عبدالحکیم: بیجان ہو گیا ہوں بالکل۔

جناب چیئرمین: کیا رائے ہے آپ کی؟

Members: Monday. (ممبران: بروز پیر)

جناب چیئرمین: منڈے نہیں۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کل صبح نہیں، آج شام کو ایک گھنٹہ لگے گا۔ ساڑھے پانچ بجے۔ اس کے بعد اگر کوئی ممبر صاحبان مختصر بحث کرنا چاہیں تو بیشک شام تک کر لیں۔ اس کے بعد جب کتاب ختم ہو جائے گی تو پھر جنرل ڈیبیٹ منڈے مارننگ سے شروع ہو گی۔

The Committee of the whole House is adjourned to meet at 5:30 pm. today.

(کل ارکان پارلیمنٹ پر مشتمل کمیٹی کا اجلاس شام ساڑھے پانچ بجے تک ملتوی کر دیا گیا)

The Special Committee adjourned for lunch break to re-assemble at 5:30 pm.

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس دوپہر کے کھانے کے وقفہ کے لئے شام ساڑھے پانچ بجے تک ملتوی کر دیا گیا)

The Special Committee re-assemble after lunch break, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس دوپہر کے کھانے کے وقفہ کے بعد دوبارہ شروع ہوا۔ مسٹر چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) صدارت کر رہے ہیں)

Mr. Chairman: ***Yes, Maulana Abdul Hakim.***

(جناب چیئرمین: ہاں جی! مولانا عبدالحکیم صاحب)

جناب چیئرمین: ہاں جی! شروع کریں۔

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was accupied by Dr. Mrs Ashraf Khatoon Abbasi.]

(اس موقع پر جناب چیئرمین نے اجلاس کی صدارت چھوڑ دی جسے ڈاکٹر مسز اشرف خاتون عباسی نے سنبھال لیا)

[2522]قرآن پاک اور لفظ توفی

مولانا عبدالحکیم: قرآن پاک میں لفظ توفی بائیس مقامات پر آیا ہے۔ اگر توفی کا حقیقی معنی بقول مرزاجی کے موت دینے کے مانے جائیں تو بعض مقامات پر معنی ہی نہیں بنتا۔

۱...... ’’اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسك التی قضیٰ علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمّی (الزمر:۴۲)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ قابو کر لیتا ہے روحوں کو ان کی موت کے وقت جو مری نہیں ان کو قابو کر لیتا ہے نیند میں، پھر جن کا فیصلہ موت کا کیا اس کو روک دیتے ہیں اور دوسری روحوں کو واپس کر دیتے ہیں معیّن میعاد تک۔﴾ اگر موت دینا مراد لیں تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ روحوں کو موت دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ بلکہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روحوں کو قابو کر لیتے ہیں موت کے وقت بھی اور نیند کے وقت بھی۔

۲...... ’’وھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ماجر حتم بالنہار (آل عمران:۶۰)‘‘ ﴿خدا وہ ہے جو تم کو رات کے وقت قابو کر لیتا ہے اور جو تم دن کو کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔﴾

یہاں بھی توفی سے مراد نیند ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ رات کو سارے لوگ مر جایا کریں۔

۳...... ’’والذین یتوفَون منکم (بقرہ:۲۳۴)‘‘ ﴿اور وہ لوگ جو تم میں سے اپنی عمر پوری کر لیتے ہیں۔﴾

جب قرأت زبر کے ساتھ ہو تو پھر یہاں موت دینے کے معنی بن ہی نہیں سکتے ورنہ معنی یہ ہوگا جو لوگ اپنے کو موت دیتے ہیں۔

[2523]توفی کا اصلی اور لغوی معنی تو یہ ہوا اور چونکہ موت میں بھی روح قابو (قبض) کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کو توفی کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح نیند میں بھی روح کو ایک طرح قبض کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو بھی توفی کہہ دیا جاتا ہے۔ مگر اصلی معنی کے سوا باقی معانی کے لئے قرینے

اور دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے قرآن پاک کی بعض دوسری آیات میں قرینے موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے وہاں موت کا معنی ہوتا ہے۔

ایک مسئلہ

باقی رہا یہ مسئلہ کہ کسی لفظ کا استعمال زیادہ تر اس کے اصل معنی کی بجائے شرعی معنی یا عرفی معنی میں ہونے لگے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اب اصلی معنی میں یہ لفظ کبھی استعمال نہ ہوگا۔ یہ قطعاً غلط ہے۔

پہلی مثال

مثلاً صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں۔ مگر شرعی اصطلاح میں صلوٰۃ ایک خاص عبادت ہے جس میں رکوع اور سجدے وغیرہ ہوتے ہیں اور قرآن پاک میں اس اصطلاحی معنی میں سینکڑوں جگہ صلوٰۃ کا استعمال ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں ہے۔

”وصلّ علیہم ان صلوتك سکن لهم (التوبہ:۱۰۳)“ ﴿اور آپ ان کے لئے دعا کریں۔ اس لئے کہ آپ کی دعا ان کے لئے باعث سکون ہے۔﴾

دوسری مثال

اسی طرح زکوٰۃ کا لفظ ایک خاص معنی میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ یعنی مالی عبادت کا ایک مخصوص طریقہ۔ مگر اصلی معنی میں بھی بلا روک ٹوک استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً: ”وحناناً من لدنا وزکوٰۃ و کان تقیاً (مریم:۱۳)“ ﴿اور یحییٰ علیہ السلام کو ہم نے اپنی طرف سے شوق دیا اور ستھرائی اور تھا پرہیزگار۔﴾

یہاں زکوٰۃ اپنے اصلی معنی پاکی میں مستعمل ہوا۔ یعنی ستھرائی اور پاکیزگی۔ اسی 2524 طرح توفی کا لفظ ہے۔ زیادہ تر اس کا استعمال روح کو قبض کرنے میں ہوتا ہے۔ چاہے نیند کی صورت میں ہو یا موت کی صورت میں۔ لیکن کبھی اس کا استعمال روح اور جسم دونوں کے قبض کرنے میں بھی ہوتا ہے اور یہی اس کے اصل معنی ہیں۔ یعنی: ”اخذ الشیٔ وافیا“ ﴿کسی چیز کو پوری طرح تو قابو کر لینا۔﴾ جیسے کہ اہل لغت اور مجددین نے کہا ہے۔

ایک مرزائی ڈھکوسلہ اور اس کا جواب

مرزا قادیانی اور اس کے پیرو کہہ دیا کرتے ہیں کہ توفی کا فاعل خدا ہو اور مفعول کوئی ذی

روح ہو تو اس کا معنی قبض روح اور موت ہی کے ہوتے ہیں۔ یہ ایک دھوکہ یا ڈھکوسلہ ہے۔ ہم کہتے ہیں توفی کا فاعل خدا ہو مفعول ذی روح ہو اور اس کے بعد رفع کا ذکر ہو تو توفی کا معنی جسم وروح دونوں کا اٹھایا جانا مراد ہوتا ہے۔

ایک اور دھوکہ

مرزائیوں بلکہ خود مرزا جی نے حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے مسلمانوں کو بڑا دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے بخاری میں ''متوفیك'' کا معنی ''ممیتك'' کیا ہے کہ میں تجھے موت دینے والا ہوں...... گویا وہ وفات مسیحؑ کے قائل ہیں۔ یہ قطعاً دھوکہ اور غلط ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ''متوفیك'' کا معنی ''ممیتك'' کیا ہے۔ یہ تو تسلی اور وعدہ ہے کہ میں تجھے توفی کر کے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اب یہ بات کہ یہ وعدہ کب خدا نے پورا کیا ہم کہتے ہیں کہ جب وہ سولی پر چڑھانے کا ارادہ کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق ان کو پوری طرح قبض کر کے آسمان کی طرف اٹھالیا۔ مرزائی کہتے ہیں کہ پوری پوری تکلیف اور ایذاؤں کے بعد سال گزار کر موت دی۔ موت تو ہر شخص کو دی جاتی ہے یہ کیا وعدہ تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کے شایان شان یہی تھا؟

2525 ''مگر اماتت کا معنی صرف موت دینا نہیں بلکہ سلانا اور بے ہوش کرنا بھی ہے۔''

(دیکھو مرزا جی کی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۹۴۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۱)

تو معنی یہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں تجھے سلا کر یا بے ہوش کر کے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔ تو اب تمام آیات اور تفسیریں ایک طرح ہوگئیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ''ممیتك'' کا معنی وہی موت دینے کے لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا یہ نہیں دے سکتے، اور فی الحال آسمان کی طرف اٹھاتا ہوں اور ان لوگوں سے تم کو پاک کرتا ہوں۔ گویا آیت میں وہ تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں کہ موت میں دوں گا۔ لیکن بعد میں، اور فی الحال تم کو اٹھاتا ہوں۔

یہ معنی ہم اپنی طرف سے، مرزائیوں کی طرح نہیں کرتے۔ بلکہ مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ نے خود حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تابعی ضحاکؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مراد اس جگہ یہ ہے کہ میں تجھے اٹھاؤں گا اور پھر آخری زمانہ میں فوت کروں گا۔ (درمنثور)

اسی طرح مجدد صدی دہم حضرت علامہ محمد طاہر گجراتی مصنف مجمع البحار نے فرمایا کہ:

’’انی متوفیك ورافعك الیّ علی التقدیم والتاخیر ویجیئ فی اخرالزمان لتواتر خبر النزول ‘‘ ﴿یہ متوفیك اور رافعك الیّ تقدیم وتاخیر کے ساتھ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آئیں گے۔ کیونکہ ان کے نزول کی خبر متواتر ہے۔﴾

امام رازیؒ نے ’’تفسیر کبیر جلد دوم سورۃ آل عمران‘‘ میں لکھا ہے کہ یہاں واؤ سے ترتیب ثابت نہیں ہوتی کہ پہلے وفات ہو پھر رفع۔ بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ 2526 یہ کام کریں گے۔ باقی کب کریں گے؟ کس طرح کریں گے؟ تو یہ بات دلیل پر موقوف ہے اور دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور حضور ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ پھر ان کو اللہ تعالیٰ اس کے بعد وفات دیں گے اور یہ تقدیم وتاخیر قرآن میں بہت ہے۔ مثلاً:

۱...... ’’یامریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی (آل عمران:۴۳) ‘‘ ﴿اے مریم اپنے رب کی عبادت کر اور سجدہ اور رکوع کر۔﴾ تو یہاں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رکوع سے سجدہ پہلے کرے۔ کیونکہ سجدے کا ذکر پہلے آ گیا ہے۔

۲...... اسی طرح ’’واوحینا الیٰ ابراھیم واسماعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھارون وآتینا داؤد زبورا (نساء:۱۶۳) ‘‘

اس آیت میں بھی واؤ سے ترتیب ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکور باقی انبیاء علیہم السلام سے بعد میں آئے ہیں۔ مگر آیت میں ان کا ذکر پہلے ہے۔

۳...... اگر ہم کہیں کہ یہاں زید، عمر، بکر اور خالد آئے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ پہلے زید آیا پھر عمر آیا پھر بکر اور آخر میں خالد آیا۔ واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سب حضرات آئے۔ باقی کس طرح اور کس ترتیب سے آئے اس کا ذکر نہیں ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابن عباسؓ کے لفظوں کا معنی موت دینا ہی لے لیں تو بھی وہ حیات مسیح کے قائل ہیں اور آیت میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔

چند نکات اور سوالات

۱...... جب توفی کے بعد رفع ہو اور رفع کا وقوع بھی بعد میں ہو تو اس کا معنی یقیناً موت نہ ہوں گے۔ ایسی کوئی مثال (اس کے خلاف) نہیں ہے۔

۲...... [2527] اس سے پہلے کی آیت میں ہے کہ یہودیوں نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرح کون بہتر تدبیر کرسکتا ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ اگر مرزاغلام احمد قادیانی کی تفسیر مان لیں اور متوفیک کا مفہوم ہم تیرہ سو برسوں کے مجددین ومحدثین کے مطابق نہ لیں تو پھر کس کی تدبیر غالب آئی۔ یہود کی یا خدا تعالیٰ کی۔ بقول مرزاجی کے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوایا، مذاق اڑایا، منہ پر تھوکا، منہ پر طمانچے مارے، سولی پر چڑھایا، ان کے اعضاء میں میخیں ٹھونکیں اور جو کچھ کر سکتے تھے کیا۔ آخر کار مرا ہوا سمجھ کر سولی سے اتارا۔ حالانکہ ان میں ابھی جان تھی۔ خفیہ علاج کیا گیا وہ بچ گئے اور زخم اچھے ہونے کے بعد ماں سمیت وہاں سے چلے گئے اور دو ہزار سال پہلے کے جنگلوں، صحراؤں، دریاؤں، بیابانوں کو طے کرتے کرتے افغانستان پہنچے۔ خدا جانے کس طرح پھر پنجاب آئے۔ کسی نہ کسی طرح سری نگر جا پہنچے وہاں ساری عمر گمنامی میں گزاری اور مر گئے۔ یہودیوں نے اپنی طرف سے قتل کر کے ان کو لعنتی قرار دے دیا، عیسائیوں کو جو موقع پر موجود نہ تھے یقین دلا دیا۔ جنہوں نے کفارہ کا عقیدہ گھڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ اتنا ہی کر سکے کہ سولی پر جان نہ نکلنے دی۔

کیا یہ خدا تعالیٰ کی بہترین تدبیر تھی۔ پھر اسی تدبیر کا قیامت کے دن احسان جتائیں گے کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روکے رکھا کیا یہی روکنا تھا؟

۳...... کیا موت کے بعد اوروں کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کون سی تخصیص ہے؟

۴...... اگر متوفیک کا معنی موت دینا ہے اور رافعک کا معنی بھی روح کا اٹھانا ہے تو پھر رافعک کا لفظ زائد اور بے سود ہو جاتا ہے۔ جس سے قرآن کی بلاغت [2528] قائم نہیں رہتی۔ جس کی شان سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اور نہ عربی میں ایسا ہوتا ہے۔

۵...... خدا تعالیٰ کی یہ تدبیر تو فتنہ صلیب کے وقت کے لئے تھی۔ اسی وقت کی تسلی کے لئے انی متوفیک فرمایا گیا۔ مرزاجی کے مطابق یہ رفع روحانی اس وقت ہوا اور موت اس وقت واقع ہوئی جب کہ تمام طرح کی تکالیف گزر چکی تھیں۔ اچھی تسلی دی گئی؟

آیت نمبر۴: ''وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیماً وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الاتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللّٰہ الیہ وکان اللّٰہ عزیزاً حکیما (نساء:۱۵۷،۱۵۸)'' ﴿(اور ہم نے ان یہود پر لعنت کی) ان

کے کفر اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے اور کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر ڈالا ہے جو اللہ کے رسول ہیں۔ حالانکہ انہوں نے ان کو نہ قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا۔ البتہ ان کے لئے (ایک آدمی) مشابہ کر دیا گیا اور اس میں اختلاف کرنے والے (خود) شک کے اندر ہیں۔ ان کو اس واقعہ کا کوئی قطعی علم نہیں ہے۔ صرف ظن (تخمین) کی پیروی ہے اور انہوں نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں۔ ﴾

اس آیت کریمہ نے اصل مسئلے کا بالکل فیصلہ کر دیا کہ نہ تو یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ہی سولی چڑھایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ [2529] مرزا جی کبھی کہتے ہیں کہ روح کو اٹھایا کبھی کہتے ہیں اٹھانا بمعنی عزت دی۔ بھلا آپ خود غور کریں۔

۱…… کہ قرآن پاک میں اسی ذات کے اٹھانے کا ذکر ہے جس کے قتل کا یہودی دعویٰ کرتے تھے تو کیا وہ روح کو قتل کرتے تھے۔ یا جسم اور روح دونوں پر قتل کا فعل واقع ہوتا تھا۔ اس سے صاف و صریح معلوم ہوا کہ رفع اس کا ہوا جس کو وہ قتل کرنا یا سولی پر چڑھانا چاہتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم اور روح دونوں تھے۔ صرف روح نہ تھی۔

۲…… ’’وما قتلوہ وما صلبوہ ‘‘اور پھر’’وما قتلوہ ‘‘میں جب تمام ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تو پھر رفعہ اللہ کی ضمیر کیوں ان کی طرف راجع نہیں؟

۳…… بات یہ بھی قابل غور ہے کہ رفع کا ذکر اسی وقت کا ہے جس وقت وہ قتل کرنا چاہتے تھے۔ مرزا جی روح کا رفع مراد لے کر ۸۷ سال بعد کشمیر میں رفع روحانی کہتے ہیں۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

۴…… یہود مطلق قتل کے قائل نہ تھے۔ بلکہ وہ سولی پر چڑھا کر سولی کے ذریعے قتل کے قائل تھے تو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا’’وما قتلوہ وما صلبوہ ‘‘تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ان یہودیوں نے ان کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا۔ مرزا جی کا ترجمہ یوں ہے کہ نہ ان کو قتل کیا نہ سولی پر قتل کیا۔ (کتنا بھدا ترجمہ ہے)

۵…… آیت میں ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ بل کے بعد والی بات، بل سے پہلے والی بات کی ضد ہوتی ہے۔ جیسے کہا جائے کہ زید لاہور نہیں گیا، [2530] بلکہ سیالکوٹ گیا۔ یا یوں کہیں زید مسلمان نہیں بلکہ مرزائی ہے تو اس کا یہی معنی ہے کہ دوسری بات پہلی بات کے خلاف ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ان کو قتل نہیں کیا گیا۔ بلکہ میں نے اپنی طرف اٹھالیا تو یہ تب ہی صحیح ہوسکتا ہے کہ رفع جسمانی مراد ہو۔ ورنہ مرزاجی کا معنی یہ ہوگا کہ انہوں نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی تو قتل اور موت میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ قتل میں بھی موت ہوتی ہے۔

اس ’’بل‘‘ نے بھی مرزائیوں کا بل نکال دیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ قتل میں بھی موت خدا ہی دیا کرتے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہوا کہ انہوں نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے موت دے دی۔ (معاذ اللہ)

۶...... آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے ارادے کے وقت خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا کر بچالیا اور مرزاجی کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے ۸۷ سال بعد سری نگر میں گمنامی کی موت مرے۔ (معاذ اللہ)

مجددین امت کے بیانات

۱...... اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں: ’’اور نہ قتل کر سکے یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور نہ پھانسی پر ہی لٹکا سکے۔ بلکہ بات یوں ہوئی کہ یہود کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ بنادی گئی اور وہی قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا۔‘‘

(تفسیر جلالین ص۹۱، زیر آیت کریمہ)

۲...... مجدد صدی سیزدہم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ اپنے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ: ’’نہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی چڑھایا۔‘‘ (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ)

۳...... [2531]’’وکان اللہ عزیزاً حکیما‘‘ اس پر آیت ختم کردی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو کمال قدرت اور کمال علم حاصل ہے تو اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا سے آسمانوں کی طرف اٹھانا اگرچہ آدمیوں کے لئے تعذر رکھتا ہے۔ مگر میری قدرت وحکمت کے لحاظ سے اس میں کوئی تعذر نہیں ہے۔ یہ تفسیر حضرت امام رازی صاحبؒ مجدد صدی ششم نے بیان فرمائی ہے۔

پہلی بات

یہاں پانچ باتیں ہیں۔ اگر صلیب کا معنی سولی پر قتل کرنا ہے تو سولی پر چڑھانے کے لئے عرب میں کون سا لفظ ہے؟

دوسری بات

یہ ہے کہ اگر سولی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چڑھایا تھا تو بجائے اس کے کہ لعنت کی وجہ ان کے قتل کا قول بتاتے۔ یوں فرماتے ”وبصلبھم“ یعنی ان پر لعنت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صولی پر چڑھانے کی وجہ سے ہوئی۔

تیسری بات

یہ ہے کہ یہودی تو قائل ہی اس بات کے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کیا ہے۔ تو پھر وما قتلوہ کافی تھا۔ ماصلبوہ کی کیا ضرورت تھی؟ معلوم ہوا کہ صرف سولی پر چڑھانے کو صلیب کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مکمل طور پر حقیقت آشکار کرنا چاہتے تھے۔

چوتھی بات

یہ ہے کہ واقعہ صلیب کا ضرور ہوا تھا۔ لاکھوں لوگوں کو علم تھا۔ ایک آدمی کو سولی دی گئی تھی اور مشہور کیا گیا تھا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام تھے 2532 تو سوال پیدا ہوتا تھا کہ سولی دی گئی تھی۔ اگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تھے تو پھر کون تھا؟ اس کا جواب قرآن پاک نے دیا ”بل شبہ لھم“ کہ ایک شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی (یہی غدار یہودا تھا) اس کو سولی پر لٹکا کر کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔

پانچویں بات

یہ ہے کہ پھر مسیح علیہ السلام کدھر گئے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ ”بل رفعہ اللہ الیہ (النساء:۱۵۹)“ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

آخر میں ”عزیزاً حکیما“ فرما کر مسلمانوں کے عقیدے کو مضبوط سے مضبوط فرما دیا۔

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali).]

(اس موقع پر ڈاکٹر مسز اشرف خاتون عباسی نے اجلاس کی صدارت چھوڑ دی جسے جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) نے سنبھال لیا)

مولانا عبدالحکیم:

آیت نمبر۵: ''وان من اھل الکتاب الا لیومننّ به قبل موته ویوم القیامة یکون علیم شھیدا (النساء:۱۵۹)'' ﴿جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ علیہ السلام پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔﴾

مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب سارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے پہلے ایمان لے آئیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ اس آیت کریمہ نے تو بہت ہی صفائی سے اعلان کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ ان کے مرنے سے پہلے یہود ونصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے۔ گویا وہ بیسیوں حدیثیں اس آیت کی[2533] شرح ہیں۔ جن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل، حاکم (فیصلے کرنے والے) ہو کر نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ اس وقت اسلام تمام اکناف عالم میں پھیل جائے گا اور جو یہود ونصاریٰ بچیں گے سب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ایسے معجزات اور فتوحات دیکھنے کے بعد جو اسلامی روایات کے عین مطابق ظہور پذیر ہوں گے کیوں ایمان نہ لائیں گے۔ اب آپ ذرا چوتھی اور پانچویں آیت کا ترجمہ ملا کر پھر پڑھیں۔

۱...... مرزاجی اس آیت کے ترجمے اور مطلب میں بری طرح پھنسے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ تو قیامت تک باقی رہیں گے۔ حالانکہ صور پھونکنے (بگل بجانے) کے بعد کون زندہ رہے گا۔ ایسی تمام آیتوں میں مراد قرب قیامت ہوتی ہے۔ ورنہ عام محاورہ ہے۔ مثلاً یہ کہیں کہ مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد کو مسلمان ثابت نہیں کر سکتے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارا مناظرہ قیامت تک جاری رہے گا۔

۲...... کبھی مرزاجی کہتا ہے کہ مرنے سے پہلے سارے یہود ونصاریٰ صحیح بات پر ایمان لے آتے ہیں۔ کیونکہ موت کے وقت ان کو حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ ان باتوں سے مرزاجی اپنے مریدوں کو قابو رکھنے اور سادہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ورنہ سب سمجھ سکتے ہیں کہ آیت کریمہ میں ''لیؤمننّ'' کے صیغے نے اس بات کو مستقبل کے ساتھ خاص کر لیا ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا کہ وہ ضرور ایمان لائیں گے۔ مگر مرزاجی اس کا معنی لیؤمنن کہ جگہ لیؤمن کرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب ایمان لے آتے ہیں۔ حالانکہ یہ گرائمر (صرف نحو کے) قواعد کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔

۳...... 2534 پھر مرزاجی یہاں ایمان کا معنی وہ ایمان کرتے ہیں جو آخری وقت (غرغرہ اور نزع کے وقت) کا ایمان ہے جو ایمان مقبول نہیں جیسے فرعون کا ایمان ڈوبتے وقت کا نامنظور تھا۔ حالانکہ قرآن پاک میں صرف ایک سورۃ بقرہ میں ایمان یا اس کے مشتقات تقریباً پچاس جگہ ذکر ہوئے ہیں۔ ان سب مقامات پر بلکہ قرآن پاک کی دوسری سینکڑوں جگہوں پر ایمان سے مراد ایمان مقبول ہے۔

جب مرزاجی کسی آیت کے معنی میں دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو لکھ مارتے ہیں کہ یہ لفظ قرآن میں اتنی جگہ اس معنی میں استعمال ہوا ہے مگر یہاں سینکڑوں مقامات پر ایمان کے معنی ایمان مقبول سے گریز کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

۴...... اگر ایمان سے، ایمان مردود اور نامقبول ہی مراد ہوتا ہے تو پھر لیؤمنن بہ قبل موتہ نہ کہا جاتا۔ کیونکہ مرنے سے پہلے کا ایمان تو مقبول ومنظور ہے۔ وہاں موت کے وقت یعنی غرغرے کا ایمان مقبول نہیں ہوتا تو قبل موتہ کی جگہ عند موتہ ہونا چاہئے تھا کہ ان اہل کتاب کو موت کے وقت حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک جیسی فصیح وبلیغ کتاب عند موتہ نہیں فرماتی بلکہ قبل موتہ فرماتی ہے۔

۵...... کبھی مرزائی آڑ لیتے ہیں کہ قبل موتہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع نہیں ہے اور ایک شاذ قرأت کا سہارا لیتے ہیں۔ جس میں قبل موتہ کی جگہ قبل موتہم آیا ہے۔ حالانکہ پہلے تو قرأت متواترہ کے مقابلہ میں قرأت شاذہ کا کیا اعتبار ہے۔ جب کہ وہ کمزور ہے؟ پھر اگر مان لیا جائے تو اس صورت میں معنی اس طرح کریں گے جو قرأت متواترہ کے مطابق ہوں۔ اس طرح معنی 2535 یوں ہوں گے کہ جب (عیسیٰ علیہ السلام) دوبارہ آئیں گے تو اس وقت کے بچے ہوئے سارے اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے اور یہ معنی ان بیسیوں حدیثوں کے عین مطابق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔

۶...... اب آیت نمبر۴ اور آیت نمبر۵ کو ملا کر پھر پڑھیں۔ یہاں ذکر ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ ان کو قتل نہیں کیا۔ ان کو سولی نہیں دی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ ان پر ان کے مرنے سے پہلے تمام اہل کتاب کو ایمان لانا ہوگا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ تمام ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ انہیں کا ذکر ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معنی کرنا قرآن پاک سے مذاق کرنے کے مترادف ہے۔ قرآن پاک کا فیصلہ بالکل صاف ہے۔

۷...... اب آپ مرزا قادیانی کا ترجمہ دیکھ کر ذرا لطف اٹھائیں۔ وہ اس کا معنی (ازالہ اوہام ص۳۷۲، خزائن ج۳ ص۲۹۱) میں یوں لکھتے ہیں: ’’کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ پر جو ہم نے (خدا نے) اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کئے ہیں۔ ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے۔ جو مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا۔‘‘

پہلے تو مرزاجی کے اس ترجمے کا مطلب ہی کوئی نہ سمجھے گا اگر سمجھ بھی جائے تو مرزا ناصر احمد اور سارے مرزائی بتائیں کہ یہ الفاظ جو مرزاجی نے ترجمہ میں گھسیٹے ہیں۔ قرآن پاک کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ ورنہ پھر حدیث رسول ﷺ کے مطابق جہنم کے لئے تیار رہیں۔ خود مرزاجی نے لکھا ہے کہ 2536 ’’مؤمن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۲۸، خزائن ج۳ ص۲۶۷)

اگر ایمان ہے تو تیرہ سو سال کے مجددین یا کسی حدیث سے یہ معنی ثابت کریں۔ اس آیت کریمہ کا مطلب بالکل صاف ہے۔ مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مزید وضاحت یا تائید کے لئے بعض بزرگان سلف کے ارشادات بیان کر دیئے جائیں۔

(امام شعرانی الیواقیت والجواہر جلد نمبر۲ ص۱۴۶) میں لکھتے ہیں: ’’الدلیل علیٰ نزوله قوله تعالیٰ وان من اهل الکتب الا لیومننّ به قبل موته ای حین ینزل...... والحق انه رفع بجسده الی السماء والایمان به واجب‘‘

ایک چیلنج

مولانا عبدالحکیم: مسلمانوں کے معنی کے لحاظ سے لکھیں تو معنی ظاہر ہیں مگر مرزائی بتائیں کہ ’’یوم القیامة یکون علیهم شهیدا‘‘ کا کیا معنی ہے وہ کس بات کے گواہ ہوں گے؟ حق و ناحق کو تو تمام کافر موت کے وقت پہچان لیں گے۔ تو وہ کس پر گواہی دیں گے اور کس بات کی دیں گے؟

دوسرا چیلنج

کیا کسی ایک محدث، مفسر اور مجدد کا نام لیا جا سکتا ہے جس نے اس آیت کا وہ معنی کیا ہو جو مرزاجی نے کیا ہے۔ اگر یہ من گھڑت معنی ہے تو مرزاجی کے اس قول کو یاد رکھیں کہ ’’ایک نیا معنی اپنی طرف سے گھڑنا الحاد و زندقہ ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۴۵، خزائن ج۳ ص۵۰۱)

آیت نمبر۶: ’’اذ قال الله یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیك وعلیٰ

والدتك اذ ايدّتك بروح القدس تكلم الناس فى المهد و كهلا واذ علمتك [2537] الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل واذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذنى فتنفخ فيها فتكون طيراً باذنى وتبرئى الاكمه والابرص باذنى واذ تخرج الموتىٰ باذنى واذ كففت بنى اسرائيل عنك اذ جئتهم بالبينات فقال الذين كفروا منهم ان هذا الا سحر مبين (مائده: ۱۱۰)” ﴿اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے میری مہربانی یاد کر جو تم پر اور تمہاری والدہ پر میں نے کی۔ جب میں نے تمہاری مدد روح القدس سے کی۔ تم گود میں اور بڑی عمر میں لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور جب میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی اور جب تم گارے سے پرندے کی طرح شکل میرے حکم سے بنا کر اس میں پھونک دیتے تھے تو وہ پرندہ ہو جاتا میرے حکم سے اور جب میں نے بنی اسرائیل کو روکے رکھا تم سے۔ جب تم ان کے پاس کھلے دلائل لائے تو کافروں نے ان میں سے کہا یہ تو بس صاف جادو ہے۔﴾

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے علاوہ اور احسانات کے یہ بھی فرمائیں گے کہ میں نے ان کو تم سے روکے رکھا۔ یعنی دست درازی اور ہاتھوں کو روکنا تو درکنار ہم نے ان کو آپ تک پہنچنے بھی نہ دیا۔ اس میں کمال حفاظت کی نعمت کا ذکر ہے اور اسی صورت میں یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان ہے۔ ورنہ جس طرح مرزا قادیانی نے بیان کیا۔ وہ ایک مذاق ہی ہے۔

یہاں مرزائیوں نے اعتراض کیا ہے کہ وعدۂ عصمت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو جنگ احد میں تکلیف پہنچی۔ [2538] پہلے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عصمت اور بچانا اور چیز ہے اور کف بمعنی روکے رکھنا اور چیز ہے۔

پھر یہ آیت کریمہ سورۂ مائدہ کی ہے جو ۵ھ اور ۷ھ کے درمیان نازل ہوئی۔ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اپنی تفسیر (بیان القرآن مطبوعہ ۱۳۴۰ھ ص۵۸۸) میں اس بات کا اقرار کیا ہے اور خاص کر یہ آیت کریمہ ”واللہ یعصمك من الناس“ دوران سفر ذات الرقاع غزوۂ انمار میں نازل ہوئی تھی۔ جو ۵ھ میں واقع ہوا۔ یہ بات مرزائیوں کے مسلمہ مجدد صدی نہم امام سیوطیؒ نے (تفسیر اتقان جزو اوّل ص۳۲) میں لکھی ہے۔ پس (نزول المسیح ص۱۵۱، خزائن ج۱۸ ص۵۲۹) میں مرزا قادیانی کا یہ لکھنا کہ ”وعدہ عصمت کے بعد حضور کو جنگ احد میں تکلیف پہنچی تھی۔“ بالکل جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔ اب مجددین کی رائے ملاحظہ ہوں۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات میں صفائی سے یہ بیان کیا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تم سے روکے رکھا۔ جب کہ مرزاجی کے ہاں تو خدا تعالیٰ نے ان یہود کو اس طرح روکے رکھا کہ وہ پکڑ کر لے گئے۔ منہ پر تھوکا، طمانچے مارے۔ مذاق اڑایا۔ سولی پر چڑھایا، اعضاء میں میخیں ٹھونکیں۔ وہ چیختا رہا کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ پھر یہودیوں نے اس کو مردہ سمجھ کر اتار دیا۔ خفیہ علاج ہوا۔ مرہم رکھتے رہے آخر اچھا ہو کر وہ وہاں سے بھاگے اور پہاڑوں، دریاؤں، بیابانوں کو طے کرتے ہوئے سرحد پنجاب پہنچے۔ پھر کسی طرح کشمیر پہنچ گئے اور سری نگر میں (توبہ کرکے) خاموش زندگی گزار دی اور وہیں مر گئے۔ مرزائیوں کے ہاں یہ اللہ تعالیٰ کی کامیاب تدبیر تھی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہود کو عیسیٰ علیہ السلام تک نہیں پہنچنے دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

کف کا معنی

کف کا معنی عربی میں روکے رکھنے کے ہیں قرآن پاک میں ہے۔

2539 ”یکفوا ایدیھم (نساء:٩١)“

”فکف ایدیھم عنکم (نساء:١١)“

”کفوا ایدیھم (نساء:٧٧)“

”وکف ایدی الناس عنکم (فتح:٢٠)“

”الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم (فتح:٢٤)“

ان تمام مقامات میں قرآن پاک نے اسی کف کو روکے رکھنے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

قرآن پاک کا اعجاز

چونکہ ان جگہوں میں ایک دوسرے کا سامنا ہوا یا مقابلہ کی شکل بنی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ایک کے ہاتھ دوسرے تک پہنچنے سے روکے رکھے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں یہود اور پولیس سے مقابلے اور آمنے سامنے ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اس لئے ایدی نہیں فرمایا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو آپ سے روکے رکھا۔ نہ تو وہ آپ تک پہنچنے پائے اور نہ ہی مقابلے کی صورت پیدا ہوئی۔ ایک صورت اعجاز کی یہ بھی ہے۔ اب آپ مجددین کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

۱...... مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین زیر بحث آیت میں فرماتے ہیں۔

”وکھلاً یفید نزولہ قبل الساعۃ لانہ، رفع قبل الکھولۃ کما سبق فی (آل

عمران) ''﴿وکھلا سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے اس لئے کہ وہ کہولت سے پہلے ہی اٹھا لئے گئے تھے۔﴾

۲...... 2540 مجدد صدی ششم امام فخر الدین رازیؒ (تفسیر کبیر ج۸ ج۴ ص۵۵) میں فرماتے ہیں:

''نقل ان عمر عیسیٰ علیہ السلام الیٰ ان رفع کان ثلاثاً وثلاثین سنة وستة اشہر وعلیٰ ہذا التقدیر فہو مابلغ الکہولة والجواب من وجہین...... والثانی قول الحسین بن الفضل ان المراد بقولہ وکہلاً ان یکون کہلا بعد ان ینزل من السماء فی آخر الزمان ویکلم الناس ویقتل الدجال قال الحسین بن الفضل وفی ہذہ الایة نص علیٰ انہ علیہ السلام سینزل الی الارض '' ﴿نقل ہے جب عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے ان کی عمر ساڑھے تینتیس برس تھی۔ (گویا انہوں نے ادھیڑ عمر میں لوگوں سے باتیں نہیں کیں) حضرت حسین بن الفضل فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نزول کے بعد کہولت کے زمانہ میں وہ باتیں کریں گے۔ ہزارہا سال کے بعد بوڑھانہ ہونا پھر ادھیڑ ہوکر باتیں کرنا یہ وہ نعمت ہے جس کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جتائیں گے۔ حضرت حسین بن فضل فرماتے ہیں کہ آیت میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنقریب زمین پر اتریں گے۔﴾

باقی دوسرا احسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پنگھوڑے میں باتیں کرنا یہ کیا مشکل ہے۔ جب جبرائیل علیہ السلام کے پاؤں کے نیچے کی مٹی سے سامری کا بچھڑا جو دھات سے بنا تھا بول اٹھا، تو جو بزرگ پیدا ہی جبرائیل علیہ السلام کی پھونک سے ہوئے تھے۔ ان کا بچپن میں باتیں کرنا کیوں تعجب خیز ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو لکھا ہے کہ ''میرے اس لڑکے نے دوبارہ ماں کے پیٹ میں باتیں کیں۔'' خدا جانے کہاں کان رکھ کر یہ باتیں سنی گئیں؟ بہرحال یہ اس سے زیادہ مشکل ہے۔

آیت نمبر۷: ''واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم أانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحٰنك ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق، ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم مافی نفسك انك انت علام الغیوب ما قلت لہم الا ما 2541 امرتنی بہ ان اعبدو اللہ ربی وربکم، وکنت علیہم شہیداً مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علیٰ کل شیٔ شہید ان تعذبہم فانہم عبادك وان تغفرلہم فانك انت العزیز الحکیم (مائدہ:۱۱۵تا۱۱۸) '' ﴿اور جب کہیں گے اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود

بنالو۔ وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ آپ برتر (اور شرک سے) پاک ہیں۔ یہ میرے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ بات کہوں جس کا کسی طرح مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے کہا تھا تو آپ اس کو جانتے ہیں۔ آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں۔ میں آپ کی بات نہیں جانتا۔ آپ بے شک غیب کی باتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں نے ان کو وہی بات کہی ہے جس کا آپ نے حکم دیا کہ میرے اور اپنے مالک کی عبادت کرو اور میں ان کا نگہبان (یا گواہ) تھا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھالیا۔ آپ خود ہی نگہبان (یا گواہ) تھے اور آپ ہر بات کے گواہ (اور واقف) ہیں اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں۔ (آپ کو حق حاصل ہے) اور اگر آپ ان کو بخشش دیں تو آپ (پوری طرح) غالب اور حکمتوں والے ہیں (سب کچھ) کر سکتے ہیں۔ ﴾

یہاں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا ذکر فرماتے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتے نہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ ملزم ہیں۔ بلکہ اہل کتاب کو ذلیل ورسوا اور لاجواب کرنے کے لئے پوچھا جائے گا۔ کیونکہ عیسائی ان کو خدا اسی لئے بناتے تھے کہ [2542] ان کا خیال تھا یا جان بوجھ کر جھوٹ گھڑ لیا تھا کہ یہ تعلیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ اس سوال کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی کچھ کہیں گے جو ایک پیغمبر کی شایان شان ہے۔ آخر میں فرمائیں گے جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران تھا۔ مگر جب آپ نے مجھے اٹھالیا پھر آپ خود ہی نگران اور گواہ تھے۔ مرزاجی نے یہاں بھی ”توفیتنی“ کا معنی غلط کیا ہے کہ ”جب آپ نے مجھے وفات دی۔“ مگر صریحاً غلط ہے کیونکہ مرزاجی تو ستاسی سال واقعہ صلیب کے بعد سری نگر میں ان کو مارتے ہیں اور اس وقت تک بقول ان کے وہ زندہ تھے اور عیسائی ان سے پہلے ہی بگڑ چکے تھے۔

چنانچہ (چشمہ معرفت ص۲۵۴، خزائن ج۲۳ ص۲۶۶) پر لکھتے ہیں: ”انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ خدا کی جگہ عاجز انسان کی پرستش نے لے لی۔“

اس طرح بقول مرزاجی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے اسی نوے سال پہلے عیسائی بگڑ چکے تھے تو وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مرنے سے پہلے میں گواہ تھا۔ وہ تو دروں، پہاڑوں، دریاؤں اور بیابانوں میں پریشان پھرتے پھراتے سری نگر پہنچے جب کہ اس زمانہ میں وہاں بغیر لشکر کے پہنچنا اور اپنی قوم کے حالات سے واقف ہونا مشکل تھا۔ نیز آیت کریمہ سے مرزائی ترجمہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علیحدگی ان لوگوں سے موت کے ذریعے ہوئی تھی۔ حالانکہ بقول مرزاجی علیحدگی عرصہ دراز پہلے ہوئی اور موت بعد میں۔

اب آپ آیت کریمہ کا اعجاز ملاحظہ کریں کہ ”مادمت فیھم“ فرمایا ہے۔ ”مادمت

حیا ’’نہیں فرمایا کہ جب تک میں زندہ رہا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں رہا۔ مطلب صاف ہے کہ جب آپ آسمان کی طرف لے جائے گئے تو آپ کی ذمہ داری یا نگرانی کیسے باقی رہی؟

2543 مرزاجی لوگوں کو احمق بنانے کے لئے کہتے ہیں کہ جب ان کو دوبارہ آنا ہے تو وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مجھے کوئی علم نہیں۔

۱...... حالانکہ قرآن پاک میں ایسا نہیں ہے اور اگر یہی مطلب ہو تو سارے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مرزاجی کا کیا خیال ہے جب ان سے قیامت میں پوچھا جائے گا۔ ’’ماذا اجبتم قالوا لاعلم لنا‘‘ ﴿تمہیں کیا جواب دیا گیا وہ عرض کریں گے ہمیں کوئی علم نہیں۔﴾

مرزاجی! جو جواب یہاں دیں وہی جواب ہمارا بھی سمجھ لیں۔

۲...... دوسرے مرزاجی خود تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی امت کی بے راہ روی کا علم ہوا تو انہوں نے زمین پر اپنا مثیل اور صفاتی رنگ میں اپنا بروز چاہا۔ جب مرزاجی کو بروزی مسیح بننے کی ضرورت ہوئی تو یہاں تک مان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں ان کی امت کی برائیوں کا علم ہوا اور جب مسلمانوں کو دھوکا دینا ہو تو یوں گویا ہوتے ہیں کہ لاعلمی ظاہر کریں گے؟ حالانکہ آنے سے پہلے ہی ان کو اللہ تعالیٰ نے سب باتوں کا علم دے دیا ہوتا ہے اور غیاب کے زمانہ کی کوئی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوتی نہ وہ نگران ہوتے ہیں۔ باقی انہوں نے علم سے انکار نہیں کیا ہے۔

’’کنت انت الرقیب علیھم‘‘ میں شہید کے مقابلہ میں رقیب استعمال کر کے صاف بتادیا کہ یہاں علم کا سوال ہی نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میں نے ان غلط باتوں کا نہیں کہا اور جب تک میں ان میں رہا میں نگران تھا۔ میرے اٹھائے جانے کے بعد آپ خود ہی نگران تھے۔

2544 **آیت نمبر۸:** ’’وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون ھذا صراط مستقیم (الزخرف:۶۱)‘‘ ﴿اور یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) یقینی نشانی ہیں قیامت کی، سو شک نہ کرو اس میں، اور میری تابعداری کرو۔ یہ سیدھی راہ ہے۔﴾

اس آیت میں صاف صاف بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دوبارہ تشریف لانا قیامت کی دلیل ہے۔ جس کا ذکر ہم عنقریب کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ!

۱...... قرآن پاک کی آیات کی تصریحات کے بعد اس میں کیا شک رہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا ان کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔

۲...... احادیث بھی آگے چل کر آپ پڑھیں گے۔ لیکن یہاں خاص مناسبت کی وجہ سے ایک اور روایت درج کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ’’جس رات حضور ﷺ کو معراج ہوئی اس رات سرور عالم ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ قیامت کا تذکرہ چلا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے علم سے انکار کردیا۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی انکار کردیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نمبر آیا انہوں نے فرمایا کہ وقوع قیامت کا علم تو سوائے خدا کے کسی کو نہیں اور جو عہد میرے ساتھ ہے وہ اتنا ہے کہ قرب قیامت میں دجال خارج ہوگا۔ میں نازل ہوکر اس کو قتل کروں گا۔‘‘ (ابن ماجہ، مسند احمد، حاکم، ابن جریر اور بیہقی بحوالہ در منثور)

۳...... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے در منثور میں روایت ہے کہ وہ علم للساعۃ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے تشریف لانا مراد لیتے ہیں۔

۴...... 2545 امام حافظ (ابن کثیرؒ ج۷ ص۴۰۶) نے اپنی تفسیر میں اور امام فخرالدین رازیؒ مجدد صدی ششم نے (تفسیر کبیر جلد نمبر۱۴ ج۲۷ ص۲۲۲) میں اس آیت کریمہ کے تحت انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع کی اور ان کے نزول کو قرب قیامت کی نشانی قرار دیا۔

تصدیق از انجیل

انجیل متی باب نمبر۲۴، انجیل مرقس باب نمبر۱۳ اور انجیل لوقا میں ہے کہ: ’’میرے نام سے بہتیرے آئیں گے یقین نہ کرنا۔ یسوع سے پوچھا گیا کہ دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے اور یہ باتیں کب ہوں گی۔ جب کہ وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ اس نے کہا جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح تم کو گمراہ نہ کریں کسی کی بات نہ ماننا، جیسے بجلی کوند کر پورب سے پچھم کو جاتی ہے۔ اسی طرح ابن مریم آئے گا قدرت اور جلال کے ساتھ۔‘‘

اس سے یہ نتائج برآمد ہوئے۔

۱...... وہ اپنے تمام مثیلوں سے بچنے کی ہدایت کررہے ہیں۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت کی نشانی ہے۔

۳...... حضرت مسیح علیہ السلام اچانک (آسمان) سے آئیں گے۔

۴...... وہ بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آئیں گے۔

یہی مضمون قرآن وحدیث میں بھی موجود ہے...... مرزائیوں کو چاہئے کہ اس پر ایمان لاکر مسلمان ہوجائیں۔

آیت نمبر۹: ”ویکلم الناس فی المهد و کهلا (آل عمران:٤٦)“

یہ دراصل وہی پہلی آیت ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے۔ یہاں اس طرف توجہ دلانی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر زمانہ ”کہولت“ (ادھیڑ عمر) میں باتیں کرنے کا ذکر فرماتے ہیں۔ پھر قیامت کے دن اپنے احسانات میں بھی زمانہ کہولت میں باتیں کرنے کا ارشاد ہوتا ہے۔

2546 حالانکہ بڑی عمر میں باتیں کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ ان پر احسان جتایا جائے۔ یہ تو سب انسانوں کو حاصل ہے۔ بات یہی ہے کہ چونکہ بڑی عمر میں باتیں کرنے کا موقع نہیں ملا۔ کیونکہ وہ آسمان پر اٹھالئے گئے تھے۔ اس لئے جب دوبارہ آئیں گے تو وہ زمانہ کہولت میں لوگوں سے باتیں کریں گے۔ یہ خاص اور معجزانہ انداز کی باتیں ہوں گے۔

مرزاجی کی تصدیق

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ آئیں گے تو چونکہ پہلے ان کی شادی نہ ہوئی تھی۔ اس لئے وہ شادی بھی کریں گے۔ اس ضمن میں مرزاجی لکھتے ہیں: ”شادی تو ہر شخص کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

اس مقام پر مرزاجی نے محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کے بارہ میں سرور عالم ﷺ کو بھی ملوث کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اگر حضور ﷺ نے تیرہ سو برس پہلے فرمایا تھا کہ محمدی بیگم سے مرزاجی کی شادی ہوگی اور اس ارشاد کا معنی وفات شریف تک آپ ﷺ پر نہ کھلا تو آپ ﷺ پیغمبر کیسے ہوئے۔ العیاذ باللہ!

اس طرح جو کہتے ہیں ادھیڑ عمر میں باتیں کرنا کون سا کمال ہے کہ پیدائش کے ذکر میں بھی اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہیں اور قیامت میں بھی احسان جتلائیں گے۔ معلوم ہوا کہ یہ کہولت معجزانہ کہولت ہے جو ہزارہا سال گزرنے کے بعد کی ہے۔

2547 انجیل کا فیصلہ

قرآن کریم کے فیصلے کے ساتھ انجیل کا فیصلہ بھی ملاحظہ کریں۔

انجیل برنباس جس کو مرزاجی نے اپنی کتاب (سرمہ چشم آریہ ص۲۴۰، خزائن ج۲ ص۲۸۸) میں نہایت معتبر قرار دیا ہے کے فصل نمبر۲۱۴ تا ۲۱۷۔ اسی طرح فصل ص۲۲۲ تا ۲۳۲ میں حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے حواری برنباس نے تفصیل سے لکھا ہے کہ جب یہود نے حضرت یسوع مسیح کو پکڑ کر سولی کے ذریعے قتل کرنا چاہا اور جاسوسی کا کام یہودا اسحر یوطی سے لیا تو اللہ نے یہودا کی شکل وصورت اور آواز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بنا ڈالی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتے کے ذریعے چھت کے روزن سے آسمان پر (زندہ جسم سمیت) اٹھا لیا۔ یہودا ہر چند چیخا چلایا مگر سب نے اس کو مسیح ابن مریم ہی سمجھا اور بڑی ذلت سے لے جا کر اس کو سولی پر چڑھا دیا۔ میخیں ٹھونکیں اور قتل کے بعد لاش کو اتار دیا۔ برنباس کہتا ہے کہ میں اور حضرت یسوع مسیح کی ماں سب یہودا کو اس کی آواز اور صورت وشکل کی وجہ سے مسیح ہی سمجھ رہے تھے۔ اس وقت ہم سولی کے قریب تک گئے وہ تکلیف اور غم بیان سے باہر ہے۔ بعد میں اصل حقیقت کھلی۔ مگر یہودیوں نے مشہور کر دیا کہ ہم نے ان کو قتل کر ڈالا۔ حواری بھاگ گئے تھے اور کوئی موجود نہ تھا۔ بعض عیسائیوں نے تین دن کے بعد آسمان پر زندہ کر کے اٹھانے کا عقیدہ گھڑا حق چھپ گیا اور باطل نے اس کو دبا لیا۔ انجیل برنباس کا یہ بیان قرآن پاک کے بالکل مطابق ہے۔

عقل ودانش کا تقاضا

جب قرآن پاک اصلاح کے لئے نازل ہوا ہے اور اس نے یہودیوں اور عیسائیوں کے غلط عقیدوں کی تردید کر دی ہے تو پھر جب عیسائیوں کی اکثریت ان کے آسمان پر [2548] زندہ ہونے کا عقیدہ رکھتی تھی تو قرآن پاک نے ”رافعك“ اور ”بل رفعه الله اليه“ فرما کر کیوں ان کے غلط عقیدے پر مہر تصدیق ثبت کی؟ قرآن کریم نے تو اس کو اس طرح صاف وصریح بیان کیا کہ تمام صحابہؓ اور تیرہ سو سال کے مجددین ومحدثین نے یہی سمجھا کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں۔ اگر واقعی وہ زندہ جسم سمیت آسمان پر نہ اٹھائے گئے ہوتے تو پہلے تو قرآن پاک واضح طور سے ان کی تردید کرتا۔ ورنہ ایسے الفاظ تو قطعاً استعمال نہ کرتا کہ جس سے ان کی تائید ہو سکتی۔

سرور عالم ﷺ کی تفسیر

قرآن کے معانی حضور ﷺ سے بڑھ کر کون سمجھ سکتا ہے۔ اب ہم آپ کو حضور ﷺ کے بیان کردہ معانی بتاتے ہیں۔

حدیث نمبر۱: ”عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ والذى نفسى بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتىٰ لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا

ومـا فيها ثم يقول ابوهريرةؓ فاقرؤا ان شئتم وان من اهل الكتب الا ليؤمننّ به قبل موته (بـخاری ج۱ ص ٤٩٠، باب نزول عيسىٰ عليه السلام، مسلم ج۱ ص۷۸، باب نزول عيسىٰ عليه السـلام)‘‘ ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق ضرور آئیں گے تم میں ابن مریم حاکم وعادل ہوکر، پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھادیں گے۔ ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ اگر تم چاہو تو (قرآن کی یہ آیت) پڑھو’’وان من اهل الكتاب الا ليؤمننّ به قبل موته‘‘﴾

2549 اس ارشاد میں سرور عالم ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے اور مرزاجی کے کہنے کے مطابق قسم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کلام میں کوئی تاویل یا استثناء نہیں ہے۔ ورنہ قسم بے فائدہ ہوجاتا ہے۔ پس یقینی ثابت ہوگیا کہ:

۱…… کہ نازل ہونے والے مریم کے بیٹے ہیں۔ (نہ کہ چراغ بی بی کے)

۲…… وہ حاکم اور فیصلے کرنے والے ہوں گے۔ (مرزاجی تو انگریزی عدالتوں میں دھکے کھاتے رہے)

۳…… وہ عادل ہوں گے۔ (مرزاجی نے تو محمدی بیگم کے غصہ میں خود اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور اپنے ایک لڑکے کو عاق اور وراثت سے محروم کر دیا تھا اور دوسرے سے بیوی طلاق کروائی تھی)

۴…… وہ صلیب توڑیں گے۔ (مرزاجی نے نہ تو صلیب توڑا اور نہ ہی صلیب پرستی میں کمی آئی)

۵…… وہ خنزیر کو قتل کریں گے۔ (تاکہ لوگوں کو اس سے نفرت ہوجائے)

۶…… جزیہ موقوف کریں گے۔ (ساری دنیا مسلمان ہوجائے گی پھر جزیہ کس سے لیں گے)

۷…… اس قدر مال دیں گے کہ کوئی قبول کرنے والے نہ ہوگا۔ (مرزاجی تو کبھی کتابوں، مہمانوں اور کبھی مینارۃ المسیح کے لئے چندے کی اپیلیں کرتے کرتے تھک گئے تھے)

۸…… اس وقت ایک سجدہ دنیا بھر سے بہتر ہوگا۔ (مرزاجی کے آنے کے بعد تو نمازوں اور سجدوں میں نمایاں کمی آگئی۔ پھر جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو) 2550 ’’وان من اهل الكتاب الا ليؤمننّ به قبل موته‘‘ ﴿اور کوئی اہل کتاب نہیں رہے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ان پر ایمان لائے گا۔﴾

آنے والے کو قرآن کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دیتے اور ان کی زندگی کا اعلان کرتے ہیں۔ باقی ہزاروں کی تعداد میں صحابہؓ موجود تھے۔ ان میں سے کسی نے بھی تردید نہیں کی اور حدیث ہے بھی بخاری اور مسلم شریف کی۔ ان الفاظ نے تو آیت کا معنی متعین کر کے معاملہ ہی صاف کر دیا۔

بڑی بات

یہ ہے کہ حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے قسم کھائی ہے اور مرزا جی کے مسلّم اصول کے تحت اس میں کوئی تاویل واستثناء نہیں ہو سکتی۔ ورنہ قسم میں فائدہ ہی کیا ہے۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ اس حدیث شریف سے مریم علیہا السلام کے بیٹے کا نزول مراد ہے یا چراغ بی بی کے بیٹے کا اور حدیث میں بیان کی گئیں باقی باتیں بھی مرزا غلام احمد قادیانی پر منطبق ہوتی ہیں؟

حدیث نمبر۲: ’’عن ابی هریرۃؓ عن النبی ﷺ قال الانبیاء اخوۃ لعلّات امهاتهم شتی ودینهم واحد وانی اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم لانه لم یکن بینی وبینه نبی وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیه ثوبان ممصران رأسه یقطرو ان لم یصبه بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحزیة ویدعو الناس الی الاسلام فتهلك فی زمانها کلها الا الاسلام وترتع الا 2551 سود مع الا بل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الصبیان بالحیات فلا تضرهم فیمکث اربعین سنة ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون (رواه ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵، مسند احمد ج۲ ص۴۰۶) ‘‘ ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام پدری بھائی ہیں۔ ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور دین ایک ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم کے سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں۔ اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ نازل ہوگا۔ بس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لو وہ درمیانہ قامت، سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد رنگ کے کپڑے لئے ہوئے اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ گو سر پر پانی نہ ڈالا ہو وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ ترک کر دے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ اس کے زمانے میں سارے مذاہب ہلاک ہو جائیں گے سوائے اسلام کے، اور شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ پس عیسیٰ ابن مریم

چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔﴾ (ہم نے اس روایت کو مرزا بشیرالدین محمود کی کتاب (حقیقت النبوۃ حصہ اوّل ص۱۹۲) سے انہی کے ترجمہ کے ساتھ نقل کیا ہے)

اس حدیث کی صحت تو فریقین کے ہاں مسلّم ہے۔ اس میں حضور ﷺ کا ارشاد صاف وصریح ہے کہ میں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

مرزائی خیانت

''لم یکن بینی و بینه '' کا معنی مرزا محمود نے یہ کیا کہ اس کے اور میرے درمیان نبی نہیں۔ حالانکہ لفظ لم یکن کا معنی ہے کوئی نبی نہیں ہوا۔ یہ ماضی کا بیان ہے جس کو خلیفہ محمود 2552 نے چھپایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو معلوم ہوا کہ انہی کا رفع ہوا ہے اور وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں۔ کیونکہ بقول مرزا جی ''نزول فرع ہے صعود کی۔'' ملاحظہ ہو (انجام آتھم ص۱۶۸، خزائن ج۱۱ ص۱۶۸) اس حدیث پاک نے بھی مرزائی تاویلات کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔

دوسری خیانت

مرزا محمود صاحب نے دوسری خیانت یہ کی کہ ابوداؤد شریف میں مذکور حدیث کے الفاظ ''ویقاتل الناس علی الاسلام '' کو سرے سے کھا گئے۔ کیونکہ مرزا جی نے مقاتلہ نہ کبھی کیا نہ اس کے حق میں تھے۔ وہ تو صرف انگریزوں کے لئے دعائیں کرنا جانتے تھے۔

حدیث نمبر۳: ''عن عبداللّٰه بن عمرو ابن العاصؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر '' ﴿حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے۔ یہاں شادی کریں گے۔ ان کی اولاد بھی ہوگی اور زمین میں ۴۵ سال رہ کر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ گنبد خضریٰ میں دفن ہوں گے۔﴾

(رواہ ابن جوزی فی الوفا باحوال المصطفیٰ، مشکوٰۃ ص۴۸۰، باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

اس روایت کو مرزا قادیانی نے نقل کر کے ''فیتزوج ویولد له '' کے حصہ سے محمدی بیگم

کے اپنے نکاح میں آنے کی خوشخبری پر محمول کیا ہے اور ”یدفن معی فی قبری“ سے اپنا فنافی الرسول ہونا ثابت کیا ہے۔ بہرحال حدیث کو صحیح تسلیم کر گیا ہے۔

یہ حدیث امام ابن جوزیؒ نے نقل فرمائی ہے جو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی ششم ہیں۔ گویا صحت حدیث سے انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ:

۱…… 2553 حدیث میں ”الی الارض“ کے لفظ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ زمین پر پہلے سے (یعنی اس وقت) نہیں ہیں۔

۲…… چونکہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہ کی تھی۔ اس لئے اب ان کی شادی کرنے کا ذکر بھی کر دیا۔

۳…… اور یہ تصریح بھی فرمادی گئی کہ قیامت کے دن حضور ﷺ ایک ہی مقبرے سے ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان بمعہ عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔

مرزائی وہم

یہاں مرزائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کی قبر میں کیسے دفن ہوں گے۔ مگر مرزاجی نے خود (نزول المسیح ص۴۷، خزائن ج۱۸ ص۴۲۵) پر لکھا ہے کہ ”ان (یعنی حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ) کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔“ یہی مطلب مرقاۃ میں مرزائیوں کے مسلم مجدد حضرت ملا علی قاریؒ نے بیان فرمایا ہے۔

۴…… اس کے ساتھ وہ روایت بھی ملا دیجئے کہ حضرت عائشہؓ نے حضور کریم ﷺ سے اجازت چاہی کہ میں آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہاں تو جگہ نہیں ہے۔ صرف ایک قبر کی جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔ ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ اس روایت نے بھی مرزائیوں کی تمام تاویلی خرافات کو ختم کر کے رکھ دیا۔

حدیث نمبر۴: ”ان روح اللّٰہ عیسیٰ نازل فیکم فاذا رأیتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون (رواہ الحاکم عن ابی ہریرہؓ فی المستدرک ص ۴۹۰)“

2554 یہ حدیث مرزائیوں کے امام اور مجدد صدی چہارم نے روایت کی ہے۔ اس لئے اس کی صحت میں تو شک ہو ہی نہیں سکتا۔ اس حدیث میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے قرآنی لقب ”یعنی روح اللّٰہ“ سے یاد فرمایا۔ تمام باتوں کا ذکر کر کے فرمایا جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا نماز جنازہ پڑھیں گے۔

حدیث نمبر۵: ''عن ابی ھریرۃؓ انه قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذنزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم (کتاب الاسماء والصفات البیھقی ص٤٢٤)'' ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا اس وقت (مارے خوشی کے) تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام (نماز کا) تمہیں میں سے ہوگا۔﴾ روایات میں آتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نماز پڑھانے کے لئے تیار ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے۔ وہ ان سے نماز پڑھانے کا کہیں گے وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ کے لئے کی گئی ہے۔ (آپ ہی پڑھائیں گے)

اور بعض روایات میں ہے کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے۔ بہرحال وہ نماز خود حضرت مہدی علیہ السلام ہی پڑھائیں گے۔ اس حدیث میں من السماء کا صاف لفظ موجود ہے اور اس کو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی چہارم امام بیہقیؒ نے روایت کیا ہے۔ اس لئے اور زیادہ معتبر ہے۔

2555 **حدیث نمبر۶:** ''عن ابن عباسؓ (فی حدیث طویل) قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالك ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً ھادیاً حکماً عادلاً (کنزالعمال ج١٢ ص٦١٩، حدیث نمبر٣٩٧٢٦)''

۱…… اس حدیث میں سرور عالم ﷺ نے من السماء کا لفظ اضافہ کر کے مرزا قادیانی کا منہ بند کر دیا ہے۔

۲…… اس میں اخی (میرا بھائی) فرما کر عیسیٰ علیہ السلام جو پیغمبر ہیں۔ وہی میرے بھائی ہیں۔ (کوئی چراغ بی بی کا بیٹا حضور ﷺ کا مصنوعی بھائی نہیں ہے)

اس حدیث کو مرزاجی نے (حمامۃ البشریٰ ص۱۸، خزائن ج۷ ص۱۹۷) میں نقل کیا۔ مگر خیانت کر کے ''من السماء'' کا لفظ کھا گیا۔

حدیث نمبر۷: ''عن عبداللہ بن عمروؓ (فی حدیث طویل) قال قال رسول اللہ ﷺ فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم کانه عروۃ بن مسعود فیطلبه فیھلکه (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب لا تقوم الساعۃ ص ٤٨١)''

سرور عالم ﷺ نے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے معراج کے ذکر میں آسمان پر حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے ذکر میں فرمایا کہ: ’’فاذا اقرب من رأیت به شبیهاً عروة بن مسعود (مشکوٰۃ ص۵۰۸، باب بدالخلق) ‘‘ ﴿حضرت عیسیٰ کی مشابہت زیادہ تر عروۃ بن مسعودؓ سے تھی۔﴾

اب آپ خود ہی فرمائیں جس عروۃ بن مسعودؓ کے مشابہ ہستی کو آسمان میں دیکھا۔ حدیث نمبر۷ میں انہی کے نزول کا ذکر فرماتے اور پھر حضرت عروہ بن مسعودؓ سے تشبیہ[2556] دے کر ارشاد کرتے ہیں کہ یہ دجال کا پیچھا کر کے اس کو ہلاک کریں گے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے خردماغ انسانوں کو بھی بتادیا کہ نازل ہونے والے وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں جو حضرت عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہیں۔ جن کو آسمان میں دیکھا تھا۔

حدیث نمبر۸: ’’عن نواس بن سمعانؓ قال قال رسول الله ﷺ فبينما هو كذالك اذبعث الله المسيح ابن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهروزتين واضعاً كفيه علىٰ اجنحة ملكين اذاطأطأ رأسه قطرو اذا رفعه تحدر منه جمان كاللولو فلايحل لكا فريجد ريح نفسه الامات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه حتي يدركه بباب لد فيقتله (مسلم ج۲ ص۴۰۱) ‘‘

مرزا نے (ازالۃ الاوہام ص۲۰۲ تا ۲۰۶، خزائن ج۳ ص۱۹۹ تا ۲۰۱) پر یہ حدیث نقل کی ہے۔ مسلم شریف کی اس حدیث نے بھی مرزا غلام احمد کی نیند حرام کر رکھی۔ کبھی کہتا ہے یہ خواب یا کشف تھا۔ حالانکہ اس طویل حدیث کے الفاظ میں ہے۔ ’’ان يخرج وانا فيكم فانا حجيجة لكم ‘‘ اگر وہ خروج کرلے جب کہ میں تم میں ہوں تو میں اس سے جھگڑلوں گا۔ کوئی بھی عقل منداس کو خواب یا کشف نہیں کہہ سکتا۔ کبھی کہتا ہے امام بخاریؒ نے اس کو ضعیف سمجھ کر روایت نہیں کیا۔ حالانکہ امام بخاریؒ کا کسی حدیث کو نقل نہ کرنا ضعف کی دلیل نہیں۔ ورنہ حدیث مجدد، کسوف وخسوف کی حدیث ان لمهدينا آيتين اور حدیث ابن ماجہ لا مهدى الاعيسىٰ بخاری میں نہیں ہیں۔ جن پر مرزا نے اپنی (فرضی) مسیحیت کی (فرضی) بنیاد رکھی ہے۔ اس حدیث اور تمام احادیث نزول مسیح سے مراد نزول من السماء ہے۔ خود اسی حدیث کو نواس بن سمعان کے بارے میں (ازالۃ الاوہام ص۸۱، خزائن ج۳ ص۱۴۲) پر لکھا ہے:

’’صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود[2557] ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔‘‘ (جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے)

حدیث نمبر۹: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً اولیثنّینھما (رواہ مسلم فی صحیحہ ج۱ ص۴۰۸) '' ﴿مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔﴾ ''ابن مریم فج روحاء'' میں حج کے لئے لبیک کہیں گے یا عمرے کے لئے یا دونوں کی نیت کر کے۔

اس حدیث میں بھی سرور عالم ﷺ نے قسم کھائی ہے۔ اس لئے تمام الفاظ حدیث کو ظاہر پر ہی محمول کرنا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود حج کریں گے۔ (کوئی اور ان کی طرف سے نہیں کرے گا) اور فج روحاء سے مراد وہی روحاء کی گھاٹی ہوگی۔ نزول سے مراد نیچے اترنا ہی ہوگا۔

حدیث نمبر۱۰: حضرت ربیع سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نصاریٰ حضور ﷺ کے پاس آئے اور جھگڑنے لگے عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں'' وقالوا له من ابوه وقالوا علی اللّٰه الکذب والبهتان فقال لهم النبی ﷺ الستم تعلمون انه لا یکون ولد الا وهو یشبهه اباه قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیه الفناء فقالوا بلیٰ (درمنثور ج۲ ص۳) '' ربیع کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے 2558 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے۔ (مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹے میں باپ کی مشابہت ہوتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تمہارا رب زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام پر یقیناً موت آئے گی تو انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے تھے تو یہاں پر بہت آسان تھا کہ آپ ﷺ الوہیت مسیح کے ابطال کے لئے فرمادیتے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو مر گئے وہ کیسے خدا ہوسکتے ہیں۔ یہ بات ابطال الوہیت اور ابنیت پر زیادہ صاف دلیل ہو جاتی یا یوں ہی فرمادیتے کہ تمہارے خیال میں تو وہ مر گئے ہیں تو پھر خدا یا خدا کے بیٹے کس طرح ہوسکتے ہیں۔ پھر بھی بہترین دلیل تھی۔ مگر ممکن تھا کہ کوئی مرزائی چودھویں صدی میں اپنی کور چشمی سے اس سے موت مسیح ثابت کردیتا۔ سرور عالم ﷺ نے نہایت صفائی سے حق اور صرف حق فرمایا کہ خدا تعالیٰ حی ہیں جو کبھی نہیں مرتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی۔ یعنی بجائے ماضی کے مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہوتے تو یقیناً اس بحث میں یہی بہتر تھا کہ ان ''عیسیٰ قداتیٰ علیه الفناء'' فرمادیتے۔

حدیث نمبر۱۱: ”عن الحسنؓ قال قال رسول اللہ ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (درمنثور جلد دوم ص۳۶)“

یہ راوی حضرت حسن بصریؒ ہیں جو سرتاج اولیاء ہیں اور جو تابعی ہو کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ گویا یقیناً انہوں نے حدیث کسی صحابی سے حاصل فرمائی۔ یوں بھی مرسل حدیث کو جو کسی صحابیؓ کے توسط کے بغیر حضور ﷺ کی طرف منسوب ہوگئی۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ حجت ہے (شرح نخبہ) حضرت ملا علی قاریؒ صدی دہم کے مسلم مجدد تھے۔ ان کا قول کون رد [2559] کرسکتا ہے۔ بہرحال اس حدیث نے تصریح کردی کہ ”ان عیسیٰ لم یمت“ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ لوٹ کر دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔

لفظ لم یمت بھی ہے اور راجع بھی۔

حدیث نمبر۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں روایت ہے کہ: ”لما کانت لیلة اسری برسول اللہ ﷺ لقی ابراهیم علیه السلام وموسیٰ علیه السلام وعیسیٰ علیه السلام فتذاکرو الساعة فبدؤا با ابراهیم فسئلوه عنها فلم یکن عنده منها علم ثم سألوا موسیٰ فلم یکن عنده علم فرد الحدیث الیٰ عیسی بن مریم فقال قد عهد الیٰ فیما دون اوجبتها فاما وجبتها فلا یعلمها الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتله (ابن ماجه باب فتنة الدجال وخروج عیسی ابن مریم ص۲۹۹)“

﴿حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی فرماتے ہیں کہ معراج کی رات رسول کریم ﷺ نے ملاقات کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے۔ پس انہوں نے قیامت کا ذکر چھیڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی جواب دیا۔ آخرالامر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ قرب قیامت کا ایک وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ٹھیک وقت سوائے خداعزوجل کسی کو معلوم نہیں۔ پس انہوں نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔ (آخر تک)﴾

یہ حدیث امام احمد نے مرفوعاً بیان فرمائی ہے کہ یہ تمام الفاظ گویا خود حضور ﷺ کے ہیں۔ امام احمد صدی دوم کے مسلّم مجدد ہیں۔ اس لئے حدیث کی صحت میں بحث ہی [2560] نہیں ہوسکتی۔ جیسے کہ اصول تفسیر میں لکھا جاچکا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ دجال کا ایک شخص کا

نام ہے۔ پادریوں کے گروہ کا نام نہیں جیسے مرزا نے کہا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں وہی اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ قتل دجال نے بھی ''دلائل'' وغیرہ سے قتل کی نفی کردی۔ جیسے کہ مرزائی ہرزہ سرائی ہے۔ کیا معراج کی رات میں مرزا قادیانی نے اپنے نزول کا ذکر کیا تھا؟ کیا یہی مرزا قادیانی اس آسمان سے اترے ہیں؟ کیا انہوں نے ہی دجال کو قتل کیا ہے؟

حدیث نمبر۱۳: ''عن جابرؓ قال رسول اللہ ﷺ...... فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعال صلّ لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللّٰہ ھذہ الامۃ (مشکوٰۃ ص ٤٨٠، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)''

مرزاجی ''وامامکم منکم'' سے ثابت کرتے ہیں کہ نماز بھی یہی پڑھائیں گے۔ یہ امت محمدیہ میں سے ہوں گے۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ ''وامامکم منکم'' کا معنی اگر مرزاجی کے بیان کے مطابق لیں تو یہ عطف بیان ہوگا۔ جس کے لئے واؤ نہیں لائی جاتی جو یہاں موجود ہے۔ یہ تو عربی قواعد کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث مذکور نے صاف کردیا ہے کہ امیر قوم (یعنی مہدی علیہ السلام) کہیں گے آؤ آگے ہوکر نماز پڑھاؤ۔ وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اللہ نے اس امت کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اب مرزائی اگر ایمان چاہتے ہیں تو ان کو مرزا کے معنوں کی بجائے سرور عالم ﷺ کے بیان کردہ معنوں کو قبول کرلینا چاہئے۔

2561 حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد اور حضرت حسن بصریؒ کی قسم

(فتح الباری ج۶ ص۴۹۳، مطبوعہ دہلی) میں ہے کہ امام ابن جریرؒ نے اسناد صحیح کے ساتھ سعید بن جبیرؓ سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اس پر جزم فرمایا ہے کہ لیؤمنن بہ قبل موتہ میں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی کتاب میں اسی صفحہ پر حضرت حسن بصریؒ سے جو اولیاء کے سرتاج ہیں نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی قبل موتہ کا معنی قبل موت عیسیٰ کیا پھر قسم کھائی اور کہا:

''واللّٰہ انہ الأن لحی ولکن اذا انزل آمنوا بہ احمعین'' ﴿خدا کی قسم کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ موجود ہیں۔ جب نازل ہوں گے وہ سب ان پر ایمان لے آئیں گے۔﴾ یہاں تک آپ کو احادیث سے تفسیر کا علم ہوا جس کا انکار ایک صحابی نے بھی نہیں کیا۔

نزول مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نشانیاں

پیغمبر اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام بے ضرورت بات نہیں فرماتے تھے۔ جو بات فرماتے تو وہ مختصر مگر جامع اور تمام امور کو صاف کرنے والی ہوتی تھی۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے سلسلے میں آپ ﷺ نے نشانات کا اتنا اہتمام فرمایا کہ اس سے بڑھ کر مشکل ہے تاکہ کوئی نادان مسیحیت کا جھوٹا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ نہ کرے۔[2562] آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱...... آخری زمانہ میں مسیح نازل ہوں گے۔ (مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ نزول صعود کی فرع ہے۔ جب نزول تواتر سے ثابت ہو گیا تو صعود وعروج خود ہی ثابت ہو گیا)

۲...... آپ نے بیہودہ اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لئے رجوع کا لفظ بھی استعمال فرمایا۔ راجع الیکم کہ وہ تمہارے پاس دوبارہ آئیں گے۔

۳...... آپ ﷺ نے تمام وسوسوں کو دور کرنے کے لئے یہ بھی فرمادیا کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

۴...... آپ ﷺ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ زمین کی طرف آئیں گے اور زمین کی طرف وہی آتا ہے جو پہلے زمین پر نہ ہو۔

۵...... آپ ﷺ نے فرمایا کہ آنے والے کا نام عیسیٰ ہوگا۔

۶...... کہیں آپ ﷺ نے مسیح فرمایا۔

۷...... ان کی والدہ کا نام مریم ہوگا۔ (چراغ بی بی نہ ہوگا)

۸...... بار بار ماں کا نام لے کر بتادیا کہ کسی مرد۔ حکیم غلام مرتضیٰ کا بیٹا نہ ہوگا۔ بلکہ وہی عیسیٰ ہوگا جو بن باپ پیدا ہوا اور قرآن نے ان کو ماں ہی کے نام سے پکارا۔

۹...... وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

۱۰...... وہ رسولاً الیٰ بنی اسرائیل تھے۔ کلمۃ اللہ تھے۔ روح اللہ تھے۔ وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ تھے۔ نفخ جبرائیل سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کو زبردست معجزات دیئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل نے پھر بھی نہ مانا تو وہ آ کر بنی اسرائیل اور ان کے دجال سے جنگ کریں گے۔[2563] دجال کو قتل کریں گے اور تمام اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور ان کے شایان شان تمام باتیں ہو جائیں گی جو پہلے نہ ہوئی تھیں۔

۱۱...... اوروں کی ہجرت ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت ساری زمین سے تھی۔ اس لئے وہ واپس زمین میں آ کر ساری زمین میں عادلانہ نظام قائم فرمائیں گے۔

۱۲...... وہ دمشق میں اتریں گے۔

۱۳...... دمشق کے مشرق کی طرف منارہ کے پاس۔

۱۴...... ان پر دو زرد چادریں ہوں گی۔

۱۵...... ان کے سر سے موتیوں کی طرح پانی ٹپکے گا۔

۱۶...... فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے۔

۱۷...... اس وقت صبح کی نماز کے لئے اقامت ہوگئی ہوگی۔

۱۸...... وہ اس وقت پہلے ہی امام کو نماز پڑھانے کا کہیں گے۔

۱۹...... فارغ ہوکر وہ دجال سے لڑیں گے۔ اس کو قتل کردیں گے۔

۲۰...... یہودیوں کو شکست فاش ہوجائے گی۔

۲۱...... اگر کسی درخت یا پتھر کے پیچھے کوئی یہودی چھپا ہوگا وہ بھی مسلمانوں کو اطلاع دیں گے تاکہ اس کو قتل کردیا جائے۔

۲۲...... پھر باقی تمام یہود اور عیسائی مسلمان ہوجائیں گے۔ دنیا بھر میں اسلام پھیل جائے گا۔

۲۳...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگ بند کردیں گے۔ کیونکہ ساری دنیا اسلام کے تابع ہوگئی ہوگی۔

۲۴...... 2564 وہ غیرمسلموں سے جزیہ (ٹیکس) لینا بند کردیں گے۔ دو وجہ سے ایک تو غیرمسلم ہی نہ رہیں گے۔ دوسرے مال کی سخت بہتات ہوگی۔

۲۵...... مال کثرت سے لوگوں کو دیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

۲۶...... اس وقت ایک سجدہ ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہوگا۔

۲۷...... یہ نازل ہونے والا وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوگا جن سے معراج میں قیامت کی باتیں ہوئی تھیں اور انہوں نے کہا تھا کہ میں اتر کر دجال کو قتل کردوں گا۔

۲۸...... وہ ضرور فوت ہوں گے۔ مگر ابھی تک ان پر فنا نہیں آئی۔

۲۹...... وہ چالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے۔

۳۰...... وہ حج کریں گے۔

۳۱...... فج روحا کی گھاٹی سے لبیک کہیں گے۔

۳۲...... پہلے شادی نہ ہوئی تھی اب شادی کریں گے۔

۳۳...... وہ پرانے اور اپنے وقت کے رسول تھے اور اب شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔

۳۴...... جب ان کی وفات ہوگی۔ مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

۳۵...... وہ حضور ﷺ کے روضہ مبارک میں دفن ہوں گے۔

۳۶...... جب وہ نازل ہوں گے ایک حربہ (ہتھیار) لے کر دجال کو قتل کریں گے۔

۳۷...... ان کے زمانہ میں اتنا عدل ہوگا کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے۔

۳۸...... یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو حضور ﷺ سے چند صدیاں پہلے تھے اور ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان کوئی پیغمبر نہ تھا۔

۳۹...... 2565 یہ وہی ہوں گے جن کا نام روح اللہ بھی تھا۔

۴۰...... ان سے پہلے مرد صالح ہوں گے جو نماز پڑھائیں گے۔ وہی مہدی ہوں گے۔

۴۱...... وہ اہل بیت سے ہوں گے۔

۴۲...... ان کا نام حضور ﷺ کے نام کے مطابق ہوگا اور ان کے والد کا نام حضور ﷺ کے والد کے نام کی طرح ہوگا۔

۴۳...... وہ جس دجال کو قتل کریں گے وہ کانا ہوگا۔ اس کے ماتھے پر ”ک ف ر“ لکھا ہوگا۔ یعنی کافر۔

۴۴...... وہ بھی طرح طرح کے عجائبات دکھائے گا۔ جس سے لوگوں کے کفر اور ایمانی پختگی کا پتہ لگے گا۔

۴۵...... وہ ساری دنیا کا چکر لگائے گا۔ مگر اس دن مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر فرشتوں کے پہرے ہوں گے ان دو شہروں میں داخل نہ ہو سکے گا۔

۴۶...... یہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کر کے اس کو باب لد میں قتل کریں گے۔

۴۷...... ان کے زمانے میں یاجوج وماجوج خروج کریں گے۔ لوگ بڑے تنگ ہوں گے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے لئے بددعا فرمائیں گے اور لڑ بھڑ کر مر جائیں گے۔

۴۸...... عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں جہاں نازل ہوں گے وہ افیق نام کا ٹیلہ ہوگا۔

۴۹...... ان کی آمد معلوم کر کے مسلمان مارے خوشی کے پھولے نہ سمائیں گے۔ جس کی طرف حضور ﷺ نے کیف انتم سے اشارہ فرمایا ہے۔

۵۰...... وہ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر سلام پیش کریں گے۔ حضور ﷺ ان کا جواب دیں گے۔

۵۱...... 2566 آپ ﷺ نے حلف اٹھا کر حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر دی۔

۵۲...... ان کا نزول قیامت کی (بڑی) نشانی ہوگی۔

۵۳...... وہ حاکم (حکم) ہوں گے۔

۵۴...... عادل اور مقسط ہوں گے۔

۵۵...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عروہ بن مسعودؓ کی طرح ہوں گے۔

۵۶...... ان کا رنگ سفیدی و سرخی کی طرف مائل ہوگا۔

۵۷...... وہ صلیب کو توڑ دیں گے جس کی پوجا ہوتی تھی یا جو پجاریوں کی نشانی تھی۔

۵۸...... خنزیر کو قتل کریں گے۔ یہ نجس العین ہے اور عیسائی اس کو شیر مادر سمجھ کر کھاتے ہیں۔ نفرت دلانے کے لئے ایسا کیا جائے گا۔ آج کل بھی یہ فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو لوگ جمع ہو کر ان کے قتل کا انتظام کرتے ہیں۔

۵۹...... دجال کے پاس اس وقت ستر ہزار یہودی لشکر ہوگا۔

۶۰...... یاجوج ماجوج کے باہمی مقاتلے اور مرنے سے بدبو ہوگی۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھیں گے۔ پھر دعا فرمائیں گے۔ بارش ہوگی وہ بدبو دور کر دی جائے گی۔ (اوکما قال)

کیا سرور عالم ﷺ جیسی ہستی نے کسی اور بات کے لئے بھی اتنا اہتمام فرمایا ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ کوئی اور دجال مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔

اب اگر ایک احمق

کہے کہ عیسیٰ سے مراد...... غلام احمد ہے۔
مریم سے مراد...... چراغ بی بی ہے۔
2567 دمشق سے مراد...... قادیان ہے۔
باب لد سے مراد...... لدھیانہ ہے۔
قتل سے مراد...... مباحثہ میں غالب آنا ہے۔
مسیح سے مراد...... مثیل مسیح ہے۔
زرد چادروں سے مراد...... میری دو بیماریاں ہیں۔

دجال سے مراد...... پادری ہیں۔

خر دجال سے مراد...... ریل ہے۔ جس پر وہ خود بھی سوار ہوا ہے۔

مہدی سے مراد...... بھی غلام احمد ہے۔

حارث سے مراد...... بھی غلام احمد ہے۔

رجل فارس سے مراد...... بھی غلام احمد ہے۔

منارۃ سے مراد...... قادیان کا منارہ ہے جو بعد میں مرزا جی نے بنایا۔

نزول سے مراد...... سفر کر کے کہیں اترنا ہے۔

آسمان سے مراد...... آسمانی ہدایتیں ہیں۔

عیسیٰ بن مریم سے مراد...... غلام احمد قادیانی ہے۔

غلام احمد عیسیٰ علیہ السلام سے متحد ہے۔

غلام احمد عین محمد ہے۔

غلام احمد آنے والا کرشن اوتار ہے۔

غلام احمد، حضور ﷺ ہی کی بعثت ثانیہ ہے۔

غلام احمد کے زمانہ میں وہ عالمگیر غلبۂ اسلام ہوا۔ جو حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو سکا۔

نماز میں جو دعا مانگی گئی ہے۔ (غیر المغضوب علیہم) اس میں مرزا قادیانی کو دکھ دینے والوں سے علیحدگی کی دعا ہے۔

2568 میری وحی قرآن کے برابر ہے۔

مجھ میں تمام پیغمبروں کے کمالات جمع ہیں۔

میں حضرت حسینؓ سے واقعی افضل ہوں۔ وہ کیا ہیں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوں۔ ان کا بروز اور مثیل ہو کر بھی ان سے آگے نکل گیا ہوں۔

بلکہ تمام انبیاء سے میرے معجزے زیادہ ہیں اور میں معرفت میں کسی پیغمبر سے کم نہیں ہوں۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو کہے یہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے اور وہ بیٹا کہنے لگے۔ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔

اور اس کے چیلے اکمل کے اشعار ذیل کے مطابق حضور ﷺ سے افضل ہے۔ (معاذ اللہ)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

پھر ان شعروں کو مرزاجی سن کر تحسین کریں اور جزاک اللہ کہیں۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ شخص اور اس کو مسلمان جاننے والے کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں؟

[2569] متفرقات

[2570] خودکاشتہ پودا

مرزائی نمائندہ (امام جماعت مرزائیہ) مرزا ناصر احمد صاحب نے خودکاشتہ پودے کے بارے میں کہا کہ خاندان کو کہا گیا ہے۔ مگر اٹارنی جنرل صاحب نے (ان کے مرید قادیانی) ممبروں کی لکھی ہوئی فہرست بتائی جو مرزاجی نے وہیں لکھی ہے۔ گویا مرزاجی اس فرقہ کو خودکاشتہ پودا کہہ رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں چلو مرزاجی کا خاندان ہی انگریز کا خودکاشتہ پودا ہوا تو مرزاجی اسی انگریزی پودے کی شاخ ہوئے۔ اگر وہ پودا پلید ہے تو پودے کی شاخیں کس طرح پاک ہو سکتی ہیں؟

اتمام حجت

مرزا ناصر احمد صاحب نے عام مسلمانوں کو بڑا کافر کہنے سے گریز کر کے چھوٹا کافر قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ کیونکہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ہاں اتمام حجت کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے کا دل یہ مان جائے کہ بات تو سچی ہے پھر انکار کرے تو دنیا کے ستر کروڑ مسلمان تو مرزاجی کو کاذب ومفتری سمجھتے ہیں۔ ان پر ان کے ہاں اتمام حجت نہیں ہوئی۔ اس لئے یہ ملت اسلامیہ سے خارج یعنی بڑے کافر نہیں ہیں۔

لیکن خودکاشتہ پودا نے بڑی احتیاط سیکھی تھی۔ پہلے (ازالۃ الاوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲) پر لکھ دیا کہ: ”میں مثیل مسیح موعود ہوں۔ کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود خیال کر کے بیٹھے ہیں۔“ پھر بعد میں بڑے زور شور سے خود ہی مسیح موعود بن گئے اور جب دیکھا کہ علماء کرام کے سامنے دال نہیں گلتی تو فنافی الرسول کی آڑ لی اور عین محمد ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔

[2571]زبردست اورلاجواب چیلنج

ہم تمام امت مرزائی کو چیلنج کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال کے کسی مجدد، محدث، صحابیؓ اور ولی کے کلام سے یہ ثابت کردو کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم سے مراد کوئی ان کا مثیل مراد ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ یا ان سے مراد غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔ اگر تم سچے ہو تو تیرہ سو سال کے کسی محدث یا مجدد کا قول پیش کرو۔

دوسرا چیلنج

تیرہ سو سال کے اندر کسی زمانہ کے بارہ میں یہ ثابت کرو کہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور مسلمانوں نے اس کو طاقت ہوتے ہوئے برداشت کیا ہو۔ یا کسی نے کسی مدعی نبوت سے یہ دریافت کیا ہے کہ تمہارا دعویٰ تشریعی نبوت کا ہے یا غیر تشریعی کا، بروزی اور ظلی کا یا مستقل کا، تو اس طرح آپ ڈبل کافر ہو جاتے ہیں۔

ایک اور ڈھونگ

مرزا اور مرزائیوں نے دنیا بھر میں یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ نبوت بند ہوگئی یا نبی آسکتے ہیں؟ حالانکہ خود ان کے ہاں نہ مرزا قادیانی سے پہلے کوئی نبی آیا نہ بعد میں قیامت تک آئے گا۔ تو یہ ساری بحث صرف امت کو الجھانے کے لئے ہے۔ بات یہ کرو کہ مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام بن سکتے ہیں یا آنے والا وہی ہے جس کو تیرہ سو سال کے تمام محدثین، صحابہ کرامؓ اور مجددین نے مسیح ابن مریم قرار دیا ہے کہ وہی آئیں گے۔

مرزاجی کی پریشانی

اس سلسلہ میں مرزاجی کی پریشانی کا یہ عالم ہے کہ مسیح کے آنے کی پیش گوئی کو مشہور ومعروف اور متواتر بھی قرار دیا اور (ازالۃ الاوہام ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰) پر صاف لکھ دیا کہ: ”یہ اوّل درجہ کی [2572]پیش گوئی ہے۔ اس کو تواتر کا اوّل درجہ حاصل ہے۔“

مگر یہ لکھ مارا کہ ”خدا نے قرآن کے معنے لوگوں سے چھپا دیئے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص۴۲۶، خزائن ج۵ ص ایضاً)

حتیٰ کہ مرزاجی کو مامور ومجدد بنا کر ان پر دس سال تک نہ کھولے اور یہ بھی لکھ مارا کہ ”حیات مسیح کا عقیدہ شرک عظیم ہے۔“

اور بچنے کے لئے پرانے اولیاء صلحاء اور صحابہؓ کو معذور قرار دے دیا کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوئی۔ پھر کبھی یہ کہا کہ پہلا اجماع وفات مسیح پر ہوا تو پھر مسئلہ مسلمانوں سے کیسے چھپا رہا؟ کبھی شرک عظیم کہہ کر خود بھی مشرک بنے رہے اور کبھی اپنی ضرورت کے لئے تیرہ سو سال بعد قرآن دانی کا دعویٰ کر کے خود مسیح ابن مریم بن بیٹھے۔ بھلا جو چیز شرک عظیم ہے جس کے ماننے سے آدمی مشرک اعظم بنتا ہے۔ خدا ایسے قرآنی مسئلے کو لوگوں سے چھپا سکتا ہے۔ پھر قرآن کے نزول کا فائدہ کیا ہوا۔

تیسرا چیلنج

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن کے بعض معانی قرون اولیٰ سے چھپا دیں اور صدیوں کے مجددین، اولیاء کرام اور علماء کرام مشرکانہ معنی پر جمے رہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی مجدد و مامور ہو کر بھی دس سال تک عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے رہے اور کیا شرک عظیم کو اجتہاد کی وجہ سے برداشت کیا جاسکتا ہے؟

کیا خود قرآن پاک نے ”انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون“ نہیں فرمایا کہ ہم ہی نے قرآن (ذکر) اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ کیا حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ اس کے معانی کو صدیوں تک بہترین حضرات کی آنکھوں سے خود خدا اوجھل کر دے۔ حالانکہ خود مرزا نے بھی کہا کہ ”قرآن پاک ذکر ہے اور ذاکر قیامت تک رہیں گے۔ اس کا مفہوم دلوں میں رہے گا۔ اس کے مقاصد و مطالب کی حفاظت اصل کام ہے۔“

(شہادۃ القرآن ص۵۴، ۵۵، خزائن ج۶ ص۳۵۱)

چوتھا چیلنج 2573

کیا کسی نبی نے کافر حکومت کی اتنی خوشامد کی ہے اور اتنی دعائیں دی ہیں اور اتنی خدمت کی ہے جو مرزا جی نے انگریزی حکومت کی کی ہے؟

پانچواں چیلنج

اگر کوئی ایسا نبی آنا تھا جس کا انکار کر کے ساری امت کافر ہو جاتی تو کیا سرور عالم ﷺ نے جہاں اور خبریں مستقبل کی دیں۔ وہاں پہ ضروری نہ تھا کہ ستر کروڑ آدمیوں کی امت کو کفر سے بچانے کے لئے کچھ فرما دیتے؟

کیالا نبی بعدی فرما کر اور عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا ذکر کر کے اور مریم کے بیٹے کے نازل ہونے اور دوبارہ آنے کی متواتر خبریں دے کر خود آپ ﷺ نے امت کے لئے سامان کفر العیاذ باللہ تجویز نہیں کیا؟

مرزا ناصر صاحب نے اتمام حجت کے ساتھ دل سے صحیح مان لینے کی دم لگا کر ایجاد بندہ کا کام کیا ہے۔ خود مرزا کا قول ہے۔ ''اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے۔ اب چاہے کہ کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

دیکھئے اس عبارت میں مرزا جی نے بھی اتمام حجت کے ساتھ دل سے سچا سمجھ کر انکار کرنے کی دم نہیں لگائی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگلا مانے سمجھے یا نہ سمجھے جب اس کے سامنے دلیل سے بات ہوگئی۔ دعوت حق پہنچ گئی اب اس پر اتمام حجت ہوگیا چاہے مانے چاہے نہ مانے۔

2574 اگر اس طرح نہ کیا جائے تو دنیا کے زیادہ تر کافر جو حضور ﷺ کو نبی نہیں سمجھتے ان کے انکار سے وہ کیوں بڑے کافر ہوئے؟

مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی کے انکار سے خدا آخرت میں سزا دے گا۔ دنیا میں یہ مسلمانوں ہی میں شمار ہیں اور ان سے ملکی وسیاسی سلوک مسلمانوں کی طرح ہوگا۔ اس طرح وہ اپنی تکفیر پر پردہ ڈالتے ہیں۔ مگر ان کو معلوم ہو کہ دل کی بات خدا جانتا ہے۔ یہاں قاضی اور عدالت بھی ظاہر پر فیصلہ کریں گے۔ اگر مرزا نبی ہے تو اس کا انکار کفر ہے۔ پھر کوئی آدمی جو مرزا جی کو نہ مانے مسلمان نہیں رہ سکتا اور اگر نبوت ختم ہے تو مرزا جی اور اس کے ماننے والے سب قطعی کافر ہیں۔

دوسری طرح سنئے قرآن پاک میں ہے۔ ''ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً'' ﴿کہ ہم جب تک رسول نہ بھیج دیں عذاب نہیں دیتے۔﴾

یہاں صرف رسول کے بھیجنے کا ذکر ہے۔ اس کو دل سے سچا سمجھ کر انکار کا ذکر نہیں ہے اور رسول بھیجنے کے بعد منکر رسول کو صرف عذاب اخروی نہیں دیا جاتا۔ بلکہ وہ مسلمان بھی نہیں سمجھا جاتا۔ پھر قرآن نے صرف یہ بتایا ہے کہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ''ماجاءنا من نذیر'' کہ ہمارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا۔ اس میں سمجھنے نہ سمجھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف ایجاد مرزا ہے۔ ہاں بعض کافر ایسے بھی ہیں جو دل سے سچا سمجھنے کے باوجود انکار کرتے ہیں۔ مگر بعض دوسرے بھی ہیں۔

تکفیر کو چھپانے کا نیا ڈھونگ

مرزاجی اور اس کے متبعین نے عام مسلمانوں کو کافر کہا۔ لیکن اپنی اس تکفیر کو عجیب طریقہ سے چھپایا کہ چونکہ دوسروں نے مجھے کافر کہا اور مسلمان کو کافر کہنے سے وہ خود ہی کافر ہوگئے۔ یا انہوں نے قرآن وحدیث کے بیان کردہ مسیح موعود کا انکار کیا اس لئے وہ خود ہی کافر ہوگئے۔

2575 واہ جی مرزا صاحب واہ جی! آپ اگر خدا بن بیٹھیں تو آپ کو لوگ گلے لگائیں گے یا کافر مطلق کہیں گے؟ پھر آپ کہیں گے کیا کروں یہ لوگ مجھے کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہوگئے؟ آپ نبی بنیں، پیغمبروں کی توہین کریں، مسلمان مجبوراً آپ کو کافر کہیں گے۔ پس آپ کے لئے یہ بہانہ کافی۔ ہے کہ یہ لوگ مجھے کافر کہنے سے کافر ہوگئے۔

اور سچ پوچھیں تو آپ ڈبل کافر ہو جاتے ہیں۔ ایک غلط دعوؤں کی وجہ سے اور دوسرے مسلمانوں کو اپنی منطق کے لحاظ سے کافر بن جانے کا سبب بننے سے۔

چھٹا چیلنج

کیا قتل کا واقعہ شام میں ہوا اور گواہ لدھیانہ کا کہے! وہ گواہ مردود نہ ہوگا؟

کیا دعویٰ زید بن عمر پر ہو تو اس کی جگہ خالد بن سلیم کو پکڑا جاسکتا ہے؟

کیا واقعہ لاہور کا ہو اور ہم لاہور کا معنی تاویلیں کر کے راولپنڈی کریں تو اس طرح دنیا کے کام چل سکتے ہیں؟

کیا نکاح احمد خان ساکن ہری پور کا ہو اور عورت کے پاس غلام احمد ساکن کراچی آدھمکے اور کہے کہ احمد خان سے مراد غلام احمد خان ہی ہے اور ہری پور سے کراچی ہی مراد ہے؟

کیا اس قسم کی باتیں مان لی جائیں تو نظام عالم درہم برہم نہ ہو جائے گا؟

کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور مرزائیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود نے (حقیقت النبوۃ حصہ اول ص۱۸۸) پر یہ نہیں لکھا کہ: ''قرآن میں ''ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد'' میں مرزا قادیانی ہی کو رسول کہا گیا ہے۔''

اور کیا اس طرح وہ احمد کا بھی مصداق نہ ہو جائے گا؟

کیا یہ قرآن پاک سے تلعب اور مذاق نہیں ہے؟

ساتواں چیلنج[2576]

کیا مرزا قادیانی کے سامنے یہ اشعار نہیں پڑھے گئے اور اس نے تحسین نہیں کی تھی۔

(اخبار البدر قادیان مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء، الفضل قادیان مورخہ ۲۲ر اگست ۱۹۴۴ء)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

جناب چیئرمین: یہ تین دفعہ پڑھ چکے ہیں۔ دوبارہ نہ پڑھیں[1]۔

مولانا عبدالحکیم: میں سمجھا نہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تین دفعہ یہ اشعار پڑھ چکے ہیں۔

مولانا عبدالحکیم: کتاب میں چھپا ہوا ہے وہ تو پڑھنا ہی ہے۔

مرزا ناصر احمد نے اس کے جواب میں کہا کہ ان کے بعد والا شعر اس کا جواب ہے۔

شعر یہ ہے۔

غلام احمد مختار ہو کر
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

خوب، غلام، غلام کہہ کر عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بنو، حضور ﷺ سے اپنی شان بڑھالو، غلام بن کر حضور ﷺ کی ۷۰ کروڑ امت کو کافر کر ڈالو، نسخہ اچھا ہے۔ مرزا ناصر احمد صاحب یہ شعر سن کر پہلے تو بڑے پریشان ہوئے اور پھر اس کے بعد (جب اخبارات پیش ہوئے) یہ جواب گھڑ لیا۔ کیا مرزا ناصر صاحب اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی دو بعثتیں مانی ہیں اور دوسری بعثت کو پہلی سے اکمل بتایا ہے۔

آٹھواں چیلنج[2577]

مرزائی فرقہ کے لوگوں اور مرزا ناصر احمد صاحب نے کوشش کی ہے کہ شیخ اکبرؒ کے نام

---

[1] (قادیانی کرم فرما توجہ کریں کہ قادیانی کفریات جو بھی سنتا ہے وہ سراپا احتجاج بن جاتا ہے۔ اے کاش قادیانی بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔

سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کو باقی سمجھتے تھے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ شیخ اکبرؒ اور بعض دوسرے اولیاء نے جو کہا ہے کہ غیر تشریعی نبوت باقی ہے وہ صرف مکالمات ومبشرات (سچی خوابیں) اور ولایت ہے۔ نبی تشریعی مستقل صاحب کتاب جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام انبیاء غیر تشریعی جیسے دوسرے انبیاء بنی اسرائیل اس سے ان کے کلام کا تعلق ہی نہیں ان دونوں کو وہ شرعی نبوت کہتے ہیں جس میں کسی کو نبی کہا جائے یا نبوت کا دعویٰ کیا جائے وہ جانتے ہیں کہ منصب نبوت، ولایت، قابلیت اور روحانی ارتقاء سے نہیں ملتا۔ یہ خدا کی دین ہے۔ ورنہ تیرہ سو سال میں کوئی صحابیؓ، مجدد، محدث اور ولی بھی دعویٰ نبوت نہ کرتا یا نبی نہ کہلاتا؟

دوسرے ان کے پیش نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا تھا کہ ان کی حیات اور آمد ثانی سے انکار کر کے کوئی کافر نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ لکھتے رہے کہ وہ جب آئیں گے تو نہ اپنی پرانی شریعت پر عمل کریں گے نہ کوئی نئی شریعت لائیں گے۔ بلکہ شریعت محمدیہ پر ہی عمل کریں گے۔ کرائیں گے، یہی مقصد شیخ اکبر کا اور یہی مقصد ملا علی قاریؒ اور دوسرے حضرات کا ہے۔

حضرت شیخ اکبرؒ کا کلام

۱...... امام ابن عربی شیخ اکبرؒ نے حدیث معراج کے ضمن میں فرمایا۔

ترجمہ: ”جب سرور عالم ﷺ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے۔ وہاں عیسیٰ علیہ السلام بعینہ جسم وجسد کے ساتھ موجود تھے۔ اس لئے کہ وہ ابھی تک [2578] فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس آسمان تک اٹھا کر وہاں سکونت بخشی۔“ (فتوحات مکیہ ج۳ ص۳۴۱)

مولانا عبدالحکیم: نماز پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین: میں عرض کروں آپ پڑھتے جائیں۔ تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ چند چیزیں ہیں وہ رہ سکتی ہیں۔ عدالتوں کے حوالے ہیں وہ رہ سکتے ہیں۔

مولانا عبدالحکیم: ابھی کافی صفحے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ کی بات ہے، ختم کر دیں۔

مولانا نے پڑھنا شروع کیا اور پھر اسی دوران۔

مولانا عبدالحکیم: صاحب نماز پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین: آگے عدالتوں کے حوالے ہیں، وہ آگے آچکے ہیں۔ ان کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا عبدالحکیم: صاحب! آپ چائے پی لیں، ہم نماز پڑھ لیں گے اور پھر یہ ہے کہ وہ پروپیگنڈا کریں گے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! میں التماس کرتا ہوں آپ اسے ختم کریں۔

مولانا عبدالحکیم:

دوسری عبارت کا اردو ترجمہ

۲...... اور یہی مطلب ہے کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کا کہ رسالت ونبوت ختم ہوگئی ہے۔ نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا نہ رسول جو میری شریعت کے خلاف شریعت جاری کرے۔[2579] (اس کے بعد لکھا ہے) اس لئے کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (یہ اجماعی عقیدہ ہے) کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور یہ بھی امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ وہ آخر زمانے میں نازل ہوں گے۔ بڑے عدل وانصاف سے ہماری شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔ کسی دوسری شریعت اور اپنی سابق شریعت پر بھی عمل نہ کریں گے۔ (فتوحات مکیہ ج۲ ص۳)

۳...... مرزا محمود نے اپنی کتاب (حقیقت النبوۃ ص۲۲۸) میں لکھا ہے کہ ابن عربی نے مسیح موعود کے بارے میں لکھا ہے پھر ان کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

’’مسیح موعود کے قیامت کے دن دو حشر ہوں گے۔ ایک رسولوں کے ساتھ بحیثیت رسولوں کے اور ایک ہمارے ساتھ بحیثیت ولی کے جو تابع ہوگا محمد ﷺ کے۔‘‘ اس طویل عبارت میں شیخ اکبرؒ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ اور پھر قیامت میں ان کے علیحدہ جھنڈے اور رسول اللہ ﷺ کے عام جھنڈے جس کے نیچے سارے پیغمبر ہوں گے۔ پھر حضور ﷺ کے خاص جھنڈے جس کے نیچے امت اور امت کے اولیاء ہوں گے۔ اب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس جھنڈے کے نیچے بھی ان کا حشر ہوگا۔ جس میں وہ تمام اولیاء امت کے سردار ہوں گے اور اپنا علیحدہ جھنڈا بھی ہوگا۔ جس کے نیچے ان کے امتی ہوں گے۔

یہاں مرزے کا کون ساذکر ہے؟ مگر مرزا محمود نے مسیح موعود کا لفظ ترجمہ میں بڑھا کر خیانت کی ہے۔

عبارات حضرت ملا علی قاریؒ مجدد اسلام

۱...... امام ملا علی قاریؒ (مرقات ج۱۰ ص۱۸۴) میں تحریر فرماتے ہیں:[2580] ’’روی انسؓ مرفوعا ینزل عیسیٰ ابن مریم علی المنارۃ البیضاء شرقی دمشق‘‘ ﴿حضرت انسؓ نے

مرفوع روایت کی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی منارہ پر نازل ہوں گے۔ ﴾

۲...... اور (مرقات ج۱۰ ص۱۸۴) میں لکھتے ہیں: ’’فینزل عیسیٰ بن مریم من السماء علیٰ منارۃ مسجد دمشق ثم یأتی القدس ‘‘ ﴿ پھر عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے آسمان سے دمشق کی مسجد کے مینار پر اتریں گے۔ پھر قدس تشریف لے جائیں گے۔ ﴾

۳...... (مرقات ج۱۰ ص۲۳۱) میں لکھا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ صحابیؓ کی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں۔ علامہ طیبیؒ نے ارشاد فرمایا کہ آیت کریمہ: ’’وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ‘‘ سے آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر استدلال فرمایا ہے۔

۴...... عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے۔

اور بھی بہت سی عبارات ہیں جن کو اختصار کے خیال سے ترک کرتے ہیں۔

کیا مرزائی بتائیں گے کہ ان میں سے کسی بزرگ نے نبوت یا وحی نبوت کے دعویٰ کی اجازت دی ہے یا کسی مدعی کو مانا ہے۔ بلکہ ان کے سامنے صرف حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام تھے۔

نواں چیلنج

کیا کوئی مرزائی کسی ولی، شیخ اکبرؒ، امام ربانی مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلویؒ، امام رازیؒ یا کسی مجدد و محدث کا قول پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور آخری زمانہ 2581 میں آنے والے وہ نہ ہوں گے؟ بلکہ کوئی مثیل یا دوسری قسم کا مدعی بن کر آئے گا اور شریعت میں مستعمل ہونے والے تمام الفاظ کے معانی بدل کے رکھے گا۔ اگر کوئی مرزائی صداقت کی رتی رکھتا ہے تو تیرہ صدیوں کے مجددین میں سے کسی ایک مجدد کا عقیدہ یا قول بتادے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور اب ان کی جگہ کوئی اور آئے گا۔ اگر نہیں ہے تو توبہ کرو۔ جہنم سے بچو۔ تم اور تمہارا مرزا قادیانی تیرہ صدیوں کے مجددین، محدثین، علماء و صلحاء اور اولیاء کرام سے زیادہ علم نہیں رکھتے۔ نہ زیادہ شریعت کو جانتے ہیں۔ اگر یہ دعویٰ ہے تو یہ دعویٰ شیطان کر کے تباہ ہوا ہے۔ جس نے کہا ’’انا خیر منہ ‘‘ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔

مرزا صاحب کے خلاف عدالتی فیصلے

آج کل عدالتوں پر اعتماد کیا جاتا ہے اور بڑی حد تک وہ تحقیق بھی کرتے ہیں۔ مرزائی تو بہت ہی جلد ان عدالتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اب آپ ان عدالتوں کے فیصلے ہی سن لیں۔

ایک فیصلہ

ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر (بہاولپور) کا فیصلہ ہے جس میں مسلمانوں اور مرزائیوں کے بڑوں نے پورا پورا زور صرف کر دیا تھا۔ عدالت نے جو فیصلہ لکھا وہ تاریخی ہے اور ریاست بہاولپور کا بڑا کارنامہ ہے۔ اگر کوئی منصف مزاج ہے تو اسی فیصلے سے اس کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اس فیصلے میں فاضل جج نے صرف مرزاجی کا دعویٰ نبوت ہی ذکر نہیں کیا۔ اس کا دعویٰ وحی جو قرآن کے برابر ہے اس کی توہین انبیاء علیہم السلام وغیرہ سب 2582 کفریات لکھے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہترین تحقیق کی ہے اور اس میں حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحبؒ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند جیسی شخصیتوں کی شہادتیں ہیں اور قادیانیوں کے چوٹی کے ملازم مولوی بھی شریک تھے۔ یہ مقدمہ ۷؍فروری ۱۹۳۵ء بمطابق ۳؍ذی القعدہ ۱۳۵۳ھ کو ہوا۔

دوسرا فیصلہ

دوسرا فیصلہ ڈسٹرکٹ جج ضلع کیمل پور (اٹک) شیخ محمد اکبر صاحب کا ہے۔ جو ۳؍جون ۱۹۵۵ء کو بمقام راولپنڈی ہوا۔ اس میں تمام امت مرزائیہ کے کفر کی تصدیق کی گئی۔

تیسرا فیصلہ

شیخ محمد رفیق صاحب گوریجہ جج سول اور فیملی کورٹ جیمس آباد (سندھ) کا ہے۔ اس میں بھی مسلمان عورت کا نکاح مرزائی سے ناجائز اور مرزائی کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

چوتھا فیصلہ

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ جو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے خلاف کیس کے بارہ میں ہوا اور عدالت نے حضرت شاہ صاحبؒ کو تا برخواست عدالت سزا دے دی تھی۔ اس تقریر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے مرزائیوں کو ''دم کٹے سگان برطانیہ'' کہا تھا اور بھی بہت سی باتیں تھیں۔ اس فیصلے میں عدالت نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی لاہور کی پلومر کی دکان سے ٹانک وائن (شراب) منگاتا تھا اور مرزاجی کے بیٹے مرزا محمود نے تسلیم کیا کہ مرزاجی نے ایک بار کسی مرض کی وجہ سے شراب پی تھی۔

بہرحال اس مقدمہ میں مرزاجی کی خوراک کی تفصیل بھی پیش کی گئی تھی۔ جس میں یاقوتیاں وغیرہ مقویات اور قیمتی غذائیں درج ہیں۔

2583 مرزائیوں سے سوال

لیکن مرزائیوں نے پہلے کے مقدمات کی اپیل کیوں نہیں کی۔ کیوں سکوت کر کے اپنے اوپر کفر کی مہر کی تصدیق کر دی؟ وہ جانتے تھے کہ اگر ہائیکورٹ نے بھی ماتحت عدالت کے فیصلے کی توثیق کر دی تو یہ قانون بن جائے گا۔ پھر مفر کی راہ ہی بند ہو جائے گی۔

فتاویٰ

مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے خلاف تمام فرقوں اور علماء کرام کے فتاویٰ بیان کئے ہیں۔ ہم ان کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ کلکتہ سے دیوبند تک کے علماء کرام نے اور عرب ممالک نے بھی مرزائیوں پر کفر کے فتوے دیئے اور یہ آج کے فتوے نہیں ہیں۔ یہ انگریز کے زمانہ کے فتاوے ہیں اور پرانے ہیں۔ بہر حال اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد کو نبی یا مجدد یا مسلمان سمجھنے والے اس کی کفریات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس لئے قطعی کافر ہیں۔ یہی فیصلہ ماضی قریب میں مکہ معظمہ کے اور تمام عالم اسلام کے نمائندوں نے جمع ہو کر کیا۔

علامہ اقبال مرحوم اور مرزائی

مرزائیوں نے اپنے حق میں بہت سے مشہور حضرات کے نام بھی پیش کئے ہیں اور نہایت ڈھٹائی سے علامہ اقبال مرحوم کا نام نامی بھی لیا ہے۔ مگر مسلمان قوم اب کسی نام سے دھوکہ نہیں کھاتی۔ جب تک کسی کو مرزا جی کے عقائد، مرزائی خیالات معلوم نہ تھے۔ اس وقت ان کی تحریرات کو پیش کرنا دجل وفریب ہے۔

کیا دنیا کو معلوم نہیں ہے کہ علامہ محمد اقبال مرحوم نے مرزائیوں کو انجمن حمایت الاسلام لاہور سے خارج کر دیا تھا۔ کیا ان کو علامہ مرحوم کے مندرجہ ذیل خیالات کا علم نہیں ہے:

✿...... 2584 قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔
(مرزائیت) گویا یہودیت کی طرف رجوع ہے۔
✿...... قادیانی گروہ وحدت اسلامی کا دشمن ہے۔
مرزا غلام احمد کے نزدیک ملت اسلامیہ سڑا ہوا دودھ ہے۔
مرزائیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔
✿...... ظل بروز حلول مسیح موعود کی اصطلاحات غیر اسلامی ہیں۔

شریعت میں ختم نبوت کے بعد مدعی نبوت کاذب اور واجب القتل ہے۔

ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت...... بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک (مرزائیت) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ ”انا للّٰہ وانا الیہ راجعون“

✿...... مسلمان قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبے میں حق بجانب ہیں۔

حکومت کو مشورہ

علامہ محمد اقبال مرحوم نے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرلے۔ (یہ تمام حوالہ جات حرف اقبال کے مجموعہ مؤلف لطیف اکبر صاحب شیروانی ایم اے سے لئے گئے ہیں)

(اب آپ خود مرزا ناصر احمد صاحب کے دعوؤں کا اندازہ لگائیں) بعض دوسرے حضرات کا بھی یہی حال ہے اور جب مرزا قادیانی کے جھوٹ ثابت ہیں تو ہم کیوں اس کی امت کو جھوٹ کی طرف منسوب نہ کریں؟

2585 انہوں نے مختلف اکابر امت کی طرف غلط بات منسوب کی کہ وہ بھی غیر تشریعی نبوت کے بقاء کے حق میں تھے۔ جن میں سے شیخ اکبرؒ اور علامہ ملا علی قاریؒ کی عبارتیں ہم نے پیش کر کے جھوٹ کی قلعی کھول کر ان کے اصلی مطلب کو واضح کر دیا ہے۔

آخر میں ہم محترم ممبران قومی اسمبلی کی توجہ اپنے اس بل کی طرف مبذول کراتے ہیں جو ہم نے رہبر کمیٹی قومی اسمبلی پاکستان کے سامنے پیش کیا ہے۔

ضمیمہ نمبر:۱ ...... متن بل

ہرگاہ کہ:

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

”سرور عالم ﷺ کے اتباع سے یہ مقام پایا ہے اور وحی نے مجھے صریح نبی کا لقب دیا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی حضرت مسیح موعود بن بیٹھا ہے اور حیات مسیح کا اس لئے انکار کیا ہے۔ جب کہ براہین احمدیہ لکھنے تک اس کا عقیدہ یہ تھا کہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ

موجود ہیں۔" (حقیقت الوحی ص ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

۳...... مرزا قادیانی نے سرور عالم ﷺ کی معراج جسمانی کا انکار کیا ہے۔ حالانکہ قرآن وحدیث اور امت کا فیصلہ ہے کہ آپ کو جاگتے ہوئے جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی۔

۴...... مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کا انکار کیا ہے اور انگریز کی اطاعت فرض قرار دی ہے۔ اس کا اپنا شعر یہ ہے۔

2586 اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

۵...... مرزا قادیانی نے وحی اور مکالمات الہیہ کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی وحی کو قرآن پاک کی طرح کہا ہے۔

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

اور اس سلسلہ میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ پر جھوٹ بولا اور بہتان باندھا ہے کہ:

"جب مکالمات الہیہ کی کثرت ہوجائے تو اس آدمی کو نبی کہتے ہیں۔"

(حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

حالانکہ انہوں نے محدث لکھا ہے نبی قطعاً نہیں لکھا۔

۶...... مرزا قادیانی نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل قرار دیا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا است تابنہد پابمنبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

۷...... مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی لکھا ہے۔

(کشتی نوح ص ۶۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

اور پیغمبروں کی بھی توہین کی ہے۔ اس کے اشعار یہ ہیں۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ دادست ہر نبی راجام
داد آں جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۸...... 2587 مرزا قادیانی نے کافر کے جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا انکار، اور آخرکار ان کے نکلنے کا قول کیا ہے جو قرآن پاک کی نصوص کے قطعاً خلاف ہے اور ہرگاہ کہ یہ تمام امور کفریہ ہیں۔ ان کے کہنے اور ماننے سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۹...... مرزا قادیانی نے اپنے کو مسیح موعود نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو اسی طرح کافر کہا ہے۔ جیسے قرآن اور حدیث کا انکار کرنے والوں کو۔

۱۰...... اور عام مسلمانوں سے شادی کرنے اور ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔

۱۱...... اور ہرگاہ کہ دنیا بھر کی تمام نمائندہ جماعتوں نے مکہ معظمہ میں جمع ہوکر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو چاہے اس کو نبی مانیں یا مجدد اور یا مسیح موعود اسلام سے خارج ہیں۔

اور ہرگاہ کہ پاکستان کی عوام تمام مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ان کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

بنابریں پاکستان قومی اسمبلی کے اس اجلاس میں ہم یہ بل پیش کرتے ہیں:

۱...... کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروؤں کو چاہے وہ مرزا کو نبی مانیں یا مجدد و مسیح موعود چاہے وہ قادیانی کہلائیں یا لاہوری یا احمدی۔ سب کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

۲...... ان سب کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کر دیا جائے اور آئندہ ان کو ان آسامیوں پر متعین نہ کیا جائے۔

۳...... اور ان کا کوئی مخصوص شہر نہ ہو۔ جہاں بیٹھ کر وہ ملک کے خلاف ہر طرح کی سازشیں کر سکیں۔

2588 یہ بل پاس ہوتے ہی سارے پاکستان میں نافذ ہوگا اور اس بل کا نام ''غیر مسلم اقلیت بل'' ہوگا۔

دستخط: غلام غوث ہزاروی (ایم.این.اے)
دستخط: عبدالحکیم (ایم.این.اے)
دستخط: عبدالحق (بلوچستان) (ایم.این.اے)

2589 ضمیمہ نمبر:۲

لاہوری مرزائیوں کے محضرنامہ کا جواب

لاہوری اور قادیانی مرزائی دونوں ایک ہی ہیں

برائے مطالعہ: خصوصی کمیٹی قومی اسمبلی پاکستان

منجانب: غلام غوث ہزاروی (ایم.این.اے)
مرکزی سربراہ کل پاکستان جمعیت علماء اسلام ہزاروی گروپ۔
مولانا عبدالحق بلوچستانی (ایم.این.اے)
مولانا عبدالحکیم (ایم.این.اے)

2590 تمہید

ہم نے جماعت مرزائیہ ربوہ کے ''محضرنامے'' کا جواب لکھ کر قومی اسمبلی کی کمیٹی میں پیش کر دیا ہے۔ یہ محضرنامہ مرزائیوں کے امام مرزا ناصر احمد نے پڑھ کر سنایا تھا۔ ہم نے اس کے جواب میں مسئلہ حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام کو قرآن پاک، ارشاد رسول ﷺ، تشریح صحابہ کرامؓ، تیرہ سو سال کے مجددین کی تفسیروں اور اجماع امت سے ثابت کر دیا ہے۔ اگر لاہوری مرزائی اس کتاب کو بنظر انصاف دیکھیں گے تو مرزا کو کذاب دجال کہنے لگ جائیں گے۔ اس کتاب میں ہم نے خود مرزا غلام احمد قادیانی کا کچا چٹھا بھی کھول دیا ہے اور اس کا انگریزوں کا ٹوڈی ہونا، ملکہ قیصرہ ہند کی انتہائی خوشامد کرنا اور مسئلہ جہاد کو بھی واضح کر دیا ہے۔ کیا ایسا شخص عین محمد ہونے کا

دعویٰ کرسکتا ہے؟ اب اس مختصر رسالے میں لاہوری مرزائیوں سے خطاب کر کے بقیہ باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

[2591] مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت اور مرزا ناصر احمد صاحب کی حرکات مذبوحی

لاہوری مرزائیوں کی قابل رحم حالت

۱...... مرزاجی پہلے مبلغ بنے۔ ”پھر مثیل مسیح بنے اور مسیح موعود ہونے سے انکار کیا۔“

(ازالۃ الاوہام حصہ اول ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

پھر مسیح موعود بنے پھر نبی بھی بن گئے اور آخر کار عین محمد بنے۔ مرزا ناصر احمد صاحب ان کو نبی ورسول بھی کہتے ہیں۔ مگر سوال جواب میں پریشان ہوکر کہہ دیتے ہیں وہ تو غلام ہیں۔ وہ ہیں ہی نہیں۔ جو کچھ ہے خود حضرت محمد ﷺ ہیں۔ لاہوری بیچارے نبی کہنے سے بھی گھبراتے ہیں۔ لغوی، بروز وعکس، فنافی الرسول اور ظل کے الفاظ میں چھپ کر مرزاجی کی نبوت کا انکار بھی نہیں کرسکتے۔ دراصل مرزاجی نے دونوں طرح کی باتیں لکھی ہیں تاکہ عندالضرورت کام دے سکیں۔ جب اونٹوں کو بیگار میں پکڑا جانے لگا تو شتر مرغ نے کہہ دیا کہ میں تو مرغ ہوں، جب پرندوں کی باری آئی کہہ دیا کہ میں اونٹ ہوں۔

اسی طرح مرزاجی کی پٹاری میں دعویٰ نبوت اور انکار نبوت دونوں آپ کو ملیں گے اور یہ اس نے جان بوجھ کر کیا ہے۔ ورنہ حضور ﷺ کیوں یوں فرماتے کہ میری امت میں سے تیس بڑے جھوٹے اور فریبی آئیں گے۔ اب ہم اختصار سے مرزاجی کا دعویٰ نبوت ذکر کرتے ہیں:

۱...... اس نے اپنے اوپر وحی اتاری جس کا اس نے اسی طرح ایمان اور یقین کیا۔ جیسے تورات انجیل اور قرآن پر اور انہی کتابوں کی طرح سمجھا۔ جیسے کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

۲...... [2592] اس نے معجزات کا دعویٰ کیا اور اپنے معجزات اتنے بتائے کہ ان سے ہزار پیغمبروں کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔

۳...... اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا۔ جیسے کہ حقیقت الوحی کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں۔

۴...... مرزاجی نے اعجاز احمدی میں لکھا ہے مجھے بتایا گیا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق

لیظهره علی الدین کله‘‘ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

ترجمہ: ’’خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول بھیجا۔ ہدایت اور دین الحق دے کر۔ تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔‘‘ یہ قرآن کی آیت ہے اور مرزا کہتا ہے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔

۵...... ’’اس طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی......‘‘

(حقیقت الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲ تا ۱۵۴)

۶...... ’’میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ ان تمام خدا 2593 کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں...... اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں...... خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں...... میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا...... پس خدا دکھاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴، ۱۵۵)

۷...... ’’یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے۔ نہ اصلی نبوت، اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا۔ ایسا ہی میرا نام

امتی بھی رکھا ہے۔ تا کہ معلوم ہو کہ 2594 ہر کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کے اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔" (حقیقت الوحی ص ۱۵۰ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

۸...... "جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے۔ اپنی روح ڈال دیتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد ﷺ سے ہے۔" (حقیقت الوحی ص ۹۵، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹)

۹...... "جاءنی آئل واختار وادار اصبعہ واشار ان وعد اللہ اتی فطوبی لمن وجدو رأی" (حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶، عربی حصہ الہامات)

ترجمہ: "میرے پاس آئل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔ (حاشیہ پر ہے) اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔"

۱۰...... "اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل میں کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ 2595 صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے مخاطبہ حاصل ہے سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔" ولکل ان یصطلح!"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۱۱...... "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۱۲...... "اور جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید

شریعت کے اس طور پر نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں [2596] کرتا اور میرا یہ قول کہ ”من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب “ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں...... یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے۔ جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے۔ یعنی محمد ﷺ۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں سے ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النّبیین کی مہر محفوظ رہی۔ کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کر کیوں خدا نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔“

(حاشیہ)...... ”اس طریق سے نہ تو خاتم النّبیین کی پیش گوئی کی مہر ٹوٹی۔ نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو ”لا یظھر علیٰ غیبہ “ کے مطابق ہے محروم رہے۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰، ۲۱۱)

۱۳...... ”یعنی جب میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

۱۴...... [2597] ”جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود (مہدی) کو حسنؓ کی اولاد کبھی حسینؓ کی اولاد اور کبھی عباسؓ کی اولاد بنایا۔ مگر آنحضرت ﷺ کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا، خلق کا، علم کا اور روحانیت کا وارث ہوگا...... پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم لے گا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۱۴)

۱۵...... ”اگر خداتعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے...... یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعے سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔“

(حاشیہ)...... ”اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پاچکے۔ پس من جملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشین گوئیاں ہیں جن کے رو

سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی، بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسے کہ آیت ’’فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول‘‘ سے ظاہر ہے۔ پس مصفّٰی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفّٰی 2598 غیب حسب منطوق آیت نبوت و رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۳ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

۱۶...... ’’اور جب کہ خدا تعالیٰ نے میرے یہ نام رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کردوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰)

۱۷...... مرزا جی پر بقول اس کے چند وحیاں نازل ہوئیں جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۱۸...... ’’وما ارسلنٰک الا رحمة للعالمین‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

اور ہم نے آپ کو عالمین پر رحمت کے لئے بھیجا۔

۱۹...... ’’لا تخف انہ لا یخاف لدی المرسلون‘‘ (حقیقت الوحی ص۹۱، خزائن ج۲۲ ص۹۴)

نہ ڈرو میرے ہاں رسول نہیں ڈرا کرتے۔

۲۰...... ’’انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

ہم نے آپ کی طرف پیغمبر بھیجا جو تم پر گواہ ہے۔ جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

۲۱...... ’’انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا۔ خطا بھی کروں گا اور صواب بھی۔

۲۲...... 2599 ’’انی مع الرسول اقوم افطر واصوم‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۷)

میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا۔

۲۳...... ’’یاتی قمر الانبیاء‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۶، خزائن ج۲۲ ص۱۰۹) نبیوں کا چاند آئے گا۔

۲۴...... ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘

(حقیقت الوحی ص۷۱، خزائن ج۲۲ ص۱۰۹)

﴿وہ خدا جس نے اپنا رسول دین حق اور ہدایت دے کر بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر غالب کر دے۔﴾

۲۵...... ’’واتل علیھم مااوحی الیک من ربک‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۴)

اور ان پر پڑھ جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی کی گئی ہے۔

۲۶...... ’’ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدیھم‘‘

(حقیقت الوحی ص۸۰، خزائن ج۲۲ ص۸۳)

جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔

۲۷...... ’’مسیلمہ کذاب آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں، یہودا اسکریوطی مرتد عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اور، چراغ دین جموں والا عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۵۹، خزائن ج۲۲ ص۱۶۳)

۲۸...... (تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۳۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۴) میں لکھتا ہے: 2600 ’’ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔‘‘

۲۹...... (تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۳۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۷) میں ہے: ’’میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔‘‘ (اخبار عام مورخہ ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء)

۳۰...... ’’قادیان کا نام قرآن میں ہے۔ درحقیقت یہ صحیح بات ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۹ ص۳۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۸ حاشیہ)

لاہوریوں کو دھوکہ اور ان کی قابلیت

۱...... لاہوری بے چارے مرزا غلام احمد کو کیا سمجھیں، جس شخص کو سرور عالم ﷺ کذاب ودجال فرمائیں یہ سادہ تبلیغ تبلیغ کا شور مچانے والے ان پر اس کو کہاں تک پرکھ سکتے ہیں۔

ان کی علمی قابلیت کے لئے دو ہی باتوں کا بیان ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ جب لاہوری مرزائی اپنا مطبوعہ بیان خصوصی کمیٹی (قومی اسمبلی) کے سامنے پڑھ چکے تو میں نے توجہ دلائی کہ فلاں صفحہ کی سطر فلاں میں کوئی غلطی تو نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر اچھی طرح دیکھو، انہوں نے خوب دیکھا اور بتایا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس سے ان کی عربی قابلیت کا پتہ لگ گیا۔

اس سطر میں حدیث کی یہ عبارت نقل کی گئی تھی۔ ''لم یبق من النبوۃ الا المبشرات'' (کہ نبوت کے اجزاء میں سے صرف خوابیں باقی رہ گئی ہیں) اس میں لفظ لم آیا ہے۔ جس کی وجہ سے یبقیٰ کا حرف علت (آخر کا الف) گر جاتا ہے۔ مگر ان مبلغوں نے یبقیٰ الف کے ساتھ لکھا اور توجہ دلانے پر بھی اس کو صحیح کہا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ان حضرات کو جرح کے لئے بلایا گیا تو یہی بیان پڑھنے والے بار بار کہتے تھے واللہ العظیم! (خدا عظیم کی قسم) ہا کی پیش کے ساتھ جس سے 2601 ہم کو کوفت ہوئی اور احقر ہزاروی نے کھڑے ہو کر صدر کمیٹی کو متوجہ کیا کہ ان حضرات سے فرمائیں کم از کم عبارت تو صحیح پڑھیں۔ واو حرف جار ہے جو مدخول کو جر دیتا ہے۔ دراصل لفظ یوں ہے واللہِ العظیم ہاء کے زیر کے ساتھ مگر یہ لائق مبلغ واللہُ العظیم پڑھتے رہے۔ اس سے ان کی قابلیت کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ گیا۔

۲...... لاہوری جماعت احمدیہ یہ کہتی ہے کہ ہم تو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے نہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اس طرح ان کی اس بات سے مسلمانوں کو دھوکہ ہو سکتا ہے کہ پھر ان کو کیوں کافر کہا جائے۔ یہ تو مرزا جی کو نبی نہیں مانتے نہ بقاء کے قائل ہیں۔ یہ بھی سراسر دھوکہ ہے۔

(۱)...... پہلے تو مرزا جی نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے۔

(۲)...... پھر یہ بھی کسی نہ کسی درجے میں اسکو نبی کہتے یا اس کے دعووں کی تاویلیں کرتے ہیں۔

لیکن قطعیات دین میں کوئی تاویل مسموع اور قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ مثلاً توحید کا انکار کر کے کہے کہ توحید کا معنی قوم کا اتحاد ہے۔ وحدت قومی کے بغیر توحید کا دعویٰ غلط ہے۔ شرک کا معنی اختلاف ہے۔ اگر قوم میں اتحاد ہے تو ظاہری طور پر بتوں کو سجدہ کرنے سے آدمی مشرک نہیں ہوتا۔ نماز کی فرضیت سے انکار کرتے ہوئے کہے کہ صلوٰۃ کا معنی دعا ہے۔ یہ مشہور نماز مراد نہیں۔ یہ سب تاویلیں اس شخص کو کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اسی طرح دعویٰ نبوت کا کر کے بروز ظلیت انعکاس اور فنافی الرسول کے الفاظ سے اس کی تاویل کرنے سے آدمی بچ نہیں سکتا۔ نہ مرزا جی بچ سکتے ہیں نہ لاہوری مرزائی۔

۳...... لاہوری مرزائیوں پر رحم کر کے اور ان کے اسلام قبول کرنے کی غرض کی وجہ سے چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

الف...... مرزا جی نے کہا میں نبی اور رسول ہوں۔

ب...... میرا یہ نام خدا نے رکھا ہے۔

ج...... 2602 میں نے مقام نبوت کو پالیا ہے۔

د...... میں نے منصب نبوت کو پالیا ہے۔

ہ...... مجھے نبی کا لقب دیا گیا ہے۔

و...... اس نام کا مستحق صرف میں ہوں۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر خواجہ اجمیریؒ تک۔ تمام اولیاء امتؒ، اہل بیتؓ، علماء، صلحاء، مجددین، محدثین، مجتہدین اور ائمہ کرام اس نام کے مستحق نہ تھے)

ز...... میرے پاس جبرائیل آئے (اور وہ بار بار رجوع کرتے ہیں) اور انہوں نے انگلی کو گردش دی اور وعدہ آجانے کا اعلان کیا۔

ح...... اگر مجھ جیسے آدمی کو نبی نہ کہا جائے تو پھر اس کا کیا نام رکھا جائے۔ محدث بھی تو اس کو نہیں کہہ سکتے۔

ط...... میرے انکار سے چراغ دین جموں والا اور عبدالحکیم مرتد ہوئے اور حضور ﷺ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مرتد کہلایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہودا اسکریوطی مرتد تھا۔

اس مضمون سے ثابت ہے کہ مرزاجی اپنے نہ ماننے والوں کو مسیلمہ کذاب اور یہودا اسکریوطی کی طرح کافر مرتد سمجھتے تھے۔ حالانکہ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ مرزاجی کے دعوؤں میں ان کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔

پھر مرزاجی نے قرآن پاک کے وہ تمام کلمات اپنے اوپر اتارے جو صرف حضور ﷺ کے لئے تھے اور ان میں نبوت کی بات تھی۔

ی...... لاہوری جماعت نے اپنے بیان کے (ص۷، ۸، سطر۷) پر لکھا ہے کہ ”یہ حق وباطل کی امتیازی شان ہے کہ حق ہمیشہ ایک ہی مسلک پر قائم رہتا ہے اور باطل اپنا پینترا بدلتا رہتا ہے۔“ اسی طرح لاہوریوں نے مرزاجی کے نہ بدلنے پر شہادت بھی پیش کی ہے۔ 2603 مگر اب آپ خود غور کرلیں اور ہمارے دو نمبر پڑھیں۔ نمبر۵ اور نمبر۶ کہ مرزاجی پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی کلی فضیلت نہیں مانتے تھے۔ اس لئے کہ وہ پیغمبر تھے۔ مگر وحی بارش کی طرح برسی اور آخرکار وہ بدل گئے اور پھر اس بدلنے کی ذمہ داری خدا پر ڈالتے ہیں۔ جس نے اس کو صریح نبی کا نام دیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ لکھنے تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان میں مانا۔ پھر بدل گئے اور خود ہی عیسیٰ بن بیٹھے۔ اسی طرح پہلے مسلمان کو کافر نہیں کہتے تھے۔ اب کہنے لگ گئے۔

ک...... مرزاجی نے اپنے کو سینکڑوں بار نبی اور رسول کہا۔ بلکہ ’’ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد ‘‘(جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی قرآن میں درج ہے) کا مصداق اپنے کو قرار دیا۔

اسی طرح ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘ کا مصداق اپنے کو قرار دیا۔

پھر ’’فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول ‘‘ سے اپنا رسول ہونا ثابت کیا۔

کیا یہ کرتوتیں ایسے شخص کی ہوسکتی ہیں جو دل سے نبی کہلانے کا شوق نہ رکھتا ہو۔

ل...... پھر مرزاجی کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑے۔ ہمارا نمبر۱۲ پڑھیں۔ اس نے کھینچ تان کر تین واسطوں سے اپنی نبوت ثابت کی۔ ایک جملہ یہ ہے (میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کر کے) دوسرا جملہ یہ ہے (اور اپنے لئے اس کا نام پا کر) تیسرا جملہ یہ ہے 2604 (اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے) رسول اور نبی ہوں۔ دیکھئے کس مصیبت سے نبی بنا پڑا۔ اسی لئے لوگ اس کو ’’کھینچواں نبی‘‘ کہتے ہیں۔

م...... ہماری عبارت نمبر۱۳ پڑھیں۔ (بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں) دیکھا آپ نے نبوت محمدیہ بھی مرزاجی کے آئینے میں آ گئی ہے۔ حالانکہ آئینے میں صرف سامنے کی ایک صورت آتی ہے۔ اندر کی چیزیں اور خصائل واخلاق نہیں آیا کرتے۔ لیکن اگر مرزاجی کا دعویٰ مان لیا جائے کہ نبوت محمدیہ کا عکس بھی آ گیا تو حضور ﷺ کی نبوت تو مستقل نبوت اور باشریعت تھی تو آپ مرزاجی کو بروزی طور پر مستقل صاحب شریعت نبی کیوں نہیں کہتے؟

ن...... پھر آپ نے یہ بروز کا مسئلہ کہاں سے شریعت میں گھسیڑا۔ کوئی جرأت کر کے ہم کو بروز محمد ہونے کا معنی سمجھائے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ دونوں مل کر ایک ہی آدمی بن گئے۔ یہ تو بکواس اور ظاہر کے خلاف ہے۔ دو ہوں تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ گئی۔ اگر حضور کی روح مرزاجی میں آئی تو یہ ہندوؤں کا مسئلہ تناسخ ہے۔ جو قطعاً غلط اور باطل ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزاجی کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، عادات وعبادات، اخلاق، اعتقادات، چال چلن، معاشرہ، تمدن، سیاست، حقوق العباد، حقوق اللہ، معاملات، انسانی مساوات، شفقت اور درد

تبلیغ، تواضع وانکسار، زہدوتقویٰ، کمزوری کے وقت قوت کا اظہار اور قوت میں تواضع کا اظہار۔ اسلامی اخوت اور کفر سے مخالفت اور کافر بادشاہوں سے خطاب۔ غرض یہ کہ ہر بات میں مرزاجی سرور عالم ﷺ ہی کی طرح تھے۔ یہ دعویٰ دنیا میں صحابہؓ سے لے کر آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ نہ اس طرح ہوسکتا ہے تو مرزا 2605 جی جن کے حالات ہم نے ربوہ پارٹی کے محضرنامہ کے جواب میں لکھے ہیں۔ کس طرح عین محمد ہوسکتے ہیں؟ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون) آپ بروز، ظل، عکس وغیرہ الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ ہی دھوکہ دیتے ہیں۔

س...... جب نبوت ختم ہے اور آپ بھی مانتے ہیں تو ہیرپھیر کر کے کیوں مرزاجی کو مسلمان ثابت کرتے ہیں۔ مرزاجی نے صرف آنے والے عیسیٰ ابن مریم بن کر اپنا کاروبار چلانے کی کوشش کی ہے۔

مگر آپ ربوہ جماعت کے محضرنامہ کے جواب میں ہماری کتاب دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آنے والے مسیح ابن مریم وہی اصلی عیسیٰ ابن مریم ہیں کوئی بناوٹی مسیح نہیں ہے۔ دلائل سے بھی اور نشانیوں سے بھی اور مرزاجی کے حالات سے بھی۔

ع...... آپ ہمارا نمبر ۱۵ کا حاشیہ پڑھیں۔ کس مصیبت سے مرزاجی نے اپنے لئے اطلاع علی الغیب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ قادیانیوں نے بلکہ خود مرزاجی نے آیت پوری نقل نہ کر کے دھوکہ دیا ہے۔ پوری آیت یوں ہے۔ ’’عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلك من بین یدیہ ومن خلفہ رصداً‘‘

ترجمہ: ’’خدا عالم الغیب ہے وہ اپنے بھید (غیب اور وحی) پر کسی کو (پوری طرح) مطلع نہیں کرتا۔ مگر جس کو رسول چن لے۔ پھر یقیناً اس کے آگے پیچھے وہ پہرہ لگا دیتے ہیں۔‘‘

یہ اس وحی، بھید اور غیب کا ذکر ہے جس کو لے کر فرشتے پیغمبر کے پاس پہروں کے اندر آتے ہیں۔ اس غیب اور وحی میں اسی لئے کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔ یہ وحی پیغمبروں کے پاس آتی ہے۔ اس میں مرزاجی شریک ہو کر پیغمبر بنتے ہیں۔ کہتے ہیں کیا کروں۔ ایسا مصفّٰی غیب بغیر پیغمبر بنے ملتا نہیں۔ چاروناچار حضور کا بروز بن کر ہی کچھ بننا پڑتا ہے۔

ف...... 2606 مرزاجی نے آخری مضمون جو زندگی کے آخری دن میں اخبار عام کو دیا اس میں بھی اپنی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹا تو لاہوریو! بتاؤ! اگر اس نے نبی کے لفظ سے روکا تھا یا انکار کیا تھا تو پھر کیا ضرورت تھی کہ مرتے مرتے بھی اپنے کو نبی کہہ کر اپنی اولاد کو تباہ وبرباد کر ڈالا اور آپ جیسے

سادہ لوح آدمیوں کو بھی۔ (یہ مضمون جو مرزاجی نے اخبار عام کو بھیجا یہ (تبلیغ رسالت حصہ دہم ص ۱۳۳، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷) پر درج ہے)

لاہوری مرزائی

اٹارنی جنرل کے سوال پر کہ مرزاجی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا ہے۔ آئیں بائیں شائیں کی ہے۔ ''کفر دون کفر'' کی آڑ لی ہے اور مرزا ناصر احمد صاحب کی تقلید ہی میں چھٹکارا سمجھا ہے۔ حالانکہ ایک زکوٰۃ کے انکار سے انصار و مہاجرین نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ان سے جہاد کیا۔ ان کو یہ کہہ کر کہ یہ ملت سے خارج نہیں ہیں۔ معاف نہیں کیا اور ''کفر دون کفر'' کا فائدہ دے کر ان کو زندہ نہیں رہنے دیا گیا۔ یہ ڈھکوسلہ ہے۔ آپ کسی کافرانہ اور خلاف شریعت فعل و عمل کو کافرانہ فعل نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے حکم کی تعمیل نہ کرنا دراصل انکار ہی کا تقاضا ہے۔ مگر آپ کسی مسلمان کو ایسی عملی کمزوری سے اس کو اسلام سے خارج مرتد اور کافر قرار نہیں دے سکتے۔ اس طرح کی بات والے کو ''کفر دون کفر'' کا مصداق بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن مدعی نبوت، مدعی وحی قطعی، انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والے۔ معراج جسمانی کے منکر، حیات مسیح اور نزول مسیح ابن مریم کے منکر اور قطعیات اسلام کے منکر اور قرآن وحدیث کے معانی بدلنے والے کو نہ آپ کسی درجے کا مسلمان کہہ سکتے ہیں نہ اس کو ''کفر دون کفر'' کا مصداق بنا سکتے ہیں۔ نہ کسی بزرگ، صحابی، محدث، فقیہ یا مجدد نے ایسا کیا ہے۔

مرزاجی اپنے انکار کو خدا اور رسول کا انکار قرار دیتے ہیں۔ بھلا خدا ورسول کے انکار سے کوئی کسی درجے میں بھی مسلمان رہ سکتا ہے۔

2607 لاہوری مرزائیو! اب ہم آپ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کی چند باتیں نقل کرتے ہیں۔ کیا اس قسم کا جھوٹا آدمی مجدد، محدث یا مسیح بن سکتا ہے؟

اور یہ باتیں اس لئے نقل کرتے ہیں کہ لاہوری مرزائی تبلیغ شوق میں اس غلط کار آدمی کی پیروی کر کے خواہ مخواہ گندے نہ ہوں اور سیدھے سادے مسلمان بن کر تبلیغ کریں اور دونوں جہاں کی سرخروئی حاصل کریں۔

۱...... مرزاجی کو جب تک نبی بننے کا شوق نہ چرایا تھا انہوں نے (ازالہ اوہام ص ۹۱۵، خزائن ج ۳ ص ۶۰۰) میں لکھ دیا کہ: ''حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد صاحب سرہندیؒ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ جس شخص سے مکالمات الٰہیہ زیادہ ہو جائیں وہ محدث کہلاتا ہے۔''

لیکن جب خوشامدی مریدوں کی مہربانی سے نبوت کا شوق چرایا تو اسی مکتوب کے حوالے سے لکھ دیا کہ: ’’ایسے شخص کو نبی کہا جاسکتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

اور چالاکی کرکے یہاں مکتوب کا نمبر نہیں دیا تاکہ راز فاش نہ ہو۔

۲...... جب تک مسیح موعود بننے کے راستے میں کچھ کانٹے نظر آئے تو (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲) میں لکھ دیا کہ ’’میرا دعویٰ مثیل مسیح کا ہے۔ کم فہم لوگ اس کو مسیح موعود سمجھ بیٹھے ہیں۔‘‘ گویا مسیح موعود کہنے والے کو کم فہم کا لقب دیا اور اپنے کو صرف مثیل کہا۔ مگر جب دیکھا کہ چیلے چانٹے مانتے ہی چلے جاتے ہیں تو اسی کتاب میں اور پھر تمام تحریروں میں کھلم کھلا اپنے کو مسیح موعود لکھنا شروع کردیا۔

۳...... اپنی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اس نے جھوٹ کہا کہ ’’بخاری شریف میں جو قرآن کے بعد سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہے یہ حدیث موجود ہے کہ مہدی کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خدا کا خلیفہ ہے۔ اس حدیث کو دیکھو کہ کس پائے کی ہے اور کتنی معتبر کتاب میں درج ہے۔‘‘ (شہادۃ القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

(حالانکہ یہ حدیث بخاری شریف میں قطعاً نہیں ہے)

2608

۴...... سرور عالم ﷺ پر جھوٹ بول دیا کہ ’’آپ نے دس ہزار یہودی ایک دن میں قتل کرائے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۵۷، خزائن ج۲۲ ص۱۶۱)

پھر اسی کتاب کے (ص۱۱۱، خزائن ج۲۲ ص۱۱۴) پر لکھ دیا ’’کئی ہزار یہودی قتل کرائے‘‘ یہ قطعاً جھوٹ ہے۔ صرف بنوقریظہ کا ایک واقعہ ہے۔ جس میں چار سے چھ سو تک یہودی قتل کئے گئے تھے۔ لیکن وہ ان کے اپنے تجویز کردہ ثالث کے فیصلے سے قتل ہوئے اور تورات کے عین مطابق ہوئے اور یہ بھی وہ یہودی تھے۔ جنہوں نے غزوہ خندق کے نازک موقع پر ۲۴ ہزار لشکر کفار سے مل کر مسلمانان مدینہ کے قتل عام کا انتظام کردیا تھا۔ بلکہ نفس اسلام کے استیصال پر کمر باندھ رکھی تھی۔

۵...... مرزاجی نے قرآن پاک پر جھوٹ بولا کہ ’’آخری زمانے میں طاعون اور زلزلوں کے حوادث عیسیٰ پرستی کی وجہ سے ظاہر ہوں گے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۴، خزائن ج۲۲ ص۴۹۹)

مرزائیو! قرآن پاک میں کہاں لکھا ہے؟

۶...... مرزاجی نے اپنی کتاب (اربعین حاشیہ نمبر۳ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳) پر لکھا ہے کہ ’’بخاری شریف مسلم شریف اور انجیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔‘‘

مرزائیو! مسلم شریف میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے ذکر میں ان کو نبی کہا گیا ہے۔ مگر یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ آنے والے وہی ابن مریم پیغمبر ہوں گے۔ کوئی بناوٹی مسیح نہ ہوں گے۔ مگر ہم بحث مختصر کرنے کے لئے پوچھتے ہیں کہ بخاری شریف اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں کہاں مرزاجی کو نبی کہا گیا ہے؟ ذرا اپنے مرشد کو سچا تو ثابت کریں۔ پھر کہتے ہیں کہ ان سب کتابوں میں میرا ذکر ہے۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔

۷...... مرزاجی نے اپنی کتاب (اربعین حصہ سوم ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) پر لکھا ہے کہ: ’’ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں۔ جن میں لکھا تھا کہ 2609 مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا اور وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔‘‘

(مرزائیو! مل کر قرآن شریف میں سے کوئی آیت ایسی نکالو جس میں یہ لکھا ہو ورنہ چھوڑو اس جھوٹے کو) پھر قرآن اور حدیث میں سے کسی کتاب میں مسیح موعود کا لفظ بتا دو اور انعام حاصل کرو۔

۸...... جب مرزاجی کو محمدی بیگم سے شادی رچانے کا شوق چرایا جو نابالغ لڑکی تھی اور مرزاجی ادھیڑ تھے تو اپنے اوپر وحی اتار دی کہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے (زوّجنا کہا) کہ ہم نے اس محمدی بیگم کا نکاح تم سے کر دیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ پر صریح جھوٹ تھا۔ اگر خدا نے نکاح کیا تھا تو پھر وہ دلا کیوں نہ سکا اور اگر رکاوٹیں بہت تھیں جن کو خدا دور نہ کر سکتا تھا تو نکاح کیوں کر ڈالا؟ اور مرزاجی کا خدا اتنا بھی نہ سمجھا کہ بیس سال کی مسلسل کوشش کے بعد یہ لڑکی نہ مل سکے گی۔ خواہ مخواہ نکاح کر ڈالا۔

(مرزاجی کی اس پیش گوئی کو آپ اس کی بہت ساری کتابوں میں پائیں گے)

۹...... مرزاجی نے فتویٰ دیا کہ: ’’ایسے مردوں کے سوا جن سے نکاح جائز نہیں باقی سب مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۱۰)

پھر بانو نام کی عورت سے مٹھیاں بھروائیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۱۰، روایت نمبر۷۸۰)

اور اندھیری راتوں میں اپنے پہرہ پر مائی فجو منشیانی اور مائی رسول بی بی مقرر کی۔ ایک جوان لڑکی زینب تمام رات خدمت کرتی پنکھا ہلاتی۔ صبح تک خوشی اور سرور حاصل ہوتا۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۱۳، روایت نمبر۷۸۶)

آپ بتائیں کہ فتویٰ صحیح ہے یا ان غیر محرم عورتوں کی یہ کارروائی؟

۱۰...... 2610 مرزاجی نے محمدی بیگم کے نکاح کی طرف سرور عالم ﷺ کا ارشاد یا اشارہ بھی لکھا۔ (کہ اے بے وقوفو! یہ ہوکر رہے گا۔ حضور ﷺ نے بھی اشارہ فرمایا ہے) حالانکہ یہ محض جھوٹ تھا۔ صرف عشق محمدی بیگم نے مرزاجی کو اندھا، بہرا کر رکھا تھا۔ جیسے بھوکے نے دوتے دو چار کا معنی چار روٹیاں بتایا تھا۔ بھلا رسول اللہ ﷺ کو مرزاجی اور محمدی بیگم کی شادی کی غلط اطلاع ہوسکتی تھی تو صحیح اطلاع کیوں نہ ہوسکتی تھی کہ یہ شادی نہ ہوگی اور مرزا قادیانی کی ناک کٹ جائے گی۔

۱۱...... مرزاجی نے لکھا کہ معراج والی آیت ''من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ'' میں مسجد اقصیٰ سے مراد میری یہی مسجد قادیان ہے۔ اسی کو برکت دی گئی ہے۔''

(تبلیغ رسالت حصہ نہم ص۳۷، ۳۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۸)

اور لکھا ہے کہ ''مسجد اقصیٰ سے مراد یوروشلم کی مسجد نہیں ہے۔ بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے۔''

(تبلیغ رسالت ج۹ ص۳۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۹)

(خیال کریں کہ کس طرح لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی سعی کی ہے)

پھر کہا کہ ''قادیان کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔''

(تبلیغ رسالت حصہ نہم ص۳۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۸)

۱۲...... مرزاجی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہا۔ مگر خود مرزاجی کا بڑا بیٹا مرزا افضل احمد مرزاجی پر ایمان نہ لایا اور وہ مرگیا تو مرزاجی نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو کیا وہ بھی کنجری کا بیٹا ہوگیا؟ اور اگر اس کی والدہ مرزاجی کی بیوی ایسی تھی تو پھر جس پاک گھر میں ایسی عورتیں اور لڑکے ہوں وہ کتنا پاک گھر ہوا؟ (یہ سب اس بکواس کی سزا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں مرزاجی نے کی ہے) اور اس عورت کے خاوند کا کیا حال ہوا۔

۱۳...... 2611 مرزاجی نے وہ منارہ جو دمشق کے مشرق کو ہوگا، جس کے پاس حضرت مسیح نازل ہوں گے، اپنے قادیانی منارے کے متعلق بتایا اور کہا کہ وہ منارہ یہی ہے۔

(تبلیغ رسالت ج۹ ص۳۷ تا ۳۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۶ تا ۲۸۸)

گویا منارہ سے مراد منارہ ہی ہے۔ لیکن دمشق سے مراد قادیان ہے۔ (ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند) مرزاجی ذرا سوچا تو ہوتا کہ مسیح علیہ السلام اس منارے کے پاس نازل ہوں گے۔ گویا منارہ پہلے سے موجود ہوگا۔ مگر آپ نے چندہ کر کے اپنی ولادت شریفہ یا نزول کے بعد یہ منارہ بنایا۔ یہاں اگر ایک افیونی کا قصہ ذکر کر دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ وہ جب پاخانے

جاتا تو پانی کا لوٹا بھر لے جاتا۔ مگر افیونی تھا۔ اس کو قبض رہتی تھی اور لوٹے میں سوراخ تھا جب تک وہ فارغ ہوتا پانی لوٹے سے ختم ہو جاتا۔ ایک دن اس کو غصہ آیا اور پاخانے میں جاتے ہی پہلے استنجا کر ڈالا بعد میں پاخانہ کرنے لگا اور کہا کہ سسرے اب دیکھوں کیسے تو ختم ہوتا ہے؟

۱۴...... مرزاجی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو بغیر باپ کے لکھا۔ دیکھو

(ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص۴۹، خزائن ج۲۲ ص۶۷۲)

پھر لکھ مارا کہ ”قرآن اس کی بن باپ کی پیدائش کو رد کرتا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص۴۱، خزائن ج۲۲ ص۴۴)

(دیکھو یہ ہے مرزاجی کی قرآن دانی) اب دو باتوں میں سے ایک تو ضرور جھوٹی ہوگی جو مرزاجی کو کذاب ثابت کر کے حدیث کی تصدیق کرے گی۔

۱۵...... لاہوری مرزائیو! ذرا سوچو آپ کس فریب میں مبتلا ہیں کہ مرزاجی حضور ﷺ کے کامل اتباع اور فنافی الرسول ہونے کی وجہ سے عین محمد بنے اور اس طرح نبی کہلائے۔

2612 دیکھئے! اور یقین کر لیجئے! کہ نبوت محض موہبت اور خدا تعالیٰ کی بخشش ہے۔ یہ کسی عمل یا کسب یا اتباع سے نہیں ملتی۔ بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں نبوت دے دیں۔ اس نے پہلے سے ان کا ظرف ہی ایسا بنایا ہوتا ہے اور وہی بہتر سمجھتے ہیں کہ کس کو پیغمبر بنائیں۔ ”اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ“ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اپنی پیغمبری کس کو دیں۔ خود مرزاجی نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب (حمامۃ البشریٰ ص۸۲، خزائن ج۷ ص۳۰۱) میں لکھتے ہیں: ”لاشك ان التحدیث موهبة مجردة لا تنال بکسب البتة کما هو شان النبوة“ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ محدث ہونا محض خدا کی بخشش ہے۔ یہ کسی کسب اور عمل سے نہیں ملتی جیسے نبوت کا حال ہے۔

پس فنافی الرسول ہونا۔ کثرت اتباع سے امتی نبی ہونا یہ سب ڈھونگ ہے۔ ورنہ حضور ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے کذاب ودجال پیدا ہوں گے۔ ہر ایک کہے گا میں نبی ہوں۔

اس ارشاد میں اس کی نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ امت میں سے ہوگا اور اس کے دجل وفریب کا ذکر کر کے مرزا قسم کے ان تمام لوگوں کے دعوؤں اور دجل وفریب کی طرف اشارہ کیا گیا۔ جو مرزاجی کے حالات میں ہم نے ربوہ پارٹی کے محضرنامے کے جواب میں بیان کئے۔

[2613] لاہوری مرزائی

۱...... لاہوری مرزائی اس دھوکے میں ہیں کہ ہم تو مرزاجی کو نبی نہیں مانتے۔ مہربانو! پہلے تو آپ ان سینکڑوں اقوال کو رد نہیں کر سکتے جو مرزاجی نے نبوت کے لئے کئے۔

۲...... پھر آپ یقین مانیں کہ مرزاجی نے دو قسم کی باتیں اس لئے جان بوجھ کر کہیں کہ ہر موقع پر کام آسکیں۔ یہی دجل ہے۔

۳...... تیسرے اس کے ماننے سے آپ کو اسے مسیح بن مریم ماننا پڑتا ہے جو تیرہ سو سال کے عقیدے کے خلاف ہے اور اس طرح آپ اور قادیانی گروہ دونوں اس کو مسیح موعود کہہ کر ایک ہی ہو جاتے ہیں اور نبی بھی اس لئے کہتے ہیں کہ مسلم شریف کی حدیث میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے ذکر میں نبی کا لفظ آ گیا ہے تو کیا حضور ﷺ نے بھی نبی لغوی ہی استعمال کیا؟ آپ نے بروز استعارہ اور لغت کو ایسا عام کر دیا ہے کہ سب جگہ استعارہ ہی استعارہ ہو گیا ہے۔

۴...... پھر آپ کو بیسیوں آیات قرآنیہ کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

۵...... آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی توہین میں مرزاجی کی بات ماننی پڑتی ہے۔

۶...... آپ اسی کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے جسمانی معراج کا انکار کرتے ہیں۔

۷...... آپ مرزاجی کے اتباع میں مرزاجی کی وحی کو قرآن وتورات کی طرح قطعی اور پاک سمجھتے ہیں۔

۸...... آپ کافروں کے ہمیشہ جہنم کے اندر رہنے کے منکر ہو گئے ہیں۔

۹...... آپ ایک ایسے شخص کو مجدد مانتے ہیں اور صحیح مسلمان کہتے ہیں جس کے عقائد کفریہ ہیں۔

۱۰...... [2614] آپ مرزا کے ان تمام اقوال کو صحیح مانتے ہیں۔ جن میں انگریز کی اطاعت فرض اور جہاد کو موقوف کیا گیا ہے۔

۱۱...... آپ مرزاجی کے ٹوڈیانہ خیالات کی تصدیق اور قطعیات دین کا انکار کرتے ہیں۔

۱۲...... آپ ایک غیر نبی کو نبی پر فضیلت دیتے ہیں۔

۱۳...... آپ مرزاجی کے اس قول کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مسمریزم تھے۔ (اور خود مرزاجی بھی ایسا کر سکتا تھا) اور حضور ﷺ کا معراج روحانی تھا۔ (اور خود مرزا کو بھی اس طرح کے معراج ہوئے)

۱۴...... آپ جو تبلیغ کرتے ہیں اس میں آپ حضورﷺ کے بعد ختم نبوت کی آڑ لے کر نئے اور پرانے پیغمبروں کی نفی کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کا انکار کرتے ہیں جو متواتر ہے اور جس کا انکار کفر ہے۔

۱۵...... آپ مرزاجی کے اس کلام کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک کے اصلی معانی جن میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر تھا۔ قرون اولیٰ سے چھپا رکھے تھے۔ حتیٰ کہ خود مجدد بننے تک مرزاجی بھی نہ سمجھے۔

۱۶...... ہم کسی وحی، کسی کشف، کسی الہام اور کسی بھی بات کا حسن وقبح اور حق وباطل ہونا قرآن وحدیث سے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مگر قرآن پاک کو خود خدا تعالیٰ نظروں سے اوجھل کر دے اور حدیثوں کے جس ڈھیر کو مرزاجی اپنی وحی کے خلاف سمجھیں رد کر دیں تو ہمارے ہاتھ میں کون سی کسوٹی رہ گئی؟

۱۷...... لاہوری مرزائیو! ذرا غور کرو کس قسم کے آدمی کو آپ مسیح موعود اور مجدد بنا بیٹھے ہیں۔

مرزاجی (براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ ص۷، خزائن ج۲۱ ص۹) میں لکھا کہ:

’’پہلے پچاس حصے 2615 (براہین احمدیہ کے) لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔‘‘

مرزائیو! سچ کہو پچاس ہزار قرضہ ہو تو پانچ ہزار دے کر تم جان چھڑا سکتے ہو؟ یا پانچ لاکھ کا مال منگایا۔ کیا تم پچاس ہزار دے کر عہدہ برآ ہوسکتے ہو؟ اگر مرزاجی کی یہ منطق مان لی جائے تو دنیا کا سارا انتظام درہم برہم ہوجائے۔

کیوں اس عجیب وغریب آدمی کی پیروی کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو؟

لاہوریوں سے اپیل

ہم آخر میں لاہوری مرزائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ قادیانیوں نے تو باپ دادا کی گدی بنا ڈالی۔ کروڑوں روپے کما لئے۔ ان پر عصبیت غالب ہوسکتی ہے۔ مگر آپ اب اس غلطی سے باہر آکر سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی ساری قدرتوں اور پرانے دین کو مان کر مسلمانوں میں مل جائیں تاکہ آپ کی دین ودنیا بہتر ہوجائے۔ آپ تبلیغ کریں مسلمان آپ پر فدا

ہوں گے۔ ورنہ مرزا جی کا اتباع ستر کروڑ مسلمانوں کے عقیدے میں غلط اور قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

ان سطور کے بعد ہم اس بل کی حمایت کرتے ہیں جو ہم نے پیش کیا ہے۔ جس میں مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں قادیانی اور لاہوریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے محروم کرنے کا ذکر ہے۔

غلام غوث ہزاروی (ایم.این.اے)
عبدالحکیم (ایم.این.اے)
عبدالحق بلوچستانی (ایم.این(اے)

2616
جناب چیئرمین: بس جی! اس سے آگے کا چھوڑ دیں۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ یہ بل ہمارے پاس ہے۔

مولانا عبدالحکیم: جب مطلب کی چیز آئی ہے تو اس کو چھوڑ دیں۔

جناب چیئرمین: یہ سرکولیٹ ہو چکا ہے۔ یہ قرارداد یں ان کی طرف سے بھی نہیں پڑھی گئی ہیں اور نہ آپ پڑھیں۔ کیونکہ یہ سرکولیٹ ہو چکی ہیں۔ یہ کاپی ہمارے پاس ہے۔

مولانا عبدالحکیم: یہ بل؟

جناب چیئرمین: یہ بل ممبروں کے پاس ہے۔

مولانا عبدالحکیم: اچھا! باقی پرسوں کرلیں گے۔

جناب چیئرمین: انا للہ وانا الیہ راجعون! آٹھ گھنٹے آپ نے لئے ہیں۔ کوئی صبر کی بھی حد ہوتی ہے۔ ان ممبران کا کیا قصور ہے جو دو مہینوں سے بیٹھے سن رہے ہیں؟ ان بے چاروں کا کیا قصور ہے؟

میاں محمد عطاء اللہ: مولوی مفتی محمود صاحب جب پڑھ رہے تھے اس وقت اعتراض نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: آپ چھوڑیں اس بات کو۔ ان دونوں سے درخواست کی تھی۔ ان کی کتاب کے ۲۶۰ صفحے ہیں اور ان کی کتاب کے ۲۰۰ صفحے تھے۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کو نہیں پتہ، یہ شرارتیں کرتے رہے ہیں میاں اسلم اور میاں عطاء اللہ آپ کی ساری تقریر میں ہنستے رہے ہیں۔

اچھا! کوئی ممبر نماز کے بعد تقریر کرنا چاہتا ہے؟ آوازیں؟ کوئی بھی نہیں۔ کورم پورا نہیں ہوگا؟

2617 مولانا عبدالحکیم: پرسوں اجلاس ہوگا تو پھر کریں گے۔

جناب چیئرمین: آپ کی نصف تقریر کے حوالے مفتی شفیع صاحبؒ کی کتاب سے لئے گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے صرف دو کتابیں دی ہیں۔ اگر مجھے ۵۰، ۶۰ کتابیں دی جاتیں تو میں ممبروں کو تقسیم کردیتا۔

مولانا عبدالحکیم: ہم نے کوئی ختم نبوت کا چندہ اکٹھا نہیں کیا کہ مفت کتابیں دے دیں۔

جناب چیئرمین: کوئی اور صاحب تقریر کریں گے؟ اچھا! پھر سوموار کو اجلاس رکھتے ہیں۔

ایک رکن: سوموار کو شب برأت ہے، چھٹی ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین: یہ پرائمری سکول نہیں ہے کہ اپنی مرضی سے جب چاہیں چھٹی کرلیں۔ پرسوں دس بجے اجلاس رکھتے ہیں اور سوموار کو دو اجلاس ہوں گے۔ دو اور تین تاریخ تک ڈیٹیل سے بحث کرلیں گے۔ چار تاریخ کو اٹارنی جنرل تقریر کریں گے۔ پانچ تاریخ کو شام کو جوائنٹ سٹنگ ہے۔

Now the House is adjourned to meet on Monday, the 2nd at 10am. Thank you very much. I very much appreciate the patience of the honourable members.

(اب ہاؤس کو ۲ تاریخ بروز پیر صبح دس بجے تک کے لئے برخاست کیا جاتا ہے۔ بہت بہت شکریہ! میں معزز ممبران کے حوصلے کی داد دیتا ہوں)

[The Special Committee of the whole House adjourned to meet at ten of the clock, in the morning, on Monday, the 2nd September, 1974.]

(کل ارکان پر مشتمل کمیٹی کا اجلاس ۲ ستمبر ۱۹۷۴ء بروز پیر صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کردیا گیا)

No. ~~18~~ 17

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Monday, the 2nd September, 1974

(Contains No. 1—21)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Qur'an 2699
2. Qadiani issue-General discussion—*Continued* .. .. 2699 - 2824

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

No. 18

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Monday, the 2nd September, 1974

(Contains No. 1 21)

2699 *THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN*

(قومی اسمبلی پاکستان)

PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE.

OFFICIAL REPORT

Monday, the 2nd September. 1974.

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی بند کمرے کی کارروائی)

(۲ر ستمبر ۱۹۷۴ء، بروز سوموار)

The Special Committee of the Whole House met in Camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at ten of the clock, in the morning. Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس اسمبلی چیمبر (سٹیٹ بینک بلڈنگ) اسلام آباد بند کمرے میں صبح دس بجے جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) کی زیر صدارت منعقد ہوا)

(Recition from the Holy Quran)

(تلاوت قرآن شریف)

QADIANI ISSUE- GENERAL DISCUSSION

Mr. Chairman: *I would like to know as to who would like to speak. You wanted some time.*

(جناب چیئرمین: میں جاننا چاہتا ہوں کہ اب کون بات کرے گا۔ آپ کچھ وقت چاہتے تھے)

آپ کی طرف سے آچکا ہے۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو مختصر طور پر کہہ لیں۔ کیونکہ مفتی محمود اور پروفیسر غفور احمد نے ۳۷ ممبروں کے نام لکھ کر دے دیئے ہیں۔

Sardar Moula Bakhsh Soomro: *I wanted to say a few words.* (سردار مولا بخش سومرو: میں مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں)

Mr. Chairman: *Yes, Mr. Soomro.*

(جناب چیئرمین: جی! مسٹر سومرو)

2700 ***Sardar Moula Bakhsh Soomro:*** *Sir, every point in connection with Ahmediat has been fully expressed in its entirety and I only associate myself with sanctity and piety of the proposal and I would only express a few words.*

Sir, it is now crystal clear that this was a plot and the plot with all its ramifications has been discussed here and after that there can be no two opinions that according to Muslim conception they are nothing but "Kafir". That being quite clear, then the conclusion or the step that would be taken after clarification is to have them declared not only as non- Muslims but even their publications and literature should be banned if it is meant that hereafter such religious flare ups should be ended for ever.

Sir, their expressions are clear; their only target is the 'Shaan' of Hazrat Muhammad (peace be upon him) and *they want that 'Shaan' and they feel this the only object to be achieved. So, Sir, their publications should be banned. Sir, sometimes he speaks that "I am Ghulam-i-Ahmad, I am the slave, a humle slave" and in the same breath he again says that he is Muhammad (peace be upon him) personified and speaks so disparagingly even of As'hab Sidikah, calling himself sometimes personified Hazrat (peace be upon him), and sometimes he puts himself even above all Nabis in the past. About the status of As'hab Sidikah and the Panjtan and Hussain (peace be upon him) he calls them as below himself and call them non- entities. He calls Hazrat Ali (peace be upon him) "murda, mara howa tera Ali". All these things really, Sir, agitate the minds of Muslims. Even during the discussion that went on there in this August House, one had to control and exercise restraint over one-self to see them being spoken so disparagingly and in such a humiliating manner, over whom, our families, our children be "qurban". Therefore, in future such literature should be banned if it is meant really that hereafter there be no religious feuds in this country.*

According to their own faith they did not offer prayers of Janaza, even of Quaid-i-Azam, and with open mind said that "he is 'Kafir' or we are 'Kafir', according to their way of faith. Therefore, Sir, just to have the end and termination of this propaganda, the only thing lies that they should be drclared as non- Muslim. Government should

now declare their Rabwa to be an open city 2701 ***and their propaganda should be banned hereafter. Not only that. Sir, but as per information recieved, land surrounding Rabwa in their name should not be given to Ahmadias. I think restriction should be imposed hereafter. Any land surrounding Rabwa should not be given to Ahmadis; it should also be banned. If such steps are taken, I feel that as provided in the Constitution that the religion of this country is Islam, then it will be a proof and they will believe that Islam is the religion of this country.***

With these few words I just expressed, I thank you very much.

(جناب سردار مولا بخش سومرو کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

(سردار مولا بخش سومرو: جناب عالی! احمدیت سے متعلقہ ہر نقطہ مکمل طور سے بیان کر دیا گیا ہے اور میں صرف اس تجویز کے احترام اور تقدس کے پیش نظر اس میں حصہ لے رہا ہوں اور میں صرف چند الفاظ میں اظہار خیال کروں گا۔

جناب عالی! اب یہ بات مکمل طور پر واضح ہو چکی ہے کہ یہ ایک سازش تھی اور یہ سازش اپنی تمام منفی نتائج کے ساتھ یہاں زیر بحث آ چکی ہے۔ بعدازاں اس بارے میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ مسلمانوں کے تصورات کے مطابق وہ یقیناً کافر ہیں۔ یہ بات بہت واضح ہو چکی ہے۔ اب نتیجہ یا اگلا قدم یہ ہونا چاہئے۔ اس وضاحت کے بعد انہیں صرف غیر مسلم قرار نہ دیا جائے۔ بلکہ ان کی مطبوعات اور کتابوں پر بھی پابندی لگا دی جائے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آج کے بعد اس قسم کے مذہبی تصادم ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے چاہئیں۔

جناب عالی! ان کے خیالات واضح ہیں اور ان کا ہدف صرف حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس ہے اور یہ شان وہ خود حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اپنے خیال میں وہ اس شان اور مقام کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا جناب عالی! ان کی مطبوعات پر پابندی لگا دینی چاہئے۔ جناب عالی! کبھی وہ کہتا ہے کہ میں غلام احمد ہوں۔ میں تو غلام ہوں۔ ایک عاجز غلام اور اسی سانس میں وہ

دوبارہ کہتا ہے کہ وہ محمد ہے۔ یعنی ان کا عکس ہے اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں مضحکہ خیز باتیں کرتا ہے۔ کبھی وہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کا ظل قرار دیتا ہے اور کبھی اپنے آپ کو گزشتہ تمام پیغمبروں سے افضل قرار دیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ، پنجتن پاک کو وہ اپنے آپ سے کمتر قرار دیتا ہے۔ وہ حضرت علیؓ کو مردہ ''مرا ہوا تیرا علی'' سے خطاب کرتا ہے۔ جناب والا! یہ سب چیزیں مسلمانوں کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرتی ہیں۔ اس معزز ایوان میں بحث کے دوران سب کو اپنے آپ کو قابو میں رکھنا پڑا۔ جب ہم نے ان ہستیوں کے بارے میں ان کی توہین آمیز گفتگو سنی۔ جن پر ہمارے خاندان اور اولاد قربان ہو۔ لہٰذا مستقبل میں ایسے لٹریچر پر پابندی لگائی جائے اور مستقبل میں اس قسم کی مذہبی عداوتوں کی اس ملک میں گنجائش نہیں ہونی چاہئیں۔

اپنے عقیدہ کے مطابق وہ مسلمانوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے۔ حتیٰ کہ قائداعظم کا جنازہ بھی نہیں پڑھا اور واضح طور کہا کہ یا وہ کافر ہیں یا ہم کافر ہیں۔ لہٰذا جناب والا، ان کے پروپیگنڈا کو ختم کرنے کے لئے یہی قدم اٹھانا چاہئے کہ انہیں غیر مسلم قرار دیا جائے۔ حکومت ربوہ شہر کو کھلا شہر قرار دے اور آئندہ ان کے پروپیگنڈے پر پابندی لگائی جائے۔ جناب والا! صرف اس قدر ہی نہیں بلکہ موصولہ اطلاعات کے مطابق ربوہ کے نواحی علاقوں میں ان کو موجود اراضی بھی انہیں نہ دی جائے۔ میرا خیال ہے کہ آئندہ پابندی لگا دی جائے اور ربوہ کے گردونواح کی کوئی زمین احمدیوں کو نہ دی جائے۔ اس پر پابندی ہونی چاہئے۔ اگر ایسے اقدامات اٹھا لئے جائیں اور جیسا کہ آئین میں درج ہے کہ اس ملک کا مذہب اسلام ہے تو یہ اس کا ایک ثبوت ہوگا اور یہ لوگ بھی مان لیں گے کہ اس ملک کا مذہب اسلام ہے۔ انہی مختصر الفاظ کے ساتھ میں نے اپنا مدعا بیان کر دیا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ!

جناب چیئرمین: شہزادہ سعید الرشید عباسی!

(جناب شہزادہ سعید الرشید عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

شہزادہ سعید الرشید عباسی: جناب والا! میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں۔ جسے پاکستان بننے سے پہلے اور ون یونٹ کے وقت ''ریاست بہاولپور'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ریاست بہاولپور پنجاب کی سب سے بڑی اسلامی ریاست تھی۔ یہاں اسلام کا بول بالا تھا اور اسلامی قانون نافذ تھے۔ چنانچہ اس سرزمین پر نواب الحاج صادق محمد خان عباسی کے دور میں ایک بڑا اہم واقعہ پیش آیا۔ یہ ایک مقدمہ تھا۔ جو ۱۹۲۶ء میں دائر ہوا اور جو بعد میں ''فیصلہ بہاولپور'' کے نام سے مشہور ہوا۔ مفتی محمود صاحب نے اس فیصلے کا ایک کتابچہ سب ممبر صاحبان کو دیا ہے۔ میں

امید رکھتا ہوں کہ سب صاحبان نے اس کو دیکھ لیا ہوگا۔ جناب والا! فیصلہ بڑا اہم تھا اور یہ فیصلہ اس وقت ہوا جب ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت نہیں تھی۔ بلکہ انگریزوں کی حکومت تھی اور اس وقت یہ فیصلہ ایک مسلمان ریاست میں ہوا اور یہ مقدمہ کافی عرصہ تک چلتا رہا۔ آخر سات فروری ۱۹۳۵ء کو منشی اکبر خان نے جو اس وقت ڈسٹرکٹ جج تھے، اس کا فیصلہ سنایا۔ فیصلہ کیونکہ بڑا طویل ہے میں اس میں جانا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ون یونٹ بننے کے بعد ریاست بہاولپور ختم ہوگئی اور ہمارے ساتھ ناانصافی محض اس لئے ہوئی کیونکہ ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ بہاولپور کے عوام نے یہ فیصلہ کیا تھا اور اس دن سے [2702] ہمارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ وہاں ترقی بند ہوگئی۔ ہم پر ظلم ڈھائے گئے۔ جن صاحبان نے یہ سب کچھ کیا میں ان کے نام یہاں لینا مناسب نہیں سمجھتا۔ بہرحال بہاولپور کے عوام بخوبی جانتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا۔ جب یحییٰ خان کی حکومت تھی تو یہ افسران جو اس وقت یہاں موجود تھے انہوں نے فرید گیٹ کے پرامن جلوس کے اوپر گولی چلائی۔ وہ صاحبان بخوبی جانتے ہیں کہ ان کا مقصد کیا تھا؟ یہ فیصلہ بہاولپور کے مسلمانوں نے قادیانیوں کے خلاف کیا اور اس کی سزا آج تک ہمیں مل رہی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ حکومت اس بات کو مدنظر رکھے گی۔ ہمارے ساتھ جو کچھ زیادتیاں ہوئیں اور اس فیصلے کے بعد جو سلوک ہوا اور ہمیں جو سزا ملی اور اب میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے ساتھ بہتر سلوک ہوگا۔ ہماری سزا ختم ہوگی۔ پاکستان بننے کے ۲۷ سال بعد آج اس ہاؤس میں یہ فیصلہ ہو رہا ہے اور جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے اور جہاں تک بہاولپور کے عوام کا تعلق ہے۔ ہمارے لئے یہ فیصلہ آج سے ۴۰ سال پہلے ہو چکا ہے اور میرا ایمان ہے کہ جو فیصلہ ہوا ہے وہ صحیح ہوا ہے اور میں آج بھی اس پر قائم ہوں اور میں اس کی پوری حمایت کرتا ہوں۔ اس کی پوری تائید کرتا ہوں اور حضور ﷺ کا ایک ادنیٰ خادم ہوتے ہوئے آج تک اس پر قائم ہوں اور تادم مرگ قائم رہوں گا۔

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! ایک گزارش کردوں، اس دن بھی عرض کیا تھا کہ ہم ***Close door*** (بند کمرے میں) سیشن کر رہے ہیں اس میں ایک چیز لازمی ہے کہ ہر چیز کا ***Solution*** (حل) بتائیے کہ اقلیت قرار دینے سے کیا فائدہ ہوگا، کیا نقصان ہوگا۔ اگر نہ دیں تو کیا نقصان ہوگا، کیا فائدہ ہوگا، کیونکہ ہم یہاں ***With realistic approach*** (حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر) سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ نے دونوں سائیڈ پر کہ کون سا ریزولیشن ***Adopt*** (اختیار) کریں جو کہ کافی ہو، ملک جعفر کا کریں یا کوئی اور یا کوئی نئی ***Proposal*** (تجویز) دیں۔

2703 *Now the discussion should be in the form of some proposals, suggestions and solutions---- We have heard much about everything---- in order to lessen the burden on the Steering Committee, which will meet on 4th or 5th to finalise the recommendations in the light of the debate that has taken place. So, I will request the honourable members to come forward with concrete proposals, and they must look towards all the aspects that in case they are declared as a minority, what would be the consequences, and in case they are not declared as a minority, what would be the result and consequences. This should be kept in view.*

(اب ہماری اس بحث کو تجاویز مشوروں اور حل کی شکل اختیار کرنی چاہیے۔ ہم نے ہر چیز کے متعلق تفصیل سے سنا ہے۔ لہٰذا سٹیرنگ کمیٹی کے ۴ یا ۵ ستمبر کو ہونے والے اجلاس کے دوران اس کے اوپر بوجھ کم کرنے کی غرض سے یہاں ہونے والی بحث کی روشنی میں، میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ ذرا آگے کی طرف قدم بڑھائیں اور انہیں (احمدیوں) کو اقلیت قرار دینے سے متعلق تمام پہلوؤں پر نظر رکھیں کہ اس کے کیا نتائج برآمد ہوں گے اور انہیں اقلیت قرار نہ دینے کی صورت میں کیا نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ اب اس معاملے پر نظر رکھنی چاہیے)

Sardar Moula Bakhsh Soomro: *Point of information. As you just said that those who speak should suggest remedial measures or consequential result after such steps, if this is the object which I have been able to understand, in that case you will allow me a few minutes more to express my views on that line. I will just, in my humble way, suggest a few things as desired by you, Sir.*

(سردار مولا بخش سومرو: پوائنٹ آف انفارمیشن! جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ جو لوگ گفتگو کرنا چاہتے ہیں وہ اصلاحی اقدامات یا ان اقدامات کے مسلسل نتائج پر بھی گفتگو کریں اگر

آپ کا یہی مقصد ہے تو میں اس ضمن میں اظہار خیال کرنے کے لئے کچھ وقت چاہتا ہوں اور آپ کی خواہش کے مطابق چند عاجزانہ مشورے دینا چاہوں گا)

***Mr. Chairman:** Sahibzada Safiullah.*

(جناب چیئرمین: صاحبزادہ صفی اللہ!)

***Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari:** Point of information.* (ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: پوائنٹ آف انفارمیشن)

***Mr. Chairman:** Just a minute, I have given the floor to Sahibzada Safiullah.*

(جناب چیئرمین: صرف ایک منٹ، میں نے فلور صاحبزادہ صفی اللہ کو دے دیا ہے)

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اہم اور سنجیدہ مسئلہ ہے۔ اگر اس پر ممبران صاحبان تحریری طور پر تجاویز دیں تو یہ زیادہ موزوں ہوگا۔ کیونکہ زبانی طور پر کئی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو کہ انسان کے ذہن سے نکل جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: لازماً تحریری طور پر...... کیونکہ یہ ایک نیشنل پرابلم ہے۔ لیکن ایسی باتیں جو کہ ان کتابوں کا حصہ نہ ہوں ان کو یہاں زبانی طور پر پیش کیا جاسکتا ہے اور اگر ممبر صاحبان لکھ کر دینا چاہیں تو وہ لکھ کر بھی دے سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتاب وسنت کی رو سے بعض چیزیں رہ گئی ہیں جو کہ بحث میں شامل نہ ہوسکیں، بالخصوص 2704 مقام نبوت ہے کہ نبی کی *Qualification* (قابلیت) کیا ہوتی ہے۔ کتاب الہدیٰ میں نبی کا مقام کیا ہے؟ آیا کوئی آدمی اس مقام کو پاسکتا ہے یا نہیں پاسکتا؟ یہ ایک بنیادی نکتہ ہے جو اس بحث میں نہیں آیا۔ جناب والا! کیا میں اس موضوع پر چند ایک باتیں عرض کرسکتا ہوں؟

جناب چیئرمین: کس نے آپ کو روکا ہے؟ اڑھائی مہینے سے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ تمام لوگوں کو پوری آزادی ہوگی، وہ اپنی رائے کا اظہار تحریری طور پر یا زبانی طور پر کسی بھی طریقے سے کرسکتے ہیں۔ میں نے تو صرف *Suggestion* (تجویز) پیش کی ہے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: شکریہ۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: صدر گرامی! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلہ پر بولنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ میری طبیعت ٹھیک

نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ضمن میں میں اپنے خیالات جو اتنی لمبی کارروائی سننے کے بعد میں نے جمع کئے ہیں، میں انہیں ظاہر نہ کروں...... جناب والا! مناسب تو یہ تھا کہ میں اس ضمن میں ایک طویل کتاب......

جناب چیئرمین: اس گھڑی کا کچھ کریں۔ اسے *Table* (میز) سے اٹھالیں۔

It always creats disturbance in the House.

(یہ ہمیشہ ایوان میں خلل ڈالتی ہے)

(سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: ......آپ کے سامنے پڑھ کر اس ہاؤس میں پیش کرتا۔ لیکن جناب والا! میں وہی معروضات پیش کروں گا جو کہ میں نے اس ہاؤس کی طویل کارروائی سننے کے بعد اپنی رائے قائم کی ہے۔ حالانکہ جناب مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب جو کہ ختم نبوت کے سلسلے میں بڑے پرانے مجاہد ہیں اور انہوں نے اس ضمن میں تحریری اور زبانی طور پر جو خدمات انجام دی ہیں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ان کے ارشادات اس ضمن میں، میں آخری اور کافی سمجھتا ہوں۔ لیکن میں اپنے طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ جناب والا! اب یہ کوئی جھگڑا ہی نہیں رہا کہ احمدی نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں یا [2705] نہیں؟ کیونکہ ان کے ان طویل بیانات میں جو فاضل جرح اٹارنی جنرل صاحب نے ان پر فرمائی ہے۔ ان کے جوابات میں انہوں نے کسی جگہ بھی یہ نہیں کہا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں۔ ایک عجیب بات ہے کہ لاہوری جماعت جو ان کا ایک حصاری فرقہ ہے۔ جن کے متعلق میرا اپنا ذاتی خیال تھا کہ وہ مرزا صاحب کو آخری نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ یا جو کچھ سمجھ لیجئے یا نبی سے کم درجہ والے۔ لیکن جرح کے دوران میں حیران ہوا کہ کیسی صفائی اور کیسے عجیب وغریب انداز سے انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ مرزا صاحب یقیناً (معاذ اللہ) نبی ہیں۔

دراصل ان دونوں کا آپس میں جھگڑا یا مخالفت کہ لاہوری اور ربوہ گروپ یا فرقہ، ان کا آپس میں جھگڑا نہیں ہے کہ مرزا صاحب نبی یا محدث ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب (لاہوری) جو کہ مرزا صاحب کے بڑے قریبی دوست اور ساتھی تھے اور وہ صرف اپنے آپ کو ہی صحیح جانشین سمجھتے تھے۔ جب جانشین کا سوال پیدا ہوا تو بشیر الدین صاحب کہ جو اس وقت سولہ، سترہ یا اٹھارہ برس کے تھے۔ انہیں صرف اس بناء پر کہ وہ مرزا صاحب کے لڑکے ہیں۔ جانشین کر دیا تو مولانا محمد علی

صاحب (لاہوری) نے اپنے ہم خیال لوگوں کو علیحدہ کر دیا کیونکہ یہ ان کی طبیعت کے خلاف تھا۔

جناب! مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ قرآن کہتا ہے، خدا کہتا ہے اور خود نبی کریم ﷺ کا اپنا ارشاد ہے کہ وہ ہر طریقے سے آخری نبی ہیں۔ جناب والا! کسی کا باپ ہوتا ہے۔ یہ عجوبہ بات ہے کہ باپ کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک دوسرا باپ اور ایک تیسری قسم کا باپ؟ اور اگر نبی کے متعلق یہ تاویل لی جاسکتی ہے کہ نبوت کی کئی قسمیں ہیں اور کئی درجے ہیں (معاذ اللہ) خدا کے بھی کئی روپ ہوں۔ ان کے عقیدہ کے مطابق، تو پھر ہم کس طرح اس بات کو تسلیم کریں کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اس کی کوئی قسم تو نہیں ہوسکتی۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ کون سی نبوت کی قسمیں ہیں۔ مجازی نبی، حقیقی نبی، شرعی نبی اور غیر شرعی نبی۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ کسی جانور کو کھانا چاہیں [2706] تو اس کے لئے ایک تاویل پیدا کر کے اسے حلال کر کے کھا جائیں۔ تو جناب والا! میں اپنے طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں کوئی جھگڑا نہیں ہے کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا تھا (ان کے عقائد کے مطابق) جو کچھ میں سمجھتا ہوں وہ تو روز روشن کی طرح واضح ہے اور اس بات میں کوئی تضاد ہے ہی نہیں۔ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ خدا جانے فیصلہ کرے گا کہ وہ نبوت صحیح تھی۔ معیار کے مطابق تھی یا نہیں تھی۔ لیکن ہم اپنے طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کو کسی بھی صورت اور کسی بھی طریقہ سے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ کہے کہ میں نبی ہوں۔ وحی ان پر نازل ہوتی ہے، عجیب بات ہے۔ کتاب میں وہ ترمیم کرتے ہیں بلکہ ایک قرآن کریم کی آیت جس میں ارشاد ہے...... غالباً حدیث شریف یا قرآن کریم کی آیت تھی جو دوران جرح واضح کی گئی تھی۔ جس میں ''میرے پہلے اور میرے بعد'' کے الفاظ ہیں۔ مجھے پتہ نہیں ہے کہ یہ الفاظ حدیث شریف کے ہیں یا قرآن مجید کی آیت ہے۔ جس میں یہ کہا گیا ہے ''نہ میرے پہلے اور نہ میرے بعد۔ نبوت کا جو سلسلہ ہے وہ ختم ہے۔'' بعد والی چیز حذف کر دی گئی ہے۔ وہ کتاب میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح جناب والا! ایک اور طریقہ بھی دیکھیں۔ ایک مسجد ان لوگوں نے تعمیر کی ہے اور اس پر لکھ دیا ہے لاالٰہ الااللہ احمد رسول اللہ۔ ہم خوش تھے کہ ہم نے ان کی کمزوری پکڑ لی۔ جب ان پر جرح کی گئی تو غالباً وہ فرمانے لگے کہ یہ کوفی رسم الخط ہے۔ میں حیران ہوں جب تمام دنیا میں کلمے کا ایک ہی رسم الخط جاری ہے اور وہ یہ ہے لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ تو کیوں خصوصیت کے ساتھ انہوں نے ایک کوفی رسم الخط استعمال کیا؟ تو یہ تمام باتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ان نیت میں فتور یقیناً موجود ہے۔ آپ بتائیں اگر وہی مسجد قائم رہے اور جو

دین میں آج کل ترقی ہو رہی ہے۔ وہ آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔ لوگ خدا سے مذاق کرتے ہیں۔ لوگ 2707 رسول سے مذاق کرتے ہیں۔ لوگ اپنے طریقہ عبادت میں اس دور میں بھی میں سمجھتا ہوں اتنے مکمل اور کامل نہیں ہیں جتنا انہیں ہونا چاہئے۔ پچاس ساٹھ سال کے بعد وہی ایک مسجد ایک عظیم فتنے کی بنیاد بن جائے گی۔

اسی طریقے سے جناب والا! مجھے اس امر کا کامل یقین ہے۔ میں اس خطرے سے بھی اس معزز ہاؤس کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس آنریبل کمیٹی کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسرائیلیوں کی طرح احمدیت بھی ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ جس وقت انگریز نے اس فتنہ کی ابتداء کی۔ ہم نہیں کہتے کہ مرزا صاحب یا ناصر صاحب کی علمیت کسی طریقے سے کم ہے۔ عالم لوگ ہی پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ جن لوگوں کو کتاب کا علم اور عبور ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہی اس قسم کی ہیرا پھیری کر سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے یہ جو طریقہ کار جس کی ابتداء جس وقت جن ذہنوں کی کاوش کے نتیجہ کے طور پر ہوئی۔ ان کا اس میں بنیادی مقصد صرف ایک تھا کہ مسلمانوں میں ایک فتنہ پیدا کیا جائے۔ ایک فتنہ کھڑا کیا جائے۔ انہوں نے جو آج اسرائیل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، یہ یاد رکھیں، یہ غور طلب بات ہے اور سوچنے کا مقام ہے۔ آج آپ اسرائیل کو تاریخ سے نہیں مٹا سکتے۔ تمام عالم اسلام ایک طرف ہے۔ آپ دیکھئے تمام عرب ایک طرف ہے۔ اسرائیل کے خلاف صف آراء ہیں۔ لیکن آج وہ اسرائیل کو نہیں مٹا سکتے۔ جب اسرائیل کا فتنہ کھڑا ہوا تھا۔ اس وقت بھی یہی نوعیت تھی۔ اس کا بھی یہ یہی مقام تھا۔ ان کے پاس کوئی جگہ نہیں تھی۔ یہی حیثیت آج ربوہ اختیار کر چکا ہے۔ آپ جگہ دیکھیں کہ کسی وقت اسرائیلیوں نے اپنی ریاست کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کی ابتدائی شکل، ابتداء کی صورت صرف یہی تھی اور صرف یہی تھی۔

وہ اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے بڑے طویل بیانات اور بڑی طویل جرح کر چکے ہیں۔ میں اس میں اور اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ ان کو علیحدہ کرنے کے لئے، ان کو نمایاں کرنے کے لئے، ہمارے پاس 2708 صرف ایک طریقہ کار ہے کہ ہم آئین میں ترمیم کریں۔ ترمیم صرف اور صرف ان الفاظ میں کریں کہ احمدی فرقہ کے متعلق جتنے بھی لوگ ہیں یا وہ لوگ جو مرزا غلام احمد کو نبی کسی بھی رنگ میں مانتے ہیں۔ کسی بھی رنگ میں وہ لوگ مرزا کو نبی کی حیثیت دیتے ہیں۔ وہ غیر مسلم ہیں۔ وہ مسلمان نہیں۔ ان کو مسلمانوں کا مقام دینا نہیں چاہئے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا، اس میں شک نہیں

ہے اس کے مضر اثرات بھی ہوں گے۔ ایک اتنا بڑا منظم آرگنائزڈ فرقہ جس کو ہم علیحدہ کر کے ایک ٹولے کا رنگ دیں گے۔ وہ کھلم کھلا ہمارے ملک کے خلاف کام کریں گے۔ یہ ٹھیک بات ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ اس بات پر غور کریں کہ کس تیزی سے یہ مسلمانوں کو مرتد کر رہے ہیں۔ دنیا میں جا کر دیکھیں جتنے بھی اسلام کے نام پر مشن موجود ہیں۔ آپ دنیا کے کسی بھی حصے میں جا کر دیکھیں۔ اسلام کے نام پر جتنے بھی مشن موجود ہیں۔ وہ احمدیوں اور مرزائیوں کے ہیں۔ یہ لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ ملک کے اندر، ملک کے باہر، آپ اگر یہی رفتار ان کی جاری رہی (خداوند عالم اس بات کو جھوٹ کرے) تو مجھے یہ خدشہ ہے کہ بہت ہی قریب مستقبل میں میری قسم کے ضعیف الاعتقاد مسلمان جو اپنے دین سے پوری طرح باخبر اور واقف نہیں، ہوسکتا ہے کہ ان کے دین سے ہٹنے سے ایک وقت ایسا آئے اور آج جتنی بڑی اکثریت ہماری ہے۔ اس سے دو چند، سہ چند اکثریت ان لوگوں کی ہو جائے تو جناب والا! اس فتنے کو ختم کرنے کے لئے آئین میں اس قسم کی ترمیم انتہائی ضروری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔[1]

ایک اور بات بھی آپ کی خدمت میں عرض کر دوں۔ میں یہ چاہتا تھا کہ مولانا مفتی محمود صاحب یہاں پر تشریف رکھتے تو میں ان کے سامنے یہ گزارش کرتا اور ان 2709 سے پوچھتا۔ خدا کے لئے مرزائیوں کا مسئلہ جو ہے، وہ بالکل واضح طور پر سامنے ہے۔ اس کے لئے خود اس امر کا اعتراف کرنے کے بعد ان سے بحث کرنا یا یہ کہنا کہ اب اس کی گنجائش ہے یا نہیں، اس کو چھوڑیے۔ لیکن جو مواد انہوں نے اس ہاؤس کے سامنے رکھا۔ ہمارے علماء پر بہت بڑا دھبہ ہے۔ ایک اتنا بڑا چارج ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس چارج سے اس دھبہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے انہیں اپنے عوام کے سامنے آنا چاہئے۔ آپ کے یعنی مفتی صاحب کے جوابات میں نے پڑھے۔ طویل ڈکشنری جس میں انہوں نے ایک اپنے تمام علم کا ذخیرہ اکٹھا کر دیا تھا، سب میں نے دیکھا، میں نے پڑھا۔ لیکن کہیں ایک جھلک ان چارجز کی، ان کے حقائق کی، جو انہوں نے یہاں پیش کئے۔ خدا جانے وہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں؟ اگر وہ جھوٹے بھی ہوں تو عقلی طور پر میں تسلیم کرتا ہوں۔ اب آپ نے اس کی تردید نہیں کی۔ تو میرے پاس کیا جواب ہے۔ میں یہ کہوں کہ ان کے جو دلائل ہیں، غلط ہیں۔ جو کہ آپ کے اندرونی فرقوں کے متعلق ہیں۔

---

[1] کاش! سردار عنایت الرحمٰن عباسی آج قادیانیت کی زبوں حالی دیکھتے کہ دنیا میں منہ چھپانے کے لئے انہیں جگہ نہیں مل رہی۔

کتنی بڑی بات ہے کہ ۶۶۰ علماء کرام، جو دیوبندیوں کے متعلق مرزائیوں نے یہ اپنے بیانات اور جرح میں کہا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے برگزیدہ امتی جن میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، جن میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ، جن میں حضرت جنید بغداری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، نبوت کے بعد اگر اس ملک میں[1]......

صاحبزادہ صفی اللہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ایسی باتیں کریں۔ کمیٹی کے سامنے وہ قرار دادیں ہیں اور مرزا ناصر احمد کا محضر نامہ یہ ہے۔ گفتگو اسی پر ہونی چاہئے نہ کہ ہماری طرف سے جو بیان مولانا مفتی محمود صاحب نے پڑھا ہے، اس پر گفتگو شروع ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ان بیانات کا مقصد فوت ہو جائے گا اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔

2710 **سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی:** نہیں، نہیں۔ دھراتا نہیں۔ میں اپنے فرائض کی ادائیگی کر رہا ہوں۔ اصل بات میں نے کہہ دی ہے، مجھے کہنے دیں۔ یہ ریکارڈ پر آئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں......

صاحبزادہ صفی اللہ: اس میں فائدہ نہیں ہے، نہ یہ موضوع زیر بحث ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک ممبر اٹھ کھڑا ہو کہ تمہارے بیان میں یہ خامی ہے، وہ خامی ہے۔ یہ غیر متعلقہ بحث ہے۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: اس میں بہت فائدہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہاں آپ کا مناظرہ نہیں شروع ہو جاتا۔ یہ کہ ان کا جواب وہ دیں گے۔ ان کا جواب آپ دیں گے۔ ان کا جواب یہ دیں گے۔

Our discussion should be confined to the Resolution before us, not that one is Sunni and one as Shia. We should not talk against any sect. That is not relevant.

(ہماری بحث ہماری سامنے موجود قرارداد تک محدود ہونی چاہئے۔ اس پر نہیں کہ فلاں سنی ہے اور فلاں شیعہ۔ ہمیں کسی فرقے کے خلاف بات نہیں کرنی چاہئے۔ یہ متعلقہ گفتگو نہیں ہے)

---

[1] عنایت الرحمٰن عباسی سردار صاحب نے قادیانی محضر نامہ میں ان باہمی فتویٰ جات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کا جواب مولانا مفتی محمود صاحب کے پیش کردہ جواب محضر نامہ میں موجود ہے جو ج ۱۵، ۱۶ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

چوہدری جہانگیر علی: جناب والا! اس کا مطلب ہے کہ مسلمان صف آراء ہوں……

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے یہی بات کی ہے۔

I am sorry This is not relevant.

(میں معذرت خواہ ہوں۔ یہ متعلقہ بات نہیں ہے)

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: مسٹر چیئرمین! جناب والا! میری بات تو سن لیں۔

جناب چیئرمین: میں بات نہیں سنتا۔ ***We are not here to throw mud at each other. the only thing to debate is of declare them a minority.*** (ہم یہاں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کے لئے نہیں بیٹھے ہیں۔ صرف انہیں اقلیت قرار دینے کے لئے گفتگو کرنا چاہتے ہیں)

Ch.Jahangir Ali: Sir, this is not throwing to mud.

(چوہدری جہانگیر علی: یہ کوئی کیچڑ نہیں اچھال رہا)

Mr. Chirman: This is not relevant.

(مسٹر چیئرمین: یہ متعلقہ بات نہیں ہے)

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔

Mr. Chirman: I cannot agree……

(مسٹر چیئرمین: میں اتفاق نہیں کرسکتا)

[2711] سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: میں یہ چھوڑ دیتا ہوں۔

Mr. Chirman: I cannot agree to this principle.

(مسٹر چیئرمین: میں اس اصول سے اتفاق نہیں کرسکتا)

چوہدری جہانگیر علی: جناب چیئرمین! اس کمیٹی کے سامنے جو کچھ شہادت پیش ہوئی ہے۔ دراصل بحث کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس شہادت پر جو اس ہاؤس کے سامنے آئی ہے۔ زیر بحث قراردادوں کی روشنی میں ممبر صاحبان اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ لیکن جو چیز ریکارڈ پر آ چکی ہے۔ اگر کوئی فاضل ممبر اس پر اظہار خیال کرنا چاہے تو میرے خیال میں دوسرے ممبر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اس پر اعتراض کرے۔

Mr.Chairman: I cannot agree to this principle.

(مسٹر چیئرمین: میں اس اصول سے اتفاق نہیں کرسکتا)

چوہدری جہانگیر علی: صاحبزادہ صفی اللہ صاحب کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ جس وقت اسی قسم کے الزامات مرزا ناصر احمد لگا رہے تھے۔ کیا اس وقت انہوں نے اس قسم کا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا؟

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: میں نہیں کہتا ہوں۔

چوہدری جہانگیر علی: جناب! ہم نہیں چاہتے تھے کہ اس قسم کا میٹریل ریکارڈ پر آئے۔ ہم بہت صبر کے ساتھ اور جذبات کے ساتھ قابو پا کر یہاں بیٹھے رہے اور مرزا ناصر احمد اور عبدالمنان عمر کی یہ باتیں سنتے رہے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ خدانخواستہ اس ہاؤس میں اس قسم کی بات ہو جو انتشار کا موجب بنے۔ بہرحال اگر کوئی فاضل ممبران گواہان کے بیانات کا اپنی تقریر کے اندر حوالہ دینا چاہیں تو میرا خیال ہے اس پر اس قسم کی پابندی نہیں لگنی چاہئے۔

Mr.Chairman: I am not in position to agree.

(مسٹر چیئرمین: میں اتفاق کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں)

2712 **سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی:** چلو، رولنگ ہے، سپیکر صاحب کی ہے۔ میں صرف اس ضمن میں کہوں گا۔ تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ہوں۔ ہم جو مسلمان ہیں۔ ہم دین سے واقف ہیں۔ جو مناسب جواب ہے۔ اس ہاؤس کے سامنے ہمارے علماء ایک پمفلٹ کی شکل میں لائیں اور ہماری رہنمائی فرمائیں۔

کرنل حبیب احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو تقریریں ہوئی ہیں اور جو حضرات اپنا مؤقف بیان کر رہے ہیں۔ وہ اب تمام کی تمام کتابوں کی شکل میں باہر آ جائیں گی اور اس کا زبردست تمام دنیا میں پراپیگنڈہ ہوگا اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اس کو پڑھیں گی۔ یہ ایک مثبت ریکارڈ ہے اور تا قیامت رہے گا اور اس کو تاریخ اور دنیا کی کوئی چیز مٹا نہیں سکے گی اور ہم بھی یہ توقع کر رہے تھے کہ چوہدری صاحب اور دوسرے کئی دوستوں نے یہاں پوائنٹ آؤٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہمارے علماء کرام جو یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ مولانا صاحبان جو ہم سے بہت زیادہ اسلامی تعلیم رکھتے ہیں۔ ہم اس بات کو ***Admit*** (تسلیم) کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن کسی نے یہاں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا۔ یا دوسری صورت میں پوائنٹ آف آؤٹ نہیں کیا۔ میں نے اپنی کم عقلی کے باوجود پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ انہوں نے یہاں فرمایا تھا کہ اگر یہاں کوئی عالم بیٹھا ہے جو عربی جانتا ہے۔ وہ یہ سمجھے گا کہ عربی میں زیر، زبر، پیش سے کیا مطلب ہوتا ہے اور کیسے مفہوم تبدیل ہو سکتا ہے؟ ہمارے یہ علماء کے لئے اتنا بڑا چیلنج تھا۔ لیکن ان میں سے

کوئی بھی نہیں اٹھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے جواب میں......

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر پیش کرلیا ہے۔ تشریف رکھیں۔

کرنل حبیب احمد: عباسی صاحب جو تقریر فرما رہے ہیں۔ وہ نہایت مدلل اور Convincing (معقول) ہے۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ریکارڈ پر بھی آئے گی۔ یہ تاریخ ہے اور 2713 ایک اسلامی تاریخ ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ انہوں نے جو جواب یہاں دیئے۔ ان دلائل کو زیر بحث نہ لایا گیا۔ ان کے مؤقف کو جو نہایت خطرناک تھا۔ ان کے جوابات کتاب کی شکل میں کیوں نہیں آئے۔ چونکہ میرا بیٹا اور اس کا بیٹا، ہماری نسلوں کی نسلیں بھی ان کو پڑھیں گی۔ ہمارے علماء کے بیانات پڑھیں گے۔ تو وہ اپنے ذہن میں کیا تصور پیش کریں گے۔ مثلاً میں یہ کہتا ہوں کہ جو عباسی صاحب نے فرمایا وہ درست فرمایا ہے۔ ہمارے کئی دوست اس طرف بیٹھے ہیں۔ اس وقت یہ پوائنٹ آؤٹ کیا۔ لیکن کوئی بات نہیں بنی اور ہمارے ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے ایک ایسی معیاری ایڈووکیسی کی کہ جس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ میرے نزدیک وہ بھی مجھ سے زیادہ عالم ہوں گے۔ لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ ہمارے علماء میں اس قسم کا کوئی مذاکرہ ہوتا تا کہ ہم کو بھی پتہ ہوتا۔ میں سنی ہوں۔ لیکن خدا گواہ ہے اگر ہم سنی ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں۔ یہ میری اپنی بات ہے۔[1]

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! ذرا مجھے عرض کرنے دیں۔ میری بات بھی سن لیں۔ یہ بات اس وقت ریلیونٹ ہوگی کہ مولانا مفتی محمود صاحب اور کسی اور آنریبل ممبر کے دو عقائد ہوں۔ ایک ان کا سیاسی عقیدہ ہے اور ایک ان کا مذہبی عقیدہ ہے۔ جب مذہبی عقائد کے متعلق ریزرویشن لائیں گے کہ مولانا مفتی محمود کے مذہبی عقائد ٹھیک نہیں ہیں۔ تب یہ ٹھیک تھا اور اس وقت یہ بحث ریلیونٹ ہوگی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپس میں یہ لڑتے ہیں کہ شیعہ نے سنی کے متعلق یہ لکھا اور سنی نے شیعہ کے متعلق یہ لکھا۔

It appears that discussion is not relevant. They should not try to prove Shia and Sunni. They just want to prove their case. That is the evidence which they adduce in

---

[1] یہ تمام بحث جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ شیعہ، سنی تناظر میں کی گئی جو مرزا ناصر احمد کا عین مدعا تھا۔ تاہم بالغ نظری سے سپیکر نے اس کو ختم کرادیا۔ تفصیل نہ محضرنامے پیش کردہ مولانا مفتی محمود میں پڑھ لیں جو گذر چکا۔

respect of their claim. All the sects are unanimous so far as the Qadianies are concerned. This is on record. All the schools of thought are unanimous. We are sitting here to determine the status of Qadianies, not to talk either against the Shia or any other sect..

(یہ بحث غیر متعلق دکھائی دیتی ہے۔ انہیں شیعہ اور سنی ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ وہ صرف اپنا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اپنے دعوے کے ثبوت میں وہ یہ شہادت پیش کر رہے ہیں۔ قادیانیوں سے متعلق تمام فرقے متفق ہیں۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ تمام مکاتب فکر متفق ہیں۔ ہم یہاں قادیانیوں کی حیثیت کا تعین کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ شیعہ، سنی یا کسی اور فرقہ کے خلاف گفتگو کرنے کے لئے نہیں)

2714 **صاحبزادہ صفی اللہ:** میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات کرنل صاحب نے جو فرمائی کہ اس کا کسی نے جواب نہیں دیا۔ اصل میں کرنل صاحب کو شاید یاد نہیں ہے کہ چیئرمین صاحب نے فیصلہ سنایا تھا کہ گواہوں پر جرح کے دوران سوائے اٹارنی جنرل صاحب کے، کوئی جواب یا تقریر نہ کرے۔

جناب چیئرمین: میں جواب دے رہا ہوں کہ وہ ختم ہوگئی۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ......

جناب چیئرمین: وہ ختم ہوگئی۔ عباسی صاحب! شروع کریں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب والا! یہ ریکارڈ میں آئے گا کہ علماء نے ناصر احمد کا جواب نہیں دیا۔ ناصر احمد نے قطعیات کا انکار کیا۔ ناصر احمد نے ہر بات کو ٹالا اور یہاں یہ طے شدہ تھا کہ صرف سوالات اے۔ جی صاحب کریں گے اور یہ بھی طے شدہ تھا کہ اے۔ جی صاحب کے سوا کوئی سوالات نہیں کرے گا۔ لیکن ناصر نے جو کچھ کہا، وہ سب غلط کہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی تردید ۲۶۰ صفحات کی آگئی ہے۔ عباسی صاحب! آپ تقریر کریں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: آپ نے تو خود علماء کو پابند کیا۔ سب ممبران کو پابند کیا ہے کہ اے۔ جی صاحب کے سوا کوئی سوال نہیں پوچھے گا۔ (مداخلت)

اب یہ کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں ریکارڈ جائے گا اور وہاں یہ ہوگا کہ علماء جواب نہیں

دے سکے۔ ناصر احمد سب غلط ہے اور ناصر احمد نے سب باتوں سے انکار کیا ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! تشریف رکھیں۔

Maulana Sahib, I do not want to make it a controversy. We are sitting here as a special Committee. Nobody will be allowed to make political profit out of it. We are not here. ۔کچھ تو آپ سوچیں *This is not relevant.* بہتر فرقے ہیں وہ 2715 *To debate Brelvi and Wahabi. We should not take the debate on that side that Maulana Mufti being hit or Dr. Bokhari. Certain members do not like it.*

(مولانا صاحب! میں اس معاملہ کو متنازعہ نہیں بنانا چاہتا۔ ہم یہاں سپیشل کمیٹی کی حیثیت سے بیٹھے ہیں۔ کسی کو اس معاملہ سے سیاسی فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ یہ غیر متعلقہ بات ہے۔ ہم یہاں بریلوی اور وہابی پر بحث کرنے کے لئے بیٹھے؟ ہمیں مفتی صاحب یا بخاری صاحب کو ہٹ کرنے کے لئے اس پر گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ کچھ ارکان ممبر اسے پسند نہیں کرتا)

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: وہ ختم ہو گیا ہے اور آپ نے رولنگ دے دی ہے۔ رولنگ میں اب بات ختم ہو گئی ہے۔ بار بار نہ دہرائیں۔

Mr.Chairman: This is not relevnt. Please continue.

(مسٹر چیئرمین: یہ متعلقہ گفتگو نہیں ہے۔ برائے مہربانی جاری رکھیں)

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: جناب والا! یہ بات اب ختم ہو گئی۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ میں یہ بات زیر بحث لانا چاہتا ہوں کہ دونوں فرقے ذاتی طور پر اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں اور ان کے تسلیم کرنے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس فتنہ کے لئے ریزولیشن ڈرافٹ کرنا چاہئے جس میں احمدیوں کو چاہے وہ کسی فرقہ میں ہو۔ جو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی صورت میں نبی آ سکتا ہے۔ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: راؤ خورشید علی خان صاحب! راؤ صاحب کے بھی دستخط ۳۷ ممبران میں ہیں۔ میں چیک نہیں کر رہا ہوں۔ اب وقت کم ملے گا۔

راؤ خورشید علی خان: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ اس کے باوجود ۳ ممبران کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے……

Miangul Aurangzeb: *On a point of order Sir. The honourable member has the ear-phones on. He cannot hear. He should take it off.*

(**میاں گل اورنگزیب:** جناب عالی! پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز ممبر نے اپنا ایئرفون آن کر دیا ہے۔ وہ نہیں سن سکتے۔ انہیں ایئرفون بند کر دینا چاہئے)

Rao Khurshid Ali Khan: *All right.*

(**راؤ خورشید علی خان:** بہت اچھا)

Mr.Chairman: *The point of order is upheld. It is a valid Point of Order. You may take it off.*

(**مسٹر چیئرمین:** پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ آپ کو اسے بند کر دینا چاہئے)

Rao Khurshid: *Yes.* (**راؤ خورشید:** ٹھیک ہے)

2716 **راؤ خورشید علی خان:** بات یہ ہے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اپنی کہتا رہوں اور دوسروں کی نہ سنوں۔

جناب چیئرمین: ان کا یہ پوائنٹ ٹھیک ہے۔ آپ اپنی تقریر سن نہیں سکتے۔

(جناب راؤ خورشید علی خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

راؤ خورشید علی خان: آپ جو حکم دیں گے وہ مجھے سنائی نہیں دے گا۔ بہر حال حکم حاکم مرگ مفاجات۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا اس مسئلہ پر جو قادیانی حضرات نے اور لاہوری پارٹی نے اور اس کے علاوہ ہمارے محترم علماء حضرات کی طرف سے مولانا ہزاروی کی طرف سے مولوی مفتی محمود کی طرف سے پیش کیا گیا۔ اس کو پورے غور سے سنا ہے۔ جو باتیں ہوئی ہیں ہم نے بڑے غور سے سنی ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں ہر روز بالکل وقت پر آتا رہا ہوں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ میں نے مکمل ناغہ کوئی نہیں کیا۔ بعض دن تاخیر سے آتا رہا ہوں۔ لیکن میں نے ہر روز بلا ناغہ ایک ایک بات کو سنا اور پہلے سے جو معلومات ہیں۔ ان کی روشنی میں جو کچھ عرض کروں گا۔ وہ بھی اس میں شامل ہوں گی۔

یہ مسئلہ بہت ہی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اس کا تعلق ہمارے دین سے ہے۔ ہمارے ملک کی سلامتی سے ہے۔ بلکہ میں اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اس ملک کی بقاء سے بھی اس کا تعلق ہے۔ اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اگر ہم نے اس معاملے میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ تو نہ صرف یہ کہ اللہ میاں ہمیں معاف نہیں کریں گے۔ بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ ہمیں بڑی سوجھ بوجھ کا ثبوت دینا چاہئے۔ پورے غور و خوض کے ساتھ، کسی ڈر اور لالچ کے بغیر، خدا کو حاضر ناظر جان کر خالصتاً اسلامی نقطہ نظر سے اور ملک کی سلامتی اور بقاء کے نقطہ نظر سے اس پر غور کرنا چاہئے۔ ورنہ مجھے ڈر ہے جناب چیئر مین! کہ آخرت کی بات [2717] میں تو شاید کچھ عرصہ لگے۔ گو اس کا بھی کچھ پتہ نہیں کہ اگلے لمحے ہمارے ساتھ خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ ابھی میں پچھلے دنوں اپنے حلقہ نیابت کا مختصر سا دورہ لگا کر آیا ہوں۔ میری ان معروضات میں وہ اطلاع بھی شامل ہے۔ جو میں نے براہِ راست اپنے حلقے میں ایک چھوٹا سا دورہ لگا کر حاصل کی ہے۔

جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان قادیانی حضرات اور لاہوری پارٹی نے ختم نبوت کے سلسلے میں جو رویہ اختیار کیا ہے اور ایک جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے امت کے اندر اتنی بڑی خلیج اور اتنا بڑا انتشار پیدا کر دیا ہے کہ اگر اس قسم کا انتشار پیدا نہ کیا جاتا تو بہت ممکن ہے کہ امت میں آج جو جو ایک انتشار نظر آتا ہے۔ اس میں بہت حد تک کمی ہوتی اور ساری دنیا کا مقابلہ ہم احسن طریقے پر کر سکتے تھے اور اس ملک کی جہاں تک بات ہے۔ یہ تو اب بحرانوں کی سرزمین بن کر رہ گیا ہے۔ پہلے ہی بحرانوں سے دوچار تھا۔ اب مزید یہ بحران پیدا کیا گیا ہے اور اس وقت *Immediate cause* (فوری مسئلہ) جو ہے۔ وہ بھی ان فتنہ گروں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ غضب خدا کا، ایک اتنی قلیل اقلیت اور اس کو یہ حوصلہ ہوا کہ اس نے ہمارے طلباء کے اوپر حملہ کیا۔ ظاہر بات ہے کہ اتنی قلیل اقلیت کو از خود یہ حوصلہ اور ہمت نہیں ہو سکتی۔ یہ کسی کی شہ پر کیا گیا ہے۔ یہ ملک کے خلاف سازش ہے اور جناب بھٹو نے میرے خیال میں یہ بات صحیح کہی کہ یہ بین الاقوامی سازش کا کوئی حصہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی بڑی اہمیت ہے اور ہمیں پورے غور و خوض کے ساتھ اس کا جائزہ لینا چاہئے۔

جناب والا! اس سلسلے میں اس کا تھوڑا سا پس منظر میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے مجھے پورا یقین آیا اور باتوں کے علاوہ کہ یہ کیوں غلط کار لوگ ہیں اور ان کا نبوت کا دعویٰ کیوں جھوٹا

راؤ خورشید علی خان: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ اس کے باوجود ۲۷ ممبران کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے......

Miangul Aurangzeb: *On a point of order Sir. The honourable member has the ear-phones on. He cannot hear. He should take it off.*

(**میاں گل اورنگزیب:** جناب عالی! پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز ممبر نے اپنا ایئرفون آن کر دیا ہے۔ وہ نہیں سن سکتے۔ انہیں ایئرفون بند کر دینا چاہئے)

Rao Khurshid Ali Khan: *All right.*

(**راؤ خورشید علی خان:** بہت اچھا)

Mr.Chairman: *The point of order is upheld. It is a valid Point of Order. You may take it off.*

(**مسٹر چیئرمین:** پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ آپ کو اسے بند کر دینا چاہئے)

Rao Khurshid: *Yes.* (**راؤ خورشید:** ٹھیک ہے)

2716 **راؤ خورشید علی خان:** بات یہ ہے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اپنی کہتا رہوں اور دوسروں کی نہ سنوں۔

جناب چیئرمین: ان کا یہ پوائنٹ ٹھیک ہے۔ آپ اپنی تقریر سن نہیں سکتے۔

(جناب راؤ خورشید علی خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

راؤ خورشید علی خان: آپ جو حکم دیں گے وہ مجھے سنائی نہیں دے گا۔ بہرحال حکم حاکم مرگ مفاجات۔ بہرحال میں عرض کر رہا تھا اس مسئلہ پر جو قادیانی حضرات نے اور لاہوری پارٹی نے اور اس کے علاوہ ہمارے محترم علماء حضرات کی طرف سے مولانا ہزاروی کی طرف سے مولوی مفتی محمود کی طرف سے پیش کیا گیا۔ اس کو پورے غور سے سنا ہے۔ جو باتیں ہوئی ہیں ہم نے بڑے غور سے سنی ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں ہر روز بالکل وقت پر آتا رہا ہوں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ میں نے مکمل ناغہ کوئی نہیں کیا۔ بعض دن تاخیر سے آتا رہا ہوں۔ لیکن میں نے ہر روز بلاناغہ ایک ایک بات کو سنا اور پہلے سے جو معلومات ہیں۔ ان کی روشنی میں جو کچھ عرض کروں گا۔ وہ بھی اس میں شامل ہوں گی۔

یہ مسئلہ بہت ہی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اس کا تعلق ہمارے دین سے ہے۔ ہمارے ملک کی سلامتی سے ہے۔ بلکہ میں اگر یہ کہوں تو بے جانہ ہوگا کہ اس ملک کی بقاء سے بھی اس کا تعلق ہے۔ اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اگر ہم نے اس معاملے میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ تو نہ صرف یہ کہ اللہ میاں ہمیں معاف نہیں کریں گے۔ بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ ہمیں بڑی سوجھ بوجھ کا ثبوت دینا چاہئے۔ پورے غور و خوض کے ساتھ، کسی ڈر اور لالچ کے بغیر، خدا کو حاضر ناظر جان کر خالصتاً اسلامی نقطہ نظر سے اور ملک کی سلامتی اور بقاء کے نقطہ نظر سے اس پر غور کرنا چاہئے۔ ورنہ مجھے ڈر ہے جناب چیئرمین! کہ آخرت کی بات [2717] میں تو شاید کچھ عرصہ لگے۔ گو اس کا بھی کچھ پتہ نہیں کہ اگلے لمحے ہمارے ساتھ خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ ابھی میں پچھلے دنوں اپنے حلقہ نیابت کا مختصر سا دورہ لگا کر آیا ہوں۔ میری ان معروضات میں وہ اطلاع بھی شامل ہے۔ جو میں نے براہ راست اپنے حلقے میں ایک چھوٹا سا دورہ لگا کر حاصل کی ہے۔

جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان قادیانی حضرات اور لاہوری پارٹی نے ختم نبوت کے سلسلے میں جو رویہ اختیار کیا ہے اور ایک جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے امت کے اندر اتنی بڑی خلیج اور اتنا بڑا انتشار پیدا کر دیا ہے کہ اگر اس قسم کا انتشار پیدا نہ کیا جاتا تو بہت ممکن ہے کہ امت میں آج جو جو ایک انتشار نظر آتا ہے۔ اس میں بہت حد تک کمی ہوتی اور ساری دنیا کا مقابلہ ہم احسن طریقے پر کر سکتے تھے اور اس ملک کی جہاں تک بات ہے۔ یہ تو اب بحرانوں کی سرزمین بن کر رہ گیا ہے۔ پہلے ہی بحرانوں سے دوچار تھا۔ اب مزید یہ بحران پیدا کیا گیا ہے اور اس وقت *Immediate cause* (فوری مسئلہ) جو ہے۔ وہ بھی ان فتنہ گروں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ غضب خدا کا، ایک اتنی قلیل اقلیت اور اس کو یہ حوصلہ ہوا کہ اس نے ہمارے طلباء کے اوپر حملہ کیا۔ ظاہر بات ہے کہ اتنی قلیل اقلیت کو از خود یہ حوصلہ اور ہمت نہیں ہو سکتی۔ یہ کسی کی شہ پر کیا گیا ہے۔ یہ ملک کے خلاف سازش ہے اور جناب بھٹو نے میرے خیال میں یہ بات صحیح کہی کہ یہ بین الاقوامی سازش کا کوئی حصہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی بڑی اہمیت ہے اور ہمیں پورے غور و خوض کے ساتھ اس کا جائزہ لینا چاہئے۔

جناب والا! اس سلسلے میں اس کا تھوڑا سا پس منظر میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے مجھے پورا یقین آیا اور باتوں کے علاوہ کہ یہ کیوں غلط کار لوگ ہیں اور ان کا نبوت کا دعویٰ کیوں جھوٹا

ہے اور ختم نبوت کے انہوں نے جو معنی پہنائے ہیں، یہ کیوں غلط ہے؟

2718 جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں جب مغلوں کی حکومت ختم ہوئی۔ اس میں جب زوال آیا۔ انگریزوں نے قبضہ کیا تو اس وقت یہ جو ایک مرحلہ تھا۔ یہ ایک نازک مرحلہ تھا۔ جو علماء حق ہیں۔ انہوں نے اس بات کا جائزہ لیا کہ مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی ہے۔ ایک کافروں کی حکومت برسر اقتدار آ گئی ہے۔ اسلام چونکہ مکمل دین اور ہر چیز کا اس میں انتظام ہے اور اس میں جذبہ جہاد پر اتنا بڑا زور دیا گیا ہے کہ اگر ہم اس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں تو مسلمان غلام نہیں ہوسکتا۔

اس وقت اس تحریک کے جو بانی مبانی تھے۔ سید احمد شہید بریلویؒ اور دیگر حضرات، جنہوں نے اس تحریک کی رہنمائی کی۔ انہوں نے اس تحریک کو اس قدر منظم کیا کہ بنگال سے لے کر سرحد تک اور باقی قبائلی علاقے تک اس تحریک کو چلایا اور بنگال کے اور پٹنہ اور بہار کے لوگ جا کر وہاں لڑے ہیں۔ یہاں سکھوں کے ساتھ پشاور میں، اور دوسرے علاقوں میں اور اس طریقے سے انہوں نے اس تحریک کی آبیاری کی ہے۔ تمام تر زور اس بات پر تھا کہ مسلمان محکوم نہیں ہوسکتا۔ مسلمان غلام نہیں ہوسکتا، اور اگر مسلمان غلامی سے دوچار ہو تو اسے جذبہ جہاد کے تحت تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دینا چاہئے اور اس کو ایک آزاد منش آدمی کی سی زندگی بسر کرنی چاہئے۔ غلامی اس کے لئے لعنت ہے۔ غلام کی حیثیت میں مسلمان، مسلمان نہیں رہتا اور وہ اسلام کے فرائض کو پورا نہیں کرسکتا۔

یہ اتنا بڑا مسئلہ تھا کہ انگریز کے لئے یہ ایک بڑا معمہ بن گیا۔ انگریز اپنی حکومت کو مستحکم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن دوسری طرف اس قسم کے، میں کہوں گا، نہتے لوگ، جن کے پاس کوئی جائیدادیں نہ تھیں۔ کوئی ذرائع نہ تھے، مخصوص قسم کے۔ بلکہ جو متمول لوگ تھے۔ وہ تاریخ میں آیا ہے کہ ان کے لئے باطل پرست، خود پرست، مفاد پرست قسم کے علماء سے مکے، مدینے تک سے فتوے منگوائے گئے۔ یہاں سے بھی غلط قسم کے علماء سوٴ سے انہوں نے فتوے لے لئے جہاد کے خلاف، اور اس بات کے حق میں کہ اس حکومت کے دوران امن قائم ہو گیا۔ اس 2719 کی اطاعت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود تحریک چلانے والے لوگ ان فتوؤں سے متاثر نہ ہوئے۔ لیکن کچھ متمول لوگ ان غلط فتاویٰ کے بھرے میں آ گئے اور انہوں نے ایک حد تک انگریزی حکومت کو قبول کرلیا۔ لیکن عام لوگ، بھوکے ننگے قسم کے لوگ جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ انہوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر اس تحریک کی آبیاری کی اور اس کو روپیہ فراہم کیا اور اس کو ٹوٹے

چھوٹے ہتھیار فراہم کئے اور اس طریقے سے انگریز کا ناطقہ بند کر دیا۔

میں مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مرحلہ وہ تھا کہ جس وقت انگریز کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا شخص ہاتھ لگے کہ جو یہ جہاد والی بات کو منسوخ قرار دے دے۔ کیونکہ اس نے ہمارا ناطقہ بند کر دیا ہے اور یہ ہماری حکومت کے اندر استحکام پیدا نہیں ہونے دیتا۔ اس وقت ایسی شخصیت کی ضرورت پڑی کہ جو اس جہاد کو حرام قرار دے دے اور جہاد جب حرام قرار دے دے تو بس، مسلمان پھر عیاشی کے اندر پڑ جائے گا۔ وہ نہ اسلام کے لئے لڑے گا اور نہ ملک و ملت کے لئے قربانی دے گا۔ پھر کوئی کافر، بے دین جو بھی چاہے اگر اس پر حکمرانی کرے۔ جائیدادیں دے۔ بس وہ حکمرانی کرتا رہے۔ تو گویا یہ شکل جب پیدا ہوئی تو اس وقت پھر مرزا قادیان پر ان کی نظر پڑی۔

ہنٹر بڑی مشہور شخصیت سول سروس کی ہے۔ سب حضرات کو علم ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے ‘‘انڈین مسلمان۔’’ اس کے اندر ان تمام چیزوں کی تفاصیل آئی ہیں۔ اس نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہوئی تو ہنٹر صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا کہ یہ جو ہم نے علماء سے فیصلے لئے تھے، یہ سب ناکام ہو گئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب یا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، جنہوں نے اس جہاد میں حصہ لیا اور اس طرح سے تحریک کو آگے بڑھایا، تو ان کو ہنٹر صاحب نے خود ‘‘نبی’’ کے لفظ سے یاد کیا 2720 ہے تا کہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی جائے کہ بڑا قسم کا عالم جو ہے وہ نبی بھی بن سکتا ہے۔ اس طریقے سے مرزا قادیان نے رفتہ رفتہ جس کی تمام تفاصیل آپ کے سامنے آ چکی ہے۔ اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے چھوٹی اسٹیج سے آخر نبوت کا اس نے دعویٰ کر دیا اور سب سے بڑی دو باتیں اس نے کیں۔ ایک جہاد کی منسوخی اور ایک یہ آیت کہ ‘‘اولی الامر منکم’’ اس کی غلط تعبیر کہ اطاعت کرو خدا کی اور رسول ﷺ کی اور ‘‘اولی الامر منکم’’ کی، جو تم میں سے ہو۔ تو، قادیانی لوگ جو تحریف کے استاد ہیں۔ (جیسا کہ مولانا ہزاروی صاحب نے بھی اس کا ثبوت بہم پہنچایا ہے) تو وہ ‘‘منکم’’ کو تو ہڑپ کر گئے اور اس آیت کے غلط معنی کئے کہ بس جو بھی حاکم ہو، چاہے کافر ہو، اس کی اطاعت کرو۔

ان دو چیزوں پر انہوں نے سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ اب اس معاملے کے اندر ظاہر بات ہے کہ مسلمان کے پاس ایک ایسی کتاب ہے قرآن کریم کی شکل میں کہ اس میں کوئی تحریف نہیں کر سکتا۔ جو تحریف کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے۔ مارا جاتا ہے اور قرآن کریم قیامت تک

کے لئے محفوظ ہے اور اللہ میاں نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس کی موجودگی میں اور احادیث صحیحہ کی موجودگی میں مسلمانوں کو اس بات کا قائل نہیں کیا جا سکتا کہ جہاد منسوخ ہو سکتا ہے یا وہ ”اولی الامر منکم“ میں سے ”منکم“ کو نکال کر ہر کافر اور بے دین حکومت کے وہ غلام رہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد جناب والا! اب آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو معروضات پیش کی ہیں۔ ان سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ سامراج کی خدمت کے لئے سامراج نے یہ پودا خود کاشت کیا تا کہ امت مسلمہ میں تفریق پیدا کی جائے اور امت مسلمہ کے اتحاد اور اتفاق کو ختم کیا جائے۔ اسلام کی یکجہتی کو ضرب کاری لگائی جائے۔

اب آخر میں جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اس مسئلہ کے حل کے لئے کوئی تجویز پیش کرنی چاہئے تو تجویز جناب! یہ ہے کہ جب تک ان قادیانیوں کے دونوں گروہ، 2721 ربوہ والے اور لاہور والے، ان کو غیر مسلم اقلیت اگر قرار نہ دیا گیا تو مسئلہ حل نہ ہوگا۔ بلکہ خدانخواستہ، خدا نخواستہ، خدانخواستہ اس ملک کے اندر ایسا بحران پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کو قابو میں لانا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ ہم پہلے ہی بہت سے بحرانوں سے دوچار ہیں اور اب ہمیں کسی نئے بحران کو دعوت نہیں دینی چاہئے ورنہ ہم خود پھر اپنے ساتھ دشمنی کریں گے۔ اس میں مذہبی طور پر تو جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ جو امت کا اتحاد ہے۔ وہ قائم رہے گا۔ تفریق وانتشار ختم ہو جائے گا اور سیاسی طور پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے اب یہ قادیانی مسلمانوں کے نام پر جو کلیدی اسامیوں پر قابض ہیں اور جو قبضہ جمائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان سے ان کو ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ ان سے یہ محروم ہوں گے اور اب یہ جو اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور اس ملک کی سلامتی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ان کو خدانخواستہ توڑنا چاہتے ہیں۔ تو پھر وہاں قادیان کو لوٹنا چاہتے ہیں تو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے یہ دونوں مقاصد حل ہو سکتے ہیں اور یہی میری تجویز ہے اور میں یہ التجا کرتا ہوں تمام ہاؤس سے جناب چیئرمین! آپ کے ذریعے کہ ان کو ضرور غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اسی میں ملک وملت کا فائدہ ہے۔ پاکستان کا فائدہ ہے۔ تمام امت مسلمہ کا فائدہ ہے اور ہم ایک مزید بحران سے بچ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمود عباس بخاری۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونستعینہ وصلی اللہ علی اشرف الانبیاء و خاتم النبیین

ابوالقاسم محمدبہ آلہ الطاہرین و اصحابہ المخلصین۔

جناب سپیکر! آج کا عنوان بڑا ہی نازک عنوان ہے اور میں پوری کوشش کروں گا کہ کہیں پر بھی اپنی حدود سے تجاوز نہ کروں۔ لیکن دل خون ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ضرب کاری لگانے والوں نے اور جنون کا تیشہ چلانے والوں نے جو جنگل چنا ہے، جس درخت پر یہ......

2722 ***Mr.Chairman:** I would request the honourable speaker that, instead of words it should be matter, because we are concerned with the matter, the substance.*

(جناب چیئرمین: میری معزز مقرر سے گزارش ہے کہ الفاظ کے بجائے مواد پیش کریں۔ اس لئے کہ ہمیں مواد کو مدنظر رکھنا ہے) یہ جو الفاظ ہیں ناں خوبصورت الفاظ، یہ کل بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ پرسوں بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ ***Today it should be matter*** آج صرف مواد ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: سر! میں آ رہا ہوں۔ گندے الفاظ کہاں سے لاؤں؟ میرے الفاظ تو شاید آپ کو پسند نہیں۔ لیکن کیا کروں زبان کی خامی سمجھ لیجئے میری۔

***Mr.Chairman:** Everybody can understand.*

(جناب چیئرمین: ہر شخص سمجھ سکتا ہے)

***Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari:** May I be permitted to continue?*

(ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: میں اپنی بات جاری رکھ سکتا ہوں؟)

***Mr.Chairman:** You are permitted to continue. Come with proposals.*

(جناب چیئرمین: آپ کو اپنی بات جاری رکھنے کی اجازت ہے۔ تجاویز پیش کریں)

[At this stage Mr.Chairman vacated the Chair which was occupied by (Dr. Mrs. Ashraf khatoo Abbasi)]

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین نے کرسی چھوڑ دی۔ جسے ڈاکٹر مسز اشرف خاتون عباسی نے سنبھال لیا)

***Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari:** Madam*

Deputy Speaker, with your permission.

(ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: محترمہ ڈپٹی سپیکر صاحبہ! آپ کی اجازت سے)

Madam Acting Chairman: *Yes, you can continue.*

(محترمہ قائم مقام چیئرمین صاحبہ: ہاں، آپ جاری رکھ سکتے ہیں)

(ڈاکٹر ایس محمود عباسی بخاری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

ڈاکٹر ایس محمود عباسی بخاری: تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ تیشہ چلانے والوں نے، کلہاڑی چلانے والوں نے جس چیز پر کلہاڑی چلائی، جس چیز پر اپنی منافقت کا تیشہ چلایا۔ وہ بذات خود تخیل رسول ﷺ تھا۔ جس کے بارے میں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اے میرے محبوب! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو یہ کائنات پیدا نہ کرتا۔'' جس دریدہ دہنی سے اور جس ڈھٹائی سے ناموس رسالت ﷺ پر حملے کئے گئے ہیں۔ میڈم سپیکر! میں تھوڑی سی [2723] اجمالاً اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے شاید میرا نقطہ نظر غلط ہو۔ جس پہلو سے آئمہ قرآنی اور معرفت ربانی میں جس پہلو سے اس کو نمایاں کرنا چاہئے تھا، شاید ابھی تک اسمبلی کی بحث میں مقام رسالت ﷺ کو اور ناموس رسالت ﷺ کو نمایاں نہیں کیا گیا۔ جب تک یہ بتایا نہ جائے کہ مقام ختم المرسلین ﷺ کیا ہے۔ مقام نبوت کیا ہے۔ مقام رسالت کیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ناممکن ہے کہ تعین کیا جاسکے کہ جھوٹا نبی کیا ہے اور اس کا مقام کیا ہے؟

مولانا غلام غوث ہزاروی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ محترم عباسی صاحب بڑی اچھی تقریر فرما رہے ہیں۔ لیکن اس ایک جملے میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ ''اے پیغمبر! تم کو میں پیدا نہ کرتا تو میں یہ ساری کائنات پیدا نہ کرتا۔'' یہ قرآن میں نہیں۔ ''لولاك لما خلقت الافلاك'' روایت میں بھی ضعف ہے۔ لیکن مفہوم صحیح ہے۔ قرآن میں نہیں ہے۔ یہ میں نے اس لئے عرض کر دی کہ کوئی اعتراض نہ کرے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری:

قلندر جز دو حرف لاالہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہ شہر قارون ہے لغت ہائے حجازی کا
الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گوہر سے

جناب سپیکر! میں آگے بڑھتا ہوں۔ اس پوائنٹ آف آرڈر کی دلدل سے نکل کر۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: لیکن انہوں نے تو آپ کی تصحیح کی ہے۔ وہ تو آپ مان لیں ناں۔

ڈاکٹر ایس محمود عباسی بخاری: اچھا جی، میں آگے بڑھتا ہوں۔ تو بات مقام رسالت ﷺ کی میں کر رہا تھا۔ میرا یہ مقام نہیں کہ میں مقام رسالت ﷺ کا تعین کروں۔ نہ میرے پاس اتنا علم ہے۔

نہ میں عارف، نہ مجدد، نہ محدث، نہ فقیہ ہوں
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام

2724 لیکن اپنی ادنیٰ سمجھ سے جو آیات قرآنی کے آئینے میں جناب سپیکر! میں نے مقام رسالت ﷺ دیکھا ہے۔ میں اس ایوان میں وہ پیش کروں گا۔ ضمناً یہ عرض کر دوں کہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا مسلمانوں کی میراث پر ضرب کاری لگانا چاہتا تھا، دو جہت سے۔ ایک جہت تھی جہاد، جسے قرآن میں قتال کا نام دیا گیا ہے اور جس سے انگریز بہادر ہمیشہ خائف رہا اور دوسری جہت تھی حب رسول ﷺ۔ انگریز جانتا تھا کہ حب رسول ﷺ ایک ایسا پیمانہ ہے، ایک ایسا مرکز ہے، ایک ایسا مرکز ثقل ہے کہ اگر یہ مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے تو مسلمان ہمیشہ ایک مضبوط اور قائم امت کی صورت میں اس صفحہ ہستی پر برقرار رہیں گے۔ اس نے چاہا کہ اپنی اس مملکت کی حفاظت کے لئے جس میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ مشرق سے مغرب تک تھی۔ انگریز کا یہ ارادہ ہوا۔ اس نے یہ پالیسی بنائی اور اس وقت کی جو *Condition* (صورت حال) تھی، جو حالات تھے۔ اس وقت جو سیاسی حالات تھے۔ ان کے مطابق انگریز نے اپنی سوچ میں صحیح سوچا۔

اس کے علاوہ جناب سپیکر! ایک اور بات آئی۔ مہدی سوڈانی، حضور مقبول ﷺ کا نام لے کر اٹھے اور انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔ اسی صدی میں چودھویں صدی کے آخر میں انگریز کو خدشہ لاحق ہو گیا کہ سواد اعظم کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود آئیں گے۔ لہٰذا شاید اصلی مہدی بھی آ جائے۔ اس نے پیش گوئی کے طور پر اپنا ایک نقلی مہدی تیار کیا۔ جیسا کہ میں ابھی اپنی بحث سے ثابت کروں گا کہ یہ مہدی کیونکر نقلی تھا۔ جس طریقے سے شان رسالت مآب ﷺ پر ان لوگوں نے حملے کئے ہیں۔ وہ ناقابل برداشت ہیں۔ کوئی بھی مسلمان جس میں حمیت ہے۔ جس میں غیرت ہے۔ جس میں اخلاص کے ایک لہو کا ایک بھی جائز قطرہ باقی ہے۔ وہ ان کے اس لاف وگزاف کو برداشت نہیں کر سکتا۔

[2725]خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے
غلام زادے کو دعویٰ پیغمبری کا ہے
بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

ان جعلی نبیوں نے کیا فرمایا ہے؟ اور یہ فرمانے سے پہلے یہ اپنے مقام کو بھی جانتے تھے کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ ہمارا سیاق وسباق کیا ہے۔ لہٰذا فلسفہ یہ تراشا گیا کہ شان رسالت کو گھٹایا جائے تاکہ جعلی نبوت کی شان جو ہے وہ بڑھ جائے۔ حتیٰ کہ یہ برابر آ جائے، معجزات سے ارتقاء کریں۔ شان عیسیٰ علیہ السلام کو کم کیا گیا۔ یہاں تک کہ افتراء پردازوں نے ان پر افتراء پردازی کی۔ نعوذ باللہ زبان اس کی اجازت نہیں دیتی کہ ان کی نانیاں اور دادیاں ایسی تھیں اور ایسا بھی یہ کیوں کیا گیا؟ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں مجہول النسب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی؟

جناب سپیکر! قرآن کریم اللہ کا ایک قانون ہے جو یونیورسل لاء ہے۔ جو کہ آفاقی اور ابدی قانون ہے۔ ازلی قانون ہے۔ جس کو کبھی موت نہیں آ سکتی۔ وہ قانون ہے کہ نبی کبھی مجہول النسب نہیں ہوتا۔ نبی کا جو سلسلہ نسب ہے وہ ہمیشہ واضح ہوتا ہے اور دنیا میں جو بھی نسلیں انسان کی بستی ہیں۔ نبی ان میں ارفع ترین خون، ارفع ترین روایت، پاکیزہ ترین خون، پاکیزہ ترین خاندان کا فرد ہوتا ہے تو اسے یہ انعام ملتا ہے۔ اسے اس قابل سمجھا جاتا ہے۔ سلسلہ نسب کی بلندی۔ جناب سپیکر! یہ بھی دلیل ہے اور یہ بھی ایک انعام ہے۔ مجہول النسب لوگوں پر یہ انعام آ ہی نہیں سکتا۔

جیسا کہ میں ابھی قرآن کریم کی آیت سے ثابت کروں گا۔ ان لوگوں نے اپنے جعلی نبی کو سہارا دینے کے لئے تیشہ چلایا۔ وہ نسب پر چلا۔ اس لئے کہ ان کے پاس اپنا نسب نہیں تھا۔ دیکھئے براہین احمدیہ (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۴۵، خزائن ج۱۳ ص۱۶۳، اربعین نمبر۲ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۳۶۵) میں لکھتے ہیں: ’’مجھے الہام ہوا ہے کہ میں پارسی النسب ہوں۔‘‘ یعنی ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ پارسی النسب ہیں یا نہیں؟ حتیٰ کہ پارسی سے اپنے [2726]خون کا رشتہ جوڑنے کے لئے انہوں نے الہام کا سہارا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ منگول نسل تھی۔ یہ تاتاری نسل تھی۔ یہ صحرائے گوبی کے لوٹ مار کرنے والوں کی نسل تھی۔ یہ آوارہ ترکوں کی نسل تھی۔ یہ بالکل نہ پارسی النسب تھے، نہ یہ عربی النسل تھے۔ یہ جانتے تھے کہ میں خاندان سادات میں سے نہیں ہوں۔ میں خون بنو فاطمہ نہیں ہوں۔ اس لئے انہوں نے بڑے الہامات کا سہارا لیا۔

اب ذرا ان کے خرافات سنئے جن پر میں اپنی تمام بحث کا دارومدار کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں بہت ترقی ہوئی اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر تھی۔“ اس کے بعد فرماتے ہیں ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ حضور پاک ﷺ سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔“ یہ ہے (ڈائری خلیفہ قادیان، الفضل ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء) اور اس کے بعد فرماتے ہیں ”ظلی نبوت کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا۔“ بلکہ بعض حسنات میں اور بھی آگے بڑھا دیا۔

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۳، مصنف بشیر احمد ایم۔ اے)

جناب سپیکر! میں اس بحث میں نہیں پڑوں گا کہ بروزی نبی کیا ہے اور ظلی نبی کیا ہے اور اس کا سایہ کیا چیز ہے؟ میں تو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اپنی نبوت کا دارومدار تمام تر اس بات پر رکھا کہ ہر انسان، ہر خاطی اور ہر ناقص اور ہر مجہول العقل انسان جب چاہے، جس وقت چاہے، اپنے زہد، اپنے علم، جو کہ بڑا محدود ہے، اس کی بناء پر ترقی کر سکتا ہے۔ ترقی کرتا کرتا مجدد بن سکتا ہے۔ محدث بن سکتا ہے۔ مولوی تو خیر ہر کوئی بن سکتا ہے۔ وہ محدث جو حدیث نہیں بلکہ کلمات الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے، وہ بھی بن سکتا ہے۔ قطب بن سکتا ہے، غوث بن سکتا ہے، ابدال بن سکتا ہے۔ یہ خود ان کی اپنی 2727 کوشش تھی۔ ٹھیک۔

جناب! اس کے بعد فرماتے ہیں ”بڑھتے بڑھتے ترقی کرتے کرتے وہ انبیاء علیہم السلام میں قدم بھی رکھ سکتا ہے۔ مسیح موعود بھی بن سکتا ہے اور اس کے بعد آگے بڑھ کر وہ انبیاء سے آگے بھی بڑھ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ شان رسالت ﷺ خاتم النبیین سے دو چار، دس قدم بہت آگے جا سکتا ہے۔ حضور والا! قرآن کی رو سے یہ ایک فاتر العقل انسان کا عقیدہ ہے۔ قرآن اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس لئے قرآن کریم میں ایک آیت ہے جس کا میں ترجمہ کروں گا اور مولانا ہزاروی صاحب مجھے معافی دیں گے اگر کہیں میں لغزش کر جاؤں۔ میں مفہوم بتاتا ہوں کہ ہم نے میثاق ازل لیا انبیاء کی ارواح سے اور اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو ان پر شاہد مقرر کیا، ان پر گواہ مقرر کیا۔ اس کے لئے جو قرآن میں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ وہ میثاق غیظ ہے۔ ہم نے بڑا زبردست عہد لیا۔

حضور مرزا صاحب! آپ کی روح پر فتن سے پوری معافی مانگتے ہوئے یہ کہوں گا کہ آپ اس میثاق میں شریک تھے۔ کیا خداوند کریم کے عہد ایسے ہوتے ہیں کہ مجہول ہو جاتا ہے؟

وعدہ لیا خداوند کریم نے وعدہ لینے والا۔ جناب اسپیکر! خداوند کریم کو وعدہ دینے والی ارواح مقدسہ سے پیمان ازل ہوا جب مخلوقات کی بھی پیدائش نہ ہوئی۔ ابھی آدم آب وطین کی کیفیت میں ہے۔ مٹی اور پانی کی کیفیت میں ہے۔ اس وقت وعدہ لیا جارہا ہے۔ کون لے رہا ہے قسام ازل، معیشت کو پیدا کرنے والا پروردگار، سبوح وقدوس، خدائے حمید ولایزال، معیشت کو پیدا کرنے والا، وہ دینے والا، روحیں گواہ حضور رسالت مآب ﷺ۔ یہ مجہول کہاں سے ٹپک پڑے؟ کہ جن کو چالیس، پینتالیس اور پچاس برس تک یہ بھی خبر نہیں کہ ان کا مقام کیا ہے۔ یہ مقام انسانیت میں بھی ہیں یا نہیں۔ ان کو یہ بھی خبر نہیں تھی۔ کہاں تھے یہ میثاق کے وقت یا کہہ دیجئے کہ قرآن غلط؟ کہہ دیجئے یہ لوگ مفتری۔ ہم آگے بڑھتے ہیں کہ انبیاء کے تعیّن میں اور انبیاء کی بعثت میں اللہ کریم کا طریقہ کیا ہے اور بالکل یہ بھی قرآن کا فرمان ہے کہ اللہ کریم اپنی سنت کو تبدیل نہیں [2728] کرتا۔ جناب سپیکر! اللہ کریم کی سنت میں تغیر وتبدل نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اس لئے ''ان اللہ لا یخلف المیعاد '' اللہ اپنے وعدوں کی بھی مخالفت نہیں کرتا۔ خلاف وعدہ کبھی نہیں کرتے۔ آیئے! ہم کتاب ربانی اور اس کے آئینہ کمالات میں اسی کا جائزہ لیں۔ سورۂ مریم میں ہم دیکھیں کیسے پیغمبر آتے ہیں۔ پیغمبروں کا ذہن کیا ہوتا ہے۔ پیغمبروں کی نفسیات کیا ہوتی ہے۔ پیغمبر دعا کیسے مانگتے ہیں۔ پیغمبروں کے وعدے کیسے ہوتے ہیں۔ پیغمبر مبعوث کیسے ہوتے ہیں۔ کیوں نہیں ہم قرآن کو دیکھتے ہیں۔ کتاب موجود ہے۔ سنئے سورۂ مریم۔ میں صرف ترجمہ پڑھوں گا۔ ''جناب زکریا نے دعا مانگی کہ پروردگار! مجھے اپنے پاس سے وارث دے جو میرا بھی وارث بنے اور اولاد یعقوب کا وارث بنے۔'' جناب محترمہ! یہ ہے پیغمبر مستقبل کی طرف دیکھتے ہیں۔ آنے والی نسلوں پر ان کی نظر ہوتی ہے اور وہ واضح ہوتے ہیں نہ وہ مجہول العقل ہوتے ہیں۔ نہ مبہم ہوتے ہیں۔ نہ ان کا ذہن دھندلایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ تو خداوند کریم کے نور سے روشن ہوتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل، یہ کیفیات پیغمبروں کے سامنے ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہیں اور اس طرح جس طرح درہم ہتھیلی پر ہوتا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں اے زکریا! ہم تمہیں بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے کی، جس کا نام یحیٰ ہوگا اور ہم نے اس سے قبل کسی کو اس کا ہم نام نہیں بتایا۔

ذرا التزام نبوت دیکھئے۔ نام حافظۂ آدم سے، آدمی کی نسل سے نام کو قدرت نے چھپا لیا کہ ایک اپنے نبی کو میں نے یہ نام دینا ہے۔ یہ قرآن فرما رہا ہے۔ اے پروردگار! جناب زکریا فرماتے ہیں کہ میرے لڑکا کیسے ہوگا درآں حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہاء

پرہوں۔ فرمایا اس طرح کہ تمہارے پروردگار کے لئے یہ آسان ہے۔ اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط پکڑو اور ہم نے ان کو لڑکپن میں ہی سمجھ دے رکھی تھی۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر بچپن میں ہی سمجھ لے کر آتا ہے۔ پچاس برس تک مجہول نہیں رہتا۔ پچاس برس تک اپنے مقام سے غافل نہیں رہتا اور خاص آگے فرماتے ہیں [2729] کتاب خدا خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی عطاء کی اور جناب یحییٰ بڑے پرہیزگار تھے اور نیکی کرنے والے تھے اپنے والدین کے ساتھ، اور سرکش اور نافرمان نہ تھے۔

آگے سنئے، جناب سپیکر! قرآن کی زبان میں پیغمبر کا کیا مقام ہے۔ ابھی یحییٰ پیدا نہیں ہوئے اور کلام ربانی کیا آرہا ہے۔ انہیں سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوں اور جس دن کہ وہ وفات پائیں گے اور جس دن کہ وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔ کائنات، خلق کائنات بعثت پیغمبر کو سلام دیتی ہے۔ اس کے مولود پر بھی اور اس کے دنیا سے رخصت ہونے پر بھی۔ اب ذرا جناب اسپیکر! اندازہ کیجئے کہ جناب زکریا علیہ السلام مانگ کر بڑھاپے میں بچہ لیتے ہیں۔ ایک خارق عادت طریقے سے بچہ آتا ہے۔ کیوں آتا ہے خارق عادت طریقہ سے؟ کیا دنیا میں کوئی اور نہیں تھا جو پہلے مولوی بنتا، محدث بنتا، مجدد بنتا، فقیہہ بنتا، ترقی کرتا، نبوت پاتا۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا روئے ارض پر باقی نہ تھا؟ جناب سپیکر! میری اس بحث کو تقویت پہنچتی ہے۔ فطرت نسب کی حفاظت کرتی ہے۔ پیغمبر بغیر نسب کے التزام کے آ ہی نہیں سکتا۔

اب ذرا التزام قدرت ملاحظہ فرمایئے۔ جناب مریم کے تقدس کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن حکیم میں سورۂ مریم میں ارشاد ہے کہ فرشتہ مریم مقدس کے سامنے ظاہر ہوا اور کہا میں پروردگار کا ایلچی ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ وہ بولی میرے لڑکا کیسے ہوگا درآں حالیکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدچلن ہوں۔ فرشتہ کہتا ہے جناب اسپیکر! کہا یونہی ہوگا، تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان بنادیں اور اپنی طرف سے سبب رحمت، اور یہ ایک طے شدہ بات ہے۔

جناب سپیکر! آگے کتاب خدا تعالیٰ ارشاد فرماتی ہے، یہ قرآن کریم کا ترجمہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ہے ''اور پھر وہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں اور وہ لوگ بولے [2730] اے مریم! تو نے بڑے غضب کی حرکت کی۔ اے ہارون کی بہن! نہ تمہارے والد ہی برے آدمی تھے اور نہ تمہاری ماں ہی بدکار تھی۔ اس پر مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا۔'' جناب سپیکر! اب وہ بچہ بولتا ہے۔ میں اپنی بحث کو اس نکتہ کی طرف لانا چاہتا تھا کہ ماں

کی گود یا پنگھوڑے میں بچہ کیسے بولتا ہے۔ بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام بولے اپنے پنگھوڑے سے۔ نہیں، پہلے وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم اس بچے سے کیسے بات چیت کریں جو ابھی گہوارہ میں پڑا ہوا نومولود بچہ ہے۔ اس پر جناب عیسیٰ علیہ السلام بولے میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور اس نے مجھے نبی بنایا اور اس نے مجھے بابرکت بنایا جہاں کہیں بھی ہوں، اور اسی نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ جب تک میں زندہ رہوں، مجھے سرکش و بدبخت نہیں بنایا اور میرے اوپر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

جناب سپیکر! یہ آیات غور وفکر کے لئے ہیں۔ قرآن کریم دعوت فکر دیتا ہے۔ دعوت تفکر دیتا ہے قرآن کریم ہر قدم پر بتائیے کہ قدرت کو کیا ضرورت تھی خالق فطرت کو کہ پنگھوڑے میں بچے کی گفتگو کا انتظام کرے؟ ماں جواب نہ دے اور بچہ جواب دے۔ حضور والا! ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے، فرما رہے ہیں کہ کتاب لے کر آیا ہوں۔ رسالت لے کر آیا ہوں۔ معلوم ہوا نبی جب پیدا ہوتا ہے رسالت سے سرفراز ہوتا ہے۔ وہ جہالت کی ٹھوکریں کھانے کے لئے نہیں ہوتا۔ قسام ازل، تقدیر ازلی، قاضی تقدیر اس کو ماں کے پیٹ سے بلکہ روز ازل سے اس کو نبوت سے سرفراز کر کے بھیجتے ہیں۔ یہ روحیں ہی اور ہیں، یہ اجناس ہی اور ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو سیڑھیاں چڑھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو مدرسوں سے تعلیم پاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو پندرہ روپے کی کلرکی سے ڈسمس ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو قیصرائے ہند کو لکھتے ہیں ''اے میرے جان و مال کی مالک۔'' یہ وہ لوگ نہیں جو غیروں کے وظیفوں پر پلتے ہیں۔ پیغمبر کو پالنے والا خداوند کریم ہے۔ اس کی حفاظت مشیت خود کرتی ہے۔

2731 متعدد اراکین: بہت اچھے، بہت اچھے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب سپیکر! اس ضمن میں میں آگے عرض کروں گا کہ یہ سنت الٰہی ہے کہ نبی کتاب لے کر آتا ہے۔ نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے۔ یہاں ایک سوال پوچھتا ہوں ان دوستوں سے جو کہتے ہیں، نعوذ باللہ، جو کہتے ہیں رسالت مآب ﷺ چالیس برس تک، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نبی نہیں تھے۔ حالانکہ حدیث شریف میں انا اول العابدین میں سب سے پہلا عبادت گزار ہوں۔ یہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ کیسے عبادت گزار ہوں۔ جناب اسپیکر! قرآن کی طرف آیئے۔ پہاڑ عبادت کرتے ہیں۔ درخت عبادت کرتے ہیں۔ کائنات عبادت کرتی ہے تو اول العابدین کا مطلب یہ ہوا کہ رسالت مآب نے اس وقت بھی عبادت کی جب

کوئی موجودات، موجود نہ تھی۔ نبی اس وقت نبی ہوتا ہے جب موجودات نہیں ہوتی۔ ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔

[At this stage Dr.Mrs.Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr.Chairman(Sahibzada Farooq Ali).]

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر مسز اشرف خاتون عباسی نے کرسی صدارت چھوڑ دی۔ جسے جناب چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی نے سنبھال لیا)

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: اجازت ہے جناب!

جناب اسپیکر! جناب ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں ارشاد خداوندی سنئے: ''تو ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا اور ان سب کو اپنی رحمت عطاء کی۔'' جناب موسیٰ علیہ السلام سے ایک ہی قانون قدرت چلا آ رہا ہے۔ قانون خداوندی ایک ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے: ''اور ہم نے اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی کی حیثیت عطا کی۔ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام عطا کئے اور ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا اور لوط علیہ السلام کو ہم نے علم اور حکمت دی اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کو تابع کر دیا اور پرندے ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے۔ اسماعیل علیہ السلام، ادریس علیہ السلام اور ذوالکفل کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا۔ بیشک وہ بڑے صالح لوگوں میں سے تھے۔''

2732 جناب اسپیکر! اسی طرح سورۂ احزاب میں یہ بات نوشتہ الٰہی میں لکھی جا چکی تھی: ''اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے تمام پیغمبروں یعنی نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے بھی، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ ابن مریم سے بھی، اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔ میثاق غلیظا (پختہ) لیا تاکہ ان سچوں سے ان کے سچ کی بابت سوال کیا جائے۔ جناب سپیکر! قرآن کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی روز ازل سے پیدا ہوتے ہیں۔ نبی روز ازل بنائے جاتے ہیں۔ نبی عالم ارواح میں بنائے جاتے ہیں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: پوائنٹ آف آرڈر، جناب! یہ بار بار ''جناب اسپیکر، جناب اسپیکر!، جناب اسپیکر!'' فرما رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس وقت ''جناب چیئرمین زیادہ مناسب ہوگا۔

متعدد اراکین: سنا نہیں گیا۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: میں کہہ رہا ہوں کہ بار بار، ہمارے بخاری صاحب ''جناب اسپیکر، جناب اسپیکر'' فرما رہے ہیں۔ ان کو یہ فرمانا چاہئے کہ ''جناب چیئرمین۔'' یہ مناسب ہے۔ ویسے یہ اسپیکر ہیں لیکن اس وقت ''چیئرمین'' ہیں اور ویسے بھی ''جناب چیئرمین'' کہنا مناسب ہے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: مہربانی۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ سورۂ شوریٰ میں ارشاد خداوندی ہے: ''اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا، اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کیا ہے۔ جس کا ہم نے ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام کو بھی حکم دیا تھا۔ یعنی کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔'' اور اس کے بعد سورۂ آل عمران میں ہے: ''ہم نے فضیلت دی آل ابراہیم اور آل عمران کو جہانوں پر۔''

حضور والا! یہ قاعدہ ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے، یہ سنت الٰہی ہے۔ خاندان کبھی مجہول نہیں ہوتا پیغمبر کا۔ نسب کبھی پیغمبر کا مجہول نہیں ہوتا۔ جن مجہول النسب لوگوں نے اس [2733] کے بعد جھوٹی نبوت کے دعوے کئے۔ یہ دلیل ہے ان کے جھوٹے ہونے کی۔ میں ایک بات یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں، جناب! اگر ہم یہ تسلیم کریں ایک لحہ کے لئے بھی، جہالت کسی لمحے پر وارد ہوتی ہے، تو جناب! جہالت ظلم ہے، اور کوئی نبی ظلم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ میرا عہد ظالمین کو نہیں پہنچا۔ بالکل نہیں پہنچ سکتا۔ یہ تو دو انعام ہیں۔ عہد اور انعام ایک ہی چیز ہے۔ انعام کا عہد ہے۔ یہ ظالمین کو پہنچ نہیں سکتا۔ نبی نہ جھوٹ بول سکتا ہے، نہ ہی مجہول ہو سکتا ہے، نہ نبی فاتر العقل ہو سکتا ہے۔ نہ نبی اپنے مقام سے گم کردہ راہ ہو سکتا ہے۔ نہ نبی کوئی گناہ کر سکتا بڑا یا چھوٹا۔ اس لئے جناب! کیونکہ اگر نبی یہ کرے گا تو کسی کو ہدایت کیوں کر دے گا۔

خضر کیوں کر بتائے راہ اگر
ماہی کہے دریا کہاں ہے

اگر نبی کہے ہدایت کہاں ہے۔ فلاں وقت ہدایت کے بغیر تھا۔ فلاں وقت میری ہدایت سمیت ہے۔ یہ بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کرن سے

نبی کبھی اپنی کرن سے بیزار نہیں ہوتا۔ وہ نور خداوندی کا امین ہوتا ہے۔ وہ آئینہ کمالات خداوندی ہوتا ہے۔ حضور والا! اب ہم بات کرتے ہیں اپنے آقائے کائنات جناب سرور رسالت مآب ﷺ کی۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

جناب والا! نبوت کسبی شے نہیں ہے، یہ وہبی چیز ہے۔ یہ عنایت ہوتی ہے۔ یہ میدان گھوڑ دوڑ کی دوڑ میں جیتی نہیں جاتی۔ خدانخواستہ، نعوذ باللہ، خاکم بدہن، یہ ریس کا کپ نہیں ہے جسے مرزا قادیانی کی طرح جیت لیں۔ یہ جیتی نہیں جاسکتی، یہ عطا ہوتی ہے۔

2734 جناب والا! اسی ضمن میں ایک میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا واضح کیا گیا۔ مہدی کا جھگڑا ہے۔ میں اپنی بات کو اجمالاً ختم کرنا چاہتا ہوں۔ بحث بڑی طویل ہو جائے گی۔ اتنا کچھ آثار مہدی میں اور کتابوں میں، جو کتابیں آج بھی ہمیں روشنی دے رہی ہیں۔ سواداعظم کی متفقہ کتابیں، ان میں حضور والا! بالکل واضح طور پر مہدی کے خواص لکھے ہیں اور ان میں، ان کی صرف ایک خاصیت بیان کرنا چاہتا ہوں اور اس پر میں اپنی بحث کا انجام کرنا چاہتا ہوں۔ ابوداؤد، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ مہدی اولاد فاطمہؓ سے ہوگا اور حضور پاک ﷺ کی عترت میں سے ہوگا۔ ایک بڑی مستند کتاب جس کا میں نے نام لیا ہے، عبداللہ ابن مسعودؓ، دریائے علم۔ ترمذی میں اور ابوداؤد میں روایت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں کہ مہدی میرا ہم نام ہوگا اور تحقیق وہ میری عترت میں سے ہوگا۔ وہ میری آل بیت سے ہوگا۔ جب وہ آئے گا، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس کے بعد پھر ابی اسحاق کی روایت ہے: ”تحقیق مہدی اولاد فاطمہؓ میں سے ہوگا اور اخلاق وعادات اور صورت میں حضور پاک ﷺ کے مشابہ ہوگا۔“

جناب والا! اس قسم کے بے شمار حوالے موجود ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی بھی مجہول النسب نہیں ہوگا۔ چہ جائیکہ ایک آدمی آج تک اپنا خاندان نہیں ثابت کر سکا کہ وہ فارسی ہے، ایرانی ہے، ترک ہے یا منگول ہے۔ کہاں سے ٹپکے، کہاں سے آئے۔ کس سیارے سے ان کو کس راکٹ میں بٹھا کر یہاں پر لے آئے۔ ان کو اپنا علم نہیں ہے۔ دوسروں کو ان کا علم کیا بتائیں گے؟

جناب والا! یہاں پر میں ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو تمام جھگڑوں کو بڑی واضح کر دیتی ہے۔ میں اس حدیث کے حوالہ جات بھی لے آیا ہوں۔ اگر علماء کرام ان حوالہ جات

کو دیکھنا چاہتے ہیں تو میں انشاءاللہ ان کو بھی دے دوں گا۔ اسمبلی کو پیش کردوں گا۔ حوالے بڑے لمبے ہیں۔ ممکن نہیں ہے کہ میں ان سب کو یہاں دہرا سکوں۔

2735 حدیث ثقلین یہ ہے، اس کے بے شمار راوی ہیں۔ اس کو تقریباً چار سو صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔ سواد اعظم کی تقریباً ساڑھے سات سو ایسی کتابوں میں اس حدیث کا ذکر ہے۔ یہ تواتر کے دور سے بھی نکل چکی ہے۔ غالباً اتنی مستند اور اتنی ثقہ حدیث بہت کم نظروں سے گزری ہوگی۔ ان تمام لوگوں نے جنہوں نے اس کو مروی کیا ہے۔ جناب علیؓ، دو، تین، چار سن ہجری سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں حدیث کا ترجمہ کرتا ہوں:

’’میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ یعنی کتاب اللہ اور اپنی آل۔ عترت اور اپنے اہل بیت۔ اگر ان سے تمسک کروگے تو قیامت تک گمراہ نہیں ہوگے۔ بیشک یہ دونوں اکٹھے رہیں گے۔ حتیٰ کہ حوض کوثر پر میرے پاس اکٹھے وارد ہوں۔‘‘ حضور والا! جیسا کہ میں نے پہلے حوالوں سے پڑھا ہے کہ مہدی عترت رسول میں سے ہوگا۔ یہ حدیث ثقلین عترت رسول ﷺ کو واضح کرتی ہے۔

میں بات مختصر کرتے ہوئے دو چار حوالے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا اور یہ سوال پوچھوں گا کہ اگر عترت رسول ﷺ میں سے (مرزا صاحب) نہیں تھے؟ اگر مجہول النسب تھے؟ تو ان کی نبوت کی وہ بنیاد ہی......

Mr. Chairman: *Short Break for fifteen minutes for tea. We will reassemble at 12:15 p.m.*

(مسٹر چیئرمین: چائے کے لئے پندرہ منٹ کا مختصر وقفہ۔ ہم سوا بارہ بجے دوبارہ اجلاس شروع کریں گے)

The special Committee adjourned for tea break to reassemble at 12:15 p.m.

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس چائے کے وقفہ کے لئے دوپہر سوا بارہ بجے تک ملتوی کردیا گیا)

The special Committee ressembled after tea break. Mr.Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس چائے کے وقفے کے بعد دوبارہ شروع ہوا۔ جناب چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی اجلاس کی صدارت کررہے ہیں)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری!

[2736]**ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری:** جناب چیئرمین! میں حدیث ثقلین کی بات کر رہا تھا۔ جس میں میں نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا کہ کوئی نبی یا مہدی نہیں آ سکتا جب تک کہ وہ عترت رسول ﷺ نہ ہو اور حدیث ثقلین اس پر وارد نہ ہوتی ہو۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ بہت سے حوالہ جات بھی لایا تا کہ میں اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر سکوں اور جناب والا! میں قدرے فخر سے یہ حوالہ جات پیش کروں گا کہ غالباً اتنے حوالہ جات کسی ایک حدیث کے لئے بہت کم اکٹھے ہوئے ہوں گے۔ چار، پانچ حوالے پڑھنے کے بعد یہ حوالہ جات کا دفتر میں آپ کی خدمت میں جمع کرا دوں گا تا کہ یہ بھی یہاں پر ریکارڈ رہے اور وہ دوست جو حدیث ثقلین کی سند دیکھنا چاہیں۔ وہ اپنے ذوق کی تسکین کر سکیں اور میری بات پایۂ ثبوت تک پہنچ سکے۔

مخرجین حدیث ثقلین۔ سید بن مسروق السمی سن وفات ۱۲۶ھ۔ جو راوی صحابی ہیں۔ وہ زید بن ارقم ہیں۔ حوالہ جات صحیح مسلم رکن بن زبیع بن العمیلہ، سن وفات ۱۳۱ھ، صحابی زید بن ثابت۔ حوالہ مسلم، احمد حنبل، ابوحیان یحییٰ بن سعید بن حیان۔ سن وفات ۱۴۵ھ۔ حوالہ مسلم، احمد حنبل۔ صحیح مسلم عبدالملک بن ابی سلطان سن ۱۴۵ھ، صحابی راوی ابوسعید الخذری، مسلم، احمد، حنبل۔ محمد بن اسحاق بن لسا المدنی۔ اسرائیل بن یونس ابو یوسف الکوفی۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الکلفی۔ محمد بن طلحہٰ بن معارف العانی الکوفی۔ ابوغبانہ وذاہب بن عبداللہ والعشر ی۔ شریک بن عبداللہ والقاض۔ علی ھذا القیاس!

جناب چیئرمین! بے شمار حوالہ جات ہیں۔ اس میں کم سے کم چار سو صحابہ کرامؓ کے نام درج ہیں۔ پانچ سو، چھ سو کتابوں کے حوالہ جات ہیں۔ جناب والا! اس سے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنی تمام بحث کو سمیٹتا ہوں، Conclude کرتا ہوں۔ بحوالہ آیات قرآنی ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں جناب والا! کہ:

۱...... نبی نجیب الطرفین ہوتا ہے۔

۲...... [2737]نبی کا سلسلہ نسب واضح ہوتا ہے۔

۳...... نبی پر کبھی بھی جہالت وارد نہیں ہوتی۔

۴...... یہ لازمی ہے کہ نبی کی حفاظت اور اطاعت فطرت خود کرے۔

۵...... بطن مادر میں اور صلب پدر میں نبی ہوتا ہے۔

۶...... نبوت وہبی ہوتی ہے، کبھی بھی کسبی نہیں ہوتی۔

۷...... ایک اور بات کی حضور والا! یہاں صراحت کرتا جاؤں، قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''وما ینطق عن الھوٰیٓ ان ھوالا وحی یوحی'' ﴿نہیں بولتے نبی کریم اپنی خواہش سے، سوائے وحی الٰہی کے۔﴾

حضور! نطق اور کلام میں فرق ہے۔ کلام وہ چیز ہوتی ہے جس میں زبان الفاظ کو کسی مفہوم یا کسی تواتر کے ساتھ ادا کرتی ہے۔ لیکن حضور والا! نطق اسے کہتے ہیں جو بے معنی بھی ہو۔ مثلاً میں کہتا ہوں کہ روٹی ووٹی، پانی وانی، جانا وانا، تو اس میں جو مہملات ہیں۔ وہ بھی ینطق میں شامل ہیں۔ حتیٰ کہ علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ جناب والا! سوتے ہوئے خراٹے لینا بھی ینطق ہے۔ نبی کا بروئے قرآن ینطق بھی جو ہے حضور والا! قرآن حکیم نے اس کو وحی الٰہی قرار دیا ہے۔ اس سیاق وسباق کو اگر ہم اس نبی کے سیاق وسباق سے لگائیں جس نے اس دور میں آ کر مسلمانوں میں انتشار وافتراق پیدا کیا اور جھوٹے الہامات اور رویائے کاذبہ کو رویائے صادقہ کے روپ میں پیش کر کے جو مس گائیڈنس یا گمراہی پھیلائی۔ اسی پیمانے سے ہم اس کو ماپ سکتے ہیں۔ تو حضور والا! پتہ چلتا ہے کہ حق کہاں ہے اور باطل کہاں ہے۔ یعنی حق آ گیا اور باطل چلا گیا۔ یقیناً باطل ہے بھی جانے والی شے۔

اس کے بعد جناب والا! آٹھویں نشانی! نبوت کی یہ ہے کہ نبی مجہول ومبہم کبھی نہیں ہوتے۔ نویں نشانی! اس کی یہ ہے کہ پیدائش اور موت نبی کریم کی، یا کوئی بھی نبی ہو، [2738] ہمیشہ مسعود ومبارک ہوتی ہے۔ دسویں! اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کا سلسلہ نسب عارفین وانعام یافتگان سے ہوتا ہے۔ اگر باپ نبی ہے، یا دادا نبی ہے، یا نانا نبی ہے، یا ماں صدیقہ ہے، یا دادی صدیقہ ہے، یعنی طاہرین کا، معصومین کا اور انعام یافتگان کا ایک سلسلہ ہوتا ہے حضور والا! جو کہ چلتا ہے۔

اس کے بنا نبی نہیں آتا۔ یہ قانون قرآن کے خلاف ہے، یہ قانون فطرت کے خلاف ہے۔ ایک اور دلچسپ بات میں عرض کرتا جاؤں ضمناً وہ بھی نبی کی پہچان ہے کہ اگر کسی بھی نبی کے جسم کی ہڈی آسمان کے نیچے ننگی ہو جائے تو اس وقت بادل آ جاتے ہیں، بارش برستی ہے۔ اس کے لئے بھی میں ۲، ۳ سو حوالے پیش کروں گا۔ جب کسی نبی کی ہڈی ننگی ہوئی اور ہڈی اس کی باہر برآمد ہوگئی۔ بارش آئی، طوفان آیا، حتیٰ کہ وہ ہڈی پھر کور ہوگئی۔ قدرت کاملہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے پاک وجود کی ہڈی کی بے حرمتی ہو۔ اس کو ہمیشہ باران رحمت چھپا لیتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کسی کاذب نبی کی ہڈی نکالی جائے اور باران رحمت کا تماشہ دیکھا جائے۔ لیکن میں ثبوت میں پیش کر سکتا ہوں۔

اس کے بعد نبوت کے سلسلے میں، میں عرض کروں گا کہ یہ بھی قرآنی تصریح ہے کہ نبی کی بشارت بہت پہلے مل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں ہزاروں برس پہلے جناب ناموس موسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی۔ جناب عیسیٰ عمران کی بشارت دی گئی اور حضور رسالت مآب ﷺ کی بشارت دی گئی۔

جناب والا! ایک اور بات جو ازروئے قرآن ہم سے ثابت ہوتی ہے کہ نبی کو اس کی موت کے بعد کاذب نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ یا نبی کو اس کی اتمام حجت کے بعد کاذب نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اگر کاذب ٹھہرائیں گے اور وہ فی الحقیقت نبی ہے تو عذاب آ کر رہے گا۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام کا آیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا آیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کا آیا۔ حضرت ہود علیہ السلام کا آیا۔ یا اسے ماننا پڑے گا یا عذاب آئے گا۔ اگر یہ سچے 2739 نبی تھے۔ جو کہتے تھے کسی زمانے میں کہ ”چھوڑو، مردہ علی کی بات نہ کرو، چھوڑو، مردہ حسین کی بات نہ کرو۔“ کیا ہم یہ تصریح نہ لائیں، یہ دلیل نہ لائیں کہ ”چھوڑو، مردہ مرزا صاحب کی بات نہ کرو۔ وہ بھی پرانے مردے ہو گئے۔ ان کا کیا ذکر کرنا۔“ نہ عذاب آیا، نہ ہدایت آئی، یہ کیسے نبی ہیں؟

جناب والا! بہرحال یہاں پر ایک اور بات قرآنی لحاظ سے عرض کرنا چاہتا ہوں اور بات ضمناً عرض کردوں کہ مشکوٰۃ شریف اور ابوداؤد اور ترمذی کا ایک اور حوالہ میرے ہاتھ آیا ہے کہ بتحقیق رسالت مآب علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی ہر حال میں آل رسول اور بنو فاطمہ میں سے ہوں گے اور اس کے بعد اگلی روایت ہے، حدیث ہے کہ عیسیٰ بہ نصرت مہدی آئیں گے۔ مہدی سات برس حکمرانی، عالمی حکمرانی کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ کوئی حاجت منداور مظلوم نہیں رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس رہیں گے۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں نبوت کے ان دعویداروں سے کہ زمین پر کوئی حاجت مند نہیں رہا؟ کیا انسانی مسائل ختم ہوئے ہیں؟ کیا عدل ہو رہا ہے؟ کیا لڑائیاں نہیں ہو رہی ہیں؟ کیا ان کی بعثت کے وقت کے بعد سے عالمی جنگیں نہیں لڑی گئیں؟ یہ کہتے تھے کہ جہاد بند کردو۔ مجھے بتائیں کہ کیا فلسطین نہیں لٹا؟ کیا بیت المقدس نہیں برباد ہوا؟ کیا کیا کچھ نہیں ہوا ہے۔ عالم اسلام پر کیا کیا چر کے نہ چل گئے۔ انہوں نے کہا کہ جہاد ضروری نہیں ہے تو جہاد کب کریں گے؟ کیا قبروں میں جانے کے بعد کریں گے؟ عدل کہاں آیا ہے؟ عالمی حکمرانی کہاں آئی ہے؟ کہاں زمین انصاف سے بھر گئی ہے؟ حضور والا! یہ بات بھی نہیں ہوئی ہے۔ اس چیز سے بھی ثابت ہوا ہے حدیث کی رو سے بھی کہ یہ نبی جو تھے چاہے بروزی اور ظلی تھے، جو بھی چیز تھے۔ کاذب نبی تھے۔

2740 اس کے بعد حضور والا! علامہ محمود الصارم، مصر کا ایک حوالہ عرض کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بروزی اور ظلی نبوت کوئی شے نہیں۔ نہ کبھی کوئی بروزی نبی آیا ہے اور نہ کبھی کوئی بروزی نبی آئے گا۔ نہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا کوئی بروز آیا اور نہ آل ابراہیم کا کوئی بروز آیا۔ نہ کوئی بروز علیؓ کا آیا نہ کوئی بروز حسینؓ کا آیا۔ نہ کوئی بروز جناب صدیقؓ کا پیدا ہوا اور نہ کوئی بروز جناب عمر فاروقؓ کا پیدا ہوا اور بروز کون سا آئے گا۔ یہ زرتشتی کا عقیدہ ہے، یہ ہندوآنہ طریقہ ہے۔ آواگوان کا یہ مسئلہ ہے، تناسخ کا مسئلہ ہے، اور یہ وہی آدمی پیش کرسکتا ہے جو مجہول الذہن ہو، مجہول الفہم ہو۔

اور ایک بات عرض کروں گا یہاں پر جس کو ابھی تک بحث میں نہیں لیا گیا۔ اس نبی، اس بیسویں صدی کے نبی نے فرمایا کہ مہدی اور عیسیٰ دونوں اس (کی) شخصیت میں اکٹھے ہوگئے ہیں۔ حالانکہ حضور! تواتر سے ثابت ہے۔ متواترات سے ثابت ہے کہ مہدی کی اور شخصیت ہے، جناب عیسیٰ علیہ السلام کی اور شخصیت ہے۔ یہ دو الگ شخصیتیں ہوں گی۔ ان کے نشانات علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو آسمان سے نازل ہوں گے۔ دمشق میں اتریں گے۔ فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ ہوں گے۔ دو زرد چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے۔ سرخ وسفید رنگ کے ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ نماز صبح کی اقامت کریں گے۔ یہودیوں کو شکست دیں گے۔ جزیہ بند کریں گے۔ حج کریں گے۔ آدمی کی گھاٹی سے لبیک کریں گے۔ شادی کریں گے۔ مسلمان ان کے جنازہ میں شرکت کریں گے۔ روضہ نبی ﷺ میں مدفون ہوں گے۔ عیسیٰ ابن مریم روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہوں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ کیا خنزیر قتل ہوگیا؟ کیا صلیب ٹوٹ گئی ہے۔ کیا یہ کلمۃ اللہ تھے؟ کیا یہ روضہ نبی ﷺ میں مدفون ہوگئے؟

حضور والا! یہ بگڑی ہوئی نفسیات ہے۔ یہ ایک ایسی نفسیات ہے جس نفسیات کو اللہ ہی سنبھالے۔ یہ ایک بہت بڑا انتشار تھا۔ یہ ایک بہت بڑی عالم اسلام کے ساتھ سازش تھی۔ ناموس پیغمبر کے ساتھ یہ 2741 بہت بڑا گھناؤنا کھیل تھا۔

(قادیانیوں سے مباہلہ کا چیلنج)

میں یقین سے کہتا ہوں، انشاءاللہ، میں اس ایوان میں کہتا ہوں کہ میں اس ایوان میں مباہلے کے لئے بھی تیار ہوں۔ تمام مرزائیوں سے کہ آؤ، ہم ایک دوسرے پر لعنت کریں۔ لے آؤ تم اپنے بیٹوں کو، لے آتے ہیں ہم اپنے بیٹوں کو۔ لے آؤ تم اپنے نفسوں کو، لے آتے ہیں ہم

اپنے نفسوں کو۔ لے آؤ تم اپنی عورتوں کو، لے آتے ہیں ہم اپنی عورتوں کو اور ایک دوسرے پر لعنت کریں۔ میں اس مباہلے کے لئے تیار ہوں۔ (ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: *This is not within the jurisdiction of the Assembly.*

(جناب چیئرمین: یہ اسمبلی کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے)

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: حضور والا! میں اپنی بات کو کنکلوڈ کرتے ہوئے......

Mr. Chairman: *The honourable members may clap their desks. but this is not right to have Mubahala.*

(جناب چیئرمین: معزز ممبران اپنے ڈیسک بجا سکتے ہیں۔ لیکن مباہلہ کرنا ٹھیک نہیں ہے)

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: میں ایک حدیث کا حوالہ دوں گا۔

Mr. Chairman: *I think, now you should conclude.*

(جناب چیئرمین: میرا خیال ہے، آپ کو اپنی بات مکمل کر دینی چاہئے)

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: ختم نبوت کا ل میں سے......

Mr.Chairman: *You need not go into this because the Assembly is unanimous that the Holy Prophet was last of the Prophets, because almost House has given its verdict on that. We are here to determine the status of Qadianis. That is all. What ever you have said, there was no need of saying that.*

(جناب چیئرمین: آپ کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ حضرت محمد ﷺ آخری پیغمبر تھے۔ اسمبلی اس معاملہ پر اپنا فیصلہ دے چکی ہے۔ ہم قادیانیوں کی حیثیت کا تعین کرنے کے لئے موجود ہیں۔ جو کچھ آپ نے کہا اس کی کوئی ضرورت نہ تھی)

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آخر

میں شاید میرا موضوع تلخ ہو گیا ہے۔ اس تلخی کو کم کرنے کے لئے حضور! آپ کو ایک فرضی نبی کا قصہ سناتا جاؤں۔

2742 بابر کے دربار میں ایک نبی آیا۔ انہوں نے کہا میں نبی اللہ ہوں۔ مجھ پر ایمان لاؤ۔ بابر نے کہا کہ اچھا بھائی! ایمان لے آتے ہیں۔ بتاؤ تمہارا معجزہ کون سا ہے؟ کہنے لگا ابھی بتاتا ہوں۔ بابر نے کہا کہ ابراہیم خلیل اللہ والا معجزہ دکھاؤ۔ تمہیں ہم آتش نمرود میں ڈالتے ہیں۔ آگ کے تنور میں ڈالتے ہیں۔ بچ گئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ انہوں نے کہا کہ حضور! وہ پرانے وقتوں کے نبی تھے۔ کیا آپ دقیانوسی باتیں کرتے ہیں۔ یہ معجزہ پرانا ہو گیا ہے۔ کوئی تازہ معجزہ طلب کیجئے۔ بابر نے کہا اچھا بھائی! ٹھیک ہے۔ عصائے موسوی لاؤ۔ ید بیضا لاؤ۔ انہوں نے کہا جناب! یہ باتیں بڑی پرانی ہو گئی ہیں۔ چھوڑیئے، کوئی نیا معجزہ طلب کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ چلو، جناب عیسیٰ علیہ السلام والا معجزہ دکھاتا ہوں۔ جی ابھی دکھاتا ہوں۔ ابھی وزیراعظم کی گردن اتارتا ہوں اور ابھی جوڑ دیتا ہوں۔ وزیراعظم بابر سے بولے کہ حضور! میں اس نبی پر بغیر گردن اتروائے ایمان لے آیا۔‘‘

جناب والا! یہ نبوت بڑی آسان ہے۔ حضور والا! ان لوگوں کی نبوت یہ ہے۔ ان کی منطق یہ ہے کہ شان رسالت مآب ﷺ گھٹا دو۔ وہ ایک لطیفہ سنتے آئے ہیں......

Mr. Chairman: *That is all.*

(**جناب چیئرمین:** یہ بہت ہے آپ بس کریں)

ہم لطیفوں کے لئے نہیں بیٹھے ہیں۔ آپ چسکے لیتے ہیں۔ میاں محمد عطاء اللہ! آپ بھی تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب والا! میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا تھا۔ اپنی تجویز پیش کر کے ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: کہیں، کہیں۔ جو کچھ کہنا ہے۔

جناب ایس محمود عباس بخاری: جناب چیئرمین! میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان تمام دلائل و براہین کے پیش نظر، اگرچہ میں نے یہ باتیں اجمالاً کی ہیں۔ میں یہ تجویز پیش کرتا 2743 ہوں کہ اس فرقے کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ان کا لٹریچر ضبط کیا جائے۔ ان کی تبلیغ جو کہ انتشار و ضلالت پھیلا رہی ہے، اس کو بند کیا جائے۔ جو قرآن و سنت کے منافی ہے۔ ہر طرح سے اس فرقے کے گمراہ کن افتراق و انتشار کو روکا جائے اور رسالت مآب ﷺ کی دعائیں لی جائیں۔

بمصطفےٰ برسید خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بااونہ رسیدی تمام بولہبی است

جناب! بہت بولہبی ہو جائے گی۔ اگر ہم نے ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت نہ کی۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: میاں محمد عطاء اللہ۔

میاں محمد عطاء اللہ: جناب چیئرمین صاحب۔

Mr. Chairman: *Correct, proposals, that will be appreciated.*

(**جناب چیئرمین:** بالکل درست، تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا)

(جناب میاں محمد عطاء اللہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

میاں محمد عطاء اللہ: اس وقت جو مسئلہ اسپیشل کمیٹی کے سامنے زیر بحث ہے۔ وہ تقریباً دو ماہ سے زیر غور ہے۔ مختلف *proposals* اور تحریکیں بھی پیش کی گئی ہیں کہ ربوہ کا قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ مرزا غلام احمد کو چاہے وہ نبی کی حیثیت سے مانے یا مسیح موعود کی حیثیت سے مانے یا محدث کی حیثیت سے مانے، اس سلسلے میں ان پر تفصیلی جرح بھی ہوئی۔ انہوں نے اسپیشل کمیٹی کے سامنے محضرنامے پڑھ کر سنائے اور ممبران صاحبان نے تقریباً تین چار سو سے زائد سوال ان سے پوچھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ان کے عقائد کا سوال ہے اور جہاں تک ان کے دوسرے مسلمانوں کے متعلق عقیدے کا سوال ہے۔ جہاں تک ان کے سیاسی عزائم کا سوال ہے اور جہاں تک مرزا غلام احمد کے اس دعویٰ کا سوال ہے کہ انہوں نے یہ دعویٰ کیوں کیا۔ میں سمجھتا ہوں 2744 کہ تمام ممبر صاحبان کو واضح طور پر اب تک معلوم ہو جانا چاہئے اور معلوم ہے۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ پاکستان میں بسنے والے تمام لوگ اور تمام مسلمان متفقہ طور پر اس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ جماعت جو ہم سب کو یقینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے اور جس جماعت کا یہ مؤقف ہے کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی پر نبی کی حیثیت سے یا مسیح موعود کی حیثیت سے یا مجدد کی حیثیت سے یا محدث کی حیثیت سے اس پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا منکر ہے۔ وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اب پاکستان میں بسنے والے تمام مسلمان اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس جماعت کو کافر قرار دیا جائے۔ ان کو دائرہ

اسلام سے خارج تصور کیا جائے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ ایک ابتدائی چیز ہے اور تمام پیچیدگیوں کو چھوڑتے ہوئے آپ کسی پیچیدگی میں نہ جائیں۔ صرف ایک چیز، ایک دلیل ان کو کافر قرار دینے کے لئے کافی ہے کہ وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں اور وہ ۷۰ کروڑ مسلمانوں کو جو امت رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں۔ چاہے وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ خواہ دیوبندی ہوں، بریلوی ہوں، اہل حدیث ہوں، شیعہ ہوں یا کسی اور فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، وہ متفقہ طور پر ان کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ طے شدہ ہے۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ یہ ممبران کمیٹی بھی جانتے ہیں کہ ایک جماعت انہیں کافر قرار دیتی ہے اور یہ اپنی اپنی سوچ پر منحصر ہے۔ اپنا اپنا فیصلہ کرنے کا علیحدہ طریقہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلے کا موجودہ صورت میں کیا حل ہے اور موجودہ صورت سے کس طرح نکلا جا سکتا ہے۔ جہاں تک اس جماعت کے سیاسی عزائم کا سوال ہے۔ تمام ممبران کو واضح طور پر معلوم ہے کہ یہ جماعت انگریزوں نے بنائی اور اس واسطے بنائی کہ انگریزوں نے یہاں آنے کے بعد یہ دیکھا کہ جب تک مسلمانوں کے اندر سے 2745 جذبہ جہاد نہیں نکلتا، انگریز یہاں چین سے حکومت نہیں کر سکتے۔ اس واسطے انہوں نے مسلمانوں کو اس مسئلے سے نکالنے کا ایک طریقہ سوچا کہ ایک جھوٹا نبی بنایا جائے جو اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ حکم آیا ہے کہ آپ جہاد بند کر دیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک واضح حکم حدیث میں اور قرآن کریم میں واضح طور پر موجود تھا اور نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا کہ اگر مسلمانوں کی خودمختاری پر کوئی حملہ کرے تو جہاد واجب اور فرض ہے اور چونکہ انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی خودمختاری پر حملہ کیا تھا اور وہ یہاں پر قابض ہوئے۔ اس واسطے تمام علماء کا، تمام مسلمانان ہند کا یہ متفقہ طور پر یہ فیصلہ تھا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کیا جائے اور انہیں ہندوستان سے نکالا جائے۔ تو اس مسئلے کو ختم کرنے کے لئے ایک سیاسی طرز کی جماعت بنائی جسے دینی رنگ دیا۔

اس کے بعد پاکستان بننے کا سوال آیا تو وہ عقائد تمام ممبران کے سامنے پیش ہو چکے ہیں کہ ہم اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں۔ اگر پاکستان بنا بھی تو عارضی ہوگا اور ہماری پوری کوشش ہو گی کہ ہم پاکستان کو دوبارہ ہندوستان میں ملائیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ جس جماعت کو ہندوستان کی مضبوط *Base* مل جائے تو اسے دنیا میں قابض ہونے کے لئے کوئی چیز نہیں روک سکتی اور پھر ان کے دوسرے جو عقائد ہیں۔ مجھے اس وقت علم نہیں تھا کہ مجھے تقریر کرنے کے لئے کہا جائے

بمصطفیٰ برسید خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باونہ رسیدی تمام بولہبی است

جناب! بہت بولہبی ہو جائے گی۔ اگر ہم نے ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت نہ کی۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: میاں محمد عطاء اللہ۔

میاں محمد عطاء اللہ: جناب چیئرمین صاحب۔

***Mr. Chairman:* Correct, proposals, that will be appreciated.**

(جناب چیئرمین: بالکل درست، تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا)

(جناب میاں محمد عطاء اللہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

میاں محمد عطاء اللہ: اس وقت جو مسئلہ اسپیشل کمیٹی کے سامنے زیر بحث ہے۔ وہ تقریباً دو ماہ سے زیر غور ہے۔ مختلف proposals اور تحریکیں بھی پیش کی گئی ہیں کہ ربوہ کا قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ مرزا غلام احمد کو چاہے وہ نبی کی حیثیت سے مانے یا مسیح موعود کی حیثیت سے مانے یا محدث کی حیثیت سے مانے، اس سلسلے میں ان پر تفصیلی جرح بھی ہوئی۔ انہوں نے اسپیشل کمیٹی کے سامنے محضر نامے پڑھ کر سنائے اور ممبران صاحبان نے تقریباً تین چار سو سے زائد سوال ان سے پوچھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ان کے عقائد کا سوال ہے اور جہاں تک ان کے دوسرے مسلمانوں کے متعلق عقیدے کا سوال ہے۔ جہاں تک ان کے سیاسی عزائم کا سوال ہے اور جہاں تک مرزا غلام احمد کے اس دعویٰ کا سوال ہے کہ انہوں نے یہ دعویٰ کیوں کیا۔ میں سمجھتا ہوں [2744] کہ تمام ممبر صاحبان کو واضح طور پر اب تک معلوم ہو جانا چاہئے اور معلوم ہے۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ پاکستان میں بسنے والے تمام لوگ اور تمام مسلمان متفقہ طور پر اس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ جماعت جو ہم سب کو یقینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے اور جس جماعت کا یہ مؤقف ہے کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی پر نبی کی حیثیت سے یا مسیح موعود کی حیثیت سے یا مجدد کی حیثیت سے یا محدث کی حیثیت سے اس پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا منکر ہے۔ وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اب پاکستان میں بسنے والے تمام مسلمان اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس جماعت کو کافر قرار دیا جائے۔ ان کو دائرہ

اسلام سے خارج تصور کیا جائے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ ایک ابتدائی چیز ہے اور تمام پیچیدگیوں کو چھوڑتے ہوئے آپ کسی پیچیدگی میں نہ جائیں۔ صرف ایک چیز، ایک دلیل ان کو کافر قرار دینے کے لئے کافی ہے کہ وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں اور وہ ۷۰ کروڑ مسلمانوں کو جو امت رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں۔ چاہے وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ خواہ دیوبندی ہوں، بریلوی ہوں، اہل حدیث ہوں، شیعہ ہوں یا کسی اور فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، وہ متفقہ طور پر ان کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ طے شدہ ہے۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ یہ ممبران کمیٹی بھی جانتے ہیں کہ ایک جماعت انہیں کافر قرار دیتی ہے اور یہ اپنی اپنی سوچ پر منحصر ہے۔ اپنا اپنا فیصلہ کرنے کا علیحدہ طریقہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلے کا موجودہ صورت میں کیا حل ہے اور موجودہ صورت سے کس طرح نکلا جاسکتا ہے۔ جہاں تک اس جماعت کے سیاسی عزائم کا سوال ہے۔ تمام ممبران کو واضح طور پر معلوم ہے کہ یہ جماعت انگریزوں نے بنائی اور اس واسطے بنائی کہ انگریزوں نے یہاں آنے کے بعد یہ دیکھا کہ جب تک مسلمانوں کے اندر سے 2745 جذبہ جہاد نہیں نکلتا، انگریز یہاں چین سے حکومت نہیں کرسکتے۔ اس واسطے انہوں نے مسلمانوں کو اس مسئلے سے نکالنے کا ایک طریقہ سوچا کہ ایک جھوٹا نبی بنایا جائے جو اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ حکم آیا ہے کہ آپ جہاد بند کردیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک واضح حکم حدیث میں اور قرآن کریم میں واضح طور پر موجود تھا اور نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا کہ اگر مسلمانوں کی خودمختاری پر کوئی حملہ کرے تو جہاد واجب اور فرض ہے اور چونکہ انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی خودمختاری پر حملہ کیا تھا اور وہ یہاں پر قابض ہوئے۔ اس واسطے تمام علماء کا، تمام مسلمانان ہند کا یہ متفقہ طور پر یہ فیصلہ تھا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کیا جائے اور انہیں ہندوستان سے نکالا جائے۔ تو اس مسئلے کو ختم کرنے کے لئے ایک سیاسی طرز کی جماعت بنائی جسے دینی رنگ دیا۔

اس کے بعد پاکستان بننے کا سوال آیا تو وہ عقائد تمام ممبران کے سامنے پیش ہو چکے ہیں کہ ہم اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں۔ اگر پاکستان بنا بھی تو عارضی ہوگا اور ہماری پوری کوشش ہو گی کہ ہم پاکستان کو دوبارہ ہندوستان میں ملائیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ جس جماعت کو ہندوستان کی مضبوط *Base* مل جائے تو اسے دنیا میں قابض ہونے کے لئے کوئی چیز نہیں روک سکتی اور پھر ان کے دوسرے جو عقائد ہیں۔ مجھے اس وقت علم نہیں تھا کہ مجھے تقریر کرنے کے لئے کہا جائے

گا۔ ورنہ میں وہ کتابیں لے کر آتا اور آپ کے سامنے پیش کر دیتا۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ کو اس وقت ٹائم دیا ہے جب آپ تجاویز پیش کریں، تقریر نہ کریں۔

میاں محمد عطاء اللہ: میں تجویزیں پیش کر دیتا ہوں۔ ان عقائد سے واضح ہے کہ مرزا محمود احمد نے یہ کہا کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی یا ہمارے پاس حکومت ہوتی تو ہم ہٹلر اور 2746 مسولینی سے زیادہ سختی کر کے تمام لوگوں کو اپنے عقائد پر لے آتے۔ یہ واضح طور پر انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور وہ اس پر کاربند ہیں۔ اب آپ یہ سوچ لیں کہ ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں یہ کہا ہے کہ کوئی مسلمان ہو یا کافر ہو، ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو یا کسی مذہب سے بھی تعلق رکھتا ہو، اس پر جبر نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی قرآن و سنت ہمیں جبر کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تبلیغ کی اجازت ہے کہ تبلیغ کرو اور لوگوں کو سمجھاؤ۔ اگر وہ ان عقائد پر آ جائیں تو صحیح ہے۔ مگر اس جماعت کا جس کا ایمان اس چیز پر ہے کہ اگر وہ اقتدار میں آئے تو لوگوں کو جبراً اپنے عقائد پر لائیں گے۔ وہ اسمبلی میں آتے ہیں اور اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہم سیاسی جماعت نہیں، ہم تو ایک دینی فرقہ ہیں۔ ہمارا تو مذہب سے تعلق ہے۔ سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ صورت میں اس فتنے کو روکنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اس جماعت کو سیاسی جماعت قرار دیا جائے۔ اس کو بین کیا جائے اور اس کا لٹریچر ضبط کیا جائے۔ کیونکہ ایک سیاسی جماعت جو اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے دین کو استعمال کر رہی ہے اور دین میں رخنہ ڈالنے کی کوششیں کر رہی ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دے رہی ہے۔ ان کو خالی کافر قرار دینے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ پھر اسی طرح اپنے مقاصد حاصل کرنے کی پوری کوششیں کرتے رہیں گے۔

ایک چیز جو میں سمجھتا ہوں وہ واضح طور پر ہماری اسپیشل کمیٹی کے سامنے آئی ہے کہ اس وقت وہ باہر جا کر بڑا غلط قسم کا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ چیئرمین صاحب جن چیزوں کا فیصلہ کریں وہ فوری طور پر فیصلہ کرنے کے بعد پبلش کی جائیں تا کہ انہوں نے یہاں جو جواب دیئے ہیں اور جن چیزوں میں وہ واضح طور پر جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں۔ وہ ساری قوم کے سامنے آئیں اور ساری دنیا کو ان چیزوں کا علم ہو۔ ان کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔

2747 آخر میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ میری رائے میں ہماری کمیٹی کو یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور

میں سمجھتا ہوں کہ اس شخص کا نام لے کر کہنا چاہئے کہ جس شخص نے ہندوستان میں ۱۸۹۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ کافر ہے اور اس کو کسی لحاظ سے ماننے والے کافر ہیں اور جو جماعت اس نے بنائی ہے۔ اس جماعت کو سیاسی جماعت *Declare* (قرار دینا) کیا جائے۔ ان کا لٹریچر ضبط کیا جائے۔ انہوں نے جو جائیدادیں یہاں بنائی ہیں۔ اس کو اوقاف کا محکمہ لے اور وہ حکومت کی تحویل میں جانی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: چوہدری جہانگیر علی۔

Ch. Jahangir Ali: ***Mr. Chiarman, Sir, I will like to speak tomorrow.***

(چوہدری جہانگیر علی: جناب چیئرمین! جناب عالی! میں آئندہ کل بات کرنا چاہوں گا)

جناب چیئرمین: ***In the evening*** یہ تو آپ شب برأت سے زیادہ خدمت کر رہے ہیں۔ اگر دو تین گھنٹے شام کو دے دیں تو میں آپ کا مشکور ہوں گا۔ کیونکہ ایک دن ہم شاید ***Meet*** (مکمل) نہ کر سکیں۔ ***4th*** (چار تاریخ) کو گیارہ بجے سیلون کی پرائم منسٹر آ رہی ہیں۔ اس لئے شام کو ممبر صاحبان انہیں ***Recieve*** (استقبال) کرنے کے لئے ایئرپورٹ جائیں گے۔ پھر پانچ تاریخ کو وہ جوائنٹ سیشن میں ایڈریس کر رہی ہیں۔ کل شام کو پریذیڈنٹ صاحب کے لڑکے کا ولیمہ ہے۔ وہاں بھی کافی ممبر صاحبان نے جانا ہے۔ چار کو پھر اسٹیئرنگ کمیٹی ہے۔

Attorney- General will address on the 5th morning. Every thing should be completed. That is why I have made a request.

(اٹارنی جنرل پانچ تاریخ کی صبح خطاب کریں گے۔ سب کچھ مکمل ہونا چاہئے۔ اس لئے میں نے درخواست کی ہے)

چوہدری جہانگیر علی: سر! میں بہت مختصر سا وقت لوں گا۔

Mr. Chairman: ***I request for the evening.***

(جناب چیئرمین: میں شام کے لئے گذارش کرتا ہوں)

مجھے دو تین اور صاحبان نے بھی کہا ہے۔

Mr.Abbas Hussain Gardezi will be addressing in the

evening. (جناب عباس حسین گردیزی شام کو خطاب کر رہے ہیں)

[2748]چوہدری جہانگیر علی: سر! میں کل تقریر کر لوں گا۔

Mr. Chairman: ***Dr. Muhammad Shafi, Mr. Ali Ahmed Talpur, nothing to add?***

(مسٹر چیئرمین: ڈاکٹر محمد شفیع، جناب علی محمد تالپور، مزید کوئی بات نہیں؟)

آپ نے دستخط کر دیئے ہیں۔ رندھاوا صاحب شام کو، چوہدری برکت اللہ صاحب! ملک سلیمان صاحب! شام کو ٹھیک ہے۔ غلام فاروق،

Nothing. Sardar Aleem is the which, he will speak last of all. (کچھ نہیں، سردار علیم سب سے آخر میں گفتگو کریں گے)

Yes, Begum Nasim jahan.

جی، بیگم نسیم جہاں۔ جناب والا! میرے صبر کی داد دیں۔

Mr. Chairman: ***Dr. Bokhari wanted to prove that Masih, when he will come, will be a Syed. You should try to prove that he will be a woman.***

(مسٹر چیئرمین: ڈاکٹر بخاری نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو وہ سید ہوں گے۔ آپ کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) عورت ہوں گے)

Begum Nasim jahan: ***Yes i know.***

(محترمہ بیگم نسیم جہاں کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

بیگم نسیم جہاں: آپ میرے صبر کی داد دیں۔ ریکارڈ میں خواتین کو اس قدر گالیاں دی گئیں۔ ان کی بابت اس قدر بری باتیں کہی گئیں۔ لیکن چونکہ میجارٹی نے فیصلہ کیا کہ ہم ایک لفظ نہ بولیں۔ اٹارنی جنرل کے *Through* (ذریعہ) بولیں۔ میں چپ کر کے بیٹھی رہی، کھڑی نہیں ہوئی۔ میں نے جو سوالات اٹارنی جنرل صاحب کو دیئے۔ وہ سوالات بھی کمیٹی نے نامنظور کئے۔ اس کے بعد جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ میں نے یہ اعتراض اٹھایا کہ کوئیچن کمیٹی (سوالات کمیٹی) میں کوئی خواتین ممبر نہیں ہیں تو وہ بھی ماننا ٹھیک نہ سمجھا گیا۔ عورتوں کو اس

قدر گالیاں پڑی ہیں۔

جناب چیئرمین: بیگم شیریں وہاب ممبر تھیں۔

بیگم نسیم جہاں: نہیں، جناب! بیگم شیریں وہاب اسٹیرنگ کمیٹی کی ممبر تھیں۔ وہ کوئسچن کمیٹی کی ممبر نہیں تھیں۔

2749 **جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے۔

میاں محمد عطاء اللہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں بیگم صاحبہ کو یقین دلاتا ہوں۔ چونکہ میں بھی اتفاق سے کوئسچن کمیٹی کا ممبر ہوں۔ وہاں دوسرے ممبر صاحبان بھی موجود تھے۔ وہ بھی اس بات کی گواہی دیں گے کہ خواتین کی بالکل کوئی بے عزتی نہیں کی گئی۔ کوئی گالی نہیں دی گئی۔ قطعاً کوئی نازیبا لفظ عورتوں کی نسبت استعمال نہیں کیا گیا۔

بیگم نسیم جہاں: مجھے تو اپنی بات ختم کرنے دیں۔ جناب والا! میں نے چار، پانچ سوالات عورتوں کی بابت کئے۔ وہ بھی کوئسچن کمیٹی نے مناسب نہ سمجھے اور رد کر دیئے گئے۔ میں اب اپنا یہ اعتراض ریکارڈ میں لانا چاہتی ہوں کہ یہ سوالات کوئسچن کمیٹی نے رد کرنے تھے اور وہ سوالات کمیٹی کو کسی صورت میں پسند نہ تھے۔ عورتیں آپ کی بہنیں ہیں۔ بیٹیاں ہیں، مائیں ہیں، دادیاں ہیں، نانیاں ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! آپ میرے صبر کی داد دیں۔ میں نے اپنے منہ سے ایک لفظ نہ بولا، اور اب بھی آپ نے بلایا ہے اس لئے کھڑی ہوئی ہوں۔ میں اپنے اس اعتراض کو بالکل جائز سمجھتے ہوئے کہتی ہوں کہ عورتوں کی جو بے عزتی ہوئی ہے۔ اگر اس کا ریکارڈ کبھی باہر نکلا تو کوئی عورت بھی اسے برداشت نہیں کرے گی۔ اس اعتراض کے ساتھ میں بیٹھ جاتی ہوں۔

***Mr. Chairman:** Thank you very much.*

(**جناب چیئرمین:** بہت بہت شکریہ)

پروفیسر غفور احمد: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن ممبران کے سوالات شامل نہیں کئے گئے تھے۔ ان کو رہبر کمیٹی میں *Invite* (مدعو) کیا گیا تھا تاکہ وہ اپنا اطمینان کر لیں۔ اگر محترمہ بیگم نسیم جہاں صاحبہ کو عورتوں کے ساتھ اتنی ہی ہمدردی تھی تو پھر کمیٹی میں حاضر کیوں نہ ہوئیں؟ میں کمیٹی میں موجود تھا۔ چیئرمین راہبر کمیٹی نے کئی مرتبہ ان کا نام پکارا۔ لیکن وہ وہاں موجود نہ تھیں۔ اس لئے اب ان کی شکایت جائز نہیں۔

2750 دوسری بات جناب والا! یہ ہے کوئسچن کمیٹی راہبر کمیٹی نے ہی ایلیکٹ کی، جس میں خواتین کی نمائندگی تھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ میں یہاں کمیٹی میں موجود رہا ہوں۔ یہاں خواتین کی کوئی بے عزتی نہیں کی گئی۔ بلکہ ان کی عزت کو بحال کرنے کی کوشش کی گئی۔ انہیں جس نے بتایا ہے غلط بتایا ہے اور بیگم صاحبہ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ممبران کمیٹی نے ہر موقع پر خواتین کی عزت کو ملحوظ رکھا ہے۔

بیگم نسیم جہاں: جناب والا!

جناب چیئرمین: ایک منٹ ٹھہریں۔

پروفیسر غفور احمد: آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟ راہبر کمیٹی میں عورتوں کی نمائندگی تھی۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم عورتوں کی عزت کریں۔ عورتیں ہماری بہنیں ہیں، مائیں ہیں۔

(محترمہ نے اپنے زور کلام میں بیویاں بھی کہہ دیا)

بیگم نسیم جہاں: جناب والا! مجھے بھی کچھ کہنا ہے۔ مجھے یہ پتہ نہیں تھا کہ کوئچن کمیٹی اور راہبر کمیٹی میں کوئی فرق ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اس لئے میں نے یہ سمجھا کہ وہاں راہبر کمیٹی میں بیگم شیریں وہاب موجود ہیں، وہ نمائندگی کر رہی ہیں۔ انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جناب چیئرمین! میرا ریکارڈ شاہد ہے کہ میں نے پورے ہاؤس میں یہ احتجاج کیا کہ کوئچن کمیٹی میں ہمارے سوالات کو رد کر دیا گیا ہے۔ اس بات کا ریکارڈ شاہد ہے کہ میں نے روزانہ اس اسپیشل کمیٹی میں شرکت کی اور پوری توجہ سے ایک ایک بات کو سنتی رہی۔ آج بھی میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے بخار ہے۔ ڈاکٹر نے مجھے ریسٹ کرنے کو کہا ہے۔ لیکن میں اپنے بھائیوں کی باتیں سننے کے لئے آئی ہوں۔ پروفیسر غفور احمد صاحب میرے آئینی کمیٹی میں پرانے کولیگ تھے۔ اب اسمبلی میں بھی اکٹھے ہیں۔ مجھے ان کا بڑا احترام ہے۔ میں نے وہ چار سوالات دیئے تھے [2751] مگر رد کر دیئے گئے۔ کمیٹی میں جو گواہ (قادیانی ولاہوری) آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے عورتوں کے متعلق جو بھی بری باتیں کی تھیں۔ یہ تو اٹارنی جنرل صاحب کو چاہئے تھا کہ انہیں روک دیتے۔ میں تو ان سے پروٹسٹ نہیں کر سکتی تھی۔ یہ تو آپ لوگوں نے یعنی میجارٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم چپ رہیں۔ میں کوئی نکتہ اعتراض نہیں اٹھا سکتی تھی۔ لیکن جو میرے بھائی کوئچن کمیٹی کے ممبر تھے۔ ان کا فرض تھا کہ اگر وہ عورتوں کی بے عزتی نہیں چاہتے تھے تو وہ اعتراض کرتے۔ ایک دفعہ پھر میں یہ کہتی ہوں کہ عورتیں آپ کی بیٹیاں بھی ہیں۔ آپ کی مائیں بھی ہیں۔ آپ کی بیویاں بھی ہیں اور عورت کا جو رتبہ ماں کی حیثیت سے ہے۔ وہ مردوں سے بھی اونچا رتبہ ہے۔ کیونکہ ان کے پاؤں تلے جنت ہے۔ اس لئے ان ممبروں کا فرض تھا جو کہ ہمارے محترم نمائندے تھے۔ جو کہ کوئچن کمیٹی کے ممبر تھے کہ یہ کوئچن باہر نکال دیتے لیکن پھر بھی میں جناب

سپیکر! چپ کر کے رات کے دس بجے تک بیٹھی رہی ہوں۔ بالکل منہ بند کئے ہوئے۔ اٹھی بھی نہیں۔ لیکن میرے بھائیوں نے کئی دفعہ اعتراض کیا ہے۔ محترم پروفیسر غفور احمد نے بھی ایک اعتراض اٹھایا ہے اور محترم بھائیوں نے بھی اعتراض اٹھایا ہے۔ لیکن میں نے نہیں اٹھایا۔ میں وقت پر بات کرتی ہوں۔ آج آپ نے مجھے بلایا تو میں نے بات کی۔ لیکن اب بھی کہتی ہوں کہ میں اپنا نکتہ اعتراض ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں اور انشاء اللہ آپ کی وساطت سے ریکارڈ پر آ گیا ہے۔

(قادیانیوں سے گالیاں پڑتی رہیں؟)

جناب چیئرمین: بیگم صاحبہ! تشریف رکھیں۔ میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ عورتوں کو ***Representation*** (نمائندگی) نہیں مل سکی۔ لیکن بات یہ ہے کہ کوسمن کمیٹی کے صرف پانچ ممبر تھے ***Out of twenty*** (بیس میں سے) اسٹیئرنگ کمیٹی میں عورتوں کی نمائندگی تھی اور وہ نمائندگی بیگم شیریں وہاب کر رہی تھیں۔ تو باقی جو سوال گالیوں کا رہ گیا وہ تو سب نے کھائیں۔ عورتیں ہماری عزت ہیں، ہماری بیٹیاں، بہنیں ہیں۔ لیکن گالیاں تو یہاں سب کھاتے رہے۔ ***If you separate yourself from the general body of Muslims*** 2752 (اگر آپ اپنے آپ کو عام مسلمانوں سے الگ سمجھتی ہیں تو پھر آپ کی ***Complaint*** شکایت جائز ہے) لیکن جب سب کو بے نقط گالیاں پڑتی رہی ہیں تو ***you are not separate from us. If you are part and parcel of us, you should also have the patience of hearng the abuses.*** (آپ ہم سے الگ نہیں ہیں۔ اگر آپ ہمارا حصہ ہیں تو آپ کو گالیاں سننے وقت حوصلہ رکھنا چاہئے) دیکھئے میری بات سنئے......

بیگم نسیم جہاں: جناب والا! ہم بھی ملت اسلامیہ کا حصہ ہیں۔

Mr. Chairman: If you want to be separate from the general body of Muslims you complaint is justified.

(**جناب چیئرمین:** اگر آپ مسلمانوں سے اپنے آپ کو الگ سمجھتی ہیں تو آپ کی شکایت جائز ہے)

بیگم نسیم جہاں: جناب سپیکر! میں آپ کا احترام کرتی ہوں۔ خدانخواستہ میری زبان

سے کبھی ناشائستہ الفاظ نکلیں۔ میں وہ دن نہیں دیکھنا چاہتی۔ میں آپ کو کہتی ہوں کہ ہم نے تو اپنے آپ کو علیحدہ نہیں سمجھا۔ عورتوں کی بابت علیحدہ سوالات کیے بھی گئے ہیں اور سنے بھی گئے ہیں۔ میں یہ سوالات آپ کو بتا بھی سکتی ہوں اور جواب بھی بتا سکتی ہوں۔ محضر نامہ بھی دکھا سکتی ہوں کہ کس جگہ حوالے سے ہمارا ذکر آیا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اتنے ریفرنس پیش کر سکتی ہوں جہاں عورتوں کو علیحدہ کیا گیا ہے اور ان کو گالیاں دی گئی ہیں۔

Mr. Chairman: *No, no, The ladies are part and parcel of us.* (جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، عورتیں بھی ہمارا ہی حصہ ہیں)

بیگم نسیم جہاں: ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہم *part and parcel* (لازمی حصہ) ہیں۔ ہم ملت اسلامیہ کا حصہ ہیں۔ لیکن آپ ہم کو ان سوالوں کی بناء پر علیحدہ کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: *No,They are part and parcel.*

(جناب چیئرمین: نہیں وہ بھی ہم میں شامل ہیں)

شہزادہ سعید الرشید عباسی: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے یہاں فیصلہ کیا تھا......

[2753]**Mr. Chairman:** *That is all. I am sorry for anything.*

(جناب چیئرمین: یہ مکمل ہوا۔ میں کسی بھی چیز کے لئے معذرت خواہ ہوں)

Sardar Moula Bakhsh Soomro: *Sir, It should be decided which section has abused the lady. If those people who came here as witnesses, they have abused our mothers also, that this was not Qadiani, this was no Ahmedi, so and so.*

(سردار مولا بخش سومرو: جناب والا! اس کا فیصلہ ہونا چاہئے کہ کس گروہ نے عورت کو گالی دی ہے۔ اگر وہ لوگ جو یہاں بطور گواہ کے آئے تھے تو انہوں نے ہماری ماؤں کو بھی گالیاں دی ہیں۔ کیونکہ وہ قادیانی اور احمدی نہیں ہیں)

Mr. Chairman: *We are all part and parcel of the same body.* (جناب چیئرمین: ہم سب جسد واحد کا حصہ ہیں)

Sardar Moula Bakhsh Soomro: *But I want to know from Begum Sahiba to whom she refers.*

(سردار مولا بخش سومرو: لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ بیگم صاحبہ کن کا حوالہ دے رہی ہیں)

Mr. Chairman: *She is just raising her resentment. That is all.*

(مسٹر چیئرمین: وہ صرف اپنی آزردگی کا اظہار کر رہی ہیں۔ بس!)

Mian Muhammad Ataullah: *I want to bring one thing on record that as a member it is my duty......*

(میاں محمد عطاء اللہ: میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ بطور ممبر میرا فرض ہے کہ......)

جناب چیئرمین: کوئی ضرورت نہیں ریکارڈ پر لانے کی۔

Mian Muhammad Ataullah: *......To infrom Begum Sahiba, through you, that we disallowed all question concerning Muhammadi Begum and the Attorney-General did not put that question. only in the Mahzar Nama of Maulana Abdul Hakim he brought out this matter and he dealt with it at lenght.*

(میاں محمد عطاء اللہ: میں آپ کی وساطت سے بیگم صاحبہ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہم محمدی بیگم سے متعلق سوالات کی اجازت نہیں دی اور اٹارنی جنرل نے یہ سوالات نہیں کئے۔ صرف مولانا عبدالحکیم نے اپنے محضر نامہ میں یہ مواد پیش کیا اور اس پر تفصیلی بات کی)

Begum Nasim Jahan: *Mr. Chairman, Sir, my question did not concern Muhammadi Begum, Now I am forced that my revered collegue does not know what question I asked.*

(بیگم نسیم جہاں: جناب چیئرمین! میرا سوال محمدی بیگم سے متعلق نہیں ہے اور

میرے محترم ساتھی کو یہ تک پتہ نہیں کہ میں نے کیا سوال کیا)

Mr.Chairman:* *I am sorry, I appologise.

(مسٹر چیئرمین: میں معذرت خواہ ہوں۔ میں معافی چاہتا ہوں)

Begum Nasim Jahan:* *Sir, let us clarify this point. My question concern did not Muhammadi Begum. I will now tell you what my question was. Sir,before you, I raised the question that the witness......and this answers our friend on the other side......raised the important point.

(بیگم نسیم جہاں: جناب والا! ہمیں اس نکتہ کی وضاحت کر لینی چاہئے۔ میرے سوال کا محمدی بیگم سے کوئی تعلق نہیں۔ میں بتاتی ہوں کہ میرا سوال کیا تھا۔ جناب والا! میں نے یہ سوال کیا تھا کہ گواہ اور دوسری طرف میرے دوست کے جواب سے ایک اہم نکتہ پیدا ہوا تھا)

میں اردو بولتی ہوں۔ Witness (گواہ) کا مؤقف یہ تھا کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کی مرد اولاد نہیں تھی اور عورت اولاد تھی۔ روحانی طور پر عورت اولاد ان کا 2754 پیغام بقاء کے لئے نہیں بن سکتی۔ اس لئے ہمیں ایک مرد روحانی پیغمبر کی ضرورت تھی۔ اس پر میں نے چار پانچ سوالات کئے تھے۔ پانچ سوالات کئے تھے کہ کیا آپ کے فرقے کے ممبر مولانا محمد علی تھے۔ انہوں نے یہ نہیں مانا کہ عورت پر بھی وحی آتی تھی۔ میں نے آیات قرآن کریم پیش کی تھیں اس سلسلے میں۔ میں نے یہ کوئیچن کئے تھے۔ چونکہ ان کی بنیاد یہی ہے اور وہ شروع سے عورتوں کو ان کا مقام نہیں دیتے اور U.N. Human right (اقوام متحدہ کے انسانی حقوق) کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہتے اس میں عورتوں کو مساوی حقوق دیئے گئے ہیں۔ خدانخواستہ، خدانخواستہ (نعوذ باللہ من ذالك) رسول ﷺ کی چونکہ عورت اولاد تھی۔ اس لئے روحانی مقام نہیں حاصل کر سکی۔ اسی Base (بنیاد) پر میں نے کوئیچن کئے تھے۔ ان سوالوں میں محمدی بیگم کا ذکر نہیں تھا۔ میں ایسی انسان نہیں ہوں کہ ان چیزوں میں پڑ جاؤں کیونکہ مجھے Basic (بنیادی) چیز سے اختلاف ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم کی رو سے مرد اور عورت مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میاں عطاء اللہ صاحب اور کچھ کہنا ہے تو کہہ لیں۔

Yes, if there is any other point, any other clarification, you can say it.

(ہاں، اگر کوئی اور نکتہ ہے یا کوئی وضاحت ہے تو آپ بات کر سکتے ہیں)

***Mian Muhammad Attaullah:** One word will make half an hour speech, Sir.*

(میاں محمد عطاء اللہ: ایک لفظ آدھ گھنٹہ کی تقریر بن جائے گا)

***Mr. Chairman:** You can clarify your position.*

(مسٹر چیئرمین: آپ اپنی پوزیشن واضح کر سکتے ہیں)

خواجہ غلام سلیمان تونسوی صاحب! آپ نے اس موضوع پر کہنا ہے؟

خواجہ غلام سلیمان: جناب والا! میں لکھ کر دوں گا۔ کافی سارا لکھا ہوا ہے۔ اس پر وقت ضائع ہوگا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ کل تک دے دیں۔

So nobody is prepared now, So, we will meet at 5:30 in the evening. Thank you very much.

(اس وقت کوئی تیار نہیں ہے۔ لہٰذا شام ساڑھے پانچ بجے ملیں گے۔ بہت بہت شکریہ!)

2755 ***[The Special Committee adjourned for lunch break to meet at 5:30 p.m.]***

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس دوپہر کے کھانے کے وقفہ کے لئے شام ساڑھے پانچ بجے تک ملتوی کر دیا گیا)

[The Special Committee met after lunc break. Mr.Chairman (SaHibzada Farooq Ali)in the Chair.]

(دوپہر کے کھانے کے وقفے کے بعد خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ جناب چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں)

***Mr. Chairman:** Should we start?*

(جناب چیئرمین: ہم شروع کریں؟)

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری! آپ کی وہ ۳۷ دستخطوں والی کتاب ہے میرے پاس۔ جن کے دستخط ہیں ناں جی، وہ ممبران صرف پانچ دس منٹ تقریر فرمائیں گے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: بہت اچھا جی۔

جناب چیئرمین: یہ ممبران جنہوں نے دستخط کئے ہیں۔ یہ پابند ہیں دو Choices (اختیار) تھے۔ یا تو لکھ کر دے دیں یا زبانی۔ جو زبانی کہیں گے ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اچھا جی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب! I will request the honourable members to be attentive. (میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ متوجہ ہو جائیں)

(مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: محترم چیئرمین صاحب! یہ بحث جس سلسلہ میں چل رہی ہے۔ آج تک اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی میں کوئی اشتباہ کبھی نہیں رہا اور امت مسلمہ اس مسئلہ کو یقینی طور سے ہمیشہ ہمیشہ سے جانتی ہے۔ لیکن یہاں چند دنوں تک مرزائیوں نے جو اپنے محضرات اور اپنے مضامین پیش کئے۔ ان میں اور جرح کے دوران بار بار یہ بات آئی کہ مرزا صاحب پر وحی ہوتی تھی اور پھر اس کے بعد یہ بھی کہتے تھے کہ وہ نبی تھے۔ رسول بھی تھے۔ لیکن امتی نبی تھے۔ اس قسم کی باتیں آتی رہیں۔ اس سلسلہ میں تین چار موضوعات پر گفتگو کروں گا۔

2756 پہلی بات یہ ہے کہ وحی کا لفظ قرآن کریم میں کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ وحی کے اصل معنی عربی زبان میں خفیہ اشارہ کے ہوتے ہیں۔ پوشیدہ اشارہ کے ہوتے ہیں اور اس اعتبار سے یہ لفظ عربی زبان کے اعتبار سے قرآن مجید میں اس معنی میں مستعمل ہے۔ اشارے کے معنی میں، جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ انہوں نے باہر نکل کر اپنی قوم سے یہ کہا۔ ”فخرج علیٰ قومه من المحراب فاوحیٰ الیهم ان سبحوا بکرة وعشیا (مریم:۱۱)“

کہ تم صبح شام تسبیح الٰہی کرو۔ یہ اشارہ کیا انہوں نے۔ اس طریقے سے سورۂ مریم میں ہے۔ ”فاوحیٰ الیهم ان سبحوا بکرة وعیشیا (مریم:۱۱)“

کہ انہوں نے اشارہ کیا۔ کبھی کبھی وحی کا لفظ بمعنی دل میں القاء کے بھی آتا ہے۔ جیسے کہ ”واوحینا الیٰ ام موسیٰ (قصص:۷)“

کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف ہم نے وحی کی۔ حالانکہ خود قرآن حکیم میں یہ بتا چکے ہیں کہ کوئی عورت جو ہے، وہ نبی نہیں ہوسکتی۔ یہ قرآن مجید ہی نے بتایا۔ باوجود اس کے اس کا تذکرہ کیا۔ اسی طریقے سے وحی کے معنی کسی چیز کے دل میں کسی چیز کو ڈال دینا ہے۔ جیسا

کہ ”واوحیٰ ربلك الی النحل (نحل:٦٨)“

شہد کی مکھی کو اللہ نے وحی کی۔ بلکہ آسمان و زمین کے اوپر بھی وحی الٰہی کا تذکرہ ہے۔ لیکن تمام چیزیں لغوی معنوں کے اعتبار سے وحی کہلاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے بھی لغت شروع کردی! یہاں سے بڑی مشکل سے جان چھڑائی ہے۔ ایک سوال ان سے پوچھا تھا۔ اب لغت کو جانے دیں۔ ایک مسلمان کے جو عام تاثرات ہیں وہ بتائیں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: یہ علمی بات ہے۔

جناب چیئرمین: یہ علمی بات اس میں آنی چاہئے تھی۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: اس انداز میں سن لیں۔

2757 **جناب چیئرمین:** نہیں جی، میں اسی انداز میں سنوں گا جو کتاب ہے۔ جو دستخط کی ہوئی کتاب ہے۔ ورنہ آپ کے دستخط کاٹ دیئے جائیں گے۔ جو وضاحت ہے اس میں کردی ہے۔ اب آپ ان ریزولیوشن کے متعلق بات کریں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: جناب چیئرمین! میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک وحی نبوت اور رسالت کا تعلق ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو اس کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ ”اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالته (الانعام:١٢٤)“

اللہ ہی جانتا ہے وہ کس کو رسول بناتا ہے اور اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی جیسے کہ نوح علیہ السلام اور ان نبیوں کی طرف وحی بھیجی جو ان کے بعد ہیں۔ اسی طریقے سے قرآن کریم میں فرمایا گیا مسلمانوں کے لئے: ”یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك (البقرہ)“۔

کہ مسلمان وہ ہیں جو ایمان ایک بار لاتے ہیں۔ جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا اور اس پر جو پہلے نازل کیا گیا۔ معلوم یہ ہوا کہ اللہ کے حبیب محمد ﷺ کے بعد اب وحی کے نزول کا کوئی سلسلہ نہیں اور اس چیز کو قرآن کریم کی بے شمار آیات نے بتایا ہے۔ جیسے کہ پہلے کتاب میں لکھ کردیا جاچکا ہے۔ بہت سی آیتیں ہیں جو اس موضوع کو بیان کرتی ہیں۔ تو اس لئے وحی نبوت ہے گویا وہ صرف نبی کو آسکتی ہے۔ غیر نبی کو نہیں آسکتی۔ البتہ علماء کرام نے یہ بتایا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ چونکہ پہلے نبی ہوچکے ہیں۔ سارے مسلمان اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ نبوت کبھی منسوخ نہیں ہوتی۔ وہ دنیا میں جب تشریف لائیں گے، آسمان سے

جب اتریں گے تو ان کی نبوت منسوخ نہیں ہوگی۔ لیکن حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں آنے کے وقت وہ نبی غیر تشریعی ہوں گے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جو عمل 2758 کریں گے۔ وہ شریعت محمد ﷺ پر عمل کریں گے۔ جیسے کہ دوسری حدیث میں فرمایا: ''اگر موسیٰ زندہ ہوتے''۔

''لو کان موسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی (الحدیث)''

ان کو سوا میرا اتباع کرنے کے کوئی چارہ نہیں تھا۔ تو یہ معنی علماء لیتے ہیں غیر تشریعی نبی کا۔ تو یہ نہیں کہ کوئی شخص کھڑا ہو کر دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں غیر تشریعی۔ یہ مرزا صاحب اور مرزا صاحب کو نبی ماننے والوں کا ایک دھوکہ ہے۔ اب بھی مسلمان اس بات کے قائل نہیں ہو سکے اور نہ ہو سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کسی کو دی جائے۔

جناب چیئرمین: باقی انشاءاللہ آئندہ نشست میں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: میری عرض سنیں۔ آپ گھبرا کیوں گئے ہیں؟ آخر سارا دن پڑا ہوا ہے۔ کل بھی کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، آپ لکھ کر بھی دے چکے ہیں۔ آپ میں اور دوسروں میں فرق ہے۔ آپ تو سارے دلائل لکھ کر دے چکے ہیں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: وہ تو لکھ کر دیئے۔

جناب چیئرمین: وہ، یہ کی بات نہیں ہے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: ایک مثال یہ تھی کہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: مثالوں کا جواب دیں گے تو دس دن لگیں گے۔ دس دن میں نئے مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔ اس ریزولیوشن کے متعلق بات کریں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: اسی ریزولیوشن کے متعلق ہی عرض کروں گا۔ ہم نے ریزولیوشن میں یہ کہا ہے کہ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں وہ کافر ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اسی سلسلے میں کئی دفعہ یہاں پر ناصر نے بھی اور اس کے بعد آنے والوں نے بھی یہ بتایا کہ 2759 نہیں، ہم مسلمان ہیں۔ ہم کسی صورت میں کافر نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ جب ایک شخص مسلمان ہو گیا تو اس پر اب کفر نہیں آ سکتا۔ اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید کی بعض آیات اور احادیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ قرآن کریم کی یہ آیت ہے کہ اگر کوئی شخص تمہیں مل جائے اور تمہیں السلام علیکم کہے تو اسے کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اصل میں ناصر نے یہاں دھوکہ دیا ہے۔ اصل آیت یہ نہیں ہے جو انہوں نے پیش کی ہے۔ بلکہ اصل آیت پیش کرتا ہوں تا کہ یہ مسئلہ بالکل واضح ہو

جائے۔ میں اس کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ آیت یہ ہے: ”اے ایمان والو! جب تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں سفر کرو تو غور کرو اور نہ کہو ان کو جو تمہیں سلام کہے کہ تم مومن نہیں ہو۔ تمہارا مقصد ان سے دنیاوی مال لینا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ آخر میں فرمایا کہ پہلے تم اس قسم کے لوگ تھے کہ لوگوں کو مال لوٹنے کے لئے لوگوں کو قتل کر دیتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ جائز نہیں ”فتبینوا“ اس آیت میں دو جگہ یہ فرمایا گیا۔ یہ ہوا تھا کہ ایک بدو چلا جا رہا تھا۔ اس کے پاس بکریاں تھیں۔ مسلمانوں کے سامنے سے گزرا تو اس نے کہا السلام علیکم۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ یہ کافر ہے، خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی بکریاں بچانا چاہتا ہے۔ اس کو قتل کر کے بکریاں چھین کر لے آئے۔ اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ راستے میں اگر کوئی سلام کہے تو اسے کافر مت سمجھو۔ بلکہ اس پر اچھی طرح غور و خوض کر لو اور ایسا نہ ہو کہ مال کے لالچ میں ایک آدمی کو کافر کہہ کر قتل کر دو۔ حالانکہ وہ مومن ہو۔ یہاں پر یہ نہیں کہا کہ جو السلام علیکم کہے وہ مومن ہے۔ بلکہ فرمایا گیا کہ اس معاملے میں غور و خوض کر لو اور سوچو۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ محض یہ بات نہیں کہ جو آدمی السلام علیکم کہے، وہ مومن ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کے بارے میں حالات پر غور کرنا پڑے گا اور مرزائیوں کے حالات پر تمام پوری کتابوں پر غور کرنے کے بعد یہ پتہ چلا کہ وہ حضور ﷺ کے بعد نئی نبوت کے قائل ہیں۔ اس لئے وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔

2760 دوسری بات انہوں نے ایک حدیث پیش کی ہے جو مرزا ناصر احمد نے غلط پیش کی ہے۔ آپ ان کے الفاظ دیکھ لیں۔ اس میں یہ ہے کہ کسی نے کسی کو کافر کہا وہ کافر ہے۔ وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ حدیث یوں نہیں ہے۔ بلکہ مسلم شریف کے الفاظ اور اس کا مفہوم یہ ہے: (عربی)

”جس نے کسی دوسرے کو کافر کہا ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔“ اسی مسلم شریف کی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ: (عربی)

”اگر وہ شخص جس نے دوسرے کو کافر کہا، اگر وہ واقعی کافر ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ وہ کفر اس کی طرف لوٹ کر آئے گا۔ یہ یقینی ہے۔“

اس لئے علماء بھی صلحاء بھی انبیاء اور خود سید الانبیاء بلکہ قرآن کریم نے یہ بات فرمائی ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں جو پہلے مسلمان ہوئے، پھر کافر ہو گئے۔ اس قسم کی بے شمار آیتیں ہیں۔ یہاں پر میں نے صرف گیارہ آیتیں لکھی ہیں۔ (عربی)

”بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم یوم آخرت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ وہ مومن نہیں۔ محض کسی کا کہہ دینا کہ میں مومن ہوں، اس سے وہ مومن نہیں ہو جاتا۔“ بلکہ یہاں فرمایا گیا: (عربی)

”پہلے وہ مسلمان تھے، پھر انہوں نے کفر کیا۔“ (عربی)

”اگر پھر کفر بڑھتا ہی رہے تو ان کی توبہ قبول نہیں ہے۔“ اس قسم کی بے شمار آیتیں ہیں۔ جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک آدمی پہلے مسلمان ہوتا ہے، پھر کافر ہو جاتا ہے۔ (عربی)

2761 ان لوگوں نے زبان سے کلمہ کفر بکا۔ پہلے مومن تھے پھر کافر ہو گئے۔ جو آدمی اپنی زبان سے کلمہ کفر ادا کرتا ہے۔ اگر وہ اس سے توبہ نہ کرے تو یقیناً کافر ہو جاتا ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان اس کے قائل ہیں۔ حتیٰ کہ خود مرزائیوں نے کہا، اگرچہ وہ غلط بات کہی تھی۔ لیکن یہ کہا کہ اگر کسی پر حجت تمام ہو جائے اور پھر وہ نہ مانے تو کافر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ہم سب مسلمان تھے۔ ظاہر ہے یہ بات انہوں نے نہیں کہی۔ اتمام حجت کا مطلب انہوں نے کیا لیا ہے؟

***Sardar Moula Bakhsh Soomro:** It was said here by the delegation that if anybody recites 99 times "Kufr" and there is only one ingredient of Islam. he is not a "Kafir", if he has said anything which is Un-Islamic. But it was said here if 99 times he does anything contrary to Islam, But one ingredient indicated that he is Muslim, "Kufr" does not in any way come on him. I will request this also be explained for me.*

(سردار مولا بخش سومرو: یہاں ان کے (احمدیوں) کے نمائندگان کی جانب سے کہا جا رہا تھا کہ اگر کوئی شخص ننانوے مرتبہ کفریہ بات کہتا ہے اور اس میں اسلام کا صرف ایک حصہ ہے۔ تو وہ کافر نہیں ہے۔ اگر اس نے کوئی غیر اسلامی بات کہی ہے۔ لیکن یہاں کہا جا رہا تھا کہ اگر کوئی ننانوے مرتبہ اسلام کے خلاف بات کرتا ہے۔ صرف ایک بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ تو پھر اس پر کفر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ میری درخواست ہو گی کہ اس کی وضاحت کر دی جائے)

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: بہت اچھا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے یہ بات کہی ہے کہ جس پر اتمام حجت ہو جائے، مفہوم جو بھی لیا ہے انہوں نے، وہ ہے، پھر انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا! باقی تقریر لال مسجد میں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: سومرو صاحب نے ایک بات کہی وہ میں نے بتادی۔

جناب چیئرمین: یہ سلسلہ تو پھر ختم ہی نہیں ہوگا۔ بھٹی صاحب اعتراض کریں گے۔ پھر حاجی صاحب کوئی اور بات پوچھ لیں گے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: ایک آدمی کی اگر ۹۹ وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو، وہ مسلمان ہو، یہ فقہاء نے نہیں لکھا۔ یہ کہیں بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ قوم کہ کسی شخص نے ایک بات کہی۔ اس بات میں ۹۹ وجوہ کفر کی نکلی ہیں۔ ایک وجہ اسلام کی نکلتی 2762 ہے، ایک گفتگو ہے۔ اگر اس کے بعد ۹۹ تفاسیر کی جائیں تو وہ سب کفر ہوں گی۔ ایک کفر ایسا ہے جس میں اسلام ہو۔ اس قول کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ یہ مفہوم ہے۔ گفتگو میں یہ نہیں کہ کوئی آدمی ایک دفعہ مسلمان ہو گیا تو وہ لوہے اور پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہو گیا۔ کتنا ہی کفر کیوں نہ کرے، اللہ اور رسول ﷺ کو گالیاں دیتا رہے۔ یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہی رہے گا۔ چونکہ صدر صاحب میری تقریر سے زیادہ محظوظ نہیں ہو رہے۔ اس لئے میں تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے اسی واسطے عرض کیا ہے کہ باقی لال مسجد میں۔ وہاں سب جاسکتے ہیں۔ یہاں میں ان سے پہلے سنوں گا جو لال مسجد نہیں جاسکتے۔ سید حیدر عباس گردیزی۔ *We are not entering into these intricacies.* (ہم ان پیچیدگیوں میں نہیں پڑنا چاہتے)

شہزادہ سعید الرشید عباسی: جناب والا! صبح انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ آپ کو چیئرمین ایڈریس نہیں کیا جاتا۔ اب خود صدر کہہ رہے ہیں۔

Mr. Chairman: ***There are certain admitted facts.***

(مسٹر چیئرمین: کچھ مسلمہ حقائق ہیں)

جناب عبدالعزیز بھٹی: جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: بھٹی صاحب! ان کے بعد۔

سید عباس حسین گردیزی: جناب والا! میری تقریر دس صفحوں کی ہے۔ اس لئے اگر مجھے ٹوکا نہ جائے تو تسلسل قائم رہے گا۔

جناب چیئرمین: شروع کریں انشاءاللہ دس کے دو صفحے ہی رہ جائیں گے۔ اب ایک صفحہ پڑھ دیں۔ باقی انسائیکلوائٹ کرا لیں گے۔

(سید عباس حسین گردیزی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

[2763]سید عباس حسین گردیزی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

“الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علےٰ خاتم الانبياء والمرسلين سيدنا و نبينا ورسولنا المطلق وهادينا الى طريق الحق وشفيعنا يوم القيامة ابى القاسم محمدن المصطفىٰ و اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاخيار المكرمين۔ اما بعد۔ فقد قال الله تبارك وتعالىٰ وقوله الحق۔ ياايهاالذين امنو اتقوالله حق تقته ولا تموتن الا وانتم مسلمون (آل عمران:۱۰۲)”

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام اہل ایمان سے فرمایا ہے کہ ایمان لانے کے بعد پوری طرح تقویٰ اختیار کرو اور مرنے سے پہلے یقین کر لو کہ تم مسلمان ہو؟ حکم باری کا لفظی ترجمہ یہ ہے “اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جو حق ہے تقویٰ الٰہی کا اور ہرگز نہ مرنا تم مگر مسلمان۔” ...... یہ پیغام ہم سب کے لئے ہے۔ جو قرآن مجید کو آخری آسمانی کتاب مانتے ہیں۔ اس پیغام کا لانے والا وہ صادق وامین رسول (ﷺ) جس کا نام نامی خدا تعالیٰ نے یوں لیا۔ “وما محمد الا رسول” اور محمد ﷺ نہیں ہیں مگر رسول ﷺ، اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:

[2764]“ما كان محمد اباا حد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين و كان الله بكل شى ء عليما (الاحزاب:۴۰)”

﴿اور نہیں تھے محمد ﷺ باپ تمہارے مردوں میں سے کسی کے لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کا پہلے ہی سے اچھی طرح علم رکھنے والا ہے۔﴾

پہلی آیت میں آنحضرت ﷺ کی حیثیت متعین کی گئی ہے اور معجز نما طریقے سے کہا گیا ہے کہ “محمد مصطفیٰ ﷺ تو صرف رسول ہیں۔” اور دوسری آیت میں اس بات کو پھر دہرایا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت ختم ہے۔ آپ رسول اللہ اور خاتم النّبیین ہیں...... اسی کے ساتھ ارشاد ہوا اور اللہ ہمیشہ سے ہر نکتے ہر بات، ہر مسئلے کا علیم ہے......

اسے انسان کے ماضی اور حال اور مستقبل کے تمام معاملات ومسائل کا علم تھا اور اب بھی ہے۔ اس نے یہ فیصلہ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے کیا۔ اس نے اپنے رسول کو وحی کے ذریعے “قرآن مجید” عطاء کر کے آخری کتاب نازل کی۔ جس میں ہر خشک وتر کا علم ہے اور ہم سے کہا کہ میرا نبی اپنے ارادہ وخواہش سے کچھ نہیں بولتا۔ جب وہ بولتا ہے تو میری وحی اور میرے

اشارے سے بولتا ہے۔ ’’والنحم اذاھوی ماضل صاحبکم وماغویٰ‘‘ ﴿قسم ہے ستارے کی، جب وہ جھکا تمہارا آقا، تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا نہ بہکا۔﴾

’’مایںطق عن الھویٰ‘‘ ﴿اور وہ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتا ہی نہیں۔﴾ ’’ان ھو الا وحی یوحی‘‘ ﴿وہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو انہیں کی گئی ہے۔﴾ اس معصوم اور بلند مرتبہ رسول پاک ﷺ نے اللہ کے تمام احکام بلاکم وکاست انسانوں تک پہنچائے اور تمام اوامر پر کامل ومکمل عمل کیا۔ ایسا عمل جس کی سند میں قرآن مجید نے فرمایا: ’’ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ‘‘ ﴿رسول اللہ کی سیرت اسوۃ حسنہ ہے﴾ اور آنحضرت کامل ومکمل نظام زندگی لاچکے اور [2765] انسان کے فلاح وبہبود کا قانون پہنچا چکے تو آیت اتری:

’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا‘‘ ﴿میں نے آج تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کردیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کرلیا۔﴾

قرآن مجید کی ان آیات سے ثابت ہوا۔

۱...... دین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں کامل ومکمل ہوگیا۔ اللہ کی نعمتیں تمام ہوگئیں اور اسلام بحیثیت دین کے اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔

۲...... ہمیں حکم ہے کہ ہم دین اسلام پر ہی زندہ رہیں اور اسی دین پر دنیا سے اٹھیں۔

۳...... اللہ کا آخری رسول اور نبیوں میں آخری نبی ایک ہی ہے جس کا نام اور اسم گرامی محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

۴...... آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہی قابل اتباع ہے اور اس کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے سوا کسی غیر کو مقتدا مانتا ہے اور اس کے طریقہ کو اسوۂ حسنہ پیغمبر سے بہتر جانتا ہے تو وہ مذکورہ بالا حقائق کا منکر ہے۔ اس کے نزدیک نہ محمد مصطفیٰ ﷺ آخری رسول ہیں، نہ قرآن مجید آخری کتاب۔ نہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا دین اسلام کامل ومکمل دین ہے، نہ وہ اس دین پر مرنا چاہتا ہے۔ اس شخص کو مسلمان کہنا اسلام کی توہین، قرآن مجید کی توہین اور رسول پاک ﷺ، خاتم النبیین، خاتم المرسلین کی توہین ہے۔ اس بناء پر علماء اسلام نے ایسے شخص کو کافر کہا ہے اور ہمارے نزدیک جو بھی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانے اور کسی کتاب کو کتاب وحی خدا جانے۔ وہ اس طرح کافر ونجس ہے۔ جس طرح دوسرے مشرک اور کافر نجس ہیں۔ نہ اس کے ہاتھ پاک، نہ ان سے رشتہ جائز، نہ ان سے معاشرت درست ہے۔ ہمارے مجتہدین کا اس پر اتفاق

ہے۔ حضرت شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے ’’احقاق الحق‘‘ عقیدۂ نبوتﷺ کا آغاز ہی ان لفظوں میں کیا ہے: 2766 ’’الاول فی نبوۃ محمد ﷺ اعلم ان ھذا اصل عظیم فی الدین وبہ یقع الفرق بین المسلم والکافر‘‘ (احقاق الحق جلد دوم ص ۱۹۰ طبع ۱۳۸۸ھ)

مسئلہ نبوت کے مباحث میں پہلی بحث نبوت حضرت محمد ﷺ پر گفتگو ہے۔ یاد رہے کہ دین کی یہ اصل عظیم ہے۔ اسی بنیاد پر مسلم اور کافر میں فرق قائم ہوتا ہے۔

محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبی و رسول ماننے کا مطلب یہ ہے کہ بالفاظ قرآن کریم: ’’ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا‘‘ ﴿جو تمہیں رسول حکم دیں اسے قبول کرو اور جس سے رسول روک دیں اس سے باز آجاؤ۔﴾

اسی بناء پر مسلمان کا اعلان اور اس کا پہلا کلمہ ہے: ’’لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ ہم اس میں مزید کسی دعوے دار نبی و رسول کے لئے راستہ بند کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ’’علی ولی اللہ ووصی رسول اللہ‘‘

جناب چیئرمین: میں عرض کرتا ہوں کہ باقی سائیکلوسٹائل کرا کے ہم تقسیم کرا دیں گے۔

سید عباس حسین گردیزی: میرے خیال میں جناب! مجھے پڑھنے دیں۔

جناب چیئرمین: ابھی ایک صفحہ پڑھا گیا ہے۔

سید عباس حسین گردیزی: تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ میں کتنا جلدی پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: ہمارا ایمان بہت مضبوط ہے۔ یہ کمزور ایمان والوں کے لئے ہے۔

سید عباس حسین گردیزی: آگے بڑی اہم چیزیں ہیں۔ مجھے پڑھنے دیں۔ میں نے بڑی محنت کی ہے اور دیکھئے اس نے ہمارے فرقے پر جتنے *Attack* (حملے) کئے ہیں۔ ان کا جواب لازمی ہے۔

2767 ہم رسول اور نبی کو معصوم مانتے اور عصمت کو شرط نبوت مانتے ہیں۔ ہمارے علماء نے بالتفصیل لکھا ہے کہ نبی ہو یا رسول وہ آغاز عمر سے آخر زندگانی تک کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ نہیں کرتا۔ سہو و نسیان، بھول چوک، غفلت اور جھوٹ، بلکہ کوئی اخلاقی یا کردار کی گراوٹ بھی اس کی ذات اس کے عمل اس کی ضمیر اس کی نیت اور ارادے سے دور رہتی ہے۔ (دیکھئے سید مرتضیٰ علم الھدیٰ کی کتاب تنزیہہ الانبیاء کا مقدمہ ص ۱) وہ ہر اعتبار سے سچا وہ ہر پہلو سے صادق ہوتا ہے اور ہر قسم کے جھوٹے سے مباہلہ کے لئے یہ کہہ سکتا ہے کہ: ’’فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین‘‘ یعنی دعوت و دین، عقیدہ و عمل جو بھی جھوٹا ہو اس پر ہم اللہ کی لعنت سے دعا کریں۔

واقعہ مباہلہ سے ثابت ہے کہ رسول مقبول ﷺ ہر لحاظ سے طیب وطاہر، پاک وپاکیزہ اور معصوم تھے۔ اگر نبی معصوم نہ ہو، اگر وہ کفار کا حلیف ہو، اگر وہ دشمنان دین کا معاون ہو۔ اگر نبی ورسول اسلام کے مخالفوں سے مفاہمت کرلے، اگر اس کا کردار داغی ہو تو اس کی وحی پر بھروسہ اور اس کے قول پر اعتماد نہ رہے گا اور اس کا پیغام غلط ومشتبہ ہوجائے گا۔ تاریخی شواہد اور دوست دشمن اور معاصر گواہوں نے بلکہ مکے کے پورے معاشرے نے گواہی دی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ صادق وامین تھے۔ میں ان گواہیوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابو طالب کا نام لیتا ہوں کہ وہ خاتم المرسلین ﷺ کے پہلے محافظ اور آنحضرت ﷺ کے مربی تھے۔ حضرت ابو طالب کا شعر ہے:

لقد علموا ان ابننا لا مکذب
لدیھم، ولا یعنی بقول الا باطل

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by Dr.Mrs.Ashraf Khatoon Abassi.]

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین کی جگہ ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی نے اجلاس کی صدارت سنبھال لی)

2768 **سید عباس حسین گردیزی:** ان سب لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارا فرزند (محمد ﷺ) جھوٹا نہیں ہے، نہ غلط باتوں کی طرف توجہ کرتا ہے۔ (دیوان شیخ الاباطح ص۱۱)

اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے: ''اللہ نے پیغمبروں کو بہترین سونپے جانے کی بہترین جگہوں میں رکھا اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا۔ وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ان میں سے کوئی گزرنے والا چلا گیا تو دین خدا کو دوسرا لے کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ یہ اللہ کا اعزاز محمد ﷺ تک پہنچا جنہیں پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین معدن اور نشوونما کے لحاظ سے بہت باوقار اصولوں سے پیدا کیا۔ اسی شجرہ سے جس سے سب نبی پیدا کئے اور انہی میں سے اپنے امین منتخب فرمائے۔ آپ ﷺ کی عترت سب سے بہتر عترت اور قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ، جو سرزمین حرم میں ابھرا۔ بزرگی کے سایے میں بڑھا، جس کی شاخیں لمبی اور پھل لوگوں کی دسترس سے باہر۔ آپ ﷺ متقی لوگوں کے امام اور ہدایت حاصل کرنے والے کے لئے بصیرت۔ وہ چراغ جس کی لو ضوفشاں اور ایسا ستارہ جس کی روشنی چھائی ہوئی ہے۔ ایسی چقماق جس کا شعلہ لپکتا ہوا۔ آپ کا کردار معتدل، آپ کا راستہ ہدایت۔''

(نہج البلاغہ خطبہ ۹۳ حاشیہ محمد عبدہ طبع مصر ص۲۰۱)

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے لئے اصل لفظیں یہ فرمائی تھیں ”سیرته القصد “قصد کے معنی ہیں افراط تفریط سے بچا ہوا راستہ۔ اس سے مراد ”عصمت“ ہے کہ اس میں نہ گناہ اور نہ لغزش کی افراط ہے، نہ بے عملی اور کاہلی کی تفریط۔ اسی اخلاق معتدل اور عصمت حقیقی کو قرآن مجید نے ”خلق عظیم“ سے یاد کیا ہے۔ ”وانك لعلیٰ خلق عظیم“ اور بیشک آپ عظیم اخلاقی قدروں کے 2769 مالک ہیں۔ آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے اسی عظمت کردار کو ”عصمت“ سے یاد کیا ہے اور علماء حدیث وعقائد نے نبی کے لئے عصمت کو شرط مانا ہے۔ مولانا دلدار علی لکھنوی کی ”عماد الاسلام“ جلد سوم میں اس مسئلے پر سب سے زیادہ تفصیل سے بحث ہے اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے ”تنزیہہ الانبیاء“ اسی مسئلہ پر لکھی ہے۔ علم کلام کی سینکڑوں کتابوں میں ہمارے علماء نے اس پر بحث کی ہے اور انبیاء کی عصمت ثابت کر کے مضبوط عقیدے کی بنیاد استوار کی ہے۔ اس لئے ایک شخص کو نبی ماننا جو غلطی در غلطی کرتا ہو۔ اصول اسلام سے انحراف اور سنت اللہ کی تردید ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ پر نبوت ورسالت اس لئے ختم ہے کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب ”قرآن مجید“ کی تعلیم میں کوئی اضافہ ممکن نہیں ہوسکا۔ آپ ﷺ کی شریعت سے زیادہ جامع شریعت پیش نہ ہوسکی۔ آپ کی تعلیم میں کسی بات کو دلیل سے باطل نہ کیا جاسکا۔ بلا دلیل معقول اور نافہمی سے کسی بات کا انکار دراصل ضد اور ”ما اتاکم الرسول فخذوه “ کی مخالفت ہے اور اسی غلط مخالفت کا نام کفر ہے۔ مثلاً کوئی نماز کی فرضیت کا انکار کر دے، کفر ہے۔ کوئی روزے کے وجود کو نہ مانے کفر ہے اور کوئی جہاد کو فرض و واجب ماننے سے سرتابی کرے، کفر کا مرتکب ہوگا۔

قرآن مجید، رسول اللہ ﷺ کا زندہ معجزہ اور آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ﷺ ہونے کی دلیل محکم ہے۔ یہ مقدس کتاب وحی کا معیار معیّن کرتی ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت اس کا علمی مرتبہ، اس کی دعوت کا اسلوب لاجواب ہے اور اس کی وحی کے بعد وحی کا دعویٰ، قرآن مجید کا تمسخر ہے۔ لطف یہ ہے کہ قرآن مجید نے انبیاء کے لئے ایک اصول بتایا ہے۔ ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه “ اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا۔

سورہ ابراہیم کی اس آیت میں ”بلسان قومه “ کہہ کر ہمیں ایک ضابطہ دے دیا گیا ہے۔ اگر 2770 اب سے تقریباً سو برس پہلے پنجاب میں مرزا غلام احمد نے جو وحی کا دعویٰ کیا اور بقول اس کے یکے بعد دیگرے کتابیں آئیں تو انہیں پنجابی میں آنا چاہئے تھا۔ یہ بات کیا ہے کہ وہ

کتابیں اردو میں آتی ہیں۔ عربی و فارسی میں آتی ہیں اور کبھی انگریزی میں اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک ہندو لڑکے سے سمجھنے کے لئے مدد لیتا ہے اور اگر اس کی قومی زبان اس وقت بھی اردو تھی تو پھر وحی کا معیار کم از کم میر امن کی ''باغ و بہار'' یا رجب علی بیگ کے ''فسانہ عجائب'' اور مرزا غالب کے خطوط کی زبان سے تو کمتر نہ ہوتا......

کتنی عجیب بات ہے کہ قوم کی زبان نبی کی زبان سے بہتر ہے اور نبی صاحب کی زبان کا کوئی معیار ہی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مدعی نے اردو میں اپنے خیالات لکھ کر خود اپنے دعوے کا بھرم کھو دیا اور عقل مندوں کے لئے خدا کی حجت تمام ہوگئی کہ جو شخص بات کا سلیقہ اور ادب کا رشتہ نہ رکھتا ہو اس کی بات کا اعتبار کیا اور جس کی بات بے وقار ہو اس کا دعویٰ جھوٹ کے سوا کیا ہوگا اور جو اتنا بڑا جھوٹ بولے، جو اللہ اور رسول ﷺ پر زندگی بھر افتراء کرتا رہے۔ جو اپنی گڑھت کو خدا کی طرف منسوب کرے۔ اس کی سزا کم از کم یہ ہے کہ اللہ کے ماننے والوں کے زمرے میں اس کا شمار جرم قرار دیا جائے۔

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ نبوت ایک الٰہی منصب ہے۔ جسے خدا ہر ایک کے حوالے نہیں کرتا۔ قرآن مجید نے صاف صاف کہا ہے اور قیامت تک کے لئے اعلان فرما دیا ہے کہ: ''لا ینال عہدی الظالمین'' میرا عہد ظالموں کے ہاتھ نہیں آسکتا اور ظالم کون ہے، قرآن مجید نے فرمایا ہے: ''ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیہ شی ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ، ولو تری اذالظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیہم اخرجو انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق و کنتم عن ایاتہ تستکبرون (الانعام:۹۳)''

2771 ''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا، جو خدا پر جھوٹ موٹ افتراء کرے یا کہے مجھ پر وحی ہوتی ہے۔ حالانکہ اس پر وحی ذرا سی بھی نہ آئی ہو اور وہ جو کہے تجھ پر ویسی ہی کتاب نازل کئے دیتے ہوں جیسے اللہ نازل کر چکا ہے۔ کاش تم دیکھتے یہ ظالم موت کی سختیوں میں پڑے ہیں اور فرشتے ان کی طرف جان نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور نکالو، اپنی جانیں، آج تم کو ذلیل کن عذاب کا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ تم کہتے تھے اللہ پر خلاف حق اور تم اس کی آیتوں سے اکڑا کرتے تھے۔''

غور کیجئے مرزا جی اپنے آپ کو کبھی مریم کہتا ہے۔ پھر وہی اپنے آپ کو ابن مریم کہتا ہے اور وہی ''اسے شراب خور بتاتا ہے۔'' (کشتی نوح ص۶۶، خزائن ج۱۹ ص۷۱ حاشیہ) انصاف کیجئے

کہ ایسے افتراء پرداز اور اللہ جیسی عظیم واکبر ذات پر اس قدر بہتان باندھنے والے کی سزا کتنی سخت ہونا چاہئے۔ شریعت کی اصطلاح میں اسی کو ارتداد کہتے ہیں اور مرتد کو قتل کرنے کا حکم ہے۔

جناب عالی! اسی ماہ شعبان یعنی اگست ۱۹۷۴ء کے ”کویتی ماہ نامہ الداعی الاسلامی“ میں ص ۱۰۶ پر، وزارت اوقاف وشئون اسلامیہ کویت کے ترجمان نے مرزا غلام احمد کے دعویٰ ”مسیح منتظر“......روح مسیح اس میں اتر آئی ہے۔“......”اس پر وحی ہوتی ہے۔“ان جیسے چند نکتوں کو پیش نظر رکھ کر ”نفی جہاد“ اور ”انگریزوں کی غیر مشروط حمایت“ کے پس منظر میں اس شخص اور اس کی جماعت کو اسلام کے خلاف منظم سازش اور اسلام کی جگہ ایک دین جدید بتایا گیا ہے اور یقیناً ہر صاحب عقل وہوش اس سازش کا قلع قمع کرنا چاہتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان، علماء اسلام کے اس متفق علیہ فیصلے کو نافذ العمل قرار دے گا کہ قادیانیوں اور لاہوریوں کے دونوں گروہ جو مرزا غلام احمد کو صاحب وحی مانتے ہیں، اپنے اس عقیدے میں باطل پر ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے اس عقیدے کو صحیح مانتے ہیں۔ تو بقول علماء یہ سب کافر ہیں اور ایک ایسے دین کے پرستار ہیں جن کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں...... یہ ایک اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے اور اقلیتیں ہمارے ملک میں رہتی ہیں یہ بھی ایک اقلیت ہے اور ملک میں رہتی ہے۔

نبی اور رسول ہونے کا یہ دعویٰ دار اور اس کی جماعت واضح طور پر اپنے ملفوظات، اپنے عقائد، اپنے اعمال، اپنے خود ساختہ نظام میں خود ہی ہم سے الگ ہے اور ہمیں کافر سمجھتی ہے اور حقیقی مسلمان نہیں جانتی۔ یہ لوگ کبھی رسولوں کی توہین کرتے ہیں۔ کبھی بزرگان دین کو سبک کرتے ہیں۔ ان کی مسلسل یہی کوشش ہے کہ کسی طرح مسلمان ذلیل ہو جائیں۔ مسلمان مشتعل ہو کر یا ان سے دست وگریبان ہوں یا آپس میں کٹ مریں۔ شیعہ سنی اختلاف ہو، شیعہ ہوں یا دیوبندی اور بریلوی، اہل حدیث ہوں یا حنفی۔ ایک گھر کے افراد، ایک سماج کے رکن، ایک دین کے پرستار ہیں۔ یہ فرزندان اسلام ناموس توحید ورسالت پر جان نثار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ وہ سب توحید ورسالت وقرآن پر یکساں عقیدہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کے مقابلے میں کبھی کسی کتاب کو رکھنے کی جسارت نہیں کی۔ انہوں نے نبی کے برابر کسی کو نہیں مانا۔ ان کا ملجاؤ ماویٰ ایک، ان کا مرنا جینا ایک، ان کا دستور ایک، یہ دونوں اسلام کی قدیم ترین تشریحیں ہیں۔ یہ دونوں دین اسلام کے دفتر کے دو صفحے ہیں۔ ان دونوں نے ہمیشہ دین پر جان قربان کی ہے۔ یہ دونوں ایک ساتھ مرے ہیں۔ انہوں نے اپنی موت گوارہ کی ہے۔ مگر ایک دوسرے کو موت سے بچایا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، رسول پاک ﷺ کے بھائی ہیں اور پروردۂ آغوش بھی، داماد بھی ہیں اور جاں نثار بھی۔ ان کے والد بزرگوار نے سب سے پہلے اللہ کے آخری رسول ﷺ اور ان کے منصب کی حفاظت میں غیر معمولی جان فروشی اور بے مثال قربانی دے کر مسلمانوں کو سبق دیا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی جان اور آبرو، پیغام اور حقانیت پر آنچ نہ آنے دینا۔ مکے میں 2773 جب تک ابوطالب زندہ رہے، آنحضرت ﷺ پر آنچ نہ آنے پائی۔ جب دیکھا کہ قریش نہیں مانتے تو اللہ کے آخری نبی ﷺ کو اپنے قلعے میں لے کر چلے گئے اور ''شعب'' میں اتنی سختیاں اٹھائیں کہ جب محاصرہ ختم ہوا اور اس کے دروازے کھلے تو ابوطالب فاقوں کی زیادتی اور غموں کی فراوانی سے اتنے کمزور و ناتواں، ضعیف و نیم جاں ہو چکے تھے کہ زیادہ دن دنیا میں نہ رہ سکے اور چند دنوں میں سفرِ آخرت فرما گئے۔

علیؓ اس عظیم باپ کے فرزند تھے۔ آپ نے شب ہجرت سے لے کر احد و بدر و حنین، خیبر و خندق بلکہ مباہلے تک ہر معرکے میں حق خدمت کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ اسی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے دعوت ذوالعشیرہ سے حجتہ الوداع تک ہر موقع پر اپنا بھائی اور امت کا مولا کہا۔ حد یہ ہے کہ خود سرور عالم خاتم النّبیین ﷺ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تشبیہ حضرت ہارون نبی سے یوں دی ''انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ'' ﴿تم مجھ سے وہی نسبت رشتہ اور وہی درجہ رکھتے ہو، تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون تھے۔﴾ میں قربان ہوں حکمت و نگاہ نبوت پر۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جملہ اس پر تمام نہیں کیا بلکہ فرمایا: ''الّا انہ لا نبی بعدی'' ﴿مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾ اس لئے کہ کوئی علیؓ کو نبی نہ مان لے۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہم مسلمان کسی ایسے شخص کو مسلمان نہیں مانتے جو علیؓ کو نعوذ باللہ من ذالک، اللہ یا اللہ کے برابر مانتا ہو۔ یا جو شخص بھی حضرت علی علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کا حریف یا ہم منصب و ہم رتبہ سمجھتا ہو۔ وہ لوگ مشرک و کافر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ، معاذ اللہ! ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ اب تک نہج البلاغہ یعنی حضرت کے خطبوں کا مجموعہ بڑے بڑے عربوں کو حیران کئے ہوئے ہے اور صدیاں گزر گئی ہیں۔ مگر وہ خطبے ادب و فکر و فلسفہ اسلام میں اپنا جواب دیکھنے سے محروم ہیں۔ صدیوں سے پڑھنے والے پڑھتے اور شرحیں لکھتے چلے آئے ہیں۔ 2774 مگر کسی نے کہیں نہ سنا نہ پڑھا کہ امیر المومنین یا ان کے ماننے والے اثنا عشری آپ کو صاحب وحی مانتے ہوں۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: گردیزی صاحب کتنے *Pages* (صفحات) اور ہیں؟

سید عباس حسن گردیزی: بس جناب تین *Pages* (صفحات) اور ہیں۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: تو پھر آپ نماز کے بعد پڑھنا۔ نماز کا ٹائم ہو رہا ہے۔

We break for Maghrib Prayers and then we will meet at 7:20 p.m. again.

(ہم نماز مغرب کے لئے وقفہ کرتے ہیں۔ سات بج کر بیس منٹ پر دوبارہ ملیں گے)

[The Special Committee adjourned for Maghrib prayers to meet at 7:20 p.m.]

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس نماز مغرب کے لئے سات بج کر بیس منٹ تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

[The Special Committee re-assembled after Maghrib Prayers, Mr.Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.]

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس نماز مغرب کے بعد دوبارہ شروع ہوا۔ مسٹر چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی صدارت کر رہے ہیں)

جناب چیئرمین: کتنے صفحے باقی رہ گئے ہیں؟

سید عباس حسین گردیزی: جناب کوئی چار صفحے باقی ہیں۔

جناب چیئرمین: چار صفحے باقی ہیں، یعنی آدھا گھنٹہ لگے گا۔

Sayed Abbas Hussain Gardezi: *It is a matter of little more than ten minutes.*

(سید عباس حسین گردیزی: یہ دس منٹ سے کم کا مزاد ہے)

Dr. Muhammad Shafi: *We all agree that he should be given time.*

(ڈاکٹر محمد شفیع: ہم سب متفق ہیں کہ انہیں وقت ملنا چاہئے)

Mr. Chairman: *I will agree to what you agree.*

(جناب چیئرمین: جس پر آپ متفق ہیں۔ میں بھی اس سے اتفاق کروں گا) میں نے یہ پوچھا ہے کہ کتنے صفحے باقی رہ گئے ہیں۔

***Dr. Muhammad Shafi:** Thank you very much.*

(ڈاکٹر محمد شفیع: بہت بہت شکریہ!)

2775 **مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری:** جناب والا! ہم سب لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ یہ باقاعدہ پورا پڑھیں۔

جناب چیئرمین: اچھا، آپ کو ایک موقع اور ملے گا۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: ضرور دیں۔

جناب چیئرمین: لازماً۔ آپ تو موجود نہیں تھے جب میری اور ان کی......

مولانا شاہ احمد نورانی: جناب والا! دیکھئے، بات یہ ہے کہ آپ ہمارے حقوق کے کسٹوڈین ہیں۔ ہمارے ساتھ اس ملک میں بڑی زیادتیاں ہوتی ہیں۔ بخدا میں نماز پڑھ کر آ رہا ہوں اور صحیح عرض کرتا ہوں کہ ہم نے رات دو گھنٹے تک پی آئی اے آفس میں مسلسل کوشش کی کہ صبح ساڑھے آٹھ بجے والی فلائٹ پر ہمیں سیٹ مل جائے۔

جناب چیئرمین: آپ نے مجھ سے کیوں نہیں بات کی۔ آپ ٹیلی فون کرتے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ ایسا ہوتا۔

مولانا شاہ احمد نورانی: مولانا ظفر احمد انصاری کو اور مجھ کو دونوں کو انہوں نے آج صبح کی سیٹ نہیں دی اور ہم نے کہا کہ صاحب ہمیں ایم این اے کے کوٹہ میں سے سیٹ دے دیں تو انہوں نے کوٹہ سے سیٹ نہ دی۔ بارہ بجے کی فلائٹ پر انہوں نے سیٹ دی۔ اگر سیشن جاری ہو تو تمام سیٹیں کینسل کر کے ایم این اے کو پہلے سیٹ دینی چاہئے۔ مولانا انصاری صاحب کو بھی سیٹ نہیں دی آٹھ بج کر بیس منٹ کے *plane* (جہاز) پر اور مجھ کو بھی نہیں دی اور سوا بارہ بجے سیٹ دی۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں کہ کوٹے کے علاوہ ***M.N.A.'s should be given preference.*** (ممبران قومی اسمبلی کو ترجیح دینی چاہئے)

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: صبح کی 8:20 کے ***Plane*** (طیارہ) کی سیٹیں خالی تھیں۔ لیکن ہمیں سیٹ نہیں دی گئی۔

2776 **جناب چیئرمین:** آپ مجھے لکھ کر دیں۔ میں باقاعدہ شکایت کرتا ہوں۔ ***You should have contacted me.***

دوسری بات یہ ہے کہ رول یہ ہے کہ ***M.N.A's should be given***

preference while going to attend the session. (دوران اجلاس ممبران قومی اسمبلی کو ترجیح دینی چاہئے)

Maulana Shah Ahmad Noorani Sdiddiqi: ***Yes, during the session.***

(مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: ہاں، دوران اجلاس)

Mr. Chairman: ***That I will do.***

(جناب چیئرمین: یہ میں کروں گا)

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: جناب والا! میں ابھی لکھ کر دیتا ہوں۔ اس لئے تاخیر ہو گئی کہ......

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔ *I am sorry* (میں معذرت خواہ ہوں) مولانا سے میں نے یہی عرض کیا تھا۔ یہ تقریر کر رہے تھے تو میں نے کہا کہ آپ نے یہ سب کچھ لکھ کر دیا ہوا ہے۔ ۲۷ کہیں اور جنہوں نے لکھ کر نہیں دیا ان کو زیادہ موقع ملنا چاہئے۔ یہ ایک اصولی بات ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: دو چار باتیں جو اس نے بعد میں اٹھائیں...... یہ ذرا پہلے تیار ہو گیا تھا...... اس کی وضاحت علامہ صاحب فرمانا چاہتے تھے۔ ویسے یہ بیان متفقہ ہے۔

جناب چیئرمین: باقی میں نے کہا کہ کچھ فرما دیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: دو تین وضاحتیں رہ گئی تھیں، جو مرزا ناصر احمد نے جرح میں کیں۔ وہ باتیں اس میں آ نہ سکیں۔ کیونکہ یہ ذرا پہلے تیار ہو گیا تھا۔

جناب چیئرمین: میں نے عرض کیا تھا کہ کچھ یہ بیان فرما دیں۔ باقی لال مسجد میں ہم سن لیں گے۔ یہی بات میں نے کی تھی۔ سید عباس حسین گردیزی!

سید عباس حسین گردیزی: جناب والا! مجھے ہدایت ہوئی ہے ممبر صاحبان کی طرف سے کہ میں ذرا آہستہ آہستہ پڑھوں۔

2777 **جناب چیئرمین:** نہیں نہیں۔ یہ ہدایت بالکل غلط ہے۔ آپ تیزی سے پڑھیں۔

سید عباس حسین گردیزی: اصول دین و عقائد امامیہ کا طویل و ضخیم دفتر اس عقیدے سے خالی اور تمام شیعہ اس عقیدے سے بری ہیں۔ دراصل یہ الزامی جواب اور ڈوبتے میں تنکے کا سہارا ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ جن کے دینی رہنماء نے اپنی تالیف (آئینہ کمالات

اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴) پر لکھا ہے: ’’میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں، میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۱۵۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۸) پر لکھا ہے: ’’ھل ینظرون الّا ان یاتیھم اللّٰہ فی ظلل من الغمام ‘‘یعنی’’ اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔‘‘ یعنی انسانی مظہر (مرزا) کے ذریعے اپنا جلال ظاہر کرے گا۔ اور (حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸) کی یہ بات: ’’انما امرك اذ اردت شیٔا ان تقول له کن فیکون ‘‘یعنی’’ اے مرزا، تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو ’’کن‘‘ کہہ دے وہ فوراً ہو جاتی ہے۔‘‘

حضرت علی علیہ السلام کے خطبات کا مجموعہ ’’نہج البلاغۃ‘‘ امام زین العابدین کی دعاؤں کا مجموعہ ’’صحیفہ کاملہ‘‘ امام علی رضا علیہ السلام کی ’’فقہ الرضا‘‘ اور بعض آئمہ کی طرف سے منسوب کتابیں موجود ہیں۔ ان کے مطالعے سے اسلامی عقائد اور مسلمہ مسائل دین کے علاوہ، اللہ کی عظمت، توحید کی جلالت اور حقیقت عبدیت و کمال بندگی کے سوا کوئی بات ثابت نہیں کی جا سکتی۔ یہ کتابیں تعلیمات رسول ﷺ کی ترجمان اور آنحضرت ﷺ کے دین حق کا اثبات ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی عظمت یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور آپ کی ان قربانیوں پر قائم ہے جس پر طنز کرنے والا اسلام کا مذاق اڑاتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۱۴۲ طبع ربوہ ۱۹۶۰ء) کا یہ جملہ کس قدر 2778 مجرمانہ ہے: ’’اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علیؓ (مرزا) تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔‘‘ یہ دریدہ دہنی اس علی علیہ السلام کے بارے میں ہے، جس کے لئے رسول ﷺ نے فرمایا ’’من کنت مولاہ، فھذا علی مولاہ ‘‘جس کا مولا میں ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں۔

مرزا ناصر احمد نے اپنے محضرنامے میں جن غیر مستند اور بعض غیر شیعہ اثناء عشری کتابوں کے حوالے دے کر شیعہ سنی اختلاف کو ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ وہ دراصل اسلام کو بدنام کرنے کی سازش کا ایک حصہ ہے۔ ان کے حوالے ناقص و غلط ہیں۔ ’’تذکرۃ الائمۃ‘‘ نامی بے شمار کتابیں ہیں۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے محضرنامے کے صفحہ ۱۸۳ پر حوالہ در حوالہ جن کتابوں کو استعمال کیا ہے۔ نہ ان کے مؤلف کا نام ہے۔ نہ کتابوں کے صحیح نام۔ نیز ان میں سے کوئی کتاب نہ وحی ہے، نہ الہام، نہ شیعوں پر ان کتابوں پر ایمان لانا واجب ہے، نہ ان کی مندرجات کو صحاح کا درجہ اور نعوذ باللہ قرآن مجید کا مقابل تصور کیا گیا ہے۔ امام کی ذات و صفات کی شرطیں سخت اور بالکل واضح ہیں۔

علم و عصمت کی شرط پر نبوت کے دعوے یا اس کی مماثلت کا شبہ کرنا ہی بے معنی ہے۔ حسن مجتبیٰ جنہوں نے حکومت پر اس لئے ٹھوکر ماری کہ نانا کا دین ان کی جنگ و جہاد سے کمزور نہ ہو جائے۔ جن کا فیصلہ تھا کہ میں رہوں یا نہ رہوں، رسول ﷺ اللہ کا نام تو رہ جائے۔ جانشینی رسول ﷺ کا تقاضا ہی یہ تھا کہ حضرت امام حسنؓ ذاتی مسئلہ کو نظر انداز کر کے اسلام اور رسول اسلام کے مفادات کو وسیع تر معیار سے دیکھتے۔ امام حسن علیہ السلام کے بعد امام حسین علیہ السلام امام ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے جانشینی کا تاج امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک پر ضوفگن ہوا۔

2779 آں امام عاشقاں پور بتول   سرد آزادے زبستان رسول
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر   معنی ذبح عظیم آمد پسر
زندہ حق از قوت شبیری است   باطل آخر داغ حسرت میری ست
بہر حق در خاک و خون غلطیدہ ست   پس بنائے لا الہ گردیدہ است
خون او تفسیر ایں اسرار کرد   ملت خوابیدہ را بیدار کرد
تیغ لاچوں از میاں بیرون کشید   از رگ ارباب باطل خوں چکید
نقش الا اللہ برصحرا نوشت   سطر عنوان نجات ما نوشت
رمز قرآن از حسین آموختیم   زآتش او شعلہ ھا اندوختیم
تارما زخمہ از اش لرزاں ھنوز   تازہ از تکبیر او ایمان ہنوز

سید سرداران جنت، سید الشہداء علیہ السلام جن کے احسان سے مسلمانوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کہہ رہے ہیں:

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین

اس عظیم امام کے لئے یہ مصرع کس قدر توہین خیز ہے کہ:

کربلا ئیست سیرہر آنم   صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

رسول آخرالزمان ﷺ تو فرمائیں ”حسین منی وانا من الحسین“ ﴿حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔﴾

”احب اللہ من احب حسینا وابغض اللہ من ابغض حسینا“ ﴿اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے جو حسین سے بغض رکھے۔﴾

اس کے بعد مرزا غلام احمد کی جسارت دیکھئے۔ دراصل ان کو اپنا منہ دیکھنے کے لئے گریبان کا رخ کرنا چاہئے۔

2780 بات پنجتن تک آ پہنچی ہے تو مرزا غلام احمد نے گل سرسبد، چمن رسالت، نور چشم ختمی مرتبت حضرت سیدہ کبریٰ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بارے میں جو ہرزہ سرائی کی ہے۔ وہ ہر مسلمان کے لئے دل آزار ہے اور اسی گستاخی کی وجہ سے خدا نے مرزا جی کو بدترین موت دی۔

محترم حضرات! قادیانی اور لاہوری حضرات نے اپنے بیانات میں اقرار کیا ہے۔ دونوں کا اظہار ہے کہ غلام احمد پر وحی ہوتی تھی۔ ان کی بہت سی کتابیں آسمانی مانی جاتی ہیں۔ اس سے صاف صاف عیاں ہے کہ قادیانی اور لاہوری صاحبان براہ راست ایک ایسے شخص کی امت میں ہیں جو صاحب وحی ہے اور صاحب رسالت کبریٰ۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مجبوری کے طور پر یا ضمنی حیثیت سے جو بھی مانتے ہیں، وہ مانتے ہیں۔ ورنہ مرزا صاحب تو بقول خود نعوذ باللہ مسیح زماں، کلیم خدا اور نقل کفر کفر نباشد۔ محمد و احمد تک بن بیٹھے ہیں۔ شاید موصوف کو ہندوؤں کا فلسفہ تناسخ یا آواگون کا یقین ہو گیا تھا۔ جبھی تو کہا ہے:

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

اور تو اور مرزا غلام احمد تو اپنے جھوٹ پر یہاں تک دلیری کر چکا ہے کہ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱) میں کہہ دیا ہے: ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

شاید ایسے ہی موقع کے لئے یہ محاورہ ہے ''ایاز قدر خود بشناس'' میں اب زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ صرف دو باتوں کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

۱...... 2781 قرآن مجید کا حکم ہے: ''واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا'' ﴿اللہ کی رسی سے وابستہ ہو جائیے اور انتشار سے بچئے﴾ دشمنان اسلام مسلمانوں کو خانہ جنگی، اندرونی اختلاف اور فکری پریشانیوں میں الجھا کر ہم سے ایمان کی دولت چھیننا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ہمارا رشتہ توڑنے کی فکر میں ہیں۔ ہماری قوت کا سرچشمہ توحید و نبوت ہے۔ ہمار امرکز اتحاد قرآن ہے۔ ہمارا معاشرہ اسلام پر مبنی ہے۔ ہم نے ان مرزائیوں کی ریشہ دوانیاں بچشم خود دیکھ لی ہیں۔ جو قادیان سے کشمیر اور انڈونیشیا سے افریقہ تک اپنا نظام فکر و عمل پھیلا چکے ہیں۔ جو ہندوستان اور فلسطین میں منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ ہم ان سے محتاط رہیں اور اسلام کے قلعے

میں کوئی رخنہ واقع نہ ہونے دیں۔ کافر کو کافر کہتے نہ ڈریں اور برطانوی استعمار کے سیاسی ہتھکنڈوں سے اپنا پیچھا چھڑائیں۔ آپس کی لڑائیوں کا نتیجہ سب نے دیکھ لیا۔ ’’دشمن راتواں حقیر و بے چارشمرد۔‘‘

شیعہ سنی اپنے گھر میں لڑے، باہر والوں نے دونوں کی باتوں کو ریکارڈ کر کے ہماری تاریخ، ہمارے روابط، ہمارے معاملات سمجھے بغیر ہم دونوں کو غیر مسلم کہہ کر اسلام کے نام پر دعویٰ کر دیا۔ اگر اس دعوے کے فیصلے میں ذرا بھی غلطی ہوئی۔ اگر ہم نے اب بھی ہوش سے کام نہ لیا۔ اگر خدانخواستہ پیر لڑکھڑا گئے تو کل تاریخ کہے گی:

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آپ کے لئے مسئلہ صاف ہے۔ آپ نے دودھ میں پانی کی آمیزش دیکھ لی۔ آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ ’’برعکس نہند نام زنگی کافور۔‘‘

آپ نے تمام دنیا کے بڑے بڑے علماء کے فتوے پڑھ لئے۔ تمام مسلمانوں کے عقائد سمجھ لئے۔ آپ نے مرزا غلام احمد اور اب مرزا ناصر احمد اور ان کے ساتھیوں کے دعوے اور دلیل کا وزن پرکھ لیا۔ آپ نے ملک کے عوام کا مطالبہ سن لیا۔ اب دیر نہ کیجئے۔ مسلمانوں کو ان کے عقیدے اور ان کے دین سے محروم کرنے یا اس میں دخل دینے کے 2782 بجائے، قادیانی یا بقول غلام احمد ’احمدی‘ جماعت یا جماعتوں کو خارج از اسلام ماننے کا اعلان کر دیں۔

۲...... عالم اسلام اور مسلمان مملکتوں سے اتحاد، مسلمان عوام سے برادرانہ تعلقات کو فروغ دینا ہماری خارجہ سیاست کی اساس ہے۔ ہماری حکومت کسی پاکستانی شہری کو اس کے حقوق سے محروم نہیں کرتی۔ نہ ہمارے عوام کسی پاکستانی شہری کو دکھ پہنچانے یا پریشان کرنے کے خواہش مند ہیں۔ ان حالات میں اگر قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے تو آئین پاکستان اور نظریہ پاکستان کے عین مطابق ہوگا اور ہمارا ایوان اپنے ایک فرض کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں شیعہ علماء وفقہاء کے فتوے حاضر ہیں:

مسئلہ ختم نبوت اور شیعہ

حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا قرآن اور سنت اجماع وعقل سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی فرمایا ہے۔ خود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال آئیں گے۔ وہ دجال اس لئے ہوں گے کہ ان میں

سے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
(حدیث متفق علیہ)

حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ مولائے کائنات حیدر کرار علیہ السلام پرنم آنکھوں سے آپ کو غسل دے رہے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں، یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی وفات سے کچھ ایسی چیزیں منقطع ہوگئی ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کی وفات سے منقطع نہیں ہوئی تھیں۔ یعنی نبوت، احکام الٰہی اور اخبار آسمانی۔" (نہج البلاغت)

[2783] حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ نے نہ قرآن پاک کے بعد کوئی کتاب بھیجی کیونکہ اس نے قرآن پاک کو آخری کتاب قرار دیا اور نہ ہی کوئی نبی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی فرمایا۔ (اصول کافی)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک شاگرد کو شیعی عقائد تعلیم فرمائے۔ نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ (صفات الشیعہ صدوق)

ہر دور میں شیعہ علماء کا اس بات پر اجماع رہا کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں اور یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس کا منکر مرتد ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو واجب القتل۔ چنانچہ حضرت مولانا شیخ محمد حسین نجفی مرحوم جو اس صدی کے شیعہ علماء میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ اپنی کتاب اصل و اصول شیعہ جس کا ترجمہ علامہ ابن حسن صاحب نجفی نے کیا ہے۔ رضا کار بکڈپو لاہور سے شائع کیا ہے۔ صفحہ ۲۷ پر نبوت کے بیان میں فرماتے ہیں: "شیعہ امامیہ کا یہ عقیدہ راسخہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت یا نزول وحی کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور واجب القتل۔"

ادارہ تبلیغ شیعہ راولپنڈی اور اسلام آباد نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے فوراً بعد مختلف شیعہ علماء سے ان لوگوں کے بارے میں جو رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانیں کے بارے استفسار کیا۔ ان میں سے بعض کے بیانات درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا سید نجم الحسن کراروی (پشاور) جو اسلامی مشاورتی کونسل کے ممبر ہیں اور اس کونسل میں شیعوں کے نمائندے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

[2784] "نبوت اصول دین کا جز ہے۔ ختم نبوت ضروریات دین میں داخل ہے۔ ضروریات دین کا منکر مرتد یا کافر ہے۔ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو وہ کافر ہے اور کافر کی نجاست مسلم ہے۔ اسی طرح جو لوگ کسی شخص کو نبی مانتے ہیں حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد وہ ہمارے نزدیک کافر ہیں۔ اس

زمرہ میں مدعی نبوت بھی ہے۔“

نوٹ ازادارہ...... سابق مجتہد اعظم حضرت آقائے محسن الحکیم توضیح المسائل مفید صفحہ ۴۳ میں تحریر فرماتے ہیں: ”وہ مسلمان جو اللہ یا پیغمبر خاتم النبیین کا انکار کردے یا ایسے حکم کا جس کو تمام مسلمان دین کا جز سمجھتے ہوں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ حکم ضروری نہیں ہے، انکار کردے تو وہ مرتد ہو جائے گا۔“

حضرت مولانا شیخ محمد حسین صاحب فاضل عراق (سرگودھا) جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ”جو شخص ضروریات دین میں سے کسی امر کا انکار کرے وہ بالاتفاق دائرہ دین سے خارج متصور ہوتا ہے۔ ضروریات دین سے مراد وہ امور ہیں جن پر اس دین کے پیروؤں کا باوجود اپنے کئی ایک داخلی اختلافات کے اتفاق واجماع ہو اور منجملہ ان ضروریات کے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ لہٰذا جو شخص ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا جو شخص ایسے مدعی کی تصدیق کرے اس کے لئے دین اسلام کے دائرہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔“

حضرت مولانا حسین بخش صاحب قبلہ فاضل عراق پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا تحریر فرماتے ہیں: ”حضور نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور کاذب نبی کو نبی ماننا بھی کفر ہے۔“

2785 حضرت مولانا ملک اعجاز حسین صاحب قبلہ فاضل عراق پرنسپل دارالعلوم جعفریہ خوشاب تحریر فرماتے ہیں: ”بالاتفاق مسلمین کاذب دعویٰ نبوت کرنے والا اور اس کو برحق نبی ماننے والا کافر ہے۔ کیونکہ معیار کفر فقط اللہ اور اس کے رسول کا انکار ہی نہیں بلکہ ضروریات دین کا انکار بھی کفر ہے۔ اسی طرح چونکہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے۔ یعنی اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ لہٰذا اس کا منکر اور حضور ختمی مرتبت ﷺ کے بعد کسی کو نبی ماننے والا کافر ہے۔ مذکورہ حکم پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔“

حضرت مولانا محمد جعفر صاحب خطیب مسجد شیعہ اور مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل لاہور تحریر فرماتے ہیں: ”چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار ازروئے قرآن وحدیث ضروریات دین اور ارکان اسلام میں سے ہے۔ لہٰذا آنحضور ﷺ کی ختم نبوت کا منکر اپنی نبوت کا مدعی نہ بھی ہو، کافر ونجس العین ہے۔ چہ جائیکہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے انکار کے ساتھ کوئی اپنی نبوت کا مدعی ہو۔ شیطان نے محض انکار نبوت کیا تھا۔ قدرت نے اس کو

ملعون وکافر قرار دیا۔ حالانکہ اس نے انکار نبوت کے ساتھ اپنے نبی ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ یہ ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے جب آنحضور ﷺ پر ختم نبوت کا صریحی اعلان کردیا تو ختم نبوت کا انکار حقیقتاً آنحضور ﷺ کی نبوت اور صداقت کا انکار ہے۔"

حضرت مولانا مرزا یوسف حسین صاحب (میانوالی) تحریر فرماتے ہیں: "جمہور مسلمین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص اصول دین یا ضروریات دین میں سے کسی جز کا منکر ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا اور آخری پیغمبر ہونا متفق علیہ ہے اور ضروریات دین سے ہے۔ اس لئے 2786 جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے کسی کاذب مدعی نبوت کو مدعی تسلیم کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔"

حضرت مولانا سید گلاب حسین شاہ صاحب نقوی، پرنسپل مدرسہ مخزن العلوم الجعفریہ ملتان تحریر فرماتے ہیں: "نزد علمائے شیعہ امامیہ جھوٹا نبی کافر ہے اور اس کی نبوت پر ایمان رکھنے والا بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔"

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری فرماتے ہیں: "بعد حضرت ختمی مرتبت کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جو دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور اس کے ماننے والے بھی کافر ہیں۔"

جناب چیئرمین: مولانا ظفر احمد انصاری صاحب کل صبح۔ عبدالعزیز بھٹی۔

(جناب عبدالعزیز بھٹی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب عبدالعزیز بھٹی: جناب چیئرمین! اس معزز ایوان کی اسپیشل کمیٹی کے سامنے جو قراردادیں زیر غور ہیں۔ ان میں جو خاص بات زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ پاکستان میں پاکستان کے شہری ہیں اور وہ حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین نہیں رکھتے، ان کا اسلام میں کیا مقام ہے۔ یہ مسئلہ زیر غور ہے۔ اس ضمن میں جو شہادت یہاں مرزا ناصر احمد صاحب نے دی اور اس کے بعد لاہوری جماعت کے صدر مولانا صدرالدین صاحب نے دی اور ان پر جرح ہوئی۔ بہت سے ایسے مقامات پر انہیں ہر طرح کا موقع دیا گیا کہ وہ اپنا پوائنٹ آف ویو پیش کریں۔ اس تمام جرح اور ان کے بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کچھ گزارشات کروں گا۔

میں لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ پہلی بات جو انہوں نے اعتراض کیا ہے وہ یہ تھا کہ اس اسمبلی کو ان قراردادوں پر غور کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس ضمن میں، میں ایک دو باتیں آئین کے حوالے سے عرض کروں گا۔ وہ یہ ہیں کہ جہاں تک پاکستان کے آئین کا تعلق ہے، اس میں

آرٹیکل ۲ اس طرح کا ہے:

2787 *"Islam shall be the state relegion of Pakistan."*

(اسلام پاکستان کا ریاستی مذہب ہوگا)

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ پاکستان ایک ایسی اسٹیٹ ہے۔ جو مذہبی نظریات پر مبنی ہے۔ نہ کہ یہ کوئی غیر مذہبی سٹیٹ ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی یہ ذمہ داری ہے اور یہ فرض بنتا ہے فیڈرل گورنمنٹ کا کہ وہ اسلام کے بارے میں، اسلام کی *protection* (حفاظت) کے لئے، اسلام کی ان متعین حدود کے لئے، اسلام کی بھلائی کے لئے، اسلام کو برقرار رکھنے کے لئے وہ ہر طرح کا قانون بنائے اور اس کی نگہبانی کرے اور اس ضمن میں اگر کوئی فرقہ کوئی جماعت، کوئی مذہب پاکستان کے اندر یا پاکستان کے باہر مذہب اسلام کے خلاف کسی قسم کی کوئی بات کرے، تو میں سمجھتا ہوں اس کا چیلنج اسے قبول کرنا چاہئے اور اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس ضمن میں یہ ایک ذمہ داری بنتی ہے پاکستان کی حکومت پر۔

نمبر دو اس میں آرٹیکل ہے ۲۰۔ اس میں ہے:

"Subject to law, public order and morality,

(اگر قانون، امن عامہ اور اخلاقیات اجازت دیں)

(a) every citizen shall have the right to profess, practise and propagate his religion, and

(a) ہر شہری کو اپنے مذہب کو ظاہر کرنے، عمل کرنے اور تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہوگا اور......

(b) every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish, maintain and manage its religious institutions.

(b) ہر مذہبی گروہ اور فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، انہیں برقرار رکھنے اور انتظام کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

جہاں تک اس آرٹیکل کا تعلق ہے یہ بات بالکل واضح ہے کہ حکومت کو اور حکومت کی اتھارٹی جیسا کہ یہ ہاؤس ہے۔ لیجسلیٹو باڈی کو یہ مکمل طور پر اختیار ہے کہ وہ کچھ کسی حد تک قانون یہ بنائے کہ جس میں ***Public order and morality*** (امن عامہ اور اخلاقیات) جو ہے۔ وہ قائم ہو سکے اور اس ضمن میں یہ اسمبلی اگر کوئی قانون بنانا چاہے تو اسے پورا اختیار ہو۔

سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آیا پاکستان کے لوگوں کو جو مسلمان ہیں وہ اگر یہ محسوس کرتے ہیں [2788] کہ ان کے مذہب پر، ان کے Faith (عقیدہ) پر، ان کے ایمان، پر ایک ایسا فرقہ یا کچھ لوگ اس ملک کے اندر اس طرح سازشیں کر رہے ہیں جس سے ان کے مذہب کو، ان کے بنیادی حقوق کو، ان کے اپنے Faith (عقیدہ) کو، ان کے ایمان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ تو کیا اس اسمبلی کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اس طرح کا کوئی قانون بنائے کہ ان کے حقوق پر، ان کے Faith (عقیدہ) ایمان پر کوئی آنچ نہ آئے؟ ان کے Faith (عقیدہ) ایمان کا کوئی نقصان نہ ہو۔ یہ بات درست ہے کہ Fundamental rights (بنیادی حقوق) میں ہر کسی کو یہ حق ہے کہ اس کے معاملات ذاتی جو ہیں۔ اس طرح کے اس میں کوئی دخل نہ دے۔ لیکن یہ حق دوسروں کو بھی پہنچتا ہے اور یہ حق دوسرے کو بھی دینا چاہئے کہ انہیں کوئی حق نہیں۔

میں اس میں یہ وضاحت کرتا ہوں کہ اگر مرزائیت کے لوگ مرزائی جو ہیں یا قادیانی جو ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اپنے اس طرح کے Faith (عقیدہ) میں کوئی دخل اندازی نہ کرے تو انہیں بھی یہ حق دینا چاہئے ہم لوگوں کو یا دوسرے لوگوں کو، مسلمانوں کو، کہ ان کا جو حق ہے، ان کی جو سوچ ہے، ان کا جو faith (عقیدہ) ہے، وہ ان میں دخل اندازی نہ کریں۔ اسے خراب کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اسے غلط ملط کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مذہب اسلام مرزا صاحب کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ مذہب اسلام کی جو حدود ہیں۔ یہ جو کچھ اس کے اصول ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے متعین کئے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا تعین کیا گیا ہے۔ اس میں اگر کوئی تبدیلی کرے گا تو یہاں جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اسے چیلنج کریں کہ یہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہو اور یہ ذمہ داری ہے اس حکومت کی، اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ اعتراض جو ہے وہ قابل قبول نہیں اور اس اسمبلی کو یہ اختیار ہے کہ وہ اسے چیلنج کرے۔

پھر ایک آرٹیکل ۳۱ جس میں یہ حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ:

(1) [2789] Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to

the Holy Quran and Sunnah."

(ایسے اقدامات اٹھائے جائیں گے کہ پاکستانی مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلام کے بنیادی تصورات اور بنیادی اصولوں کے مطابق اپنی زندگیاں گزار سکیں اور انہیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی زندگی کے معنی سمجھ سکیں)

اس سے بھی مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ یہاں کے لوگوں کو جو مسلمان ہیں، انہیں اس طرح کی ***Facilities provide*** (سہولیات فراہم) کی جائیں، خواہ وہ قانون بنانے سے ہوں، خواہ کسی اور طریقے سے ہوں کہ وہ اس طرح کے حالات پیدا کریں کہ لوگ صحیح اسلام کو اپنائیں اور صحیح اسلامی زندگی جو ہے، اسے اپنا کر اپنی منزل تک پہنچیں۔ نہ کہ اس طرح کے لوگوں کو اجازت دیں کہ جو مرضی ہے وہ چاہے اسلام کو بگاڑیں۔ طرح طرح کی تاویلیں کریں، طرح طرح کے معانی اور طرح طرح کی قرآن مجید کی وہ تاویلیں کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں۔ تو اس لحاظ سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اس طرح کی بات کرنے کی کوشش کرے تو یہ اسمبلی دخل اندازی کر سکتی ہے، قانون بنا سکتی ہے۔ انہیں منع کرنا چاہئے۔ جو کچھ بھی ***Merit*** (میرٹ) پر فیصلہ ہوگا، وہ انہیں اپنانا چاہئے۔

ایک اور بات، انہوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ کی جو فیڈرل لسٹ ہے۔ یہاں کانسٹی ٹیوشن نے دی ہے اس میں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کوئی قانون بنائے یا اگر یہ کوئی سبجیکٹ تھا تو یا تو یہ اس صورت میں ***Residuary powers*** (باقی ماندہ اختیارات) میں آنا چاہئے اور وہ صوبائی حکومتوں کا ہے۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ فیڈرل لسٹ میں سیریل نمبر ۵۸ پر یہ فیڈرل گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ وہ ایسی کوئی چیز جو فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہو، اس ضمن میں قانون بنائے۔ میں یہ اس لئے ریفر کر رہا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس دستور کو ***Amend*** (ترمیم) کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر (معیارات) ***Merits***[2790] پر کوئی فیصلہ ہو تو اس میں دستور کو ***Amend*** (ترمیم) کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک ***Simple*** (سادہ) یہ نیشنل اسمبلی یا پارلیمنٹ جوائنٹ سیشن میں یہ کسی طریقے سے قانون بن سکتا ہے اور وہ یہ ہے:

Serial No.58 of the Federal legislative list.

(وفاقی قانون سازی فہرست کا سیریل نمبر ۵۸)

"Matters which under the Consitution are within the

legislative competence of Parliament or relate to the Federation.

(ایسے معاملات جو آئین کے تحت پارلیمنٹ کی قانون سازی کے اختیار یا وفاق سے متعلق ہوں)

تو آرٹیکل ۲ اور ۲۰ اور ۳۱ کے تحت یہ مسئلہ جو ہے، یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔ اس لحاظ سے اس فیڈرل لسٹ کے اس سیکشن ۵۸ کے تحت یہ قانون بنایا جا سکتا ہے۔ اور آخری بات کہ آیا یہ اسمبلی مجاز ہے یا نہیں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے قانون کے مطابق چونکہ انہوں نے خود نیشنل اسمبلی کو، سپیکر نیشنل اسمبلی کو یہ لکھا کہ ہمیں بلایا جائے، ہمیں سنا جائے۔ انہوں نے ***By conduct surrender*** (عملی طور پر تسلیم کرنا) کیا ہے۔ یہاں آ کر انہوں نے سٹیٹمنٹ دی ہے اور انہوں نے اس بات کی ذمہ داری قبول کی ہے کہ یہ اسمبلی مجاز ہے تو اب وہ اس بات کا انکار نہیں کر سکتے کہ اس اسمبلی کو اختیار نہیں۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ان کے اس اعتراض کا تعلق تھا یہ رد ہوتا ہے۔

اس رہا مسئلہ ***Merit*** (معیار) پر کہ آیا وہ لوگ عقیدے کے لحاظ سے مسلمان ہیں یا نہیں ہیں، ان کا مذہب کیا ہے۔ ان کا ایمان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں بے شمار اس پر تقریریں بھی ہوئیں، شہادت بھی لی گئی ہے۔ جرح بھی ہوئی ہے اور معزز ایوان کے بے شمار ممبران نے طرح طرح کے حوالے بھی یہاں ہاؤس میں پیش کئے ہیں۔ تو ایک بات میں بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس کا وہ بھی انکار نہیں کرتے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔ کس طرح کا نبی مانتے ہیں یہ ایک تاویل کی بات ہے۔ یہ ایک ان کے اپنے مطلب کی بات ہے۔ کبھی ظلی کہتے ہیں، کبھی بروزی 2791 کہتے ہیں۔ کبھی چھوٹا کہتے ہیں، کبھی بڑا کہتے ہیں۔ بہر حال یہ بات طے شدہ ہے اور جب خود انہوں نے مانا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاؤس کے ممبران کو اس طرح کے حوالے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ نبی مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ یہ انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنی جرح کے دوران یہ بات کہی ہے کہ ہم انہیں نبی مانتے ہیں۔ لیکن کیا کہتے ہیں کہ وہ چھوٹے قسم کے، کبھی کہتے ہیں ظلی ہیں، کبھی کہتے ہیں بروزی ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ہمارے آئین کے تحت آرٹیکل (۴۲) اور ۹۱(۴) کے تحت ایک بات یہ مکمل طور پر اس ملک کا بڑا ادارہ پہلے ہی فیصلہ کر چکا ہے کہ اس ملک کے لوگوں کا،

مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ کسی قسم کا کوئی نبی اور نہیں آئے گا۔ آخری نبی ہمارے رسول مقبول ﷺ ہیں۔ اگر یہ بات فیصلہ شدہ ہے۔ ہم اس طرح کی بات کر چکے ہیں۔ تو اس پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بالکل وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا اور کوئی نبی آ سکتا ہے یا نہیں۔ یہ صحیح بات ہے، یقینی بات ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے۔ کم از کم اس ملک کے لوگوں کا یقیناً ایمان ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہوا ہے تو اس پر مزید دیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نبی مانتے ہیں تو اس بارے میں کیا ہمیں کرنا چاہئے۔ اگر وہ نبی کہتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے بیان میں یہ کہا کہ مانتے ہیں، تو آیا کسی اور کو نبی کہنے سے ان کا *Status* (مقام) کیا رہتا ہے۔ سیدھی بات جو ہے وہ یہ ہے، اس پر ہم نے فیصلہ کرنا ہے۔ یقیناً یہ بات درست ہے کہ بعض مسلمان...... شاید اس میں میں بھی شامل ہوں...... کہ کئی ہم سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، گناہ گار ہیں۔ اسلام کی ساری چیزیں تو شاید ہم سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ لیکن بعض *Fundamentals* (بنیادی باتیں) ایسے ہیں۔ بعض چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی خلاف ورزی، جن سے انکار کرنا جو ہے وہ اتنا بڑا کفر ہے کہ وہ آدمی دائرہ اسلام اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ جو انہوں نے 2792 تاویلیں کی ہیں۔ یہ ساری کی ساری جو ان کی غلط نیت ہے، میں سمجھتا ہوں اس کو چھپانے کی وہ کوشش کر رہے تھے۔ لیکن موٹی بات یہ ہے کہ *Fundamental principles* (بنیادی اصول) کچھ ایسے ہیں جنہیں نہ مانا جائے تو یقیناً جو مسلمان ہیں وہ مسلمان نہیں رہتے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو *Fundamentals* (بنیادی امور) میں شامل ہے۔ جس طرح کہ مولانا ہزاروی صاحب نے اور مولانا مفتی محمود صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اگر اس بات کی اجازت دی جائے کہ چھوٹے پیغمبر بھی آ سکتے ہیں تو پھر وہ اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ چھوٹے خدا بھی آ سکتے ہیں۔ اگر اس طرح کی تعبیروں کی اجازت دی جائے تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کا جو شیرازہ ہے، وہ بکھر جائے گا اور ہم لوگ بڑے قصوروار ہوں گے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی اس اسمبلی کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ ہمیں یہ موقع ملا ہے کہ اتنے بڑے مسئلے کو جس کو نوے سال پہلے کوئی حل نہیں کر سکا۔ اس کو ہم حل کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اور یقیناً ہم اس کو حل کر کے اٹھیں گے (انشاء اللہ)۔ تو جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کا یہ *Faith* (عقیدہ) ہے کہ وہ چھوٹا نبی یا جس طرح کا وہ کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں ان کا یہ ایک رسول پاک ﷺ کے اس *Status* (مقام) کا کہ وہ آخری نبی ہیں، اس

کا منکر ہونا، اس کے خلاف جانا اس بات کی دلیل ہے۔ یہ واضح بات ہے کہ وہ دائرہ اسلام میں نہیں رہے۔ ملت اسلامیہ بھی اسے کہیں یا دائرہ اسلام دونوں سے یقیناً خارج ہیں۔

تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور ایک بات اور ہے۔ اس ضمن میں بے شمار *Quotations* (اقتباسات) ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اتنی نہیں ہے کہ وہ انہوں نے ظلی، بروزی کی باتیں کیں۔ بے شمار ایسی چیزیں جو میرا خیال ہے کہ عام آدمی تک نہیں پہنچتیں۔ میں یہ بھی وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ بے شمار لوگ ایسے ہیں جو اس فرقے سے منسلک ہیں۔ وہ حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ صرف وہ باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ جو سچی باتیں نہیں ہوتی [2793] ہیں۔ کیونکہ آج صحیح طریقہ سے ان لوگوں کو باہر کسی نے *Expose* (واضح) نہیں کیا تھا۔ ایک دو اور *Quotations* (اقتباسات) ہیں۔ اگر اجازت ہو تو میں عرض کردوں گا۔

وہ یہ ہے کہ ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' یقیناً وہ مرزا غلام احمد کے لئے۔ اب رہا سوال کہ نہیں، مطلب یہ تھا، اس کا مطلب وہ تھا۔ خدا کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تو بڑے سیدھے سادھے مسلمان ہیں۔ ان کے ایمان سے کھیلنا لفظوں کی ہیرا پھیری سے یہ ایک ان کا طریقہ کار ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ کیونکہ ہم نے یہاں آ کر طرح طرح کی ان کی تاویلیں دیکھیں۔ کفر کا، کبھی منکر کا، کبھی چھوٹا کفر، کبھی بڑا کفر، دائرہ اسلام میں، کبھی ملت اسلام میں، اس طرح کی باتیں تھیں۔ یہ کیا بات ہے۔ میں تو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ساری باتیں مسلمانوں کے ایمان کو خراب کرنے کی تھیں اور یہ محض انگریزوں کے اشارے پر، انگریزوں کے کہنے پر یہ سب کچھ شروع کیا گیا۔ وہ چاہتے تھے کہ کوئی مسلمان کے جذبے کو صرف وہی ختم کرسکتا ہے۔ جو ان کے سامنے ایک پیغمبر کی صورت میں آئے۔ کیونکہ یہ پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کے لئے واضح ثبوت ہیں جو کہ انہیں پیش کئے گئے تھے۔ مرزا ناصر احمد کو *Confront* کیا گیا۔ وہ اس کا جواب نہیں دے سکے۔ *Throughout* (مسلسل) انہوں نے کوشش کی جہاں بھی انہیں جواب نہیں ملتا تھا تو انہوں نے پس و پیش کرنے کی کوشش کی۔ ان کا کنڈکٹ اپنا، ان کا طریقہ کار اپنا۔ ان کا جواب کو ٹالنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کا اپنا جو کیس ہے، وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے ایک بات تو یہ آ جاتی ہے کہ *Fundamentals Important* ہیں، وہ اس کے منکر ہیں۔ اس لحاظ سے ہم نے جو فیصلہ کیا وہ پہلے ہی اس آئین کے تحت جو رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہیں رکھتے ہم انہیں مسلمان نہیں مانتے۔ یہ فیصلہ شدہ بات ہے۔ چونکہ وہ نہیں مانتے، میں سمجھتا ہوں کہ انہیں دائرہ اسلام میں اس لحاظ سے تصور نہیں کرنا چاہئے۔

[2794]جو دوسری بات ایک تحریک تھی مفتی صاحب اور باقی چند ممبران کی طرف سے اور کچھ اس طرف سے شاید اس میں شامل تھے۔ جنہوں نے پیش کی تھی۔ اس میں چند اور باتیں بھی تھیں۔ ایک یہ کہ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو جو خاص خاص posts (عہدوں) پر ہیں۔ ان سے ہٹایا جائے۔ اس ضمن میں میں یہ گزارش کروں گا کہ پاکستانی ہیں، وہ کہتے ہیں پاکستانی، پاکستان میں وہ رہ رہے ہیں۔ اس لئے اگر یہ اسمبلی فیصلہ کرے کہ اس طرح انہیں یہ حق نہیں دینا چاہئے تو اس صورت میں ہمیں دستور میں ترمیم کرنی پڑے گی۔ جو میں سمجھتا ہوں ممکن ہے کچھ دوست مجھ سے اس بات پر ناراض ہوں۔ لیکن یہ قانونی ایک بات ایسی ہے کہ جس میں ہمیں دشواری ضرور ہوگی۔ جہاں تک اس دوسری بات کا تعلق ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس میں وہ بیشک ساری دنیا میں جا کر کچھ بھی کہیں، اس میں ہمارا کیس اتنا سٹرانگ ہے، مسلمانوں کا کیس اتنا سٹرانگ ہے کہ ہم پورے طریقے سے Defend (دفاع) کر سکتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ غلط بات کہتے ہیں۔

لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انہیں posts (عہدے) نہ دیئے جائیں۔ وہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی پالیسی کا مسئلہ ہے۔ وہ بعد کی باتیں ہیں۔ اگر حکومت کے ذمہ دار لوگ چاہیں تو وہ کسی مقام پر کسی کو رکھ سکتے ہیں۔ کسی مقام پر نہ چاہیں تو نہ رکھیں۔ لیکن اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پاکستان کی بدنامی ہے۔ اس ضمن میں میں اپنے معزز ممبران اسپیشل کمیٹی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ یہ باتیں اپنے ذہن میں ضرور رکھیں۔

ساتھ بات ایک اور بھی ہے کہ اگر انہیں مائینارٹی Declare (اقلیت قرار دینا) کیا جائے۔ غیر مسلم Declare (قرار دینا) کیا جائے۔ تو یقیناً پاکستان کے لئے خطرات بھی ہیں۔ یہاں جو دوست اور معزز ممبران بیٹھے ہیں، سارے کے سارے، میرا ایمان ہے کہ وہ پاکستان کو قائم اور دائم رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان برقرار رہے اور پاکستان کی آزادی پر کوئی آنچ نہ آئے اور جو خطرات انہیں مینارٹی Declare (قرار دینا) کرنے میں ہمیں درپیش ہوں گے۔ انہیں بھی [2795]مدنظر رکھنا چاہئے۔ اس کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔ ان کے نظریات کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔ اگر صرف یہ بات ہو کہ ہم مائینارٹی Declare (اقلیت قرار دینا) کر دیں، قانون بنا دیں گے اور اس کے بعد اپنی سیاسی مصلحتیں سامنے رکھ کر جو بھٹو صاحب کی پارٹی کے مخالف ہیں۔ وہ نعرہ بازی کریں کہ ٹھیک ہے کہ اب داؤ پر لگا ہوا ہے۔ حالات خراب ہیں۔ ہم تو تماشائی بن کر بیٹھیں یا جو اپنے اپنے سیاسی مفادات کی خاطر کچھ اس

طرح کے طریق کار کو اختیار کریں تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو اتنا بڑا نقصان ہوگا اور جس مقصد کو ہم یہاں لے کر بیٹھے ہیں، شاید وہ بھی ضائع ہو جائے۔ شاید وہ حقیقی مسلمان جس کے لئے آج آپ جن کے حقوق کی خاطر یہاں بیٹھ کر سوچ بچار کر رہے ہیں شاید ان کی وہ بات بھی نہ بن سکے۔ اس لئے اس بات کو بھی ہمیں مدنظر رکھنا ہوگا اور ساتھ ساتھ یہ بھی اگر تصور کر لینا کہ جتنے احمدی ہیں سارے کے سارے وہ اچھے پاکستانی نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ بات غلط ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگ، جس طرح میں نے پہلے کہا ہے کہ انہیں صحیح طریقے سے علم نہیں تھا، انہیں حالات سے صحیح واقفیت نہیں تھی، ان کے لئے مجبوریاں تھیں۔

میں اپنے حلقہ انتخاب کا ایک واقعہ آپ کو بتاتا ہوں۔ ایک گاؤں کے سارے کے سارے لوگ قادیانی تھے۔ سوائے ایک گھر کے باقی قادیانی تھے۔ لیکن سوائے ایک گھر باقی سارے کے سارے مسجدوں میں جا کر جمعہ کی نماز بھی پڑھتے ہیں اور وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ غلطی ہوئی ہے۔ یہ ان سے گناہ ہوا ہے، بھول ہوئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اسٹیج اس طرح کی آسکتی ہے کہ ان لوگوں سے بھی کوئی طریقہ کار ایسا *Adopt* (اختیار) کیا جائے۔ کسی ایسی تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے جس سے ان لوگوں کو جو واپس آنا چاہتے ہیں، انہیں بھی موقع ملنا چاہئے۔ تو ایسا کوئی قانون نہیں ہونا چاہئے جس سے یہ دروازے بند ہو جائیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ بہت سے لوگ جو بھول سے یا کسی غلط[2796] فہمی کی بدولت یا کسی ذاتی لالچ کی بدولت ان سے اس طرح کا گناہ ہو گیا ہے۔ وہ ممکن ہے کہ وہ واپس آجائیں۔

اور آخری بات جو میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ آئین بھی ہم نے بنا دیا۔ وہاں بھی ہم نے لکھ دیا اسلامک ریپبلک آف پاکستان، لیکن بدنصیبی یہ ہے کہ اسلام کو *Defend* (دفاع) کرنے کے لئے، اسلام کو کامیاب کرنے کے لئے، اسلامی نظریات کو بڑھانے کے لئے آج تک اس ملک کے لوگوں میں ایک یکجہتی پیدا نہ ہو سکی۔ کوئی تو نعرے لگاتے ہیں اسلام کے، کوئی نعرے لگاتے ہیں کسی اور قسم کے، اور کچھ لوگ محض تو اس قسم کے نعرے لگاتے ہیں کہ اپنے ذاتی مفادات کو اپنے ذاتی نقصان کو، اپنے ذاتی کسی وقار کو سامنے رکھ کر جب یہ سمجھتے ہیں کہ شاید انہیں نقصان ہو رہا ہے، تو یہ جس طرف کی بھی ہوا کو دیکھتے ہیں، اس طرح کے نعرے لگاتے ہیں۔ جیسا کہ میری ذات کو نقصان پہنچا تو کوئی تو بن جاتا ہے بابائے سوشلزم اور کوئی بن جاتا ہے کسی اور قسم کا بابا۔ تو ایسی باتیں جب تک اس قوم میں رہیں گی، تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان......

***Mr. Chairman:* This is not relevant.**

(مسٹر چیئرمین: یہ مکمل طور پر غیر متعلقہ باتیں ہیں)

جناب عبدالعزیز بھٹی: ......اور اسلام کو نقصان پہنچتا رہے گا۔ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ ایک راستہ تعین کر دیا جائے تا کہ ہم صحیح منزل کی طرف چل سکیں۔

***Mr. Chairman:* This is totally irrelevant.**

(جناب چیئرمین: یہ غیر متعلقہ باتیں ہیں)

یہ تو لازم ہے کہ تقریر کا اختتام *Personal basis* (ذاتی بنیادوں) پر ہوتا ہے۔ جب پہلی دفعہ *Clapping* (تالیاں بجانا) ہوئی تھیں تو آپ کو بیٹھ جانا چاہئے تھا۔

چوہدری غلام رسول تارڑ: یہ پرسنل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایسے آدمی نہیں ہونے چاہئیں۔

2797 **جناب عبدالعزیز بھٹی:** جو نیک نیت ہیں، ان پر کوئی شبہ نہیں کرتا۔ لیکن کوئی آدمی ایسا جو بدنیت ہے......

جناب چیئرمین: سات تاریخ کو پھر *Open* (کھلا) ہو رہا ہے۔ اس کے بعد چوہدری ممتاز صاحب! آپ پہلے تقریر کریں گے یا رندھاوا صاحب؟ رندھاوا صاحب! اگر آپ چوہدری ممتاز صاحب کے خیال سے مستفید ہوں تو اچھا ہے۔ اس کے بعد آپ اچھی تقریر کریں گے۔ اچھا، چلئے، محمد افضل رندھاوا صاحب تقریر فرمائیے۔

(جناب محمد افضل رندھاوا کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب محمد افضل رندھاوا: جناب چیئرمین! یہ فتنہ قادیان کے مسئلہ پر گذشتہ دنوں جو بیان اور *Cross examination* (جرح) اور جو تقاریر ہوئیں۔ وہ جناب والا! ہمارے سامنے ہیں اور جناب! میں تو ایک سیدھا سادہ سا مسلمان ہوں۔ جو شاید صرف اس لئے مسلمان ہے کہ مسلمان کی اولاد ہے۔ میں تو زیادہ آئینی یا مذہبی تاویلیں نہیں جانتا۔

متعدد اراکین: آواز نہیں آ رہی۔ (مداخلت)

جناب محمد افضل رندھاوا: تو جناب والا! اس سلسلہ میں دو چار موٹی موٹی گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک آئینی موشگافیوں کا ذکر اور واسطہ ہے۔ جناب! اس ملک میں کہ جسے اسلام کے نام پر لیا گیا اور جب یہ ملک لیا گیا تو اس کے لئے جو سب سے بڑا سلوگن تھا

وہ یہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ۔ تو جناب! ایک ایسے ملک میں کہ جسے اسلام کے نام پر لیا گیا ہے۔ اس طرح کا فتنہ اور تمام عالم اسلام کے ساتھ گذشتہ اسی (۸۰) یا نوے (۹۰) سال سے ایک حادثہ ایک سانحہ ہوا ہے اور جس کو مضبوط سے مضبوط تر ایک گروپ کر رہا ہے۔ اس فتنہ کے لئے کم سے کم مجھے کسی آئینی موشگافیوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کا بنیادی آئین وہ ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے آیا جس پر ہمارا ایمان ہے اور اسی میں سب کچھ ہے اور جناب والا! اس ضمن میں موجودہ ملکی آئین کو نہ پچھلے آئینوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! جو کچھ ہے سامنے ہے اور یہ دیوار پر لکھا ہوا ہے۔

2798 تو جناب والا! اس مسئلے کے جو دو پہلو میری سمجھ میں آتے ہیں، سیاسی اور مذہبی۔ سیاسی طور پر یہ عالم اسلام کو کمزور کرنے کی سامراجی سازش تھی۔ جس کی طرف راؤ خورشید علی خان نے ارشاد فرمایا۔ جناب والا! اس کی شہادت ہمیں اس سے بھی ملتی ہے۔ خلیفہ سوم جناب مرزا ناصر احمد مسلمانوں کی اس براعظم میں سب سے پہلی جنگ آزادی یعنی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کو ''غدر'' کہتے ہیں۔ تو جناب فتنہ قادیان ایک سازش تھی جو مسلمانوں کے شعور کو سیاسی طور پر ختم کرنے کے لئے کی گئی۔ جناب والا! انگریزوں نے اس وقت اس بوٹے کو لگایا اور اس کو سینچا اور پھر ایک ایسا خنجر جیسا کہ انگریزوں نے عرب عالم کے سینے میں اسرائیل کی ریاست کی صورت میں ٹھونکا ہوا تھا۔ اس طرح کا ایک خنجر براعظم کے مسلمانوں کی چھاتی میں قادیانیوں کے نام پر ٹھونک دیا گیا۔

جناب والا! مذہبی طور پر تاویلیں لکھی ہیں۔ ایک مصرع ہے:

عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے

[At this stage Mr.Chairman vacated the Chair which was occupied by prof.Ghafoor Ahmad.]

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین کی جگہ پروفیسر غفور احمد نے اجلاس کی صدارت سنبھال لی)

جناب محمد افضل رندھاوا: جناب! میری اس سے پہلے تو خوش قسمتی رہی کہ میں نے نہ قادیانیوں کی کوئی کتاب پڑھی، نہ میرے حلقہ احباب میں اس طرح کا کوئی بزرگ تھا جس سے واقفیت حاصل ہوتی۔ لیکن یہاں جو کچھ عقل نے دیکھا، عقل شرمسار ہے، عقل شرمندہ ہے۔ کس طرح ایک غلط بات کی تاویلیں، پھر تاویلیں اور تاویلوں میں سے ایک تاویل۔ کس طرح ایک جھوٹ چھپانے کے لئے ہزارہا جھوٹ بولے جا رہے ہیں۔ جناب والا! جب گواہ (مرزا ناصر

اور لاہوری گروپ) پر *Cross examination* (جرح) کیا جاتا ہے تو صرف یہ نہیں 2799 دیکھا جاتا کہ اس نے جواب میں کیا کہا ہے۔

لیکن جناب والا! یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اور یہ انتہائی اہم ہوتا ہے کہ گواہ کس طرح سے جواب دے رہا ہے۔ کیا وہ اس طرح کی گواہی دے رہا ہے۔ جیسے ایک سچا آدمی دیتا ہے، یا وہ اس طرح کی گواہی دیتا ہے جس طرح ایک جھوٹا آدمی گواہی دیتا ہے۔ جناب! ہم سب لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں۔ میں تمام فاضل ممبران کو اپنے آپ سے زیادہ افضل علم میں اور رتبہ میں بڑا سمجھتا ہوں۔ جناب! میری ناقص سمجھ میں تو یہ بات آئی ہے کہ یہ جھوٹ ایک فراڈ ہے جس کو یہ مرزائی ادھر ادھر سے سچا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک ایسی بات ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس پر تمام عالم اسلام نہ صرف یہ کہ عالم دین حضرات بلکہ لچے لفنگے، چور، اٹھائی گیرے حتیٰ کہ دنیا میں سب سے برے مسلمان بھی نام رسول ﷺ اور نام رسالت پر قربان ہونا سب سے بڑا فخر سمجھتے ہیں، اور وہ ہمیں اس بارے میں تاویلیں سنا رہے ہیں۔

میں لمبی باتوں میں نہیں جاؤں گا۔ میرا تو سیدھا سادہ سا یہ مطلب ہے کہ ایک بات ہے جس میں میں جناب عبدالعزیز بھٹی صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہم گناہ گاروں کو یہ عظیم سعادت ملی ہے کہ ہم ناموس رسول ﷺ کی حفاظت کریں اور یہ ہمارے ہاتھ سے مسئلہ حل ہو جائے اور میرا بالکل پختہ ایمان ہے کہ دنیاوی دولت، دنیاوی حشمت یا عہدے یا رتبے یا ممبریاں، یہ حضور پاک خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے خادموں کے پاؤں کی جوتی ہے۔ یہ اس سے بھی کم رتبہ ہیں۔ اس کے لئے ممبریاں جائیں، عہدے چلے جائیں، بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ بھی قربان ہوں، ہم خود بھی رسالت پر قربان ہوں۔ ہمارے بچے بھی قربان ہوں، ہم اس سے بڑا اور کوئی فخر نہیں سمجھتے۔

تو جناب! بڑی سیدھی بات ہے۔ سیاسی نہیں پر تو یہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ فوری طور پر اس پر ایک سخت قسم کی پابندی لگائی جائے اور ان کا محاسبہ کیا جائے اور 2800 دوسری بات یہ ہے کہ ان کے جتنے فنڈز ہیں۔ مختلف ذرائع سے خواہ وہ اسرائیل سے ملے یا وہ یہاں سے ملے۔ ان کا حساب کیا جائے اور ضبط کریں اور تیسرے جناب والا! شہر ربوہ ہے۔ جس کو وہ شہر ظلی کہتے ہیں۔ اس کو *Open city* (کھلا شہر) قرار دیا جائے۔ جہاں لوگ آ جا سکیں۔ ان کی ریشہ دوانیاں عوام کے سامنے آنی چاہئیں۔

کلیدی اسامیوں سے نکالنے کے بارے میں میں اپنے فاضل دوست جناب

عبدالعزیز بھٹی صاحب سے اختلاف کروں گا۔ جناب والا! اگر اس ملک کا آئین اور ملت اسلامیہ انہیں اقلیت قرار دیتی ہے اور یہ اسلام کا حکم ہے جس سے روگردانی کسی طور پر ممکن نہیں۔ ایسے لوگوں کو کلیدی اسامیوں سے نکال دینے میں کیا حرج ہے؟ اور پھر یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ''اچھے مسلمان نہ سہی اچھے پاکستانی ہو سکتے ہیں۔'' جس طرح کہ جناب والا! وہ اچھے مسلمان نہیں، تو اچھے پاکستانی کیسے ہو سکتے ہیں؟

ملک کی بدنامی سے زیادہ ہمیں ملک کی سلامتی کی ضرورت ہے۔ بدنامی تو ایسی چیز ہے جس کی وضاحت ہو سکتی ہے۔ ہم جس کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ بدنامی کے داغوں کو صاف کر سکتے ہیں۔ لیکن جناب والا! یہاں تو ملک کی سلامتی کا سوال ہے۔ ہم کسی طرح ملک کو اس قسم کے لوگوں کے ہاتھوں میں دینے کے بالکل قائل نہیں ہیں۔ اگر ان کو اقلیت قرار دیا جاتا ہے تو یقینی طور پر ان کو کلیدی نوکریوں سے بھی نکالا جا سکتا ہے۔ اگر ایک آدمی اچھا مسلمان نہیں ہے تو میرے نقطہ نظر سے وہ کبھی اچھا پاکستانی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس ملک کا بنیادی فلسفہ جس کے تحت اس ملک کو ہم نے حاصل کیا ہے، وہ اسلام ہے۔

دوسرا پہلو جناب والا! مذہبی پہلو ہے اور اس سلسلے میں میں یہ مطالبہ کروں گا۔ جیسا کہ میرے دوست فاضل ممبران مطالبہ کر چکے ہیں کہ ان کو آپ کافر کہیں، ان کو اقلیت قرار دیں، ان کو مرتد کہیں، ان کو جھوٹا کہیں، جتنے الفاظ ڈکشنری میں ہوں، جن کے بارے میں وہ حضرت خلیفہ صاحب فرماتے رہے ہیں کہ ہر لفظ کے پندرہ معانی نکلتے ہیں۔ اگر [2801] ایک لفظ کے دوسو معانی نکلتے ہیں تو میں تمام کے تمام ایسے معانی ان کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ انہیں اقلیت قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین (پروفیسر غفور احمد): چوہدری ممتاز احمد!

(جناب چوہدری ممتاز احمد کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

چوہدری ممتاز احمد: جناب چیئرمین! قادیانیوں کا یہ پرانا مسئلہ ہے اس ہاؤس کے سامنے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تاریخی موقع ہے۔ جب مسلمانوں کے منتخب نمائندے جو اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ ان کو موقع ملا ہے کہ وہ اسلام کو *Purify* (خالص) کریں اور وہ، جو مذہب کے نام پر، میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں فراڈ بنے ہوئے ہیں اور جنہوں نے بزنس کے اڈے بنائے ہوئے ہیں، ان کو ختم کیا جائے۔ میں کچھ عرض کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

میں بالکل سیدھا سادہ مسلمان ہوں اور غیر مذہبی آدمی ہوں۔ میرا صرف دین اسلام پر ایمان ہے۔ میں اپنے دوستوں سے عرض کروں گا کہ اگر میں بات کرتے ہوئے، چونکہ میں غیر مذہبی آدمی ہوں، کوئی ایسی بات کہہ دوں تو میں اپنی گستاخی کی معافی چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: غیر مذہبی تو نہ کہیں۔

چوہدری ممتاز احمد: یہ میرا اپنا خیال ہے۔ میں دین اور اسلام پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایک خدا، ایک رسول ﷺ یہ میرا ایمان ہے۔ بہرحال ہمیں یہ کہا گیا کہ آپ پہلے سب نبیوں پر ایمان لائیں، کتابوں پر ایمان لائیں، فرشتوں پر ایمان لائیں اور جتنی بھی باتیں ہیں۔ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، ان سب کا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں اسلام بڑھے اور لوگوں اور انسانیت کی بھلائی ہو اور یہی وجہ تھی کہ علامہ اقبال نے یہ فرمایا تھا کہ اسلام کی جتنی بھی تعلیم و تبلیغ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ نیک ہوں۔ ایک دوسرے کی مدد کریں اور پھر جو معاشرہ پیدا ہو وہ:

2802 درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اور پھر اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے ایسا معاشرہ بنا جس میں اسلام چمکتا رہا اور بڑھتا رہا اور آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً تمام دوسرے مذاہب کے لوگوں سے زیادہ ہے اور جتنے بھی ہیں وہ اپنے مسلک پر قائم ہیں۔ لیکن پھر جب اسلامی گرفت کمزور ہونے لگی۔ لوگوں کے عقائد کمزور پڑ گئے اور مادیت کا دور آ گیا۔ جب بادشاہت کا دور آ گیا۔ لوگوں نے بیچ میں اپنے اپنے قصے کھڑے کرنے شروع کر دیئے۔ جعلی پیغمبر بھی بنے۔ اس کے علاوہ علماء حق کو چھوڑ کر صحیح تعلیم و تبلیغ کرنے والے لوگوں نے تعلیم و تبلیغ چھوڑ کر پیسہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں کو انہوں نے اسلام سے دور کیا۔ اسی طرح بنتے بنتے میری رائے کے مطابق ۷۲ فرقے اسلام میں بن گئے۔ پھر ان کے آپس میں مباحثے اور مناظرے ہونے لگے اور وہ بھی فروعی باتوں پر۔ اصل چیز اسلام کو دنیا میں صحیح شکل میں قائم رکھنا تھا۔ وہ اس کو بھول گئے اور اس طرح مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچا۔ مسلمانوں کا زوال شروع ہوا۔ جب سائنس نے ترقی کی اور دوسری قومیں ابھریں تو انہوں نے اپنے مذہب کو بھی مدنظر رکھا اور اسلام پر ہر طرح کے حملے کئے۔ یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں نے۔ جیسے جیسے مسلمانوں میں نفاق بڑھتا گیا ویسے ویسے فرقے بنتے گئے۔ اس طرح اسلام کمزور ہوتا گیا۔

اب چونکہ قادیانی ہندوستان میں سے تھے۔ اس لئے اب میں اس طرف آ رہا ہوں۔

یہاں بھی چونکہ غیر ملکی حکومت تھی اور پھر مسلمانوں کی حکومت رہی تھی۔ چنانچہ ان کو خطرہ تھا۔ انہوں نے سوچا کہ مسلمانوں میں نفاق ڈالو۔ مسلمان خطرناک ہیں۔ چونکہ ان کے پاس جہاد کا جذبہ ہے۔ انہوں نے مسلمانوں میں فسادات اور فرقہ بندی کرانا شروع کر دی۔ انہوں نے کہا کہ ایسا شوشہ چھوڑا جائے جس سے ملت اسلامیہ کمزور ہو جائے۔ [2803] لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انگریز نے ایک آدمی کو جو کہ میرے علم کے مطابق، کیونکہ میں بھی ضلع امرتسر کا رہنے والا ہوں، مرزا صاحب کا دین وہاں سے چلا۔ وہ پٹی کے رہنے والے تھے۔ مرزا صاحب کا دین وہاں سے نکلا۔ یہ پٹی کے رہنے والے تھے۔ پٹی ایک قصبہ ہے اور یہ وہاں کے مغل تھے۔ چونکہ مغل تھے اس لئے حکومت کرنے کا جذبہ تھا۔ میری ان سے ذاتی واقفیت بھی ہے۔ یہ *Intelligent* (ذہین) آدمی تھے۔

دین کے معاملے میں انہوں نے عیسائیوں سے مباحثے کئے اور سنا ہے کہ عیسائیوں کو کافی شکست ہوئی۔ انگریز نے سوچا کہ کسی طرح سے ان کو قابو کرو۔ تو ہم نے سنا ہے کہ ان کو قابو کیا گیا اور انہوں نے رضامندی ظاہر کر دی اور ان کے جو پہلے خلیفہ تھے نور الدین، ان کے ساتھ مل کر یہ داغ بیل ڈالی کہ چلو، ایک نیا فرقہ بناتے ہیں۔ پھر اس فرقے کے بنتے بنتے انہوں نے کہا کہ پہلے ۷۲ فرقے ہیں، ۷۳ سہی۔ پھر انہوں نے دعویٰ نبوت کر دیا۔ یہ سب انوکھی چیزیں ہیں۔ جب سے اسلام آیا کسی نے اس کے بعد دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا۔ انہوں نے آہستہ آہستہ تبلیغ شروع کر دی۔ ہم تو اس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں۔ جب وہ فوت ہو گئے ہیں۔

اب جو کچھ *Cross examination* (جرح) ہوا ہے۔ دونوں فرقوں کے جواب آئے ہیں۔ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اس بات کو صاف طور پر مانا ہے کہ مرزا صاحب پیغمبر تھے۔ جب ان سے کہا گیا کہ کیا ثبوت ہے کہ وہ پیغمبر تھے۔ تو یہ کہا گیا کہ خدا سے پوچھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے۔ فیصلہ تو واقعی قیامت کے دن خدا نے ہی کرنا ہے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔ دنیا میں شاید یہ فیصلہ نہ ہو سکے۔ لیکن چونکہ استحصال کی تمام شکلیں ختم کرنے کا نعرہ تھا۔ جیسا کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں فیصلہ ہوا۔ اسی طرح مذہب میں بھی استحصال کی شکلیں ہیں۔ ان کو *Purify* ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۷۲ فرقے بنے ہوئے تھے۔ ان کو حوصلہ ہوا کہ ایک نئی دکان کھولیں۔

انہوں نے پھر [2804] اضافہ یہ کیا کہ پیغمبری کا دعویٰ کر دیا۔ تو اب انہوں نے کہا کہ خدا سے پوچھیں۔ خدا کا فیصلہ تو قیامت کے روز ہو گا۔ لوگ آج چاہتے ہیں کہ فیصلہ ہو۔ میری

ایمانداری سے رائے ہے کہ پاکستان کے عوام یہ چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ عوام یہ چاہتے ہیں کہ دین *Purify* (خالص) ہو۔ ایسے ہر آدمی کو جو صرف اپنے آپ کو بڑھانے کے لئے اسلام کا نام لیتا ہے یا اس سے فرقہ بنایا ہوا ہے یا اس نے جماعت بنائی ہوئی ہے۔ پیسے اکٹھے کرنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے، یا باہر سے *Aid* (امداد) لیتا ہے۔ یا پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کو صحیح معنوں میں *Purify* (خالص) کیا جانا چاہئے۔ میری رائے کے مطابق جتنی بھی دکانداریاں اور جتنے بھی فراڈ ذاتی ناموں سے اور فرقوں کے ناموں سے بنے ہوئے ہیں۔ ان سب کو ختم کرنے سے پہلے جو جعلی نبی کا فراڈ ہے۔ اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔

جناب والا! میں اس بارے میں زیادہ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ چونکہ میرے دوستوں نے کافی کچھ کہا ہے۔ ہم نے قرآن پاک کو جو پڑھا ہے اور انبیاء کی زندگیوں کا مطالعہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ انہوں نے کس طرح دین کو پھیلایا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب کوئی ریفارمر آیا۔ جس علاقے میں بھی وہ پیدا ہوا۔ اس نے عوام میں جا کر اس کی تبلیغ کی۔ یہ پیغمبری شان ہوتی ہے۔ انہوں نے بڑوں بڑوں کو نہیں دیکھا۔ لیکن یہاں میں دیکھتا ہوں کہ جو بھی جماعت بنی ہے اور جو بھی فرقہ بنا ہے وہ صرف بڑوں بڑوں کو تبلیغ کرتا ہے۔ بڑوں پر جال ڈالتا ہے۔ بڑے افسروں، فوجیوں، صنعت کاروں، تاجروں اور لیڈروں کو اپنے فرقے میں شامل کرتا ہے۔ عوام کی طرف کوئی نہیں جاتا۔ بڑوں بڑوں پر جال ڈالتے ہیں۔ موجودہ دور کے جو فرقے ہم نے دیکھے ہیں۔ شاید وہ دین کی خدمت کرنے میں سچے نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر دین کی خدمت کرنے میں سچے ہوں تو ہمارے نبی کریم ﷺ جن پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ آخری پیغمبر ہیں۔ ان کے بعد کوئی اور کسی قسم کا سوال ہی پیدا نہیں 2805 ہوتا آنے کا۔ انہوں نے تو عوام میں جا کر تبلیغ کی اور تبلیغ کے صلے میں پتھر بھی کھائے۔

تو اب اس دور میں جس کسی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا یا کوئی دعویٰ کر کے بیٹھا ہے اور وہ اپنے آپ مجدد بنا بیٹھا ہے۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ پیغمبری تو صرف خدا کی طرف سے ملتی ہے اور پیغمبر اعلان کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ دوسرا کوئی اعلان نہیں کرتا۔ لوگ اس کو خطاب دیتے ہیں کہ یہ ولی ہیں، یہ مجدد ہیں، یہ نیک آدمی ہیں، یہ عالم ہیں، یہ پیر ہیں، اور کوئی اپنے آپ نہیں بنتا۔ لیکن یہاں تو ہم نے اپنے آپ ہی بنتے دیکھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اپنے آپ بنتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ جس کو مخلوق خدا کہتی ہے، جس کو خدائی کہتی ہے یہ ہے، وہ سچا ہے۔

تو اب ساری مخلوق کہہ رہی ہے کہ یہ جو نبی والی بات ہے یہ غلط ہے۔ ہم اس کو نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ ایسی بات نہیں۔ انہوں نے خود بھی کراس ایگزامینیشن میں صاف صاف کہا ہے کہ جو مرزا صاحب کو اتمام حجت کے باوجود نبی نہیں مانتا، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ فیصلہ تو انہوں نے خود کر دیا ہے۔ اب تو فیصلہ اسمبلی کو کرنا ہے اور میں اپنی طرف سے کوئی رائے نہیں دوں گا۔ لیکن چند ایک باتیں ضرور عرض کروں گا۔ انہوں نے عوام میں تبلیغ نہیں کی۔ اس لئے میرے خیال کے مطابق وہ سچے نبی نہیں ہیں اور دوسرے یہ کہ خدا فیصلہ کرے گا کہ انہوں نے تو یہاں کہہ دیا ہے کہ وہ نہیں مانتے ہیں وہ کافر ہیں۔ اب وہ دوزخ میں جائیں گے۔ ٹھیک ہے پھر جب خدا کے پاس جائیں گے۔ اگر سارے دوزخ میں جائیں گے تو ہم بھی چلے جائیں گے۔ اگر وہ سچے ہوں گے تو تھوڑے سے رہ جائیں گے جنت میں۔ اس پر ہمیں کوئی گلے والی بات نہیں ہے۔ ہم وہ نہیں بننا چاہتے کسی صورت میں۔

جناب والا! اب ہے کہ ان کو کیا قرار دیا جائے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے معزز ممبران جو بیٹھے ہیں، وہ عوام کے نمائندے ہیں۔ ان میں عالم بھی ہیں، فاضل بھی 2806 ہیں، پیر حضرات بھی ہیں اور ہمیں اب مذہب پر کافی عبور ہو گیا ہے۔ جیسے مرزا صاحب کا کراس ایگزامینیشن ہوا۔ دوسرے صاحبان نے بھی اپنے اپنے محضرنامے پڑھے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ بنیادی طور پر مسلمان ہیں۔ تھوڑا بہت تو سب کو پتہ ہوتا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصول کیا ہیں۔ تو اس پر جو رائے سب دوستوں کی ہوگی۔ میری بھی وہی ہوگی۔ جو پبلک کی رائے ہوگی اس پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ کیونکہ اب پاکستان کی سیاست عوام کے ہاتھ میں ہے اور جو فیصلہ عوام چاہیں گے، وہی ہوگا۔ کوئی اس سے روگردانی نہیں کرے گا اور میں اس بارے میں پورا پر یقین ہوں کہ ہمارے ملک کے سربراہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو بھی عوام کی رائے پر یقین رکھیں گے۔ عوام کی رائے کے مطابق اس کے متعلق سب دوست مل کر فیصلہ کریں گے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی آخری طور پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ بہتر اسلام کی خدمت، اگر ہم نے صحیح اسلامی نظام اس ملک میں لانا ہے تو کس طرح کی جائے۔ جناب! میں یہ صاف کہوں گا کہ پھر اس کے بعد کسی قسم کی فرقہ بندی کا جھگڑا نہیں رہنا چاہئے۔ جو بنیادی چیز ہے۔ اس پر سب متفق ہیں تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ اس کے بعد میں اپنے علماء کرام کی خدمت میں عرض کروں گا اور عام مسلمانوں کو بھی یہ کہوں گا کہ پھر اس کے بعد ہم فروعی جھگڑوں میں رہے تو پھر جو یہ موقع ہاتھ آیا ہے دین اسلام کو ***purify***

(خالص) کرنے کا، اس کو ترقی اور عروج پر لے جانے کا، وہ جاتا رہے گا اور قیامت کے دن پھر جو غریب مسلمان ہیں، وہ آپ کو پکڑیں گے اور یہاں بھی پکڑیں گے۔ میں یہ بھی کہوں گا کیونکہ اسلام میں ہر پہلو ہے۔ اسلام میں ترقی پسند پہلو بھی ہے۔ سوشلزم کا لفظ اس دور میں بنا ہے اور کہتے ہیں کہ اسلام نے ۱۴۰۰ سال پہلے لوگوں کو *Socialise* (اشتراکیت کا تصور دیا) شروع کر دیا تھا اور اگر ہم اس پر صحیح عمل کریں تو کوئی شخص بھوکا نہیں رہ سکتا۔ کوئی شخص ننگا نہیں رہ سکتا، کوئی شخص بے عزت نہیں ہو سکتا اور 2807 انصاف ملے گا اور جو محنت کرے گا، اسے اس کا معاوضہ ملے گا اور اسلام نے تو بنیاد قرار دیا ہے محنت کی کمائی کو کہ رزق حلال صرف محنت کی کمائی ہے۔ صرف محنت کی کمائی ہے۔ لیکن اب ایسے حضرات بھی ہیں جو اسلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کیپٹلسٹ سسٹم ٹھیک ہے کیونکہ اس میں سود خوری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ممتاز صاحب! یہ بات زیر بحث نہیں ہے۔

چوہدری ممتاز احمد: میں نے تھوڑا سا ضمناً ذکر کیا ہے۔

تو جناب! آخر میں میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اب جو مسجدوں کی ویرانی ہے۔ اب جو اسلام سے نوجوان نسل دور ہے۔ اب جو اسلام پر عمل کم ہو رہا ہے۔ اگرچہ انکار نہیں کرتے ہیں، لیکن عمل کم ہو رہا ہے۔ اگر اس کو آپ نے صحیح رکھنا ہے تو اس میں زیادہ ذمہ داری ہمارے دینی سربراہوں کی ہے اور میں یہ کہوں گا، مجھے شک ہے، مجھے شبہ ہے کہ پھر آپس میں جھگڑے ہوں گے۔ رات بادشاہی مسجد میں، میں ذکر تو نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن سنا ہے وہاں مخالفانہ شخصیتوں پر نعرے لگے۔ اسلام کسی شخص کی جاگیر نہیں ہے۔ اسلام کسی جماعت کی جاگیر نہیں ہے۔ اسلام کسی فرقے کی جاگیر نہیں ہے۔ اسلام، اسلام اور صرف اسلام جاگیر ہے تو صرف خدا کی ہے۔ خدا کے رسول ﷺ کی ہے۔ قرآن کی ہے اور سب مسلمین کی۔ خدارا ان دکانداریوں کو چھوڑ دو۔ ان ذاتی بتوں کو ڈھا دو۔ اگر ایک خدا کو ماننا ہے، ایک رسول ﷺ کو ماننا ہے تو پھر سب جعلی دکانداریاں ختم کرو۔ جعلی نبی والیاں بھی ختم کرو اور یہ جو جعلی مجدد بنے بیٹھے ہیں ان سب کو ختم کر کے صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھ کر اور قرآن پر یقین رکھ کر اور قیامت پر ایمان لا کر نیک کام کرو۔ غریبوں کی خدمت کرو، ملک کی ترقی کرو، اسلام کی ترقی کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی سرخرو ہوں گے اور دنیا میں بھی سرخرو ہوں گے۔

2808 **جناب قائم مقام چیئرمین:** جناب غلام نبی چوہدری! صبح 9 بجے شروع کریں گے اور اس کے بعد بھی کوئی صاحب اور بولنا چاہیں گے؟ اس لئے کہ کل شاید شام میں کوئی سیشن نہ ہوں۔

No reply (کوئی جواب نہیں)

(جناب چوہدری غلام نبی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب غلام نبی چوہدری: جناب چیئرمین! آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے ختم نبوت کے مسئلہ کے متعلق جو تحاریک اس خصوصی کمیٹی میں پیش ہوئی ہیں۔ ان پر مجھے اپنے افکار اور اپنے حلقہ انتخاب کے لوگوں کے افکار کو پیش کرنے کا موقع بہم پہنچایا ہے۔ جناب والا! میں ایک سیدھا سادہ سا مسلمان ہوں۔ کوئی مذہبی رہنما نہیں ہوں۔ لہٰذا میں اس مسئلے کے عام پہلوؤں تک اپنی بات محدود کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب والا! قادیانی تحریک نہایت منظم تحریک تھی اور اس کو آگے بڑھانے والے لوگ بہت بااثر رہے ہیں۔ اس وقت انگریز حکومت نے اس کی بہت پذیرائی کی اور اس پودے کو اس ملک کی سرزمین میں، بالخصوص پنجاب میں بڑھنے اور پھولنے کے مواقع انگریز حکومت نے بہم پہنچائے۔

جناب والا! قادیان کے مقام سے میرا آبائی گاؤں بہت نزدیک فاصلہ پر ہے۔ لہٰذا مجھے اس تحریک کو ۱۹۵۵ء سے پھلنے پھولنے اور بڑھنے کا جس انداز سے دیکھنے کا اور مشاہدہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ اس تحریک سے جہاں عالم اسلام کو بیشتر نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ وہاں پنجاب کی سرزمین کو اور پنجاب کے عوام کو جنہیں آزادی کے متوالے ہونے کا فخر حاصل ہے۔ ان کو اس تحریک سے سب سے زیادہ نقصانات پہنچے ہیں۔ اس تحریک سے پنجاب کے گھر گھر میں دشمنیاں، رشتہ داروں میں بغاوت، عزیزوں میں دشمنیاں، فسادات اور ایک صدی سے بیشتر مرتبہ معصوم جانیں فسادات کی نذر ہوتی رہی ہیں اور ایک صدی سے پنجاب اس تباہ کن تحریک کی آگ میں جل رہا ہے۔

جناب والا! 2809 گورداس پور ضلع کی تقسیم کا مسئلہ اس وجہ سے پیدا ہوا کہ ان لوگوں نے جیسے اس ایوان میں اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے اپنی اقلیت ہونے کے متعلق برٹش گورنمنٹ کو لکھا ہے۔ جس انداز میں ہم ایک پارسی کے مقابلے میں دو احمدی پیش کر سکتے ہیں۔ اس وجہ سے گورداس پور کا وہ ضلع جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ ان (قادیانیوں) کے نکل جانے کی وجہ سے وہ اقلیت میں تبدیل ہو گئے اور ضلع گورداس پور کی تقسیم ہوئی۔ جس کے نتیجے میں برصغیر کو مسئلہ کشمیر ملا [illegible] مسئلے کے نتیجے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تقسیم ہوئی اور ہندوستان کے ساتھ برابر جنگیں ہوئیں۔ جس سے اتنے خون اور اتنے نقصانات معاشی طور پر

دونوں ملکوں کو برداشت کرنے پڑے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی ڈائریکٹ ذمہ داری جو ہے، وہ اس تحریک (قادیانیوں) پر عائد ہوتی ہے۔ جس نے ضلع گورداس پور کی تقسیم کے مواقع بہم پہنچائے اور ۵۲ فیصد مسلمانوں کو ۴۹ یا ۴۸ فیصد میں تبدیل کر دیا۔ جس سے ریڈ کلف کمیشن کو گورداس پور کے ضلع کو تقسیم کرنے اور ہندوستان کے لئے گیٹ وے مہیا کرنے کا موقع ملا۔ تو یہ خدمات ہیں اس تحریک (قادیانی) کی برصغیر کے لئے اور بالخصوص اس ملک کے لئے، پاکستان کے لئے کہ کس انداز میں اس تحریک نے اگر ایک جانب جہاں اس کی روح کو ختم کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کیا تو دوسری جانب اس ملک کے لئے بار بار جنگ کی آگ کو آگے بھڑکانے کی ذمہ دار یہ تحریک ہے۔

جناب والا! پھر دنیائے اسلام کو اس تحریک سے جو نقصانات ہوئے، جب بھی بیت المقدس کا ***Fall*** (سقوط) ہوا۔ قسطنطنیہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ بغداد میں کوئی ***Fall*** (سقوط) ہوا تو اس تحریک کے دعوے داروں نے چراغاں کیا۔ خوشیاں کیں کہ عالم اسلام جو ہے وہ کمزور ہو رہا ہے اور عالم اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے اور مسلمانان عالم کو شکست ہو رہی ہے۔ یہ اس انداز میں اس تحریک کے حامل لوگوں کا جو کردار ہے۔ ان کی جو اسلام دشمنی ہے، وہ کھل کر سامنے آ چکی ہے اور اس امر کا پورے طور پر اندازہ ہو چکا ہے کہ ان لوگوں کو 2810 اسلام سے کتنی محبت ہے یا کس حد تک وہ پورے عالم اسلام اور ملت اسلامیہ سے وہ تعلق رکھتے ہیں۔

جناب والا! پاکستان میں انہوں نے جس انداز میں کلیدی اسامیوں پر قبضہ کیا۔ معیشت کو نقصان پہنچایا۔ ***State within a state*** (ریاست کے اندر ریاست) کے تصور کو جس انداز میں ہوا دی اور ربوہ کے شہر کو جس انداز میں پاکستان کے دوسرے لوگوں پر بند کر کے پاکستان میں ایک اسٹیٹ قائم کی، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ازر یہ باتیں اس ایوان میں کھل کر تسلیم کی جا چکی ہیں۔ پھر خویش پروری اور کنبہ پروری کی بدترین مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ اس سے آپ کو یہ انداز ہوگا کہ پاکستان کی ایڈمنسٹریشن کو اس تحریک سے کس حد تک نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ سابقہ حکومتیں اس طاقت کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکیں اور یہ شرف اور یہ سعادت عوامی حکومت اور اس قومی اسمبلی کو میسر آئی کہ انہوں نے اتنا جرأت مندانہ اقدام اٹھا کر جب یہ آئین کی تیاری کر رہے تھے تو مسئلہ ختم نبوت کی جانب صدر اور وزیراعظم کے لئے جو عہد تھا۔ اس میں اس بات کی ضمانت مہیا کر دی کہ جو لوگ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے، وہ نہ اس ملک کے صدر بن سکتے ہیں اور نہ اس ملک کے وزیراعظم بن سکتے ہیں اور جب تک یہ دنیا قائم رہے گی

اس اسمبلی کے ممبروں کو اور بالخصوص عوامی حکومت کو اس بات کا شرف اور اس بات کی سعادت جو ہے، وہ ان کے لئے برقرار رہے گی کہ انہوں نے پہلی مرتبہ اس ملک کی تاریخ میں جرأت مندانہ اقدام کیا کہ جو لوگ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے، ان لوگوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی۔

جناب والا! میری دانست کے مطابق اور میرے حلقہ انتخاب کے لوگوں کی نصائح کے مطابق جو انہوں نے مجھے بلا کر ذہن نشین کرائیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر پاکستان کو بچانا ہے، اگر اس ملک کی فوج کو نت نئی سازشوں سے بچانا ہے، اگر اس ملک میں ایک غیر جانبدار ایڈمنسٹریشن قائم کرنی ہے، کنبہ پروری سے بچانا ہے اور اس ملک کے 2811 دفاتر میں اور اس ملک کی فیکٹریوں میں پرسکون ماحول قائم کرنا ہے۔ اس ملک کی معیشت کو مضبوط کرنا ہے اور جائیدادوں کو، مکانوں کو، دکانوں کو، محلوں کو، بازاروں کو اگر آگ کے شعلوں سے بچانا ہے اور پنجاب کے سادہ لوح مسلمانوں کو اگر خون کی ہولی سے بچانا ہے۔ جنرل اعظم کے زمانے کی ۱۹۵۳ء کی تاریخ کو دہرانے سے اجتناب کرنا ہے تو ہمیں اس مسئلے کا صحیح اور مستقل حل تلاش کرنا ہوگا۔ اس میں عالم اسلام کی بہتری ہے۔ اس میں پاکستان کی بہتری ہے۔

[At this stage Prof.Ghafoor Ahmad vacated the Chair which was occupied by Mr.Chairman (Sahibzada Farooq Ali).]

(اس مرحلہ پر پروفیسر غفور احمد کی جگہ جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) نے اجلاس کی صدارت سنبھال لی)

جناب غلام نبی چوہدری: اس میں پاکستان کی بہتری ہے اور بالخصوص اس مسئلے کے مستقل حل میں پنجاب جو ہے، اس کی بہتری ہے۔ اس کو امن کا مسئلہ درپیش ہے۔

جناب والا! یہ سعادت خدائے عزوجل کی جانب سے اس خصوصی کمیٹی کو اور اس ملک کی قومی اسمبلی کے ممبروں کو میسر آئی ہے کہ وہ جرأت کے ساتھ، سچائی کے ساتھ اور ایک مومن کی فراست کے ساتھ اس مسئلے کا یک بارگی حل تلاش کریں۔ اس ملک میں جو فضا اس وقت اس نازک مسئلے کے متعلق پائی جاتی ہے، وہ نہ حکومت سے ڈھکی چھپی ہے اور نہ اس ایوان کے ممبروں سے وہ مسئلہ اور وہ بات ڈھکی چھپی ہے۔ اس ملک کے عوام یہ چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کو یک بارگی

حل کر دیا جائے۔ جس مسئلے کی وجہ سے بار بار اس ملک میں فسادات، جنگیں، آگ، گولیاں، چھرے اور سب کچھ چلتا ہے۔ اس مسئلے کو یہ اسمبلی، یہ خصوصی کمیٹی جو ہے وہ یک بارگی حل کرے۔

آپ کے توسط سے اس کمیٹی کے معزز ممبران سے میری استدعا ہے کہ جس بات کو سو سال اور پوری صدی سے برصغیر کے مسلمان اور علماء اپنی تمام آٹھ، آٹھ، بارہ بارہ گھنٹوں [2812] کی تقریروں کے بعد حل نہ کر سکے۔ اس کو حل کرنے کی سعادت آپ کے حصے میں آئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم کس انداز میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ کس انداز میں اس ملک کے عوام اور عالم اسلام پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم اس بات کے اہل ہیں کہ اس نازک مسئلے کو جو کہ عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کو گھن کی طرح لگا ہوا ہے۔ اس مسئلے کو کس بہتر انداز میں حل کرتے ہیں جس سے صرف اس ملک کے لوگوں کو ہی *Pacify* (نرم) نہ کیا جا سکے۔ بلکہ گلوب پر بسنے والے دوسرے ممالک جو ہیں، وہ بھی یہ محسوس نہ کریں کہ اس ملک میں کوئی تنگ نظری ہے اور اس ملک میں کوئی ایسے لوگ ہیں جو مسائل کو بہت تنگ نظری کے ساتھ حل کرتے ہیں۔

جناب والا! میری یہ استدعا ہے کہ ہمیں اس بات کا فیصلہ، ایک مسلمان کی *Definition* (تعریف) کا فیصلہ جو ہمارے ذمہ ہوا ہے۔ اس کو ہم انشاءاللہ نہایت بہتر اور اس انداز میں اس کمیٹی سے اس ایوان سے کر کے اٹھیں گے جس انداز میں ہم نے اس ملک کے کروڑوں عوام کو مشترکہ طور پر، متحدہ طور پر ایک کانسٹی ٹیوشن دیا ہے۔ اسی سپرٹ کے ساتھ اس ختم نبوت کے مسئلے کو بھی حل کرنے میں انشاءاللہ ہم کامیاب ہوں گے۔ میری یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ جل شانہ ہمیں طاقت بخشے اور ہماری روحوں کو مضبوط کرے۔ ہمارے دلوں کو مضبوط کرے۔ ہماری فراست جو ہے، ہمیں وہ فراست دے جس سے ہم آئندہ آنے والے ۲، ۳ روز میں اس مسئلے کو بہتر انداز میں حل کر سکیں۔

Mr. Chairman: *Thank you very much. Malik Karam Bakhsh Awan.*

(جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ، ملک کرم بخش اعوان)

ملک کرم بخش اعوان: جناب! مجھے صبح ٹائم دیا جائے۔

جناب چیئرمین: ابھی تقریر کر لیتے تو ٹھیک تھا۔ ویسے آپ دستخطی ممبر ہیں۔ آپ کو تھوڑا ٹائم ملے گا۔ آپ کے دستخط ہیں اس پر۔

[2813] جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ: ہم سب کو ٹائم ملنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: آپ تقریر کرلیں۔ آپ بھی دستخطی ممبر ہیں۔ جو دستخطی ممبر ہیں، ان کو پانچ پانچ منٹ ٹائم ملے گا۔

جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ: جناب والا! پانچ منٹ تو بہت کم ہیں۔

جناب چیئرمین: یہاں پر آپ کا نام ڈھانڈلہ غلط پرنٹ کردیا ہے۔

جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ: جناب اب تو اسے درست کردیا جائے۔

جناب چیئرمین: میں نے نہیں لکھا، مولانا شاہ احمد نورانی نے لکھا ہے۔

(جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ: جناب چیئرمین! اس ایوان میں بہت تقریریں کی جاچکی ہیں۔ کتابوں کے حوالے بھی بہت دیئے جاچکے ہیں۔ حدیثوں کے حوالے بھی بہت پیش کیئے جاچکے ہیں۔ قرآن کی آیتیں بھی بہت پیش کی جاچکی ہیں۔ ہم اپنی طرف سے تحریری بیان بھی داخل کرچکے ہیں جس پر میرے دستخط موجود ہیں۔ اس بیان کے بعد تقریر کی کوئی خاص ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ ہم نے اپنی رائے تحریری بیان میں درج کردی ہے۔ بہرحال میں اپنے تحریری بیان کی تائید میں عرض کروں گا کہ مرزائیوں کے دونوں گروہوں، لاہوری اور ربوہ والوں کے بیانات سے ثابت ہوگیا ہے کہ مرزاغلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور جو شخص محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم مسلمانوں کے نزدیک وہ کافر ہے۔ جناب والا! اس لحاظ سے میری رائے ہے کہ مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے اور آئین میں اس کی ترمیم کی جائے۔ آئین میں اس کی وضاحت ہونی چاہئے کہ مرزائی دونوں قسم کے جو ہیں وہ غیرمسلم اقلیت قرار دیئے جائیں۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔ یہ میری رائے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تقریریں نہیں کرنی چاہئیں۔ تقریریں بہت سن بھی چکے ہیں اور کر بھی چکے ہیں۔ یہ میری اپنی رائے ہے کہ مرزائی کافر ہیں ان کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2814 **جناب چیئرمین:** بس، مخدوم نور محمد صاحب! کاش ڈھانڈلہ صاحب! آپ نے پہلے تقریر کی ہوتی۔ شاید جیسا کہ ڈاکٹر بخاری صاحب اور دوسرے ممبروں نے لمبی لمبی تقریریں کی ہیں، آپ سے بھی کوئی سبق سیکھ سکتے۔

(جناب مخدوم نور محمد کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب مخدوم نور محمد: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ قادیانی اور مرزائی گروہ کے اعتقادات کا تعین کرنے کے لئے اس معزز ایوان کو، قومی اسمبلی کو ایک کمیٹی میں تشکیل کیا گیا ہے۔ واقعات اور اسباب جو ابھی ہمارے سامنے آئے ہیں، وہ ہم پر واضح ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے اعتقادات کا پیدائشی طور پر علم ہوتا ہے۔ اسلام دین اور دنیا آخرت کا نظام خداوندی ہے۔ اس میں تحریف اور تبدیلی اسلام کے بنیادی ارشادات کے صریحاً منافی ہے۔ یہ باتیں سب جانتے ہیں۔ مسلمان اپنے اعتقادات سے محض اس لئے بھٹک سکتے تھے۔ اس قسم کے فتنے جو سیاسی اغراض و مقاصد کے لئے، سامراجی سرمائے پر ایک مصدقہ اور مسلمہ دین میں رخنہ اندازی کرنے کے لئے، امت اسلامیہ میں افتراق پیدا کرنے کے لئے ایک تنظیم چلائی جاتی ہے۔ جو کہ سامراجیت اور حکومتوں کا ایک بڑا پرانا فعل ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں ایک انتہائی اہم ترین مسئلہ سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ جس کے بارے میں ہمیں یہ فیصلہ دینا ہوگا کہ اس تحریک کا مقصد، اس جماعت کا مقصد زیر زمین سازش ہے۔ اس کی وجہ جواز کیا ہے۔ جناب والا! میرے ناقص ذہن کی روشنی میں یا انتہائی قلیل مطالعہ کے مطابق تاج برطانیہ کا محکمہ جاسوسی، صیہونی لابی، اس صیہونی گروپ کی ایک تخلیق شدہ جماعت ہے۔ جس کے بارے میں جناب! آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ برٹش ایمپائر کا سب سے بڑا فلسفہ کیا ہوتا ہے ”ڈیوائڈ اینڈ رول۔“ اس کے بعد اس کے آگے ایک خوفناک حربہ تھا۔ وہ:

"How to sow dragn's teeth."

(اژدھے کے دانتوں کو کیسے بویا جائے)

2313 وہ اپنے استحکام کے لئے، اپنی تجارت کے لئے، اپنی ثقافت کے لئے غریب اقوام پر جبری ٹھونستے ہیں۔ ان پر مسلط کرنے کے لئے باقی حربے بھی ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ نہایت تاریخی اور ایسی مصدقہ بات ہے کہ اس حقیقت سے انکار کیونکر کیا جائے؟ تاج برطانیہ کے محکمہ جاسوسی نے ان دونوں فرقوں کو تخلیق کیا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے۔ ہندوؤں کو آریہ سماج کی تحریک کی شکل میں جنم دیا ہے۔ میں آپ کو مختصر سمجھاؤں۔ اسلام وہ پاک مذہب ہے، وہ آخری مذہب ہے، جس میں نبی کریم ﷺ ختم المرسلین ہیں۔ یہ خداوند کریم کا آخری فیصلہ ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ قرآن پاک کی ہر چیز مصدقہ، پاکیزہ ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ختم

نبوت ہے۔ یہ ایک برحق جزو اعظم اسلام کا ہے۔

جناب! آپ جانتے ہیں جیسے اصنام پرستی ہے۔ وہ ایک ہزاروں برس سے دنیا کا سب سے پرانا مذہب ہے اہل ہنود کا۔ ہزاروں برس سے اصنام پرستی ان کے رگ و پے میں داخل ہے۔ آریہ سماج کا نعرہ یہ تھا کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ بھگوان اکیلا ہے، مورتی پوجا حرام ہے۔ گویا ان کے مذہب میں بھی مداخلت کی، جیسے ہم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے انہوں نے ایک ڈھونگ رچایا۔ ان دونوں جماعتوں کا پاکستانی قوم سے فقط ان کا رول، ان کا فقط کردار، عالم اسلام میں افتراق پیدا کرنا ہے۔ عالم اسلام کی بڑھتی ہوئی آبادی، بڑھتی ہوئی تجارت، بڑھتی ہوئی دولت کے پیش نظر، کہ کہیں یہ ملک متمول نہ بن جائیں۔ اسلام کے قلعے میں شگاف ڈالنے کی سب سے بڑی زیرزمین سازش ہے جو کہ خاص طور پر سامراجیت، صیہونیت، چاہے وہ دنیا کے کسی خطے میں کیوں نہ ہو۔

جناب! آپ جانتے ہیں، میں اس حقیقی منطق سے آپ کو روشناس کراتا ہوں کہ اس مضبوط و مربوط، اس پرانے فتنے کو انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے پڑھا ہے ''ٹائم میگزین'' میں۔ ہوسکتا ہے سات برس پیشتر کی مجھے تاریخ[2816] صحیح یاد نہ ہو۔ تو اس میں جناب والا! امریکہ میں اہل ہنود کا ادارہ ہے۔ ''ٹائم میگزین'' میں امریکہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ امریکی عنصر لکھتے ہیں کہ امریکہ ***American CIA is the illegitimate child of British Home Department.*** (امریکی سی آئی اے، برطانوی وزارت داخلہ کا ناجائز بچہ ہے۔) تو جناب! میں عرض کرتا ہوں کہ برطانیہ نے اپنی حکومت چلانے کے لئے، اپنی حکمرانی پھیلانے کے لئے، کس طرح ایک وسیع وعریض قوت کو ایک تنظیم کا سہارا لینا پڑا۔

جناب والا! آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ جس وقت برطانیہ کا اقتدار ختم ہوا۔ جب برطانیہ روبہ تنزل ہوا، جب برطانیہ کی قوت جو تھی، وہ اپنی کالونی سے، اپنے مقبوضہ جات سے نکل کر صرف جزائر برطانیہ میں آنا شروع ہوئی۔ تو اس وقت ان میں یہ قوت باقی نہیں رہی تھی کہ دنیا کا وہ نظام ہوم ڈیپارٹمنٹ جس نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ اس کو قائم رکھتے اور اس کو چلاتے۔ بالآخر وہ نظام امریکہ کی سی آئی اے کو منتقل ہوا۔ دنیا کا جو انضمام تھا، سیاسی مغربیت اور مغربی یورپ کی اور مغربی ممالک کی اور ***Westren Hemisphere*** (مغربی نصف کرۂ ارض) کی بالادستی کو کنٹرول کرنے کے لئے وہ طاقتیں جو تھیں، وہ از خود برطانیہ سے

امریکن سی آئی اے کو منتقل ہو گئیں۔

جناب! اب آپ انداز فرما سکتے ہیں کہ تاج برطانیہ کا لگایا ہوا پودا جو ہے۔ اس کی آبیاری بھی اسی طرح سی آئی اے کو منتقل ہو چکی ہے۔ چوہدری ظفر اللہ سے زیادہ قابل لوگ بھی پاکستان میں موجود تھے۔

جناب والا! میں منطق کی بات کہوں گا۔ دین کے مسئلے میں علماء کرام نے تشریحاً اپنے معتقدات، اپنے تجربات اور اپنی بصیرت سے تشریح فرما دی ہے۔ میں فقط یہ عرض کروں گا کہ چوہدری ظفر اللہ اور ایم ایم احمد یا ان کے باقی جو گروپ ہیں۔ یہ اوسط ذہن سے کم لوگ تھے۔ انہیں اوپر اٹھایا گیا۔ ان کے مقام کو دانستہ اجاگر کیا گیا۔ جناب والا! بین الاقوامی عدالت کا جج بننے کے لئے سید حسین شہید سہروردی اور اے۔ کے بروہی کی [2817] شخصیت کیا کچھ کم تھی؟ مگر وہ سامراج کے ایجنٹ نہیں تھے۔ لہٰذا ان کی تعیناتی جو تھی، وہ مغربی طاقتوں کے ارادوں میں حائل تھی اور ان عظیم شخصیتوں کو لینا انہوں نے قبول نہ کیا۔ بعینہٖ اسی طرح جناب والا! اگر آپ دیکھیں، ایم ایم احمد جو پاکستان کو توڑنے کے بعد عالمی بینک میں بیٹھا ہوا ہے، وہ سازشیں اور مکاریاں کرتا رہا ہے۔

یہ پہلے اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ جس نے تقسیم کے وقت جب ہندوؤں کا انخلاء سیالکوٹ سے ہوا اور تارکین کی جو جائیداد ہاتھ آئی، انہوں نے فوراً اٹھا کر گورداس پور کے قادیانیوں میں شامل کر دی۔ جناب والا! ان کی محبت بھی پاکستان سے کسی تلخ حقائق کی وجہ سے وہ ظاہر کرتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے مسلم پنجاب کے علاقے جو تھے، انہوں نے ریڈکلف ایوارڈ سے مل کر اور ماؤنٹ بیٹن سے مل کر، کانگریس سے مل کر، بقول جناب چوہدری غلام نبی صاحب، انہوں نے ہمارے علاقے کٹوائے اور بھارت میں شامل کرائے۔ معزز ممبران اس سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار فرمائیں گے۔ اس کے بعد جب مغربی پاکستان سے، مغربی پنجاب سے سکھ بھاگے، انہوں نے انہیں دھکے دے کر وہاں سے باہر نکال دیا اور پنڈت نہرو کے جو وعدے تھے وہ ہوا میں معلق رہے اور انہوں نے آ کر ہمیں تاراج کر کے ہمارے مسلم پنجاب کے علاقے کٹا کر، ہمارے لوگوں کو مہاجر بنا کر انہوں نے اپنا مقام یہاں آ کر ربوہ میں حاصل کیا۔ جس کو وہ اب ایک خودمختار چھوٹی سی اسٹیٹ بنا کر بیٹھے ہیں۔ وہ میونسپلٹی ہے، جو کچھ بھی ہے، وہ تو ان کے عزائم کی تشریح ہو چکی ہے۔

جناب والا! یہ ماسوائے اس کے ہرگز ہرگز ان کی کوئی تشریح نہیں ہے کہ یہ عالم اسلام

کی یکجہتی کے خلاف سامراج کا ایک گڑھ ہے۔ یہ کوئی دین نہیں ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک، یہ کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ زیرزمین چھپے ہوئے ہیں اور یہ چھپی ہوئی سازشیں ہیں۔ یہ ایک سیاسی تحریک ہے جو عالم اسلام کو خاکم بدہن تاراج کرنے پر مامور ہے۔

2818 جناب والا! اب میں ایک نہایت ہی اپنی ناقص عقل کا یہاں اظہار کروں گا جو کہ ایک انسان کی حیثیت سے ہر انسان کے ذہن میں گردش کرتی ہے۔ یہ بات کہ وہ مسیح موعود تھے۔ انہوں نے آخری دور میں آنا تھا اور انہوں نے معاشرے کی اصلاح کرنی تھی، جزاک اللہ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر منطقی طور پر دیکھا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ ماؤزے تنگ نے ۷۰ سے ۷۵ کروڑ انسانوں کو مارکسزم کا فلسفہ دیا۔ لینن تھا، اس کی بھی اپنی ایک فکر تھی۔ جناب والا! سب سے پہلے میں اپنی اس مقدس سرزمین کی اس حقیقت کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں۔ ہمارے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ انہوں نے مسلم لیگ اور برصغیر کے مسلمانوں کو ایک فلسفہ دیا اور ہم نے وطن حاصل کیا۔ قائداعظم نے وطن حاصل کیا، پاکستان حاصل کیا۔ ظاہر ہے کہ ایک فلسفہ تھا، ایک فکر تھی، جس کے نتیجے میں ہمیں پاکستان ملا۔ چلئے، ہمارے دشمن ہی سہی، گاندھی جی مہاراج جو مسلمانوں کو کہتے تھے:

> *"A band of converts cannot be a nation."*
>
> (مذہب بدلنے والوں کا ایک گروہ ایک قوم نہیں بن سکتا)

چھوڑیئے مگر تلخ حقائق ہی سہی۔ انہوں نے تحریک آزادی لڑی۔ تحریک خلافت بھی رہی ہے۔ انہوں نے بھارت کو آزادی دی۔ گاندھی جی اپنی قوم کے لئے ایک بہت بڑی چیز تھے اور دنیا کے نامور لیڈروں میں سے تھے۔ جناب والا! جمال عبدالناصر تھے، انہوں نے عرب دنیا کو اتحاد کا درس دیا تھا۔ ایک بہت بڑی بات ہے۔ افریقہ میں کئی ایسی شخصیات آئی ہیں۔ لہٰذا اس دور میں اگر اس جماعت کا تجزیہ کریں تو اس نے نہ تو اسلام کی اور نہ سیاسی خدمات انجام دی ہیں۔ اگر دوسری طرف ان کا فکر دیکھئے کہ آپ نے مذہب کے لئے کیا کیا ہے؟ وہ کتابیں ’’انجام آتھم‘‘ اور ’’کشتی نوح‘‘ اور اس کے علاوہ پتہ نہیں کیا کیا تھا اور جو نام خاص طور پر مجھے ذہنی فکر کا سب سے اوپر نظر آیا وہ 2819 ’’ست بچن‘‘ ہے۔ اس نام کو بتا سکتے ہیں کہ یہ جو نام ہے یہ کیا فکر رسا سے معمور نام ہے؟

(اسلام دشمن ٹولہ)

جناب والا! بحیثیت ایک مسلمان کے مجھ پر واجب ہے کہ میں اپنے دین کے معاملے

میں عصبیت رکھوں۔ ایک شخص، ایک گروہ جو سرمایے کے زور پر عالم اسلام کو تاراج کر رہا ہے، ہمیں حق پہنچتا ہے کہ اس کی صحیح کیفیت جو ہے اس کو بے نقاب کریں۔ جناب والا! ہم نے ان تلخ حقائق کا جائزہ لیا ہے کہ حیفہ اور تل ابیب کے فنڈ پر پلنے والا یہ ٹولہ اسلام دشمن ہی نہیں ہے، یہ پاکستان دشمن پہلے ہے اور عالم اسلام کا سب سے بدترین (دشمن) ٹولہ ہے۔ کیونکہ اہل یہود کھلے ہیں، اہل ہنود کھلے ہیں۔ باقی جتنی سوشلسٹ قوتیں ہیں، جو آپ کو دنیا کے نقشے سے مٹانے کی خواہاں ہیں، اور آپ کے سامنے آپ کا اگر کوئی زیر زمین دشمن ہے تو وہ فقط یہی ٹولہ ہے جس کی پہچان میں ہر بار ہر وقت آپ کو تکلیف ہوئی ہے۔

(قادیانیت انسانی ذہنیت کا بیت الخلاء؟)

جناب! آپ خود جانتے ہیں کہ ہم نے کیا تاثر لیا ہے جو دین پر انہوں نے حملے کئے ہیں۔ آپ مسلمان ہیں، معزز ایوان مسلمان ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ انہوں نے دین پر کس قسم کے بے رحمانہ حملے کئے۔ یہ انسانیت سے معذور ہیں۔ جو لوگ انسانی ذہنیت سے معذور ہوں، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلام دشمن پلندہ تھا۔ کیا یہ پیغمبرانہ صفات ہیں۔ نعوذ باللہ، خاکم بدہن، میں تو کہتا ہوں کہ یہ انسانی ذہن کا بیت الخلاء تھا۔ انہوں نے جس طریقے سے عالم اسلام کی دل آزاری کی ہے۔

(ملک توڑنے کے ذمہ دار؟)

جناب والا! ہم نے ان کے خزاں رسیدہ جذبات اور اجل رسیدہ افکار کا جائزہ لیا ہے۔ جناب والا! ہم نے ان کی تمام مکاریوں کو تولا ہے۔ ہم نے اسے سیاسی ترازو میں نہیں تولنا ہے۔ یہ ہمارے دین کا معاملہ ہے۔ میرے تمام بھائیوں کے دین کا معاملہ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ملک میں اس مسئلے پر طوفان کھڑا ہوا ہے۔ ہماری زندگی 2820 قیمتی نہیں ہے۔ ہمارا ملک قیمتی ہے۔ ہماری قوم قیمتی ہے اور پھر وہ ملک اور قوم محض اسی فلسفے کی مرہون منت ہے جس کی حفاظت کے لئے قدرت نے اسے مامور کیا ہے۔ آپ کو یہ جائزہ لینا ہے کہ آپ کا ملک کیسے ٹوٹا۔ کس نے توڑا اور اس میں سب سے بدترین سازش انہی کی تھی۔ اگر آپ مجھے اجازت فرمائیں تو میں شیخ مجیب الرحمٰن کے وہ جملے جو پہلے پہلے سنے تھے، وہ اس معزز ایوان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

(جناب مجیب الرحمٰن اور قادیانی)

"This syndicate of Qadyani Generals and the ruling

bureaucratic clique.....this clique of pythons...... is not going to transfer this power to me. They want to put me behind the bar. They would like to fight the aimless battle and ultimately they will surrender before the enemy and not before their majority."

(قادیانی جنرلوں اور افسر شاہی کا گروہ جو کہ درحقیقت زہریلے سانپوں کا ایک جتھا ہے۔ مجھے اختیار منتقل نہیں کر رہا۔ یہ مجھے سلاخوں کے پیچھے بھیجنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک بے مقصد جنگ لڑیں گے اور آخرکار دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔ لیکن اپنے ملک کی اکثریتی عوام کے سامنے نہیں جھکیں گے)

تو جناب والا! یہ آخر کیا سازش تھی؟ اس سے ہمارے مشرقی پاکستان کے بھائی مکمل طور پر آگاہ تھے۔ مگر ہم بدنصیب اس خطے کے لوگ سمجھ نہیں آئی کہ ہم اپنے تنخواہ خوار ملازموں سے اتنی تذلیل اٹھانے والے ہیں۔ ہم نے اس کا جائزہ تک نہیں لیا کہ جن لوگوں کو آپ تنخواہ دیتے ہیں۔ ایک قوم کی حیثیت سے خزانہ آپ کا ہے۔ مملکت آپ کی ہے۔ کماتے آپ ہیں۔ خزانہ بھی اپنا آپ بھرتے ہیں۔ اس سے زیادہ تذلیل ہماری کیا ہوگی؟ ہم بدنصیب لوگوں کی، کہ ہمارے تنخواہ خوار ملازمین ہماری تذلیل کر کے، ہمیں دھکے دے کر ہمیں ملک بدر کر دیں کہ ہمیں انڈیا کا سیٹلائٹ بنا دیں۔

جناب والا! میں آپ سے مزید گزارش کروں گا اس سلسلے میں کہ اس وقت جو سازش زیر غور ہے اس میں بھارت جیسا منافق دشمن سب سے آگے شریک ہے۔ خدانخواستہ یہ مغربی پاکستان کو بھی تاراج کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی پالیسی یہ ہے کہ وہ عرب ممالک اور ایران کے سر پر پہنچ جائیں تا کہ وہ عرب ممالک کو کہیں کہ بابا! یہ ڈالر اٹھا کے اب انڈیا کے بنکوں میں رکھو، اب ایشیاء اور افریقہ کے لیڈر ہم ہیں۔ بڑی نیوی بھی [2821] ہم بنائیں گے، بڑی افواج بھی ہم بنائیں گے۔ آپ کا تحفظ اب ایک بہت بڑی سیکولر پاور کے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ جناب والا! یہی عالم اسلام میں وہ قلعہ ہے جو ان کے عزائم میں سدراہ ہے۔ یہی وہ پاکستان تھا جو مشرق و مغرب سے بھارت کی فسطائیت کے پنجے کو بلاد اسلام تک پہنچنے سے روکے رہا۔ یہی وہ پاکستان ہے جس میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہی وہ بچا کھچا پاکستان ہے جو ان بدکرداروں کے نتیجہ میں یہی بچا کھچا پاکستان رہ گیا ہے۔

جناب والا! اسرائیل کے پرائم منسٹر کی تقریر آپ سن چکے ہوں گے کہ ”مغربی پاکستان

میں راہیں ہموار ہو سکتی ہیں۔‘‘ یہ پیرس کے قرب میں کوئی شہر تھا، ۱۹۶۷ء کی تقریر ہے ڈیوڈ بن گورین کی۔ وہ کم بخت مر گیا۔ یہ اس کی تقریر ہے۔ اس نے یہ اظہار خیال کیا کہ بھارت جیسا سیکولر ملک جو پاکستان جیسے مذہبی اور جنونی کا بدترین مخالف ہو، وہ ہمارے لئے اس قدر زرخیز زمین ہے کہ ہم پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے سب سے پہلا جو اسٹینڈ ہے، ہمارے اڈے وہیں قائم ہوں گے۔

(بھارت، اسرائیل نچوڑ؟)

جناب والا! بھارت اسرائیل کا نچوڑ قادیان اور ربوہ ہے۔ حیفہ اور تل ابیب کا مظہر۔ یہ جس ذہانت کا اور جس علم وعرفان کا تذکرہ کر چکے ہیں، ہم نے دیکھا ہے۔ بڑی آسانی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مصدقہ جہالت کا مظہر اور مستند حماقت کا مجسمہ تھے۔ ہم نے غور وفکر کیا ہے۔ ان کا علم اور ذہانت کچھ نہیں ہے۔ یہ بھارت اور اسرائیل کا نچوڑ ہے اور وہیں سے انہیں پیسے ملتے ہیں اور یہیں سے ان کا یہ سارا کاروبار چلتا ہے۔ ان کا نظام حیات کہیے یا نظام کار کہیے، ان کا سارا انحصار غیر ملکی سرمائے پر ہے۔

اب میں جناب سے یہ مختصر گزارش کروں گا...... میں معذرت خواہ ہوں، اگر میری معروضات میں طوالت ہوگئی ہے...... تو جناب والا! اب اس وقت آپ اپنے ملک کے اندرونی و بیرونی حالات کا جائزہ لیں۔ ہم نے ان کے واقعات سنے، ہم نے ان کو بحیثیت مذہب کے بھی دیکھا اور بحیثیت دشمن کے بھی دیکھا۔ جناب والا! اس میں کوئی [2822] کلام نہیں کہ ہم پہلے اپنے دستخط شدہ ان کے محضر نامے کا جواب دے چکے ہیں۔ میرے اس طرف کے بھائیوں نے بھی دلائل دیئے ہیں اور معزز اراکین بھی تقاریر فرمائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ میں اپنی معروضات کا اظہار پوری طرح نہ کر سکا ہوں اور اتفاق سے کافی باتوں کا اظہار نہیں کر سکا جو کہ ذہن سے سلپ ہو گئی ہیں۔ تو میں اتنی گزارش کروں گا کہ نوے (۹۰) برس سے چلنے والی اس سازش کو میں گورنمنٹ پارٹی کو نہایت ہی انکساری سے اپیل کروں گا کہ یہ میرا کوئی ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ یہ ہم سب کی میراث ہے، مشترکہ میراث ہے۔

اسلام کا وارث ہر مسلمان ہے۔ یہ ہم سب کی وراثت ہے۔ یہ فرقہ جو اعلانیہ فرقہ ہے۔ یہ فرقہ جس کی کارکردگی بھی اعلانیہ ہے۔ اگر زیرزمین تھی تو سامنے آ گئی ہے۔ میں اتنی گزارش کروں گا کہ اس کا فیصلہ دیتے وقت اس معزز ایوان کو فیصلہ مبہم نہیں دینا چاہئے۔ وہ دھندلا

فیصلہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ باہر ہمارے مضطرب بھائیوں کی تکلیف اور بڑھ جائے گی۔ ہمارے ملک کا امن عامہ درہم برہم ہو جائے گا۔ ہمارے ملک میں کشت وخون ناگزیر ہو جائے گا۔ ان تمام چیزوں کو سمجھنے کے لئے، ان تمام نزاکتوں کو سامنے رکھتے ہوئے، ہمیں ان مثبت نتائج کی طرف جانا چاہئے کہ ہمارا فیصلہ مثبت ہو، مدلل فیصلہ ہو۔ اس میں ان کا نام آنا چاہئے۔ اس میں عقائد آنے چاہئیں۔ اس میں تحریک کی تشریح آنی چاہئے اور پھر عقائد کی تشریح ہونی چاہئے تاکہ وہ مبہم فیصلہ عوام میں کسی بدگمانی کو جنم نہ دے سکے۔ لہٰذا میں اس معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ یہ چیزیں آپ سماعت کر چکے ہیں۔ ہم نے بہت تلخی سے اور اپنے ڈیکورم کے تابع اور اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے نام پر کسی اقلیت کو بھی انصاف دیا جائے۔ اس کی بھی سماعت کر لیں۔ اس کے بھی نظریات سن لیں۔ تو ہم نے جناب والا! طوعاً وکرہاً، بادل نخواستہ وہ تمام چیزیں برداشت کیں اور واقعات آپ کے سامنے ہیں۔

(مگرمچھ، اژدھا!)

اب گزارش یہ ہے کہ اس انتہائی پیچیدہ مسئلے کو، جو بظاہر پیچیدہ ہے، مگر جس وقت آپ نے [2823] انشاءاللہ اس کو حل کر دیا تو آپ دیکھیں گے کہ عالم اسلام میں جہاں جہاں ان کے بورڈ لگے ہوئے ہیں یا کینیڈا اور امریکہ تک آپ کے مدلل فیصلہ جات گئے تو آپ کی آواز سن کر وہ اندازہ کریں گے کہ آپ نے ایک بہت بڑے مگرمچھ، ایک بہت بڑے اژدھے کو مارا ہے۔ تو وہ اس قسم کا فیصلہ ہونا چاہئے کہ بیرون پاکستان اسلامی ممالک میں بھی اور باقی دنیا میں بھی ہماری اس صحیح حقیقت کو کہ کس بات کے پیش نظر اور کن واقعات کے پیش نظر ہم نے ایک دشمن کو کچلا ہے، ہم کوئی اقلیتوں کے قاتل نہیں ہیں، نعوذ باللہ۔ اسلام میں تو حکم ہے کہ ان کے حقوق کا تحفظ کرو۔ اگر وہ جزیہ دیتے ہیں تو ان کی جان ومال اور عزت کا تحفظ کرو۔ آپ ان کا تحفظ ضرور کیجئے، مگر یہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد۔ ہماری وزارت خارجہ کے جو ہمارے سفارتخانے ہیں۔ یہ ان کا بھی کام ہوگا کہ وہ وہاں کی پریس سے ان تمام واقعات کی نشرواشاعت ایک صحیح صورت میں دیں تاکہ دنیا ہمیں یہ نہ کہے کہ ہم کوئی قاتل ہیں یا ہم نے کوئی انسانی حقوق سلب کئے ہیں یا ہم نے کوئی یونائیٹڈ نیشنز کے یا بین الاقوامی نظام کے چارٹر کی خلاف ورزی کی ہے۔

اس کے پیش نظر جو کہ آپ حضرات دیکھ چکے ہیں کہ ہمارے خلاف مختلف خطوط مختلف سمت سے آ رہے ہیں۔ یہ انہی کی تنظیم بھجوا رہی ہے۔ انہی کے ہر جگہ دفاتر ہیں اور تنظیمیں ہیں۔ تو

جب بلاد اسلامیہ میں بھی ان کے متعلق بتایا جائے گا کہ یہ تو وہ ٹولہ ہے کہ جس نے اسرائیل میں بیٹھ کر عرب دنیا کے راز اسرائیل کو دیئے۔ انڈونیشیا کو سبوتاژ کیا۔ پاکستان کو سبوتاژ کیا۔ ہر جگہ بیٹھ کر عالم اسلام کے خلاف اپنے معاندانہ، مکارانہ اور عیارانہ پراپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ اس وقت ہماری صورت حال خاصی میلی ہو چکی ہے۔ باہر چونکہ کسی کو علم نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم یکطرفہ کارروائی کر کے ظلم کر رہے ہیں۔ تو لہٰذا جناب والا! ہمارا فیصلہ ایک مثبت اور مضبوط فیصلہ ہو کہ ہماری قوم خوش ہو جائے۔ اس کے بعد بیرون ملک ہماری قوم کا وقار بلند ہو۔ وہ کہیں کسی غیر ملکی پراپیگنڈے یا ان کے پراپیگنڈے سے گرنے نہ پائے۔ میں ان معروضات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

2824 جناب چیئرمین: ملک کرم بخش اعوان!

جناب کرم بخش اعوان: جناب! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، میں کل کروں گا۔

جناب چیئرمین: آپ شروع تو کریں۔

جناب کرم بخش اعوان: نہیں، جناب! آپ مہربانی فرمائیں، میں کل بول لوں گا۔

جناب چیئرمین: کل پھر ٹائم تھوڑا ہو گا۔

Any honourable member who would like to say something? None, So we shall meet tomorrow at 9:00 a.m. and shall continue up to 1:30 p.m.

(کوئی معزز ممبر کچھ کہنا چاہے گا؟ کوئی نہیں؟ تو پھر کل صبح ۹ بجے ملیں گے اور ڈیڑھ بجے تک جاری رکھیں گے)

[The Special committe of the whole House adjourned to meet at nine of the clock, in the morning, on Tuesday, the 3rd September 1974.]

(کل ایوانی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ۳/ ستمبر ۱۹۷۴ء بروز منگل صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Tuesday, the 3rd September, 1974

Contain Nos. 1—21)

CONTENTS

Pages
1 Recitation from the Holy Qur'an 2827
2 Qadiani Issue - General Discussion-*(Continued)* .. .. 2827—2914

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

2827 *THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN*

(قومی اسمبلی پاکستان)

PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE.

OFFICIAL REPORT

Tuesday, the 3nd September. 1974.

(کل ایوانی خصوصی کمیٹی بند کمرے کی کارروائی)

(۳ر ستمبر ۱۹۷۴ء بروز منگل)

The Special Committee of the Whole House met in Camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at nine of the clock, in the morning. Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

(کل ایوانی خصوصی کمیٹی کا اجلاس اسمبلی چیمبر (سٹیٹ بینک بلڈنگ) اسلام آباد بند کمرے میں صبح نو بجے جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) کی زیر صدارت منعقد ہوا)

(Recition from the Holy Quran)

(تلاوت قرآن شریف)

QADIANI ISSUE- GENERAL DISCUSSION

(قادیانی مسئلہ......عمومی بحث)

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب والا! ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سامنے جو ڈبیٹ اور رپورٹ آئی ہے اس کی رپورٹنگ میں غلطیاں ہوگئی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس کی ایک کاپی اٹارنی جنرل صاحب خود تصحیح کر کے واپس کر دیں تو وہ چھپائی کے لئے سند رہے گی اور بہت اچھا ہوگا۔

جناب چیئرمین: وہ پانچ کاپیاں تیار کر رہے ہیں۔ جو آپ کو کاپیاں دی گئی ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں پانچ کاپیاں تیار کر رہے ہیں۔ ان کی بھی اٹارنی جنرل سے درستی ہو جائے گی۔

صاحبزادہ صفی اللہ: اٹارنی جنرل صاحب اگر خود کریں تو اچھا ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے تو بڑی کوشش کی کہ ممبران وقت پر آئیں۔ مگر ایسا ہوا نہیں۔

جناب کرم بخش اعوان: میں آپ کی مہربانی کا بے حد ممنون ہوں۔ میں اپنے وعدے کے مطابق سویرے آگیا تھا۔ اس بات کے گواہ ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ہیں۔

2828 **جناب چیئرمین:** مجھے پتہ ہے۔ نو بجے تھے۔ میں انتظار کر رہا تھا کہ کم سے کم بیس ممبر ہو جائیں۔ یہ ممبران بیٹھے ہوئے ہیں یہ تو بیچارے تب بھی آ جاتے اگر آپ تقریر نہ بھی کرتے۔ (مداخلت)

چوہدری غلام رسول تارڑ: جناب چیئرمین! میں تو سمجھتا ہوں کہ وقت ہی ضائع ہو رہا ہے۔ ریزولیوشن آپ ممبران سے پاس کروا کر بھیج دیتے تو فیصلہ ہو جاتا۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔ ہر ممبر کو حق ہے کہ اپنی رائے دے۔ ہم بالکل بند نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے ایک مہینہ ان کی بات سنی اور دو کتابیں لکھی ہوئی پڑھ دیں۔ ملک کرم بخش اعوان!

(جناب کرم بخش اعوان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب کرم بخش اعوان: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم! جناب والا! مرزا ناصر احمد امام مرزائی امت ربوہ کی طرف سے دیئے گئے محضرنامہ کو میں نے غور سے پڑھا ہے اور انہوں نے دس دن کی جرح کے دوران جو لغوی معنے اور جو تاویلیں کی ہیں وہ بھی بڑے غور سے

سنی ہیں۔ اسی طرح لاہوری پارٹی کا وضاحتی بیان بھی پڑھا اور ان کے بھی لغوی معنی اور تاویلیں اچھی طرح سے سنی ہیں۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں ان کا مقصد یہ ہے کہ مرزائیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھا جائے اور جس طرح وہ نوے (۹۰) سال سے مسلمان قوم کا شکار کر رہے ہیں اسی طرح اسلام کے نام پر اپیلیں کرتے رہیں اور قرآن وحدیث کا اسلحہ استعمال کر کے مسلمانوں کو تہ تیغ کرتے رہیں۔ یہ ایک سیاسی تنظیم ہے اور انگریزوں کی پیداوار ہے۔ انگریزوں کو یہ پودا لگانے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی؟ یہ ولیم ہنٹر کی کتاب ''دی انڈین مسلمان'' پڑھی جائے تو اس سے سمجھ پڑتی ہے کہ انگریز کو یہ پودا لگانے کی کیوں ضرورت پیش آئی اور اس وقت کیا تکلیف تھی۔ یہ کتاب ۱۸۷۱ء میں لکھی گئی تھی۔

حضرت سید احمد بریلویؒ نے جنہوں نے مغلیہ خاندان کے زوال کے بعد تحریک چلا رکھی تھی، وہ تحریک تو کمزور ہوگئی تھی۔ لیکن اب تک اس کے آثار باقی تھے۔ ان مجاہدین نے انگریزوں کے 1829 ساتھ ۱۸۶۳ء میں اور ۱۸۶۸ء میں جنگیں لڑیں۔ جن میں ہزاروں انگریز مارے گئے اور ۱۸۵۷ء کے غدر کا بھی مسلمانوں کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ یہ کتاب دراصل ایک رپورٹ تھی جس میں مسلمانوں کے خلاف کی گئی بغاوت کے مقدمات اور مسلمانوں کے جہاد کی جنگوں کا تذکرہ اس میں درج ہے۔ ہنٹر کو یہ فکر تھی کہ گو یہ تحریک دب گئی ہے۔ لیکن آزادی کے مجاہدین کسی وقت بھی جہاد کا نعرہ لگا کر پھر جنگ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب سمجھا ہوا ہے۔ جب تک اس کا کوئی تدارک نہ کیا جائے کہ مسلمانوں کو جہاد سے ہٹا دیا جائے۔ تب تک ہمیں آرام نصیب نہیں ہوسکتا۔ مسلمان قوم کو قرآن یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ کسی کی غلام نہیں رہ سکتی۔ اس لئے کوئی ایسا تدارک ضرور ہو جائے کہ مسلمانوں کو جہاد سے ہٹا دیا جائے۔ انہیں ایام میں مرزا غلام احمد نے دو باتوں کا اعلان کر دیا۔

۱...... جہاد کو منسوخ کر دو۔

۲...... اولی الامر کی اتباع کا اعلان کر دیا۔ (یعنی انگریزوں کی تابعداری کی جائے)

اس میں ''منکم'' کی شرط ہٹا دی۔ لیکن قرآن کریم میں جو حکم ہے وہ ہے۔

''فاقتلوهم حتىٰ لا تكون فتنة ويكون الدين لله فان انتهوا فلا عدوان الّا على الظلمين (البقرة:۱۹۳)'' ﴿تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روا نہیں۔﴾

دوسری آیت سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ”ان اللّٰہ شتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللّٰہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقاً فی التوراۃ والانجیل والقرآن ومن اوفیٰ بعھدہ من اللّٰہ فاستبشروا ببعکم الذی بایعتم بہ وذلك ھوا الفوز العظیم (التوبہ)“[2830] ﴿اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے نفس اور مال خرید لئے ہیں۔ (یعنی سودا کرلیا ہے) بعوض جنت کے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ یہ اللہ کا عہد ایک پختہ عہد ہے۔ تورات میں، انجیل میں، قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر عہد کا پورا کرنے والا ہے۔ خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو آپ نے اللہ سے چکالیا ہے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔﴾

یعنی قرآن کریم کی رو سے جس طرح ہم پر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح جہاد بھی فرض ہے اور جہاد کے متعلق منسوخی کا حکم لگا کر انہوں نے گمراہی کا ارتکاب کیا ہے۔

”یایھا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم • فان تنازعتم فی شیٔ فردّوہ الی اللّٰہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر • ذالك خیر واحسن تاویلا“ ﴿اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر۔﴾

”منکم“ کی شرط ہے۔ ان کا اتباع کرو جو تم میں سے ہیں۔ یعنی جو مسلمان ہیں ان کا اتباع کرو۔ یہ نہیں کہ کوئی سکھ ہو یا کوئی انگریز ہو یا کوئی یہودی ہو یا کوئی بھی ہو تو اس کا اتباع کرو۔ یہ اس میں حکم نہیں ہے۔ اس میں یہ ہے کہ ان کا اتباع کرو جو تم میں سے ہیں تو اس طرح قرآن کریم میں اور بھی کئی جگہ مرزا غلام احمد نے تنسیخ اور ترمیم کی ہے اور ترجمہ کرتے ہوئے تحریف کی گئی ہے جو یہاں جرح میں ان سے پوچھا گیا۔

(جھوٹا گواہ؟)

تو جناب والا! میں آپ کی توجہ صرف اس امر کی طرف دلاتا ہوں کہ چونکہ یہ ہم نے رپورٹ پیش کرنی ہے۔ ان گواہوں کا جو طریقہ اور جو طرز تھا وہ اراکین اسمبلی نے اچھی طرح سے ملاحظہ کیا ہے کہ وہ جھوٹے گواہ کی طرح کس طرح سے تاویلیں کیا کرتے تھے۔ لہٰذا میں نے پہلے

بھی جو 2831 بیان دیا ہے اس کے اوپر میرے دستخط ہیں۔ اس لئے میں اپنی تقریر کو زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ یہ دو تین حوالے اس کی سپورٹ میں میں نے پیش کر دیئے ہیں۔

۱...... لہٰذا یہ گمراہ ہیں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... کلیدی آسامیوں سے انہیں فوراً ہٹا دیا جائے ورنہ نقصان ہوگا، اور

۳...... ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ جیسے انہوں نے اپنی ریاستیں بنائی ہوئی ہیں۔ وہ حق ان کو استعمال نہ کرنے دیا جائے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: مولانا غلام غوث ہزاروی!

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب! میں نے بھی پانچ منٹ تقریر کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر غفور صاحب آجائیں، میری ان سے بات ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے پانچ منٹ لینے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میرے بعد میری پارٹی سے اور کوئی نہیں بولے گا۔ مولانا غلام غوث ہزاروی!

(جناب مولانا غلام غوث ہزاروی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب صدر صاحب! مرزائیوں کے سلسلہ میں بہت سی تقاریر ہوگئی ہیں، کافی ہوگئی ہیں اور کوئی معزز ممبر ایسا معلوم نہیں ہوتا جس کی رائے مرزائیوں کے حق میں ہو۔ بہرشکل ہم نے ایک بل پیش کیا ہے۔ جس بل میں ہم نے تحریک کی ہے کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور ان کو کلیدی آسامیوں سے دور کیا جائے۔ اس بل کی اہمیت میں ہم نے ایک کتاب پیش کی ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے مرزائیت کا کچا چٹھا سب کو معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں یہ ہے کہ:

میرے نزدیک دنیا میں اتنا برا کوئی شخص بھی نہیں ہو سکتا جتنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو ملکہ قیصرائے ہند کو خط لکھتا ہے اور اس نے التجا کی کہ آپ مجھے ایک لفظ شاہانہ لکھ دیں۔ دعویٰ نبوت، دعویٰ مسیح موعود، دعویٰ مجدد اور سارے دعوے، 2832 میں کہتا ہوں کہ ایسا کوئی شخص نہیں جس کے آنے کی خبر کسی کتاب میں ہو اور مرزا غلام احمد قادیانی نے وہ شخص بننے کی کوشش نہ کی ہو۔ مہدی کے بارے میں روایات ہیں اور صحیح روایات متواترات ہیں۔ ہمارے عقائد کتابوں میں لکھے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ میں ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں، میں نے قرآن کی نو آیات پیش کی ہیں۔ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی ہے۔ حضور ﷺ اور صحابہؓ نے ان کی وہی تعبیر

فرمائی ہے۔ بارہ سو سال کے مجددین نے ان کے وہی معنی فرمائے۔ وہ ان کا جواب دیں۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں۔ کرشن کی خبر تھی۔ حارث پیدا ہوگا۔ اس نے کہا کہ میں ہوں۔ برہمن وہ بھی میں ہوں۔ جس شخص کا کسی کتاب میں ذکر تھا۔ اس نے کہا کہ وہ میں ہوں۔ لوگوں کی جہالت سے اس نے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ بہرشکل اس نے انگریز کی خوشامد کی۔ ملکہ قیصرہ ہند کو جو خط لکھا اس کو کوئی خوددار شریف انسان نہیں لکھ سکتا۔ چہ جائیکہ ایک مسلمان ہو۔

ایک بادشاہ کا ذکر آتا ہے کہ ایک بہروپئے نے ایک بادشاہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اس نے دو تین میل کے فاصلے پر فقیری شروع کر دی۔ اسکو مرید بھی مل گئے۔ لاہور میں ایک شخص نے خدائی کا دعویٰ کر دیا تھا۔ وہ رب لاہور بن گیا تھا۔ اس کی بیوی ربنی بن گئی تھی۔ لوگوں نے اسے مان لیا تھا۔ اس ملک میں کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے اس کو کچھ نہ کچھ آدمی مان ہی لیتے ہیں۔ یہ صرف جہالت کا نتیجہ ہے۔ یہ صرف نادانی کا نتیجہ ہے۔ بہرشکل وہ شخص فقیر بن گیا۔ ہوتے ہوتے اسے شہرت مل گئی، بادشاہ کو خبر ہوئی۔ یہ بادشاہ لوگ دعاؤں کے بڑے پیاسے ہوتے ہیں کہ اقتدار قائم رہے۔ بادشاہ اس کے پاس گیا۔ اس نے اشرفیوں کی تھیلی پیش کی۔ فقیر نے انکار کر دیا۔ بادشاہ واپس آ گیا۔ وہ اپنا جامہ بدل کر بادشاہ کے پاس آ گیا اور اسے کہا کہ دیکھو جس نے تمہیں دھوکہ دے دیا ہے۔ چنانچہ اس نے انعام مانگا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں خود اشرفیوں کی تھیلی لے کر تمہارے پاس پہنچا تھا لیکن تم نے نہ لی۔ اب انعام کیا دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں جس جامہ میں تھا اس بھیس میں یہ تھیلی سجتی نہیں تھی۔

2833 اب یہ جھوٹا دعویٰ اس نے کیا ہے۔ اس کے سارے دعوے جھوٹے تھے۔ لیکن اس جھوٹے لباس کو بھی اس نے نہیں نبھایا۔

اس کے بعد جہاد کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے اور یہ سب تاویلیں جو ناصر احمد اور دوسروں نے کی ہیں وہ سب غلط ہیں۔ اس نے کہا کہ موسیٰ کے زمانے میں جہاد سخت تھا۔ حضور ﷺ کے زمانے میں جہاد میں سختی نہ رہی اور کچھ نرمی ہوگئی اور مسیح موعود کے زمانہ میں بالکل موقوف ہوگیا۔ دراصل وہ اپنے تک پہنچ کر اس کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ یہ جو بہت خوشامدی تھا اس نے ملکہ قیصرہ ہند کو لکھا۔ اس سے بڑھ کر میں نے آج تک کوئی ٹوڈیانہ خط نہ دیکھا، نہ پڑھا۔ میں ایک پیغمبرانہ خط آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ حضرت سلیمان نے بلقیس کو ایک خط لکھا۔ اس میں لکھا۔ قرآن میں اس کو بیان کیا گیا ہے۔ ’’الّا تعلوا علیّ واتونی مسلمین‘‘

یہ پیغمبرانہ خط ہے۔ ’’میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور طالع ہو کر آ جاؤ۔‘‘

پہلے صرف یہ کہ: ’’انه من سلیمان و انه بسم الله الرحمن الرحیم‘‘
اس کے بعد صرف اتنا لکھا کہ: ’’الّا تعلوا علیّ واتونی مسلمین‘‘

یہ (مرزا صاحب) ۲۶ صفحوں کا خط لکھتے ہیں۔ لیفٹیننٹ جنرل، صاحب بہادر، دام اقبالہ، اسی ’’دام اقبالہ‘‘ نے اس کی نبوت کی لٹیا ڈبودی۔ کوئی بیس تیس دفعہ اس نے یہ لکھا ہے یہاں تک لکھا کہ: ’’آپ ایک دفعہ ایک شاہانہ لفظ میرے لئے لکھ دیں۔‘‘

استدعا کی ہے۔ یہ ایک صیہونی فرقہ ہے۔ مسلمانوں کے لئے زہریلا ہے۔ یہودیوں سے بڑھ کر ہے۔ یہ تو مارآستین ہے۔ یہودی تو صاف کافر ہیں۔ ہمارے دشمن ہیں۔ لیکن یہ چھپے ہوئے ہیں۔ سانپ ہیں۔ انگریزوں کے زمانے میں 2834 انہوں نے عراق، بغداد جانے کے بعد چراغاں کیا۔ مسلمان ملکوں کے خلاف اظہار خیال کیا اور جب پاکستان بنا تو اس وقت بھی انہوں نے نقصان پہنچایا۔ کمیشن میں مرزا ناصر احمد نے کہا کہ مسلم لیگ کی درخواست پر میں شریک ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے وقت میں سے تم (نے ان قادیانیوں) کو وقت کیوں دیا۔ اس میں خود ظفر اللہ تھا۔ منیر کمیشن میں اس نے کہا کہ جب لیاقت علی دورہ پہ جاتا تھا تو وزارت عظمیٰ میرے پاس ہوتی تھی۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ تو بہرحال یہ تو مدعی ہے اور چھوٹے چھوٹے کاموں تک پہنچتا تھا۔ مجھے علم ہے کہ ایک آدمی قتل ہوا مانسہرہ میں، میں اور ماسٹر تاج الدین صاحب گورنر سرحد شہاب الدین کے پاس پشاور گئے جو نظام الدین کا بھائی تھا۔ ہم نے اس قاتل کے بارے میں کچھ نرمی اختیار کرنے کی بات کی۔ مقتول اصل میں مرزائی تھے۔ اس نے ظفر اللہ خان کی تعریفیں شروع کردیں۔ ہمارے سامنے گورنر سرحد اور تعریفیں ظفر اللہ خان کی۔ ظفر اللہ خان چھایا ہوا تھا۔ اس کے خلاف کوئی بات نہیں ہوسکتی تھی۔ یہ ظفر اللہ خان کی مہربانی ہے کہ باؤنڈری کمیشن میں یہ گئے تو جو کچھ کردار انہوں نے ادا کیا اس سے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ میرے بعد میری امت میں، یہ جو امتی نبی کہتے ہیں وہ یہی حضور ﷺ نے پہلے فرمادیا میری امت میں سے ہو کر نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ یہ امتی نبی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ کذاب دجال ہوں گے۔ تو یہ وہاں گئے۔ انہوں نے جو بیان دیا وہ اس کی تصدیق ہے کہ حضور ﷺ نے کتنا سچ فرمایا اور کتنے صحیح صادق ومصدوق پیغمبر تھے۔ کذاب تو اس لئے ہوئے کہ انہوں نے کہا کہ یہ مسلمان کافر ہیں۔ ہم اور یہ بالکل، علیحدہ ہیں۔ یہ دعویٰ دیا گرداسپور ضلع میں کہ عام مسلمان ہم سے علیحدہ ہیں۔ ہم اور یہ ایک قوم نہیں، اس پر زور دیا اور دجل وفریب کیا۔ دجال ہونے کا مظاہرہ کیسے کیا اور آخر میں لکھ دیا۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کے ساتھ الحاق

ہو۔ یہ آخر میں دجل کیلئے لکھا، فریب کے لئے لکھا۔ کمیشن کو یہ دے [2835] دیا کہ ہم علیحدہ ہیں اور مسلمانوں کی تعداد اس ضلع میں کم ہے۔ یہ پاکستان بننے کے بعد انہوں نے ڈنگ دیا۔ پاکستان بناتے وقت انہوں نے یہ ڈنگ دیا اور یہ نتیجہ ہے کشمیر کی تمام جنگوں کا، بھارت سے مستقل مقابلہ کا یہی سبب تھا۔ حقیقتاً یہ ایجنٹ ہیں۔

میں ایک بات عرض کروں گا، شاید وہ بعضوں کو معلوم نہ ہو۔ ۳۱۳ درویش کے نام سے قادیان میں مرزائی جاتے ہیں۔ مرزے کی قبر کی حفاظت کے لئے، اور اس کے مقابلہ میں ۳۱۳ سکھ آتے ہیں گوردوارے کی حفاظت کے لئے جو ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ ۳۱۳ مرزائی رہتے ہیں مرزے کی قبر کی حفاظت کے لئے۔ نہ مسلمان رہتے ہیں وہاں، نہ اجمیر کے لئے جاتے ہیں، نہ کسی اور مقدس مقام کے لئے جاتے ہیں تو مرزے کی قبر اور ہڈیوں کی حفاظت کے لئے جاتے ہیں۔ یہ کیا چیز ہے۔ ہمارے یہاں کہتے ہیں زیارت لگتی ہے۔ بعض اولیاء کے مزاروں پر لوگ جاتے ہیں اور ان کی حاجت پوری ہوتی رہتی ہے تو اس کو کہتے ہیں اُن کی زیارت لگتی ہے تو ان مرزائیوں کی زیارت لگتی ہے۔ مرزا کی ہڈیوں کی حفاظت کے لئے۔ ۳۱۳ سکھ یہاں آئیں اور ان کا تبادلہ ہوا کرتا ہے باقاعدہ۔ یہ بات اگر نہیں معلوم تو میں کہنا چاہتا ہوں اور اگر اب تک ہے تو اس کو ختم کرنا چاہئے۔ یہ تو ایجنٹ ہیں اور جو لوگ ۳۱۳ آئیں جائیں، آئیں جائیں تو آپ کے ملک کی کون سی بات خفیہ رہ سکتی ہے؟ یہ تو جاسوس ہیں سارے کے سارے۔ وہاں جانے والے روز تبدیل ہوتے ہیں۔ یہ جاسوس ہیں۔ وہاں کے آنے والے جاسوس ہیں۔ یہاں کے جانے والے جاسوس ہیں۔ تو انہوں نے کسی وقت بھی مسلمانوں کی بھلائی نہیں کی۔ یہ مسلمان کے نام سے مسلمانوں کے اندر ایک خطرناک فرقہ ہے۔ اس پر کوئی مسلمان بھروسہ کرے گا؟ اس پر کوئی قوم بھروسہ کرے گی؟ اس پر کوئی فرد بھروسہ کرے گا؟ حکومت بھروسہ کرے گی تو منہ کی کھائے گی۔ یہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور سب کے سامنے کہنے کو تیار ہوں۔

[2836] اس وقت ہم ایک ایسے مرحلے پر پہنچے ہیں کہ دنیا کی نگاہیں ہماری طرف، مسلم ممالک کی نگاہیں ہماری طرف، تمام مسلمان حکومتیں، عرب حکومتیں ہم کو دیکھ رہی ہیں اور ہمارے فیصلے کی انتظار میں ہیں۔ میں یہ مانتا ہوں کہ ہماری قوم سمجھدار ہے۔ وہ اس طریقے سے کوئی بات نہیں کرے گی کہ جس سے ملک کو نقصان پہنچے۔ لیکن باوجود اس کے ساری کی ساری قوم یہ چاہتی ہے کہ اس آستین کے سانپ کا سر کچلا جائے اور کیسے نہ کچلا جائے۔ ہم یہ بات حکومت کے حوالے کرتے ہیں۔ لیکن یہ ساتھ کہتا ہوں کہ جب وہ ہم کو کافر کہتے ہیں اور ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور یہ

بات مرزا غلام احمد نے لکھی ہے کہ: ''دنیا کی مسلمان بادشاہتوں میں سے، حکومتوں میں سے کوئی حکومت نہیں ہے جو ہم کو کافر نہ کہے۔''

یہ مرزا نے لکھا اور یہ ۱۹۰۸ء سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ مرزا نے یہ کہا ہے کہ: ''تمام مسلمان حکومتیں ہمارے خون کی پیاسی ہیں۔ ہم کسی جگہ تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اپنا عقیدہ پیش نہیں کر سکتے۔ وہ ہم کو کافر سمجھتے ہیں۔''

یہ مرزا نے خود لکھا اور جو ناصر احمد نے اپنے خلاف باتیں پیش کیں کہ مسلمانوں نے ہم پر کیا کیا فتوے لگائے کفر کے۔ اس موقع پر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کا ایک ڈھونگ آپ کو بتادوں۔ انہوں نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہا اور پھر چھپایا اس طرح کہ انہوں نے پہلے کافر کہا تو جو مسلمان کو کافر کہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ عجیب ڈھونگ اپنا بنایا۔ آپ خدائی کا دعویٰ کریں۔ آپ کو ہر شخص کافر کہے گا۔ جب آپ کو کافر کہیں تو آپ کہیں جی ہم نے تو ان کو کافر نہیں کہا نہ، ہم کو کافر کہنے سے خود ہی کافر ہو گئے۔ یہ آپ نے عجیب ڈھونگ اور ڈھنگ نکالا ہے مسلمانوں کو کافر بنانے کا۔ آپ کافر اس لئے بنائیں کہ وہ آپ کی رسالت کو نہیں مانتے۔ آپ کی پیغمبری کو نہیں مانتے۔ آپ کو مسیح موعود نہیں مانتے۔ آپ کو کذاب ودجال سمجھتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ چونکہ مجھے کافر کہا اس لئے وہ خود کافر ہو گیا۔ تم خدائی کا دعویٰ کرو، پیغمبری کا دعویٰ کرو، ساری دنیا سے بہتر بنو، تم مسلمانوں کو دھوکہ دو، پھر لوگ تمہیں کافر نہ کہیں؟ اگر کوئی کہے تو کہو کہ انہوں نے مجھے کافر کہا ہے۔ اس لئے کافر ہو گیا۔ تو تمہیں کوئی کافر نہ کہے گا؟

2837 میرا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے جو باتیں یہاں پیش کی ہیں، جھوٹ بولنے کے حیلے پیش کئے، بات کو چھپایا۔ اب ساری دنیا کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے زمانے والوں کو قطعی کافر کہا تو جب کافر کہا اور یہ لکھا کہ میرا نہ ماننا قرآن وحدیث کا نہ ماننا ہے۔ میرا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے۔ میرا انکار خدا اور رسول ﷺ کا انکار ہے، تو اب میں ناصر احمد سے پوچھتا ہوں کہ جو خدا کا انکار کرے وہ کس کھاتے میں ہے؟ آپ کے اس چھوٹے کفر میں ہے یا بڑے کفر میں ہے؟ اب ناصر احمد نے تاویل کی ہے کہ ہم مسلمانوں کو تو کافر کہتے ہیں۔ لیکن چھوٹا کافر کہتے ہیں۔ بڑا کافر نہیں کہتے اور دجل وفریب یہ کیا ہے۔ آج تک جو معنی سمجھتے تھے کہ فلاں شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے معنی یہ تھے کہ اسلام ایک دائرہ ہے۔ اس کی حدود ہیں۔ جو ان حدود کو پھلانگے گا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ بات صاف تھی۔ اس نے کہہ دیا کہ ایک چھوٹا حلقہ ہے۔ اس سے خارج ہو گیا۔ یہ اس نے تاویل کی اور نیا معنی گھڑا۔ نیا معنی گھڑنے میں

ان کو کمال حاصل تھا۔ اس نے جو "اتمام حجت" کا معنی کیا ہے بالکل غلط کیا ہے۔ مرزا ناصر احمد نے اتمام حجت کا جو معنی کیا ہے وہ یہ ہے کہ دلائل سے اپنی بات پیش کرو۔ دعوت دو۔ توحید رسالت کی یا حق کی دعوت دو اور دلائل دو۔ اس کا دل مان لے کہ تم حق پر ہو۔ تم کو سچا سمجھ کر پھر انکار کرے تو یہ ملت سے خارج ہے۔ یہ اتمام حجت تھا۔ حالانکہ قرآن مجید نے اتمام حجت کا یہ معنی نہیں کیا۔ قرآن مجید نے کہا ہم نے پیغمبر اس لئے بھیجے کہ یہ کوئی نہ کہہ سکے۔ "ماجاءنا من نذیر"

کہ ہمارے پاس ڈرانے والا نہیں آیا۔ ڈرانے والا کافی ہے اتمام حجت کے لئے۔ پیغمبر کا آنا اور دعوت دے دینا کافی ہے اتمام حجت کے لئے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ "لئلا یکون للناس علی اللہ حجة بعد الرسل"

کہ ہم نے پیغمبر بھیجے۔ پیغمبروں کے نام پہلی آیت میں آئے ہیں۔ ڈرانے والا، ڈر سنانے والا، خوشخبری دینے والا، تا کہ اتمام حجت ہو جائے لوگوں پر۔ لوگوں پر خدا کی حجت قائم ہو جائے۔ 2838 اس لئے بھیجا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ پیغمبر کو سچا سمجھ کر انکار کرے۔ ہاں ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو سچا بھی سمجھیں پھر بھی نہ مانیں، تعصب سے نہ مانیں، ہٹ دھرمی سے نہ مانیں، ضد سے نہ مانیں۔ ایسے لوگ ہو سکتے ہیں۔ لیکن اتمام حجت کے معنی میں یہ چیز داخل نہیں ہے۔ یہ ناصر احمد نے قوم کو دھوکہ دیا ہے۔

تو بہر شکل میں اسے مانتا ہوں کہ تم عربی پڑھے ہوئے ہو۔ اس کو مانتا ہوں کہ تم انگریزی پڑھے ہوئے ہو۔ لیکن تم دین کو چھپاتے ہو اور تم اپنے دادا کی بات کو نبھاتے ہو۔ اتنے کروڑوں روپے کما لئے۔ ربوہ کی زمین انجمن احمدیہ کے نام وقف ہے۔ وہ تم ذاتی طور پر استعمال کر رہے ہو اور اس کی رجسٹریاں نہیں کرتے اور لوگوں سے روپیہ لے کر وہ زمینیں ہی بیچتے ہو؟ بہشتی مقبرے بھی بنا لئے، پیغمبرانہ کاروبار شروع کر دیا اور تم کروڑ پتی بن گئے۔ میں کہتا ہوں کہ سودا تمہارے نفع کا نہیں ہے۔ تم نے اپنی ساری نسل کو قیامت تک تباہ و برباد کر دیا ہے۔ چند کوڑیوں کے عوض تو بہر شکل میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ میں اس کو مانتا ہوں کہ تم پڑھے لکھے ہو۔

یہ جو بیچارے لاہوری آئے، یہ تو بالکل کورے تھے۔ علم سے اس وقت انہوں نے اپنے اس بیان میں لکھا بھی شفا اور پڑھا بھی شفا زبر کے ساتھ۔ حالانکہ یہ لفظ ہے عربی میں شفاء جیسے قتال ہوتا ہے جیسے کبال ہوتا ہے، جیسے مواجبات الرجاء ہوتا ہے۔ جیسے مقابلہ اور ارتبال ہوتا ہے۔ اسی شفا اور مشافحہ کا لفظ ہے۔ انہوں نے شفا لکھا بھی اور شفا پڑھا بھی۔ اس ہاؤس کے سامنے میں نے ان کی توجہ دلائی کہ فلاں سطر میں آپ نے جو لکھا ہے یا فلاں صفحے میں جو آپ نے

لکھا ہے تیرھویں میں، اس کو پھر پڑھیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔ جگہ کا نام میں نے نہیں لیا اور نہ لفظ میں نے بتایا۔ اسی سطر کو انہوں نے نکالا، پھر پڑھا اور کہا کہ ٹھیک ہے۔ میں نے کہا کہ اچھی طرح پڑھیں تیرھویں صفحے میں فلاں سطر ہے۔ آیا یہ ٹھیک لکھی ہوئی ہے یا کوئی غلطی ہے۔ اس میں قطعاً غلطی تھی۔ (عربی)

2839 کہ نبوت کا چالیسواں حصہ یعنی صرف نیک خواب ہیں۔ باقی نبوت کیا چیز ہے؟ نبوت بہت اونچا مقام ہے۔ خالق ومخلوق کا تعلق وہاں عیاں ہوتا ہے۔ تقدیر کا مسئلہ کھلتا ہے۔ وہاں معرفت تامہ حاصل ہوتی ہے۔ عرفان کے مدارج طے ہوتے ہیں۔ وہ نبوت عوام کو خدا کی طرف بلانے والی چیز ہوتی ہے۔ وہ مکالمہ کیا چیز ہے؟ وہ خدا سے باتیں کس طرح ہوتی ہیں؟ وہ نبوت بہت اعلیٰ مقام ہے جو ہماری فہم وادراک سے بہت اونچا ہے تو اس کا چھیالیسواں حصہ رویائے صالحہ، خواب صالحہ ہوتے ہیں۔ اب جب حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ مبشرات کے کیا معنی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک اچھا خواب جو مسلمان دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے یہ حضور ﷺ کا ترجمہ ہے جو ترجمہ ابوالعطاء نے کیا مبشرات کا مبشرین جو جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔ یعنی ترجمہ وہ کیا جو رسول اللہ ﷺ کے ترجمے کے خلاف ہے۔ یہ ابوالعطاء جو یہاں آیا کرتا تھا وفد کے ساتھ اور اس کی ایک کتاب انہوں نے ختم نبوت کے جواب میں ضمیمے کے طور پر پیش کی۔ اس میں بھی بہت سی باتیں غلط ہیں وہ سلطان الاغلاط ہے۔

بہر شکل میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ انہوں نے یہاں پر بارہا پڑھا۔ واللہُ العظیم! یہ لاہوری پارٹی نے پڑھا۔ حالانکہ یہ لفظ واللہِ العظیم! ہے۔ ’’و‘‘ حرف جار ہے، ہر قسم کے لئے آتا ہے یہ مفعول کو مجہول کر دیتا ہے۔ جیسے واللہ، باللہ، تاللہ، زیر پڑھی جاتی ہے۔ اس نے واللہُ العظیم پڑھا۔ آخر میں نے اٹھ کر جناب صدر سے عرض کیا کہ ہمارے سر میں درد ہوتا ہے۔ خواہ مخواہ یہ غلط پڑھتے ہیں۔ ان کو آپ صحیح پڑھنے کی ہدایت کریں کہ ظفر اللہ کے زمانے میں ظفر اللہ ہی کی حکومت تھی۔ اسی طرح بیرونی طاقتوں نے ان سے بات کی۔ اس وقت ہماری خارجہ سیاست یہ نہ تھی جو اس وقت ہے۔ ناظم الدین کے یہ الفاظ ہیں کہ اگر ظفر اللہ کو نکال دوں تو امریکہ 2840 پاکستانیوں کو گیہوں دینا بند کر دے گا۔ گویا گیہوں ظفر اللہ کو ملتے تھے اور پاکستان کو نہیں۔ لہٰذا میں ظفر اللہ کو کیسے برخواست کر دوں۔ لاہور اور چنیوٹ کے درمیان جو جنکشن ہے اس وقت مجھے اس کا نام یاد نہیں آ رہا۔ وہاں چار مسلمان قتل ہوئے۔ ظفر اللہ نے آخر مرزائیوں کو رہا کرایا۔ مسلمانوں کے قاتلوں کو رہائی دی۔ یہ اتنا بڑا ابلیس ہے لیکن ان کا قصور نہیں تھا، ان کا علم ہی اتنا تھا اور یہ بنے ہوئے تھے

مبلغ۔ یہ تبلیغ کرتے ہیں یورپ میں، اسلام کی، اور ان کے منہ سے نکل گیا کہ ہم تبلیغ کرتے ہیں، ختم نبوت کا ذکر کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ حضور ﷺ کی تعلیم کا دراصل معنی یہ ہے کہ کوئی نیا پرانا نبی نہیں آسکتا۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ ان کی جگہ آنے والا مرزا غلام احمد۔ یہ ہے ساری تبلیغ۔ یہ ساٹھ سال تک تبلیغ کرتے رہے، کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: مولانا! آپ ختم کرنے کی کوشش کریں، اس واسطے کہ ہم نے ۲۶۰ صفحے کی کتاب بھی پہلے سن لی ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: میں مختصر کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: جو کتابوں والے ہیں ان کو تھوڑا ٹائم دیا گیا ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: نہیں میری ایک کتاب باقی ہے جو لاہوری پارٹی کے جواب میں ہے۔ وہ پریس میں دی ہوئی ہے۔ آج شاید چھپ جائے۔ اس کے بارے میں میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی، ورنہ اس کتاب......

جناب چیئرمین: وہ اگلی اسمبلی کے لئے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: بہرحال میں مختصر کر دیتا ہوں۔ جیسے آپ فرمائیں تو میرا مطلب یہ ہے......

2841 **جناب چیئرمین:** وہ کتاب چھ سو صفحے کی ہے؟

مولانا غلام غوث ہزاروی: نہیں، وہ مختصر ہے۔ (قہقہے) وہ میں پڑھ سکتا ہوں۔ وہ میرے خیال میں چھ، سات صفحے کی ہوگی۔ تھوڑی ہے۔ وہ اتنی ہے جتنی ان کی کم ہے۔ بہرحال میں اس میں بھی ذکر کروں گا۔

لاہوری مرزائیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم مرزے کو نبی نہیں مانتے۔ مرزے نے اپنے کو نبی نہیں کہا۔ یہ میں مختصرا عرض کر دیتا ہوں۔ یہ سب کے لئے ضروری چیز ہے کہ مرزے نے کہا کہ میں نبی ہوں۔ مرزے نے کہا میں رسول ہوں۔ مرزے نے کہا خدا نے قادیان میں پیغمبر بھیجا۔ خدا نے میرا یہ نام رکھا نبی۔ مرزے نے کہا مجھے خدا نے لقب دیا۔ مرزے نے کہا مجھے یہ منصب عطاء ہوا۔ مرزے نے کہا خدا نبی اور رسول کہہ کر مجھے ۲۳ سال تک پکارتا رہا۔ مرزے نے کہا میرے پاس جبرائیل آیا۔

”جاءنی آئیل“ یہ حقیقت الوحی کی عبارت ہے۔ میرے پاس جبرائیل آیا۔ اس نے اشارہ کیا، اس نے بات کی۔ پھر مجھے منصب نبوت دیا گیا۔ مجھے لقب نبوت دیا گیا۔ مجھ خطاب

نبوت دیا گیا۔ میرا یہ نام نبی خدا نے رکھا۔ میں نبی ہوں۔ میں رسول ہوں۔ آپ فرمایئے کہ کسی بڑے پیغمبر کو ہم نبی اور رسول کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ رسالت ونبوت کا دعویٰ کن الفاظ میں کرے گا؟ جو الفاظ مرزے نے ذکر کئے ہیں۔ سوائے ان کے اور کوئی لفظ نہیں ہے جن سے کوئی پیغمبر دعویٰ نبوت کا کرے، حقیقتاً نبوت کا دعویٰ کرے اور میں اس میں راز بتا دیتا ہوں۔ یہ دونوں ایک ہیں۔ یہ دونوں مرزے کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ عیسیٰ مر گئے۔ میں عیسیٰ، میں فرض کرتا ہوں ایک سیکنڈ کے لئے۔ پہلی ہم نے جو کتاب پیش کی ہے اس کو پڑھ لیجئے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ مرزائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس میں ۹ آیتیں پیش کی ہیں اور تیرہ، چودہ حدیثیں پیش کی ہیں کہ حضور ﷺ 2842 نے کیا معنی کئے۔ قرآن کی آیتوں کی کیا تفسیر کی۔ صحابہؓ نے کیا معنی کئے۔ بارہ صدیوں کے مجددین نے کیا معنی کئے۔ آج کل آپ عدالت کے فیصلے کو دلیل میں نہیں پیش کرتے۔ لیکن ہائیکورٹ کا فیصلہ باقاعدہ قانون بن جاتا ہے۔ لیکن تیرہ صدیوں کے مجددین، تیرھویں صدی، چودھویں صدی کا مجدد بنا ہے۔ مرزا تیرہ صدیوں کے مجدد جو ان کے مانے ہوئے مجدد ہیں جن کی فہرست انہوں نے اپنی کتاب میں لکھ کر دی۔ ہم نے کتاب میں سب کچھ لکھ دیا ہے۔ ان مجددین کا حوالہ دیا ہے۔ ہم نے کہا کہ انہوں نے کیا معنی کئے ان آیتوں کے تو ہائیکورٹ معنوں کے بعد قانون کی تشریح ختم ہو جاتی ہے۔ قانون کی کوئی اور تشریح نہیں ہو سکتی۔ لیکن میں ایک منٹ کے لئے مانتا ہوں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام مر گئے، نبوت فرض کیجئے کہ جاری ہے۔ ہرا یرا غیرا، نتھو خیرا، گاما گھسیٹا، اٹھ کر کہے کہ میں پھر نبی ہوں۔ میں مسیح ہوں۔ بھلا آپ خیال تو کریں۔ جو ہم نے لکھا ہے مرزا جی کی صرف ٹوڈیانہ حرکات کو دیکھ لیجئے۔ ایک خط میں نے پڑھا حضرت سلیمان علیہ السلام کا۔ ایک خط میں آپ کو حضور اکرم ﷺ کا پڑھ کر سنا دوں جو بخاری میں ہے کیا ستم ہے۔ ہرقل شاہ روم کو آپ ﷺ نے لکھا (عربی) یہ عنوان ہے۔ آگے خط میں لکھا ہے: ”اسلم، تسلم“

مسلمان ہو جاؤ، بچ جاؤ گے۔ ورنہ تم پر تمہارا بھی وبال ہوگا اور تمہارے پیچھے چلنے والوں کا بھی یہ ہے جلالی خط۔ یہ ہے پیغمبرانہ خط۔ شیطان کی آنت کے برابر دام اقبال، دام اقبال، دام اقبالہا، دام اقبالہا۔ خط لکھا۔ میرے ابا جان نے ۵۰ گھوڑی دی ہے۔ میرے بھائی جان نے قتبہ، مفسدۂ سکھ کے زمانے میں بڑی امدادی ہے۔ میں فقیر تھا۔ میں غریب تھا۔ مجھ سے اور کوئی خدمت نہ ہو سکی۔ میں نے ۵۰ الماریاں کتابوں کی لکھی اور تمام اسلامی ممالک میں بھیج دیں۔ انگریزوں سے لڑنا حرام ہے، جہاد حرام ہے۔ میں یہی خدمت کر سکا اور میں دعوے سے کہتا

ہوں کہ مجھ سے بڑھ کر اور میرے خاندان سے بڑھ کر خیر خواہ اس گورنمنٹ کا نہیں۔ یہ ایک ہی پکی بات مرزے نے لکھی ہے کہ اس سے بڑھ کر انگریز کا وفادار کوئی نہیں ہوسکتا۔

[2843]تو میرا مطلب یہ ہے۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام مانتے ہیں، مسیح موعود مانتے ہیں۔ لاہوری بھی اور قادیانی بھی اور پھر یہ جسمانی معراج کے منکر ہیں۔ لاہوری بھی جس طرح قادیانی منکر ہیں۔ جس طرح مرزا منکر ہے۔ مرزے نے لکھا ہے مسجد اقصیٰ یہ میری مسجد ہے قادیان کی۔ جو قرآن میں ہے۔ ”سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ“

مرزے نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ میری ہے۔ یہ تبلیغ رسالت جلد نہم میں درج ہے۔ مرزے کا یہ قول اور اس میں اس نے لکھا ہے کہ یہ مسجد اقصیٰ یہی میری مسجد ہے اور وہ جو منارہ ہے جس کے پاس عیسیٰ علیہ السلام، وہ یہی منارہ ہے۔ منارۃ المسیح ہے جو میں نے بنایا ہے۔

یہاں آپ مجھے ذرا سی اجازت دیجئے۔ ایک افیمی تھا وہ استنجا کرنے جاتا تھا۔ بیت الخلاء میں تو وہ پانی کا لوٹا لے جاتا تھا۔ افیمی کو اکثر قبض رہتا ہے۔ لوٹے میں سوراخ تھا تو جب تک وہ فارغ ہوتا لوٹے سے پانی ٹپک ٹپک کر ختم ہو جاتا۔ افیمی کو بڑا غصہ آتا تو اس نے ایک دن لوٹا پانی کا بھرا، اندر گیا۔ پہلے استنجا کر کے اس کے بعد ہگنے لگا۔ کہا کہ سسرا کہیں کا اب ٹپک تو دیکھوں گا میں (قہقہے) تو پہلے استنجا کر گیا اور بیت الخلاء میں بعد میں انتظام کرنے لگا۔ یہ مرزا پہلے نازل ہوا چراغ بی بی سے یا قادیان میں......

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کافی ہوگیا ہے آپ بیت الخلاء تک تو پہنچ گئے ہیں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: تو منارہ بعد میں بنایا۔ منارے کے لفظ کا کوئی معنی نہیں۔ دمشق سے مراد قادیان ہے۔ منارے سے مراد منارۃ المسیح ہے۔ باب لد سے مراد لدھیانہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام سے مراد غلام احمد ہے مریم سے مراد......

جناب چیئرمین: اس میں لکھا ہوا ہے اس کے اندر ہے۔

[2844]**مولانا غلام غوث ہزاروی:** ہاں! اس کے اندر لکھا ہوا ہے۔ میں اس بات کی تائید کرتا ہوں اور ختم کرتا ہوں اور تحریک پیش کرتا ہوں۔ اپنے بل کے حق میں کہ لاہوری مرزائیوں اور قادیانیوں دونوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کوئی کمزور نتیجہ نہ آئے۔ میں آپ کو سچائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ تمام عالم اسلام آپ کے اس فیصلے کا منتظر ہے۔ تمام رعایا آپ کے اس فیصلے کا انتظار کرتی ہے۔ تمام ممالک پر اس کا اثر پڑے گا۔ میں عرض کردوں، میں نے ایک بڑی

شخصیت سے عرض کیا ہے کہ ان کا پروپیگنڈہ باہر اسلام کے نام سے ہے۔ آج اگر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو ان کا پروپیگنڈہ دو فیصد بھی نہیں رہے گا۔ یہ سارا ختم ہو جائے گا۔ ان کا پروپیگنڈہ اسلام کے نام سے ہے۔ پھر مسلمان ممالک سمجھتے ہیں۔ بلکہ مسلمان ہی نہیں کہ آپ کے خلاف کیا پروپیگنڈہ ہوگا۔ روس اور امریکہ کی جو پالیسی ہوگی وہ ان کی پرانی پالیسی ہوگی۔ چین کی جو پالیسی ہوگی وہ ان کی پرانی پالیسی ہوگی۔ یہ آج اپنے آدمیوں کو تاریں دلواتے ہیں۔ ان کا دجل ہے۔ یہ تو آپ کو متاثر کرتے ہیں۔ آپ کو قوت کے ساتھ، بہادری کے ساتھ، نڈر ہو کر اسمبلی نے آپ کو یہی حکم دیا ہے کہ آپ خدا کے امین ہیں، آپ قوم کے امین ہیں۔ آپ کو باقاعدہ طور پر حکومت نے، بلکہ پرائم منسٹر نے یہ بات آپ کے حوالے کی کہ اسمبلی کیا فیصلہ کرتی ہے۔ آپ اسلام کی روشنی میں فیصلہ کریں۔ آپ کی قوم چاہتی ہے۔ جس قوم کے آپ نمائندے ہیں۔ یہ قوم چاہتی ہے، عالم اسلام چاہتا ہے، تمام دنیا دیکھتی ہے۔ آپ اس بارے میں کوئی نرمی نہ کریں۔ یہ نرمی آپ کو مہنگی پڑے گی۔ میں آخر میں اس بل کی حمایت وتائید کرتا ہوں۔ (عربی)

جناب چیئرمین: شکریہ! پروفیسر غفور احمد! بالکل، آپ ہی فرمائیں گے جنہوں نے اڑھائی سو صفحے کی کتابیں لکھی ہیں انہوں نے ایک ایک گھنٹہ تقریریں کی ہیں۔

(جناب پروفیسر غفور احمد کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

2845 **پروفیسر غفور احمد:** جناب چیئرمین! اس اسمبلی کی تقریباً ۳۰ ماہ کی مدت میں یہ دوسرا زبردست چیلنج ہے جو آج ہمیں درپیش ہے۔ اس معزز ایوان کے سامنے پہلا چیلنج ملک کے لئے ایک مستقل دستور کی تدوین تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک چوتھائی صدی گزرنے کے باوجود ہمارا ملک دستور سے محروم تھا۔ یہ کام اس اسمبلی کے سپرد ہوا کہ اس ملک کے لئے مستقل دستور بنایا جائے۔ آپ کو جناب چیئرمین! یاد ہوگا کہ اس زمانے میں حکمران جماعت اور اپوزیشن جماعتوں کے درمیان بعض بنیادی اصولوں پر شدید اختلافات تھے۔ لیکن ان اختلافات کے باوجود ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اپنے فضل سے اس بات کی توفیق عطاء فرمائی کہ ہم اپنے اختلافات کو ختم کر کے ملک کے لئے ایک مستقل دستور مدون کرنے اور مکمل اتحاد کے ساتھ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس طریقے سے ہم نے اس چیلنج کو قبول کیا اور اس کے بعد اس کام پر پورے اترے۔ مجھے توقع ہے کہ انشاءاللہ! یہ دستور جو ہم نے پاس کیا ہے۔ عملاً اپنی سپرٹ کے لحاظ سے ایک دن ضرور اس ملک میں نافذ ہوگا۔

جناب والا! دوسرا چیلنج آج ہمارے لئے ختم نبوت کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کوئی نیا کام نہیں ہے۔ دراصل یہ دستور سازی کے کام ہی کی ایک اہم کڑی ہے جس کی تکمیل باقی ہے۔ دستور کے کام میں اور اس کام میں ایک خوش آئند فرق یہ ہے کہ آج ایوان کی پوری کمیٹی یک جان اور پوری یکجہتی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ آج یہاں جماعتیں نہیں، آج یہاں اپوزیشن اور حکمران جماعتیں نہیں بیٹھی ہیں۔ بلکہ ایک کمیٹی کے تمام ممبران مکمل اتحاد اور اتفاق کے ساتھ اس کام کو کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بات میں کہوں تو شاید لوگوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کروں گا کہ جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے کسی ممبر کو اس مسئلے میں اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ حکمران پارٹی کے لوگ کسی طرح بھی کسی دوسرے ممبر سے کم سرگرم عمل نہیں ہیں۔

2846 اس تین مہینے کی پچھلی مدت میں اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر، خواہ وہ مذہبی ہوں، اقتصادی ہوں، معاشی ہوں، ان پر بھرپور روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ ہم نے گواہان کے بھی بیانات سنے ہیں۔ ہم نے ان کے جوابات کو بھی دیکھا ہے۔ اس کے بعد جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی کو چار سوالات کے حل تلاش کرنا ہیں۔ اوّلاً! یہ کہ کیا ربوہ اور لاہوری جماعت میں عقیدے کے لحاظ سے کوئی فرق ہے۔ اگر ہے تو وہ کیا ہے۔ ثانیاً! یہ کہ دستور میں ایسی کیا ترامیم کی جائیں۔ جس سے یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے بہتر طریقے پر حل ہو جائے۔ ثالثاً! یہ کہ دستور میں ترمیم کی روشنی میں کیا کوئی قانون سازی ضروری ہے۔ اگر ہے تو وہ کیا ہے۔ رابعاً! یہ کہ معاملات کو درست نہج پر ڈالنے کے لئے ایسے کون سے انتظامی اقدامات ہیں جو ہمیں فوراً یا تدریج کے ساتھ کرنے چاہئیں۔

(لاہوری، قادیانی کوئی فرق نہیں)

جہاں تک پہلے معاملے کا تعلق ہے۔ یعنی ربوہ اور لاہوری جماعت کا فرق۔ ان دونوں فریقوں کے فراہم کئے ہوئے لٹریچر سے، ان کے جوابات سے یہ بات بالکل ثابت ہو گئی ہے۔ بغیر کسی شک وشبہ کے کہ عقیدے کے معاملے میں ان دونوں میں کوئی فرق مطلقاً موجود نہیں ہے۔ دونوں مرزا کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ دونوں مرزا کو نبی مانتے ہیں۔ خواہ کسی معنی میں مانتے ہوں۔ دونوں یہ بات کہتے ہیں کہ جو لوگ مرزا صاحب پر ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔ خواہ کسی درجے کے کافر ہوں۔ دونوں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایسے کافر حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں یہ سمجھنے میں بالکل حق بجانب ہوں گا کہ معاملہ عقیدے کے اختلاف کا نہیں بلکہ معاملہ گدی کے حصول کا ہے۔ دنیاوی مفادات کو حاصل کرنا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور بات نظر نہیں آتی۔

لاہوری جماعت گو تعداد میں بہت تھوڑی ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے وہ زیادہ دھوکہ دیتے ہیں جس طریقے سے وہ مسلمان کے ساتھ زیادہ گھول میل رکھتے ہیں، وہ ربوہ کی جماعت کے مقابلے میں مسلمانوں کے لئے خطرناک تر ہیں۔ ظاہر میں وہ اپنے 2847 عقیدے کو چھپا کر، شکر میں لپیٹ کر قوم کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ کمیٹی بھی مجھ سے اتفاق کرے گی کہ عقیدے کا معاملہ دونوں کا بالکل یکساں ہے۔ **Promised Masiah** (مسیح موعود) کا تصور دونوں جماعتیں پیش کرتی ہیں۔ اسلامی لٹریچر میں اس طرح کی کوئی چیز نہیں ملتی۔ یہ تصور بھی انہوں نے نصرانیت سے مستعار لیا ہے اور نصرانیت نے، جس نے اس پودے کو لگایا تھا۔ تناور درخت تک اس کی آبیاری کی ہے۔

(قادیانیوں کی تعداد کا مسئلہ)

دوسرا معاملہ جناب! پھر ترامیم کا آتا ہے۔ تقریباً تین ماہ اس کام کو کرنے کے بعد، ختم نبوت کی مضحکہ خیز تاویلات سننے کے بعد، اب اس ملک کا کوئی آدمی اس بات سے مطمئن نہیں ہو سکتا کہ دستور میں ختم نبوت کے عقیدے کو مزید توضیح کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔ میرے خیال میں یہ بات ہرگز ہرگز کافی نہیں ہو سکتی۔ تین مہینے کی اس تمام انتھک جدوجہد کے بعد قوم کا یہ خیال ہے کہ یہ بات بالکل ناگزیر ہے کہ دستور میں ایک ترمیم کے ذریعہ صراحت کے ساتھ یہ درج کیا جائے کہ مرزا کو ماننے والے خواہ وہ اسے کسی صورت میں مانتے ہوں۔ یعنی چاہے اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہوں، مسیح موعود مانتے ہوں، مجدد مانتے ہوں، محدث مانتے ہوں یا کچھ بھی مانتے ہوں۔ ایسے لوگ غیر مسلم ہیں اور وہ مسلمان نہیں۔ اس لئے کہ مرزا پر ایمان نہ لانے کے باعث وہ ہمیں خود کافر کہتے ہیں۔ اس بناء پر میرا خیال یہ ہے کہ نام لئے بغیر اگر محض تعریف کرنے کی کوشش کی گئی کہ ایسے ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں تو شاید معاملہ مزید پیچیدہ اور سنگین بن جائے گا اور نہ اس سے قوم مطمئن ہوگی۔ تیسرے یہ کہ ملک کے دستور میں ترمیم کے بعد ضروری قانون سازی کی جائے اور دیکھا جائے کہ کس کس قانون میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ اسمبلی کی رہبر کمیٹی بھی اس معاملہ میں رہنمائی کرے گی۔ لیکن میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اس کے بعد متعدد قوانین میں ترمیم کی ضرورت پیش آئے گی اور دستور میں ترمیم 2848 کے بعد اس بات کا فوری بندوبست کرنا لازمی ہے کہ ان کی مردم شماری کی جائے اور بلا تاخیر کی جائے۔ کیونکہ لاہوری جماعت اور ربوہ والے دونوں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ انہیں اپنے

پیروکاروں کی تعداد کا صحیح علم نہیں۔ گو یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی منظم جماعت کو معلوم نہیں ہے کہ ان کے پیروکار کتنے ہیں۔ گو ان کا کہنا ہے کہ ان کے اندازے کے مطابق ان کی تعداد پاکستان میں پینتیس یا چالیس لاکھ ہے اور پوری دنیا میں ایک کروڑ کے لگ بھگ۔ جناب والا! گروہ یہ بات کہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں تیس چالیس لاکھ ہیں اور دنیا میں ایک کروڑ ہیں تو دنیا سے تو ہمیں کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن ہم یہ بات ضرور جاننا چاہیں گے کہ پاکستان میں ان کی صحیح تعداد کیا ہے؟ اس مقصد کے لئے ان کی مردم شماری کی جائے اور یہ بغیر کسی تاخیر کے کی جائے۔ یہ بنیادی چیز ہے جو بغیر کسی پس وپیش کے ہونی چاہئے۔

جناب والا! چوتھا مرحلہ انتظامی معاملات کا ہے جو حکومت کو حل کرنا ہوگا۔ میں یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ ہمارا مقصد ہرگز ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم مرزا کے ماننے والوں کے جائز حقوق چھیننا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ وہ آج پوری دنیا میں پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ بلین آف ڈالرز کی وہ جائیدادیں جو پاکستان میں انہوں نے کمائی ہیں۔ وہ پاکستان کے مسلمان ان سے چھین لینا چاہتے ہیں۔ ان کو غصب کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان کا کوئی مسلمان یہ نہیں چاہتا کہ وہ ان کی املاک بغیر کسی حق کے چھینے۔ پاکستان کے دستور کا مطالعہ دنیا کا ہر انسان کرسکتا ہے اور میں یہ بات بلاخوف تردید کہتا ہوں کہ دستور پاکستان نے اقلیتوں کی حفاظت کے لئے ان کو قانون کے سامنے یکساں قرار دیا ہے۔ ان کے جان ومال اور آبرو کی حفاظت کے لئے ہم نے جو آرٹیکل اور جو پروویژن دستور میں رکھے ہیں اس میں دنیا کی متمدن ترین ملک کا دستور بھی ہمارے دستور کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور پھر جناب والا! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں 2849 کہ دستور میں کسی چیز کے لکھنے ہی کا معاملہ نہیں ہے۔ جہاں تک عمل کا تعلق ہے تمام غیرمسلم اقلیتیں اس بات کی شہادت دینے پر مجبور ہوں گی کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ صرف منصفانہ ہی نہیں بلکہ فیاضانہ سلوک کیا جارہا ہے اور کیا جاتا رہے گا۔ اس لئے کہ ہمارا دین ہمیں یہی بات سکھاتا ہے کہ ہم اقلیتوں کی حفاظت کریں اور ان کے ساتھ فیاضانہ سلوک کریں۔

اصل میں ہم جو بات کہنا چاہتے ہیں وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ مرزا کے ماننے والوں نے ماضی میں اپنے حقوق سے بڑھ کر جو چیزیں حاصل کی ہیں اور جس طریقے سے انہوں نے مستحقین کے حقوق کو پامال کیا ہے اس کی پورے طریقے سے چھان بین کی جائے اور جو چیزیں ان کے پاس بغیر کسی حق کے موجود ہیں مکمل تحقیقات کرنے کے بعد حکومت ان سے ایسی چیزوں کو واپس لے لے۔ اس لئے کہ ان کا ان پر کوئی حق نہیں بنتا۔ اصل میں یہ گروہ یہ چاہتا تھا کہ وہ بادشاہ

گر بن جائے اور ان کی خواہش یہ تھی کہ ان کے اوپر قانون لاگو نہ ہو۔

جناب والا! ہمیں یہ بات بتائی گئی ہے کہ زرعی اصلاحات کا قانون پاس ہونے کے بعد چونکہ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا تھا۔ لہٰذا پاکستان پیپلز پارٹی سے انہوں نے مطالبہ کیا کہ زرعی اصلاحات کا قانون ان کی زمینوں کے اوپر جاری نہ کیا جائے اور اسی طرح کا ایک اور مطالبہ کیا کہ تعلیمی اداروں کو جس طریقے سے قومیایا گیا ہے اور ان میں اصلاحات کی گئی ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان کے مدارس کو سکولوں کو، کالجوں کو اس سے مستثنٰی قرار دیا جائے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ ربوہ کے اندر ان کی ریاست در ریاست موجود رہے۔ بلکہ پاکستان میں جس جگہ بھی مرزا کے ماننے والے موجود ہوں ان کو اچھی پوزیشن حاصل ہو اور ملک کے جو عام قوانین ہیں ان کے اوپر جاری نہ ہوں۔ جناب والا! اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو ان کو استحقاقی پوزیشن حاصل ہے یہ غلط طریقے۔ سے حاصل ہے۔ اس کو ختم کیا جائے۔ اس پوزیشن کو ختم کرنے کے لئے ہم یہ بات کہتے ہیں کہ ان کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ ملازمتوں میں ان کو اتنا حصہ دیا جائے جتنی ان کی آبادی کا تناسب تقاضا کرتا ہے۔

2850 آخر میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بصیرت دے اور اس بات کی ہمت دے کہ اس معاملے کو اس طریقے سے پورا کر سکیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی سرخرو ہو سکیں اور قوم بھی مطمئن ہو جائے۔ شکریہ!

Mr. Chairman: *Thank you very much.*

(جناب چیئرمین: آپ کا بے حد شکریہ!)

ڈاکٹر محمد شفیع: مولانا! آپ کی باری بھی آ جائے گی۔ آپ نے کتاب سے پڑھنا ہے اور یہ بغیر کتاب کے ہیں اور بغیر کتاب کے جو ہیں ان کو زیادہ ٹائم ملے گا۔ چوہدری جہانگیر علی صاحب! آپ بھی آج بولیں گے کارڈر کی بنیاد پر یا ویسے ہی؟

چوہدری جہانگیر علی: جناب! کارڈر کی بنیاد پر۔

Mr. Chairman: *Thank you very much. Dr. Mohammad Shafi.*

(جناب چیئرمین: آپ کا بے حد شکریہ! ڈاکٹر محمد شفیع)

Dr. Mohammad Shafi: *Mr. Chairman, Sir, the issue started as "Khatm-i-Nabuwwat" but during our*

deliberations I think we have surveyed whole of the Mirzaiyat vis-a-vis Islam, and I being by nature inclined towards religion, have attended these meetings regularly and I have listened to them very attentively and I have drawn my own conclusions which may not be acceptable to other members. I do not know. In my opinion, they do not believe that Muhammad (Peace be upon him) is the last and the greatest Prophet. Both the groups believe Ghulam Ahmad as the last and the greatest prophet. This is my own reading. And, therefore, they do not take the life of Muhammad (Peace be upon him) as the model for them; they take the life of Ghulam Ahmad as the model for them. That means that they have got their own Sunnah which has nothing to do with our Sunnah. The story does not end there. They have got their own "Kalima", their own "Darood", their own Masjid-i-Aqsa and therefore their own "Qibla", and they have got their own site for Haj, and everything is different from us. They do not join us in the prayers; they do not join us even in "Janaza" prayers; they do not like to offer their daughters for marriage to us, although very cleverly they accept our daughters for their marriage. 2851 *Now what is the end result of that: That clearly means that they have themselves dissociated from the Muslims since the last 75years, and it is a reality which already exists and we only have to recognize it. And you know, Sir, we all are very fond of recognizing the realities and let us* *recognize this reality also.*

Now, this is one aspect of the issue. The other is that they do not stop there. They have got a parallel Government running in Rabwa which in my opinion is virtually Vatican. They have got their own Ministries under the name of I think "Nazirs" or some such thing -Nazir-i-Umoor -i-Kharja and -Nazir-i-Umoor -i-Dakhila and such like things. They call themselve Nazirs. Now this thing is being helped by thier hidden employees which we do not know in most cases. They are helped by the Qadiyanis who serve in our Departments. All the statistics and all the data are provided by them to that Government.

[At this stage Mr. Speaker vacated the Chair which was occupied by Madam Deputy Speaker (Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi).]

Dr. Mohammad Shafi: *They have boasted that they are serving Islam in foreign countries. One example that they have given for that is that they saved the Muslims in Israel when the Israelis captured that territory. Well that may be so that they saved the Muslims there. But the question arises: who saved the Qadiyanis there? Well, somebody must have saved them. If the Jews have saved them, even they must have done so with certain motives, and those motives are to be judged by us.*

Having drawn these conclusions, what is the solution for that? The solution is, in which the whole House is unanimous, that we recognize the reality which is already existing they have dissociated themselves from us, and we only have to declare it to be so. But, In this case, I would leave it to the Government to take the national and international factors into consideration and then take the appopriate steps. Thank you.

(جناب ڈاکٹر محمد شفیع کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

(ترجمہ)

(ڈاکٹر محمد شفیع: جناب چیئرمین صاحب! مسئلہ ختم نبوت کے عنوان سے شروع ہوا تھا۔ تاہم بحث مباحثے کے دوران ہم نے پوری مرزائیت بمقابلہ اسلام کا مطالعہ کرلیا ہے اور میں نے طبعی طور پر مذہبی ہونے کی وجہ سے ان اجلاسات میں بڑی باقاعدگی سے شرکت کی ہے۔ بہت غور سے تمام بحث کو سنا ہے اور میں نے اپنے کچھ نتائج بھی مرتب کئے ہیں جو میں نہیں جانتا باقی ارکان کے لئے قابل قبول ہوں یا نہ ہوں۔ میرے رائے میں وہ (قادیانی) حضرت محمد ﷺ کو آخری اور عظیم ترین پیغمبر تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے دونوں گروہ (قادیانی اور لاہوری) مرزاغلام احمد کو آخری اور عظیم ترین پیغمبر مانتے ہیں۔ یہ نتیجہ میں نے خود اخذ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ حضرت محمد ﷺ کی زندگی کو اپنے لئے بطور نمونہ نہیں لیتے۔ بلکہ مرزاغلام احمد کی زندگی میں اپنے لئے نمونہ تلاش کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی اپنی ایک سنت ہے۔ جس کا ہماری سنت سے کوئی تعلق نہیں۔ کہانی یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ ان کا اپنا ایک الگ ''کلمہ'' ہے۔ ایک الگ ''درود'' ہے۔ ایک الگ ''مسجد اقصیٰ'' ہے اور اس طرح اپنا ایک ''قبلہ'' ہے۔ ان کی حج کی اپنی الگ جگہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ان کی ہر شے ہم سے علیحدہ ہے۔ وہ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ ہمارے جنازوں میں شریک نہیں ہوتے۔ شادی بیاہ کے رشتوں میں وہ اپنی بیٹیاں ہمیں دینا پسند نہیں کرتے۔ اگرچہ بڑی چالاکی کے ساتھ ہماری بیٹیاں لے لیتے ہیں۔ اس ساری بات سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ گزشتہ ۷۵ سالوں میں انہوں نے خود اپنے

آپ کو مسلمانوں سے الگ کر لیا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو پہلے سے موجود ہے۔ ہمیں صرف اس کا اعتراف کرنا ہے۔ جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ ہم حقائق کو تسلیم کرنے سے کبھی جی نہیں چراتے تو آیئے اس حقیقت کو بھی تسلیم کر لیں۔

(ربوہ کی متوازی حکومت؟)

یہ معاملے کا صرف ایک رخ ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ اسی پر بس نہیں کرتے۔ وہ ربوہ میں ایک متوازی حکومت چلا رہے ہیں جو میری رائے میں ویٹی کن کی مانند ہے۔ وہاں ان کی اپنی وزارتیں ہیں جنہیں وہ "ناظر" کا نام دیتے ہیں۔ جیسے "ناظر امور خارجہ"، "ناظر امور داخلہ" وغیرہ۔ وہ اپنے آپ کو ناظر کہتے ہیں۔ یہ معاملہ ان کے خفیہ اہلکاروں کی مدد سے چل رہا ہے اور ہم اس کے متعلق زیادہ نہیں جانتے۔ ہمارے محکموں میں کام کرنے والے قادیانی بھی ان کی مدد کرتے ہیں اور وہ اپنی حکومت کو تمام معلومات اور اعدادوشمار فراہم کرتے ہیں)

(یہاں جناب اسپیکر نے اپنی کرسی کو چھوڑا۔ ان کی جگہ محترمہ ڈپٹی اسپیکر صاحبہ (ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی) نے کرسی صدارت سنبھالی)

(**ڈاکٹر محمد شفیع:** وہ (قادیانی) بڑے فخریہ انداز میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ بیرونی ممالک میں اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس کی ایک مثال وہ یہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اسرائیل میں مسلمانوں کو اس وقت بچایا جب اسرائیل علاقے پر قبضہ کر رہا تھا۔ چلئے مان لیتے ہیں کہ انہوں نے وہاں مسلمانوں کو بچایا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہاں قادیانیوں کی حفاظت کس نے کی ہے؟ یقیناً کسی نے وہاں ان کی حفاظت کی ہے۔ اگر یہودیوں نے ان کی حفاظت کی ہے تو ایسا کرنے میں ان کے کچھ محرکات ہوں گے اور ہمیں ان محرکات کا جائزہ لینا ہے۔

ان نتائج کو اخذ کرنے کے بعد سوال یہ ہے کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے۔ حل یہ ہے اور اس پر پورا ایوان متفق ہے کہ ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے جو پہلے سے موجود ہے۔ وہ ہم سے پہلے ہی تعلق توڑ چکے ہیں۔ ہمیں اس امر کا صرف اعلان کرنا ہے۔ تاہم اس معاملے کو میں حکومت پر چھوڑتا ہوں کہ وہ قومی اور بین الاقوامی عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب اقدام کرے۔

آپ کا شکریہ!)

2852 **محترمہ قائمقام چیئرمین:** چوہدری جہانگیر علی! آپ بولیں گے؟

چوہدری جہانگیر علی: جی ہاں! میں بولوں گا۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: بولیں۔

(جناب چوہدری جہانگیر علی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

چوہدری جہانگیر علی: جناب ڈپٹی چیئرمین صاحبہ! موجودہ مسئلہ جو اس خصوصی کمیٹی کے سامنے درپیش ہے۔ یہ مذہبی اہمیت کا بھی حامل ہے اور سیاسی نتائج بھی اس سے منسلک ہیں۔ اس مسئلے نے ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کے بعد اس ملک میں جو صورتحال پیدا کی اس کے متعلق ۱۳؍جون ۱۹۷۴ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب وزیراعظم اپنے نقطۂ نظر کا اظہار فرما چکے ہیں اور انہوں نے ملک وقوم کے مفاد کے پیش نظر اس مسئلے کو اس ملک کے سب سے بڑے ادارے قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا اور قومی اسمبلی نے خود فیصلہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو ایک سپیشل کمیٹی میں تبدیل کیا اور تقریباً دو ماہ ہوئے کہ اس مسئلہ کے اوپر اس ہاؤس کے اندر شہادتیں بھی پیش ہوئیں۔ بیان بھی ہوئے اور جرح بھی ہوئی۔ میں واضح کرنے کی کوشش کروں گا کہ جو شہادت ریکارڈ پر آئی ہے اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ کیا فریقین اپنے اپنے کیس کو ثابت کرنے میں کامیاب رہے ہیں؟ کیا احمدی جماعت کے لیڈر اپنے کیس اس ایوان کے سامنے ثابت کر چکے ہیں؟ انہوں نے حزب اختلاف یعنی غیر احمدی مسلمانوں کا کیس ناکام کر دیا ہے؟ یا غیر احمدی مسلمانوں کے دعوے کو وہ رد نہیں کر سکے؟ اور اپنے دعوے کی بھی صحیح طرح پر تصدیق نہیں کر سکے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین! مجھے ۱۹۷۰ء کا وہ ماحول یاد ہے جب جناب ذوالفقار علی شہر شہر اور قریہ قریہ اپنی پارٹی کا منشور بیان کرنے کے لئے، اور غریب عوام کو سیاست سے روشناس کرانے کے لئے، ان میں سیاسی تدبر پیدا کرنے کے لئے دورے کیا کرتے تھے۔ میں نے اکثر مقامات پر دیکھا کہ جناب بھٹو سے مذہب کے متعلق اکثر سوال کئے جاتے تھے اور ختم نبوت کے متعلق آپ 2853 سے استفسار کیا جاتا تھا۔ خود میرے شہر سرگودھا میں لوگوں نے جناب بھٹو کے سر پر قرآن رکھ کر یہ پوچھا تھا کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے تو انہوں نے واشگاف الفاظ میں فرمایا تھا کہ جو آدمی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا میں اسے مسلمان نہیں سمجھتا اور میں خود ایسا مسلمان ہوں جس کا ختم نبوت کے اوپر اعتقاد ہے۔

(صدارت، وزارت عظمیٰ اور ختم نبوت)

جناب ڈپٹی چیئرمین! جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو معلوم تھا کہ اس ملک کے اندر آئینی بحران ہے اور سالہا سال سے ملک بغیر کسی آئین کے چل رہا ہے۔ جناب بھٹو نے عوام سے وعدہ کیا کہ وہ نہ صرف ان کو عوامی دستور دیں گے بلکہ ان کو اسلامی دستور دیں گے۔ ان کو یہ بھی یقین تھا کہ اسلامی دستور بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ ممبران قومی اسمبلی اگر مسلمان ہوں اور صحیح عقیدے کے مسلمان ہوں تو پھر ہم اتفاق رائے سے غیر متنازعہ قسم کا اسلامی دستور اس ملک کو دے سکیں گے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! شاید یہی وجہ تھی کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کے لئے اپنی پارٹی کا ٹکٹ کسی احمدی یا قادیانی کو نہیں دیا اور آج ہم یہ بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ اس ہاؤس کے سو فیصد ممبران کا عقیدہ ختم نبوت پر ہے اور وہ اس کے اوپر ایمان رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اتفاق رائے سے اس ملک کو ایک عوامی اور اسلامی دستور دے چکے ہیں اور اس اسلامی دستور میں ہم نے نظریہ ختم نبوت کو بھی تحفظ دیا ہے اور اگر میں آپ کے سامنے دستور کے تھرڈ شیڈول کی عبارت پڑھ کر سناؤں تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کے اندر واشگاف الفاظ میں ختم نبوت کو تحفظ دیا گیا ہے اور جو آدمی ختم نبوت کے اوپر ایمان کا اور اعتقاد کا حلف نہیں اٹھاتا وہ اپنے آپ کو نہ مسلمان کہلوا سکتا ہے نہ کرسی صدارت پر بیٹھ سکتا ہے اور نہ ہی وزارت عظمیٰ کی کرسی پر متمکن ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! جہاں تک مذہبی عقیدے کا تعلق ہے اس پر بہت سارا لٹریچر اس کارروائی کے دوران مختلف اسلامی اور احمدی عقیدہ رکھنے والوں کی جانب سے ممبران قومی اسمبلی 2854 کے پاس آیا اور ہم نے ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ فاضل ممبران قومی اسمبلی مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب اور مولانا عبدالحکیم صاحب نے جو اسلامی عقیدے کا بیان اس کمیٹی کے سامنے پڑھ کر سنایا ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے میں ان دونوں کے بیانات سے سو فیصد متفق ہوں۔ لیکن اگر ہم نے صرف اپنے علمائے کرام کے بیانات پر اور ان کے وعظ ونصیحت پر ہی فیصلہ کرنا تھا تو پھر اسمبلی کے سامنے لاہوری جماعت اور ربوہ جماعت کو اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کی اجازت دینے کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ وعظ ونصیحت سن کر ہی ہم اسی وقت فیصلہ دے سکتے تھے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں یا غیر مسلم ہیں؟ مگر چونکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی دوسرے فریق کے خلاف فیصلہ دینے سے پہلے آپ اس کو ضرور سماعت کر لیں اور اس کے عذرات سن لیں۔ یہی نیچرل جسٹس اور **Good Conscience** (روشن ضمیری)

2852 **محترمہ قائمقام چیئرمین:** چوہدری جہانگیر علی! آپ بولیں گے؟

چوہدری جہانگیر علی: جی ہاں! میں بولوں گا۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: بولیں۔

(جناب چوہدری جہانگیر علی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

چوہدری جہانگیر علی: جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب! موجودہ مسئلہ جو اس خصوصی کمیٹی کے سامنے درپیش ہے۔ یہ مذہبی اہمیت کا بھی حامل ہے اور سیاسی نتائج بھی اس سے منسلک ہیں۔ اس مسئلے نے ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کے بعد اس ملک میں جو صورتحال پیدا کی اس کے متعلق ۱۳ر جون ۱۹۷۴ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب وزیراعظم اپنے نقطۂ نظر کا اظہار فرما چکے ہیں اور انہوں نے ملک وقوم کے مفاد کے پیش نظر اس مسئلے کو اس ملک کے سب سے بڑے ادارے قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا اور قومی اسمبلی نے خود فیصلہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو ایک سپیشل کمیٹی میں تبدیل کیا اور تقریباً دو ماہ ہوئے کہ اس مسئلہ کے اوپر اس ہاؤس کے اندر شہادتیں بھی پیش ہوئیں۔ بیان بھی ہوئے اور جرح بھی ہوئی۔ میں واضح کرنے کی کوشش کروں گا کہ جو شہادت ریکارڈ پر آئی ہے اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ کیا فریقین اپنے اپنے کیس کو ثابت کرنے میں کامیاب رہے ہیں؟ کیا احمدی جماعت کے لیڈر اپنے کیس اس ایوان کے سامنے ثابت کر چکے ہیں؟ انہوں نے حزب اختلاف یعنی غیر احمدی مسلمانوں کا کیس ناکام کر دیا ہے؟ یا غیر احمدی مسلمانوں کے دعوے کو وہ رد نہیں کر سکے؟ اور اپنے دعوے کی بھی صحیح طرح پر تصدیق نہیں کر سکے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین! مجھے ۱۹۷۰ء کا وہ ماحول یاد ہے جب جناب ذوالفقار علی شہر شہر اور قریہ قریہ اپنی پارٹی کا منشور بیان کرنے کے لئے، اور غریب عوام کو سیاست سے روشناس کرانے کے لئے، ان میں سیاسی تدبر پیدا کرنے کے لئے دورے کیا کرتے تھے۔ میں نے اکثر مقامات پر دیکھا کہ جناب بھٹو سے مذہب کے متعلق اکثر سوال کئے جاتے تھے اور ختم نبوت کے متعلق آپ 2853 سے استفسار کیا جاتا تھا۔ خود میرے شہر سرگودھا میں لوگوں نے جناب بھٹو کے سر پر قرآن رکھ کر یہ پوچھا تھا کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے تو انہوں نے واشگاف الفاظ میں فرمایا تھا کہ جو آدمی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا میں اسے مسلمان نہیں سمجھتا اور میں خود ایسا مسلمان ہوں جس کا ختم نبوت کے اوپر اعتقاد ہے۔

(صدارت، وزارت عظمیٰ اور ختم نبوت)

جناب ڈپٹی چیئرمین! جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو معلوم تھا کہ اس ملک کے اندر آئینی بحران ہے اور سالہا سال سے ملک بغیر کسی آئین کے چل رہا ہے۔ جناب بھٹو نے عوام سے وعدہ کیا کہ وہ نہ صرف ان کو عوامی دستور دیں گے بلکہ ان کو اسلامی دستور دیں گے۔ ان کو یہ بھی یقین تھا کہ اسلامی دستور بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ ممبران قومی اسمبلی اگر مسلمان ہوں اور صحیح عقیدے کے مسلمان ہوں تو پھر ہم اتفاق رائے سے غیر متنازعہ قسم کا اسلامی دستور اس ملک کو دے سکیں گے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! شاید یہی وجہ تھی کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کے لئے اپنی پارٹی کا ٹکٹ کسی احمدی یا قادیانی کو نہیں دیا اور آج ہم یہ بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ اس ہاؤس کے سو فیصد ممبران کا عقیدہ ختم نبوت پر ہے اور وہ اس کے اوپر ایمان رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اتفاق رائے سے اس ملک کو ایک عوامی اور اسلامی دستور دے چکے ہیں اور اس اسلامی دستور میں ہم نے نظریہ ختم نبوت کو بھی تحفظ دیا ہے اور اگر میں آپ کے سامنے دستور کے تھرڈ شیڈول کی عبارت پڑھ کر سناؤں تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کے اندر واشگاف الفاظ میں ختم نبوت کو تحفظ دیا گیا ہے اور جو آدمی ختم نبوت کے اوپر ایمان کا اور اعتقاد کا حلف نہیں اٹھاتا وہ اپنے آپ کو نہ مسلمان کہلوا سکتا ہے نہ کرسی صدارت پر بیٹھ سکتا ہے اور نہ ہی وزارت عظمیٰ کی کرسی پر متمکن ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! جہاں تک مذہبی عقیدے کا تعلق ہے اس پر بہت سارا لٹریچر اس کارروائی کے دوران مختلف اسلامی اور احمدی عقیدہ رکھنے والوں کی جانب سے ممبران قومی اسمبلی 2854 کے پاس آیا اور ہم نے ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ فاضل ممبران قومی اسمبلی مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب اور مولانا عبدالحکیم صاحب نے جو اسلامی عقیدے کا بیان اس کمیٹی کے سامنے پڑھ کر سنایا ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے میں ان دونوں کے بیانات سے سو فیصد متفق ہوں۔ لیکن اگر ہم نے صرف اپنے علمائے کرام کے بیانات پر اور ان کے وعظ و نصیحت پر ہی فیصلہ کرنا تھا تو پھر اسمبلی کے سامنے لاہوری جماعت اور ربوہ جماعت کو اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کی اجازت دینے کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ وعظ و نصیحت سن کر ہی ہم اسی وقت فیصلہ دے سکتے تھے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں یا غیر مسلم ہیں؟ مگر چونکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی دوسرے فریق کے خلاف فیصلہ دینے سے پہلے آپ اس کو ضرور سماعت کر لیں اور اس کے عذرات سن لیں۔ یہی نیچرل جسٹس اور Good Conscience (روشن ضمیری)

کا تقاضا ہے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! یہی وجہ ہے کہ قادیانی لیڈروں کو اپنا نقطۂ نظر اس اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت دی گئی۔ بلکہ انہوں نے خود اس کا مطالبہ کیا تھا کہ فیصلہ دینے سے پہلے ہمیں اسمبلی کے سامنے پیش ہوکر اپنی پوزیشن اور اپنا عقیدہ واضح کرنے کی اجازت دی جائے۔ ان کے بیانات پر جرح کے دوران میں نے کوشش کی کہ میں زیادہ سے زیادہ عرصہ کارروائی کے دوران حاضر رہوں اور میں نے یہ کوشش بھی کی کہ اگر وہ کوئی اس قسم کے دلائل پیش کر سکیں یا ثبوت دے سکیں کہ ان کا عقیدہ سچا ہے اور وہ مجھے قائل کر سکیں تو شاید میں ان کے عقیدے پر ایمان لے آؤں۔ اسی نظریہ سے میں نے ان کے تمام دلائل سنے۔ وہ شہادت جو اس اسمبلی کے ریکارڈ پر آئی ہے اگر میں اس کا آپ کے سامنے اور فاضل ممبران اسمبلی کے سامنے جائزہ لوں تو ہم یہ دیکھ لیں گے کہ کیا ان کا نظریہ اس قابل ہے کہ میں اس پر ایمان لے آتا، یا ان کا نظریہ اس قسم کا ہے کہ میں اس کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتا؟

(مرزا ناصر کا بیان تضادات کا مجموعہ)

2855 جناب ڈپٹی چیئرمین! ان تحریری بیانات کا جو انہوں نے داخل کئے ہیں اور اس مؤقف کا جو جرح میں ان سے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ملاحظہ کرنے کے بعد ہمیں ایک صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ نکات زیر غور لانے ہوں گے کہ گواہ کا *Status* (منصب) کیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ وہ فارسی دان ہے۔ وہ عربی میں مولوی فاضل ہے۔ اس نے آکسفورڈ سے گریجوایشن کی اور وہیں سے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ پاکستان اور ہندوستان میں ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک ایک کالج کا پرنسپل رہا۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! یہی نہیں بلکہ جس شخص کو یہ کہتے ہیں کہ وہ امتی یا تشریعی یا آخری نبی ہے۔ اس کا یہ پوتا ہے اور خلیفہ ثانی کا لڑکا ہے۔ یہ اس گواہ کا *Status* (منصب) ہے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کیا اس گواہ نے اپنے *Status* (منصب) کے مطابق صحیح بیان دیا یا ہیرا پھیری کی ہے؟ اس نے جھوٹ بولا ہے یا اس نے حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے؟ اس نے سوالات سے کترانے کی کوشش کی ہے، اس کا رویہ اس ہاؤس میں *Hostile* (جارحانہ) رہا ہے یا نہیں؟ اس نے عدم تعاون کا ثبوت تو نہیں دیا یا حقائق کو چھپانے کی کوشش تو نہیں کی؟ کیا وہ اپنے کیس کو ثابت کرنے کے لئے اپنے مخالف دلائل کو رد کر سکا ہے؟ یا وہ اپنے کیس کو ثابت کرنے کے لئے دوسرے کے کیس کو جھوٹا ثابت کرنے میں کامیاب رہا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین! میں چند نکات لے کر بیانات کی روشنی میں ان نکات پر اس گواہ کے کردار اور اس کے کریکٹر اور اس کے عقیدے کا آپ کے سامنے تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے میں یہ پوائنٹ لوں گا کہ اس نے اپنے خلیفہ ثالث منتخب ہونے کے متعلق اس ہاؤس میں کیا کہا؟ کیا یہ ایسے دلائل ہیں جن سے ہم تسلیم کرلیں کہ جس شخص کا (نبی کا) یہ تیسرا خلیفہ ہے وہ بھی برحق تھا یا اور یہ اس کا تیسرا خلیفہ بھی برحق ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین! اگر ہم کسی غیرمسلم کو اسلام کی دعوت دیں تو اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ، آپ ﷺ کی تعلیمات اس کے سامنے بیان کریں اور ان کو سپورٹ 2856 کرنے کے لئے آپ ﷺ کے خلفاء راشدین کے کردار کا، ان کی قربانیوں کا، ان کی راست بازی کا بھی ہم جائزہ لیں۔ جس شخص کے خلیفہ کا کردار شک وشبہ سے بالاتر ہوگا یقیناً اس کی نبوت بھی سچی اور واجب القبول ہوگی۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ خلفاء راشدین کے کردار نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کو، آپ کی نبوت کو اور آپ کے کردار کو اپنے عمل سے، اپنے قول وفعل سے کس حد تک برحق اور سچا ثابت کرنے کی کوشش کی، کس حد تک بلند رکھا، کس حد تک سپورٹ کیا۔ اسی طرح ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس تیسرے خلیفہ نے اپنے نبی کے کردار کو کس حد تک سپورٹ کیا ہے۔ کیا اس کا کردار ایسا ہے جس سے ثابت ہو کہ یہ واقعی ایک نبی کا تیسرا خلیفہ ہے۔ اگر اس کا کردار ایک خلیفہ کے کردار کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ نبی بھی اس قابل نہیں ہے کہ ہم اس کو نبی تسلیم کریں؟

(ممبران کی لسٹ موجود نہیں؟)

اپنے انتخاب کے متعلق اس نے کہا ہے کہ مجھے جماعت احمدیہ نے انتخاب کے ذریعے اپنا امام بنایا ہے۔ مجھے الیکورل کالج کے ذریعے منتخب کیا گیا۔ اس کالج کے ممبران کی تعداد تقریباً پانچ سو ہے۔ اس میں تبلیغی مشن کے کچھ لوگ جماعت کے اندرونی مبلغین، ذمہ دار وعہدیداران وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ کچھ ممبروں کو ضلع کی تنظیم نے نامزد کیا ہے اور جب ہم نے اس سے یہ پوچھا کہ کیا آپ کے الیکورل کالج کے ممبران کی کوئی آخری لسٹ آپ کے پاس ہے؟ تو اس نے کہا ہمارے پاس کوئی آخری لسٹ موجود نہیں ہے۔ اس نے کہا انتخاب بلا مقابلہ ہوتا ہے۔ اسے *Contest* نہیں کیا جاتا۔ کوئی دیگر شخص اپنا نام پیش نہیں کرسکتا۔ الیکشن کے قواعد ہمارے پاس نہیں ہیں۔ صرف روایات ہیں۔ خلیفہ کو سبکدوش کرنے کا کوئی طریقہ کار باقاعدہ نہیں ہے۔ اسے

اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ الیکٹورل کالج کے ممبران کے ذہن پر اللہ تعالیٰ کا اثر ہے۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کبھی ان کا خلیفہ بھی چاہے تو وہ بھی نبوت کا دعویٰ کر سکتا 2857 ہے) خلیفہ کو کوئی ذہنی یا جسمانی مرض لاحق نہیں ہو سکتا۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اب آپ دیکھ لیں کہ یہ عقیدہ کس حد تک صحیح ہے۔ ''کل نفس ذائقة الموت'' یہ ہمارا ایمان ہے اور ان کا خلیفہ ایسا ہے کہ شاید موت کا ذائقہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق نہ چکھتا ہو، تاوقتیکہ وہ خود ہی مرنا نہ چاہے۔ خلیفہ کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔ ایسی کوئی باڈی نہیں جو خلیفہ کے فیصلے کو **Over-rule** (رد) کر سکے۔ خلیفہ مجلس شوریٰ کے فیصلے میں ردوبدل نہیں کرتا۔ خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ اس سے استعفاء نہیں لیا جا سکتا۔ مرزا ناصر احمد کے اس بیان میں تضاد ہے۔ ایک طرف وہ کہتا ہے کہ خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ دوسری طرف وہ کہتا ہے کہ الیکٹورل کالج خلیفہ کو منتخب کرتا ہے۔ جس کی کوئی حتمی فہرست یا کوئی ریکارڈ ان کے پاس نہیں ہے۔

(مرزا قادیانی کی فیملی؟)

جناب ڈپٹی چیئرمین! ان کے نبی کی یعنی مرزا غلام احمد صاحب کی فیملی کے متعلق جب اس سے پوچھتے ہیں کہ مرزا صاحب کی فیملی کن اصحاب پر مشتمل ہے تو دیکھئے کہ وہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ۔ اس کا استدلال قدرتی ہے یا بناوٹی ہے یا اس میں کسی دجل سے کام لیا جا رہا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب کی فیملی سے مراد ان کے صرف تین بیٹے ہیں۔ ان کی دیگر اولاد فیملی میں شامل نہیں۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! عام عقیدہ یہ ہے کہ ایک شخص کے نطفے سے جتنے بھی افراد ہوں گے وہ اس کے افراد کنبہ ہوں گے۔ ہمیں نہیں پتہ کہ کیا اس کی اولاد میں سے صرف تین ہی افراد ان کے نطفے سے تھے؟

(مرزا ناصر امیر المؤمنین؟)

اس کے بعد مرزا ناصر احمد گواہ، امیر المؤمنین ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور امیر المؤمنین کا جو وہ مطلب بیان کرتا ہے اب آپ یہ دیکھئے کہ کیا وہ ہمارا بھی امیر ہو سکتا ہے۔ کیا اس کی نظر میں کیا اس کے عقیدہ کے لحاظ سے ہم بھی مؤمنین کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ وہ کہتا ہے کہ ان لوگوں کا امیر جو ہمارے نظریئے سے متفق ہوں امیر المؤمنین کہلاتا ہے۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ ان 2858 کے نظریئے سے متفق نہیں ہیں وہ مؤمنین نہیں ہیں۔ مؤمن صرف وہ لوگ ہیں جو ان کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ گواہ نے وضاحت کی کہ میں تمام مسلمانوں کا امیر یا خلیفہ نہیں ہوں۔ اگر وہ اپنے آپ

کو تمام مسلمانوں کا خلیفہ ثابت کرتا تو یقیناً ہم اس کو مان لیتے۔ بشرطیکہ اس کا ثبوت نا قابل تردید معیار کا ہوتا۔

اس نے مزید کہا ہے کہ ہماری جماعت کے اغراض و مقاصد حقیقی اسلام قائم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ سیاسی مفادات حاصل کرنا، سیاست میں حصہ لینا، سیاست سے فائدہ اٹھانا ہمارا نقطۂ نظر نہیں ہے۔ سیاست ہمارے اغراض و مقاصد میں شامل ہی نہیں ہے۔ آگے چل کر جناب ڈپٹی چیئرمین! میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ جب یہ مسلمان اور غیر مسلمان کی تعریف کرتے ہیں وہاں بھی سیاسی مسلمان اور غیر سیاسی مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جب یہ کافر کی تعبیر کرتے ہیں تو اس میں بھی سیاسی کافر اور غیر سیاسی کافر کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

(قادیانی جماعت کی تعداد؟)

جماعت احمدیہ کی نفری یا تعداد کے متعلق جب ان سے پوچھا گیا تو آپ دیکھئے کہ ان کا کیا سٹینڈ ہے اور انہوں نے اپنا مؤقف کیا اختیار کیا ہوا ہے؟ جواب میں مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ اس کا کوئی ریکارڈ ان کے پاس نہیں ہے کہ پاکستان میں گزشتہ بیس سال سے کتنے احمدی Convert (تبدیل) ہوئے ہیں یا جماعت میں کتنے لوگ شامل ہوئے ہیں؟ ہم کوئی ایسا ریکارڈ نہیں رکھتے۔ جب پوچھا گیا کہ بیعت کے رجسٹر کی گنتی کی جاتی ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب ہے کہ اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ یہ گواہ امیر جماعت احمدیہ ہے۔ خلیفہ (ثالث) ہے اور امیر المؤمنین ہے اور اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کی جماعت کی کل نفری کتنی ہے۔ نہ اس نے ریکارڈ قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ نہ اس کو یہ معلوم ہے کہ اس کا ریکارڈ موجود ہے یا نہیں ہے؟ پھر آگے چل کر پلٹتا ہے اور کہتا ہے 2859 کہ میرے اندازے کے مطابق پاکستان میں پینتیس، چالیس لاکھ احمدی ہیں۔ دنیا میں ایک کروڑ ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کی وفات کے وقت چار لاکھ احمدی تھے۔ ۱۹۵۴ء کی مردم شماری میں اگر تعداد چند ہزار درج ہے تو وہ غلط ہے۔ مردم شماری کے اعداد و شمار کبھی درست نہیں ہوتے۔ مجھے علم نہیں کہ منیر کمیشن کے سامنے جماعت احمدیہ میں سے کس نے جماعت کی تعداد دو لاکھ بتائی تھی؟ یہ تعداد غلط ہے۔ ''انسائیکلو پیڈیا آف اسلام'' میں بھی ہماری تعداد غلط تحریر ہے۔ اگر آپ کہیں کہ احمدیوں کی تعداد دو لاکھ ہے تو میں کسی دستاویز سے اس کی تردید نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر آپ کسی ریکارڈ یا سرکاری دستاویز سے ثابت کر دیں تو میں تردید نہیں کروں گا۔ کوئی حتمی مردم شماری نہیں کی گئی۔ اس لئے تعداد اندازے سے بتائی گئی ہے۔ اب تعداد پینتیس، چالیس لاکھ ہے۔ بوقت تقسیم ملک چار لاکھ تھی۔ اس وقت تیس پینتیس ہزار ہندوستان میں رہ گئے تھے۔

(اسمبلی کے اختیارات کو چیلنج)

اس کے بعد گواہ اسمبلی کے اختیارات کو چیلنج کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسمبلی کو کسی کو کافر قرار دینے کا اختیار نہیں ہے۔ میں اس کے بیان سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس اسمبلی کو یہ تعین کرنے کا حق حاصل ہے کہ یہ اسمبلی جس نے اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام قرار دیا ہے کسی فرقے کے متعلق یہ بھی فیصلہ دے سکتی ہے اور قانون اور دستور میں یہ ترمیم کر سکتی ہے کہ کون صحیح عقیدے کا مسلمان ہے اور کون نہیں ہے۔ اس نے اسمبلی کے اختیارات کو چیلنج کرتے ہوئے اپنی جرح میں کہا ہے کہ مذہبی آزادی ہر شخص کو ہونی چاہئے۔ میرا کہنا ہے کہ کوئی بے وقوف ہی اس کی تردید کرے گا۔ میں نے دستور کی دفعہ آٹھ اور بیس کے تحت اسمبلی کے اختیار کو چیلنج کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اسمبلی جو کہ سپریم باڈی ہے ان دفعات کی ترمیم کر سکتی ہے۔ میں نے اپنے تحریری بیان یعنی محضر نامے میں یہ بات کہی ہے کہ صرف مسٹر بھٹو، مفتی محمود اور مولانا مودودی کو ہی نہیں بلکہ دستور ہر پاکستانی کو مذہبی آزادی دیتا ہے۔ جب [2860] کوئی اپنے مذہب کا اعلان یا اقرار کرے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس میں اعتراض یا مخالفت کرے۔ اگر کوئی دنیاوی فائدے اور لالچ کے لئے مذہب کا اعلان کرے تو قرآن پاک کہتا ہے کہ اس میں مداخلت نہ کی جائے۔ البتہ اگر کوئی دھوکہ دہی کے لئے مذہب کی آڑ لے تو میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ جو مسلمان نہیں، اسے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس لئے ہم یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ چونکہ یہ غیر مسلم ہیں اس لئے ان کو مسلمانی کا دعویٰ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ جب آپ ایک غیر احمدی کو کافر کہتے ہیں، اگر اسمبلی یہ قرارداد پاس کردے کہ آپ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟ اس کا وہ جواب دیتے ہیں کہ پھر جملہ غیر احمدی فرقوں کو غیر مسلم قرار دے دیا جائے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس اسمبلی کو یہ تو اختیار ہے کہ جملہ غیر احمدی فرقوں کو غیر مسلم قرار دے دے، مگر اس اسمبلی کو یہ اختیار نہیں کہ ایک احمدی فرقے کو غیر مسلم قرار دے سکے۔ آگے چل کر پھر اس سوال کے جواب میں کہ مسلمان کون ہیں۔ اس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جسے مسلمان کہا ہے وہ مسلمان ہے اور اس میں وہ چار حدیثوں کا حوالہ دیتا ہے جو اس نے اپنے محضر نامے میں بیان کی ہیں۔ اس پر مفتی محمود صاحب کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔

اب ان کو اقلیت قرار دیئے جانے یا نہ دیئے جانے کے موضوع پر اس کے بیانات کا آپ کے سامنے جائزہ لیتا ہوں۔ گواہ مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ اپنے فرقے کو اقلیت قرار دینے

سے ہم مرزا صاحب کو روحانی پیشوا تصور کرنے میں اس طور پر پابندی محسوس کریں گے کہ اس سے ان لوگوں کی عزت نفس پر ہاتھ ڈالا جائے گا جو ہماری جماعت میں شامل ہوں گے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ اقلیت قرار دینے سے مداخلت نہیں بلکہ ہمارا تحفظ ہوگا تو ہمیں ایسے تحفظ کی ضرورت نہیں ہے۔

2861 جناب ڈپٹی چیئرمین! ان کے خیالات ملاحظہ فرمائیں۔ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی فرد ان کو غیر مسلم کہے تو ان کے حقوق میں مداخلت نہیں ہوتی۔ البتہ اگر حکومت ان کو غیر مسلم کہے تو مداخلت ہوتی ہے۔ گواہ کا مؤقف یہ ہے کہ ان تین احادیث کی رو سے جو محضر نامے میں درج ہیں کسی حکومت کو حق نہیں کہ کسی کو غیر مسلم قرار دے۔ اس نے کہا یہ درست ہے کہ جب میں یہ کہوں کہ مفتی محمود کو کوئی حق نہیں کہ ہمیں غیر مسلم کہے تو ہمیں بھی حق نہیں کہ ہم کہیں کہ مفتی محمود مسلمان نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! امتی نبی کے متعلق مختصر سا جائزہ لیتے ہوئے اس گواہ کے خیالات اور بیانات کے میں آپ کے سامنے مختصر حوالے پیش کرتا ہوں۔ اپنے اس اعتقاد پر کہ مرزا صاحب امتی نبی ہیں۔ ان کی ربوہ والی جماعت کا اور نہ لاہوری جماعت کا موقف غیر متزلزل نہیں ہے۔ ان کے قدم ڈگمگاتے ہیں۔ کبھی ایک پوزیشن اختیار کرتے ہیں کبھی دوسری اور کبھی تیسری پوزیشن اختیار کرتے ہیں۔ بیانات اور جرح کے دوران ان کا سارا استدلال یہ رہا کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔ اگر آپ اس پر اعتراض کرتے ہیں، چلئے ہم ان کو مسیح موعود مان لیتے ہیں۔ اگر آپ مسیح موعود بھی نہیں مانتے تو ہم ان کو مہدی موعود مان لیتے ہیں اور اگر آپ ان کو مہدی موعود بھی نہیں تسلیم کرتے تو چلئے ان کو آنحضرت ﷺ کا ظل، ان کا سایہ کہہ لیں اور اس طرح وہ امتی نبی ہیں، بروزی نبی ہیں۔ ان کا یہ مؤقف بھی ان کے اپنے بیان سے منتشر ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ امتی نبی وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کے عشق اور محبت میں اپنی زندگی گزارے اور تسلیم کیا کہ یہ درست ہے کہ دوسرے فرقوں کے لوگ مرزا صاحب کو امتی نبی نہیں سمجھتے۔ ایک جگہ جا کر وہ یہ بھی تسلیم کر گئے ہیں، درست ہے کہ ان کی کتاب ''حقیقت النبوۃ'' (ص ۱۸۴) میں درج ہے کہ مرزا صاحب امتی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! آپ دیکھئے اگر وہ شخص آنحضرت ﷺ 2862 کے بعد حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے خلیفہ اس بات کا پرچار کریں تو یہ یقیناً اسلام کو نہ صرف مسخ کرنے والی بات ہے بلکہ وہ لوگ اس ملک کے اندر ایک نیا اسلام، ایک نیا نبی اور ایک نئی امت قائم کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! سب سے بڑا پوائنٹ جو اس ہاؤس میں زیر بحث آیا۔ جس پر اٹارنی جنرل صاحب نے ان پر بہت زیادہ سوالات کئے۔ یہی ہے کہ کیا مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والا کافر ہے اور کیا غیر احمدی مسلمان ہے یا نہیں؟ اپنے بیانات میں مرزا ناصر احمد گواہ نے جو باتیں کہی ہیں وہ یہ ہیں: ’’کفر کے لغوی معنی انکار کرنے والے کے ہیں۔ جو لوگ بانی سلسلہ احمدیہ کے منکر ہیں وہ کافر ہیں۔ لغوی معنوں میں اور اصلی معنوں میں کیا فرق ہے، وہ آپ یہاں دیکھیں کہ انہوں نے کیا حیرت انگیز فرق ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ منکر خدا تعالیٰ کے سامنے قابل مواخذہ ہے۔ کفر کے دو معنی ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ دوسرے سیاسی کافر ہیں۔ ویسے یہ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ دیوبندی، اہل حدیث، بریلوی یہ سب کے سب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ مسلمان نہیں، بلکہ سیاسی مسلمان ہیں۔ پھر ان سے سوال کیا گیا کافر کے معنی تمام لوگوں میں......‘‘

Madam Acting Chairman: *May I request the honourable members to keep their tone low please. Thank you.*

(قائمقام چیئرمین صاحبہ: میں معزز اراکین سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنی آواز کو مدہم رکھیں۔ شکریہ!)

(مرزا ناصر کا شرارتی جواب)

چوہدری جہانگیر علی: جناب ڈپٹی چیئرمین! جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا کافر کے معنی عام لوگوں کے نزدیک یہ نہیں کہ وہ غیر مسلم ہے تو آپ اندازہ لگائیں کہ وہ کس قسم کا کترانے والا اور کس قسم کا شرارتی جواب دیتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ یہ تو عام آدمی ہی بتا سکتا ہے کہ عام آدمی 2863 کے نزدیک اس کے کیا معنی ہیں۔ میں اس کے متعلق کیا جواب دے سکتا ہوں۔ گواہ نے مزید کہا کہ جسے ہم کافر کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے سامنے قابل مواخذہ ہے۔ ایک *Sense* میں وہ مسلمان ہے ایک *Sense* میں وہ کافر ہے جو قرآن کے مطابق تمام نبیوں پر ایمان نہیں لاتا وہ مسلمان نہیں اور میرے نزدیک اس حد تک خارج از دائرہ اسلام ہے کہ آخرت میں قابل مواخذہ ہے جو مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ گنہگار اور کافر ہے۔ کلمہ طیبہ سے انکار ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔ مرزا صاحب سے انکار ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا۔ دائرہ اسلام سے

خارج کر دیتا ہے۔ جسٹس منیر نے ہماری اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ہمارا مؤقف تسلیم کرنے کے موڈ میں نہیں تھے۔ کسی عدالت یا کسی ٹربیونل کے فیصلے سے بچ نکلنے کا اور کترا جانے کا انہوں نے عجیب بہانہ تراشا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فلاں اتھارٹی، فلاں جج، فلاں عدالت چونکہ ہمارا مؤقف تسلیم کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ اس لئے اس نے ہمارے خلاف فیصلہ دیا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ مرزا بشیر صاحب نے کہا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو مانے اور عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانے یا جو عیسیٰ علیہ السلام کو مانے، نبی کریم ﷺ کو نہ مانے وہ کافر، پکا کافر ہے تو اس کا جواب دیا کہ وہ سیاسی طور پر ایمان سے خارج ہے۔ وہ شخص جو عدم علم کی بناء پر مرزا صاحب کو نبی تسلیم نہ کرے ملت اسلامیہ سے خارج نہیں، گو دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگر ان کے نبی ہونے کا علم رکھتا ہو اور پھر نہ مانے، وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ گواہ نے کہا کہ ہم ان دونوں قسم کے لوگوں کو رشتہ نہیں دیتے۔ قرآن پاک میں دائرہ اسلام کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ ملت اسلامیہ کا ذکر ہے۔ ہر وہ شخص جو ملت اسلامیہ کا فرد ہے وہ دائرہ اسلامیہ میں بھی ہے جو دائرہ اسلام میں نہیں ہے وہ ملت اسلامیہ کا بھی فرد نہیں ہے اس نے مزید بیان کیا کہ میرے نزدیک مرتد وہ ہے جو کہے کہ اسلام سے میرا تعلق نہیں رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اگر کوئی احمدی احمدیت ترک کر دے تو وہ لغوی معنوں میں مرتد ہو گیا۔ قرآنی معنوں میں نہیں۔

2864 **محترمہ قائمقام چیئرمین:** آپ کتنا وقت لیں گے؟

چوہدری جہانگیر علی: جتنا وقت لے چکا ہوں اتنا اور لوں گا۔ میں ان کے بیانات کا جائزہ لے رہا ہوں اور یہ ایسی بات ہے جو اس سے پہلے اس ہاؤس میں زیر بحث نہیں آئی۔

اس نے یہ کہا کہ اگر کوئی مسلمان نیک نیتی سے غور کرے اور پھر مرزا صاحب کو نبی نہ مانے تو وہ گنہگار بمنزلہ کافر ہے۔ ''جو شخص مرزا صاحب کے دعاوی کو اتمام حجت کے بعد بھی نبی نہیں مانتا آپ کے خیال میں وہ کس قسم کا کافر ہے؟'' اٹارنی جنرل صاحب کے اس سوال کا اس نے جواب دیا کہ ایسا شخص بالکل کافر ہے اور جب اٹارنی جنرل صاحب نے یہ پوچھا کہ یہ تمام اسمبلی ان کے تمام دعاوی کو آپ کی تمام دلیلوں کے سننے سے باوجود اگر یہ کہے کہ وہ نبی نہیں ہے تو ان ممبران اسمبلی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہوگا؟ تو اس کا جواب دینے سے وہ کترا گیا۔

(مرزا ناصر احمد کا چکر)

غیر احمدیوں کو رشتہ نہ دینے کے متعلق آپ اس کے استدلال سنیں۔ اس نے کہا

مسلمان ایک وہ ہیں جو ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ہم دونوں قسم کے مسلمانوں کو اپنی لڑکیوں کا رشتہ نہیں دیتے۔ اب آپ نے دیکھ لیا کہ عقیدے اور دین میں اور اپنے دعاوی کو ثابت کرنے میں اور ہمارے دعاوی کی تردید کرنے میں اس نے چکر ڈالنے کی کوشش کی۔ کہیں ایک چکر ڈالا، کہیں دوسرا چکر ڈالا، کہیں سیاسی چکر ڈالا، کہیں مومن کا چکر ڈالا ہے۔ کہیں مذہبی چکر ڈالا ہے، کہیں کافر کا چکر ڈالا ہے۔ وہ کہتا ہے ہم دونوں قسم کے مسلمانوں کو اپنی لڑکیوں کا رشتہ نہیں دیتے۔ پھر اس کی وجہ جواز دیکھئے! ایک مذہبی پیشوا ہے اور اپنے آپ کو ایک نبی کا تیسرا خلیفہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ یہ شرعی فتویٰ تو نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ ہمیں توقع نہیں ہے کہ غیر احمدی مسلمان احمدی بیوی کے حقوق پورے کرے گا۔ احمدی سے اگر غیر احمدی لڑکی کی شادی ہو تو ہمیں امید ہے کہ احمدی نوجوان 2865 ہماری توقع کے مطابق اپنی بیوی کے حقوق پورا کرے گا۔ یہ کتنی بودی دلیل ہے اور کتنا کمزور استدلال ہے۔ گواہ نے مزید کہا کہ مرزا بشیر الدین صاحب نے مسلمانوں سے رشتے ناتے کرنے کو اسی لئے ناجائز اور حرام کیا ہے کہ جو چیز فساد پیدا کرتی ہو وہ ناجائز اور حرام ہے۔ اس لئے وہ جواز پیش کرتے ہیں کہ ہم غیر احمدیوں میں اپنی لڑکیوں کا رشتہ نہیں کرتے۔ یہاں بالکل جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لینے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ غیر احمدی کو کافر تصور کرتے ہیں۔ اس لئے اپنی لڑکیوں کے رشتے نہیں دیتے اور غیر احمدیوں کی لڑکیوں کے رشتے وہ اس لئے لے لیتے ہیں تاکہ اپنے عقیدہ کے مطابق انہیں اپنے فرقے میں شامل کر سکیں۔

غیر احمدیوں کی نماز جنازہ یہ لوگ کیوں نہیں پڑھتے؟ ان کی کتابوں میں جو کچھ تحریر ہے اس گواہ نے اس ہاؤس میں پیش ہو کر اس کا جواب پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ تمام عالم اسلام کو اور ان بیانات کو اور اس شہادت کو پڑھنے والوں کو قائل کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہم غیر احمدیوں کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ دیکھئے اگر ایک عام فہم و فراست کا آدمی بھی اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تو ان کا یہ دعویٰ بالکل غلط اور جھوٹا ہے۔ اس نے کہا کہ تمام غیر احمدی فرقوں نے ہم کو کافر کہا ہے۔ اس لئے ہم غیر احمدیوں کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ ہم نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ گو انہوں نے ہماری تکفیر نہیں کی تھی۔ مگر وہ شیعہ تھے اور شیعہ حضرات کے ہمارے خلاف کفر کے فتوے سن چکے تھے۔ مگر اپنی زندگی میں ان فتوؤں کو رد نہیں کیا تھا۔ ہم غیر احمدی بچوں کا جنازہ بھی اسی لئے نہیں پڑھتے کہ ان کے والدین نے ہمارے خلاف کفر کے فتوے دیئے یا سنے اور انہیں رد نہیں کیا۔ البتہ وہ بچہ جو جوان ہو کر اپنے والدین

کے مذہب کو رد کردے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذہب سے منحرف ہوکر مرتد ہو جائے۔ پھر اس کا جنازہ پڑھ لیں گے۔ ویسے جنازہ نہ پڑھنا کوئی سزا نہیں ہے۔ یہ تو فرض کفایہ ہے۔ اگر 2866 ملت میں سے بیس افراد یہ فرض ادا کردیں تو سب کی جانب سے یہ فرض ادا ہو جاتا ہے۔

(ٹال مٹول پر مبنی جوابات)

جناب ڈپٹی چیئرمین! اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر غیر احمدی مسلمان مر جائے تو فرض کفایہ صرف غیر احمدی مسلمان ہی ادا کریں گے تو اگر کوئی احمدی مر جائے تو اس کا یہ فرض کفایہ احمدی ادا کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا مذہب الگ ہے ہمارا مذہب الگ ہے۔ ان کا دین اور ہے ہمارا دین اور ہے۔ گواہ نے مزید کہا کہ لاہوری احمدیوں کی ہم نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے خلاف کفر کے فتوے نہیں دیئے تھے۔ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ مرزا بشیرالدین نے کیوں غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہے تو انہوں نے اس کا جواب دیا کہ میں مرزا بشیرالدین کے فتوے کی نہ تصدیق کرتا ہوں نہ تائید کرتا ہوں۔ جب تک مجھے اصل عبارت نہ دکھائی جائے۔ یہ شخص اپنے مذہب کا سب سے بڑا سکالر ہے اور اپنی کتابیں اسے ازبر یاد ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ وہ کس نیک نیتی سے جواب دے رہا ہے؟

کیا اس نے **Evasive replies** (ٹال مٹول پر مبنی جوابات) دیئے۔ کیا اس نے جان بوجھ کر ان سوالوں کا جواب دینے سے کترانے کی کوشش کی جو کہ اس کے کیس کے جڑوں میں بیٹھتے تھے، یا اس کے مؤقف کی بیخ کنی کرتے تھے۔ اس کے متعلق جو اس نے کہا ہے وہ ذرا ملاحظہ فرمایئے۔ اس نے کہا ہے کہ غیر احمدی بچے کے جنازے کے متعلق مرزا بشیرالدین نے جو کہا ہے میں نہ اس کی تصدیق کرتا ہوں نہ اس کی تائید کرتا ہوں۔ دوسری جگہ اس نے کہا کہ مجھے علم نہیں کہ تمام دنیا میں احمدیوں نے کسی غیر احمدی کی نماز جنازہ یا غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔

پھر کہتا ہے کہ اگر کوئی احمدی احمدیت ترک کردے تو لغوی معنوں سے مرتد ہو گیا۔ قرآنی معنوں سے نہیں مرتد ہوا۔ پھر کہا کہ نہج المصلیٰ کو ہماری جماعت کی کتاب ہے۔ مگر ہمارے لئے اتھارٹی نہیں ہے۔ پھر کہا کہ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا کلمہ اور ہے اور غیر احمدیوں کا کلمہ اور ہے تو 2867 ہمارا لا الہ اور ہے اور غیر احمدیوں کا لا الہ اور۔ اسی طرح ہمارا محمد رسول اللہ اور ہے دوسرے فرقوں کا محمد رسول اللہ اور ہے اور یہ اختلاف معنوی لحاظ سے ہے۔ (جب ہمارے اور ان کے کلمے میں معنوی لحاظ سے بھی اختلاف ہوا تو پھر جناب ڈپٹی چیئرمین! وہ کیسے ہمارے اسلام کا جزو ہو

سکتے ہیں؟ وہ کیسے ہمارا عقیدہ رکھ سکتے ہیں؟) پھر اس نے کہا کہ اسی طرح دیگر ارکان اسلام میں بھی معنوی فرق ہے۔ دیگر ارکان اسلام میں کلمہ بھی ہے، نماز بھی ہے، زکوٰۃ بھی ہے۔، حج بھی ہے اور روزہ بھی۔ جب ان کے روزے کے معنی اور ہیں اور ہمارے روزے کے اور، جب ان کی زکوٰۃ کے معنے اور ہیں اور ہماری زکوٰۃ اور۔ جب ان کے حج کے معنے اور ہیں اور ہمارے حج کے اور، تو پھر یا وہ مسلمان نہیں ہیں، یا ہم نہیں، پھر دونوں فرقوں کا عقیدہ ایک نہیں ہوسکتا۔

مرزا غلام احمد نے کہا کہ: ’’میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔‘‘

جب گواہ سے اس کا مطلب پوچھا تو اس نے کہا کہ: ’’اس کا مطلب ہے کہ قرآن پاک کی امر و نہی کی اشاعت کی جائے، یعنی اس کی تجدید کی جائے۔‘‘

تجدید اس کی ہوتی ہے جو اپنی اصل حقیقت، اپنی اصل حیثیت اور اپنا اصل اثر زائل کر دے۔ اگر ہمارا اسلام پرانا ہوگیا ہے، اگر ہمارا قرآن بوسیدہ ہوگیا ہے، اگر ہماری نبوت ہی۔ بے اثر ہوگئی ہے تو جبھی تو ان کو اس کی تجدید کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اگر وہ ہمارے عقیدے کے مطابق ہمارے ایمان کو بھی برحق سمجھیں، ہمارے قرآن کو بھی برحق سمجھیں، ہمارے نبی کو بھی برحق سمجھیں تو جناب ڈپٹی چیئرمین! پھر اس ایمان کی یا اس قرآن کی یا اس اسلام کی تجدید کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

(آنحضرت ﷺ کی اہانت) (معاذ اللہ)

اس کے بعد اور جگہ بھی اس نے ہیرا پھیری سے کام لیا ہے۔ وہ سنئے! اکمل کی نظم۔

’’غلام احمد کو دیکھئے قادیان میں‘‘

اس کے متعلق جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ ۱۹۳۴ء میں اس کی تردید آ گئی تھی۔ ویسے اکمل ہمارے لئے اتھارٹی نہیں ہے اور جب یہ پوچھا گیا کہ کیا 2868 تردید آئی تھی؟ تو اس کا جواب دیا کہ وضاحتاً تردید میں کہا گیا ہے کہ اگر مرزا غلام احمد رتبے میں بڑے ہیں تو پھر تو غلط ہے اور اگر یہ خیال لیا جائے کہ اشاعت اسلام مرزا غلام احمد کے زمانے میں زیادہ ہوئی تو پھر معنوی لحاظ سے یہ درست ہے کہ مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) نبی اکرم ﷺ سے بہت بڑے تھے۔ نزول مسیح میں تحریر ہے کہ: ’’اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام بھی عیسائی، یہودی اور مشرک رکھا گیا۔‘‘

اس نے کہا کہ یہ بات تسلیم ہے ہم نے کہا کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ مرزا صاحب نے تو نام نہیں رکھا۔ بلکہ رکھنے والے نے نام رکھا۔ جو حوالہ ’’انوار اللغات‘‘ ڈکشنری

سے پڑھ کر اس کو سنایا گیا تو اس نے کہا کہ میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔ یہ معیاری لغت نہیں ہے اور دوسری جگہ وہ کہتے ہیں کہ: ”کل مسلمانوں نے مجھے تسلیم کر لیا ہے۔ مگر انہوں نے نہیں کیا جو کنجریوں کی اولاد ہیں۔“

مرزا ناصر احمد نے جواب دیا کہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ کل مسلمان مجھے تسلیم کر لیں گے۔ سوائے ان کے جو باغیوں، شر پسندوں کی اولاد ہیں۔ یہ فعل حال نہیں فعل مضارع ہے۔ اب اس نے اس چکر میں ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ یہ حال کے معنی دے گا یا ماضی کے یا مستقبل کے معنی دے گا۔ مرزا بشیر احمد کی تحریر کہ: ”کہیں کہیں میری تحریروں میں مسلمان کا لفظ بھی آیا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔“

اس کو مرزا ناصر احمد نے تسلیم کیا ہے اور کہا ہے کہ لفظی معنی تسلیم ہیں۔ مگر معنوی لحاظ سے اس کا یہ مطلب نہیں۔

”ولد الزنا“، ”ذریۃ البغایا“ کا ترجمہ اس نے کیا ہے کہ ولد الزنا نہیں بلکہ اس کا مطلب کچھ اور ہے۔ یعنی باغیوں کی اولاد ہے۔ الفضل مورخہ ۲۲ر اگست ۱۹۴۴ء میں جب اکمل کا قصیدہ دوبارہ چھپا جس کے متعلق انہوں نے کہا تھا کہ ۱۹۳۴ء میں، اس کی تردید ہوگئی اور تفصیل از قلم اکمل اور اس کی اصل نظم انصاری صاحب نے اس ہاؤس میں پڑھ کر سنائی تو مرزا ناصر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! اگر گواہ سے یہ پوچھا جاتا کہ آپ کے ہاتھوں کے 2869 طوطے واقعی اڑ گئے تو وہ کہتا کہ میرے ہاتھوں میں تو طوطے نہیں تھے اور اس ایوان کی چھت میں لے اڑ کر وہ کہیں جا ہی نہیں سکتے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ تو طوطے ہی نہیں تھے۔ یہ اس قسم کا استدلال ہے جو بالکل بودا اور بے معنی ہے۔

جب ہم نے یہ پوچھا کہ اگر آپ اپنا عقیدہ رکھنے کے باوجود بھی ملت اسلامیہ کے فرد رہ سکتے ہیں تو پھر آپ نے علیحدگی علیحدگی کی رٹ کیوں لگا رکھی ہے تو اس نے کہا کہ گو نہج المصلی میں کہا گیا ہے کہ غیر احمدیوں سے دینی امور میں الگ رہو۔ تاہم یہ کتاب ہماری جماعت کے لئے اتھارٹی نہیں ہے۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ جب آپ اپنے آپ کو علیحدہ قوم جتلاتے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہے تو اس نے کہا کہ ہم علیحدہ قوم بھی ہیں۔ دوسروں میں رشتے ناتے نہیں کرتے۔ تاہم ہم دوسروں کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔ وہ دوسروں کا ذبیحہ کھانے سے اگر ملت اسلامیہ میں اپنے آپ کو رکھ کر ہمارے مذہب میں بھی اپنی مداخلت جاری رکھنا چاہیں تو یہ بالکل غلط بات ہے۔ ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ہم اہل کتاب کا ذبیحہ کھا لیتے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب

نہیں کہ ہمارا ایمان بھی وہی ہے جو غیر مسلم اہل کتاب کا ایمان ہے۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: چوہدری صاحب! پونہ گھنٹہ ہو گیا ہے۔

چوہدری جہانگیر علی: میں جلدی ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں بعض حوالے چھوڑ دوں گا۔

جب یہ سوال کیا گیا کہ مرزا بشیر الدین احمد نے کیوں کہا کہ جب مسیح ناصری نے اپنے پیروکاروں کو الگ کر دیا تھا۔ سو اگر مرزا صاحب نے بھی کر دیا تو کیا ہرج ہے؟ جواب اس نے یہ دیا کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ احمدیوں کو غیر احمدیوں کے اثر سے بچایا جائے اس لئے احمدیوں کو غیر احمدیوں کے اثر سے بچانے کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ ان کو غیر مسلم اقلیتی فرقہ قرار دے دیا جائے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ یہ درست ہے کہ حقیقت النبوت میں مرزا صاحب کو امتی نبی 2870 نہیں بلکہ حقیقی نبی کہا گیا ہے۔ اس کے بعد علمائے کرام اور انبیاء علیہم السلام کی انہوں نے جو تکفیر کی ہے اور مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ بننے کی کوشش کی ہے اور جو دشنام طرازی کی ہے اس کے اوپر کافی بحث ہو چکی ہے اور اس میں مزید جانے کی ضرورت نہیں۔

(مسلمانوں سے ہر چیز الگ)

جناب ڈپٹی چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ جب ان لوگوں نے مذہب کے علاوہ معاشرت میں بھی، سوسائٹی میں بھی اپنا ایک الگ خول بنالیا، جب وہ ہمارے معاشرے میں مل جل کر نہیں رہنا چاہتے، جب رشتے ناطے ہمارے ساتھ نہیں کرتے، جب وہ ہماری عبادت میں شریک نہیں ہوتے تو پھر ان کا ہمارے مذہب کے ساتھ منسلک رہنے کا کیا مطلب ہے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! جب انہوں نے اپنا عدالتی نظام الگ کر لیا، جب انہوں نے اپنی مسجد اقصیٰ الگ بنالی، جب انہوں نے اپنی جنت البقیع الگ بنالی، جب انہوں نے اپنا قصر خلافت الگ تعمیر کر لیا، تو پھر وہ کہاں کے مسلمان ہیں۔ ان کے فرقے کا پھر ہمارے فرقے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! انہوں نے ایک متوازی گورنمنٹ بھی ربوہ کے اندر قائم کی ہوئی ہے۔ ربوہ شہر کو انہوں نے ***Closed City*** (بند شہر) بنایا ہوا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو وہاں کاروبار کرنے کی اجازت نہیں، نہ ملازمت کرنے کی اور نہ جائیداد حاصل کرنے کی اجازت ہے۔ ان لوگوں نے اپنے طرز عمل، اپنے عقیدے اور اپنے سیاسی نظریات سے اپنے آپ کو خود ہم سے الگ ایک اقلیت قرار دے لیا ہے۔ اگر ان دونوں فرقوں کے اس اقدام کو ہم ایک آئینی اور قانونی شکل دے دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی......

Madam Deputy Chairman: Try to conclude.

(محترمہ ڈپٹی چیئرمین: ختم کرنے کی کوشش کریں)

چوہدری جہانگیر علی: ......اور قومی اسمبلی اپنے اختیارات سے قطعاً تجاوز نہیں کرے گی۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! کل چیئرمین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اپنی تقریر کے علاوہ فاضل 2871 ممبران کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ یہ تجویز پیش کریں کہ اس کا حل ان کی نظر میں کیا ہے۔ مختلف قراردادیں اس ہاؤس میں پیش ہوئی ہیں۔ کسی قرارداد سے میرا اختلاف نہیں ہے۔ بنیادی اور اصولی طور پر تمام قراردادوں کی روح صرف ایک ہے۔ صرف ان کے فروعات میں یا تفاصیل میں جا کر کچھ تھوڑا سا فرق پڑ جاتا ہے۔ تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس قسم کا راستہ اختیار کرنا چاہئے جس سے نبی سازی کی بدعت کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع ہو جائے۔ چاہے کوئی قادیانی ہو، چاہے کوئی مرزائی ہو، چاہے کوئی لاہوری ہو، چاہے کوئی ربوی ہو اور چاہے کوئی آنے والا ایسا فریق ہو جو خدانخواستہ آنے والے کل کو اپنی ایک الگ نبوت کا اعلان کر دے۔ تو ان سب باتوں کا اس ایک فیصلے سے سدباب اور علاج کر دینا چاہئے۔ اگر آج ہم مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیتی فرقہ قرار دے دیتے ہیں تو اگر کل کو مرزا ناصر احمد نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ پھر ملک میں خون خرابہ ہوگا، پھر یہاں پر بحرانی صورت پیدا ہوگی۔ پھر یہ اسمبلی بیٹھے گی، مہینوں لاکھوں روپیہ اس بات پر صرف کر دے گی اور ازسرنو اس بات کا جائزہ لے گی کہ کیا آنے والا نبی اور اس کے پیروکار بھی مسلمان ہیں یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اتمام حجت کر دینا چاہئے اور اس قسم کی گنجائش نہیں چھوڑنی چاہئے کہ آئندہ آنے والا کوئی فرضی جعلی نبی پر اس قسم کا شوشہ دین اسلام میں چھوڑے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! قادیانی لاہوری اور ربوی فرقوں کے لوگ جس قسم کی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اس قسم کی نبوت کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے امت میں آنے والے سالوں میں اور صدیوں میں کم از کم تیس کذاب جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہوں گے۔

آوازیں: تیس، تیس۔

چوہدری جہانگیر علی: تیس، میں تیس ہی کہہ رہا ہوں۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: یہ تو ہو گیا ہے۔

2872 چوہدری جہانگیر علی: میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہم جائزہ لیں تو ابھی تک تو

پندرہ بھی پیدا نہیں ہوئے اور اگر آنے والے زمانے میں پندرہ اور کذاب پیدا ہوں تو ہمیں آج ہی ان کا حتمی فیصلہ کر دینا چاہئے۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: جی شکریہ!

چوہدری جہانگیر علی: اس لئے میں گزارش کروں گا کہ میں یہ تجویز کرتا ہوں، جیسا کہ کل چیئرمین صاحب نے حکم دیا تھا۔ میں چھ منٹ اور لوں گا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: ایک گھنٹہ تو ہو گیا ہے۔

چوہدری جہانگیر علی: میں دستور میں ترمیم کی مندرجہ ذیل تجویز پیش کرتا ہوں:

"In order to determine the status of Quadianis, Ahmadis and those who are non- believers in the faith of Khatam-i-Nabuwwat, the Constitution be amended in the following manner, namely:

1- That in the Third Schedule of the Constitution, in para 1, the words "of any kind" be added at the end of fifth line after the word Prophet."

(قادیانیوں، احمدیوں اور دوسرے لوگوں جو عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے، کی حیثیت کو متعین کرنے کے لئے آئین میں درج ذیل طریقے سے ترمیم کی جائے، یعنی:

۱...... دستور پاکستان کے تیسرے شیڈول کے پیرا نمبر۱ میں الفاظ کسی ”قسم کا“ پانچویں سطر کے آخر پر لفظ ”نبی“ کے بعد اضافہ کر دیا جائے)

اور میری اس ترمیم کے بعد اس کا مطلب یہ ہو جائے گا۔

"I.... do solemnly swear that I am a Muslim and believe in the Unity and Oneness of Almighty Allah, the Books of Allah, the Holy Quran being the last of them, the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) as the last of the Prophets and that there can be no Prophet of any kind after him, the day of Judgement, and all the requirements

and teachings of the Holy Quran and Sunnah."

(میں...... سچے دل سے قسم اٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان رکھتا ہوں اور اللہ کی کتابوں پر، قرآن پاک کے آخری کتاب ہونے پر، حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر، آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر اور اس پر کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ قیامت کے دن پر، اور قرآن پاک اور سنت کی تمام تعلیمات اور ضروریات پر ایمان رکھتا ہوں)

اور اس کے بعد میری دوسری گزارش یہ ہے کہ:

2- [2873]In Article 2 of the Constitution of Pakistan, the existing clause may be numbered as clause (1) and the following be added as clause (2):

(۲...... دستور پاکستان کے آرٹیکل نمبر۲ میں موجودہ شق کو شق نمبر۱ شمار کیا جائے اور مندرجہ ذیل کا شق نمبر۲ کے طور پر اضافہ کیا جائے)

کلاز نمبر۱ یہ ہے:

"Islam shall be the State religion of Pakistan."

(اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہوگا)

اس کے بعد پھر یہ کہا جائے:

"A person who has a faith different from that laid down in the Third Schedule of this Constitution made for the oath of the President and the Prime Minister of Pakistan shall be, considered a non- Mulslim, and the rights and obligations of the non-Muslims shall be determined by law."

(ایک شخص جو دستور کے تیسرے شیڈول، جو پاکستان کے صدر مملکت اور وزیراعظم کے حلف کے لئے تشکیل دیا گیا ہے، میں درج عقیدے سے مختلف عقیدہ رکھتا ہے، غیر مسلم سمجھا جائے گا اور غیر مسلموں کے حقوق و فرائض قانون سے متعین ہوں گے)

اور تیسری بات یہ ہوگی کہ:

3- In Clause (3) of Article 106 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, in the Sixth line, the word "and" be substituted by a comma, and the following be added between the words "Parsi" and "communities", "and other minorities."

(۳...... اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل نمبر ۱۰۶ کی شق نمبر ۳ میں چھٹی سطر پر لفظ ''اور'' کی جگہ سکتہ (،) ڈال دیا جائے اور الفاظ ''پارسی'' اور ''گروہوں'' کے درمیان میں الفاظ ''اور دیگر گروہ'' کا اضافہ کر دیا جائے)

ان خیالات کے ساتھ......

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali).]

(اس موقع پر ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی نے کرسی صدارت کو چھوڑا اور چیئرمین (جناب صاحبزادہ فاروق علی) نے ان کی جگہ لی)

چوہدری جہانگیر علی: جناب سپیکر! میں جناب چیئرمین صاحب کا جنہوں نے کمیٹی
کی کارروائی کے دوران اس ہاؤس کے ڈیکورم کو بہت اچھی طرح سے نبھانے کی کوشش کی، اور
2874 جناب اٹارنی جنرل کا جنہوں نے اتنی اچھی طرح سے گواہوں کو اپنی گرفت میں رکھا کہ جو
بات وہ بتانا نہیں چاہتے تھے وہ بھی ان سے اگلوا کر چھوڑی، مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میں آخر
میں پھر اپنے اس دعوے کو دہراتا ہوں کہ یہ فرقہ احمدیت قطعاً مسلمان نہیں ہے۔ اس کی دونوں
جماعتوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے اور جیسا کہ میں نے دستور میں ترمیم کے متعلق ایک ریزولیشن
پیش کیا ہے۔ اس کو منظور فرمایا جائے اور غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق اور ان کی ذمہ داریوں کو، ان
کے ***Rights and Obligations*** (حقوق و فرائض) کو متعین کرنے کے لئے ایک الگ
مرکزی قانون بنایا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! مولانا ظفر احمد انصاری۔

(جناب مولانا ظفر احمد انصاری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ میرے بہت سے کاغذات کسی اور صاحب کے پاس رہ گئے اور میں جس طرح اس کو پیش کرنا چاہتا تھا۔ اس میں تھوڑی دشواری ہوگی۔ تاہم چونکہ سابقہ بیانات اور تقریروں میں بہت سی باتیں کافی حد تک واضح ہوگئی ہیں۔ خصوصاً جو مشترکہ بیان ہے۔ بہت سے آدمیوں کے دستخط سے، اس میں دینی پہلو اس مسئلے کا میرے نزدیک پوری طرح واضح ہوگیا ہے۔ اگرچہ مجھے مصروفیت اور طبیعت کی خرابی کے باعث ایک ایک لفظ پڑھنے کا موقع یا اس کے حوالہ جات کو چیک کرنے کا موقع نہیں ملا تاہم یہ دینی حصہ میں نے دیکھا ہے، میرے خیال میں یہ کافی ہے۔ اب میں اس مسئلے کی نوعیت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(مرزا قادیانی کو اختیار ہے، مگر قومی اسمبلی کو نہیں؟)

محضرنامے میں دونوں طرف سے اس طرح کے سوال کئے گئے ہیں کہ کیا پاکستان کی نیشنل اسمبلی کو یہ اختیار ہے یا نہیں ہے۔ یہ نہایت اہانت آمیز اور اشتعال انگیز سوال ہے، خصوصاً ایسے لوگوں کی طرف سے کہ جن کے نزدیک...... میں یہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا...... لیکن انگریزوں کا ایک خودکاشتہ پودا جو خود اقبالی طور پر انگریزوں کی مخبری کرتا رہا۔ ایک کچہری کا اہلمد، 2875 اس کو تو یہ اختیار ہے کہ وہ ۵۷ کروڑ آدمیوں کو کافر قرار دے دے، اس کے بیٹے کو یہ اختیار ہے کہ وہ دنیا کے ۵۷ کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دے دے، اور یہ چھ کروڑ مسلمانان پاکستان کی نمائندہ اسمبلی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے رائے دہندگان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اسے قانونی شکل دے دے۔ میرے پاس، شاید اور ممبران کے پاس بھی بہت سے خطوط ایسے آئے ہوں گے۔ جن میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ آپ اسمبلی کو دینی معاملات میں فیصلہ کرنے کا حق دیتے ہیں کہ کون مسلمان ہے، کون مسلمان نہیں ہے؟ کل وہ کہیں گے سود جائز ہے، نہیں ہے جائز۔ حالانکہ میرے نزدیک مسئلے کی نوعیت یہ نہیں ہے۔ میں بھی اسمبلی کو دارالافتاء کی حیثیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں اور نہ یہ اسمبلی ایسے ارکان پر مشتمل ہے کہ جنہیں فتویٰ دینے کا مجاز ٹھہرایا جائے۔ لیکن یہاں فتویٰ دینے کی بات نہیں ہے۔ ہمارے فتویٰ دینے نہ دینے سے اس مسئلے پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اگر آج ہم کہہ دیں ہم آج کہہ رہے ہیں کہ ان کو غیرمسلم اقلیت قرار دینا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آج تک وہ غیرمسلم نہیں تھے، مسلمان تھے۔ پاکستان

کے سارے مسلمان انہیں غیر مسلم سمجھتے رہے۔ وہ ہم کو غیر مسلم سمجھتے رہے اور عالم اسلام جیسے جیسے باخبر ہوتا جارہا ہے وہ ان کو غیر مسلم سمجھ رہا ہے اور یہ تو پہلے ہی دن سے سب کو غیر مسلم سمجھ رہے تھے۔ بات صرف اتنی ہے کہ عوام جس چیز کو اپنے ایمان کا جزو سمجھتے تھے۔ حالات نے اس کو اتنی اہمیت دے دی کہ وہ اپنے نمائندوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کو دستوری اور قانونی شکل دے دی جائے۔ صرف اتنی بات ہے۔ اپنے دستور میں، قرارداد مقاصد میں ہم نے یہ کہا کہ دنیا کی حاکیمت صرف اللہ وحدہ، کے لئے ہے تو ایسا نہیں ہے کہ ہم نے وہ حاکمیت دی ہے۔ نعوذ باللہ! وہ تو تھی ہی، لیکن ہم نے ایک نظریاتی مملکت کی حیثیت سے اسے مناسب سمجھا، ضروری سمجھا کہ ہم اس کو اپنے دستور میں بہت ہی نمایاں طور پر جگہ دیں۔ تو ہم یہاں کوئی فتویٰ [2876] دے رہے ہیں۔ بلکہ ایک مسلمہ اور ثابت شدہ حیثیت جو مسلمانان پاکستان اور مسلمانان عالم کے نزدیک بالکل معین ہے۔ قطعی ہے اور اس کا اس لئے قانونی اور دستوری طور پر اعتراف کرنا ہے اور وہ حالات نے اس لئے ناگزیر کردیا ہے کہ رفتہ رفتہ پیچیدگیاں بڑھتی جارہی ہیں۔ حالات اس قدر خراب ہوچکے ہیں کہ خود ملک کی سالمیت کو اور اس کے مفادات کو شدید خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔

اس مسئلے کا جو حل عام طور پر اس ہاؤس میں تمام لوگوں نے اور اس ریزولیشن میں جس میں میرے بھی دستخط ہیں۔ ہم نے تجویز کیا ہے وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے...... جیسے یہ مسئلہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے تاریخ میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں اس طرح کا مسئلہ اس ماحول میں کبھی عالم اسلام میں پیش نہیں آیا۔ یہ نہیں ہے کہ کذاب نہیں اٹھے۔ وہ تو شروع ہی سے آتے رہے ہیں۔ لیکن ہوا یہ کہ جیسے ہی اس طرح کا کوئی فتنہ نمودار ہوا اسے پنپنے نہیں دیا گیا۔ یہاں یہ صورت ہوئی کہ مسلمانوں کی عین بیچارگی اور محکومی کے زمانے میں انگریزوں نے یہ خود کاشتہ پودا لگایا۔ مسلمان اس پر قادر نہیں تھے کہ اس فتنے کو اسی وقت ختم کرسکتے۔ وہ اس کی آبیاری کرتے رہے اور یہ پودا بڑھتا رہا۔ پھلتا رہا، پھولتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد اس کی مسلسل کوشش رہیں، لیکن چونکہ انگریزوں کے زمانے میں وہ اس حد تک قابو یافتہ ہوچکے تھے اور پاکستان بننے کے بعد اس مملکت کو شاید ایک دن بھی چین سے رہنا نصیب نہیں ہوا۔ مسائل پہ مسائل آتے رہے۔ اس کے باوجود مسلمانوں نے متعدد بار اس کی کوشش کی۔ اب یہ فتنہ اس طرح نمایاں ہوکر ابھرا ہے کہ بہر حال حل کرنا ہے۔ اس کا منفرد ہونا اس اعتبار سے کہ ویسے تو مسیلمہ کذاب کے وقت سے لے کر اور بڑے بڑے کذابین جو تھے ان میں پچھلے دور میں بھی پچھلی صدی میں انہی کے تقریباً ہم عصروں میں علی محمد باب اور بہاء اللہ بھی ابھرے۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد انہوں نے اتنی

دیانتداری کا ثبوت دیا کہ وہ اپنے سارے خدائی کے، پیغمبری کے، سارے دعوے کرنے کے بعد انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ان سے ایک طرح کا جھگڑا ختم ہو گیا۔ 2877 ہمارے یہاں یہ مصیبت ہے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے قلعے میں نقب زنی کی کوشش کی جارہی ہے اور وہ مسلسل ہوتی جارہی ہے۔

تو اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیں اس مسئلے کو حل کرنا ہے اور اس مسئلہ کا حل بھی جو ہم نے تجویز کیا ہے اور ہاؤس کا سنس (Sense) بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنے اندر ایک انفرادیت رکھتا ہے۔ اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو وہ فیاضی کی جانب غلطی ہے، رواداری کی جانب غلطی ہو سکتی ہے۔ کوئی ملت، کوئی قوم، کوئی امت اس کو برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے نبی کا، اس کے پیشوا کا اس طرح استخفاف کیا جائے اور اس طرح کی تذلیل کی جائے، نعوذ باللہ! توہین کی جائے اور ایک ایسی مملکت جو کروڑوں انسانوں کی قربانی کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ اس میں وہ سرنگ لگاتے رہے، اس کو نیست و نابود کرنے کی فکر کرتے رہے اور ہم صرف یہ تجویز کریں کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ جس کا مطالبہ یہ خود کرتے رہے اور اپنے طرز عمل سے، جیسے ابھی میرے پہلے فاضل مقرر نے فرمایا ہے۔ وہ خود اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرتے رہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی چیز مشترک نہیں ہے۔ لیکن پھر کیوں یہ سیاسی حیثیت سے ایک یونٹ ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اس کی ایک توضیح علامہ اقبال نے اپنے معرکتہ الاراء مضمون میں یہ کی تھی کہ ابھی ان کی تعداد اتنی نہیں ہے کہ یہ اپنے عزائم کو پورا کر سکیں۔ یہ ۱۹۳۴ء کی بات ہے۔ ابھی ان کی اتنی تعداد نہیں کہ یہ اسمبلی میں ایک سیٹ حاصل کر سکیں۔ اس لئے یہ اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور اس دوران میں رفتہ رفتہ...... انگریز کا مفاد تو تھا ہی کہ عالم اسلام کو پارہ پارہ کیا جائے۔ جیسے جیسے ہندوستان کی آزادی کی تحریک آگے بڑھتی گئی اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی آویزش سامنے آتی گئی، ہندوؤں کا مفاد بھی اسی سے وابستہ ہو گیا کہ مسلمانوں کا ذہن اس مرکزیت کی طرف سے ہٹا دیا جائے اور یہاں جو ایک نیا کعبہ بن رہا ہے۔ نیا مکہ مدینہ بن رہا ہے۔ اس پر مرکوز کر دی جائے مسلمانوں کی نظر، تاکہ عرب سے، عالم اسلام سے، مکہ مدینہ سے، پوری 2878 برادری سے ان کا سلسلہ منقطع ہو جائے۔ چنانچہ جیسا کہ اس متفقہ جواب میں ڈاکٹر شنکر داس کا مضمون شائع ہوا ہے اور اس کو میں دھرانا نہیں چاہتا۔ لیکن اس کا ماحصل یہ ہے کہ غیر منقسم ہندوستان کے دور میں وہ لکھا گیا تھا کہ یہاں مسلمانوں کو ٹھیک کرنے کی ایک ہی شکل ہے، اور وہ

یہ ہے کہ مرزائیت کو فروغ دیا جائے۔ جیسے جیسے اسے فروغ حاصل ہوگا۔ مسلمانوں کے اندر وہ بین الاسلامی اور بین الملی ذہنیت ختم ہوتی جائے گی اور وہ یہ تصور کرنے لگیں گے کہ ہمارا مکہ مدینہ، ہمارا کعبہ سب کچھ یہیں ہے، اور اسی رخ پر کام ہوتا رہا۔

اب صورتحال یہ ہے اور اس کا انہوں نے خود اعتراف کیا ہے، مرزا غلام احمد صاحب نے، اور یہ اقتباسات چونکہ آ گئے ہیں اس لئے میں ان کو دھرانا نہیں چاہتا کہ: ”ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان“ اور غیر احمدیوں سے مراد غیر مسلم ہوتے ہیں ان کے ہاں، کوئی فروعی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا خدا، ہمارا رسول، ہمارا قرآن، ہماری نماز، ہمارا حج، ہر چیز جدا ہے۔ شادی، غمی، کسی چیز میں ہمیں شرکت نہیں کرنی ہے۔ یہ اقتباسات چونکہ بہت سے دوستوں کی تقریروں اور بیانات میں بھی آ گئے ہیں اور سوال وجواب کے دوران میں بھی آ گئے ہیں۔ اس لئے میں ان اقتباسات کو نہیں پڑھتا۔ تو یہ صورت چل رہی ہے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کے بارے میں اللہ کا تصور تو بہر حال ہمارے ہاں جو ہے اس کے ہوتے ہوئے نہ کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں عین خدا ہو گیا اور میں نے قضا وقدر کے احکام پر دستخط کر دیئے۔ یا یہ کہ خدا مجھ سے ہے۔ میں خدا سے ہوں، میں خدا کا بیٹا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ بہت سی چیزیں ہیں۔ رسول کا جہاں تک تعلق ہے یہ اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہوا۔ وحی منقطع ہو گئی۔ جبرائیل کا آنا ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ لیکن انکے نزدیک جو رسول کا تصور ہے وہ ان تمام سوال وجواب کے دوران آ چکا ہے اور اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسلمانوں کے تصور نبی اور تصور رسول سے۔ جہاں تک خدا کا تصور ہے سارے مذاہب اس میں مشترک ہیں۔ لیکن امت کی تشکیل ہوتی ہے نبی [2879] کے گرد۔ جتنے نبی ہیں اتنی امتیں ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی الگ امت ہے۔ مرزا غلام احمد کی ایک الگ امت ہے اور ایک عرصہ تک وہ اسے چھپاتے رہے۔ لیکن پھر انہوں نے اس کا اپنی تحریروں میں اظہار بھی شروع کر دیا کہ جو شخص اپنی امت کو کچھ قوانین دے، اوامر ونواہی دے، تو کئی اقتباسات ایسے ہیں جو اس میں شامل ہو چکے ہیں۔ جس میں انہوں نے اپنے آپ کو ایک الگ امت قرار دیا۔

اس طرح مسلک اور مکتب فکر کا اختلاف تو مسلمان امت میں ہے۔ لیکن جہاں تک دین کا تعلق ہے دین سب کے نزدیک ایک ہے اور وہ اسلام ہے اور قرآن کریم کی آیت کی رو سے ”ان الدین عند اللہ الاسلام “ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین جو ہے وہ اسلام ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ ہے کہ جو وہ دین لے کر آئے ہیں۔ ”دین“ کا لفظ استعمال کیا...... جو

دین وہ لے کر آئے ہیں، اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ اس کو فروغ دے گا۔ اس طرح قرآن کریم کے متعلق، دین کے متعلق، ان کا اقتباس یہ ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانے میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو فارسی النسل ہیں اس اہم کام کے لئے منتخب فرمایا۔ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ زور آور حملہ اوروں سے تیری تائید کراؤں گا اور جو دین تو لے کر آیا ہے اسے تمام دیگر ادیان پر بذریعہ دلائل غالب کروں گا اور اس کا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا۔'' یہ تو دین ہے۔، پھر آگے فرماتے ہیں۔ ''پہلا مسیح صرف مسیح تھا۔ اس لئے اس کی امت گمراہ ہوگئی اور موسوی سلسلے کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ لیکن میں مہدی اور محمد ﷺ کا بروز بھی ہوں۔ اس لئے میری امت کے دو حصے ہوں گے۔ ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے وہ تباہ ہو جائیں گے اور دوسرے وہ جو مہدوی رنگ اختیار کریں گے۔'' تو گویا اس طرح کئی جگہ اپنے آپ کو ایک الگ امت قرار دیا ہے۔ ایک الگ دین، 2880 ایک الگ امت، خدا کا الگ تصور، رسول کا الگ تصور۔ قرآن کے بارے میں ان کے صاحبزادے جانشین میاں بشیر محمود صاحب فرماتے ہیں کہ ''نبی شرعی ہو یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا۔ ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت کو ہی دوبارہ لاتے ہیں اور شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے اور رسول اللہ ﷺ تشریعی نبی ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے...... اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن تو آپ بھی لائے۔ اگر نہ لائے تھے تو خدا تعالیٰ نے کیوں کہا کہ اسے قرآن دے کر کھڑا کیا۔''

اس کے بعد ان پر جو وحی آتی تھی اسے ان کے پیروؤں نے ''کتاب المبین'' کے نام سے مدون کیا۔ جیسے کہ قرآنی آیات جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتی تھی اس کے مجموعے کا نام قرآن ہوا، اسی طرح سے جو آیات مرزا غلام احمد صاحب کے اوپر نازل ہوتی تھی ان کے مجموعے کا نام کتاب المبین ہوا[1]۔ اب قرآن کے بعد حدیث کا درجہ ہے۔ حدیث کا درجہ ہمارے تمام

---

[1] قادیانیوں نے اپنے خانہ زاد نبی مرزا قادیانی کی وحی کے مجموعہ کو ''تذکرہ'' کے نام سے شائع کیا اور اب بھی اسی نام سے متواتر شائع کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک یہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب سے زیادہ قوی حجت، سب سے زیادہ معتبر چیز حدیث ہے۔ مرزا غلام احمد کے نزدیک حدیث کا تصور یہ ہے۔ ”جو حدیث ان کی وحی سے نہ ٹکراتی ہو اس کو چاہیں تو وہ لے لیں اور اس کو صحیح قرار دے دیں اور جو ان کو نہ پسند ہو تو اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں۔“ یہ ان کے الفاظ ہیں۔ یہ اقتباس میرے خیال میں آچکا ہے۔ اس لئے میں اسے طوالت نہیں دینا چاہتا۔ وحی کے متعلق یہ صورت ہے دونوں جماعتیں قادیانیوں کی برابر مرزا صاحب پر جو کچھ بھی نازل ہوتا رہا اسے وحی کہتی رہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے [2881] کہ وحی رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی ہے۔ وحی ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ جس کے انگریزی ڈکشنریوں میں بھی معنی مل جاتے ہیں، عربی میں بھی مل جاتے ہیں اور وہ یہی ہے کہ اللہ کا وہ کلام جو وہ اپنے نبیوں پر نازل کرتا ہے تو وحی کا تصور بھی ہمارا اور ان کا مختلف ہے۔ صحابہؓ کی تعریف ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جن لوگوں نے حالت ایمان میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ لوگ اور وہ لوگ جنہوں نے مرزا غلام احمد کو دیکھا۔ ہم ام المؤمنین صرف آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو کہتے ہیں۔ وہ مرزا غلام احمد کی بیویوں کو بھی ام المؤمنین کہتے ہیں۔ جو ایک دل آزار قسم کی اہانت ہے مسلمانوں کے لئے جس کو برداشت کرنا مشکل ہے۔ اس کے بعد ہمارے عام مسلمانوں میں مسیح کا تصور اور ہے، مہدی کا تصور اور ہے۔ یہ دونوں الگ شخصیتیں ہیں۔ حضرت مسیح کے نزول کے وقت امام مہدی جو امت محمدی میں سے ہوں گے وہ پہلے نماز کی امامت کریں گے۔ لیکن یہاں انہوں نے دونوں حیثیتوں کو یکجا کر لیا ہے اور یہ ان کے ڈانڈے بابیوں سے مل جاتے ہیں۔ علی محمد باب نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا کہ مجھ سے پہلے آنحضرت ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الگ شخصیتیں تھیں۔ میں ان دونوں کا جامع ہوں، تو اسی طرح سے یہ ہے۔ خیر، یہ تو سارے پیغمبروں کی حیثیات کا جامع ہیں اور رفتہ رفتہ پھر خود رسول اللہ ﷺ کے بروز بن کر کے اٹھے اس طرح اصحاب صفہ ہمارے ہاں مستقل اصطلاح ہے اور رسول اللہ ﷺ کے وہ جان نثار ساتھی جو شب و روز دین کی تبلیغ کے لئے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر اور بھوکے پیاسے رہ کر دین کی خدمت کے لئے آپ کے پاس حاضر رہتے تھے۔ ان کے ہاں اصحاب صفہ وہ ہیں جو اس وقت قادیان میں مقیم ہیں۔ حج کے متعلق کافی کچھ آچکا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ وہاں ظلی حج ہوتا رہے گا۔ درود کے متعلق سوال جواب کے دوران میں نے رسالے کی فوٹوسٹیٹ کاپی شامل کی۔ اس پر انہوں نے انکار کیا۔

بہرحال یہ وہی درود [2882] نہیں ہے۔ بلکہ ابھی مرزا غلام احمد کی ''البشریٰ'' کے نام سے جو شائع ہوئی ہے اس میں بھی اور دوسرے بیانوں میں بھی وہ درود اس طرح ہے:

''اللھم محمد و احمد......'' بہرحال یہ انکار درود ہے۔

(قادیانیت ایک متوازی کیمپ)

پنجتن کے متعلق جو مسلمانوں کا تصور ہے وہ اس روز آ چکا ہے۔ یہ بھی نہایت دل آزار اور اہانت آمیز تصور ہے جو انہوں نے تصور قائم کیا ہے۔ پنجتن کا تصور جو مسلمانوں میں ہے وہ حضور اکرم ﷺ اور ان کے اہل بیت پر مشتمل ہیں۔ انہوں نے یہاں مرزا غلام احمد اور ان کے خاندان والوں کو مشتمل کیا ہے۔ اس طرح ایک ایک چیز میں اپنے آپ کو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی...... ہمارے نزدیک مسجد اقصیٰ وہ ہے جو دمشق میں ہے۔ ان کے نزدیک مسجد اقصیٰ یہاں آ گئی ہے۔ ہمارے نزدیک وہ مقام کہ جہاں آدمی داخل ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امن کا وعدہ ہے وہ مکہ مکرمہ میں ہے۔ ان کے نزدیک وہ چوبارہ ہے جہاں مرزا غلام احمد بیٹھ کر کے فکر کیا کرتے تھے اور تحریر کیا کرتے تھے۔ یعنی کہیں ان کے اور ہمارے ڈانڈے کسی تصور میں نہیں ملتے، نہ معاشرت میں، نہ معیشت میں، نہ عقائد میں، نہ دین کے تصور میں۔ یہ سب انہیں کی طرف سے ہوتا رہا۔ مختصر یہ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں نبوت کا ایک متوازی کیمپ قائم کیا ہے۔ کیمپ کی حفاظت اور اس کے فروغ کی ذمہ داری انگریزوں نے لی اور وہ اس طرح کرتے رہے۔ ہمارے ہاں بہت سے لوگوں کے اندر بغیر مسئلے کو سوچے ہوئے، اس کا مطالعہ کئے بغیر، بغیر متعلقہ مواد کے پڑھے ہوئے ایک تصور ذہن پر یہ غالب رہا کہ یہ فرقہ وارانہ بات ہے۔ یہ بات فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ یہ دو الگ الگ مذہب، دو الگ الگ دین، دو الگ الگ امتیں، دو الگ الگ تمدنوں کی جن میں کہیں کوئی مماثلت سوائے اس کے نہیں پائی جاتی کہ اسلام [2883] کا لبادہ انہوں نے اوڑھ لیا ہے۔ اگر یہ نہ اوڑھتے تو لوگوں کو دھوکہ نہ دے سکتے تھے۔

(گلابی و عنابی)

اس ضمن میں میں یہ عرض بھی کر دوں کہ وہ دوسری شاخ جو ان کی پھوٹی، وہ ظاہر ہے کہ گدی نشینی کے جھگڑے پر پھوٹی۔ جیسے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ خواہ مصلحتاً یا جس بنا پر کیا ہو، انہوں نے ذرا اس کا رنگ ہلکا کر دیا اور گہرا عنابی کی بجائے ذرا گلابی رنگ کر دیا۔ تا کہ مسلمانوں کو دھوکہ

دینے میں آسانی ہو۔ ایک شخص کو مسلمانوں ایک شخص کے نام، اس کے کارنامے کو کسی نہ کسی درجے میں مقبول کرایا جائے۔ اس کے بعد پھر فضا تیار ہوتی رہی۔ اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں میں مرزا غلام احمد کی ساری تحریریں، حکیم نورالدین کی ساری تحریریں اس بات کے لئے ایک کھلا ہوا ثبوت ہیں۔ یعنی دنیا میں کوئی فاتر العقل ہوگا جو اس سے انکار کرے گا کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ مگر اتنی تحریریں ہیں کہ کسی تاویل اور کسی تشویش سے بھی اس سے مفر نہیں ہے۔ بعض وقت مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے انہوں نے یہ لکھا...... شاید یہ چیز *Quote* بھی کی ہے۔ محضر نامہ میں بھی اور اپنے جواب میں بھی...... مرزا صاحب نے یہ لکھ کر دیا تھا۔ اگر لوگوں کو نبی کے لفظ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو جہاں جہاں میں نے نبی لکھا ہے اس کو کاٹ کر محدث بنادیا جائے۔ یہ تحریر ہے ان کی۔ اسی کے تھوڑے دن کے بعد ایک اور تحریر ملتی ہے اور وہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت کفار مکہ نے کہا کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کو رسول نہیں مانتے۔ حضور ﷺ کے یہ جو نام کے ساتھ رسول اللہ ہے یہ کاٹ دیا جائے۔ خیر! اس پر صحابہؓ کو غصہ آیا۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ تو یہاں سے مثال یہ لی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے اگر اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ آپ کی رسالت ختم ہوگی۔ وہ حقیقت اپنی جگہ ہے۔ یعنی اگر کوئی محدث ہو اور نبی کا لفظ کاٹ دے، ان کے کہنے کے مطابق، تو بھی ان کی نبوت باقی رہے گی۔

(تبدیلی مذہب کا سوال نہیں)

[2884] تو یہ دجل وفریب کا ایک ایسا جال ہے کہ جس سے ایک ایسا غیر طبعی مادہ ملت کے جسم کے اندر اسی (۸۰)، نوے (۹۰) سال سے پرورش پا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے اس ملت کو چین نصیب نہیں ہوا اور اب اس کے پنجے باہر بھی بہت دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ کسی حکومت کو، کسی اسمبلی کو، یہ حق نہیں ہے کہ وہ زبردستی کسی کا مذہب تبدیل کرائے۔ یہ باہر کے لئے پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے نہایت مکروہ اور گھناؤنا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔ یعنی کہیں یہ بات نہیں آئی کہ جبراً ان کا مذہب بدل دیا جائے۔ ان کے عقائد بدل دیئے جائیں۔ اس سے زیادہ فیاضی اور روادارانہ بات کیا ہوسکتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تمہارے جو معتقدات ہیں تم ان کی رو سے مسلمان نہیں ہو۔ اگر تم مسلمان ہو تو ہم مسلمان نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنے آپ کو دستور میں یہ لکھ دیں کہ ہم سب کافر ہیں یا پھر ان کے لئے لکھنا ہوگا۔ اس میں تبدیلی مذہب کا سوال ہی نہیں ہے۔

بلکہ دو الگ الگ امتیں ہیں، ان کا تعین کرنا ہے۔ یہ صرف پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے دنیا میں پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔ قرآن کی آیت پیش کی جاتی ہے۔ ”لا اکرہ فی الدین“ کون جبر کر رہا ہے؟ اس سے زیادہ فضول قسم کا عقیدہ بھی کوئی رکھتا ہے؟

باقی مملکت پاکستان کا معاملہ ہے۔ ہر مملکت کو اپنی جغرافیائی حدود کے تحفظ کا پورا پورا حق حاصل ہوتا ہے۔ ہماری مملکت ایک نظریاتی مملکت ہے۔ ہمارا یہ حق ہی نہیں بلکہ فرض ہو جاتا ہے کہ اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کریں۔ اگر اس فرض میں کوئی کوتاہی کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ملک کے ساتھ غداری کرتا ہے۔ لہٰذا اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت اس کا نہ صرف اختیار ہے بلکہ یہ بنیادی فرائض میں ہے۔ اگر کوتاہی کرے تو وہ اپنے فرائض سے غداری برت رہا ہے۔

(قادیانیوں کی اجتماعی مسائل میں زیادتی)

اب ان کا کہنا یہ ہے کہ پاکستان کے قیام کے سلسلے میں مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کی
2885 انہوں نے بڑی لمبی چوڑی فہرست دی۔ میں نے نوٹ کی تھی۔ ۱۸۹۳ء سے لے کر قیام پاکستان تک اور اس کے بعد تک مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کے لئے نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ شریک رہے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں کو اس پر ابھارتے رہے۔ یہ بنیادی طور پر بڑی غلط بیانی ہے۔ شاید اسی طرح کی غلط بیانی انہوں نے اپنی آبادی کے متعلق کی ہے، جو سوال و جواب میں پوری طرح واضح ہو چکی ہے۔

ان کا دور، ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۰ء کی پیدائش ہے۔ غدر کے زمانے میں یہ تقریباً جوان ہوں گے یا جنگ آزادی کے ہنگاموں کے زمانوں میں جوان ہوں گے۔ اس کے بعد کے جو کارنامے ہیں وہ خود ان کی کتابوں سے روشن ہیں۔ اس کے بعد جب انہوں نے ہوش سنبھالا تو کچہری میں ملازمت کر لی۔ پھر کوئی اعلیٰ خدمت سپرد ہوئی۔ وہاں سے استعفیٰ دے کر آ گئے اور عیسائیوں اور ہندوؤں کے خلاف مناظرے شروع ہو گئے۔ یہ انہوں نے کیوں کیا؟ اس سلسلے میں ان کی کتابوں سے اقتباس سوال و جواب میں آ چکے۔ اور وہ میں نہیں دھراؤں گا۔ چونکہ جہاد کو حرام کرنا ہے۔ اس لئے ایسی کتابیں لکھی جائیں کہ مسلمانوں کا اشتعال ختم ہو اور ان کا بہی خواہ بن کر اپنے مقاصد حاصل کئے جائیں اور ان کے دل سے جہاد کا مسئلہ نکالا جائے۔

(مسئلہ جہاد پر قادیانی غلط بیانی)

پھر انہوں نے اس جسارت سے کام لیا کہ سوال و جواب کے دوران انہوں نے کہا کہ یہ وہ زمانہ تھا کہ نہ مسلمان علماء نے جہاد کا فتویٰ دیا، نہ کسی مسلمان عالم نے جہاد کیا۔ یہ ایک ایسی غلط بیانی ہے جس پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک فتوے کا تعلق ہے، انگریزوں کے تسلط کے بعد سے اسی طرح کے فتوے بار بار علماء کی طرف سے آتے رہے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ مسائل بعض بعض دفعہ نزاعی رہے ہیں کہ اب حالات و شرائط جہاد ہیں یا نہیں ہیں۔ اس میں رائیوں کا اختلاف ہوا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں شرائط پوری نہیں ہوئیں۔ بعض نے کہا کہ لڑائی کا وقت ہے۔ بعض نے کہا کہ وقت لڑائی کا نہیں ہے۔ 2886 ایسے لوگوں کی تعداد بھی کم تھی۔ ان (مرزا) کی پیدائش کے زمانے میں جوانی کے زمانے میں بھی، ان کی وفات تک مسلسل جہاد ہوتا رہا۔ ان کی وفات کے بعد بھی جہاد جاری رہا۔ ان علماء کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے جہاد کیا اور جن کو کالا پانی بھیج دیا گیا۔ میں آپ کی اجازت سے چند نام پیش کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman: *Short break for ten minutes: we will meet at 12:15 pm.*

(جناب چیئرمین: ۱۰ منٹ کے لئے مختصر وقفہ۔ ہم بارہ بج کر پندرہ منٹ پر دوبارہ ملیں گے)

[The Special Committee adjourned for ten minutes to re-assemble at 12:15 pm.]

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس ۱۰ منٹ کے لئے ملتوی کر دیا گیا تا کہ دوپہر بارہ بج کر پندرہ منٹ پر دوبارہ شروع کیا جا سکے)

[The Special Committee re-assembled after short break Mr. Speaker (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.]

(مختصر وقفے کے بعد خصوصی کمیٹی کا اجلاس دوبارہ شروع ہوا۔ جناب اسپیکر (صاحبزادہ فاروق علی صاحب) نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب چیئرمین: مولانا محمد ظفر احمد انصاری!

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: جناب والا! قبل اس کے کہ میں اپنی گزارشات شروع کروں، آپ سے ایک درخواست یہ ہے کہ مجھے یہ ڈر معلوم ہو رہا ہے کہ میری بات بالکل ہی نامکمل رہے گی۔ میں بہت مختصر کر رہا ہوں کہ آپ گھنٹی بجادیں گے اور قصہ ختم ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: میں نے ابھی تک گھنٹی تو نہیں بجائی۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: اگر آپ کوئی ایسی صورت کر سکیں کہ مجھے جس دن اٹارنی جنرل صاحب تقریر کریں گے اس روز کوئی آدھ گھنٹہ آپ دے دیں۔ ورنہ بات بالکل نامکمل رہ جائے گی۔ اس وقت بھی زیادہ ربط تو نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اٹارنی جنرل صاحب نے پرسوں اپنے Arguments Sum up (دلائل مکمل) کرنے ہیں۔ اس کے بعد اگر آپ مناسب سمجھیں کہ کوئی چیز رہ گئی ہے تو It is open for the members, (اراکین اگر چاہیں تو دوبارہ بات کر سکتے ہیں) they can again speak [2887] تو ٹھیک ہے، اٹارنی جنرل صاحب کے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: ان سے گفتگو کر لیں۔ اگر وہ تھوڑا سا وقت پہلے دے دیں تو ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آج اٹارنی جنرل صاحب آجائیں گے۔ آپ ان سے کل Consult کر لیں تو پانچ تاریخ کو سہی۔

مولانا محمد ظفر انصاری: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کتنا غلط دعویٰ کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ آج اندازاً کتنی دیر لیں گے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: ایک گھنٹہ تو دے دیجئے۔

جناب چیئرمین: ایک گھنٹہ۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: مطلب یہ ہے کہ یا تو پھر یہ اجازت ہو کہ میں تحریری طور پر اسے......

جناب چیئرمین: تحریری طور پر بھی آپ دے دیں۔ وہ اگر آپ کل دے دیں گے تو وہ ہم سائیکلوسٹائل کرا کے ممبروں میں سرکولیٹ کرا دیں گے۔

جناب محمد حنیف خان: اگر یہ تحریری طور پر دے دیں تو ان کی وہ تحریر ایک تو علم پر مبنی ہوگی۔ دوسرے ہم بھی جن کا علم کوتاہ ہے۔ کم ہے، دو، چار جملے کہنے کے قابل ہو جائیں گے۔

Mr. Chairman: ***He was almost neck deep in it; he knows this subject much more than any body else.***

(وہ پوری گہرائی کے ساتھ اس مسئلے میں تھے۔ وہ اس موضوع کو کسی اور کی نسبت بہت زیادہ جانتے ہیں)

جناب محمد حنیف خان: میں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جس طرح آپ نے اتفاق کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر آپ تحریری طور پر دے دیں تو وہ لوگ جن کا علم اس مسئلے میں کم ہے۔ وہ بھی وہ [2888] پڑھ کر اپنے کچھ *Views* اس کی تائید میں کہہ دیں گے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: تو اس میں تو کچھ وقت لگے گا۔

جناب چیئرمین: پانچ تاریخ تک دے دیں۔ اگر آپ ہمیں کل دے دیں تو ہم پرسوں سائیکلوسٹائل کرا کے ممبروں میں چھ کی صبح کو تقسیم کرا دیں گے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: جتنا میں کہہ سکوں گا کہہ دوں گا اور اس کے بعد جو رہ جائے گا وہ تحریری طور پر دے دوں گا۔

Mr. Chairman: ***Prince (Mian Gul Aurangzeb), I would like to have your views also after Maulana has finished.***

(جناب چیئرمین: پرنس (میاں گل اورنگزیب) میں چاہوں گا کہ مولانا کی بات ختم ہونے پر آپ بھی اپنے خیالات پیش کریں)

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: تو اس کی معذرت کرتے ہوئے کہ شاید اب میری تقریر میں بہت ربط نہیں رہے گا۔ کوشش کروں گا کہ جو زیادہ اہم چیزیں ہیں وہ آ جائیں۔

(مسئلہ جہاد اور مرزا صاحب)

تو علماء کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ یہ وہ دور تھا کہ علماء نہ جہاد کا فتویٰ دیتے تھے اور نہ علماء جہاد کرتے تھے اور یہی روش انہوں نے اختیار کی۔ میں اس میں صرف چند مثالیں دوں گا۔ آپ کو ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں پر جو افتاد پڑی اور جس طرح مسلمانوں کی سیاسی قوت پارہ پارہ

ہوئی اور اس کے جو یاس اور محرومی کی کیفیت پیدا ہوئی، اس کے باوجود ایسے جاندار لوگ موجود تھے جنہوں نے جہاد کا سلسلہ مسلسل جاری رکھا، فتوے دیتے رہے اور بنگال سے لیکر آسام سے لے کر صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں کی آخری حدوں تک کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں یہ کام نہ ہو رہا ہو، اور انہوں نے نہایت ہوشیاری سے اس کام کو کیا۔ اس زمانے میں انگریزوں نے نیل کے کارخانے قائم کئے تھے۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ جہاد کا قصہ ہی ختم ہو گیا تھا۔ اس زمانے میں مسلمانوں نے نہایت ہوشیاری سے انگریزوں کو یہ یقین دلایا کہ جہاد جو ہے وہ اسی طرح ہمارا ایک 2889 فریضہ ہے جس طرح روزہ، نماز، جمعہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا جہاد کے لئے ہمیں سرکاری طور پر چھٹی دی جایا کرے۔ تو نیل کے کارخانوں سے انہیں چھٹی ملتی تھی اور وہ اس وقت سکھوں سے جہاد کر رہے تھے۔ پیش نظر یہ تھا کہ ایک علاقہ قبضے میں آجائے اور اب تمام تحریریں شائع ہو گئی ہیں۔ وہ خطوط اس زمانے کے شائع ہو گئے ہیں۔ جس سے پوری طرح یہ بات ثابت ہے کہ حضرت سید احمد شہید، اور دوسرے علماء، ان کا پروگرام یہ تھا کہ پہلے اس علاقے کو جو مسلم اکثریت کا علاقہ تھا۔ اس میں مسلم حکومت قائم کر لیں۔ تو پھر انگریزوں سے نمٹیں گے۔ تو انگریز انہیں نیل کے کارخانوں سے چھٹی دیا کرتے تھے۔ گویا جہاد کے قصے کو عوام تک پہنچا دیا تھا نہ کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ اس زمانے میں جہاد کا نام نہیں لیا جا رہا تھا۔ اس میں ہر مکتب خیال کے علماء تھے۔ جس زمانے میں مرزا غلام احمد، بقول اپنے مخبری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ وہ زمانہ تھا کہ حضرت سید احمد صاحب شہید کے ماننے والے پیروکار منتشر ہو گئے تھے۔ انہوں نے پٹنہ میں پھر اپنا مرکز بنایا تھا۔ مسلسل مقدمات چلتے رہے۔ ایذائیں دی جاتی رہیں۔ یہاں تک کہ آخر میں صادق پور کا پورے کا پورا محلہ جو کہ ان کی حویلی میں تھا۔ اسے گروا کر وہاں ہل چلوائے گئے۔ تاکہ بہت سے زمانوں تک یہاں کسی بستی کا نام ونشان نہ رہے۔ جو لوگ تھے ان کو یا تو پھانسیاں دی گئیں یا کالے پانی بھیج دیا گیا۔ ان کے خاندان اور افراد کے نام برٹش گورنمنٹ کے ریکارڈ میں قیام پاکستان تک لکھے جاتے تھے۔ ان کی اولاد در اولاد کے نام۔ اس طرح وہی زمانہ تھا جب مولانا فضل حق خیر آبادی صاحب، مفتی صدرالدین صاحب، مولانا عنایت احمد صاحب رام پوری، ان تمام کے فتاویٰ شائع شدہ موجود ہیں۔ سرحد میں مولانا عبدالغفور اخوند، انہوں نے جہاد کا اعلان کیا۔ اس کے بعد مولانا عبداللہ ان کی جگہ آئے۔ ان کا ۱۹۰۲ء میں انتقال ہوا۔ پھر مولانا عبدالکریم ۱۹۱۵ء تک وہ رہے ہیں۔ اس کے بعد مولانا عبدالرحیم، استھتحھانہ اور چرکند 2890 وغیرہ میں ان کے مراکز قائم ہیں اور بار بار انگریزوں سے نبرد آزما ہوتے رہے۔ بنگالی حاجی شریعت اللہ تیتو میر، یہ

نام اب تک وہاں کے بچوں کی زبان پر جاری ہیں۔ ریشمی رومال کا قصہ، ترکوں سے مل کر ہندوستان کو انگریزوں کی لعنت سے پاک کرنے کا قصہ، وہ مولانا عبیداللہ سندھی صاحب، شیخ الہند محمود الحسن صاحب، سب لوگ اس فہرست میں آتے ہیں۔ یعنی پورا دور ایسا ہے کہ کسی میں جہاد نہ کرنے کی کمی نہیں ہے اور مرزا صاحب یہ کہتے تھے۔ انہوں نے مخبری میں ایک پہچان بنالی تھی کہ جو لوگ یہاں دارالحرب یعنی انگریزوں کے خلاف لڑائی کرنا چاہتے ہیں جہاد کرنا چاہتے ہیں وہ جمعہ اور عیدین کی نماز کو جائز نہیں سمجھتے۔ لیکن پتہ لگاتے تھے کہ کون کون سے علماء ہیں، کون کون سے لوگ ہیں جو جمعہ کو حرب ہونے کی وجہ سے نہیں پڑھتے۔ اس طرح وہ ان کی مخبری کا کام کرتے تھے۔ چونکہ وہاں پر پہلے نہیں آیا، میں اس کا اقتباس پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ یعنی کسی معاشرے میں یہ تصور نہیں کیا جاتا کہ اس معاشرے میں کوئی شریعت انسان اس حالت میں جب کہ قوم غیروں کے پنجہ استعمار میں گرفتار ہو تو کوئی شخص مخبری کرے اور قوم میں اس کا کوئی وقار ہو۔ نہ کہ مجدد، مصلح، پیغمبر، خدا جانے کیا کیا کہا گیا۔

(مرزا قادیانی انگریزوں کا بڑا جاسوس)

اب یہ (تبلیغ رسالت ج ۵ ص ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۲۷) سے ایک اقتباس سناتا ہوں۔ یہ مرزا غلام احمد کا بیان ہے: ’’چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریز کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں...... لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا۔ تا اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں۔ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے...... مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے
2891 گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں۔ (یعنی ان کے نام ریکارڈ کئے جائیں) جو اپنے عقائد سے مفسدانہ حالتوں کو ثابت کرتے ہیں...... لیکن ہم گورنمنٹ کو باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے۔ جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرلے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ، حکیم مزاج کی طرح ان نقشوں کو ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔‘‘

گویا چیف انفارمر کے فرائض جو صاحب دے رہے تھے یہ انکا کارنامہ تھا اور یہ اس وقت جب مسلمانوں کی بڑی تعداد کالے پانی جارہی تھی یا پھانسیوں کے تختوں پر ڈال رہے تھے۔

انہوں نے یہ بھی لمبی فہرست دی ہے کہ ۱۸۹۳ء سے لے کر قیام پاکستان تک وہ مسلمانوں کے ہر درد دکھ میں نہ صرف شریک رہے بلکہ پیش پیش رہے۔ ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب کی عمر کافی ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے متعلق جو کچھ کام رہا وہاں اس میں ان کی شرکت کی بات یہ ہے کہ جو مصیبتیں اس ملک میں مسلمانوں پر آئیں، یعنی جہاد کے سلسلے میں وہ اپنی جگہ ہیں یہ خود سوال ہی نہیں تھا۔ تاہم ان کا اس میں کام صرف مخبری کرنا تھا۔ یا انگریزوں کو سپاہی مہیا کرنا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ جو تعمیری کام ہوا، مثلاً علی گڑھ قائم ہوا۔ دوسرے مدارس قائم ہوئے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور قائم ہوئی۔ اس کے متعلق مجھے مجبوراً اقتباس سے گریز کرنا پڑے گا۔ اس میں انہوں نے کہا کہ سرسید نے بڑی جان توڑ کوشش کی اور کہا کہ ایک روپیہ دے دو چندہ۔ انہوں نے کہا کہ نہ، یہ نہیں ہوسکتا۔ مرزا بشیرالدین نے لکھا ہے کہ آپ کیوں...... یعنی اس میں انہوں نے لکھا، اپنی جماعت کے لوگوں کو کہا کہ آپ دوسروں میں کیوں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ مرزا صاحب کا ہمیشہ یہی 2892 معمول رہا ہے کہ وہ لوگ کسی نام سے آئیں، نہ کسی دوسری انجمن کے ممبر بنیں۔

(مرزا قادیانی کو صاحب نہ کہیں)

خواجہ جمال محمد کوریجہ: جناب چیئرمین! انصاری صاحب بار بار مرزا کو مرزا صاحب کے نام سے پکار رہے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ ان کو مرزا صاحب کے نام سے نہ پکارا جائے۔

جناب چیئرمین: جب آپ کی باری آئے تو آپ جیسے چاہیں پکاریں۔

خواجہ جمال محمد کوریجہ: جناب! اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ وہ ولد الحرام ہے اس کو اس نام سے پکارا جائے۔

جناب چیئرمین: کسی کی تقریر میں آپ کوئی رائے نہیں دے سکتے۔ یس، انصاری صاحب!

(قادیانیوں کی دروغ گوئی)

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: چنانچہ انہوں نے کسی انجمن میں جو تعمیری کام کر رہی تھی یا انگریزوں کے خلاف لڑنے، یا جہاد، یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی مسائل سے متعلقہ ہیں، انہوں نے اس میں دلچسپی نہ لی۔

جس زمانے میں مسلمانوں پر مصیبتیں آئیں ان میں نمایاں مصیبتیں بیسویں صدی کے شروع میں آئی تھیں۔ جنگ طرابلس شروع ہوئی۔ جنگ بلقان شروع ہوئی۔ اس کے بعد ترکوں کے خلاف انگریزوں نے جنگ شروع کی۔ اس عرصے میں مقامی مسجد کان پور میں ایک واقعہ ہوا جس سے پورے ہندوستان میں اشتعال پیدا ہوا اور بہت سے مسلمان اس میں شہید ہوئے۔ پھر خلافت کی جنگ شروع ہوئی۔ پھر جلیانوالہ باغ کا قصہ شروع ہوا۔ جس میں مسلمان اور ہندو بھی شریک تھے۔ ترکوں کی سلطنت کو ختم کیا گیا۔ اس پر قادیان میں چراغاں ہوا اور یہ انتہائی جسارت کے ساتھ غلط بیانی کی گئی کہ سارے مسلمان چراغاں کر رہے تھے۔ ہم نے بھی چند دیئے 2893 روشن کر دیئے۔ یہ ایک ایسی دروغ بیانی ہے میں اسے کیا کہوں۔ میں اس زمانے میں طالبعلم تھا۔ مگر یہ منظر پوری طرح یاد ہے۔ میں سکول میں پڑھتا تھا۔ یہ میں جانتا ہوں کہ پوری ہڑتال ہوئی۔ جگہ جگہ اتنی گرفتاریاں ہوئیں اس روز، صرف اس بات پر کہ چراغاں کرو، شیرینی تقسیم کرو۔ بہر حال شہر میں ایسے لوگ تھے جو خوشامدی تھے اور ان کی اغراض وابستہ تھیں۔ جگہ جگہ ایسا ہوا بھی ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اس روز ہڑتال ہی کی اور اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا۔

پھر ۱۹۲۲ء میں ترکوں کو، یونانیوں کے مقابلے میں سمرنہ میں فتح ہوئی تو مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ کچھ لوگوں نے انہی کے مریدوں نے کہا کہ ہم بھی چراغاں کریں۔ تو انہوں نے کہا کہ اس موقعہ پر چراغاں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد دو چیزیں ایسی ہیں جن میں انہوں نے شرکت کی۔ ایک شدھی اور سنگھٹن تحریک جو کہ اس شخص نے شروع کی تھی جس نے آزادی کی جنگ میں بڑا نمایاں مقام حاصل کیا ہے اور مسلمان اس کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ بعد میں وہ جیل میں گیا اور جیل میں جانے کے بعد حکومت نے اس سے کچھ معاملہ طے کیا اور جیل سے نکلنے کے بعد اس نے شدھی کی تحریک (دیانند) شروع کی۔ اس میں یہ ضرور گئے۔ لیکن وہاں کیا تھا؟ وہ ایک بڑی اچھی شکارگاہ تھی جہاں پر یہ اپنی جماعت کے لئے آدمی لے سکتے تھے۔ اس میں یہ بے شک گئے۔

دوسرا بڑا کارنامہ جو وہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے کشمیر کمیٹی میں شرکت کی اور کشمیر کمیٹی میں ان کی شرکت کا جو حال ہے وہ یہ ہے۔ اس میں علامہ اقبال بھی شامل تھے اور بھی بہت سے اکابرین تھے۔ اس کے بارے میں ''مسئلہ کشمیر'' مصنفہ ممتاز احمد کا ایک اقتباس آپ کی اجازت سے پیش کرتا ہوں۔

”۱۹۳۱ء میں جب ریاست میں تحریک حریت کا آغاز ہوا اور ریاستی مسلمانوں نے سیاسی آزادی کے حصول کے لئے جب باقاعدہ طور پر جدوجہد کا آغاز کیا تھا...... یہ الفضل کا *Quotation* (اقتباس)[2894] ہے تو حضرت امام جماعت احمدیہ (عربی) جو پہلے ہی مناسب موقعہ کی انتظار میں تھے، یکا یک میدان عمل میں آ گئے۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ ۲۵؍جولائی کو شملہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ علامہ اقبال بھی اس میں شامل تھے۔ لیکن صدارت مرزا بشیر الدین محمود کے سپرد کی گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کشمیر کمیٹی کا منصوبہ بنانے والے بھی دراصل مرزا بشیر محمود صاحب ہی تھے اور جو افراد شملہ میں جمع ہوئے تھے ان میں اکثریت احمدیوں ہی کی تھی۔ کمیٹی کے پیش نظر جسے ابتداء میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ریاستی مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق دلانا اور قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے والے مسلمانوں کو قانونی امداد مہیا کرنا تھا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے تمام کشمیری لیڈروں سے براہ راست روابط قائم کئے گئے۔ قادیانی زعماء کو بڑی تعداد میں ریاست میں بھیجا گیا۔ جہاں انہوں نے لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور مسلمانوں کی مالی امداد کر کے اپنا ممنون احسان بنانے کی کوشش کی گئی اور اس دوران سینکڑوں کی تعداد میں مبلغین بھی بھیجے گئے جو ریاست کے چپے چپے کا دورہ کر کے قادیانی عقائد کی تبلیغ کرنے لگے۔ اس ریاست میں تحریک آزادی کے مظلومین کی امداد کے لئے اکثر رقوم شیخ محمد عبداللہ کی معرفت دی گئیں۔ چوہدری عباس کے مقابلے میں قادیانیوں کی تمام ہمدردیاں شیخ عبداللہ کے ساتھ تھیں اور شیخ صاحب کے جماعت سے تعلقات انتہائی قریب ہو رہے تھے اور لاہور میں اس افسوس ناک افواہ نے کافی تقویت پکڑ لی کہ شیر کشمیر شیخ عبداللہ مرزائی ہیں۔ پھر شیخ صاحب نے خود لاہور آ کر ایک جلسہ میں اس کی تردید کی، کشمیر کمیٹی اسی طرح کام کرتی رہی۔ لیکن ابھی اس کا دستور نہیں بنا تھا اور اس کے سیاسی مقاصد لوگوں کے سامنے واضح ہونے لگے تو انہوں نے یہ کوشش کی کہ اس کا دستور بن جائے۔ لیکن یہ بات مرزا بشیر الدین کو ناگوار تھی۔ کیونکہ وہ اس میں ڈکٹیٹر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے اور جب، دستور بنانے کے لئے اصرار کیا گیا تو مرزا بشیر الدین محمود نے بطور احتجاج کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور پھر علامہ اقبال کمیٹی کے نئے صدر منتخب ہو گئے۔ [2895]لیکن ان کا (مرزا بشیر الدین) کا استعفیٰ دینا تھا کہ تمام قادیانی حضرات نے کمیٹی کے کاموں میں دلچسپی لینا بند کر دی اور عملاً کمیٹی کا بائیکاٹ کر دیا۔ حتیٰ کہ قادیانی وکلاء جو ریاست میں مسلمانوں کے مقدمات لڑ رہے تھے وہ مقدمات ادھورے چھوڑ کر واپس آ گئے اور جب کمیٹی کے کاموں میں تعطل پیدا ہوا تو علامہ اقبال بھی قادیانیوں کے رویہ سے بددل ہو کر صدارت سے مستعفی ہو گئے اور خود اس پر علامہ

اقبال کے جو ریمارکس ہیں وہ چند جملے بیان کر دیتا ہوں:

"Unfortunately there are members in the Committee who recognise no loyalty except to the head of their particular religious sect. This was made clear by a public statement recently made by one of the Ahmadi pleaders who had beeen conducting the Mirpur cases. He plainly admitted that he recognises on Kashmir Committee, and admits that whatever he and his colleagues did was done in obedience to the commands of their religious leader. I confess that I interpreted this statement as a general indication of the Ahmadi's attitude of mind of felt doubts about the Kashmir Committee. I do not mean to stigmatise anybody. A man is free to develop any attitude intellectually and spiritually to suit his mind best. Indeed I have every sympathy for a man who needs a spiritual probe and finds one in the shrine of by- gone saint or any living priest. As far as I am aware, there are no differences of opinion among members of the Kashmir Committee regarding the General Committee's policy to the formation of a party on the ground of differneces in policy. Nobody can object, but according to my view of the situation the differences in the Kashmir Committee are based on considerations which I believe are utterly irrelevant. I do not believe that a smooth working is possible and feel that in the best interests of all concerned the present Kashmir Committee should cease to exist."

(بدقسمتی سے اس کمیٹی میں ایسے ارکان بھی ہیں جو اپنے مخصوص مذہبی فرقے کے قائد

سے وفاداری کے سوا کسی اور وفاداری کو نہیں جانتے۔ اس بات کا واضح اعلان ان احمدی وکلاء میں سے ایک وکیل نے حال ہی میں کیا ہے جو میرپور مقدمات کی پیروی کر رہے تھے۔ اس نے صاف صاف اعتراض کیا کہ وہ کسی کشمیر کمیٹی کو نہیں جانتا اور اس نے اور اس کے رفقاء نے جو کچھ کیا ہے وہ اپنے مذہبی امام کے احکامات کی اطاعت میں کیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے اس بیان سے احمدیوں کے کشمیر کمیٹی سے متعلق شکوک وشبہات اور ان کے ذہنی رویے کے ایک عمومی مفہوم کو اخذ کیا ہے۔ میں کسی شخص کو بدنام نہیں کرنا چاہتا۔ ہر شخص آزاد ہے کہ اپنی طبع کے مطابق کوئی بھی ذہنی اور روحانی رویہ اپنائے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے ایسے شخص سے بھرپور ہمدردی ہے جسے روحانی علاج کی ضرورت ہے اور وہ اسے کسی گذشتہ بزرگ کے مزار یا کسی زندہ مذہبی پیشوا سے حاصل کر لیتا ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں کشمیر کمیٹی کے ارکان میں پالیسی میں اختلافات کی بنیاد پر ایک پارٹی کی تشکیل میں عمومی کمیٹی کی پالیسی کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کوئی شخص اختلاف نہیں کر سکتا۔ لیکن موجودہ صورتحال سے متعلق میرا تجزیہ ہے کہ کشمیر کمیٹی میں اختلافات کا تعلق ایسے عوامل سے ہے جو میرے خیال میں بالکل غیر متعلق ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہموار طریقے سے کام کرنا ممکن ہے اور تمام متعلقہ لوگوں کے بہترین مفادات میں محسوس کرتا ہوں کہ موجودہ کشمیر کمیٹی کو کالعدم ہو جانا چاہئے)

بہر حال انہوں نے یہ حالت پیدا کر دی کہ اگر کشمیر کمیٹی کو قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال نہیں کرنے دیا جاتا تو پھر اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ یہ کشمیر کمیٹی کا حال تھا۔ 2896 قیام پاکستان کے سلسلے میں انہوں نے جس احسان کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں یہ صورت ہے کہ علامہ اقبال کے اس مضمون کے بعد جب ان کا بھید لوگوں پر کھلنے لگا اور پنجاب میں کیونکہ یہ زیادہ تھے اس لئے پنجاب مسلم لیگ نے یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ کوئی قادیانی مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہو سکتا اور یہ ریزولیوشن ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی بار پیش ہوا۔ میں ان کی اس وقت کی ذہنیت کے سلسلے میں چند جملے آپ کو سناتا ہوں۔ یہ ۱۹۱۶ء کا اخبار ”الفضل“ ہے: ”ہمیں یاد رہے کہ مسلمانوں کے مصلح دنیا کے ہادی، حضرت مسیح موعود، مہدی آخر الزمان علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے حضور جب مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور مرزا نے اس کے متعلق ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی۔ تو کیا ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے وہ مسلمانوں کے حق میں سازگار بابرکت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ آپ لوگوں کو روکتے رہیں کہ سیاست میں کسی طرح شریک نہ ہوں اور جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے۔“

یہ پیغام صلح ۱۹۸۰ء کا *Quotation* (اقتباس) ہے: ''اب تو مسلم لیگ نے بھی جس کے ممبر آزادخیال اور رواداد سمجھے جاتے ہیں اور ہندوستان کی ذہنی روح تصور کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک حلف نامہ تیار کیا ہے کہ ان کی طرف سے اسمبلی کے لئے جو امیدوار کھڑا ہوگا وہ یہ حلف اٹھائے گا کہ اسمبلی میں جا کر احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کرانے کی کوشش کرے گا۔''

یہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۳۶ء کا الفضل ہے۔ اب یہ ۱۹۳۷ء کا ہے: ''اس کے بعد حضور میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ملکی سیاست کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور اس سوال پر روشنی ڈالی ہے کہ جماعت احمدیہ کو کانگریس میں شرکت کرنی چاہئے یا مسلم لیگ میں۔''

یہ ۱۹۳۷ء کی بات ہے: ''حضور نے فرمایا کہ ابھی تک اس بارے میں ہم نے کوئی رائے قائم نہیں کی اور نہ ابھی کوئی دوست رائے قائم کرے۔ بلکہ کانگریس جب علی الاعلان بغیر کسی پیچ کے اور بغیر کسی شک وشبہ کے یہ اعلان نہیں کرتی کہ تبلیغ مذہب اور تبدیلی مذہب پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں [2897] ہوگی۔ اس وقت تک ہم کانگریس میں نہیں مل سکتے اور اس طرح مسلم لیگ یہ کہہ چکی ہے کہ کوئی احمدی اس کا ممبر نہیں ہوسکتا۔ پھر کون بے غیرت احمدی ہے جو اس میں شامل ہو، جب تک کہ لیگ صاف طور پر یہ اعلان نہ کردے کہ احمدی مسلم لیگ کے ممبر ہوسکتے ہیں۔ مسلمانوں کے حلقوں سے امیدوار کھڑے کر سکتے ہیں۔''

اسی طرح بہت سی *Quotations* ہیں۔ لیکن میں اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ البتہ اس روز انہوں نے ایک فوٹوسٹیٹ کاپی ۱۹۴۴ء کے ریزولیوشن کی پیش کی ہے۔ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ حضرت مولانا عبدالحامد بدیوانی مرحوم مغفور نے ایک قرارداد پیش کی تھی کہ احمدیوں کو، مرزائیوں کو، جنہیں تمام امت نے متفقہ طور پر کافر قرار دیا ہے۔ ان کو مسلم لیگ کا ممبر نہیں بننا چاہئے اور انہیں مسلم لیگ میں داخل نہ ہونے دیا جائے اور قائداعظم نے ان سے کہہ کر واپس کروادی۔ یہ کونسل کا وہ اجلاس ہے جس میں شریک ہونے والے بہت سے لوگ ابھی ہوں گے اور میں اس وقت اس کا اسٹیٹ سیکرٹری تھا۔ محمد علی برکت علی ہال میں جو جلسہ ہوا تھا وہ ریزولیوشن مولانا صاحب میرے پاس لائے تھے اور مجھ سے مشورہ کیا۔ میں نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور ریزولیوشن ایجنڈا میں شامل ہوا۔ جب اس کا وقت آیا تو قائداعظم نے یہ کہا کہ کون احمدی ہے۔ پنجاب میں کچھ لوگ ہوں گے وہ تو پہلے ہی پاس کر چکے ہیں تو غیر متعلق مسئلہ آپ کیوں لاتے ہیں۔ صرف اتنی بات تھی اور یہ ان کا مزاج تھا کہ وہ جدوجہد کے دوران چاہتے تھے کہ کوئی

Irrelevant (غیر متعلق) چیز سامنے نہ آئے۔ صرف اتنی بات انہوں نے کہی اور مولانا نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ یہ فیصلہ تو پہلے ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ میں بھی یہ فیصلہ موجود ہے اور کون احمدی ہے جو آتا ہے۔ لہٰذا وہ ریزولیوشن اس طرح ڈراپ ہوا ہے جس کو کہا جاتا ہے کہ قائداعظم نے ریزولیوشن کو مسترد کر دیا۔ یہ گویا دروغ گوئی کی انتہاء ہے۔ مسلم لیگ نے اور پوری ملت اسلامیہ نے اسے جسم ملت کے لئے ایک ناسور سمجھا۔ ایک بدگوش سمجھا، سیاسی اور شرعی دونوں حیثیتوں سے، مسلمان ان لوگوں میں سکون محسوس نہیں کرتے تھے۔ البتہ ۱۹۳۶ء میں یہ ہوا کہ جواہر لال نہرو لاہور تشریف 2898 لائے۔ ۲۹ر مئی کو تو جیسے ظلی حج ہوتا ہے، ظلی نبی ہوتا ہے اور ظلی قرآن ہے، تو وہاں ایک جیسے یہ کہتے ہیں کہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تو وہاں ایک انڈین نیشنل لیگ بنائی گئی قادیان میں، اور جب جواہر لال نہرو تشریف لائے تو قادیان میں ۵۰۰ والنٹیئر آئے اور ان کے بڑے مانے ہوئے وکیل چوہدری نصر اللہ صاحب کو قائداعظم کا خطاب دیا گیا تو ایک ظلی قائداعظم بھی بن گیا اور انہوں نے سلامی لی۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے بڑے بڑے بینرز لگے۔ بلے کارڈس لگے۔ اس کے بعد لوگوں نے اعتراض کیا وہ جواب پھر میں وقت کی تنگی کی وجہ سے اس اقتباس کو چھوڑتا ہوں۔ مرزا بشیر محمود کا بیان ہے کہ لوگوں کو کیوں اعتراض ہے۔ جواہر لال نہرو نے علامہ اقبال کی مخالفت میں میری حمایت کی تھی۔ جو علامہ اقبال کی قرارداد تھی کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دو تو انہوں نے ہماری حمایت کی وہ آئے ہیں تو ایک سیاسی انجمن کی طرف سے ان کا استقبال کیا گیا۔ ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ ان کو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ تو اس میں حمایت کی کیا بات ہے۔ اب وہاں سیاسی انجمن بھی بنائی گئی۔ وہ تو یہ مختصراً مسلمانوں کے کاموں میں شرکت کا حال ہے اور ۵ر اپریل کو یعنی جب پاکستان بننے کا زمانہ قریب آنے لگا، ان کے تعلقات دونوں طرف تھے۔ یہ کوشش کر رہے تھے کہ ۱۹۴۶ء میں انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے لئے پنڈت جواہر لال نہرو نے چوہدری ظفر اللہ صاحب کا نام ***Recommend*** (تجویز) کیا جو ان کی کتاب تحدیث نعمت میں موجود ہے اور یہ ۱۹۴۶ء کا وہ زمانہ تھا جب کانگریس اور مسلم لیگ یا ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ***Feelings*** بہت شدت پر تھیں۔ اس وقت ان کے یہ تعلقات تھے کہ پورے ہندوستان میں جتنے بڑے وکیل تھے وہاں سے جواہر لال نہرو نے ان کے نام ***Recommend*** (تجویز) کئے۔ اس وقت یہ کامیاب نہ ہوئے۔

وہاں الیکشن میں یہ الگ بات ہے کہ ۱۵ر اپریل ۱۹۴۷ء کو انہوں نے بیان دیا جو یہاں

فائل بھی ہو چکا ہے کہ ہم بہر حال اکھنڈ بھارت بنانا چاہتے ہیں اور ہماری کوششوں اور خواہشوں کے علی الرغم اگر پاکستان بن گیا تو پھر ہماری کوشش یہ جاری رہے گی کہ کسی نہ کسی طرح اکھنڈ 2899 بھارت بن جائے۔ یہ بہت مشہور ان کا وہ ہے اور اس کا وہ اقتباس بلکہ فوٹو سٹیٹ یہاں داخل کیا جا چکا ہے۔ ۵؍اپریل کو یہ بات انہوں نے کہی اور ۱۲؍اپریل کو ایک سوال کے جواب میں یہ فرمایا۔ سوال کسی نامہ نگار کا تھا کہ کیا پاکستان عملاً ممکن ہے؟ یہ سوال جواب (ریویو آف ریلیجنز ج ۱۸ نمبر۲) میں شائع ہوا۔

سوال تھا کہ کیا پاکستان عملاً ممکن ہے؟

جواب: سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے دیکھا جائے تو پاکستان ممکن ہے۔ لیکن میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ملک کے حصے بخرے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آج دنیا کی کامیابی کا راز اتحاد میں مضمر ہے۔ دوسرے ذرائع مواصلات بھی ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں ضرورتاً ایک دوسرے کے قریب سے قریب تر ہونا چاہئے اور اتحاد کی کوشش کرنی چاہئے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس موقع پر ہندوستان دو علیحدہ علیحدہ حصوں میں بٹ جائے اور ہندوستان کی بڑی قومیں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ یہ ۱۲؍اپریل کا تھا۔ پھر اسی طرح ۱۳؍جون کا اسی مضمون کا ایک بیان ہے۔ پھر ۱۷؍جون کا ہے۔ اس کے بعد ۱۸؍اگست ۱۹۴۷ء کا ایک بیان ہے۔ یعنی پاکستان بننے کے بعد اور ایک ۲۸؍دسمبر کا ہے تو تقسیم کے موقع پر امام جماعت احمدیہ کو یہ الہام ہوا کہ (عربی)......

”یعنی تم جہاں کہیں ہو گے اللہ تمہیں ایک جگہ اکٹھا کر دے گا۔ اس الہام میں تبشیر کا پہلو بھی ہے اور انداز کا بھی توقع تو پہلے ایک رنگ میں ہو چکی ہے۔ یعنی ہماری کچھ جماعتیں پاکستان کی طرف چلی گئی ہیں اور کچھ ہندوستان کی طرف۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اکٹھا کرنے کی کوئی صورت پیدا کر دے۔“ یہ اکٹھا ہونا دونوں کا، یہ بہرحال مسلسل چل رہا ہے۔ ۱۳؍دسمبر کے

”حالات کی وجہ سے لوگ گھبرا کر قادیان کی خرید کردہ زمینوں کو ضائع شدہ خیال کرنے لگے ہیں اور اپنی ادا کردہ قیمت کو امانت قرار دے کر اس کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے نوٹس میں بتایا تھا کہ ایسا مطالبہ نہ صرف کاروباری اصول کے مطابق غلط اور ناجائز ہے۔ بلکہ دینی لحاظ سے بھی 2900 ایمانی کمزوری کی علامت ہے۔ کیونکہ دراصل اس مطالبے میں یہ شبہ مخفی ہے کہ ایسے لوگوں کے نزدیک قادیان کی (واپسی) مشکوک ہے۔ حالانکہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہمیں قادیان انشاء اللہ! ضرور واپس ملے گا وغیرہ، وغیرہ۔“ اب یہ کیسے ملے گا؟ اس کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو ہم قادیان فتح کر لیں یا خدانخواستہ وہ اکھنڈ بھارت کا ان کا جو منصوبہ ہے وہ مکمل ہو

جائے۔ تو قادیان کو فتح کرنے کا جہاں تک سوال ہے پاکستان کی حکومت نے ہی اس کا فیصلہ کرنا ہے اور آج ۲۷ سال میں پاکستان حکومت کی طرف سے ہمیشہ یہ اعلان ہوتا رہا ہے کہ ہمیں کسی دوسرے ملک کی سرحدات سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم کسی کے خلاف جارحیت نہیں کریں گے۔ یہ کس نسخے سے اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ کیا کوئی ایسا چکر دے کر کہ پاکستان اور ہندوستان کی لڑائی کرا کر اس کی صورت پیدا کرنا چاہتے ہیں یا بہر حال کیا ہے، میں نہیں جانتا۔

اب اس کے بعد ۲۸ر دسمبر کی بات ہے۔ ”مومن وہ ہے جو محض سن کر خدا پر ایمان نہیں لاتا۔ بلکہ جس کا ایمان پورے یقین اور وثوق پر مبنی ہے وہ جانتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ یہ تقسیم ایک عارضی تقسیم ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ قادیان ہماری چیز ہے۔ وہ ہمارا ہی ہے کیونکہ خدا نے وہ مجھے دی ہے۔ گو آج ہم قادیان نہیں جا سکتے۔ مگر آج ہم محروم کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن ہمارا ایمان اور یقین ہمیں بار بار کہتا ہے کہ قادیان ہمارا ہے۔ وہ احمدیت کا مرکز ہے۔ ہمیشہ احمدیت کا مرکز رہے گا۔ وہ انشااللہ! حکومت خواہ بڑی ہو یا چھوٹی، بلکہ حکومتوں کا کوئی مجموعہ بھی ہمیں مستقل طور پر قادیان سے محروم نہیں کر سکتی۔ اگر یہ زمین ہمیں قادیان لے کر نہیں دے گی تو ہمارے خدا کے فرشتے آسمان سے اتریں گے اور ہمیں قادیان لے کر دیں گے۔ اس راہ میں جو بھی طاقت حائل ہوگی وہ پارہ پارہ کر دی جائے گی۔ وہ نیست و نابود کر دی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔“ یہ گویا ان کے عزائم ہیں۔

2901 اس کے ساتھ ان کے ہاں جانبازوں کا نظام ہے جن سے یہ عہد نامہ لیا جاتا ہے کہ ”ہم خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو احمدیہ جماعت کا مرکز فرمایا ہے۔ میں اس حکم کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس مقصد کو کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا اور اپنے نفس کو، اپنے بیوی بچوں کو اور اگر خدا کی مشیت یہی ہو تو اولاد کی اولاد کو ہمیشہ اس بات کے لئے تیار کرتا رہوں گا کہ وہ قادیان کے حصول پر ہر چھوٹی اور بڑی قربانی کے لئے تیار رہے۔ اے خدا مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو پورا کرنے کی توفیق عطاء فرما۔“

اب سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادیان کا قصہ جو کچھ ہوگا تو جیسا پہلے میں نے عرض کیا اس کا فیصلہ قادیان ہو یا اور ہو، بہر خال ہمارے بس میں ہو تو ہم چاہیں گے کہ سارا پاکستان ہی بن جائے۔ لیکن یہ کہ یہ فیصلہ مرزائیوں کو کرنا ہے یا پاکستان گورنمنٹ کو کرنا ہے۔ پاکستان کی گورنمنٹ کو کرنا ہے۔ اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ ہمیں کسی کے علاقے میں جارحیت نہیں کرنی

ہے۔ اب پاکستان بن جانے کے بعد ان کے جو عزائم ہیں وہ بار بار ان تحریروں میں آئے ہیں کہ ہمیں اسے اکھنڈ بھارت بنانا ہے، اکٹھا کرنا ہے۔

اس کے بعد ایک دیرینہ ان کی حسرت یہ رہی کہ افسوس ہمارے پاس کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے کہ جہاں سوائے احمدیوں کے کوئی نہ ہو۔ اب اس کی کوئی ضرورت تھی کہ وہاں احمدی کے علاوہ کوئی نہیں رہے۔ بہر حال وہ حسرت انہوں نے یہاں پوری کرلی۔ پہلے قادیان کو تقریباً ایسے ہی بنایا تھا۔ وہاں تو جو مسلمان رہتے تھے ان کی زندگی اجیرن کردی تھی انہوں نے، یہاں تک کہ ان دکانداروں سے ایک طرح کا ٹیکس لیا جاتا تھا۔ جیسے یہ جماعتوں میں غیر مسلموں سے جزیہ کے عنوان سے کہتے تھے۔ ان غریب دکانداروں سے ٹیکس لیا جاتا تھا اوران سے معاہدہ ہوتا تھا کہ جو 2902 ہمارے مخالف ہیں ان سے کسی طرح کا تعلق نہیں رکھیں گے اور کسی کو پایا گیا تو اسے ایسی سزا دی جاتی کہ پھر وہ ربوہ نہیں جاسکتا تھا۔ قتل وغارت بھی ہوتی تھی، مکانات بھی جلائے جاتے تھے۔ سبھی کچھ ہوتا تھا۔

اب اس کے بعد یہ منصوبہ بنا کہ پہلے بلوچستان پر قبضہ ہونا چاہئے اور وہ اقتباس، چونکہ میرے خیال میں پہلے موجود ہے، دس لاکھ، بارہ لاکھ کی آبادی ہے۔ اگر ہم پوری کوشش کریں، پورا پاکستان نہ سہی ایک صوبہ تو ہمارا اپنا ہوسکتا ہے۔ وہ آرزو پوری نہیں ہوتی اور مرزا صاحب کے آخری الہاموں میں ایک الہام یہ بھی تھا۔ ’’اے بسا آرزو کہ خاک شدہ‘‘ پوری نہیں ہوئی۔ لیکن ان کی ریشہ دوانیاں جاری ہیں۔ پاکستان میں حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے ان کا وہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ ہمارے ملک میں پہلی بار فوجی انقلاب کے ذریعے حکومت کو بدلنے کی کوشش ہوئی۔ اس میں جو لوگ شامل تھے وہ نام کوئی چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ اس کے بعد سے مسلسل یہ کوشش ہوتی رہی، یہاں تک کہ ایک آخری دور میں…… یہ بیچ کی چیزیں میں نظر انداز کرتے ہوئے آتا ہوں۔ مشرقی پاکستان کا حصہ گیا۔ حالات اتنے خراب ہوگئے کہ تمام سیاسی جماعتیں اس کی کوشش کرنے لگیں۔ کسی نے کہا کہ مجیب الرحمٰن سے کوئی سیاسی مفاہمت ہوجائے تاکہ پاکستان دو ٹکڑوں میں نہ بٹے۔ یہ حالات جب بہت بگڑ گئے پھر بھی یہ کوشش ہوتی رہی۔ یہاں سے مختلف پارٹیوں کے لوگ وہاں گئے، مذاکرات کئے، ظفر اللہ خان قادیانی کا خط عین اس زمانے میں سر ظفر اللہ نے آٹھ مارچ کو اسلام آباد میں اپنے کسی دوست (ایم۔ ایم احمد) کو خط لکھا۔ اس دوست کا نام ظاہر نہیں کیا۔ لیکن یہ کہا کہ وہ ایسے دوست ہیں کہ وہ مغربی پاکستان کے سیاسی لیڈروں سے بہت قریب ہیں اور گویا بہت با اثر ہیں۔ یہ خط انہوں نے اردو میں بھیجا۔ ***By Process of elimination***

آدمی اندازہ کرسکتا ہے کہ جولوگ اس وقت *Count* کرتے تھے۔ ان میں یہ خط کس کے نام ہوگا۔ زبان بھی اس کی 2903 بڑی مذہبی ہے جو ایک خاص طبقے کے اندر زیادہ سمجھی جاتی ہے۔ اس میں لکھتے ہیں، میں وہ خط سنا دیتا ہوں۔ ماحصل اس کا یہ ہے اور وہ یقین دلاتے ہیں کہ ''مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے ایک رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ بات دل سے بھلا دو۔ اب یہ ہے کہ فوج کشی نہ کرو اور صلح صفائی کے ساتھ الگ کردو۔''

یہ گویا لوگوں کے ذہن پر اپنے سارے عمر بھر کے بین الاقوامی تجربے اور اس کا زور ڈال کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کسی بہت با اثر دوست کو لکھا ہے اور لوگ اپنی جگہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس زمانے میں یحییٰ صاحب کے قریب ان کے با اثر دوستوں میں کون ہوگا۔ خط یہ ہے کہ: ''ان آثار وقرائن کی بناء پر جن کا ذکر جرائد میں آتا ہے۔'' واللہ اعلم بالصواب ''خاکسار کے ذہن میں جو افکار چکر لگاتے ہیں وہ گزارش خدمت ہیں۔ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کو باہم جکڑنے والی زنجیر ''مخلصین له الدین '' ہی ہوسکتی تھی۔ ورنہ آب وہوا، زبان، خوراک، رنگ روپ، خدوخال، لباس، حتیٰ کہ عبادت کو چھوڑ کر معاشرے کا خاکہ اور ذہنی افکار سب مختلف ہیں۔ اب اعتماد مفقود اور دین کی نسبت جذبات پر قومیت کا غلبہ ہے۔ ادھر سارے عالم میں حق خود ارادیت کی پرستش۔ مشرق ومغرب میں آبادی کی نسبت سات اور چھ اور رقبے کی نسبت نو اور اکیاون ہے۔ مشرق عملاً علیحدگی پر مصر ہے۔ مغرب کے پاس کوئی قاطع برہان اس کے خلاف نہیں۔ ہو بھی تو مشرق سننے اور غور کرنے پر آمادہ نہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ جبر نہ ہی حرف لاحاصل ہے۔ بلکہ خودکشی کے مترادف ہے۔ اگر خون کی خلیج خدانخواستہ حائل ہوگئی تو پاٹی نہ جاسکے گی اور نقصان مایہ کی تلافی کی صورت ہوسکتی ہے۔ نقصان جان تلافی نہیں ہوسکتی اور شماتت ہمسایہ کی تلخی تو بہرصورت لازم ہے۔ پھر جبر سے اگر کچھ دن برا بھلا گزارہ ہو بھی تو باہمی ربط بڑھنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس لئے خواستہ یانخواستہ صراحاً جمیلہ ہی کا طریقہ کام آسکتا ہے۔ اس کے رستے میں بہت سی مشکلات ہیں۔ آج تو شاید 2904 باہمی مفاہمت سے نپٹ سکیں۔ چند دن بعد شاید یہ امکان بھی جاتا رہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ موجودہ صورت میں امساک بالمعروف ممکن نہیں اور تصریح بالاحسان کا ہی رستہ کھلا ہے۔ (یہ گویا میاں بیوی میں اگر کوئی نزاع ہوجائے تو قرآن کریم کی رو سے دو راستے ہیں یا تو خوش دلی سے اس نزاع کو ختم کرکے اچھے طریقے پر رہو۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر خوش دلی کے ساتھ اچھے انداز میں قطع تعلق کرلو۔ تو یہ کہتے ہیں کہ ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ قطع تعلق کرو) دونوں کو مشکلات کا سامنا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں تو

"یعنی هما بفضله" پر قادر ہے۔ اگر اس وقت کدورت نہ بڑھائی جائے تو شاید کل کو اپنے اپنے گھر کا جائزہ لینے کے بعد کوئی طریق سے دوستانہ تعاون برادرانہ امداد پیدا ہوتی ہے۔ موجودہ صورت بہت سے خطرات کا موجب ہے اور جگ ہنسائی اور شماتت کا سامنا ہے۔"

یہ ہے خط جس میں اپنے باا ثر دوست کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی کہ احسان بالمعروف یعنی دونوں بازوؤں کا ایک جگہ ایک ملک کی صورت میں رہنا یہ ناممکن ہے اور اس کے لئے کوئی کوشش اب نہیں کرنی چاہئے۔ ایک راستہ گویا علیحدگی کا صراحاً جمیلہ کا دیکھنا چاہئے۔ یہ ہے پاکستان کی وحدت وسالمیت کے تحفظ کے سلسلے میں اس جماعت کا ***Contribution*** (کردار) اب اس کے علاوہ جو آگے عزائم اور تیاریاں ہیں میں ان کی بعض ہلکی سی جھلک اقتباسات کے ذریعے آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں تو آج جس کام کے لئے مصروف ہیں اس کے متعلق کشمیر کمیٹی کا ایک فیصلہ پچھلے سال ہوا تھا۔ اس پر تبصرہ ہوا، وہ بہت معنی خیز ہے۔ ایک جملہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ "ہاں! اس سے پہلے ۲۶ تا ۲۸ کے سالانہ جلسہ ۱۹۴۷ء کا اس میں خطبہ جمعہ میں مرزا بشیر الدین صاحب کا اعلان یہ ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اصل جلسہ تو وہی سمجھا جائے گا جو قادیان میں مقیم احمدی وہاں منعقد کرتے ہیں۔ لاہور کا جلسہ اس کا ظل ہے۔ یعنی یہ ظلی جلسہ ہے اور اس کی تائید میں سمجھا جائے گا اور اس امر کے 2905 خلاف بطور احتجاج منعقد کیا جائے گا کہ اس جماعت کو اس کے مقدس مذہبی مرکز سے محروم کر دیا گیا جو ہمیشہ حکومت وقت کی وفادار اور پرامن رہی ہے۔" پہلے کشمیر میں اس طرح کا ریزولیوشن پاس ہوا تھا۔ اس پر ان کے موجودہ خلیفہ کا تبصرہ ہوا ہے: "پس تو یا بارہ آدمیوں نے اس قسم کی قرارداد پاس کر دی تو خدا کی قائم کردہ جماعت پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں جو خرابیاں پیدا ہو سکتیں ہیں وہ یہ نہیں کہ جماعت احمدیہ غیر مسلم بن جائے گی۔ جس جماعت کو اللہ تعالیٰ مسلمان کہے اس کو کوئی ناسمجھ انسان غیر مسلم قرار دے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کی فکر نہیں۔ ہمیں فکر ہے تو اس بات کی کہ اگر یہ خرابی خدانخواستہ انتہاء تک پہنچ گی تو اس قسم کے فتنہ فساد کے نتیجہ میں پاکستان قائم نہیں رہے گا۔" گویا یہ وارننگ ہے جو انہوں نے اس وقت دی تھی۔ پاکستان قائم نہ رہنے کے لئے کیا انتظامات ہیں وہ تو زیادہ تفصیل سے میں اس وقت نہیں بتا سکتا۔

"لیکن یہ خدام الاحمدیہ بڑی ذمہ داریوں کا حامل ہے۔ ہماری ایک مجلس ہے، ہماری نوجوان نسل جس نے اس رنگ میں تربیت حاصل کر لی ہے جو بڑھتی ہوئی ذمہ داریاں اور بڑھتے ہوئے بوجھ کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ انسانی جسم پر بنیادی طور پر دو قسم کے بوجھ

پڑتے ہیں۔ ایک وہ بوجھ جو براہ راست اس کے جسمانی اور ذہنی قواء پر پڑتا ہے۔ ایک وہ بوجھ ہے جو بالواستہ اس کے جسمانی اور ذہنی قواء پر پڑتا ہے۔ اس کے لئے جو تربیت یہ جماعت اپنے پیارے بچوں کو دینا چاہتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی جسمانی قوتوں کو نشو ونما اس رنگ میں پہنچائیں کہ دوہری ذمہ داریاں نبھانے کے بوجھ کو برداشت کرسکیں۔ ان میں سے ایک طریق جو ماضی قریب میں جاری کیا گیا وہ سائیکل کا استعمال ہے۔ جب اخبار میں یہ تحریک کی تو مختصراً اشارہ کیا تھا کہ اپنی صحتوں کو برقرار رکھنے کے لئے سائیکل کی طرف متوجہ ہوں۔ اس وقت جو تعداد میرے علم میں آئی ہے وہ ۶۶۲ ہے۔ لیکن اس میں جنہوں نے نام ابھی تک رجسٹر نہیں کرائے توقع ہے کہ کچھ آج 2906 پہنچ جائیں گے۔ ان میں سے وہ ہیں جو کراچی سے سائیکل پر تقریباً نوے اور سو میل روزانہ طے کر کے تھرپارکر سندھ وغیرہ سے آسکتے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے۔ میں نے بتایا تھا آج دہراتا ہوں۔ مجھے بڑی جلدی ایک لاکھ احمدی سائیکل چاہیں، احمدی سائیکل وہ ہیں جو احمدی چلاتے ہیں اور ایک لاکھ ایسے احمدی چاہتے ہیں جنہیں روزانہ سو میل چلنے کی عادت ہو۔ سو میل روزانہ چلنے ایک دن میں ہمارا احمدی ایک کروڑ میل کا سفر کر رہا ہوگا۔ یہ بڑی حرکت ہے اور حرکت میں برکت ہے۔ ہم نے تجربہ کیا تو ہر شخص نے الاماشاء اللہ اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ ایک لاکھ سائیکل سوار چاہیں کیوں۔ میں آپ لوگوں کے سامنے ایک بڑا منصوبہ پیش کرنے والا ہوں۔ اس کے لئے بھی تیاری کر رہا ہوں۔ آپ کے ذہنوں کو بھی اس کے لئے تیار کر رہا ہوں۔ پس یہ جسمانی قوت کو مضبوط کرنے کے لئے ایک پروگرام ہے۔ ہلاکو خان، چنگیز خان جو دنیا فتح کرنے کے لئے اپنے ملک سے نکلے تھے اور دنیا کو فتح کیا تھا ان کے پاس ایسے گھوڑے تھے جن کو سات آٹھ سو میل تک گھوڑے سے اترنے کی اجازت نہیں تھی۔" ہلاکو خان، چنگیز خان موٹی سرخیوں سے لکھا ہوا ہے۔ ذہن ادھر مائل کیا جارہا ہے۔ اب وہ اس کے ساتھ دس ہزار گھوڑوں کی فرمائش کہ دس ہزار گھوڑے تیار ہوں اور وہ دس ہزار گھوڑے احمدیوں کے ہوں اور ان سواروں کو نیزہ بازی کی تعلیم دی جارہی ہے۔ اب میں اقتباس پڑھ رہا ہوں۔ "اس کے ساتھ خدام الاحمدیہ کسے کہا گیا ہے۔ خادم کی علامت کے طور پر ایک رومال تجویز کیا گیا ہے۔ کیونکہ وقت کم تھا یہ صرف پانچ سو کے قریب تیار ہوسکے۔ کچھ نے خرید بھی لئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ساری دنیا میں خادم اسلام کے پاس یہ رومال ہونا چاہئے۔ اس رومال میں ایک چھلہ پڑتا ہے...... یہودی بڑی ہوشیار قوم ہے۔ وہ دنیا میں ہر محاذ پر اپنی بڑائی پھیلانے کی کوشش کرتی ہے۔ چنانچہ مجھے اس رومال اور چھلے کا خیال آیا تو میں نے سوچا کہ ہمیں اپنے لئے رنگ

(**Ring**) خود تجویز کرنے [2907] چاہیں الحمرا کی دیواروں پر مجھے چار فقرے نظر آئے:

۱...... لا غالب الا اللّٰہ۔ ۲...... القدرت للّٰہ۔

۳...... الحکم للّٰہ۔ ۴...... العزت للّٰہ۔

ان سے فائدہ اٹھا کر یہ تجویز کی ہے۔ عام اطفال اور خدام یعنی ہر رکن کے لئے القدرت للہ کا چھلہ اور جو عہدیدار ہیں ان کے لئے العزت للہ کا یہی لحنہ اماء اللّٰہ کا نشان ہے۔ البتہ ان کے رومال کا رنگ مختلف ہے۔ ویسے جھنڈوں کے لئے عام طور پر سبز رنگ ہوتا ہے۔ صرف جھنڈے کا ذکر ہے۔ اب اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اگر رومال ایک گز سے چھوٹا رہ جائے تو اس کے ذریعے جو دوسرے فوائد ہمارے مدنظر ہیں۔''

وہ رومال کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ بہرحال سکاؤٹس میں بھی چھلہ اور رومال ہوتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی بہت بڑے کام کے لئے ہے اور اس کو پڑھنے کے بعد مجھے ڈلہوزی کے زمانے کا چھلہ اور رومال جو ٹھگ استعمال کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس رومال ہوتا تھا اور ایک چھلہ ہوتا تھا اور اس کے ذریعے وہ آدمیوں کی گردن پھنسا کر فوری طور پر ختم کر دیتے تھے۔ اب یہ ایک لاکھ سائیکل سوار، دس ہزار گھوڑے اور نیزہ باز، یہ سب کس کی تیاری ہے؟ کیا قادیان واپس لینے کی تیاری ہے یا یہ جس طرح بہت دفعہ انہوں نے کہا، ہمیں اپنی حکومت قائم کرنی ہے۔ اس کی تیاری کرنی ہے۔ بہرحال یہ وہ چیزیں ہیں جن سے ہم صرف نظر نہیں کر سکتے۔ یہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیں پوری تیاری سے اس مسئلہ کو نمٹانا چاہئے۔ ایک چیز اور عرض کروں گا جس وقت یہ باؤنڈری کمیشن کا واقعہ آیا ہے اور آپ نے دیکھا ۵/اپریل سے اگست ۱۹۴۷ء بلکہ دسمبر ۱۹۴۷ء کے اقتباسات میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔ جس میں ہر جگہ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاکستان کے قیام سے یہ اپنا ذہن ہم آہنگ نہیں کر سکے۔ لیکن جب باؤنڈری کمیشن کا وقت آیا ہے تو خود چوہدری ظفر اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ یہ بہت دلچسپ اقتباس ہے۔ اس لئے کہ کہاں تو مرزا بشیر محمود صاحب ایک طرف یہ لکھ [2908] رہے ہیں کہ ہمیں اکھنڈ بھارت بنانا ہے اور ہمیں کوشش جاری رکھنی ہے۔ لیکن باؤنڈری کمیشن کا تقرر ہوتے ہی ان کو مسلم لیگ کے کیس سے اتنی دلچسپی ہوئی کہ اتنی مسلم لیگ کے لیڈروں کو بھی نہ تھی۔ مجھے وہ انگریزی کی مثل یاد آتی ہے:

"A woman that loves a child more than its mother does, must be a witch."

(ایسی عورت جو کسی بچے کو اس کی ماں سے زیادہ پیار کرتی ہے۔ یقیناً ڈائن ہے)

تو یہ مختصر سا اقتباس ہے۔ ''تحدیث نعمت'' مصنفہ چوہدری ظفر اللہ صاحب، ص۵۶۶

''حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ان دنوں لاہور ہی میں تشریف فرما تھے۔ بدھ کی سہ پہر کو مولانا عبدالرحیم درد صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت صاحب نے یہ دریافت کرنے کے لئے مجھے بھیجا ہے کہ حضور کسی وقت تشریف لا کر تمہیں تقسیم کے متعلق بعض پہلوؤں کے متعلق معلومات بہم پہنچا دیں۔ خاکسار نے (یعنی ظفر اللہ نے) گزارش کی کہ جس وقت حضور کا ارشاد ہو، خاکسار، حضور کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔ درد صاحب نے فرمایا حضور کا ارشاد ہے کہ تم نہایت اہم قومی فرض کی سرانجام دہی میں مصروف ہو۔ تمہارا وقت بہت قیمتی ہے۔ تم اپنے کام میں لگے رہو۔ ہم وہیں تشریف لائیں گے۔ موجودہ حالات میں یہ مناسب ہے۔ چنانچہ حضور تشریف لائے اور بٹوارے کے اصولوں کے متعلق بعض نہایت مفید حوالوں کی نقول خاکسار کو عطا کیں، اور فرمایا کہ اصل کتب کے منگوانے کے لئے ہم نے انگلستان فرمائش بھیجی ہوئی ہے۔ اگر وہ کتب بروقت پہنچ گئیں تو وہ بھی تمہیں بھیج دی جائیں گی۔ نیز ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنے خرچ کے دفاع کے ہر ماہر پروفیسر کی خدمات حاصل کی ہیں۔ وہ لاہور پہنچ چکے ہیں اور نقشہ جات وغیرہ تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ تم تحریری بیان تیار کر لینے کے بعد ان کے ساتھ مشورے کے لئے وقت 2909 نکال لینا۔ وہ یہاں آ کر تمہیں یہ پہلو سمجھا دیں گے۔ چنانچہ متعلقہ کتب انگلستان سے قادیان پہنچیں اور وہاں سے ایک موٹر سائیکل سوار انہیں سائڈ کار میں رکھ کر لاہور لے آیا اور دوران بحث وہ ہمیں میسر آ گئیں۔ ان سے ہمیں بہت مدد ملی۔''

جو پروفیسر آئے تھے ان کا نام تھا پروفیسر سپیٹ۔ پروفیسر سپیٹ نے مجھے دفاعی پہلو خوب سمجھا دیا۔ وغیرہ وغیرہ! اب دفاعی پہلو کیا سمجھایا؟ میں نے آپ کے توسط سے انہیں خط لکھا تھا کہ پروفیسر سپیٹ کی *Observations, Recommendations* جو ہوں، ان کی ایک کتاب ہمیں نہ بھیج دیں۔ وہ انہوں نے نہ بھیجیں کہ دفاعی پہلو اسے کیا سمجھایا گیا کہ پاکستان کس طرح بنایا جائے اور اس سلسلے میں سب سے زیادہ دلچسپی مرزا صاحب کو تھی۔ وہ چیز تو ہمارے پاس نہیں ہے۔ لیکن جو پہلے کے عزائم سامنے آ رہے ہیں اور اس کے بعد جو نقشہ بن رہا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کیا کچھ ہوگا۔

***Mr. Chairman:** Sir, how long will you take?*

(**جناب چیئرمین:** جناب آپ ابھی کتنا وقت لیں گے؟)

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: آپ جس وقت کہیں گے۔

جناب چیئرمین: میں بالکل نہیں کہوں گا۔ *You have already taken One and half hour.* (آپ پہلے ہی ایک سے دو گھنٹے لے چکے ہیں)

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: اچھا جی! (مداخلت)

جناب چیئرمین: میں روک نہیں رہا، میں نے ویسے پوچھا تھا۔

Why do you feel ill when I ask how long you will take? I am sorry.

(آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں جب میں پوچھتا ہوں کہ آپ کتنا وقت لیں گے؟ میں معذرت خواہ ہوں)

2910 میں نے صرف اس لئے پوچھا تھا کہ میں صرف ایڈجسٹ کر سکوں۔ *Members are becoming restive* (اراکین بے چین ہو رہے ہیں) کچھ لیڈی حضرات جا چکی ہیں اور باقی سارے گھڑیوں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ کوئی مجھے کہہ رہے ہیں کہ روٹی کھانی ہے۔ اس لئے میں نے پوچھا تھا تا کہ میں ایڈجسٹ کر سکوں۔

I am not saying that he is not saying useful word. You think that you believe that these are useful words and I do not believe that these are useful words?

(میں یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ کوئی مفید گفتگو نہیں کر رہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ صرف آپ ہی ان الفاظ کو مفید سمجھتے ہیں اور میں انہیں مفید نہیں سمجھتا؟)

میں غلطی کر بیٹھا ہوں کہ آپ کو کہہ بیٹھا ہوں کہ تیزی سے نہ پڑھیں۔ *I am sorry for that. I apologize before the whole House.* (میں پورے ایوان کے سامنے معذرت خواہ ہوں) صرف اس واسطے میں نے کہا کہ سائیکلوسٹائل کروا کے دے دیں۔

That will be useful; and give oral arguments, that would be better. How long will you take?

(یہ فائدہ مند ہوگا، اور زبانی دلائل دیں تو وہ بہتر ہے۔ آپ کتنا وقت لیں گے؟)

میں نے صرف ایڈجسٹ کرنا ہے۔ *That is all.*

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: میرے خیال میں میں نے جو گزارش کی تھی اگر وہ آپ منظور کرتے ہیں......

جناب چیئرمین: وہ میں نے کب انکار کیا ہے؟ اس وقت حنیف خان صاحب نے کہا تھا کہ تحریری طور پر دے دیں۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: میری گزارش یہ ہے کہ میں بھی یہ محسوس کر رہا ہوں کہ ممبر صاحبان کافی تھک گئے ہوں گے۔

***Mr. Chairman:** From their expressions; that is why I cut it short.*

(**جناب چیئرمین:** ان کے چہروں سے یہ واضح ہے۔ اسی لئے میں مختصر کرنے کو کہہ رہا تھا)

2911 **مولانا محمد ظفر احمد انصاری:** میں اس کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ اگر آپ مجھے آدھ گھنٹہ اس روز دے دیں تو میں کوشش کروں گا......

جناب چیئرمین: اگر آپ مناسب سمجھیں تو اٹارنی جنرل صاحب کے بعد جیسے بھی......

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: ہاں! اتنا وقت تو کوئی ایسا نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: اگر ضرورت سمجھیں۔ یہ میں نے اس واسطے کہا کہ ڈیڑھ بج گیا ہے اور آپ نے فرمایا تھا کہ ایک گھنٹہ لیں گے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: میں نے ڈیڑھ گھنٹہ کہا تھا۔

جناب چیئرمین: آدھ گھنٹہ پہلے ہوگیا ہے۔ بریک سے پہلے ساڑھے گیارہ بجے آپ نے سٹارٹ کیا۔ بارہ بجے بریک ہوئی۔ *12:25* پر پھر ہم نے سٹارٹ کیا تھا۔ *1:35* ہوگیا ہے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: ٹھیک ہے۔ پھر اس روز کے لئے رکھیں۔ اگر وہ تیار ہوگئے تو آدھ گھنٹہ شروع کا مجھے دے دیں۔ یعنی آنے میں بھی تو کچھ دیر ہوتی ہے۔ میں اس وقت کرلوں گا۔

جناب چیئرمین: بالکل ٹھیک ہے جی۔ ***Thank you.***

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: اگر میں کچھ لکھ سکا، جس کی زیادہ امید نہیں ہے تو پھر وہ بھی کرلوں گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ***Thank you very much.***

مسٹر جمال کوریجہ! آپ اندازاً کتنا وقت لیں گے؟

خواجہ جمال محمد کوریجہ: دو منٹ، جناب۔

(جناب خواجہ جمال محمد کوریجہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب والا! کوئی ڈیڑھ مہینے سے مرزائیت کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ بحث صرف اس مسئلے پر کی جارہی ہے کہ مرزا غلام احمد نبی ہے یا نہیں۔ افسوس سے مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان دنیا کی 2912 عظیم اسلامی مملکت شمار ہوتا تھا۔ دنیا کی نظر میں یہ ایک بہت بڑا اسلامی ملک کہا جاتا تھا۔ لیکن آج تمام ملکوں کے اندر ہم بدنام ہو چکے ہیں۔ ایک مسئلہ جو متنازع مسئلہ نہیں ہے۔ اس مسئلے کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حل فرمادیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، نہ آسکتا ہے۔ میں نے دین کو ان کے اوپر مکمل کردیا ہے۔ جواب اس کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہے، وہ مرتد ہے، وہ واجب القتل ہے۔ پھر مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ انگریز نے اس کی پرورش کی جس طریقے سے اس کی پرورش ہوتی رہی۔ پھر مسلمان کا دور آیا۔ ستائیس سال گزر گئے ہیں۔ ہماری حکومتوں نے پھر اس کو انگریز کی سرپرستی سے بھی زیادہ سرپرستی دی۔ تو ہم لوگ آج کسی اسلامی ملک کے سامنے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان تو ان لوگوں کا تھا جنہوں نے دعویدار کو چند لمحے بھی اس دنیا میں رہنے کی اجازت یا مہلت نہ دی اور ان کے خلاف جہاد کیا اور ان کو فی النار کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ حضور ﷺ نے فرمادیا کہ اگر میرے بعد نبی آتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اس کو ثابت کردیا کہ واقعی حضور کا فرمان صحیح ہے، اللہ کا فرمان صحیح ہے۔ مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اس کے خلاف جہاد کر کے اس کو ختم کردیا۔ اسی طرح کے بیس بائیس اور بھی گزرے ہیں۔ جنہوں نے (نبوت کے) دعوے کئے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہی حشر ہوا۔ لیکن یہ واحد ایک مملکت آئی ہے جو ڈیڑھ مہینے سے ایک ولد الحرام فرقے کو یہاں بٹھا کر ان سے یہ دلائل پوچھے جارہے ہیں کہ تم اپنی نبوت کے دلائل پیش کرو کہ تم صحیح ہو یا غلط ہو۔ کون سی گنجائش ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں؟ کون اس کے اوپر تھوڑی سی گنجائش کرتا ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین نہ تھے؟ اگر کوئی آدمی تھوڑا سا خیال بھی کرلیتا ہے۔ تھوڑا سا وہم بھی اس کے اندر آجاتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اس کا ایمان نہیں رہتا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ نبوت کا ایک 2913 دعویٰ کرتا ہے تو ہم اس کے ساتھ کیسے پیش آئیں گے تو حضور نے کہا اس کے خلاف جہاد کرو۔ اگر تم نے اس سے صرف یہ پوچھ لیا کہ تم معجزہ دکھاؤ تو تم بھی اسی طریقے سے مجرم ہوجاؤ گے۔ جیسے کہ وہ مجرم ہے۔ یعنی معجزہ طلب کرنا بھی شرک ہے اور ہم ڈیڑھ مہینے سے یہ بحث

وتجس کررہے ہیں کہ آیا یہ کافر ہیں یا نہیں۔ یہ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

جناب چیئرمین: معاف کریں، یہ ہم بحث نہیں کررہے۔

خواجہ جمال محمد کوریجہ: بالکل یہی کررہے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، سوری۔

خواجہ جمال محمد کوریجہ: بالکل یہی بحث ہورہی ہے۔

جناب چیئرمین: نہ، نہ آپ نے ریزولیوشن پڑھے ہیں نہ آپ نے بحث سنی ہے۔

خواجہ جمال محمد کوریجہ: مجھے بتائیں کہ وہ یہاں کس لئے آئے؟ مرزا ناصر کیوں آیا؟

جناب چیئرمین: میں آپ سے بحث میں نہیں الجھنا چاہتا۔ یہ تھا کہ ایک ریزولیوشن آیا تھا۔ **To Detrmine the status of the Ahmedis.** (کہ احمدیوں کی حیثیت کا تعین کیا جائے)

خواجہ جمال محمد کوریجہ: (اپنی بولی میں، اپنی زبان میں)

جناب چیئرمین: کہ یہ واضح کیا جائے گا کہ قادیانیوں کا، احمدیوں کا کیا مقام ہے۔ ایک ریزولیوشن آپ کی طرف سے آیا تھا کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ باقی دو تین ریزولیوشن اور آئے ہیں اور ان میں کسی ایک نے بھی ایسا کوئی ریزولیوشن پیش نہیں کیا کہ وہ مسلمان ہیں یا کافر ہیں۔ اس واسطے یہ بحث بالکل نہیں رہی وہ ایک **Clarification** (وضاحت) تھی جس کے واسطے ان کو بلایا گیا تھا۔ جس کے واسطے ان پر جرح کی گئی تھی اور سوال پوچھے گئے تھے اور یہ سوال بھی ممبران نے دیئے تھے کوئی باہر سے نہیں آئے تھے۔

2914 خواجہ جمال محمد کوریجہ: تو جناب والا! ان کو اقلیت قرار دینے سے اور کیا ثابت ہورہا ہے؟

جناب چیئرمین: آپ اس طرح ممبر صاحبان کی توہین نہ کریں۔ یہ سب انہوں نے خود سوال مرتب کئے تھے۔

خواجہ جمال محمد کوریجہ: کسی ممبر کی میں توہین نہیں کررہا۔ میں اپنا ایمان اور میرا جو عقیدہ ہے وہ بیان کررہا ہوں کہ یہ لوگ......

جناب چیئرمین: نہ، آپ کیوں اسمبلی کی ایسی تیسی کررہے ہیں؟

خواجہ جمال محمد کوریجہ: میں تو جناب! دو منٹ میں ختم کردیتا ہوں، آپ نے خواہ مخواہ اتنا ٹائم لے لیا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، یہ آپ نے غلط کہا ہے۔

خواجہ جمال محمد کوریجہ: میں بحث نہیں کرسکتا ہوں؟

جناب چیئرمین: اسمبلی کے ممبران کا ایمان مضبوط ہے۔

خواجہ جمال محمد کوریجہ: لیکن میرا ایمان مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں اس کے اوپر بحث کروں۔ جیسے لوگوں نے بڑے بڑے دلائل دیئے ہیں کہ وہ اس لئے خراب تھا کہ وہ انگریز کا وفادار تھا۔ وہ اس لئے خراب تھا کہ اس نے ساری زندگی انگریزوں کے ساتھ مل کر گزاری، اس نے ان کی وفاداری کی، اس کا وظیفہ خوار تھا۔ اگر ایک آدمی ان تمام عیوب سے پاک ہو اور وہ نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر ہمیں اسے تسلیم کرلینا چاہئے؟ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ وفادار تھا یا نہیں تھا میں یہ کہتا ہوں کہ اس کا بڑا جرم جو ہے وہ یہ ہے کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا وہ واجب القتل ہے۔ وہ مرتد اور ہمارے مسلم معاشرے کے اندر اس کا رہنا، اس کا رہن سہن جو ہے وہ اسلام کے خلاف ہے۔ میں گورنمنٹ کی خدمت میں استدعا کروں گا کہ مرزا غلام احمد جو 2915 ولدالحرام ہے جو ولدالحرام تھا اس کی جماعت جو ہے وہ بھی ولدالحرام ہے۔ مرتد ہے، مشرک ہے جو ان کو پناہ دیتے ہیں وہ بھی کافر اور مرتد ہیں۔ جو ان کے ساتھ لین دین رکھتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں۔ لہٰذا ان کو فوراً اس پاک سرزمین سے نکال کر اس ملک کو پاک کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک) آپ کتنا ٹائم لیں گے؟

مولانا عبدالحق: جتنا آپ فرمائیں۔

جناب چیئرمین: آپ ویسے دستخطی ہیں، ان کو ٹائم تھوڑا مل رہا ہے۔ جنہوں نے دستخط کئے ہیں اور دو سو صفحے کی کتاب لکھی ہے، انہیں کم ٹائم دیا جارہا ہے۔

مولوی مفتی محمود: اس میں پانچ منٹ میں بھی لوں گا۔ کچھ تجاویز ہیں میری۔

جناب چیئرمین: پھر آپ پرسوں صبح لے لیں۔

مولوی مفتی محمود: جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب چیئرمین: جی ہاں! مولانا عبدالحق صاحب! کتنا ٹائم آپ لیں گے؟

مولانا عبدالحق: پانچ دس منٹ۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ میں ختم کردیں۔

مولانا عبدالحق: اچھا جی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، شروع کردیں...... وہ تقریر کرکے جارہے ہیں۔ بس

یہی ہے کہ اپنا جوش نکالا، تقریر کی اور گئے۔ پانچ منٹ آپ نے لیں، پھر پرسوں کے لئے ملتوی کرتے ہیں۔

چوہدری ممتاز احمد: جناب والا! کوریجہ صاحب اب جا رہے ہیں۔

2916 **جناب چیئرمین:** بالکل! اپنا جوش ٹھنڈا کیا، کسی نے کسی کو گالی نکالی، کسی نے کسی کو، اس کے بعد باہر۔

ایک رکن: ڈیڑھ بج گیا ہے۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ انہوں نے لینے ہیں، پھر مفتی صاحب نے لینے ہیں۔ ***Then we will adjourn the House. Then all the members are satisfied.*** (پھر ہم اجلاس ملتوی کریں گے اور پھر تم ارکان مطمئن ہوں گے)

مولانا عبدالحق: جناب چیئرمین! پانچ منٹ ہیں۔ اس لئے دو تین باتیں عرض کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ہاں! بس تجاویز دیں۔ باقی تو سب کچھ آچکا ہے اس تحریر میں۔

مولانا عبدالحق: اصل میں دو مسئلے ہیں۔ ایک مسئلہ تو ہے ختم نبوت کا کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں اور ایک مسئلہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو ماننے والے غیر مسلم ہیں یا مسلمان۔ تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ گزشتہ سال جیسے کے آئین کو ہم نے پاس کیا اور منظور کیا......

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: شاید مولانا صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم۔ یہ مسئلہ ہے ہی نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم ان کی دستوری اور قانونی حیثیت کو کس طریقے سے واضح کریں۔

جناب چیئرمین: یہی تو میں نے کوریجہ صاحب کو کہا تھا کہ ان کی قانونی حیثیت کیا ہے اور کیا کچھ ہم کر سکتے ہیں، کیا ہمیں سفارش کرنی چاہئے۔

(جناب مولانا عبدالحق کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

مولانا عبدالحق: اچھا جی! تو گزارش میری یہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ جو ہے یہ مسئلہ تو ہمارے آئین میں طے شدہ ہے کہ مسلمان وہ ہو سکتا ہے جس کا عقیدہ یہ ہو کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور اس کے بعد کوئی بروزی یا ظلی نبی نہیں آسکتا تو اس وقت صورتحال یہ ہے 2917 کہ یہ مسئلہ تو آئین کے لحاظ سے طے شدہ ہے۔ اب یہ دوسرا مسئلہ مرزا غلام احمد کے متعلق ہے

تو اس کے متعلق یہاں پر کتابوں اور حوالوں سے اور مرزا ناصر اور صدرالدین کی تسلیم سے یہ چیز انہوں نے مان لی ہے کہ مرزا غلام احمد نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں اور اس کی جتنی تاویلیں انہوں نے کیں ان تمام تاویلوں کے بعد انہوں نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ مرزا غلام احمد کو ہم نبی جانتے ہیں اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ لاہوری پارٹی نے بھی یہی کہا کہ ہم اس کو مجدد یا ملہم یا مکلم کہتے ہیں۔ لیکن اٹارنی جنرل صاحب کے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہاں، انہیں نبی بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ”ینزل نبی اللّٰہ عیسیٰ بن مریم“ تو ہمارے اٹارنی جنرل صاحب نے فرمایا۔ انہیں۔ (لاہوری پارٹی سے) کہ جب حضور اکرم ﷺ کی حدیث سے تم نبوت کا اطلاق کرنا چاہتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اس کو نبی مانتے ہو۔ تو دونوں جماعتوں نے اس کو نبی تسلیم کر لیا۔

اب یہ ہے کہ آئین کے مطابق جو رسول کریم ﷺ کو خاتم النّبیین نہیں جانتا وہ آئین کے مطابق مسلمان نہیں ہے۔ وہ غیر مسلم ہے تو اس صورت میں ان کے غیر مسلم ہونے کا (جیسا کہ نفس الامر میں ہے اور شریعت میں ہے اسی طریقے سے) آئین کی بناء پر بھی وہ غیر مسلم ہی ہوئے۔

اب رہی دوسری بات کہ وہ ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تم ہمیں غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہو، تو ہماری جانب سے یہ کہا گیا کہ تم غیر احمدی کو یعنی مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہو یا دائرہ اسلام سے خارج؟ تو دونوں جماعتوں نے یہ تسلیم کر لیا، لاہوریوں نے کہا کہ غیر احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہے اور ربوہ والوں نے کہا کہ دائرہ اسلام سے غیر احمدی خارج ہیں اور کافر ہیں اور پکے کافر ہیں۔ یہ بات انہوں نے تسلیم کر لی۔ اب یہاں پر جب کہ وہ لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں، پکے [2918] کافر کہتے ہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہیں تو ظاہر بات ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان حقیقت میں الحمدللہ امتیاز ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ لیکن اگر ان کی نظر میں ہم غیر مسلم اکثریت ہیں۔ تم چاہے اپنے آپ کو مسلمان کہو یا جو بھی کہو، لیکن انہیں یہ ماننا پڑے گا کہ جمہور مسلمین کے یعنی غیر مرزائی مسلمان جو ہیں ان کے مقابلے میں وہ یقیناً الگ فرقہ ہیں۔ اس کو تسلیم کرنا ہوگا یا ہمیں یہ کہہ دو کہ چلو بھئی تم غیر مسلم اکثریت ہو اور اپنے آپ کو یہ مان لو کہ ہم مسلمان اقلیت ہیں، یا یہ کہ ہم مسلمان اکثریت ہیں۔ (الحمدللہ) تو تم اس کے مقابلے میں غیر مسلم اقلیت ہو۔ جیسا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں تھے، ہندو اکثریت میں تھے۔ ہمارے نزدیک ہندو کافر تھے، اب بھی کافر، پہلے بھی کافر، تو ہم نے کسی وقت یہ مطالبہ نہیں کیا کہ چونکہ ہم اقلیت میں ہیں۔ اس لئے ہمیں سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے نعوذ باللہ (کسی مسلمان کے دماغ

میں نہیں آیا) ہندوؤں میں شامل ہو جائیں۔ حقیقت میں مرزائی یہ چاہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کا استحصال کریں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنے آپ کو غیر احمدی اکثریت Declare (ڈیکلیر) کروالیں۔ اگر ویسے مسئلہ حل نہیں ہوتا، ایسے ہی ہو جائے۔

مولانا عبدالحق: بات یہ ہے......

جناب چیئرمین: اچھا جی! مولانا مفتی محمود! مولانا! ان چیزوں پر تقریباً بحث ہو چکی ہے۔ میں یہ عرض کروں کہ...... (مداخلت)

جناب چیئرمین: ممتاز صاحب! چھوڑیں۔ ان چیزوں پر بحث ہو چکی ہے۔

مولانا عبدالحق: اچھا!

2919 **جناب چیئرمین:** بالکل! ایمان سب کا مضبوط ہے اور تقریباً ہاؤس کی رائے بھی یہی ہے۔

مولانا عبدالحق: ایک تیسری بات میں عرض کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اب مولانا مفتی محمود صاحب نے تقریر کرنی ہے۔ یہ تجاویز کا وقت ہے۔ اکثر لوگ......

مولانا عبدالحق: بہت بہتر! یعنی مرزائی جو ہیں ان کے ساتھ ہم مسلمانوں کی منافرت یا عداوت اب کھلی ہے۔ اس سے پہلے وہ زمین دوز طریقے پر کس قدر مسلمانوں کی تباہی کر چکے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ چونکہ ہمارے اور ان کے درمیان پوری منافرت ظاہر ہو چکی ہے۔ اب اگر وہ ہماری کلیدی آسامیوں پر فائز رہیں تو میں یہ عرض کرتا ہوں کیا وہ پاکستان اور مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں؟ جب کہ ہم اس وقت یہ فیصلہ کر دیں اور خدا ہمیں یعنی اس مجموعی اسمبلی کو توفیق دے کہ یہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ اس کے بعد وہ اگر کلیدی آسامیوں پر فائز رہیں تو یقیناً وہ ہمیں اور تباہ کریں گے۔ مسلمانوں کے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر کمیٹی فیصلہ دے کہ انہیں کلیدی آسامیوں سے ہٹایا جائے۔ باقی رہی یہ بات کہ اگر ایسے لوگوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹایا جائے تو ملک کا انتظام کس طریقے سے چلے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نظام اللہ چلائے گا۔ اس سے پہلے ہمارے وزیر اعظم صاحب نے بڑی بہادری کی کہ تیرہ سو ناپسندیدہ افسروں کو نکال دیا۔ اس وقت بھی تو اللہ نے نظام چلایا۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کو کلیدی آسامیوں پر سے ضرور ہٹایا جائے۔ ورنہ صرف غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے وہ

مقصد حاصل نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: شکریہ! مولانا مفتی صاحب! آپ فرمائیں۔

(جناب مولانا مفتی محمود کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

2920 مولوی مفتی محمود: جناب چیئرمین! جہاں تک مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے کا تعلق تھا اس پر تفصیل کے ساتھ بحث آچکی ہے۔ اس میں مزید اضافے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس مسئلہ کو کس طرح حل کیا جائے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے گزارش تو یہ ہے کہ یہاں پر ہمیں اس ہاؤس میں سیاسی جماعتوں کی حیثیت سے نہیں، بلکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے سوچنا ہوگا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کو کسی سیاسی جماعت کی برتری کے لئے، کریڈٹ حاصل کرنے کے لئے قطعاً استعمال نہ کیا جائے اور اس کو خالص دینی اور مذہبی حدود میں رہ کر حل کیا جائے۔ تا کہ کوئی بھی شخص کل اس کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ کرے۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ ان کے پاس آکر بیٹھیں، پھر ان کی باتیں سنیں۔ جب یہ تقریر ختم کرلیں گے تو پھر بات کرنا۔

He is an honourable member of the House; he is making the proposals.

(وہ ایوان کے ایک معزز رکن ہیں۔ وہ تجاویز دے رہے ہیں)

ہر روز تو یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

Ch. Mumtaz Ahmad: I am sorry.

(چوہدری ممتاز احمد: میں معذرت خواہ ہوں)

مولوی مفتی محمود: جناب والا! یہاں پر ہمیں اس مسئلہ کو دستوری......

Mr. Chairman: Do you like, to be interrupted when you are speaking? Do you like anybody else to hoot you?

(جناب چیئرمین: کیا آپ پسند کریں گے کہ کوئی آپ کی گفتگو کے دوران قطع کلامی کرے؟ کیا آپ چاہیں گے کہ کوئی آپ پر آوازیں کسے؟)

چوہدری ممتاز احمد: سنتے نہیں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے کہا ہے، آپ بھی کر لیں۔

2921 ***When the time arises. When you are speaking in the Committee with good spirit, independent of any political consideratioin, the House Committee will decide this matter in the best interest of the nation. If you are making a political threatre, then go ahead will it. Yes, Molvi Mufti Mehmood.***

(جب اس کا وقت آئے گا جب آپ سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر نیک نیتی سے بات کریں گے تو ایوان کی یہ کمیٹی قوم کے بہترین مفاد میں مسئلے کا تصفیہ کرے گی)

مولانا مفتی محمود: اس مسئلہ کو ہم نے دستوری حیثیت سے حل کرنا ہوگا اور دستور میں ہمیں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کرنا ہوگا۔ خواہ دستور میں کسی دفعہ کا اضافہ کیا جائے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دفعہ ۱۰۶ میں جہاں پر صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم اقلیتوں کو نمائندگی دی گئی ہے وہاں پر عیسائیوں کا ذکر ہے، یہودیوں کا ذکر ہے۔ اس میں سکھوں کا، ہندوؤں کا، بدھ مت کا، جین کا بھی ذکر ہے۔ وہاں پر ان تمام جماعتوں کے ساتھ مرزائیوں کا بھی اضافہ کر دیا جائے اور اس کے بعد اس کی تعریف کی جائے۔ تعریف میں، بالکل واضح بات ہے کہ مرزائیوں کی بالکل کھلی واضح تعریف ہے کہ جو شخص بھی مذہبی حیثیت سے مرزا غلام احمد کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کو پیشوا تسلیم کرے، خواہ مجدد کی حیثیت سے، مسیح موعود کی حیثیت سے، مہدی موعود کی حیثیت سے، نبی کی حیثیت سے، تشریعی نبی کی حیثیت سے، یا غیر تشریعی نبی کی حیثیت سے، امتی نبی کی حیثیت سے، ظلی یا بروزی یا مجازی یا لغوی نبی کی حیثیت سے، کسی بھی حیثیت سے اسے مذہبی پیشوا تسلیم کیا جائے۔ وہ لوگ مرزائی کہلوائیں گے۔ تعریف بالکل یہاں پر واضح ہے۔

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ دستور میں کسی شخص کا نام نہیں لینا چاہئے۔ مثلاً ہم یہ کہیں کہ مرزا غلام احمد کو مذہبی پیشوا ماننے والے مرزائی ہیں۔ ان کا نام نہیں لینا چاہئے تو میں سمجھتا ہوں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آخر اسی دستور میں ہم نے جہاں پر صدر اور وزیراعظم کے حلف کے الفاظ دیئے ہیں۔ وہاں جناب نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کا اسم گرامی بھی ہے۔ ایک مسلمان کی تشخیص کے لئے وہاں اسکا ذکر کیا ہے۔ اس لئے اگر مرزا جو دعویٰ نبوت کر چکے ہیں، ان کے معتقدین کی تعریف کے سلسلے میں بھی ان کا نام لے لیا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

[2922] اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ صرف مرزائیوں کی تعریف نہ کی جائے۔ بلکہ عیسائیوں کی تعریف کر دی جائے۔ یہودی کی تعریف کی جائے۔ اس میں ہندو کی تعریف کر دی جائے۔ وہاں مرزائی کی تعریف بھی ہو جائے تو یہ سب کی تعریف کے ضمن میں یہ ایک بات آ جائے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی برا محسوس نہیں کرے گا کہ بین الصوبائی سطح پر اس کا ذکر ہو تو معترض نہیں ہوگا۔

اس کے علاوہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں، جیسا کہ بعض چیزیں ہمارے سامنے آئی ہیں کہ دستور میں مسلمان کی تعریف کی جائے، تعریف جامع اور بامعنی ہو جائے گی تو وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح مرزائی مسلمان کی تعریف میں جب شامل نہیں ہوگا تو خود بخود غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے گا۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ غیر مسلم کی تعریف کی جائے اور غیر مسلم کی تعریف میں اس کی تعریف ایسی نہیں بلکہ اس میں یہ فرقہ بھی آ جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج مسلمانوں کا مطالبہ جو ہے اور یہ پورے ملک کا مطالبہ ہے۔ وہ مسلمان کی تعریف کا مطالبہ نہیں بلکہ ایک مخصوص اور معین گروہ جو اس ملک میں موجود ہے اور جس کے مذہبی عقائد بھی ہمارے سامنے ہیں، ان کے سیاسی عزائم اور مقاصد بھی ہمارے سامنے ہیں، اس فرقے کے متعلق دستور میں فیصلہ کرنے کا لوگوں کا مطالبہ ہے۔ صرف تعریف سے میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کا مطالبہ جو ہے وہ پورا نہیں ہوگا۔ اس کے بعد پھر ہمیں لازماً کورٹ میں جانا ہوگا اور کورٹ سے، فیصلہ کرانا ہوگا۔ اس لئے ہم ہر اس تجویز پر متفق ہو سکتے ہیں کہ جس چیز کے ذریعے سے ہمارے قانون دان حضرات یا جو لوگ دستور کے ماہر ہیں وہ یہ کہہ دیں کہ اب اس صورتحال میں اس ترمیم کے بعد یہ فرقہ جو ملک میں موجود ہے۔ غیر مسلم قرار دے دیا گیا تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔

جناب والا! ہمیں ایک قانون بھی بنانا ہوگا۔ جس میں ہم اس فرقے کے حقوق یا غیر مسلم فرقوں کے حقوق اور آبادی کے تناسب سے اس فرقے کو ملازمتیں وغیرہ دینا، اس کے بارے [2923] میں ہمیں ایک قانون بھی بنانا ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے انتظامیہ کی اصلاح بھی ہو سکے گی۔ اس قانون کے ذریعہ سے اس قانون میں تعریف بھی مکمل آ سکتی ہے۔ وہ دستور کا حصہ تو نہیں ہوگی۔ وہ قانون ہوگا۔ قانون میں میں سمجھتا ہوں ان کی تعریف آنا ضروری ہے۔ بہرحال اس مسئلے کو ہم اس طرح حل کریں کہ تمام مسلمان مطمئن ہو جائیں۔ جمہوریت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ ہمیں اس وقت اس انداز سے فیصلہ کرنا ہوگا کہ سیاسی گروہ بندی نہ ہو۔ یہی گزارشات تھیں جو میں عرض کرنا چاہتا تھا۔

***Mr. Chairman:** Thank you very much.Now the special Committee of the Whole House will meet day after tomorrow on 5th at 9:00 am, not tomorrow. Tomorrow there is no convenient time. The Prime Minister of Sri Lanka has to come tomorrow at about 11:00 am. If we could meet in the morning; but we cannot. The Attorney- General has also asked me to fix it on 5th. Before that, I think, almost all the members will have expressed their views. If any member is left out, he can speak on the 5th or 6th. So, on 5th, we will meet at 9:00 am, and Attorney- General will sum up his arguments.*

Yes, Ch. Jahangir Ali, what do you want?

(**جناب چیئرمین:** آپ کا بہت شکریہ! اب مکمل ایوان کی اس خصوصی کمیٹی کا اجلاس پرسوں پانچ تاریخ (۵ر ستمبر) کو صبح نو بجے ہوگا۔ کل نہیں ہوگا۔ کل کوئی مناسب وقت نہیں ہے۔ کل ۱۱ بجے کے قریب سری لنکا کے وزیراعظم آ رہے ہیں۔ صبح کے وقت ملنا مشکل ہوگا۔ اٹارنی جنرل نے بھی مجھے پانچ تاریخ مقرر کرنے کا کہا ہے۔ میرا خیال اس سے پہلے پہلے کم وبیش تمام ارکان اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہوں گے۔ اگر کوئی رکن رہ جائیں تو وہ پانچ یا چھ تاریخ کو گفتگو کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اب ہم پانچ تاریخ کو صبح نو بجے ملیں گے اور اٹارنی جنرل اپنے دلائل مکمل کریں گے۔

جی! چوہدری جہانگیر علی! آپ کیا چاہتے ہیں؟)

چوہدری جہانگیر علی: جناب چیئرمین! میں نے گزارش کرنی تھی کہ جس وقت میں نے اپنی تقریر کو Conclude کیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ اس فرقے کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس سے میرا مطلب لاہوری فرقہ اور ربوہ والا فرقہ دونوں مراد ہیں۔ کیونکہ لاہوری فرقہ بھی مرزا غلام احمد کو نبی ہی مانتا ہے۔ یہ ان کے بیانات سے ثابت ہو چکا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: سیکرٹری صاحب نیشنل اسمبلی نے ایک لیٹر بھیجا ہے ممبران کے نام۔ اس میں انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جوائنٹ سیٹنگ پونے چھ بجے شروع ہوگی۔ ممبران سے فرمایا گیا ہے کہ سوا پانچ بجے یہاں حاضر ہو جائیں۔

2924 **جناب چیئرمین:** ایک لیٹر آج میں نے لکھوایا ہے۔ وہ آج شام تک آپ کو پہنچ جائے گا۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: لیٹر ایشو ہوگیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے اپنے نام سے ایک خط لکھوایا ہے آج، وہ آج شام تک پہنچ جائے گا۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: میں تو یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ لکھا ہے کہ سوا پانچ بجے ممبران حاضر ہوں۔

جناب چیئرمین: دوسرا لیٹر ہے۔ جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ دس پندرہ منٹ پہلے آپ یہاں آجائیں۔ آپ میری بات تو سن لیں وہ لیٹر Under my own signatures (میرے دستخط سے) ایشو ہوا ہے۔ جس میں ساری کی ساری Instructions (ہدایات) ہیں، وہ آج شام تک پہنچ جائے گا اور باقی تفصیلات طے ہو رہی ہیں۔ وہ طے کرنے کے بعد میں ہاؤس میں اناؤنس کردوں گا۔

The Prime Minister of Sri Lanka will address the joint Session at 5:15 pm. the members may come ten minutes earlier.

Thank you very much.

(سری لنکا کے وزیراعظم شام سوا پانچ بجے مشترکہ اجلاس سے خطاب کریں گے۔ اراکین ۱۰ منٹ پہلے ہی تشریف لے آئیں۔

آپ کا بہت شکریہ)

The Special Committee of the Whole House adjourned to meet at nine of the clock, in the morning, on Thursday, the 5th September, 1974.

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ۵ ستمبر ۱۹۷۴ء بروز جمعرات صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کردیا گیا)

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Thursday, the 5th September, 1974

(Contains No. 1—21)

CONTENTS

Pages

1 Recitation from the Holy Qur'an 2621
2 Qadiani Issue-General Discussion (*Continued*) .... 2621—2696

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

No. 19

THE

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Thursday, the 5th September, 1974

(Contains No. 1-21)

2631 THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

(قومی اسمبلی پاکستان)

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE.

OFFICIAL REPORT

Thursday, the 5th September. 1974.

(کل ایوانی خصوصی کمیٹی بند کمرے کی کارروائی)

(۵ر ستمبر ۱۹۷۴ء، بروز جمعرات)

The Special Committee of the Whole House met in Camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at nine of the clock, in the morning. Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس اسمبلی چیمبر (سٹیٹ بینک بلڈنگ) اسلام آباد بند کمرے میں صبح نو بجے جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) کی زیر صدارت منعقد ہوا)

(Recition from the Holy Quran)

(تلاوت قرآن شریف)

QADIANI ISSUE- GENERAL DISCUSSION

(قادیانی مسئلہ......عمومی بحث)

جناب چیئرمین: جناب محمد حنیف خان!

(جناب محمد حنیف خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب محمد حنیف خان: جناب سپیکر! اس معزز اسمبلی کے سامنے جو مسئلہ پیش ہے اس مسئلے کو اس تمام ایوان کی کمیٹی کے سامنے اس لئے پیش کیا گیا ہے کہ کمیٹی ہر دو لاہوری اور قادیانی مکتب نظر سے اپنے آپ کو آگاہ کرنے اور ان کے مؤقف کے مطابق ایسا فیصلہ کرنے کے قابل ہو سکے کہ آیا جو محرکات ہمارے اس ملک میں ربوہ کے واقعہ سے پیش ہوئے ہیں یہ معزز اسمبلی اور نیشنل اسمبلی کے معزز ممبران اس کے متعلق اپنا کچھ نظریہ یا مؤقف بیان کرنے کے قابل ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میرے معزز اراکین اسمبلی نے اس مسئلے پر سیر حاصل تقریریں بھی یہاں کی ہیں اور اٹارنی جنرل صاحب بھی اس شہادت کی روشنی میں جو اس کمیٹی کے سامنے گذر چکی ہے اپنے اس تمام 2622 مقدمے کا ماحصل اس کمیٹی کے سامنے ابھی تھوڑی دیر کے بعد پیش کریں گے۔ لیکن میں اپنی بات کو ضرور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق ایک انفرادی حیثیت سے انفرادی ممبر اور اپنے متعلق میں یہ کہوں گا کہ میرے کیا تأثرات ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس بات میں بھی نہیں جاؤں گا کہ یہ بانی سلسلہ کس دور سے تعلق رکھتے تھے، کب پیدا ہوئے اور وہ وقت مسلمانوں کی تاریخ میں کیا تھا۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس وقت خلافت عثمانی جو تھی اپنے آخری دور میں تھی اور خلافت عثمانی کے خلاف تمام یورپ، روس اور یورپ کی تمام وہ طاقتیں جو مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے تھیں اور اسلام کا شیرازہ بکھیرنا انہوں نے اپنا مقصد سمجھ لیا تھا اور ان کا منتہائے مقصود تھا، انہوں نے بین الاقوامی طور پر کیا سازشیں کیں اور میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ اس وقت یہ عین موزوں اور مناسب تھا کہ ان طاقتوں کے ہاتھ میں ایک ایسا ہتھیار کسی طرف سے آجائے کہ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو وہ مفقود یا سراسر سرد کر سکیں۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ انہوں نے وہ مقصد کس طرح پیدا کیا۔ یہ ان کی شہادت سے بھی عیاں ہے اور یہاں ہمارے معزز اراکین اسمبلی بھی بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے کتنی کتب جہاد کے فلسفہ کو تبدیل کرنے کے لئے یا ان کے قول یا عقیدے کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر اس جہاد کی تاویل کو تبدیل کرنے میں کتنا مؤثر کردار ادا کیا۔

جناب والا! مذہبی لوگ اور علماء یہاں بیٹھے ہیں۔ میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ کسی قرآن کی آیت کا ترجمہ جو ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں اور ہمارے آباؤاجداد اور اسلاف جو ہیں ہمیں جس کی تلقین کرتے آئے، ان کے نزدیک ایک نئی صورت میں ایک نئے ترجمے میں اب پیش کیا جارہا ہے۔ یہ تو میں نہیں کہوں گا کہ یہ ان کا ترجمہ درست ہے یا غلط ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک تو ضرور درست ہے۔ لیکن باقی عامتہ المسلمین کے لئے 2623 نہ پہلے درست رہا ہے اور نہ اب وہ اسے درست سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ حضرت مسیح یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان کے عقیدے سے بالکل مختلف ہے۔ ہم حضرت مریم کو پاک معصوم اور ہر گناہ سے مبرّا قرآن کی بشارت سے سمجھتے آئے ہیں اور انشاءاللہ! سمجھتے رہیں گے۔ ہمیں نعوذ باللہ! قطعاً یہ کبھی شک پیدا نہیں ہوسکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پاک روح نہیں تھے۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ پاک روح تھے اور اسی پاکیزگی کی بدولت انہیں صلیب نہیں دیا گیا۔ انہیں آسمان پر اٹھایا گیا اور ہمارے عقیدے کے مطابق وہ دنیا میں اس وقت آئیں گے جب کہ کفر کا غلبہ ہوگا۔

میں یہاں ایک یہ بات واضح کردوں، میں موجود نہیں تھا، شاید علماء صاحبان نے یہ واضح کیا ہے یا نہیں، ان کی یہ دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود اگر زندہ ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر نہیں قرار دیئے جاسکتے۔ کیونکہ ایک زندہ پیغمبر اگر موجود ہو، ایک زندہ نبی موجود ہو اور وہ آخری پیغمبر جس پر ہمارا عقیدہ ہے اس کے بعد اگر اس دنیا میں آئے گا تو اس کی تکمیل، اس کا ختم ہونا یا خاتم ہو وہ رد ہو جائے گا، اور بعد میں آنے والا خاتم سمجھا جائے گا۔ لیکن ہمارے عقیدے کے مطابق یہ ہے کہ وہ اگر آئے گا تو وہ نبی کی حیثیت سے عیسائیت کی رو میں نہیں آئے گا بلکہ مسلمانوں کے امام مہدی کے آگے وہ بحیثیت امتی ہو کر آئے گا اور اس کے لئے یہ فخر ہوگا کہ وہ ہمارے محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین پر قائم ہونے کا اقرار اور اعلان کرے گا اور اس پر وہ فخر محسوس کرے گا۔

دوسری بات جو میں معزز اراکین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ باتیں بہت سی کی جاچکی ہیں۔ جس طرح کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ضرورت اس بات کی تھی کہ جہاد کے جذبے کو سرد کیا جائے تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ ان کی شہادت سے، ان کی کتب ہائے سے، یہ تاثر ملتا ہے کہ اس وقت جہاد کے لئے ایک مکتبہ فکر کو آگے کیا گیا اور 2624 اس کے بعد جس وقت یہ دیکھا گیا کہ لوگ اس کو کلی طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو اس میں ایک دوسرا فرقہ سامنے آیا جو اپنے آپ کو لاہوری ظاہر کرتا تھا۔ لاہوری فرقہ میں بھی سوائے اس کے میں کوئی فرق نہیں سمجھتا، جس طرح اس دن میں نے لاہوری فرقہ کے موجودہ عقائد کی شہادت سے اور اٹارنی جنرل کی ان

پر جرح ہائے سے یہ اندازہ لگایا کہ وہ ''کفر دون کفر'' کا جو وہ مقصد بیان کرتے ہیں وہ اپنے لئے لگاتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے ''کفر دون کفر'' کا یہ مقصد قطعاً کسی وقت بھی نہیں لیا اور نہ یہ معنی کیا گیا ہے کہ ایک نبی کی نبوت کو کوئی اگر چیلنج کرے اور مذہبی نبوت جو ہے اس کو وہ اگر نبی نہ مانے اور اس کو مجدد مانے یا برگزیدہ مانے یا کسی صورت سے بھی اسلام کے ساتھ متعلقہ مانے تو وہ دون کفر نہیں ہے۔ بلکہ وہ کفر کی تکمیل ہوتی ہے اور وہ مکمل کافر ہوتا ہے۔

میں نے ایک سوال میں پوچھا تھا اور آپ کو یاد ہوگا اور وہ سوال یہ تھا کہ کفر کی اصطلاح قرآن پاک میں کس معنی میں استعمال کی گئی ہے اور کس معنی میں لی گئی ہے۔ تو ناصر محمود صاحب (مرزا ناصر احمد) خلیفہ ثالث نے بڑی جرأت سے یہ کہا تھا کہ قرآن میں کفر کی اصطلاح جو ہے وہ صرف ملت اسلامیہ کی اور کفر کی تکمیل کے لئے استعمال کی گئی ہے اور دوسری اصطلاح جو انہوں نے یہاں ہمیں سنائی ہے اور رائج کی کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو تو ملت اسلامیہ میں بھی رہ سکتا ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ کفر یا کافر کا لفظ جو اسلام میں، جو قرآن میں مذہبی سلسلہ میں مذہبی واسطہ سے استعمال ہوا ہے وہ دائرہ اسلام اور ملت اسلام دونوں کی تکمیل کرتا ہے اور وہ لفظ جس وقت استعمال ہوگا قرآن میں اس سے یہ مقصد لیا جائے گا کہ وہ دونوں سے خارج ہوگیا۔

جناب والا! سمجھ میں نہیں آتا، میں ایک بات عرض کروں کہ میں اپنے علماء صاحبان سے بھی نہایت ادب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ بھی اس بات کو سامنے ضرور رکھیں۔ ہمارے سامنے مسئلہ اکثریت اور اقلیت کا 2625 ہے۔ میں اس پر زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا اور جو باتیں میں نے کہیں وہ اس لئے کہیں۔ کیونکہ اٹارنی جنرل صاحب تشریف نہیں لائے تھے۔ اب وہ تشریف لا چکے ہیں اور وہ زیادہ تفصیل سے باتیں کریں گے۔

آخر میں ایک بات کہوں گا کہ ہمارے سامنے ایک سوال ہے اور اس سوال کا میں اپنی دانست اور بساط کے مطابق ایک جواب دینا چاہتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ اقلیت کون ہے۔ آیا وہ اقلیت ہیں یا نہیں۔ آیا وہ غیر مسلم اقلیت ہیں یا مسلم اقلیت ہیں۔

جناب والا! وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور ہم لوگوں کو یا جو مرزا صاحب کو مسیح موعود نہ مانے یا وہ جیسا عقیدہ ان کا ہے وہ نہ مانے تو وہ جو کہتے ہیں کہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جناب والا! اگر ہم لوگ ان کے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں تو جزاک اللہ! یہاں اس پاکستان میں وہ لوگ ۹۹،۹ فیصد اکثریت سے بستے ہیں جو ان کے دائرہ سے خارج ہیں اور اگر انہی کی بات کو لیا جائے اور انہی کی بات پر بھروسہ کیا جائے تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ

وہ اپنی اس بات سے ہی اپنے آپ کو اقلیت ثابت کر چکے ہیں۔ کیونکہ ان کے قول کے مطابق ۹۹٫۹ فیصد جو ہیں، وہ اکثریت جو ہے وہ ان کے دائرہ سے الگ ہے، ان کی شادی ان سے الگ ہے، ان کی عبادت ان سے الگ ہے، ان کا رہنا سہنا ان سے الگ ہے، ان کا پیغمبر ان سے الگ ہے، ان کا عقیدہ ان سے الگ ہے، ان کی آیات کا ترجمہ ان کے قرآن کی آیات سے علیحدہ ہے۔ تو اس لئے جناب والا! جس وقت پاکستان بنایا گیا تھا اس وقت ہم نے یہ مؤقف اختیار کیا تھا کہ ہم مسلمان ہیں، ہماری تہذیب الگ ہے، ہماری عبادت الگ ہے، ہمارا مذہب الگ ہے، ہمارا خدا الگ ہے، ہمارا ان بتوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہندو جن کی پوجا کرتے ہیں تو اس صورت میں ہمیں ایک علیحدہ وطن ملا تھا اور اٹارنی جنرل نے نہایت [2626] قابلیت اور اہلیت سے اس بات کو ان کے منہ سے کہلوایا اور ثابت کیا۔ اس ہاؤس کے سامنے کہ جس وقت باؤنڈری کمیشن ریڈکلف ایوارڈ دے رہا تھا یا پاکستان کا فیصلہ کر رہا تھا...... (مداخلت)

جناب سپیکر! مجھے ایسا احتجاج اس بات پر ہے کہ اگر ہم داڑھی منے یا جن کو غیر متشرع سمجھا جاتا ہے، ایسی تقریر میں جو دین کے متعلق ہو، جو اسلام کے متعلق ہو، جو قرآن کے متعلق ہو، وہ کی جائے تو حکم نہیں ہے کہ اس طرح سے چلا پھرا جائے۔ میں نہایت ادب سے کہوں گا کہ دو عالم جو اپنے آپ کو عالم بھی سمجھتے ہیں اور دین کے نہایت ماہر بھی اپنے آپ کو سمجھتے ہیں، ایک شریف معزز رکن تقریر کر رہا ہے اور یہ اس طرح آتے جاتے ہیں جس طرح کوئی بات نہیں ہو رہی۔ تو یہ بات نہیں ہونی چاہئے۔ اگر کوئی سنجیدہ بات ہو تو اس میں ایک عالم کو کم از کم نہایت سنجیدہ ہونا چاہئے اور کسی تقریر میں اس طرح کا تاثر پیدا نہ ہو۔ وہ عالم ہے، وہ اس معزز رکن سے زیادہ سمجھتا ہے اور جو باتیں معزز رکن کر رہا ہے، وہ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس وقت پاکستان بن رہا تھا اس وقت ہم نے ایک مؤقف اختیار کیا تھا کہ ہم ہندوؤں سے کیوں علیحدہ ہیں۔ میں اس لئے اقلیت اور اکثریت کی بات کرتا ہوں کہ اس وقت مسلمانوں نے خود کہا کہ ہم اقلیت ہیں اس لئے ہم علیحدہ قوم ہیں۔ ہماری عبادت الگ ہے، ہماری عام عبادت کا قاعدہ الگ ہے، ہمارا جنازہ جو ہے وہ الگ ہے، ہم دفن کرتے ہیں۔ زمین میں اور نماز جنازہ کرتے ہیں اور ہندو جو ہیں وہ اس کو جلاتے ہیں اور وہ اس پر ڈھول اور ساز بجاتے ہیں۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم ان کے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتے۔ کیونکہ ہمارے لئے تو حرام ضرور ہے۔ لیکن ہندو بھی یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان جو ہے اس کے ساتھ وہ کھانا نہیں کھا سکتا۔ ہماری مجلسی زندگی، ہماری مذہبی زندگی ہندوؤں سے چونکہ الگ تھی۔ اس لئے ہمیں علیحدہ مذہب، علیحدہ قوم [2627] قرار دیا

گیا۔ تو ہم نے یہ دیکھا اس ایوان میں، جناب! آپ نے بھی اس ایوان میں دیکھا، شاید میں پہلا آدمی ہوتا اگر وہ یہاں اس ایوان میں اتنا بھی کہہ دیتے کہ ہم تو مسلمان ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کو جو نہیں مانتا اور مسلمان خدا اور رسول کو اور کتاب وسنت کو مانتا ہے۔ ہم اسے غیر مسلم نہیں کہتے۔ تو پھر بھی کچھ گنجائش نکل آتی۔ لیکن کتنی ستم ظریفی ہوگی کہ اگر ایک گواہ یہاں پیش ہو کر مجھے یہ کہے کہ آپ کو میں کافر سمجھتا ہوں، آپ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور مجھے یہ بھی کہنے کی اجازت نہ ہو یا میں اتنی بھی جرأت نہ کرسکوں یا میں یہ بھی نہ کہہ سکوں کہ بھائی! آپ کے دائرہ اسلام سے اگر ہم خارج ہیں تو ہم آپ کو اپنے دائرہ اسلام سے بھی خارج سمجھتے ہیں۔

جناب عالی! یہ میں نہیں کہہ رہا، یہ انہوں نے کہا ہے۔ انہوں نے چونکہ ہمیں خارج کیا۔ ’’امنا وصدقنا‘‘ ہم نے ان کا یہ کہنا قبول کیا۔ میرا خیال ہے تمام معزز ممبران ان کے اس کہنے پر تائید کریں گے کہ ان کے دائرے سے، ماشاء اللہ! خداتعالیٰ نے ہم پر اپنی رحمت اور عنایت کی کہ ہم خارج ہوئے۔ لہٰذا ان کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ اگر ہم یہ نہ کہیں کہ وہ ہمارے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جناب عالی! میں نہایت معذرت کے ساتھ عرض کروں کہ آخر میں طریق کار کی بات رہ جاتی ہے۔ ہم نے ان کو کوئی قرار نہیں دیا، ہم نے ان کو اقلیت قرار نہیں دیا ہے اب تک۔ نہ ہم نے ان کے مذہب کو علیحدہ کیا ہے اب تک اپنے ساتھ سے۔ وہ خود کہتے ہیں کہ ہم آپ سے علیحدہ ہیں، آپ ہمارے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ جو میں نے نکتے ان سے لئے۔ ہم آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے، ہم آپ کے ساتھ شادی نہیں کرتے، ہم آپ کے جنازے میں شریک نہیں ہوتے، ہماری مسجد اقصیٰ الگ، ہماری مسجد اقصیٰ کا مینارا الگ، اگر کسی کو حج کی توفیق نہ ہو تو وہ چھوٹا حج یہاں (قادیان میں) ادا کرنے کے قابل ہو[2628] تو اس کا حج قبول۔ اگر وہ فرضی حج کرتا ہو اس کے بعد وہاں مسجد اقصیٰ میں اگر جاتا ہو تو اس کا چھوٹا حج قبول۔ تو یہ چونکہ انہوں نے خود کہا ہے، جزاک اللہ! ہم کہتے ہیں کہ ان کو یہ خیالات مبارک ہوں، خدا ہمارے خیالات ہم کو مبارک کرے۔

لیکن آخر میں میں یہ کہوں گا کہ ہمیں اس مسئلے کو اچھی طرح حل کرنا چاہئے۔ ہمیں اس مسئلے کو نہ کوئی سیاسی رنگ دینا چاہئے اور نہ انفرادی اہمیت سے کوئی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ جس آدمی نے بھی ختم نبوت کے مسئلہ کو اپنے سیاسی عروج کا ذریعہ بنایا تو وہ حضرت محمد ﷺ کی برکت سے اس دنیا میں ذلیل ہوا ہے اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو میرا پکا ایمان اور پکا یقین ہے اور عقیدہ ہے کہ پھر بھی وہ ذلیل ہوگا۔ میں نہایت ادب سے معزز

ممبران سے یہ استدعا کروں گا کہ بڑے اچھے طریقے سے اور خوش اسلوبی سے اس مسئلہ کو حل کیا جائے۔ تاکہ ملک انتشار سے بچ جائے۔ اگر ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا ہم اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا نام لیوا کہتے ہیں تو میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ ہمارے پیغمبرﷺ کو خدا کی طرف سے یہ حکم نہیں ہے کہ وہ تبلیغ کرتے وقت اگر ان کی تبلیغ پر کوئی ''امنا و صدقنا'' نہ کرے تو اس پر نہ ہی ان کو غصہ کرنے کی اجازت خدا نے دی ہے، نہ اس پر ان کو کوئی ایسی بات کرنے کی اجازت دی ہے کہ خدانخواستہ یہ ظاہر ہو سکے کہ کسی قسم کا جبر یا استبداد استعمال کیا گیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے بحیثیت مسلمان کے کہ ہر اس آدمی کی جو اس وقت ہمارے وطن عزیز میں رہتا ہے۔ خواہ وہ غیر مسلم پارسی ہے، سکھ ہے، عیسائی ہے، مرزائی قادیانی ہے یا لاہوری ہے، ان کی جان و مال کی حفاظت، عزت و آبرو، عبادت اور عبادت گاہ، ہم تمام کے اوپر ان کی حفاظت لازم آتی ہے۔ ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں۔ میں نہایت ادب سے یہ کہوں گا کہ ہمارے بائیں [2629] ہاتھ کی طرف دو تین آدمی بہت بڑے عالم بیٹھے ہیں جن کی تقریر کا شاید ایک فقرہ پڑھا یا دو فقرے پڑھے۔ مجھے پہلے بھی اعتراض رہا ہے۔ ان کو میں نے پہلے کہا بھی ہے۔ نام نہیں لیتا۔ میں ان سے بھی کہوں گا کہ اشتعال انگیز تقریر نہ ملک کے مفاد میں ہے، نہ ہی مذہب کے مفاد میں ہے اور نہ ہی سیاست اس کی اجازت دیتی ہے اور نہ مذہب اس کی اجازت دیتا ہے۔

جناب والا! میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

***Mr. Chairman:** Thank you. Before I give floor to Malik Jafar,.....*

(جناب چیئرمین: شکریہ! اس سے پہلے کہ میں ملک جعفر صاحب کو دعوت دوں......)

(مداخلت) *(Interruption)*

جناب چیئرمین: سب سے پہلے میں مولانا عبدالحکیم صاحب کا بہت ہی مشکور ہوں ہاؤس کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے یہ حکم کیا کہ یہ جو کتاب انہوں نے ابھی بھجوائی ہے یہ تقسیم کر دی جائے، یعنی پڑھی نہ جائے اور تقسیم کر دی جائے۔ ممبر صاحبان خود پڑھ لیں گے۔ *This may be distributed at once. Before I give floor to Malik Mohammad Jafar,* (اس کتاب کو فوری طور پر تقسیم کر دیا جائے۔ اس سے پہلے کہ میں ملک محمد جعفر کو دعوت دوں) میں دو امور کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں ایک سیکورٹی

Arrangements (انتظامات) کے متعلق میں آپ کے ساتھ کچھ بات کرنا چاہتا ہوں تا کہ ہم *In future* (مستقبل میں) سیکورٹی *Arrangements* (انتظامات) کچھ اس طرح سے کریں کیونکہ صرف میری ہی ذمہ داری نہیں ہے، یہ ہم سب کی *Collective* (اجتماعی) ذمہ داری ہے تو اس لئے *Before I give the floor to Malik Jafar, I would like to state that in future security arrangements are our responsibility. We find so many unwanted people who come in the canteen and other areas of the Assembly premises. Some of them bring with them cameras. People are bringing their friends. These things must come to an end. I am going to totally stop such things.* (اس سے پہلے کہ میں ملک جعفر کو دعوت دوں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مستقبل میں سیکورٹی کے انتظامات ہماری ذمہ داری ہیں۔ بہت سے غیر متعلقہ لوگ کینٹین اور اسمبلی کے گردونواح میں دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اپنے ساتھ کیمرہ لئے پھرتے ہیں۔ لوگ اپنے دوستوں کو ساتھ لے آتے ہیں۔ اس صورتحال کا خاتمہ ضروری ہے۔ میں ان سب چیزوں کو ختم کرنے لگا ہوں)

2630 ***A Member:*** *What about galleries?*

جناب چیئرمین: گیلری والے کارڈ تو علیحدہ ہوتے ہیں۔ اسمبلی *Premises* (کی عمارت) میں داخل ہونے کے لئے کارڈ جو ہیں۔ اس لئے کہ پتہ نہیں کیا ہو جائے۔ *You know what is happening* (آپ کو پتا ہے کیا ہو رہا ہے) اب تو ضروری ہو گیا ہے۔ اس کے لئے *I need your cooperation* (مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے) پہلے اڑھائی مہینے میں میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہ صرف آپ کی بقاء نہیں ہے، یہ ملک کی بقاء کا بھی سوال ہے۔ اس میں مجھے یاد ہے کہ کیمرہ والے ساتھ تھے۔ اس لئے اندر آ گئے۔ *People are bringing their friends* (لوگ اپنے دوستوں کو ساتھ لا رہے ہیں) ہینڈ بیگ اور اس طرح کی جو چیزیں ہوں گی *I am going to totally stop them. I am going to stop unwanted people coming through gate nos.3 and 4.* (میں ان چیزوں کو مکمل طور پر روکنے لگا ہوں۔ میں گیٹ نمبر ۳ اور ۴ سے غیر متعلقہ لوگوں کا داخلہ بند کرنے لگا ہوں)

A Member: *What about members?*

(ایک رکن: اراکین سے متعلق کیا ہے؟)

Mr. Chairman: *We trust our honourable members. People are bringing their friends.*

(جناب چیئرمین: ہم اپنے معزز اراکین پر اعتماد کرتے ہیں۔ لوگ اپنے دوستوں کو لا رہے ہیں)

ممبر صاحبان چاہے بستر بند لے آئیں، جو چاہیں لے آئیں اس میں ناراضگی کی بات نہیں ہے۔ یہ سب کچھ آپ کی *Cooperation* (کے تعاون) سے ہوگا۔ *I want your cooperation.* (مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے)

میر دریا خان کھوسو: کاروں کے ڈرائیوروں کے لئے آپ گنجائش رکھیں گے؟

Mr. Chairman: *Of course, drivers will come. We have to come to certain decisions which are going to affect certain persons. I want your cooperation. After open 7th of September, we are going to open it. We have even to fill these galleries. As for sitting in the cafetaria, we have to regulate it.* ایک دوسری چیز جس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ شام کو جوائنٹ سیشن ہے۔ *The Prime Minister of Sri Lanka is adderessing the Joint* [2631] *Session today. Before her arrival, I request that all the honourable members be seated in their seats by 5:55 pm. I will first welcome the Prime Minister of Sri Lanka. It will not take more than an hour. The House Committee will continue tomorrow.*

(جناب چیئرمین: ظاہر ہے، ڈرائیور تو آئیں گے۔ ہمیں بہرحال کچھ فیصلے کرنا ہوں گے جو چند لوگوں پر اثر انداز ہوں گے۔ جب اوپن کریں گے تو اس وقت یہ ہوگا۔ مجھے آپ کا تعاون چاہئے۔ ۷؍ ستمبر کے بعد ہم اسے اوپن کر دیں گے۔ ہمیں یہ گیلریاں بھی بھرنا ہوں گی۔ کیفے میں بیٹھنے والوں کو بھی ہمیں کنٹرول کرنا ہوگا۔ ایک دوسری چیز جس کے متعلق میں عرض کرنا

چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ شام کو جوائنٹ سیشن ہے۔ سری لنکا کے وزیر اعظم آج پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کریں گے۔ ان کی آمد سے پہلے، میں تمام معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ شام ۵ر بج کر ۵۵ منٹ تک اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔ میں پہلے سری لنکا کی وزیر اعظم کو خوش آمدید کہوں گا۔ اس میں تقریباً ایک گھنٹہ لگے گا۔ ہاؤس کمیٹی کا یہ اجلاس کل جاری رہے گا)

وہ پہلا سوا پانچ والا لیٹر غلط تھا۔ ہم نے گیلری والوں کو ساڑھے پانچ کا ٹائم دیا ہے۔ لیکن ممبر صاحبان پونے چھ بجے تک ہوں۔ پانچ بج کر پچپن منٹ پر انہوں نے آنا ہے تو کم از کم دس منٹ پہلے ممبر صاحبان کو آ جانا چاہئے۔ نماز مغرب سے پہلے ہم ختم کر دیں گے۔ اس ہاؤس کمیٹی کا جو سیشن ہے یہ کل Continue (جاری) کرے گا۔ پارلیمنٹ کا اجلاس ایک گھنٹہ چلے گا، ایک ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھیں گے، جیسے بھی آپ مناسب سمجھیں۔

پروفیسر غفور احمد: کل پانچ بجے ہے؟

جناب چیئرمین: پیرزادہ صاحب آ رہے ہیں۔

Mr. Pirzada has come; and I met him in the morning. I think, I am sure much positive result will come and unanimous decision will be taken. And with these words, I am thankful to honourable members. I give the floor to Malik Jafar, and for five minutes I would speak with AG. I am leaving the House and the Deputy Speaker will take the chair.

(**جناب چیئرمین:** پیرزادہ صاحب آ چکے ہیں اور میں انہیں صبح ملا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ کافی مثبت نتیجہ نکلے گا اور اتفاق رائے سے فیصلہ ہو گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں ملک جعفر کو دعوت دیتا ہوں اور پانچ منٹ کے لئے میں اٹارنی جنرل سے بات کروں گا۔ میں ایوان چھوڑ رہا ہوں اور ڈپٹی سپیکر کرسی، صدارت سنبھالیں گے)

خان ارشاد احمد خان: جناب چیئرمین صاحب! میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کو بھی اجازت مل جائے گی۔ آپ کہاں رہے ہیں؟

ملک محمد جعفر: جناب چیئرمین! یہ پانچ منٹ کی بات ہے۔ میں اس بات کا بڑا خواہشمند تھا کہ اٹارنی جنرل صاحب موجود ہوتے اور میری گزارشات کو سنتے۔

جناب چیئرمین: صرف پانچ منٹ۔ ارشاد احمد خان صاحب کو پانچ منٹ دے دیتے ہیں۔ ***Then we will come back within 5 minutes*** (پھر ہم پانچ منٹ میں واپس آجائیں گے)

2632 **مولانا عبدالحکیم:** جناب چیئرمین صاحب!

جناب چیئرمین: جی نہیں پڑھ سکتے آپ۔

مولانا عبدالحکیم: کتاب تو نہیں پڑھوں گا لیکن دو چار لفظ تو کہہ دوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، ***On behalf of the House*** (ہاؤس کی طرف سے) ہاؤس ***Agree*** (اتفاق) کرتا ہے نا؟

مولانا عبدالحکیم: پرسوں آپ نے خود فرمایا تھا کہ آپ بولنا چاہیں تو بول سکتے ہیں۔

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by (Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi).]

(اس موقع پر جناب چیئرمین نے کرسی صدارت چھوڑ دی جو (ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی) نے سنبھالی)

محترمہ قائمقام چیئرمین: مسٹر ارشاد احمد خان!

(جناب ارشاد احمد خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب ارشاد احمد خان: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مذہبی معاملہ ایوان کے سامنے ہے۔ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" یعنی جو لوگ اور جو فرقے رسول پاک ﷺ کو مانتے ہیں وہ کسی دوسرے رسول کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ قادیانی ایسا فرقہ ہے جنہوں نے اپنا نیا نبی تیار کر لیا ہے۔ لہٰذا ہم اس نبی کو تسلیم کرنے کے واسطے بالکل تیار نہیں ہیں۔ ہم اپنے رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہم مسلمان ہیں اور جو ہمارے رسول پاک ﷺ کو تسلیم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ وہ اقلیت میں رہیں گے۔ جیسا کہ اور فرقے ہریجن، عیسائی اور دوسرے فرقے ہیں۔ اسی طرح سے قادیانی بھی رہ سکتے ہیں اور ان کی حفاظت کی جاسکتی ہے۔ لیکن وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں

کہ جو شخص غلام احمد کو نبی نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ لہٰذا ہم بھی اس کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے، اور ان کے نبی کو نبی تسلیم نہیں کرتے۔ ہمارا نبی وہ ہے، جس کے واسطے اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہم اس 2633 نبی کے پیروکار ہیں۔ وہ نبی ہمارا نجات دہندہ ہے۔ ہم اس کی امت ہیں۔ آئندہ کبھی بھی کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہم اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں عوام سے بھی استدعا کروں گا کہ ان لوگوں کو اقلیت قرار دینے کے واسطے ووٹ دیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: ملک محمد سلیمان!

(جناب ملک محمد سلیمان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

ملک محمد سلیمان: جناب چیئرمین! جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے۔ یہ ایک ۹۰ سالہ پرانا مسئلہ ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریزوں نے یہ دیکھا کہ ہر قسم کی تکفیر کے باوجود جب نعرہ تکبیر بلند کیا جاتا ہے تو تمام مسلمان اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یہ جذبۂ جہاد ہے جو انہیں اکٹھا کرتا ہے۔ چنانچہ انگریزوں نے ایک منصوبہ بنایا کہ کسی طریقہ سے مسلمانوں کے دل ودماغ سے جہاد کا جذبہ خارج کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے گورداسپور کی زرخیز زمین کو چنا۔ وہاں سے سیالکوٹ کے ایک مراقی اہلمد اور عرضی نویس کو محدث، مجدد، مسیح الموعود اور بالآخر نبی تسلیم کرانے کی کوشش کی۔ یہ ان کا منصوبہ تھا۔ وہ مسلمانوں کے دل ودماغ سے جذبۂ جہاد نکالنا چاہتے تھے۔ یہ انگریزوں کی یکطرفہ کوشش نہ تھی۔ یہ کوشش ہوتی رہی کہ مسلمانوں کا زور جہاد ختم کیا جائے اور انگریز مستقل طور پر اس ملک پر قابض رہیں۔ چنانچہ انہوں نے نئی نبوت اور نئی امت بنائی۔ نئی امت کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ انگریز کو اپنا حاکم تصور کریں گے۔

(مرزا کہاں مرا؟)

جناب والا! چونکہ وقت تھوڑا ہے۔ لہٰذا میں مختصراً عرض کروں گا۔ جہاں تک مرزا غلام احمد کی نبوت کا تعلق ہے انہوں نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا تو انہوں نے بہت سی باتیں کہی ہیں وہ نبی بھی ہیں، مجدد بھی، مسیح الموعود بھی، اپنے آپ کو انہوں نے محدث بھی کہا، خدا کہا، مریم کہا، ابن مریم کہا، عیسیٰ اور موسیٰ کہا، خدا اور محمد کہا، خدا جانے کیا کچھ نہیں کہا۔ اپنی سچائی میں انہوں نے کہا کہ میرا نکاح محمدی بیگم، ایک معصوم بچی سے عرش معلی پر ہوا 2634 تھا۔ لیکن ٹٹی میں مرتے دم تک ان کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ اسی طرح یہ نبی جو انگریز کے نبی تھے، جو انگریزی نبی تھے، اس (کے

پیروکاروں) نے، جب قسطنطنیہ اور بغداد پر قبضہ ہوا تو، یہاں قادیان میں چراغاں کرایا۔ یہ وہ طریقہ تھا جس سے انگریز ہندوستان پر قابض رہنا چاہتے تھے۔

اس کے علاوہ بھی ہندوستان میں انگریزوں نے اور بھی کارنامے کئے۔ چنانچہ جب تقسیم ملک کا وقت آیا تو اس وقت بھی انگریز نے بہت سے حربے استعمال کئے۔ ہمارے بعض مولویوں کو جو اپنے آپ کو اسلام کا دعویدار کہتے ہیں، ان کو خریدا گیا اور جب پاکستان کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا، جو کہ ایک عظیم جہاد تھا۔ جس میں برصغیر کے مسلمانوں نے قربانیاں دیں۔ انہوں نے جہاد کیا تھا کہ ہم ایک علیحدہ معاشرہ رکھتے ہیں اور اسلام اور قرآن کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کرنے کے لئے وطن چاہتے ہیں۔ اس وقت جو لوگ اس جہاد سے منکر ہوئے انہوں نے بھی انگریز کا ساتھ دیا۔ آج بھی ان میں سے بعض ہمارے سامنے بیٹھے ہیں۔ انگریز کے نبی کی یہ اس وقت تائید کرتے رہے۔ لیکن افسوس کہ وہ وقت جب پاکستان بنا تو ان لوگوں کو بھی پاکستان آنا پڑا اور گورداسپور کے دوسرے ضلعوں مثلاً تحصیل پٹھانکوٹ میں بھی انگریز نے بہت کچھ کیا۔ وہاں بھی نرم زبان کا جہاد اور جہاد بالقلم تھا، جہاد بالسیف نہیں تھا۔ عدم تشدد اور گاندھی کی پیروکاری کا سلسلہ چلتا رہا۔

(احمدی نہیں قادیانی)

یہ سب باتیں تفصیل کے ساتھ بیان کی جا چکی ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ اس مسئلہ میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ جناب والا! ہمارے دوستوں نے مرزائیوں یعنی قادیانیوں کے لئے "احمدی" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مفتی محمود صاحب نے بھی بار بار ان کو احمدی کہا ہے۔ ہمیں اس پر سخت اعتراض ہے۔ وہ احمدی نہیں ہیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہمیں 2635 احمد مصطفیٰ ﷺ سے نفرت سکھائی جاتی ہے۔ میں نے بار بار یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ احمدی ایشو نہیں ہے، یہ قادیانی ایشو ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ ہم غلبہ کے بعد پھر قادیان جائیں گے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ یہ صحیح پاکستانی بھی نہیں ہوئے۔ ان کا مقصد ایسا ہی ہے جیسا اسرائیل کا مقصد ہے۔ اسرائیلی بھی ایسا ہی کرتے تھے اور یہ دوبارہ کوئی نیا ملک بنانا چاہتے ہیں۔

جہاں تک ان کی آبادی کا تعلق ہے وہ اپنے قیاس کے مطابق کہتے ہیں کہ پاکستان میں ہماری آبادی چالیس لاکھ ہے اور پاکستان کے باہر ایک کروڑ کے قریب آبادی ہے۔ اگر ان کی فگرز کو درست تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے۔ جب ان کو کوئی ایسا خطہ زمین مل جائے گا جہاں وہ اپنی حکومت قائم کر سکیں اور جس طرح اسرائیل نے

صیہونی نظام کو چلانے کے لئے تحریک شروع کی ہے۔ اس طرح یہ جو اپنے آپ کو نیا فرقہ، نئی جماعت اور نئے مذہب کے نام سے پکارتے ہیں، تو یہ شروع کریں۔ تو اس کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا قرآن حکیم اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہم اسلام کے بعد کسی نئے مذہب کو تسلیم کریں۔ ہم اسے سرے سے کوئی مذہب تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ نہ ہمیں اس کی اجازت ہے کہ ہم اس کو نیا مذہب تسلیم کریں، یہ کوئی مذہب نہیں ہے۔، اگر ان کی ساری تنظیم کو دیکھا جائے تو تنظیم ہی جو خطرناک ہے، مذہب تو ان کا تعبیری ہے۔ کوئی مذہب نہیں ہے۔ تو تنظیم اس طرح کی ہے جس طرح صیہونیوں کی تنظیم ہے تو یہ تنظیم جو ہے یہ خطرناک ہے۔ چنانچہ انگریزوں نے پاکستان بننے سے پہلے ان کو مختلف محکموں میں بے پناہ اعلیٰ قسم کے عہدے دیئے اور آج بھی اس پاکستان گورنمنٹ میں تمام فنانس ڈیپارٹمنٹ، ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بینک اور فنانس کے دوسرے جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں اور ہمارا فارن آفس اور فوج یہ تمام ان کی 2636 اکثریت سے بھرے پڑے ہیں اور وہ اس قدر متعصب ہیں کہ وہ کسی کو پھٹکنے نہیں دیتے، جو بھی جگہ نکلتی ہے اپنے ہی لوگوں کو رکھ لیتے ہیں تو اس لئے جہاں یہ کہا جا رہا ہے کہ اس مذہب کو تسلیم کرو تو کیا یہ وہی بات نہیں ہے جس طرح عربوں کو کہا جائے کہ اسرائیل کو تسلیم کرو۔ تو ہمیں احتیاط کرنی چاہئے اور ہمیں کسی طرح سے بھی ان کا مذہب تسلیم نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ایک سیاسی جماعت ہے جو اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ یہ ”تحریک جدید“ ان کی ایک کتاب ہے۔ اس میں وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک Separate (علیحدہ) جماعت ہیں۔ یہ ان کا عقیدہ ہے وہ لکھتے ہیں:

"You may ask why then we have organised ourselves into a separate Jamaat."

(آپ پوچھ سکتے ہیں کہ ہم نے ایک علیحدہ جماعت کے طور پر اپنے آپ کو کیوں منظم کیا ہے؟)

یہ ”تحریک جدید“ *A Tabshir publication under the guidance of Mirza Mubarak Ahmad. It has nothing to do with Islam.* (مرزا مبارک کی راہنمائی میں تبشیر پبلی کیشنز نے چھاپی ہے۔ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں)

جو انہوں نے بیعت نامہ اس میں صفحہ ۹۷ پر شائع کیا ہے۔ آپ اس کو پڑھیں۔ اس میں بھی ہیرا پھیری ہے۔ اس میں کہیں مرزا صاحب کا نام درج نہیں ہے، نہ کسی اور کا درج ہے۔

اس میں دس شرائط ہیں، دسویں یہ ہے:

"Tenthly, that he will establish a brother- hood with me, i.e. the promised massiah, on the condition of obeying me in everything good and keep it up to the day of his death and this relationship will be of such a high order that its example will not be found in any worldly relationship either of blood relations or of servant and master."

(اور نمبر دس یہ کہ وہ میرے ساتھ یعنی مسیح موعود کے ساتھ ایک برادرانہ تعلق قائم کرے گا اور اس تعلق کی شرط یہ ہوگی کہ وہ ہر اچھی چیز میں میری اطاعت کرے گا اور مرتے دم تک اس رشتے کو نبھائے گا اور یہ تعلق اتنا اعلیٰ وارفع ہوگا کہ اس کی مثال دنیوی رشتوں میں بھی نہیں ملے گی۔ خواہ وہ خونی رشتے ہوں یا مالک اور خادم کے تعلقات ہوں)

تو یہ وہ دھوکہ ہے جو بیرونی دنیا کو بھی یہ دیتے ہیں۔ کسی کو کوئی نام نہیں بتاتے، صرف اسلام کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں تو جناب والا! یہ وہ بات ہے کہ جس سے یہ اسلام کے نام پر دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں اور جیسا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ آئین [2637] میں ان کو ایک اقلیتی فرقے کی حیثیت سے شامل کیا جائے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی ظلم ہوگا۔ اسلام کے ساتھ اور اس پاکستان کے ساتھ، کیونکہ اقلیت کا مطلب اگر آپ آئین کو پڑھیں تو اس میں آرٹیکل ۱۰۶ اسب کلاز (۳) ہے:

"In addition to the seats in the Provincial Assemblies for the Provinces of Balochistan, the Punjab, the North- West Frontier and Sindh specified in clause (1), there shall be in those Assemblies the number of additional seats here in after specified reserved for persons belonging to the Christian, Hindu, Sikh, Budhist and Parsi communities or the scheduled castes:

Balochistan	.....	*1*
The North West Frontier Province	.....	*1*

The Punjab	*3*
Sindh	*2"*

(بلوچستان، پنجاب، شمالی مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی صوبائی اسمبلیوں میں، شق نمبر ا میں بیان کردہ نشستوں کے علاوہ، ان اسمبلیوں میں اضافی نشستیں ہوں گی۔ جن کی تعداد حسب ذیل میں بیان کی گئی ہے اور یہ نشستیں ان لوگوں کے لئے مختص ہوں گی جن کا تعلق عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ اور پارسی یا شیڈیولڈ کاسٹ سے ہے:

بلوچستان	۱
شمالی مغربی سرحدی صوبہ	۱
پنجاب	۳
سندھ	۲)

تو یہ اسمبلیز میں مینارٹیز کو نمائندگی دی گئی ہے۔ تعداد اس طرح مینارٹی رائٹس محفوظ کئے گئے ہیں۔ آرٹیکل ۳۶ میں ہے:

"The State shall safeguard the legitimate rights and interests of minorities, including their due representation in the Federal and Provincial services."

(ریاست اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات، بشمول وفاقی اور صوبائی سروسز میں ان کی مناسب نمائندگی کا تحفظ کرے گی)

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman.]

(اس موقع پر ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی نے کرسی صدارت کو چھوڑا جس پر جناب چیئرمین متمکن ہوئے)

[2638]**ملک محمد سلیمان:** اس کے بعد آرٹیکل ۲۰ میں یہ درج ہے کہ:

"Subject to law, public order and morality:

(a) every citizen shall have the right to profess, practise

and propagate his religion; and

(بشرط قانون، امن عامہ اور اخلاقیات:

الف...... ہر شہری کو اپنے مذہب کا اعلان کرنے، عمل کرنے اور اشاعت کرنے کا حق حاصل ہوگا: اور)

(b) ***every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish, maintain and manage its religious institutions."***

(ب...... ہر مذہب مسلک اور فرقے کو اپنے مذہبی ادارے بنانے، چلانے اور ان کے معاملات سنبھالنے کا حق حاصل ہوگا)

اب اس آرٹیکل کے تحت جہاں ہر شہری کو یہ رائٹ ہے کہ وہ اپنا مذہب اپنائے، ***Profess*** کرے اور پریکٹس کرے اور اس کو ***Propagate*** کرے، اگر آپ ان کا ایک مذہب تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کے پاس سرمایہ ہے، دولت ہے، وہ ہر آپ کی بڑی مسجد کے سامنے بڑی مسجد بنائیں گے اور وہاں یہ پروپیگنڈہ کریں گے کہ یہ ہمارا نبی ہے اور یہ جو سامنے والے نہیں مانتے یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ سب مسلمان کافر ہیں۔ صرف پاکستان کے مسلمان ہی کافر نہیں۔ بلکہ سارے عالم اسلام کے ۷۵ کروڑ مسلمان کافر ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر آپ ان کا مذہب تسلیم کرتے ہیں اور ان کو ***Separate entity*** (الگ وجود) یا کوئی اور نام دیتے ہیں تو اس سے آپ ان کو کانسٹیٹیوشنل تحفظ دیں گے۔ جس سے وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرسکیں گے۔ لیکن یہ آرٹیکل ۲ ہے، اس میں لکھا ہوا ہے:

"Islam shall be the state religion of Pakistan."

(اسلام پاکستان کا ریاستی مذہب ہوگا)

تو ہمارے پاکستان کا سٹیٹ ریلجن اسلام ہے۔ تو آپ اس میں انٹی اسلامک پروپیگنڈے یا تبلیغ کی کیسے اجازت دے سکتے ہیں؟ اب اس کے بعد آئین کے آرٹیکل ۵ ہے، اس میں لکھا ہوا ہے:

"(1) [2639] ***Loyalty to the State is the basic duty of every citizen.***

(2) ***Obedience to the Constitution and law is the basic obligation of every citizen wherever he may be and of every***

other person for the time being within Pakistan."

("۱...... ریاست سے وفاداری ہر شہری کا بنیادی فرض ہے۔

۲...... آئین اور قانون کی اطاعت ہر شہری کی خواہ وہ کہیں بھی ہو، اور ہر اس شخص کی جو فی الوقت پاکستان میں ہو بنیادی ذمہ داری ہے۔")

(قادیانیوں کو خلاف قانون جماعت قرار دیا جائے)

تو ہر پاکستانی شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ سٹیٹ کا *Loyal* ہو۔ تو سٹیٹ کی تعریف آئین کے آرٹیکل ۷ میں کی گئی ہے۔ جس میں فیڈرل گورنمنٹ، پراونشل گورنمنٹ، اسمبلیز وغیرہ موجود ہیں۔ تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ کسی قادیانی کو اگر کوئی گورنمنٹ یعنی اسٹیٹ کا فرد جو بڑے سے بڑے عہدے پر فائز ہو حکم دے اور دوسری طرف سے ان کا اپنا ہیڈ اس کو کوئی حکم دے تو کس کے حکم کی تابعداری وہ کرتا ہے؟ یقیناً وہ اپنے ہیڈ کی بموجب شق ۱۰ بیعت نامہ، تابعداری کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آئین کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس لئے ان کو ایک خلاف آئین جماعت قرار دیا جائے اور آئین کی خلاف ورزی کے لئے آپ نے ایک شق نمبر ۶ رکھی ہے کہ وہ *High Treason* (ریاست سے غداری) کا مرتکب ہوتا ہے اور جب آرٹیکل ۶ کے تحت وہ *High Treason* (ریاست سے غداری) کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے لئے آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کی سزا *Death* (موت) ہوگی۔ تو اس لئے جناب! یہ مسئلہ جو ہے......

Mr. Chairman: *Just to interrupt the honourable speaker, another information I would like to give to the honourable members.*

(جناب چیئرمین: معزز مقرر کی بات میں مداخلت کرتے ہوئے، میں معزز اراکین کو ایک بات بتانا چاہوں گا)

ایک منٹ، ملک صاحب! جن ممبر صاحبان نے پاس بنوانے کے لئے کہا تھا آج شام تک کے جائنٹ سیشن کے لئے، وہ ڈیڑھ بجے اسسٹنٹ سیکرٹری سے *Collect* (اکٹھا) کر سکتے ہیں۔

It is a privilege which should go to the M.N.A's close relatives and family members. My gallery will be occupied

by the entourage. We are having 45 diplomatic cards; then there is the [2640] Press. This part of DVG is reserved for M.N.A's family members and their close relatives; and if we issue one card for one, that means about 200 cards; but we have got only 78 seats.

(یہ ایک مراعت ہے جو ایم.این.اے ز کے قریبی رشتہ داروں اور گھر کے افراد کو ملنی چاہئے۔ میری گیلری میں عملے کے افراد ہوں گے۔ ہمارے پاس ۴۵ ڈپلومیٹک کارڈ ہیں اور پھر پریس بھی ہے۔ DVG کا یہ حصہ ایم.این.اے ز کے گھر کے افراد اور ان کے قریبی رشتہ دار کے لئے مختص ہوگا اور اگر ہم ایک شخص کے لئے ایک کارڈ جاری کریں تو اس کا مطلب ہوگا تقریباً ۲۰۰ کارڈ۔ لیکن ہمارے پاس صرف ۷۸ نشستیں ہیں)

تو اس کے لئے یہ ہے کہ باقی پھر ذرا پیچھے بیٹھیں گے۔ مثلاً اگر ہمارے پاس چالیس ***Requisitions*** (ریکویزیشنز) آتی ہیں تو جو ہمارے پاس سیٹیں بچ جائیں گی وہ دو بھی ہو سکیں گی، تین بھی ہو سکیں گی۔ لیکن سب سے پہلے ***Preference*** (ترجیح) ہوگی ایک کارڈ ***Per Honourable member*** (ہر معزز رکن کے لئے) میں جا کر کارڈوں پر ***Tick Mark*** (ٹک مارک) کر دوں گا۔ ***Between 12:00 and 1:00, the cards can be collected*** (۱۲ اور ۱ بجے کے درمیان کارڈ لئے جا سکتے ہیں) چاہے مجھ سے لے لیں، میرے آفس سے لے لیں، اسسٹنٹ سیکرٹری کو میں وہاں بٹھا دوں گا۔ چاہے وہاں سے آپ کارڈ لے لیں۔

جناب عبدالحمید جتوئی: جناب والا! ایک تجویز ہے کہ یہ جو اس مسئلے پر ہمارے ممبر صاحبان کی تقاریر ہوئی ہیں، اگر آپ کی عنایت ہو تو ان کی نقلیں ہمیں مل جائیں تا کہ......

جناب چیئرمین: یہ سب ملیں گی۔

جناب عبدالحمید جتوئی: ...... بوقت ضرورت جیب میں لے کر پھریں تو بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین: نہ جی نہ! اور یہ اخباروں میں آئیں گی۔ یہ تو ریکارڈ ہم نے پبلش کرنا ہے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: جناب والا! گزارش ہے کہ کمیٹی میں کوئی قید نہیں ہے؟

جناب چیئرمین: جتنا کمیٹی میں جہاں مرضی ہے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: تو ٹھیک ہے۔ کل میں نے کارڈ بنوا کے منگوا لئے تھے۔ تو ان کو دوبارہ واپس کرنا پڑے گا؟

جناب چیئرمین: آپ نے غلط کیا ہے۔

2641 **جناب عبدالمصطفیٰ الازہری:** کیوں؟

جناب چیئرمین: کیونکہ سب کے لئے ایک ہی اصول ہونا چاہیئے۔ میں نے پوچھا، انہوں نے کہا دو تین حضرات مجھ سے کارڈ لے گئے ہیں۔ ٹھیک ہے، وہ *Valid* (صحیح) ہے۔ اگر یہ سارے *Collectively* (اجتماعی طور پر) کریں گے۔ جی، ملک محمد سلیمان! آپ کتنا وقت لیں گے؟

ملک محمد سلیمان: جتنا ٹائم کہیں۔

جناب چیئرمین: جتنا ٹائم آپ مناسب سمجھیں۔

ملک محمد سلیمان: بس تھوڑا ہی، تو جہاں ہر شہری کو آرٹیکل ۲۰ کے تحت یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کو *Profess* (کا اعلان کرے) کرے، *Propagate* (اشاعت) کرے، وہاں آرٹیکل ۱۹ ہے۔ جس میں یہ درج ہے کہ:

"Every citizen shall have the right of freedom of speech and expression and there shall be freedom of the press subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of the glory of Islam."

("ہر شہری کو آزادیٔ تقریر و اظہار کا حق حاصل ہوگا اور پریس اس شرط کے ساتھ آزاد ہوگا کہ قانون، اسلام کی عظمت کے مفاد میں اس پر مناسب پابندیاں عائد کر سکے۔")

تو جہاں یہ *Freedom of speech* اور *Expression* (آزادیٔ تقریر و اظہار) دی گئی ہے وہاں جب *Glory of Islam* (اسلام کی عظمت) کے خلاف کوئی بات کی جائے گی تو اس پر پابندی لگانے کا اختیار حاصل ہے۔ تو جناب والا! جب خاتم النّبیین ﷺ کے بعد کوئی آدمی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس لٹریچر کا وہ پراپیگنڈہ کرتا ہے، اس *Religion* (مذہب) کو *Profess* (اعلان) کرتا ہے، تو اس پر پابندی لگانا یہ ہمارے دائرہ اختیار میں ہے، ہم لگا سکتے ہیں۔ یہ آئینی حق اس ملک کے لوگوں کو حاصل ہے، اور ان لوگوں پر یہ دعویٰ کرتے ہیں پابندی لگا دی جائے۔ تو آئندہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنا لٹریچر جو اس وقت تک

موجود ہے وہ چونکہ *Glory of Islam* (عظمت اسلام) کے خلاف ہے، وہ اسلام کی روح کے خلاف ہے، اس کو ضبط کیا جاسکتا ہے اور 2642 ضبط کرنا چاہئے اور آئندہ اس قسم کا کوئی لٹریچر شائع نہیں ہوسکتا۔ پاکستان میں چونکہ ہمارا مذہب (اسٹیٹ کا) اسلام ہے تو اس طریقے سے ہم ان کا تمام ایسا لٹریچر ضبط کرسکتے ہیں اور انہوں نے جو جائیداد پیدا کی ہے اور اسی پاکستان میں ہے اور وہ پاکستان میں اسلام کے نام کو *Exploit* (کا استحصال) کر کے پیدا کی ہے، اسلام کے نام پر حاصل کی ہے۔ جب ہر مسجد کی جائیداد وقف کو چلی گئی ہے تو یہ کیوں نہیں جاسکتی۔ یہ محکمہ اوقاف کو کیوں نہیں جاسکتی۔ تو تمام جائیداد جو ہے یہ محکمہ اوقاف کو منتقل کر دی جائے۔ جہاں تک بیعت کا تعلق ہے، بیعت جو ہے یہ نہیں ہوسکتی۔ یہ خلاف شرع اور آئین ہے تو یہ بیعت منسوخ فرما دی جائے اور اس قسم کی بیعت کا اس ملک میں کسی شخص کو بھی یہ حق حاصل نہ ہو کہ کسی موہوم مسیح الموعود کے نام پر لوگوں کو گمراہ کر کے بیعت حاصل کرے۔ کیونکہ اس میں جو بیعت کا فارم ہمارے سامنے پیش ہوا ہے وہ موہوم ہے۔ اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ ایک جھوٹ ہے، ایک فراڈ ہے۔

تو جناب عالی! اب ایسی باتیں جن کے متعلق میں اظہار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ واقعہ ربوہ جو ہے یہ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ہوا۔ میری اطلاع کے مطابق بیشتر متمول قادیانیوں نے اپنی بڑی بڑی جائیدادوں کے ۲۹ سے پہلے بیعے کرائے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ اپنی گورنمنٹ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بات کس حد تک درست ہے؟ اس کی چھان بین کی جائے اور اس کی رپورٹ اس معزز ایوان کے سامنے لائی جائے۔

جناب چیئرمین: اس کمیٹی میں گورنمنٹ کوئی نہیں ہے۔ یہ نیشنل اسمبلی میں پوچھیں۔

ملک محمد سلیمان: تو اس کے بعد دوسری بات یہ ہے میری اطلاع یہ بھی ہے اور میرے علم میں لایا گیا ہے کہ یہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں جتنے ہمارے فوجی *P.O.W* (جنگی قیدی) ہوئے، 2643 یہ بتایا جائے کہ کتنے قادیانی *P.O.W* (جنگی قیدی) ہوئے۔ کیونکہ یہ ہمارے علم میں لایا گیا ہے...... ہوسکتا ہے سچ ہو یا غلط ہو، اس کی تصحیح چاہتا ہوں...... کہ کوئی قادیانی *P.O.W* (جنگی قیدی) نہیں ہوا تو یہ راز بھی فاش کیا جائے تا کہ جو ہمارے ساتھ ہوا ہے یا آئندہ یہ منصوبے بنائیں تو اس کے متعلق ہمیں علم ہو جائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ تو جناب عالی!......

جناب چیئرمین: بس جی۔

ملک محمد سلیمان: نہیں جناب!

جناب چیئرمین: آج ٹائم تھوڑا ہے۔

ملک محمد سلیمان: یہ ہمارا شیڈول نمبر ۳ آئین کا ہے۔ جس میں ہم نے یہ وضاحت کردی ہے کہ بڑے بڑے عہدے مثلاً پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر کے، وہ مسلمان کے حصہ میں آئیں گے۔ تو اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہئے۔ اس میں تمام فیڈرل منسٹرز جو ہیں، اسٹیٹ منسٹرز جو ہیں ان کا اوتھ بھی وہی ہو جو پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کا ہے۔ اس میں صوبے کے وزراء کے حلف کی ضرورت نہیں۔ صوبے میں مینارٹی کو *Representation* (نمائندگی) ملے گی تو اس میں ضرورت نہیں۔ *Speaker of the National Assembly and the Deputy Speaker of the National Assembly....* (قومی اسمبلی کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر......)

Mr. Chairman: *.... and all the members of the National Assembly.*

(جناب چیئرمین: ......اور قومی اسمبلی کے تمام اراکین)

ملک محمد سلیمان: جناب عالی! ممبران کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا وہی حلف ہونا چاہئے جو ایک مسلمان کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اس میں گورنر، یہ چاروں سارے صوبوں کے گورنر جو ہیں، چیف منسٹر...... میں پراونشل منسٹروں کی بات نہیں کر رہا، صرف چیف منسٹروں کی بات کروں گا...... گورنر، چیف منسٹر، *Chief Justices of* 2644 *Supreme Court and the High Courts. I am not talking of the other Justices.* (ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس، میں دوسرے جسٹسز کی بات نہیں کر رہا) چیف الیکشن کمشنر کا وہی حلف ہو جو ایک مسلمان کا ہوتا ہے۔ *Chief of the Armed Froces* (چیف آف آرمڈ فورسز)، (اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین) اس میں آرمی، ایئرفورس اور نیوی کے چیف آف سٹاف شامل ہوں گے۔ ان کا حلف وہی ہوگا جو ایک مسلمان کا ہوتا ہے تو میں ان گزارشات کے ساتھ آپ کی وساطت سے تمام ہاؤس سے اپیل کرتا ہوں کہ ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور صحیح فیصلہ صادر فرمائیں۔ (اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین) (مداخلت)

Mr. Chairman: *(To Malik Mohammad Jafar), How long will you take?*

(جناب چیئرمین: (ملک محمد جعفر سے) آپ کتنا وقت لیں گے؟)

ملک محمد جعفر: تھوڑا سا۔

جناب چیئرمین: اندازاً کتنا؟

ملک محمد جعفر: نہیں، میں کوئی غیر ضروری بات نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: میں نے کب کہا ہے۔

ملک محمد جعفر: میں عرض کرتا ہوں یہ نہیں کہہ سکتا، لیکن ہوسکتا ہے بیس تیس منٹ لگ جائیں۔ میرا خیال ہے کہ آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

(جناب ملک محمد جعفر کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب عالی! اس وقت جب کہ آج پانچ تاریخ ہوگئی ہے اور اس مہینے کی سات تاریخ کو ہماری طرف سے عوام کے سامنے عہد ہے ***Commitment*** (کمٹمنٹ) ہے کہ اس مسئلے کا فیصلہ اس تاریخ تک ہو جائے گا، میں نہایت ادب سے گزارش اپنے معزز اراکین سے کرتا ہوں کہ مجھے تو بہت احساس ہے۔ لیکن جس طریقے پر جو ممبر صاحب تقریر کر رہے تھے، ہم [2645] اس کو سن رہے تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت کو وہ احساس نہیں ہے کہ عوام اس ہاؤس کے باہر کس بے چینی اور اضطراب سے آپ کے اس فیصلہ کا انتظار کر رہے ہیں اور آپ اس مرحلے پر پہنچے ہوئے ہیں کہ آپ نے ایک دو دن میں فیصلہ کرنا ہے۔ اس حالت میں یہ طریقہ کم از کم نہیں ہونا چاہئے کہ اتنا سنجیدہ مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کئی پہلوؤں سے شاید یہ آئین سے بھی زیادہ سنگین مسئلہ ہے۔ ہمارے سامنے ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ کیونکہ آئین میں تو ردوبدل ہوسکتا تھا لیکن اس وقت پاکستان میں میرے نزدیک سب سے اہم مسئلہ جس کا آپ نے فیصلہ کرنا ہے اور جو آپ نے دو دن کے اندر فیصلہ کرنا ہے۔ اس ذمہ داری کو سامنے رکھتے ہوئے گزارش کروں گا کہ آپ کے سامنے جو قراردادیں ہیں ان پر نہایت سنجیدگی سے غور کیجئے۔ ہمیں جو انفارمیشن، شہادت جرح میں پیش ہوئی ہے، حاصل ہوئی ہے، اس پر غور کریں اور جو مسائل اس مسئلے سے متعلق ہیں اور اس سے پیدا ہو سکتے ہیں ان پر غور کیجئے۔ میں چند معروضات کروں گا اس خیال سے شاید اس سے فیصلہ کرنے میں امداد ہو جائے۔ مجھ سے بہت بڑے بڑے عالم اس دینی مسئلے کے متعلق زیادہ جانتے ہیں۔ لیکن اس میں سیاسی اور قانونی پہلو بھی ہیں۔ اس لئے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے تمہید کے طور پر میں یہ گزارش کروں گا کہ جب یہاں بحث چل رہی تھی،

بیان ہو رہے تھے، جرح ہو رہی تھی، تو ہم ممبر صاحبان میں بھی اور باہر بھی بڑا پروپیگنڈہ ہو رہا تھا اور مختلف پروپیگنڈے کے طریقے ہیں۔ میں اپنے دوستوں سے اور وکلاء سے لاہور میں ملتا رہا ہوں۔ اس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس نوعیت کے پروپیگنڈے سے آئین کو اور پاکستان کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس کے متعلق بہت سے خطوط باہر سے آئے ہیں جن میں یہ باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

[2646] سب سے پہلے ایک سوال اٹھایا گیا اور بیان میں بھی یہ بات آئی ہے، دوسرا پروپیگنڈہ بھی ہو رہا ہے۔ کسی ملک کی پارلیمنٹ دینی مسئلہ کے متعلق پہلے تو یہ کہا گیا کہ قانونی طور پر ہم مجاز نہیں کہ فیصلہ کریں۔ اٹارنی جنرل صاحب کے سوال سے صاف واضح تھا کہ قانون ہم بنا سکتے ہیں۔ جس آرٹیکل پر ہم انحصار کرتے ہیں اس میں لکھا ہے آزادی مذہب اور مذہب کے پھیلانے کے لئے مذہبی ادارے بنانے کی، وہ قانون کے تابع ہیں۔ قانون پارلیمنٹ بنا سکتی ہے۔ یہ محدود قانونی پہلو ہے۔ لیکن جس بات پر زور دیا جا رہا ہے وہ یہ ہے اور اخلاقی لحاظ سے اور جو مسلمہ اخلاقی اقدار مہذب دنیا میں ہیں، ان کی موجودگی میں کیا ایک قومی اسمبلی کو جو منتخب ہوئی ہے ملک کا کاروبار چلانے کے لئے، تمام قانون بنانے کے لئے یہ حق اخلاقاً پہنچتا ہے کہ مذہبی معاملات کا فیصلہ کرے؟ اس کے ساتھ اس بات پر بھی بڑا زور دیا جا رہا ہے کہ ایسا نہ کیجئے۔ آپ ایسا فیصلہ نہ کریں جس سے آپ مہذب دنیا میں بدنام ہو جائیں اور باقی اقوام کیا کہیں گی، لوگ کیا کہیں گے۔ یہ کتنے Reactionary (رجعت پسند) ہیں اور کتنی صدیاں پہلے کے سوچ والے یہ پاکستانی عوام ہیں، یہ کیا کر رہے ہیں، یہ لوگوں کے مذہب کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ میرے نزدیک اس قسم کے پروپیگنڈے کا مقصد یہ ہے کہ ممبران کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اس معاملے کا فیصلہ کرنے سے باز رہیں۔ یا فیصلہ اگر کریں تو وہ اس طرح کا ہو جس پر ہمارے عوام تو مطمئن نہیں ہوتے۔ لیکن شاید باہر کی دنیا کے لوگ مطمئن ہو جائیں۔ اس لئے ہمیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس پروپیگنڈے کی میرے نزدیک اس لئے قطعاً کوئی وقعت نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ملک کے اپنے حالات ہوتے ہیں۔ ہماری اپنی ایک تاریخ ہے۔ اس میں بہت سے عوامل ہیں۔ اس لئے ہمیں بہت سے ایسے کام کرنا پڑتے ہیں۔ ہمارا آئین اور قانون درست ہے۔ لیکن مغربی ممالک کے لوگوں کی سمجھ میں شاید نہ آئیں۔ اگر یہ بات [2647] اب تک مغربی ممالک کے لوگوں اور مفکروں کی سمجھ میں نہیں آئی کہ کس طرح ملک کی اساس مذہب ہو سکتی ہے۔ لیکن کیا ہم ان کے اس موقف کے باعث یا ان کو خوش کرنے کے لئے اپنا مہذب ہونا ان کے سامنے ثابت کرنے کے

لئے یہ بات چھوڑ دیں کہ ہمارے ملک کی بنیاد، ہماری ریاست کی بنیاد مذہب ہے۔ وہ تو ہم نے اپنے آئین میں لکھا ہوا ہے اور پھر یہ کہ ہم یہ فیصلہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ تو ہم پہلے کر چکے ہیں۔ ہم نے آئین میں پہلے تو یہ فیصلہ کم از کم دو عہدوں کے متعلق ایک اصول قائم کیا ہے۔ ان میں سے ایک کم از کم ایک پہلو سے، دوسرا دوسرے پہلو سے بہت اہم ہیں۔ صدر کا تو اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک مملکت کا سمبل ہے۔ کیونکہ اسلامی مملکت ہے۔ اس لئے صدر کو مسلمان ہونا چاہئے اور وزیر اعظم کا میرے خیال میں اتنا بااختیار عہدہ ہے، پاکستان میں تو کوئی نہیں، اور ممالک کی جمہوریت سے بہت زیادہ بااختیار عہدہ وزیر اعظم کا ہوتا ہے اور ان کو اتنے اختیارات دیئے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی مسلمان ہونا چاہئے۔

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by (Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi).]

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین نے کرسی صدارت کو چھوڑا جسے ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی نے سنبھالا)

(مدعی نبوت……بدقسمت)

ملک محمد جعفر: تو میں جناب والا! عرض کر رہا تھا کہ دو عہدوں کے متعلق ہم نے آئین میں فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ تھی ہم نے یہ کافی آئین میں نہیں سمجھا کہ صدر اور وزیر اعظم لازماً مسلمان ہوں گے۔ مسلمان تو ایک معروف لفظ ہے۔ یہ ہر کوئی جانتا ہے۔ لیکن آئین سازی کے وقت ہمیں یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ ان کے لئے خاص حلف مقرر کریں، پاکستان کے اپنے حالات کے پیش نظر، اور اس میں واضح طور پر ختم نبوت کا تصور لائے اور ختم نبوت پر ایمان ہو، تو پھر یہ بھی کافی نہیں سمجھا گیا۔ اس 2648 کی مزید وضاحت کے لئے ساتھ یہ الفاظ بھی شامل کئے گئے ہیں کہ وہ شخص حلف اٹھائے کہ میں ختم نبوت پر یقین رکھتا ہوں۔ Finality of Prophethood پر، اور یہ کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اب ہم فرانس اور انگلینڈ کے لوگوں کو یہ سمجھانے جائیں کہ وہ مسلمان کیوں رکھا ہے، ختم نبوت کو کیوں لائے ہیں کہ

ان کے بعد نبی نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ بدقسمتی سے وہ مدعی نبوت ہمارے پاکستان کے ایک حصہ میں پیدا ہوا۔ اس کی جماعت یہاں موجود ہے۔ نہ یہ فرانس میں ہے اور نہ انگلینڈ میں، نہ ان لوگوں کے مسائل ہیں۔ تو میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ فیصلہ کرتے ہوئے ہمیں قطعاً اس بات سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے ہمارے فیصلے۔ بیرونی رائے عامہ کا احترام کرتا ہوں، وہ ضروری ہے، لیکن وہ اس مسئلے کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے مسائل یہ نہیں۔ ہمارا اپنا مسئلہ ہے۔ ہمیں اس بات سے قطعاً خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ پہلی بات تو یہ ہے۔

(قادیانی انتہاء پسند)

دوسری گزارش یہ ہے کہ ایک اور پروپیگنڈہ یہ ہے کہ اگر احمدیوں کے خلاف...... میں یہاں وضاحت کر دوں میں ان کو ''احمدی'' کہوں گا۔ یہاں اعتراض کیا گیا کہ مفتی صاحب نے ''احمدی'' کا لفظ استعمال کیا تھا۔ جو کسی جماعت یا کسی کا نام ہو، وہ ضروری نہیں کہ ہم ان کا وہ مقام سمجھیں۔ مثلاً یہود جو ہیں صحیح یہود نہیں۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم پر نہیں۔ وہ چونکہ اپنے آپ کو ''احمدی'' کہتے ہیں، میں ان کو ''احمدی'' کہوں گا...... ایک یہ خطرہ پیش کیا جا رہا ہے کہ اگر ہم نے کوئی ایسی کارروائی احمدیہ جماعت کے خلاف کی، ایک فرقے کے خلاف یا دونوں کے خلاف، تو یہ بہت طاقتور ہیں۔ ایک تو ملک میں تخریبی کارروائی ہوگی۔ کیونکہ وہ **Organised** (منظم) ہیں۔ ان کے پاس پیسہ ہے، ان کی بڑی تنظیم ہے اور **Fanaticism** (شدت پسندی) میں کسی سے ملک کے اندر کم نہیں۔ ملک کے اندر خطرات ہیں، تخریب کاری ہے۔ اب یہ سمجھیں گے کہ ہمارا اس ملک میں کوئی مقام نہیں، ہمیں تو انہوں نے غیر مسلم قرار دے دیا ہے اور پھر باہر کے ممالک میں [2649] جہاں ان کی جماعتیں ہیں وہاں ہمارے خلاف خطرناک قسم کا ردعمل ہوگا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ جو پہلے تحریک ہے۔ اس سے ہمیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ جو دوسری بات بیان کی جارہی ہے کہ یہ میرے نزدیک ایسی ہے کہ جس کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔ لیکن اسی ضمن میں، میں اب جب ذکر کروں گا اپنی قرارداد کا تو پھر میں گزارش یہ کروں گا کہ میں نے اپنی قرارداد میں جو بنیادی بات بیان کی ہے اور جس کا اب یہاں ایک ممبر صاحب نے بھی ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ ان کی تنظیم کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ تمام خطرات جو ہیں، وہ اس بات پر مبنی ہیں کہ منظم جماعت ہے اور اس کی خلاف ہے اور اس کے حکم کے وہ پابند ہیں، اس کے اشارے پر وہ چلتے ہیں۔ اس کے متعلق غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ کیسے چل رہے ہیں۔ وہ

قیادت اس کی جائیداد پر ہے تو اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ اگر آپ میری وہ تجویز منظور کریں، یا کچھ تبدیلی کے ساتھ، تو پھر یہ جو دوسرا خدشہ بیان کیا جارہا ہے، میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ یہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن کم سے کم رہ جائے گا۔ یہ جناب! میں نے تمہیداً عرض کیا تھا۔ میں نے گزارش یہ کی ہے کہ نہایت سنجیدگی سے ان امور پر غور کریں اور دوسرا یہ ہے کہ اس پروپیگنڈہ سے قطعاً متاثر نہ ہوں۔ کیونکہ ہم اگر فیصلہ کرنے والے ہیں تو اس کا باہر کی دنیا میں کیا اثر ہوگا۔ وہ ہمیں مہذب سمجھیں گے یا نہیں۔ میں نے جیسا کہ عرض کیا وہ تو ہمیں اس لئے بھی مہذب نہیں سمجھتے کہ ہم نے مذہب کی بنیاد پر ملک بنایا ہے۔ ان باتوں کو ذہن سے نکال کر آیئے۔

(اجماع)

اب میں قراردادوں پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بات پر تو اب اجماع (Consensus) ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو آدمی کسی نبوت پر ایمان رکھتا ہو، کسی آدمی کو نبی مانتا ہو، وہ مسلمان نہیں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ اب 2650 اجماع نہیں ہوا، بلکہ یہ آئین میں ہی ہو چکا تھا۔ کیونکہ آئین میں صرف دو عہدوں کے لئے ہم نے کہا ہے کہ ان کے لئے مسلمان ہونا لازمی ہے، اور ان دونوں عہدوں کے لئے حلف وہ تجویز کیا ہے جس میں یہ وضاحت ہوگئی ہے۔ وہ حلف اٹھا کر کہے کہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ گویا براہ راست نہیں تو بالواسطہ (Indirectly) ہم نے مسلمان کی تعریف پہلے ہی آئین میں دی ہوئی ہے۔ اب صرف یہ ہے کہ جو فیصلہ ہم آئین میں کر چکے ہیں اس کی مزید وضاحت کردی جائے، جب کہ ابھی وہ دو عہدوں کے متعلق ہے، اس کو عمومی شکل دے دی جائے کہ جہاں کہیں ''مسلمان'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور آئین میں تو خیر کسی عہدے کے لئے ضروری نہیں ہے۔ لیکن اور عام قوانین میں، مثلاً مسلم فیملی لاز آرڈیننس ہے، وراثت کا عام قانون ہے، بلکہ اگر فقہ کو توسیع دینی ہے، تو اس میں شفعہ کا قانون بھی آئے گا، یہ سارے آئیں گے۔ کیونکہ اسلامی قانون میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق میں ایک امتیاز رکھا گیا ہے۔ ان کے باہمی تنازعات میں خاص قواعد مقرر ہیں۔ اگر ان کو جب نافذ کرنا ہوگا تو پہلے یہ فیصلہ کیا جائے کہ کوئی شخص مسلمان ہے یا نہیں۔ اب یہ کہ ایک شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کیوں اس کو مسلمان نہ سمجھا جائے۔ بظاہر یہ بات بھی ہمارے تعلیم یافتہ بعض آدمیوں کو بڑی اپیل کرتی ہے کہ ٹھیک ہے صاحب! گزارش اس میں یہ ہے کہ ہماری کوئی تعریف ایسی نہیں کہ کوئی آدمی کہتا

ہے کہ میں مسلمان ہوں تو ہم اس کو اس بات سے روکیں کہ وہ یہ نہ کہہ سکے کہ میں مسلمان ہوں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً زید کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اس کا بکر کے ساتھ ایک تنازعہ ہے، مثلاً وراثت کا تنازعہ ہے۔ بکر انکار کرتا ہے۔ زید کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی کو مانتا ہے۔ اس لئے مسلمان نہیں ہے۔ اب یہ زید کا تنہا ذاتی معاملہ نہیں، یہ 2651 دوسرے کے ساتھ تنازعہ کا معاملہ ہے۔ وراثت کا معاملہ ہے۔ شفعہ کا معاملہ ہے اور قوانین کے متعلق معاملہ ہے۔ اس میں پھر اس آدمی کا فیصلہ قطعی نہیں ہوتا۔ معاملہ عام طور پر عدالتوں میں جاتا تھا۔ لیکن ہم عدالتوں میں لے جانے کی بجائے قانون میں یہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ عدالتیں تو قانون کی تعبیر کرتی ہیں۔ اس لئے قرارداد میں ایک تجویز، جو میں پڑھ کر سناتا ہوں، یہ ہے کہ آئین میں جس اصول کا فیصلہ کیا جاچکا ہے۔ اس کی وضاحت کردی جائے اور اس کو وسعت دے دی جائے، اپنے اطلاق کے لحاظ سے، اور وہ تمام قوانین پر حاوی ہو کہ جہاں کہیں ''مسلمان'' کا لفظ، اب استعمال ہوا ہے یا آئندہ جو قوانین ہم بنائیں گے، کیونکہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ فقہ کے اثر کی توسیع کرنی ہے، زیادہ سے زیادہ معاملات پر حاوی کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ زیادہ قوانین میں مسلمان کی وہ شرط آئے گی۔ تو ہر جگہ یہ سمجھا جائے کہ جو آدمی ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا، وہ مسلمان نہیں ہے۔ لیکن یہاں جناب! اب ایک اور معاملہ پیش آ گیا ہے۔ پھر یہ پیچیدگی حاصل کر گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے کہا حلف، اور تجویز اب یہ ہے کہ حلف کے مطابق ہی عام *Definition* (تعریف) کردی جائے۔ لیکن حلف میں یہ لکھا ہے کہ وہ شخص جو ختم نبوت پر یقین رکھتا ہو اور یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ تو یہاں ایک تو آپ کے سامنے شہادت آئی ہے، بیان آئے ہیں۔ اس سے یہ بات نکلی کہ کم از کم لاہوری جماعت والے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے۔ بلکہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس حد تک کہا ہے کہ جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ لعنتی ہے۔ تو اس حلف کے مطابق بھی لاہوری جماعت والے تو پھر دائرہ اسلام سے خارج متصور نہیں ہوتے، وہ مسلمان ہی سمجھے جائیں گے، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی نہیں مانتے اور خود ربوہ والوں کا معاملہ بھی اب پیچیدہ صورت میں ہے۔ کیونکہ اگر الفاظ یہ ہیں کہ ختم نبوت 2652 میں ایمان رکھتا ہوں اور یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہیں آئے گا۔ اب ذہنی تحفظ کے ساتھ، *Mental reservation* (ذہنی تحفظ) جو ہوتی ہے، وہ ہو سکتا ہے کہ ربوہ والا احمدی بھی حلف اٹھا لے، یا عدالت میں معاملہ جائے تو وہ کہے

کہ جناب! یہاں لکھا ہے کہ نبی نہیں آ سکتا، تو اس سے تو مراد، جو حوالے سارے پیش ہوئے ہیں، نبی سے مراد تو ہمیشہ نیا نبی ہوتا ہے۔ جدید شریعت والا نبی ہوتا ہے۔ جو مستقل نبی ہو وہ ہوتا ہے۔ تو پھر بھی معاملہ تشریح طلب رہ جاتا ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ گو میری اپنی قرارداد میں یہ بات نہیں تھی۔ لیکن یہاں جو بیان ہوا ہے اور جرح ہوئی ہے، اس سے میں نے یہ تاثر لیا ہے کہ غالباً جو اپوزیشن کے بعض ممبروں کی طرف سے قرارداد میں یہ بات آئی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق واضح طور پر یہ کہہ دیا جائے کہ ان کے ماننے والے مسلمان نہیں ہیں۔ ویسے یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ ہم ایک شخص کا نام لکھیں۔ لیکن پھر کیا کریں۔ ہمارا مسئلہ ہی ایسا ہے کہ یہاں ایک شخص نے دعویٰ کیا، کچھ دعویٰ کیا اور صورت یہ پیدا ہوئی کہ اس دعویٰ کے بعد پچاس ساٹھ سال گزرنے کے باوجود اس کے ماننے والے اب تک یہ طے نہیں کر سکے کہ ان کا دعویٰ کیا تھا۔ بلکہ س ضمن میں علامہ اقبال کا رد عمل بڑا مناسب ہوگا۔ انہوں نے پہلی دفعہ کہا تھا، یہاں بیان بھی کیا گیا ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد کی تعریف کی تھی۔ وہ ٹھیک ہے۔ ۱۹۱۱ء میں انہوں نے کہا تھا۔ بعد میں شدید مخالف ہو گئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ پنڈت نہرو سے ان کا ایک مناظرہ چل نکلا۔ انہوں نے دو تین مضامین لکھے۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ آپ نے پہلے تو ان کی اتنی تعریف کی تھی اور اب آپ ان کے مخالف ہو گئے ہیں۔ ویسے انہوں نے بہت مفصل جواب دیا ہے۔ لیکن اس ضمن میں اپنی پوزیشن کی وضاحت کے لئے انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ بھائی دیکھو! میں انسان ہوں۔ میں اپنی 2653 رائے تبدیل کر سکتا ہوں، اور اس تحریک کے جو نتائج ہونے تھے اور اس کے بانی کے جو دعاوی تھے، اس وقت اس کے متعلق میرا پورا علم نہ تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ دیکھو! میں ایک ***Outsider*** (جماعت احمدیہ سے باہر ایک فرد) ہوں۔ تو مجھے کیسے پتا چل سکتا تھا۔ جب کہ خود ان کے ماننے والے آج تک جھگڑ رہے ہیں کہ انہوں نے (کیا) دعویٰ کیا تھا۔ لیکن اب ہمارے سامنے بہت میٹریل آ چکا ہے اور اس میٹریل کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں، یعنی اس کا فیصلہ کرنے کے قابل ہیں کہ خواہ یہ کچھ دعویٰ کرتے رہیں، لاہوری جماعت والے اور ربوہ والے، لیکن اتنی بات واضح ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ ضرور کیا ہے اور اب اس کی کوئی تاویل کر دی جائے، خواہ نبوت کسی تاویل کے ساتھ ہو، خواہ کسی رنگ میں ہو، خواہ وہ ظلی ہو، بروزی ہو، غیر مستقل ہو، غیر تشریعی ہو، جس طرح بھی ہو، امتی ہو، اس کو عقیدۂ ختم نبوت کے منافی سمجھتے ہیں اور ہم ہیں عوام کے نمائندے۔ پاکستان کے عوام اس بات

میں کوئی تمیز نہیں کرتے۔ وہ اس بات کو سوچنے کے لئے تیار نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب محدث تھے اور محدث ہیں تو جائز ہیں یا مجدد تھے۔ کیونکہ آپ کے سامنے تو سارا میٹریل آ چکا ہے۔ اصل بات یہ ہے، میں نے تو کچھ مطالعہ بھی کیا ہوا ہے، وہ ٹھیک ہے، انکار بھی کرتے رہے ہیں نبوت سے اور پھر دعویٰ بھی کرتے رہے ہیں۔ مقاصد ان کے سامنے دو تھے اور وہ ایک دوسرے کی ضد تھے۔ ایک طرف وہ چاہتے تھے کہ مستقل بنیاد پر اپنی ایک جماعت قائم کر لیں، اور جس مشن کو مرزا المحمود احمد نے بہت آگے بڑھایا، علیحدہ جماعت قائم کر دیں۔ جس کا تعلق ان کے مریدوں کا ان کے ساتھ ایسا ہو کہ جو نبی کے ساتھ ان کے پیروؤں کا ہوتا ہے۔ ایک طرف وہ یہ چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا، بار بار کیا۔ لیکن پھر ساتھ ہی عوام میں مخالفت بڑھ گئی۔ علماء سارے ان کے خلاف ہو گئے۔ کہیں جا نہیں سکتے تھے۔ سفر نہیں کر سکتے تھے تو پھر لوگوں سے ڈر[2654] کر انہوں نے کہا کہ جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہے اسے محدث سمجھ لیں۔ یہ نہیں کہ اس کو کاٹ کر وہ کر دیں۔ اس کو کٹا ہوا سمجھیں۔ یعنی رہے وہی کتاب میں، نبی رہے، لیکن سمجھا جائے کہ محدث ہے۔ لیکن اس کے بعد پھر نبی کا دعویٰ کیا، پھر نبی اپنے متعلق لکھا۔ تو دو مقاصد تھے اور ویسے عجیب بات ہے مسلمانوں کی اس کم علمی کی کہ وہ ان دونوں مقاصد میں ایک حد تک کامیاب ہو گئے اور اس ضمن میں بڑی دلچسپ بات میرے خیال میں وہ میاں عبدالمنان صاحب نے کہی کہ وہ بعض لوگوں کو غلط فہمی لگتی تھی، بعض کو نہیں لگتی تھی۔ تو انہوں نے دونوں کو تسلی دینے کے لئے جن کو غلط فہمی ہوتی تھی ان کو کہا کہ ان کو سمجھا جائے کہ وہ نبی نہیں ہیں، جن کو نہیں ہوتی وہ نبی سمجھتے رہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں یہ تو ایک مناظرہ ہے ان کے درمیان۔ ہمارے پاس میں سمجھتا ہوں جتنا مواد آ چکا ہے اور بات اتنی واضح ہو گئی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پاکستان کے عام مسلمان ان میں کوئی تفریق نہیں کرتے، لاہوری جماعت اور ربوہ والی جماعت میں، تو اس مواد کی بنیاد پر جو ہمارے سامنے پیش ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے عام مسلمان درست کہتے ہیں۔ لیکن اب اس کو ہم کیسے کہیں کہ لاہوری جماعت سے تعلق ہے تو اس کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں یہ چیز آ رہی ہے ان قراردادوں میں کہ میں کسی نبی کو نہیں مانتا تو ایک مرزا غلام احمد صاحب کا نام بھی لکھا جا سکتا ہے۔ اب بات اس میں بڑی اصل میں سنگین ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک کوئی ولی اللہ یا پیر ہونے کا مدعی ہو تو ٹھیک ہے، کوئی اس کو مان لیتا ہے، کوئی اس کو نہیں مانتا۔ لیکن جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ ایک بہت سنگین، شدید معاملہ ہے۔

اس ضمن میں جناب! میں ایک اور بات عرض کروں گا۔ وہ میرے ذہن میں تھی ابتداء میں کہنے کی، لیکن پھر بھول گیا ہوں کہ ایک پروپیگنڈہ یہ بھی ہو رہا ہے کہ اگر اس 2655 طریقے پر آپ مذہبی امور کے فیصلے کرنے شروع کر دیں گے تو ایک فتنے کے بہت سے دروازے کھول دیں گے۔ مثلاً کہا جا رہا ہے کہ اگر احمدیوں کے خلاف یہ کارروائی کی گئی تو پھر مثلاً شیعہ جو ہیں، یہاں اقلیت میں ہیں۔ پھر ان کے خلاف ہوگا۔ اہل حدیث کے خلاف ہوگا۔ یہاں کچھ اہل قرآن بھی ہیں اور احمدیہ جماعت کی طرح سے خاص طور پر اسماعیلی فرقے والے ہیں۔ ان کی طرف سے اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ انہوں نے بہت ہی دل آزار قسم کا...... میرا دل تو بہت ہی دکھا ہے کہ انہوں نے وہ حوالے پیش کئے ہیں کہ جناب فلاں شیعہ عالم نے سنیوں کے متعلق یہ لکھا ہے، سنیوں نے شیعوں کے متعلق یہ لکھا ہے۔ اہل حدیث نے دوسروں کے متعلق یہ لکھا ہے۔ وہ یہاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ یہاں مختلف مکتب فکر کے لوگ موجود ہیں۔ لیکن ان کا پوائنٹ یہ تھا کہ ایک تو یہ کہ یہ اختلافات تو موجود ہیں۔ پہلے تو، ہمارا بھی ایک اختلاف ہے اور دوسرا ایک اور خوف پیدا کرنا چاہتے تھے ملک میں، کہ اگر ایک دفعہ احمدیوں کے خلاف یہ کارروائی ہوئی تو پھر کسی کو اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھنا چاہئے۔ پھر دوسرے ہر فرقے کے خلاف ہوگا تو اس ضمن میں جناب! یہ گزارش کروں گا کہ یہ بات بھی غلط ہے۔ آخر دیکھئے کہ کیا وجہ ہے کہ کہتے ہیں ۷۲ فرقے ہیں۔ میں نہیں جانتا ۷۲ ہیں۔ شاید کم ہوں یا زیادہ ہوں۔ لیکن یہ اختلاف کی صورت جو احمدی جماعت کے متعلق پاکستان میں مسلمانوں کی باہمی ایک ایسی صورت ہے کہ جس میں *Co-Exist* (وہ اکٹھے نہیں رہ سکتے) نہیں کر سکتے۔ پولیٹیکلی اور مذہبی یا اور لوگوں کے درمیان کیوں پیدا نہیں ہوئی، شیعوں کی اور سنیوں کی کیوں پیدا نہیں ہوئی باوجود بہت بڑے اختلاف کے اور یہاں جناب! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ظاہری چیز کو دیکھا جائے تو اس میں اب جناب! احمدی ہیں۔ یہ حنفی فقہ کو اپناتے ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم حنفی فقہ کو مانتے ہیں۔ نماز حنفی طریقے سے پڑھتے ہیں، 2656 روزہ بھی اسی طریقے پر، زکوٰۃ کے اسی طریقے پر قائل ہیں، حج بھی کرتے ہیں بعض، چلئے ٹھیک ہے۔ تو شیعوں کے بہت اختلافات ہیں۔ نماز کے طریقے میں۔ بلکہ مجھے تجربہ ہوا کہ روزہ بھی وہ کچھ درمیان میں وقت کا فرق ہے، بعد میں افطار کرتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ بہت اختلاف ہیں خلافت کے متعلق۔ تو یہ کیا وجہ ہے۔ جناب! اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ختم نبوت کے اختلاف کو سارے عرصے میں ۱۴ سو سال میں ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے، اور اس کا کوئی مقابلہ نہیں دوسرے اختلافات سے، اس لئے کہ نبی اور نبوت یہ مذہبی اصطلاح کا لفظ ہے، یہاں لغت کا معنی نہیں ہے

جیسے کہ یہاں کہا گیا۔ جناب! کہ مولانا روم نے یہ کہا کہ اس کے لغوی معنی یہ ہیں۔ وہ نہیں ہے۔ یہ ٹیکنیکل، اصطلاحی چیز ہے۔ مذہبی اصطلاح میں، اور اہل کتاب جو ہیں ان کا جہاں نبوت کا ذکر ہے نبوت سے ہمیشہ یہ مراد لی گئی کہ کوئی آدمی جب ایک دعویٰ کرتا ہے وحی کا، لیکن وہ تنہا وحی کا دعویٰ نہیں، اس وحی کے دعوے کی بنیاد پر اس کی علیحدہ جماعت قائم ہو جاتی ہے۔ اس کو ہمیشہ نبی کی امت کہا گیا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے جتنے اختلافات ہیں وہ اور نوعیت کے ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں جناب! کہ اس میں بالکل ڈرنا نہیں چاہئے۔ یہ خوف بھی نہیں ہونا چاہئے کہ یہ ایک فتنے کا دروازہ کھل جائے گا۔ نبوت کا مسئلہ ہی اور ہے، اور وہ اختلافات جو ہیں وہ بالکل علیحدہ ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی سوسائٹی بڑی لبرل سوسائٹی ہے۔ مسلمان بہت لبرل ہیں۔ انہوں نے یہ تمام اختلافات دیکھے۔ ۱۴سو سال میں کون کون سا فرقہ پیدا نہیں ہوا۔ اب ان کے جو اختلافات ہیں ان میں میں نہیں جاتا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات ہوئے اور فرقے پیدا ہوئے۔ لیکن کہیں یہ تحریک نہیں چلی کسی سوسائٹی میں کہ فلاں جو ہیں ان کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ ان کو کیوں غیر مسلم قرار دے دیں؟ وہی نبوت کا معاملہ ہے۔ اگر 2657 نبوت کا دعویٰ نہ ہوتا مرزا غلام احمد صاحب کا اور وہ مذہبی راہنما ہوتے اور بہت اختلافات ان کے پیدا ہو جاتے، نماز، روزے میں بھی ہوتے۔ سب چیزوں میں بھی ہوتے، پھر یہ صورت پیدا نہ ہوتی۔ مثلاً جناب! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نہیں ہے کہ یہ کوئی *Reactionary* (رجعت پسند) بات ہے۔ عیسائیوں کی مثال آپ دیکھیں، عیسائیوں کا بھی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے دوبارہ آنا ہے۔ یہ مشترکہ ہے مسلمانوں کا اور عیسائیوں کا کہ انہوں نے دوبارہ آنا ہے۔ فرض کیجئے اور اختلافات عیسائیوں میں بھی ہیں۔ بہت فرقے ہیں۔ بڑے جو مشہور ہیں رومن کیتھولک اور پروٹیسٹنٹ کو تو آپ لوگ جانتے ہیں اور بھی بہت سے ہیں۔ لیکن کوئی یہ نہیں کہتا دوسرے فرقے کے متعلق کہ یہ عیسائی نہیں ہیں۔ لیکن فرض کیجئے کہ ایک شخص اٹھتا ہے، پیدا ہوتا ہے عیسائیوں میں اور عیسائیوں کا جو عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے دوبارہ آنا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں آ گیا ہوں، میں وہی عیسیٰ ہوں اور عیسائیوں میں ایک آدمی اس کو مان لیتا ہے اور مجھے یقین ہے جناب! کہ وہ بڑے لبرل ہونے کے باوجود تمام دنیا کے عیسائی اس بات پر متحد ہو جائیں گے کہ جو لوگ اس کو مانتے ہیں حضرت عیسیٰ۔ وہ عیسائی نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ جو اس کو ماننے والے ہوں گے اس حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد پر ایمان رکھتے ہوں گے اور سمجھتے ہیں کہ وہ وہی عیسیٰ ہے وہ دوسرے عیسائیوں کو عیسائی نہیں سمجھیں گے۔ یعنی جو یہاں کہا گیا ہے جناب! کہ احمدی ہمیں کافر سمجھتے ہیں تو اس میں تو میں سمجھتا ہوں بالکل انصاف کی بات

ہے، معقولیت کی بات ہے، کہ اگر واقعی نبی آگیا ہے، مسیح موعود آگئے ہیں، مہدی جو ہیں ان کا ظہور ہو گیا ہے، اور وہ مرزا غلام احمد کی ذات میں ہے تو جو لوگ ان کو مانتے ہیں تو پھر وہی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ باقی کیسے مسلمان ہوں گے؟ ایک نبی آگیا ہے، پہلے سے اس کی بشارت موجود ہے، قرآن وحدیث اس کی تائید کرتے ہیں، مسلمانوں کا [2658] اجماع ہے اور پھر جو نبی کو نہیں مانتے وہ تو ظاہر ہے مسلمان نہیں ہوں گے تو یہ اختلاف جو ہے میں نے عرض یہ کیا ہے کہ اختلاف جو ہے یہ اپنی نوعیت کا ہے اور اس کا مقابلہ دوسرے اختلاف سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جناب! اگر ہم اس کا فیصلہ کریں گے، احمدیوں کا فیصلہ کریں گے، تو باقی فرقوں کے متعلق بھی ہو گا۔ مجھے یقین ہے کوئی مطالبہ پاکستان میں کسی فرقے کے خلاف پیدا نہیں ہو گا۔

تو اب جناب! میں چند الفاظ عرض کرتا ہوں۔ ایک یہ پہلا ریزولیوشن، قرارداد ہے جناب! جس پر ۳۷ اراکین کے دستخط ہیں۔ تو تمہید میں تو خیر مرزا غلام احمد کے متعلق وہ ساری بات ٹھیک ہے۔ ***"Where as this is established...."*** ("اب جب کہ یہ بات طے ہو چکی ہے......") لیکن آخر میں جو تجویز ہے معین وہ یہ ہے کہ: ***"Now this Assembly do proceed to that the followers of Mirza Ghulam Ahmad by whatever name they are called are not Muslims and that an official Bill be moved in the National Assembly to make necessary amendmentl."*** ("اب اسی اسمبلی کے مطابق مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ وہ کسی بھی نام سے پکارے جاتے ہوں مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں باضابطہ طور پر ایک بل پیش کیا جائے تاکہ ضروری ترمیم کی جا سکے۔")

تو مطلب یہ جناب! کہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں یہ وضاحت چاہتے ہیں۔ یعنی ایک وضاحت تو ہوتی ہے اصولی لحاظ سے، بلکہ آج ہی میں ایک دوست سے بات کر رہا تھا تو وہ کہتا تھا کہ اس میں نام کیوں لیتے ہیں اور نبی بھی پیدا ہوں گے۔ میں نے کہا کہ اس کا خطرہ نہ کرو۔ ایک ممبر صاحب ہی کہہ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ چودہ سو سال میں کتنے نبی پیدا ہوئے ہیں۔ نبوت کے مدعی؟ ہم نے تو ایک ان کا نام سنا ہے اور ایک ذکر کیا تھا مسیلمہ کذاب کا، انہوں نے کہا تھا تو میں نے کہا کہ یہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں اب بہر حال مرزا غلام احمد صاحب کی تاریخ سے جو نتائج پیدا ہوئے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کوئی نہیں کرے گا۔ بہر حال یہ

تو ڈرافٹنگ کا 2659 معاملہ علیحدہ ہے۔ کس چیز میں کیا جائے۔ آئین میں آئے، کسی قانون میں آئے، وہ اور معاملے ہیں۔ وہ ٹیکنیکل باتیں ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اصولاً اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کسی نہ کسی شکل میں ہمیں یہ بات واضح طور پر کرنی چاہئے اور معاملہ ادھورا نہیں چھوڑنا چاہئے اور وہ واضح طور پر اس طرح ہوسکتا ہے کہ یہ وضاحت قانون کے ذریعہ کردی جائے کہ بہرحال جو نبی کو مانتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے، کسی دوسرے نبی کو۔ لیکن مرزا غلام احمد نے بہرحال نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اس کے دعوے کو غلط سمجھ کر یا غلط اس کی تاویل کر کے دانستہ یا نادانستہ کوئی ان کو مانتا ہے کسی منصب پر تو وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔

اس کے بعد جناب! یہ سردار شوکت حیات صاحب کا ایک تھا۔ اس میں یہ ہے کہ یہ Intrepreation (تعبیر) شامل کی جائے کانسٹیٹیوشن میں:

"Any person or sect that does not subscribe to and believe in the Unity and Oneness of Almighty, the Books of Allah, the Holy Quran being the last of them, Prophethood of Mohammad (peace be upon him) as the last of the Prophets and that there can be no Prophet after him, the Day of Judgement, and the requirements and teachings of the Holy Quran and Sunnah, shall be considered to fall outside the pale of Islam and shall be considered to be a member of a minority community."

(''ہر وہ شخص یا گروہ جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید بطور آخری الہامی کتاب، حضرت محمد ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، قیامت کے دن قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کی تعلیمات اور ضروریات پر ایمان نہیں رکھتے۔ دائرہ اسلام سے خارج اور اقلیتی کمیونٹی کا فرد سمجھا جائے گا۔'')

تو دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس کے متعلق میں وہی عرض کروں گا کہ اصولی طور پر بات وہی ہے جو حلف میں آئی ہے۔ لیکن پھر جھگڑا رہ جاتا ہے اس میں۔ ایک تو میں نے لاہوری جماعت والا ذکر کیا ہے۔ وہ تو بہرحال اس میں نہیں آتے، اور ربوہ والے بھی۔ پھر اس میں مقدمہ

بازی ہوگی اور ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ تک جائیں گے کہ جناب! یہ جو ***Definition*** (تعریف) کی ہے۔ ہم بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیسے ایمان رکھتے ہو اور وہ جو نو (۹) دن اٹارنی جنرل صاحب کے سوالوں کے جواب آئے ہیں، پتہ نہیں دو مہینے 2660 ہائیکورٹ میں رٹ پٹیشن میں وہ جرح ہوتی رہے گی۔ تمام کتابیں ''براہین احمدیہ'' سے لے کر ''انجام آتھم'' تک پھر وہ وہاں پڑھی جائیں گی عدالتوں میں۔ جب ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے سامنے سب چیز ہے تو اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے۔ دیکھئے! اب جب بات سامنے آگئی اور یہ واضح ہوگیا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اب جو ان کو مانتے ہیں۔ ٹھیک ہے، وہ مسلمان نہیں ہیں خواہ وہ ان کو مجدد مانیں۔ یہ تو سردار شوکت حیات صاحب کے متعلق صرف یہ عرض ہے کہ اس میں صرف وہ چیز نہیں آئی جس کا یہ خدشہ ہے کہ بعد میں جھگڑا پیدا ہوگا۔ وہ میں عرض کر چکا ہوں۔

اس کے بعد جناب! میں تھوڑا سا وقت لوں گا۔ کیونکہ چند باتوں کا ذکر کرنا ہے جو میرے ریزولیشن میں ہے۔ اس میں پہلے تو یہی ہے کہ جناب! امنڈمنٹ آف کانسٹیٹیوشن اس میں میں نے لکھا ہے کہ امنڈمنٹ آف دی کانسٹیٹیوشن۔ یہ آرٹیکل نمبر۲ ہے جناب! سٹیٹ ریلجن:

After Article:2, the following explanation should be added:

"Explanation: 'Islam' in this Article and where ever this word is used in the Constitution means the religion which comprises the following essential ingredients and article of belief, namely, Unity and Oneness of Almighty Allah, the Books of Allah, Holy Quran being the last of them, the Prophethood of Mohammad (peace be upon him) as the last of the Prophets, and that there can be no Prophet after him, the Day of Judgement, and the requirements and teachings of the Holy Quran and Sunnah."

(آرٹیکل نمبر۲ کے بعد حسب ذیل وضاحت کا اضافہ کردیا جائے: ''وضاحت: اس آرٹیکل میں اور آئین میں جہاں کہیں بھی لفظ 'اسلام' استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے مراد وہ مذہب

ہے جو مندرجہ ذیل لازمی اجزاء اور عقائد پر مشتمل ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور توحید، اللہ کی کتابوں پر ایمان، قرآن پاک پر بطور آخری الہامی کتاب کے ایمان، حضرت محمد ﷺ کی نبوت اور ان کے آخری نبی ہونے پر ایمان اور اس پر ایمان کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ قیامت کے دن پر ایمان اور قرآن پاک اور سنت کی تعلیمات وضروریات پر ایمان۔‘‘)

یہ دوسرا اس کا حصہ ہے:

"Definition of the word 'Muslim' should be included in Article 260. This definition should be in terms contained in the relevant part of the oath of office in respect of the President and the Prime Minister."

(’’آرٹیکل ۲۶۰ میں لفظ ’مسلمان‘ کی تعریف شامل کی جانی چاہئے۔ یہ تعریف صدر اور وزیراعظم کے عہدوں کے حلف کے متعلقہ حصوں کے مطابق ہونی چاہئے۔‘‘)

[2661] آرٹیکل نمبر ۲۶۰ ہے، اس میں عام ***Definitions*** (تعریفات) ہیں۔ یہ میں نے اس میں لکھا ہے۔ لیکن میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں سوچتا رہا ہوں۔ اس میں وہ ذکر نہیں ہے جو میں کہہ چکا ہوں۔ لیکن یہ آخر ساری کارروائی ہوتی رہی۔ اس سے بھی ہم نے استفادہ کرنا تھا تو اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناکافی ہے اور وہ چیز لازماً اس میں نہیں آتی تو کسی اور قانون میں کسی اور شکل میں، لیکن وہ آجانی چاہئے لازماً۔ تاکہ معاملہ کی وضاحت ہوجائے جو میں نے تجویز کیا ہے۔ اس سے وضاحت نہیں ہوتی۔ اس طرح دوسری چیز ہے امنڈمنٹ آف جنرل کلازا یکٹ تو اس میں بھی یہ ہے کہ لفظ ’’اسلام‘‘ اور ’’مسلم‘‘ کے متعلق جنرل کلازا یکٹ میں لکھ دیا جائے کہ:

In the General Clauses Act, wherever these words are used, they should have the meaning as written in this Article of the Constitution.

(جنرل کلازا یکٹ میں، جب یہ الفاظ استعمال کئے جائیں تو ان کا مفہوم وہ ہوگا جو آئین کے اس آرٹیکل میں تحریر ہے)

’’مسلمان‘‘ کا لفظ بھی آیا ہے۔ اس وقت میرے ذہن میں یہ بات نہیں۔ میرے خیال میں ***Muslim Waqf Validating Act*** (مسلم وقف ویلیڈیٹنگ ایکٹ) میں۔ اس طرح کے بہرحال الفاظ ہیں۔ اب میں آتا ہوں میرے نزدیک جس کو بنیادی حیثیت

حاصل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ تجویز آپ منظور کر لیں تو شاید بہت سی اور تجویزیں غیر ضروری ہو جائیں۔ بہر حال ان کی اہمیت بہت کم رہ جائے اور وہ ہے، میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں، وہ تیسری تجویز ہے:

"The Property and assets of these organizations, that is, the Rabwa and the Lahori group- the two sects- should be taken over by the Auqaf Department. If it is necessary for this purpose, the enactment dealing with the subject can be amended or new legislative measure can be taken. It is further proposed that this trust should be managed by a serving or a retired judge of the Supreme Court, who should be assisted by the Advisory Committee in which both the groups of the 2662 Ahmedia community should be given representation."

(''اوقاف کو ان تنظیموں یعنی ربوہ اور لاہوری گروپ، دونوں گروہوں کی جائیداد اور اثاثہ جات کو اپنی تحویل میں لے لینا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ متعلقہ قانون میں ترمیم کی جائے یا نئے قانونی اقدامات کئے جائیں۔ مزید برآں یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ اس ٹرسٹ کا انتظام سپریم کورٹ کے ایک حاضر سروس یا ریٹائرڈ جج چلائیں اور ایک مشاورتی کمیٹی جس میں احمدیہ کمیونٹی کے دونوں گروہوں کی نمائندگی ہو، اس جج کی معاونت کرے۔'')

(قادیانی قیادت کے ہاتھوں قادیانی عوام کا استحصال)

تو اس میں جناب! ایسی بات ہے، میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ان کا مؤقف مانا جائے، احمدیوں کا مؤقف، کیا کہتے ہیں کہ مقصد کیا ہے۔ مقصد کہتے ہیں اسلام کی تبلیغ، اب ہماری یہ اسلامی مملکت ہے۔ یعنی ان کا مؤقف اگر مان بھی لیا جائے، اسلامی مملکت ہے، تبلیغ کا جو فریضہ ہے یہ بھی مملکت اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے۔ بہت سے مذہبی امور مملکت نے اپنے اختیار میں لے لئے ہیں۔ بہت بڑا ادارہ ہے۔ کئی بڑے بڑے وقف جو پراپرٹی کے ہیں۔ وہ گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لے لئے ہیں۔ تو یہ کیوں کیا ہے اور ان سے یہ بہت تھوڑے مقاصد حاصل ہوئے ہیں مقابلتاً۔ یہ ایک بہت بڑا مقصد جو اس وقت پیش نظر ہے وہ تو یہ ہے کہ چلئے، اس کا انتظام پہلے

سے بہت ہو گیا وقف کا۔ لیکن یہاں جو ٹرسٹ ہیں ان ٹرسٹوں کی بنیاد پر تو ایک ایسی تنظیم قائم ہے جس کے متعلق پاکستان کے عوام کا خیال یہ ہے کہ لوگوں کا ہے اور اس میں اس کے شواہد بھی ہیں اس کی تائید میں کہ وہ خطرناک تنظیم ہے۔ یہاں کسی کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کیا جا رہا ہے۔ یہ نہیں کہا جا رہا ہے کہ کوئی شخص احمدی نہ ہو سکے یا احمدی نہ کہلوائے یا مرزا غلام احمد کو جو چاہتا ہے مان لے لیکن ہم ذکر کر رہے ہیں ایک تنظیم کا، اور اس تنظیم کے اثاثے ہیں، اس کی پراپرٹی ہے۔ اس کی قیادت قائم ہے اور جناب میں یہ عرض کروں کہ آپ کو ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہیئے یہ بات، عام احمدی کا معاملہ، اور جس کو کہتے ہیں وہ خاندان نبوت، اور اس کی قیادت، وہ معاملہ اور ہے۔ وہ استحصال کر رہے ہیں۔ جس کو کہتے ہیں عام احمدی، عوام کا، ان کو گمراہ کر کے اپنی تنظیم کے شکنجے میں پھنسا کر اور سارا پیسہ جو ہے وہ بیشتر جو ہے وہ اپنے پر خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ انہیں باہر مشنوں پر خرچ کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ رپورٹ وغیرہ پیش کر سکیں۔ لوگوں کے سامنے اور چندہ لیں۔ تو تجویز اس میں ہے۔ اس میں کسی کے ساتھ ظلم نہیں، کیونکہ یہ اور وقف کے متعلق بھی ہو چکی 2663 ہے۔ ہم اس پر عمل کر چکے ہیں۔ مسلمانوں کے وقف بھی اور غیر مسلم بھی اور بالفرض اگر کوئی قانون موجود نہیں ہے تو قانون تو بن سکتا ہے۔ خاص اس کے لئے بن سکتا ہے۔ ایک ایک نہر کے لئے اور اس کے لئے قانون بنے۔ ایک ایک ادارے کے لئے انگلینڈ میں بھی ایسے قانون بنے ہیں جو ایک خاص ادارے کے لئے ہیں اور یہاں بہت بڑا ملک کا مفاد جو ہے اس سے وابستہ ہے۔ لیکن یہ عرض کرتا ہوں، اگر آپ یہ کر دیں تو پھر بہت سے اور آپ کو خدشات ہیں کہ وفاداری اعلیٰ ملازمین کی جو ہیں وہ مخدوش ہے۔ وہ کیوں مخدوش ہے۔ اس لئے وہ مخدوش ہے کہ وہ اعلیٰ افسر ایک طرف تو اسٹیٹ کے ساتھ اس کی وفاداری ہے اور جو عہدہ اس کے سپرد ہے اس کے ساتھ وفاداری ہے۔ اس کے فرائض ہیں اور دوسری طرف خلیفہ سے اس کو ایسی عقیدت اور وہ تعلق ہے کہ مملکت کا کوئی راز بھی جو ہے وہ اس سے خفیہ نہیں رہ سکتا۔ اس بنیاد پر وہ دوسرے کی ناجائز رعایت کرتا ہے، اپنے فرقے کے لوگوں کی، یا اپنے مذہب کے ماننے والے لوگوں کی۔ جو مخالف ہیں ان سے ناجائز سلوک کرتا ہے۔ ساری چیز کی بنیاد جو ہے وہ وہاں کی قیادت ہے۔ قیادت کیونکر چل رہی ہے۔ لوگوں کے چندے پر جس سے جائیداد بنی ہے۔ جائیداد کو ختم کیجئے تو قیادت ختم ہو جائے گی۔ اس میں کوئی خطرہ نہ کریں کہ لوگ باہر کے کیا کہیں گے، کیونکہ یہ تو ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔ باہر ملکوں میں ٹرسٹ گورنمنٹ *Manage* (سنبھالتی ہے) کرتی ہے۔ کئی ملک کر رہے ہیں، ہم خود کر رہے ہیں۔ میں اس کے متعلق عرض کروں گا کہ اس پر نہایت سنجیدگی سے غور کیا

جائے اور اگر اس پر عمل کیا جائے تو بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

دوسری تجویز ***Foreign Influence*** (غیر ملکی دباؤ) کے متعلق ہے۔

Foreign Influence: "Appropriate legislative and executive measures should be taken so that the danger of foreign [2664] influence adversely affecting the interest of the State of Pakistan, arising out of the organization and membership of Ahmadia Missions in foreign countries, would be effectively safeguarded against."

(غیر ملکی دباؤ: ”بیرونی ممالک میں احمدیہ مشنوں کی تنظیم اور ممبرشپ سے پیدا ہونے والی غیر ملکی مداخلت سے جو پاکستان کی ریاست کے مفادات پر منفی انداز میں نظر انداز ہو رہی ہے، مؤثر طریق پر نمٹنے کے لئے مناسب قانونی اور انتظامی اقدامات کئے جائیں۔“)

اس میں آسان ہو جائے گا۔ آپ نے ایک ***Recommendation*** (تجویز دینی ہے) کرنی ہے۔ اقدام کیا کئے جائیں، وہ پھر سوچا جاتا ہے۔ مثلاً ایک واضح بات ہے کہ ذکر آیا ہے اسرائیل کے متعلق۔ تو وہ ممنوع ہونا چاہئے جو وہاں پر پیسہ ہے وہ بالواسطہ طور پر ان ممالک میں نہیں پہنچنا چاہئے جو ہمارے خلاف ہے۔ ہندوستان میں جیسے قادیان میں جماعت ہے اور یہ ربوہ والی جماعت ہے۔ ان کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ اس میں پابندی ہونی چاہئے اور چھان بین کرنی چاہئے کہ کس کس جگہ روپیہ اکٹھا ہوتا ہے۔ پھر کہاں پہنچتا ہے۔ پھر کن کن ذرائع سے دوسرے ملکوں میں پہنچتا ہے، اور کن چیزوں پر خرچ ہوتا ہے۔ یہ میں نے ایک تجویز پیش کی ہے۔ اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔

دوسری ہے:

Provacative Literature: "Literature of the Ahmadia Movement which is of a provocative nature, or which is calculated to injure the basic religious beliefs and sentiments of Muslims or Christians should be proscribed the possession of such literature, its bringing into Pakistan and its circulation, whether it is an original writing or is

quoted in any other published matter, should be made an offence.

To avoid chances of any unjust or unreasonable action, it is proposed that an appeal to the Supreme Court should be provided against any order of the Government made in this behalf."

(اشتعال انگیز لٹریچر: ”احمدیہ تحریک کا ایسا لٹریچر ممنوع قرار دیا جائے جو اشتعال انگیز یا جو مسلمانوں یا عیسائیوں کے بنیادی مذہبی عقائد اور جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہو۔ ایسے لٹریچر کو رکھنا، اسے پاکستان لانا اور اسے پھیلانا خواہ یہ اصل تحریر میں ہو یا کسی اور شائع کردہ مواد میں اسے شامل کرنا، ان سب کو ایک جرم قرار دیا جائے۔

ناانصافی یا کسی غیر مناسب اقدام کے امکانات سے بچنے کے لئے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ حکومت کے اس سلسلے میں کسی بھی حکم کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کا حق فراہم کیا جائے۔“)

(قادیانی تعلیمات اشتعال انگیز ہیں)

اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب! کے سامنے ممبران نے سن لیا ہے۔ کس قسم کی چیزیں ہیں وہاں۔ یعنی مخالفین کے متعلق ولد الحرام اور کنجریوں کی اولاد وغیرہ۔ پھر یہاں یہ بات بھی دلچسپی کی ہے کہ اٹارنی جنرل صاحب نے سوال کیا۔ انہوں نے جواب میں 2665 وضاحت کی کہ یہ عیسائیوں کے متعلق ہے۔ یہ بڑا اچھا وصف ہے مدعی نبوت کے لئے کہ وہ گالیاں دیں عیسائیوں کو۔ لیکن ہمارے ہاں مصیبت یہ ہے کہ بہت سے مسلمان خوش ہو جاتے تھے کہ عیسائیوں کو مرزا صاحب گالیاں دے رہے ہیں۔ وہ گالیاں بہت دیتے تھے عیسائیوں کو بھی۔ یہ مسلمانوں کی بات ہے۔ اس طرح کا لٹریچر جو ہے تو خیر تجویز یہ ہے۔

اور دوسری چیز جناب ہے کہ بعض الفاظ ایسے ہیں جن کو مسلمان پسند نہیں کرتے کہ وہ دوسرے لوگوں کے متعلق استعمال کئے جائیں۔ مثلاً صحابہ، وہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری صحابہ سے کیا مراد ہے۔ ام المؤمنین، امہاۃ المؤمنین، امیر المؤمنین۔ یہ الفاظ ہیں۔ یہ بہت دل آزاری کے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو ایسے کہتے ہیں اور بڑے بڑے نام ہو سکتے ہیں۔ لیکن کیوں ضروری ہے کہ اصطلاحی نام استعمال کئے جائیں جو تمام مسلمان اپنے بزرگوں کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں۔ ہاں!

اسی طرح امام حسین کے متعلق جو ہے میں نے اس میں سارا کچھ تجویز کیا ہے۔ یہی بات نہیں کہ یک طرفہ بات کی جائے۔ اس لئے میں نے تجویز کیا ہے۔ اگر کوئی اس اقدام کے خلاف ہو تو وہ اپیل کر سکتا ہے۔ اس میں دل آزاری کی بات نہیں ہے۔ کیوں کیا ہے زبردستی۔

میری چھٹی تجویز ہے جی سپیشل اوتھ۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ یہ جو ایک ***Loyality*** (وفاداری) میں آ سکتا ہے۔ ***Conflict*** (تضاد) جس کا میں نے ذکر کیا ہے، خاص خاص عہدوں کے متعلق ایسا حلف مقرر کیا جائے جو کہ آدمی لے کہ جس حد تک میرے عہدے کی ذمہ داری ہے۔ اس کے متعلق میرا کسی فرقے سے تعلق ہے، کسی ***Cast*** (ذات) سے، تو میں وہ نظر انداز کروں گا۔

Special Oath: "I do solemnly swear that I will bear true faith and allegiance to Pakistan and that, in the discharge of my duties as a public servant, I will keep the interest...."

(خصوصی حلف: ”میں سچے دل سے قسم اٹھاتا ہوں کہ میں پاکستان سے مخلص اور وفادار رہوں گا اور ایک پبلک سرونٹ کے طور پر اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے میں......“)

2666 **جناب عبدالعزیز بھٹی:** پوائنٹ آف آرڈر، جناب! میری گزارش یہ تھی کہ سپیشل کمیٹی کی پروسیڈنگز سیکرٹ ہیں۔ سپیچز (***Speaches***) جو ہیں ان کے لئے یہ تھا کہ یہ باہر اناؤنس نہیں ہوں گی۔ لیکن باہر ہاؤس میں ساری سپیچز (***Speaches***) سنی جا رہی ہیں۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: وہ سینٹ کی سنی جا رہی ہیں، یہاں کی نہیں ہو رہی ہیں، وہ سینٹ کی ہیں۔

ملک محمد جعفر: میں نے یہ کہا تھا کہ یہ اوتھ جو ہے ہر کسی کے لئے ضروری نہیں ہے۔

Special Oath for public Servants: "The Federal Government and the Provincial Governments should be given authority, within their respective jurisdictions, to prescribe a special oath for persons in the service of Pakistan holding specified posts, which are considered by the Government concerned to be of a very high national

importance."

(پبلک سرونٹس کے لئے خصوصی حلف: ’’وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو اپنے اپنے دائرہ کار میں یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ان لوگوں کے لئے ایک خصوصی حلف وضع کر سکیں جو پاکستان کی سروس میں ایسے خاص عہدوں پر فائز ہیں جو حکومت کے نزدیک بہت زیادہ قومی اہمیت کے حامل ہیں۔‘‘)

تو یہ اوتھ میں نے اس میں لکھی تھی:

"I do solemnly swear that I will bear true faith and allegiance to Pakistan and that, in the discharge of my duties as a public servant, I will keep the interest of the State of Pakistan above all considerations arising out of, or connected with, my being a member of any communal, sectarian or spiritual group, organization or cult whatsoever."

(’’میں سچے دل سے قسم اٹھاتا ہوں کہ میں پاکستان سے مخلص اور وفادار رہوں گا اور ایک پبلک سرونٹ کے طور پر اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے میں پاکستان کی ریاست کے مفاد کو ان تمام مفادات پر مقدم رکھوں گا جو میرے کسی مذہبی، فرقہ وارانہ یا روحانی گروہ، تنظیم یا مسلک وغیرہ میں شمولیت کا نتیجہ ہوں یا اس سے منسلک ہوں۔‘‘)

میرا خیال ہے اس میں تو کسی پبلک سرونٹ کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے، اس طرح کا حلف کرنے کے لئے۔

میری آخری تجویز تبلیغ کے متعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں جناب! کہ یہ بہت بڑی کوتاہی ہے ہمارے علماء کی۔ ان کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے اور اس کمزوری کو ماننا چاہئے۔ یعنی جس کو ہم کہتے ہیں ختم نبوت، یہ ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے عقیدۂ اسلام میں۔ تو یہ کیونکر ہوا۔ ایک اسلامی معاشرہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ 2667 کیا اور دعویٰ میں اتنا تضاد، اور اپنے باقی کاروبار بھی، عورتوں کے متعلق بھی، سب چیزوں میں اتنی خرابیاں اور الہام جو ہیں بالکل بے معنی اور بے ربط ہیں۔ ان ساری چیزوں کے باوجود اسلامی معاشرے میں پڑھے لکھے لوگ، عالم، سیدوں کے خاندان کے، مولوی نورالدین جیسے لوگ، اور مولوی محمد علی، یہ لوگ کیوں اس جماعت

میں شامل ہو گئے۔ اگر ہمارے علماء جن کے متعلق قرآن کریم میں یہ حکم ہے مسلمانوں کو، کہ تم میں سے اگر گروہ ایسا ہونا چاہئے" ولتکن منکم امة یدعون الیٰ الخیر " یہ علماء کے متعلق ہے...... جو لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھائے پھر علماء کے متعلق حدیث یہاں بیان ہوئی ہے۔ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

میری امت کے علماء جو ہیں بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر ان کا مقام ہے۔ اتنا بڑا مقام۔ ایک غلط مدعی نبوت اسلامی معاشرہ میں پیدا ہوا اور اس کی جماعت ترقی کرتی جائے اور اس حد تک ترقی کر جائے۔ یہ تبلیغ کا فریضہ ہمارے علماء اور باقی لوگوں کو بھی ادا کرنا چاہئے۔ لیکن ہم نے ادا نہیں کیا۔ ہم نے جب دیکھا کہ وہ بہت بڑے منظم ہو گئے ہیں، طاقتور ہو گئے ہیں، خاصی جمعیت ہو گئی ہے تو یہ شروع ہو گئی تحریک۔ لیکن ساتھ تبلیغ ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ ہمارے معاشرے میں سے گمراہ ہو گئے۔ یہ خود بھی نہیں ہوئے بیچارے۔ بیشتر ایسے ہیں، میرے خیال میں ایک فیصد بھی نہ رہے ہیں۔ جو اس وقت شامل ہوئے تھے۔ اب ان کے بیٹے پوتے وغیرہ ہیں۔ ان کو تو پتہ بھی نہیں ہے۔ ہم اگر تبلیغ کا کام کریں صحیح طریقے پر تو کوئی وجہ نہیں، کیونکہ ہمارے پاس حق ہے اور اس طرف باطل ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ حق باطل پر غالب نہ آ جائے۔

Tabligh: "Government should set up an organization whose duty it should be to propagate the basic articles of the faith of Islam, particularly the concept of Finality of Prophethood."

(تبلیغ: "حکومت کو چاہئے کہ ایک ایسا ادارہ قائم کرے جس کے ذمہ اسلام کے بنیادی عقائد اور خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ و اشاعت ہو۔")

2668 آخر میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس کا جناب! میں نے یہ لکھا ہے۔ اب میں صرف پیراگراف پڑھ دیتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اس ضمن میں وضاحت کی ہے:

"Recommendation No.7 is based on a hope that if the propagation of the basic principles of Islamic creed particularly the concept of Finality of Prophethood is taken seriously in hand by those competent to do so, the heresy involved in the Ahmadia Movenemt, whether it be of the

Rabwah or Lahori pattern, whould be abandoned by a fairly large number of Ahmadis, provided the mission is carried on in a rational and scientific manner and with sympathy and compassion rather that ill- will."

(''تجویز نمبر ۷ اس امید کی بنا پر دی جارہی ہے کہ اگر اسلام کے بنیادی عقائد اور خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ کے کام کو وہ لوگ سنجیدگی سے لیں۔ جن میں اس کام کو کرنے کی اہلیت ہے تو احمدی حضرات کی کثیر تعداد تحریک احمدیہ خواہ وہ ربوہ گروپ سے ہوں یا لاہوری گروپ سے، کفریہ عقائد کو چھوڑ دیں گے۔ بشرطیکہ تبلیغ کا یہ کام معقول اور سائنسی انداز سے کیا جائے اور بغض کی جگہ ہمدردی اور رحمدلی ہو۔'')

تو میں جناب! سمجھتا ہوں کہ بہت بڑا موقعہ ہے آپ کے لئے۔ یہ پراپرٹی کی میں نے تجویز کی ہے۔ تبلیغ کی بھی۔ یہ سب کچھ میں نے کیا ہے۔ وہ لوگ اس وقت ایک غلامی میں ہیں، ذہنی اور روحانی غلامی میں، جو مرید ہیں ان دونوں جماعتوں کے سب، تو آپ ایک بہت بڑا کام کریں گے تاریخ میں۔ یہ ایک تحریک چلی ہے تو یہ علیحدہ بات ہے۔ اگر آپ ان لوگوں کو نجات دلائیں گے اس استحصالی نظام سے، جو روحانیت اور مذہب کی بنیاد پر استحصالی نظام قائم کیا ہوا ہے ربوہ والوں نے، اور ان سے پھر بھی کچھ کم، لیکن ہے پھر بھی استحصالی، لاہور والوں نے۔ جناب! شکریہ، یہ میری معروضات ہیں۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: ڈاکٹر غلام حسین!

(جناب ڈاکٹر غلام حسین کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

ڈاکٹر غلام حسین: جناب چیئرمین صاحبہ! قادیانی مسئلے کے متعلق بہت کچھ کہا جاچکا ہے اور ہمارے سامنے بیشمار حقائق اور مواد ہے جس کی روشنی میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ حقیقت حال کیا ہے۔ جناب والا! ہم مسلمانوں کو جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کا ورثہ اور اسلام کی دولت ملی ہے وہ رسول پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ ملی ہے 2669 اور قرآن پاک نے خود فرمایا ہے کہ وہ نبی آخر الزمان ﷺ ہیں۔ ان پر دین مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے بعد نبی کا لفظ تاویلوں میں بات کو الجھا کر ایک سیاسی جماعت نے، ایک تخریبی جماعت نے، انگریزوں کی ایک ایجنٹ جماعت نے اس کو کئی کئی معنی پہنائے ہیں۔ نبی کا مطلب جو پاکستان میں ہم سمجھتے ہیں اور

ہماری نسلیں سمجھتی آئی ہیں وہ پیغمبر اور رسول خدا کے معنی ہیں۔ جس طرح ہم نماز کو عربی کے لفظ صلوٰۃ کے معنوں میں لیتے ہیں۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم مسجد میں صلوٰۃ کے لئے جا رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنے کے لئے جا رہے ہیں۔ نماز کا لفظی مطلب پرستش ہے۔ پرستش آگ کی بھی ہوتی ہے۔ ہم آگ کی پرستش کرنے نہیں جاتے۔ جو رائج الوقت اصطلاح ہے اس کے معنی عام لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد ایک جگہ نہیں ہزاروں جگہ لکھتے ہیں۔ ان کے معتقدین جو یہاں تشریف لائے تھے انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ وہ اپنے آپ کو نبی کہتے تھے۔ یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ نبی تھے۔ ایک ***Parallel*** (متوازی) نبوت یا ***Parallel Prophethood*** (متوازی نبوت) جو نہی اس کا تسلیم کر لینا ہے ہمارے لئے کافی ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ وہ ذات جس نے پاکستان بنایا وہ قائداعظم کی ذات گرامی تھی۔ قائداعظم کو بھی مسلمان نہ سمجھنا اور باقی اکثریت کو بھی مسلمان نہ سمجھنا اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا، ڈھٹائی سے اپنے غلام احمد کو نبی بنانا اور قائداعظم کے جنازہ میں نہ شرکت کرنا، یہاں تک کہ غائبانہ نماز جنازہ تک بھی نہ پڑھنا اور جہاد کو حرام قرار دینا، اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ وہ نہ پاکستان کے حامی ہیں اور نہ اسلام کے حامی ہیں۔

2670 اس کے علاوہ، آپ جانتی ہیں کہ ڈاکٹر اقبالؒ نے ہمیں پاکستان کا تصور دیا تھا۔ انہوں نے شروع شروع میں تو ان کی باتوں میں آ کر ان کی کچھ تعریف کی۔ لیکن جب حقیقت حال ان کو پتہ چلی تو انہوں نے واضح طور پر ان کی مخالفت کی اور ***Declare*** (اعلان) کیا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ یہی مطالبہ کیا جو آج یہاں دہرایا جا رہا ہے۔ اس اسمبلی کے باہر ساری قوم یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ ان کو اقلیت قرار دیا جائے۔ ایک تو ان کی جھوٹی نبوت اور دوسرے ہماری اس قوم کے باپ کے خلاف ان کی باتیں اور اس شخص کے بارے میں یہ باتیں جس نے پاکستان کا تصور دیا، ایک گائیڈ لائن دی، یہ قابل افسوس اور سخت مذمت کے قابل ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ کافر و مرتد ہے اور اسلام کے دائرہ سے خارج ہے۔

اس کے علاوہ مکہ مکرمہ کو لیجئے! وہ چودہ سو سال سے ہمارا مرکز اور سنٹر ہے۔ وہاں کے بادشاہ شاہ فیصل نے سعودی عرب شریف میں ان کی ***Entry*** (داخلہ) بالکل ***Ban*** (بند) کر دی ہے۔ عالم اسلام نے اپنے ***Forum*** (فورم) سے ان کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ جب انہوں نے ***Declare*** (اعلان) کر دیا ہے تو پھر ہم کیوں نہیں سمجھتے کہ مرزا غلام احمد کا رول وہی

ہے ”جولارنس آف عریبیہ“ کا رول تھا۔ اس نے وہاں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر انگریزوں کی ایجنٹی کی تھی اور اب وہی رول یہ ادا کر رہے ہیں۔

باقی جہاں تک ان کے منظم ہونے کا سوال ہے تو یہ سیاسی اور کاروباری لوگ بڑے منظم ہوا کرتے ہیں۔ اسرائیل کو بھی ایک منظم قوم سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور جتنی غیر مسلم اقوام ہیں ان میں سے بیشتر منظم ہیں۔ حالانکہ ان کی اپروچ مذہب کے متعلق غلط ہے۔ جیسا کہ ملک جعفر صاحب نے فرمایا ہے کہ تنظیم کی کمی اور علماء کرام میں اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے سائنٹفک اپروچ اور *Objective Conditions* (معروضی حالات) کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اور آپس کے جھگڑوں اور لڑائیوں کی وجہ سے عالم اسلام کا اتحاد کمزور پڑ گیا ہے۔ اس سے ہمیں بہت نقصان ہوا ہے۔

(قادیانی سربراہ کا جھوٹ)

2671 جناب والا! یہاں مرزا ناصر احمد تشریف لائے۔ میں دینی معاملات کا ماہر نہیں، میں سیدھا سادہ مسلمان ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک شخص ہمارے سامنے، ان ممبر صاحبان کے سامنے جو ساری قوم سے ایلکیٹ ہو کر یہاں آئے ہیں، ان کا حافظہ اتنا کمزور نہیں کہ تین چار سال پہلے کی بات بھول جائیں۔ ان سے جب سوال ہوا تھا کہ کیا آپ سیاست میں حصہ لیتے ہیں، کیا آپ سیاسی جماعت ہیں، تو انہوں نے بڑے *Confidence* (اعتماد) سے فرمایا تھا کہ نہ ہم نے کبھی پہلے سیاست میں حصہ لیا نہ اب لے رہے ہیں اور کبھی نہیں لیں گے۔ میں خود کہہ سکتا ہوں اور میرے بھائی اس بات کو تسلیم کریں گے کہ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کو پوری طرح سپورٹ کیا ہے۔ ان کے افراد نے ہر طریقہ سے ان کی پوری مدد کی۔ ان کے ہیڈ کوارٹر اور ان کے خلیفہ کی طرف سے ہدایات تھیں کہ ان کی بھرپور حمایت کی جائے۔ واضح طور پر انہوں نے ہمارا ساتھ دیا تھا۔

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Faroon Ali).]

(اس موقع پر ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی نے کرسی صدارت کو چھوڑا جو جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) نے سنبھال لی)

ڈاکٹر غلام حسین: ان کا سیاسی نکتۂ نظر کچھ بھی سہی، لیکن یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے الیکشن میں حصہ لیا۔ انہوں نے یہاں ممبر صاحبان کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہم نے الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔

(تعداد کے بارہ میں مرزا ناصر کا جھوٹ)

ان کی تعداد کے بارے میں بار بار سوال کیا گیا کہ آپ کی پاکستان میں کتنی ہے تو انہوں نے آئیں بائیں شائیں میں جواب دینے کی کوشش کی۔ کبھی کہتے ہیں کہ ۳۰ لاکھ، کبھی کہتے ہیں ۳۵ لاکھ، کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ریکارڈ نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کے پاس ایک ایک فرد کا ریکارڈ موجود ہے۔ جو کوئی نیا شخص ان کے فرقے میں داخل ہوتا ہے وہ ابتدائی فارم کے ذریعہ اپنا شجرہ نسب اور تمام تفصیلات دیتا ہے۔ آپ یہ [2672] بھی جانتے ہیں کہ وہ ایک منظم جماعت ہے۔ ان کا ہر شخص اپنی آمدنی کا دس فیصد بیت المال ان کا جو *So- Called* (نام نہاد) بیت المال ہے، جو انہوں نے بزنس کا ذریعہ بنا رکھا ہے، جیسے مالیہ وصول کرتے ہیں اسی طرح یہ مالیہ وصول کرتے ہیں۔ ان کے پاس ریکارڈ کیسے نہ ہو۔ پھر یہ کیوں جھوٹ بولتے ہیں۔ تعداد بتانے میں حرج ہی کیا ہے؟

تیسری بات انہوں نے جو کہی ہے وہ میں ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے بتاؤں گا کہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسکتی ہے اور کسی شخص کو کوئی بیماری لگ سکتی ہے۔ اس میں بے عزتی کیا ہے؟ لیکن یہ کہنا کہ مرزا صاحب کو ہیضہ نہیں ہوا تھا اور یہ کہ ان کو **Gastro- entritis** ہوئی تھی۔ **Acute Gastro- entritis** ہیضے کا انگریزی ترجمہ ہے۔ ہیضے کا انگریزی ترجمہ کر کے جھوٹ بولنے کی کوئی تک نہیں ہے۔ جب ایک شخص ایک جھوٹ بول سکتا ہے تو اس کے ساتھ ہزاروں جھوٹ بھی بولے جاسکتے ہیں۔ چاولوں کی دیگ سے چند دانے ٹٹولے جاتے ہیں نہ کہ تمام دیگ۔ لہٰذا یہ لوگ نہایت خوبصورتی سے جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹے ہیں۔

Mr. Chairman: *Thank you very much.*

(ڈاکٹر غلام حسین: صرف ایک منٹ جناب والا!

Mr. Chairman: *Sir, we have been sitting for ten days and most of the....*

ڈاکٹر غلام حسین: جناب والا! صرف ایک منٹ کے بعد ختم کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: میری بات تو سن لیں۔

I am not stopping you. We have been sitting for open debate for the last ten days and most of the honourable members present today were absent; and I have been requesting them that today we have got full opportunity, a member can speak for two hours or three hours. And 5th was fixed for Attorney- General. The time schedule has been announced also, and if today everybody wants to consume the maximum time, it cannot be allowed. I am sorry. You may speak and try to wind up.

(میں آپ کو روک نہیں رہا۔ ہم گزشتہ دس دنوں سے کھلی بحث کے لئے بیٹھتے رہے ہیں اور بہت سے معزز اراکین جو آج موجود ہیں گزشتہ دنوں میں غیر حاضر رہے ہیں اور میں ان سے گزارش کرتا رہا ہوں کہ آج ہمارے پاس پورا موقع ہے۔ آپ دو گھنٹے یا تین گھنٹے بھی بات کر سکتے ہیں اور پانچ تاریخ اٹارنی جنرل کے لئے متعین تھی۔ ٹائم شیڈول کا پہلے سے اعلان کیا جا چکا ہے اور اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ آج ہر شخص زیادہ ٹائم لینا چاہے۔ میں معذرت خواہ ہوں آپ بات کیجئے اور اسے جلد مکمل کرنے کی کوشش کیجئے)

[2673]**ڈاکٹر غلام حسین:** میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کے لئے وقت دیا۔ میری آخری گزارش یہ ہے کہ یہ دینی مسئلہ ہے۔ اگر اس کو صحیح معنوں میں حل کرنا ہے اور ***Once for all*** (ہمیشہ کے لئے) حل کرنا ہے تو جیسے ہماری تجویزیں آئی ہیں، ریزولیوشنز آئے ہیں، پہلے جس طرح سمٹ کانفرنس بلائی گئی تھی اسی طریقے سے ہمیں ساری دنیا کے علماء کرام کی ایک سمٹ کانفرنس بلانی چاہئے اور ان میں سے ***Fundamental Truths*** (بنیادی سچائیاں) نکال کر ایک واحد پلیٹ فارم بنا کر پھر آگے چلنا چاہئے اور جہاں تک ہو سکے آپس کے اختلافات ختم کرنے چاہیں اور یہ ہمارے اسلام کی اور اسلامی برادری کے اتحاد کی علامت اور ضمانت ہوگی۔

آخر میں میرا مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو نہ صرف غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ بلکہ بیرونی ملکوں میں ان کے پروپیگنڈے کو ***Counter*** (رد) کرنے کے لئے حکومتی سطح پر مشن

قائم کئے جائیں جو ''احمدیت'' کی بجائے صحیح اسلام کو متعارف کرا سکیں۔ شکریہ!

Mr. Chairman: *Dr. Mrs. Abbasi. Two minutes by watch.* (جناب چیئرمین: ڈاکٹر بیگم عباسی، گھڑی دیکھ کر دو منٹ)

Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi: *Mr. Chairman, Sir, I want to associate myself, on behalf of the lady members of this House, with this important issue under discussion in this Special Committee. The importance of the issue is evident because it is being discussed in this august Committee of the whole House. We just cannot overlook the complications of this issue because this has stood unsolved for ninety long years. But, Sir, after hearing the discussions and the speeches of the honourable members and the 'Mahzarnamas' that have been produced in this august Special Committee, and the cross- examination of two leaders of Ahmadi Jamaat, has crystalised and there is no doubt that these Ahmadis and Quadianis or whatever you call them are not amongst us. They are not one with us, the Muslims as we are, I want to emphasise that the women population of Pakistan are as much concerned about this issue as the male population of Pakisatan.*

2674 *We know, Sir, that the issue has crystalised and we are going to pass certain laws to solve this issue once for all. After this issue is solved, we will have to combat after-effects of the solution. Sir, I want to bring to the notice of the honourable members that when they solve this issue, they must also go in the public and let them understand the*

complications and what should be the solution of these complications because, after all, when you speak face to face and when you tell the people how they have to behave, they understand promptly. The modesty of the women is not molested. The other things, i.e. the international and national implications will be solved, Insha Allah, if we put our shoulder to it.

Thank you very much.

(ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

(ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی: جناب چیئرمین! میں اس ایوان کی خواتین ارکان کی طرف سے خصوصی کمیٹی میں زیر بحث اس مسئلے میں شرکت کرنا چاہوں گی۔ مسئلے کی اہمیت اسی بات سے واضح ہے کہ یہ پورے ایوان کی اس معزز کمیٹی میں زیر بحث ہے۔ ہم اس مسئلے کی پیچیدگیوں کو صرف اس لئے نظر انداز نہیں کر سکتے کہ انہیں پچھلے ۹۰ سالوں سے حل نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب معزز ارکان کی تقریروں اور بحثوں کو سننے اور اس معزز خصوصی کمیٹی میں پیش کردہ 'محضر ناموں' کو پڑھ کر اور احمدی جماعت کے دو لیڈروں پر بحث کو سن کر اس بات میں کوئی شک نہیں رہا کہ یہ احمدی اور قادیانی یا آپ انہیں کچھ بھی کہیں، ہم میں سے نہیں ہیں۔ وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔ میں یہ بات زور دے کر کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان کی خواتین بھی اس مسئلے میں اسی طرح شریک ہیں جیسے پاکستان کے مرد۔

جناب والا! ہم جانتے ہیں کہ بات واضح ہو چکی ہے اور ہم ہمیشہ کے لئے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے چند قوانین منظور کرنے والے ہیں۔ جب یہ مسئلہ حل ہو جائے گا تو ہمیں اس حل کے نتیجے میں پیش آنے والی مشکلات سے بھی نمٹنا ہوگا۔ جناب! میں معزز اراکین کو توجہ دلانا چاہوں گی کہ اس مسئلے کے حل کے بعد وہ عوام کے پاس جائیں اور انہیں مسئلے کی پیچیدگیوں اور ان کے حل کے متعلق انہیں بتائیں۔ کیونکہ بہر حال جب آپ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر ان سے بات کرتے ہیں اور انہیں بتاتے ہیں کہ انہیں کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے تو وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں۔ لوگوں کے اس رویے میں خواتین کی شرافت کا لحاظ ہمیشہ رکھا جائے۔ دوسری باتیں مسائل جیسے

اس فیصلے کے قومی اور بین الاقوامی نتائج، انشاء اللہ تعالیٰ! جلد حل ہو جائیں گے۔ اگر ہم سب شانہ بشانہ چلیں۔ آپ کا بہت شکریہ!)

(چوہدری غلام رسول تارڑ کھڑے ہوئے)

جناب چیئرمین: آپ تقریر کل کر لیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔ ہم ۱۵ دن آپ کا انتظار کرتے رہے۔

چوہدری غلام رسول تارڑ: میں نے اٹھ کر بھی کہا تھا، آپ کو یاد ہوگا۔ (پنجابی)

جناب چیئرمین: ڈیڑھ بجے ہم نے *Wind up* (ختم) کرنا ہے۔ *The Attorney- General must speak today for one hour. Mr. Ahmad Raza Khan Qasuri.* (اٹارنی جنرل نے آج ایک گھنٹے کے لئے ضروری بات کرنی ہے۔ جناب احمد رضا خان قصوری) جنہوں نے دستخط کئے ہیں ان کو تھوڑا ٹائم ملے گا۔

جناب احمد رضا خان قصوری: جناب چیئرمین!......

جناب چیئرمین: آپ کل نہیں بولیں گے؟ *Mr. Randhawa is a witness to it, Mr. Ahmad Raza Khan, I requested you to speak twenty times.* (رندھاوا صاحب اس کے گواہ ہیں۔ احمد رضا خان صاحب میں نے ۲۰ مرتبہ آپ سے بولنے کی درخواست کی) رضا صاحب! آپ بھی کل بول لیں۔

جناب احمد رضا خان قصوری: میں جلدی ختم کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں، آپ کل ہی بول لیں۔

2675 جناب احمد رضا خان قصوری: جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

***Mr. Chairman:** Mr. Attorney- General.*

(جناب چیئرمین: جناب اٹارنی جنرل صاحب!)

***Mr. Yahya Bakhtiar (Attorney- Genral of Pakistan):** Do you want me to address now or after the break?*

(جناب یحیٰی بختیار (اٹارنی جنرل آف پاکستان): کیا آپ حضرات مجھے خطاب کے لئے ابھی یا وقفہ کے بعد کا آپ فرمائیں گے)

***Mr. Chairman:** We can break for ten minutes.*

And those honourable members who want to speak tomorrow, they can get so many points from the speech of the Attorney- General, and if certain points are covered by the Attorney- General, those points need not be repeated. So, we will meet at 12:15 p.m sharp.

(جناب چیئرمین: ہم دس منٹ کا وقفہ کر سکتے ہیں اور وہ قابل احترام ممبر جو کل گفتگو کرنا پسند کریں گے ان کو اٹارنی جنرل صاحب کی گفتگو سے بہت سارے نکات مل جائیں گے اور جن طے شدہ نکات پر اٹارنی جنرل گفتگو مکمل کر لیں گے ان کو دہرانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ چنانچہ ۱۲ بج کر ۱۵ منٹ شام کو ملیں گے)

(The Special Committee adjourned for tea break to re-assemble at 12:15 pm.)

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس چائے کے وقفہ کے لئے ملتوی ہوا۔ سوا بارہ بجے دوبارہ ہوگا)

[The Special Committee re-assembled after tea break, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.]

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس چائے کے وقفہ کے بعد دوبارہ شروع ہوا۔ جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) نے صدارت کی)

***Mr. Chairman:** Yes Mr. Attorney- General.*

(جناب چیئرمین: جی! جناب اٹارنی جنرل صاحب)

(جناب یحییٰ بختیار کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

***Mr. Yahya Bakhtiar:** Mr. Chairman, Sir, in the first place, I express my apology for absence from the House for about a week and, therefore, I was not in a position to* hear some of the speeches delivered by the honourable members. I understand that some very valid points were made and cogent reasons were given and many interesting points were brought out. I really do not know whether I would be repeating some of the speeches already delivered, but it was a call of duty which compelled me to go to Karachi.

Another thing, Sir, which I want to clarify and, I hope, the honourable members will appreciate, is my position as [2676] Attorney- General. I have limitations and short comings which, I hope, the honourable members will appreciate. First of all, in this subject, my shortcomings were obvious as for the language was concerned or the languages were concerned and the subject matter itself. But I did my best according to the instructions of this House and I am grateful to the honourable members for the confidence that they have reposed in me and for the cooperation that they have extended.

Sir, I did my best, to the best of my ability. I did my duty in accordance with the wishes of the honourable members, and I think that the questions which were supplied to me were properly formulated by me.

Secondly, Sir, as far as the evidence is concerned, it will be my duty to bring it to the attention of the House as to what has come on record and to sum it up. But, as Attorney-General, I am not a member of the House and I cannot give *findings as the Judges do, and I cannot express any opinion also. I feel, it is my duty to assist the honourable House in an impartial manner. We must realise and we must see that I am not here just to plead the cause of one party against another, but it will be my duty, as you are the Judges, to bring to your notice both the points of view so that nobody should feel and nobody should say that this was a one- sided show or that the Attorney- General, taking advantage of his position or abusing his position, tried to influence the decision one way or the other. So, I hope, that, with these limitations of mine in mind, the honourable members will appreciate if I also put forward the other point of view, or, in other words, both points of view.*

As far as the decision is concerned, Sir, that is for the members to take, and I am sure, and I am hopeful that this is going to be a fair decision, a just decision, in accordance with the sentiments and feelings of the people of this country. We should have in mind the interests of Islam and the interests of the country, and I have not the slightest doubt that the patriotic sentiments and sentiments of love for Islam and for the love of the country are there and, therefore, I have no doubt that the members will take the right decision.

2677 *I had the honour and privilege of discussing this matter with the Prime Minister, who is also very anxious and is worried man, because this is going to be a very* *important decision. He thinks just as any other Muslim thinks, and he has the sentiments like those of any other Muslim but he is also the Prime Minister of the country, and he has got the responsibility to see that nobody is deprived of his rights and nobody is deprived of his life, liberty, honour and reputation in any manner except in accordance with law so, Sir, I hope and I understand that the leaders in this House have put thier heads together and they are trying to come to a decision which would be a fair decision and a just decision. You will recall, Sir, that in the course of the cross-examination also I tried to impress upon the leader of the Ahmadiya Jamaat, Rabwah, that this House do not want to harm anybody or hurt anybody; this House wanted to give a just and fair decision. Keeping that in mind, I will make my submission and recapitulate the circumastances very briefly which brought us to this day, to these proceedings.*

Sir, before the House, there is a resolution and a motion. There is a motion, which was moved by the honourable the law Minister, which is as follows:

"I hereby give notice, under rule 205 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973, of my intention to make the following motion.

That this House do appoint a Special Committee comprising the whole House, including persons who have the right to speak and otherwise take part in the proceedings *of the House, with the Speaker as its Chairman, performing the following functions:*

1- To discuss the question of the status in Islam of persons who do not believe in the finality of Prophethood of Muhammad (peace be upon him).

2- To receive and consider proposals, suggestions, resolutions, etc. from its members within a period to be specified by the Committee.

3- to make recommendations for the determination of the above issue as a result of its deliberations,
2678 examination of witnesses and perusal of documents, if any.

The quorum of the Committee shall be forty, out of which ten will be from the parties opposed to the Government in the National Assembly."

Then Sir, there is also a resolution, which was moved by thirty- seven honourable members of this House.

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by (Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi).]

Mr. Yahya Bakhtiar: *This reads, Sir, as follows:*

"We beg to move the following:

Whereas it is a fully established fact that Mirza Ghulam Ahmed of Qadian clamied to be a prophet after the last Prophet MUHAMMAD (peace be upon him);

And whereas his false declaration to be a prophet, his attempts to falsify numerous Quranic texts and to abolish Jihad were treacherous to the main issues of Islam;

And whereas he was a creation of imperialism for the sole purpose of destroying Muslim solidarity and falsifying Islam;

And whereas there is a consensus of the entire Muslim Ummah that Mirza Ghulam Ahmed's followers, whether they believe in the prophethood of the said Mirza Ghulam Ahmed or consider him as their reformer or religious leader in any from whatsoever, are outside the pale of Islam;

2679 *And whereas his followers, by whatever name they are called, are indulging in subversive activities internally and externally by mixing with Muslims and pretending to be a sect of Islam;*

And whereas in the Conference of the World Muslim Organization held in the holy city of Mecca- Al- Mukarrama between the 6th and 10th April, 1974, under the auspices of Al- Rabita Al- Alam- Al- Islami wherein delegations from one hundred and forty Muslim Organizations and institutions from all parts of the world participated, it has been unanimously held that Qadianism is a subversive movement against Islam and Muslim World which falsely and deceitfully claims to be an Islamic sect.

Now this assembly do proceed to declare that the *followers of Mirza Ghulam Ahmed, by whatever name they are called, are not Muslims and that an official Bill be moved in the National Assembly to make adequate and necessary amendments in the Constitution to give effect to such declaration and to provide for the safeguard for their legitimate rights and interests as a non- Muslim minority of the Islamic Republic of Pakistan."*

Sir, these are the two motions; a resolution and a motion. Apart from that, some other resolutions are also pending before the House, but they mostly deal with proposals for amending the Constitution, and I will respectfully submit that I will not say anything about them for two reasons. Firstly, only these two documents, were published in the press and on the basis of these two documents the communities affected or likely to be affected filed their written statements or memorials. On the basis of these documents they were examined. Therefore, it will not be fair to say anything with regard to the other resolutions. The Committee is authorised and competent to deal with them at any stage, but I will confine myself to these two documents and I shall make brief comments before I go into the procedure adopted for considering these documents. I hope I am not misunderstood if I am very frank in my comments on these two documents.

2680 *To begin with, first the motion by the honourable Law Minister, Now, Sir, here it says "to discuss the question* *of the status in Islam of persons who do not believe in the finality of Prophethood of Muhammad (peace be upon him)". Let us take the expression "To discuss the question of the status in Islam". If the House is of the view that people who do not believe in the finality of the Prophedhood of Hazrat Muhammad (peace be upon him) are not Muslims, then they have no status in Islam. They have nothing to do with Islam. The motion is a contradiction in terms. If it were said: "to discuss the question of the status in Islam or in relation to Islam", I could understand that; but to say "the status in Islam" is presuming that they are Muslims. I think, it is a contradiction which may not be of importance but it was my duty to bring it to the notice of the House. You cannot say what is their status in Islam, "in relation to Islam", yes.*

Again, Sir, with all respect, the resolution moved by thirty- seven members is, in my opinion, in some parts contradictory. I will not go in great details, but the honourable members will take notice of the fact that it says in one place that whereas Mirza Ghulam Ahmad "was the creation of imperialism for the sole purpose of destroying Muslim solidarity and falsifying Islam", then it says "Whereas there is consensus of the Muslim Umma that these followers of Mirza Ghulam Ahmad are outside the pale of Islam." Then it further said that the followers by whatever name they are called, are indulging in subversive *activities internally and externally by mixing with Muslims and pretending to be a sect of Islam. This is all very well. Then later they say: declare them as a minority, a non-Muslim religious community and amend the Constitution, provide for the safeguards subversion: Do you want to perpetuate the things which you condemn in the preamble of this resolution: This is the contradiction to which I wanted to draw your attention. On the one hand you say: declare them a minority, declare them a separate entity; and once you declare them as such, then you have to protect their rights. There is no alternative; and this is a very good part of this resolution. I appreciate it, I commend it, when they say that their legitimate rights and interests should be protected, but what are those rights? On the one hand they say they are a subversive movement, they indulge in subversion inside and outside. What is* 2681 *that subversion: Propagating their religion, practising their religion, whatever they may be? You want to safeguard their rights and at the same time condemn them. You cannot have both. This is something which is obvious. I am not criticising. I have no right to criticise, but it is my duty do draw the attention of the honourable members of the House that if you declare a section of population as a separate religious community, then not only the Constitution but even your religion enjoins upon you to respect their right to profess and paractise their religion and to propagate it. I don't want to say anything* *more because I am fully conscious of the fact that there is very limited time at my disposal.*

Now, in view of these two documents, the motion as well as the resolution, the honourable House has to determine certain points or issues. I shall formulate and read these out:

1- Whether Mirza Ghulam Ahmed of Qadiyan claimed to be a prophet?

2- What is the effect of such a claim of prophethood in Islam or in relation to Islam? I had to mention both "in Islam" and "in relation to Islam".

3- What is the meaning of the concept of Khatam-i-Nabuwwat; when we say "Khatim-un- Nabieen" what does it mean?

4- Whether there is a consensus of the Muslim world that followers of Mirza Ghulam Ahmad of Qadiyan, who consider him as a prophet or promised Massiha, or both, are outside the pale of Islam?

5- Whether Mirza Ghulam Ahmad and his followers consider Muslims who deny his claim to be a prophet or the promised Massiha as Kafirs and outside the pale of Islam?

6- Whether Mirza Ghulam Ahmad founded a separate religious community outside the pale of Islam or he merely started a new sect within its fold?

7- If he founded a seperate religious community, what would be its status in relation to Islam and what rights it *will have under the Constitution of Pakistan?*

2682 *Next, I will very briefly recapitulate some of the circumstances from the day the motion and the resolution were moved. These were moved on the 30th June, 1974. After they were published, two memorials were filed by the two Groups who follow Mirza Ghulam Ahmed. Then represntatives of both the Groups were invited to read, on oath, their statements and memorials, and I understand that they expressed a desire to be heard, so that they might further clarify and elaborate their points of view. In these documents which they filed, they refuted all the allegations made against them in the resolution.*

It was decided by the House Committee to appoint a Steering Committee to receive questions and to examine them. For that prupose the Committee directed that I should be here in Islamabad with efect from 25th july, 1974. I compliance with that direction I was here on 21st july. The Steering Committee took about a week to scrutinise these questions which came in hundreds.

The delegation of Ahmadiya Community of Rabwa headed by their Imam or leader, Mirza Nasir Ahmad, was examined from 5th to 10th August and then there was a break of ten days. He was again examined from 20th August to 24th August. In all, the examination lasted for 11 days. Thereafter the other section of this Community, headed by Maulana Sadruddin, who spoke through Mian Abdul

Mannan Omar because he is an old man and cannot hear properly, was examined. They were examined for two days. The reason was not that the House was discriminating between the two or attached more importance to one and not to the other, but for the simple reason that most of the facts about, and documents and writings of, Mirza Ghulam Ahmad had come on the record through the first Group and there was no need to go further into these details as far as the second Group was concerned.

As for the first issue whether Mirza Ghulam Ahmad claimed to be a prophet, I think it will be appropriate to say somthing briefly about his life and works and the Ahmadyia Movement. While dealing with this, I will be, in a way, dealing with the first issue itself. Mirza Nasir Ahmad has filed a brief biodata of Mirza Ghulam Ahmad. It is a follows:

2683 "آپ ۱۳؍فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان میں پیدا ہوئے[1]۔ آپ کے والد صاحب کا نام مرزا غلام مرتضٰی صاحب تھا۔

آپ کی ابتدائی تعلیم چند استادوں کے ذریعے سے گھر پر ہی ہوئی۔ آپ کے اساتذہ کے نام فضل الٰہی، فضل احمد اور گل محمد تھے۔ جن سے آپ نے فارسی، عربی اور دینیات کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور علم طب اپنے والد صاحب سے پڑھا۔ آپ شروع سے ہی اسلام کا درد رکھتے تھے اور دنیا سے کنارہ کش تھے۔ آپ کا ایک شعر ہے۔

---

[1] یہاں قادیانیوں کی مہیا کردہ مرزا کی تاریخ پیدائش بیان ہوئی جو غلط اور دجل ہے۔ خود مرزا قادیانی نے کتاب البریہ اور دیگر کتابوں میں بیسیوں جگہ لکھا ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

آپ نے عیسائیوں اور آریوں کے ساتھ ۱۸۷۶ء کے قریب اسلام کی طرف سے مناظرے اور مباحثے بھی کئے اور ۱۸۸۴ء میں اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ کی اشاعت کی جو قرآن کریم، آنحضرت ﷺ اور اسلام کی تائید میں ایک بے نظیر کتاب مانی گئی ہے۔ ۱۸۸۹ء میں آپ نے باذن الٰہی سلسلہ بیعت کا آغاز کیا اور ۱۸۹۱ء میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

آپ کی تمام عمر اسلام کی خدمت میں گزری اور آپ نے ۸۰ کے قریب کتابیں تصنیف فرمائیں جو عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ہیں اور ان تینوں زبانوں میں آپ کا منظوم کلام بھی ملتا ہے۔

[2684] آپ کا اور آپ کی جماعت کا واحد مقصد دنیا میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ تھا اور ہے۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کی وفات ہوئی اور ملک کے اخباروں رسالوں نے آپ کی اسلامی خدمات کا پر زور الفاظ میں اعتراف کیا۔

آپ کی وفات کے وقت آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں اور اس وقت آپ کے خاندان کے افراد کی تعداد دو سو کے قریب ہے۔‘‘

Now, Madam, I have some more details of Mirza's life wich I could collect from the material placed at my disposal. I shall relate these details.

He belonged to an important and respectful Mughal family of the Punjab which had migrated from Samerkand to India at the time of Mughal Emperor Baber. The first ancestor of Mirza Ghulam Ahmad to come to India was Mirza Hadi Beg. Laquel Griffin, in his book "The Punjab Chiefs" says as follows, and I quote:

"Mirza Hadi Beg was appointed Qazi or Magistrate over seventy villages in the neighbourhood of Qadian, which

town he is said to have founded and named it 'Islampuwr Qazi- Qazi', from which Qadian by natural change has arisen. For several generations the family hold offices under the Imperial Government and it was only when the Sikhs became powerful that it fell into poverty."

Thereafter, I will read a portion from the Enquiry Committee- Court of Enquiry- presided over by Mr. Justice Mohammad Munir in 1953-54. About Mirza Ghulam Ahmad the Court says, and I quote:

The grand son Mirza Ghulam Murtaza, who was a General in the Sikh Durbar; he learnt Persian and Arabic languages at home but does not appear to have received any Western education. IN 1864 he got some employment in the District Court, Sialkot, where he served for four years. On his father's death he devoted himself whole- heartedly to study religious literature and between 1880-84 wrote his famous 'Baraheen-i-Ahmadiya' in four volumes and later 2685 *wrote some more books. Acute religious countroversies were going on in those days. There were repeated attacks on Islam, not only by Christian missionaries but also preachers of Arya Samaj a liberal Hindu movement, which was becoming very popular.*

Here I believe Mr. Justice Munir is not correct in describing Mirza Sahib as grandson of Mirza Ghulam Murtaza because Mirza Nasir Ahmad in his paper says that, that was his father's name.

According to the statement of Mirza Nasir Ahmad before the House, between the years 1860-1880, the British brought with them, what he called, an army of Padris- about 70 in number, as he mentioned and fierce religious controversies started, as these Padris, according to him, had declared that they would convert Muslims in India to Christianity. And Mirza Nasir Ahmad said with regard to these padris and their attack on Islam and on Holy Prophet Mohammad (peace be upon him) that-

حکومت کے بل بوتے پہ انہوں نے یہ کیا اور کر رہے تھے۔

At that stage, according to Mirza Nasir Ahmad, some Ulema and other leaders of Muslims religious thought came forward to reply to these Christian attacks and to repulse these attacks, and these included Nawab Sadiq Hasan Khan, Maulvi Aley Hasan, Maulvi Rahmatullah Mohajir Delhvi, Ahmad Raza Sahib and Mirza Ghulam Ahmad, and he said- I do not know about all of them- but I believe about all of them and not just Mirza Ghulam Ahmad: "اللہ نے فراست دی تھی اور اسلام کا پیار دیا تھا۔"

And that was the reason why they came forward to repulse these attaks on Islam and the Holy Prophet (peace be upon him). These controversies, these Munazeras, naturally made all those Muslims, including Mirza Ghulam Ahmad, very popular amongst Muslims. They became their heroes and it seems that Mirza Ghulam Ahmad was leading them in popularity among Muslims for repulsing these *attacks on Islam, although, as it has become apparent from the record, that some of the methods adopted by him and may be by others in repulsing these attacks, were not desirable and were rather 2686 objectionable- the way Jesus Christ was attacked or insulted, is not only objectionable today but even at that time Muslims had objected to that. Even at that time Mirza Ghulam Ahmad had to come out with explanation after explanation. But I will not go into that detail. Because of this popularity and because they were Muslims who treated him as hero, in 1889 we find that Mirza Ghulam Ahmed decided at the age of 54 that he should accept the oath of discipleship from his followers or those who respected him or who were willing to accept him as their religious leader. Now here we find that in Baraheen-i-Ahmadiya he had already mentioned that he received some divine messages or was in communication with Allah; that was known; but in 1889, actually in December 1889, according to his son, Second Khalifa of Ahmadiya Jamaat, Rabwah or Qadian, he actually founded this movement in March 1889, and the foundation of the movement does not refer to his claim to prophethood or of Massih-e- Mauood but to the effect that he started receiving oath of descipleship from his followers. There is no doubt that at that stage he got followers because the writings which we have seen leave no doubt that he had a very forceful pen, very eloquent pen, and he was undoubtedly a* *very capable person. He wrote eloquently in Arabic, Persian and Urdu. But one fact must be kept in Mind that, in 1889, and there is some confusion on the point- in one place I read that in December 1889, he received a message that he was Messih-e- Mauood, but he did not announce it and did not proclaim it. He only went to Ludhiana from Qadian to receive the oath of discipleship. Why? Why he did not announce it there in Qadian is for you to judge. But I find from the book of Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad, the book called "Ahmadiyat or True Islam", that he went to Ludhiana to receive it, this oath of discipleship, and his other book, a small biography. In some other literature I read that according to Muslim religious literature, the Messiah was to come in a place, not come in a place but announce and proclaim his being Messiah in a place called 'Lud'. Probably keeping this in view he thought it appropriate to go to Ludhiana for the purpose or to receive oath of discipleship. He did not begin it in Qadian. This is what I want to point out. I shall go in greater detail about these controversies with Christians at a later stage.*

Here it is also my duty to bring to the notice of the House that it was seriously alleged that his prophethood and Ahmadi movement were inspired and nurtured by the British Imperialism. This is not only mentioned in the resolution but also in a lot of 2687 *other literature that it was done at a time when the call for Jehad was raised against* *these foreign imparialists, from Sudan to Samatra. It was felt, they say by the British, to stop this call for Jehad, and for that purpose they utilised Mirza Sahib's services. This is an aspect also to which I draw your attention. It is also alleged that the followers of Mirza Ghulam Ahmad, because of the oath of discipleship, which contained a caluse, or that was part of his faith, should be loyal to the British Government, or that loyalty to the British Government was made an article of faith- a very servious factor- which was very much resented by the Muslims who wanted to get rid of the foreign imperialists who had usurped their Government and their authority in this sub- continent. In this way, it is alleged that because of that faith or part of that faith- loyalty to the British Government. The Ahmadi's or the followers of Mirza Ghulam Ahmad provided very good and excellent spies to the British Government. We find a reference that in 1925 there was one Mulla Abdul Hakim and another Mulla Noor Ali; two Ahmadis who in Afghanistan were declared 'Murtad' and Killed, not because they were Murtad, not only for that reason, but according to the statements of those days, and I understand 'Al-Fazil' of 3rd March, 1925 also, confirmed this fact that they were found in possession of some documents indication that they were agents of the British Government and that they wanted to overthrow the Government. I have to bring it to the notice of the House that these are the facts which have been mentioned. I do not* *say they are correct.*

As regards Mirza Sahib's interpretation of, or his approach to, the Holy Quran, as far as I understand, his approach was similar to that of Sir Syed Ahmad Khan, except for a few Ayyats which according to him concern Messiah or his own Prophethood. He had a rationalistic interpretation of the Holy Quran. The most spectacular weapon that he used to overcome and over- awe Muslims and others was his prophesies, I should say his reckless prodictions about the persons who opposed him that they would come to sad end within a limited period or suffer miserably.

Madam, in 1981, Mirza Sahib claimed to be the Promised Messiah and later on he also claimed to be a prophet. I will deal with as to what kind of prophet he claimed he was, later on. According to his son, Mirza Bashir -ud-Din Mahmud Ahmad, and I quote from his book "Ahmadiyyat or the True Islam".

2688 *"His task was to sift all errors and mis interpretations which may have crept into an existing religious system owing to laps of time; but he had a much higher mission to perform. He had to discover in it new and limitless treasures or eternal truths and hidden powers.*

By pointing out this miracle of the Holy Quran, the Promised Messiah has effected a revolation in spiritual matters. The Muslims certainly believed that the Holy

Quran was perfect, but during the last thirteen hundred yerars nobody had imagined that not only was it perfect but that it was an inexhaustible store house in which the needs of all future ages had been provided for, and that on investigation and research it would yield far richer treasures of spiritual knowledge than the material treasures which nature is capable of yielding. The Holy Founder of the Ahmadiyya Movement has, by presenting to the world this miraculous aspect of the Holy Quran, thrown open the door to a far wider field of discovery and research in spiritual matters, than any scientific discovery has ever done in the realm of physical science. He not only purified Islam of all extraneous errors and presented it to the world but also presented the Holy Quran to the world in a light which served at once to satisfy all the intellectual needs of mankind which the rapidly changing conditions of the world had brought into existence and to furnish a key to the solution of all future difficulties."

Now, Madam, I shall briefly say one or two things on this point, namely, that he discovered hidden treasures in the Holy Quran which for thirteen hundred years no other Muslim had been able to discover. Nobody doubts that the Holy Quran has a wealth or treasure that mankind will discover; nobody can deny that. it is full of wisdom. As man progresses, as we go deep into it, we find new meanings and new discoveries. But when I pointedly asked Mirza Nasir

Ahmad as to what the discoveries were which except Mirza Sahib no Muslim knew before, apart from his interpretation of 'Khatim-un- Nabiyyeen', or about the life of Hazrat Essa whether he is alive or not, he pointed out that there was his commentary on "Surah Fateha" in which 70 percent of his interpretation and commentary was new. That is for the learned Ulama of the House to judge and comment on. I have nothing to [2689] ***say; but I know of only Allama Iqbal's opinion about his discoveries in the Holy Quran, namely:***

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
آن کہ در قرآں بجز از خود ندید

(Our age has also produced a porphet, who in the Quran could see nothing but himself.)

And I think it is a very fair assessment. As far as we could understand, Mirza Sahib interpreted or re- interpreted those provisions which interested him.

Now, Madam, while dealing with his life and religious career, I will draw the attention of the House to three defferent stages in his life, and in this career, as already mentioned, the first stage was when he was a religious leader like other Muslim religious leaders having the same faith, the same views, the same notions, and he crossed swords with Christians and Arya Samajes. To indicate his view at this stage, say from 1875-76 to 1888-1889, I will first read a quotation. It is a translation from Arabic from 'Roohani Khazain', volume:7, page:220,

by Mirza Ghulam Ahmad Quadiani, Here he says:

”کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم وصاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النّبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول لا نبی بعدی میں واضح طور پر فرمادی اور اگر ہم اپنے نبی کے بغیر کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے۔ درآں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔“

This was in clear terms. He expressed his views on the subject of "Khatim-un- Nabiyyeen". Then he further said:

”[2690]آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث ”لا نبی بعدی “ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت پر کلام نہ تھا اور قرآن شریف کا ہر لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیات ”ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین “ اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔“

This was from 'Kitabul Bariya', volume:13, Roohani Khazain, Hashia:217-218.

Again he says his ”ازالہ اوہام“ ***appearing in*** ”روحانی خزائن“ ***volume:3, page:412, I quote:***

”ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النّبیین میں وعدہ کیا گیا ہے جو جو حدیثوں میں بہ تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔“

Then three is quotation from an اشتہار ***of Mirza Sahib published on the 20th of Shaban in Tabligh of Mirza Sahib Resalat. Here he says and I quote:***

”ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل

ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

This was the first stage of his religious carreer.

The second stage starts somewhere 1888 when the oath of discipleship was taken from his followers. I will read about the oath of discipleship from the book of Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad, page:30. It says:

2691 *"In short the effect of the book began (he is talking of "براہین احمدیہ") gradually to spread and many a people wrote to the promised Messiah praying that he might accept from them the oath of discipleship. But he always declined and replied that all his actions depended upon Divine guidance till the month of December, 1888, when the revelation came to him that he should accept from people the oath of descipleship. Accordingly, the first oath took place in the year 1889 at Lodhiana (as I have already mentioned) in the house of one sincere followers named Mian Ahmad Jan and the first to take the oath was Maulana Moulvi Nooruddin (May God be pleased with him). The same day altogether 40 persons took the oath."*

As already mentioned by him, at this stage he had not proclaimed that he was a promised Messiah or prophet. He had only mentioned that he was receiving divine revelation and was in communication with God.

Then, Madam, we go to the second stage of his career and how he starts the beginning. I may be wrong, but as far as I could understand, he moved very cautiously, very *carefully, to change the position which he had taken before. The lecture in Sialkot, and 'Mubahsa' in Rawalpindi, at these places, he made some utterances which are interesting. He does not claim that he is a prophet. But he says, and I quote:*

”تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعے وہ نعمتیں کیوں کر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً فوقتاً آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور ان کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔“

Then the next step we find is this which I have just read from his 'Roohani Khazain', volume:20, page:327. Then 'Tajaliat-i- Ilahia'. Again, I quote from 'Roohani Khazin', volue 20,page 412, here he says:

2692”اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔“

So now he has claimed to be a prophet or a 'Nabi' of a sub-ordinate nature. He is not a full- fledged prophet. He says he belongs to the 'Umat' of the holy Prophet of Islam and through his benedication and blessing he has acquired that status. And when he is asked to define, then in 'Tajilliat-i- Ilahia', 'Mubahasa Rawalpindi' again in 'Roohani Khazain', volume:20, page:412, he says:

”میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی اور قطعی بکثرت نازل ہو جو غائب پر مشتمل ہو۔ اس لئے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔“

The next step or argument advanced by him is in 'Haqiaqt-ul- Wahi', published in 'Roohani Khazin',

volume:22, page:99-100. Here he says and clearly says:

"خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے۔"

Then he says in 'Nazool Masih', 'Hashia Az Mubahsa Rawalpindi', in 'Roohani Khazain', volume:18, page:381:

"میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔"

I will not take more of the honourable House's time but I will read at this stage only one or two small quotations. He says in "Haqiqat-ul- Wahi' again from 'Roohani Khazain', volume:22, page:100:

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرایا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی ہے۔"

2693 ***[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali).]***

Mr. Yahya Bakhtiar: ***After that we reach the third stage of his carrer, but before I come to that, Sir, there are one or two references to which I will draw your attention. They are about their interpretation of "خاتم النبیین" and why there was need for a Prophet according to the***

Qadianis or Mirza Ghulam Ahmaed himself or his followers. This reason is given in "کلمۃ الفصل" which is published in the Review of Religions, volume:XIV, No.3, March and April 1915 issue. I find it interesting and pathetic, and I do not have to say why, but the background and the reasons why Mirza Sahib had to claim or was sent as Massih-e-Mouood is given here on page:101. I will just read some portions of it. It is written- narration- he says:

”دجال نے پورے زور کے ساتھ خروج کیا تھا یاجوج ماجوج کی فوجیں ہر ایک اونچی جگہ سے امڈی چلی آتی تھیں۔ اسلام عیسائیت کے پاؤں پر جان کنی کی حالت میں پڑا تھا اور دہریت اپنے آپ کو ایک خوبصورت شکل میں پیش کر رہی تھی۔ مگر اس پر بھی مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور وہ خواب غفلت میں سویا کیے حتیٰ کہ وقت آیا جب محمد ﷺ کی روح اپنی امت کی حالت زار کو دیکھ کر تڑپتی ہوئی آستانہ الٰہی پر گری اور عرض کیا کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ! اے غریبوں کی مدد کرنے والے! میری کشتی ایک خطرناک طوفان میں گھر گئی ہے۔ میری بھیڑوں پر بھیڑیے ٹوٹ پڑے ہیں۔ میری امت شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے تو خود میری مدد فرما اور میری بھیڑوں کے لئے کسی چرواہے کو بھیج۔ تب یکایک آسمان پر سے ظلمت کا پردہ پھٹا اور خدا کا ایک نبی فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے زمین پر اترا، تا کہ دنیا کو اس طوفان عظیم سے بچائے اور امت محمدیہ کی گرتی ہوئی عمارت کو سنبھال لے۔“

Then further he says:

”[2694] وہ جو دنیا کا آخری نجات دینے والا بن کر آسمان پر سے دنیا کی مصیبت کے وقت زمین پر اترا وہ جو امت محمدیہ کی بھیڑوں پر حملہ کرنے والے بھیڑیوں کو ہلاک کرنے کے لئے آیا وہ جو اسلام کی کشتی کو طوفان میں گھرے ہوئے دیکھ کر اٹھا تا اسے کنارہ پر لگائے۔ وہ جو خیر الامم کو شیطان کے پنجہ میں گرفتار پا کر شیطان پر حملہ آور ہوا وہ جو دجال کو زوروں پر دیکھ کر اس کے طلسم کو پاش پاش کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ وہ جو یاجوج ماجوج کی فوجوں کے سامنے اکیلا سینہ سپر ہوا وہ جو مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کو دور کرنے کے لئے امن کا شہزادہ بن کر زمین پر آیا وہ جو دنیا پر اندھیرا چھایا ہوا پا کر آسمان پر سے نور کو لایا ہاں وہ محمد ﷺ کا اکلوتا بیٹا جس کے زمانہ پر رسولوں

نے ناز کیا تھا۔ جب وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لئے بھیڑیے بن گئیں۔ اس پر پتھر برسائے گئے۔ اس کو مقدمات میں گھسیٹا گیا۔ اس کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ اس پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ اس کو اسلام کا دشمن قرار دیا۔ اس کے پاس جانے سے لوگوں کو روکا گیا اس کے متبعین کو طرح طرح سے تکلیفیں دی گئی......"

I do not have to comment on this, Sir. On the one hand it has been eloquently said on behalf of Ahmedis or Qadianis that Messiah will not come from heaven above as the other Muslims believe. Here they depict that picture showing him descending physically and that is being emphasised. Then the pathetic part is that on the one hand it is said that how much this man was needed and how much he did and what was his cause, what was his aim, what was his purpose to help Muslamans, to save them, and yet as he says: "بھیڑیں بھیڑیے بن گئیں۔"

Why? Why this reaction? Why this sharp, violent, hostile reaction against a person who is a hero, who is a friend, who has been helping them? This we have to consider and this is simple because he had struck at the roots of one of the cardinal principles of our 2695 *faith, the faith of Musalmans, the concept of* خاتم النبیین*, There was not other reason why Muslims sould attack a person and be so hostile to him as his own son describes.*

Again, Sir, the reason why Mirza Sahib came into this world as a Nabi or Messiah and what was the need for it and the interpretation of his followers and Mirza Sahib himself about the concept of ختم نبوت *is given in Mirza*

Bashiruddin Mahmood Ahmed's book 'Ahmadiyyat or True Islam', page:10 and 11. I will read from there. It is 1937 edition. I quote:

"We hold the belief that this succession of Prophets will continue in the future as it has existed in the past, for reason repudiates any permanent cessation of this system. If this world is to continue to pass through ages of spiritual darkness, aged in which men will wander away from their Maker; if from time to time men are to be liable to go astray from the right path and to grope in the thick darkness of doubt and despair in their efforts to regain it; if they are to continue their search after the light in all such ages and times, it is impossible to believe that Divine Torch- bearers and Guides should cease to appear; for it is inconsistent with رحمانیت (Rahmaniyyat), the Mercy of God, that he should permit the ill but should not provide the remedy, that he should create the yearning but should abolish the means of satisfying it. To imagine so would be to offer an insult to the Fountain- head of mercy and compassion, and to betray one's spiritual blindness... If the world was ever in need of a Prophet, it is much more in need of one today, when religion has become hollow and Truth is, as it were, dead."

Now, Sir, this is a rationalistic approach. They say that, well, after all, the world is a new place; different people will come and from time to time, as Allah sent his Prophets before, he will continue to send his Prophets. This sounds *reasonable, it seems sensible. He says that this process should not stop. Mankind will need revelation from Allah or somebody to come and interpret the revelation which has already come. This is their rational approach. They have published the book in England for English people. When I asked Mirza Nasir Ahmed whether any prophet had come* 2696 *after the Holy Prophet Muhammad (Peace be upon him) and before Mirza Ghulam Ahmad, he said, 'No'; when I asked whether any prophet has come or is likely to come after him, he said 'No'. So, all this reasoning and rationalism disappeared in fog and mist; and what does it actually mean: It simply means that he is* خاتم النّبیین*, Mirza Ghulam Ahmad is the last of all prophets. They come to that conclusion.*

Mr. Chairman: *I think, the rest we will take up tomorrow. So, tomorrow, we meet at 9:30 am. as the Committee of the whole House.*

Thank you very much.

(The Special Committee of the whole House adjourned to meet at half past nine of the colck, in the morning, on Friday, the 6th September, 1974)

(جناب چیئرمین: مسٹر اٹارنی جنرل)

(جناب یحییٰ بختیار: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسی وقت اپنے دلائل پیش کروں یا کچھ وقت کے بعد)

(جناب چیئرمین: ہم دس منٹ کے لئے وقفہ کریں گے جو معزز ممبران کل تقریر کرنا چاہتے ہوں۔ انہیں اٹارنی جنرل کے خطاب سے بہت سے نکات حاصل ہو سکیں گے۔ اسی طرح جو نکات اٹارنی جنرل کے خطاب میں حل ہو جائیں۔ انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ چنانچہ ہم سوا بارہ بجے اجلاس کریں گے)

(کمیٹی کا اجلاس چائے کے وقفہ کے لئے پندرہ منٹ کے لئے ملتوی ہوا)

(کمیٹی کا اجلاس چائے کے وقفہ کے بعد دوبارہ شروع ہوا)

(جناب چیئرمین: جی! اٹارنی جنرل صاحب)

(جناب یحیٰی بختیار: جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے میں ایوان سے اپنی ایک ہفتے کی غیر حاضری کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ جس کے باعث میں چند ایک معزز اراکین کی تقاریر نہ سن سکا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تقاریر کے دوران بہت قوی اور معقول دلائل دیئے گئے اور بہت سارے دلچسپ نکات سامنے لائے گئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں انہی دلائل یا نکات کا اعادہ کروں گا یا نہیں۔ لیکن مجھے ادائیگی فرض کے سلسلے میں کراچی جانا پڑا۔

دوسری بات جو جناب والا! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور جس کا پورا احساس معزز اراکین کریں گے وہ میری سرکاری حیثیت بطور اٹارنی جنرل کے لئے۔ میری کچھ قیود اور مجبوریاں ہیں۔ مجھے امید ہے کہ معزز اراکین ان کو بھی مدنظر رکھیں گے۔ سب سے پہلے تو موضوع کے حوالے سے میری زبان دانی کی مجبوری تھی۔ تاہم میں نے ہاؤس کی ہدایات کے مطابق حتیٰ المقدور بہترین طریقے سے فرض کو نبھانے کی کوشش کی اور اس کے لئے معزز اراکین نے مجھ پر جو اعتماد کیا اس کے لئے میں بہت شکر گزار ہوں اور اس تعاون کے لئے بھی جو مجھے معزز اراکین کی طرف سے دیا گیا۔

جناب والا! میں نے اپنی اہلیت کے مطابق اپنا فرض نبھانے کی پوری کوشش کی اور ادائیگی فرض کو معزز اراکین کی خواہشات کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو سوالات مجھے دیئے گئے تھے ان کو میں نے مناسب انداز میں پیش کیا۔

دوسری بات جناب والا! جہاں تک شہادت کا تعلق ہے۔ میری کوشش ہوگی جو کچھ

ریکارڈ پر شہادت موجود ہے۔ اسے مختصر طور پر پیش کروں۔ لیکن بحیثیت اٹارنی جنرل میں ایوان کا رکن نہیں ہوں۔ اس لئے نہ تو میں کوئی فیصلہ جج کی طرح دے سکتا ہوں اور نہ ہی اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا فرض ہے کہ میں غیر جانبدارانہ طور پر اس ایوان کی امداد کروں۔ ہم سب کو احساس ہوگا کہ میں یہاں پر صرف ایک فریق کی نمائندگی یا دوسرے فریق کی مخالفت نہیں کرتا۔ آپ اس معاملہ میں بحیثیت منصف کے ہیں۔ اس لئے میرا فرض منصبی ہے کہ میں معاملہ کے دونوں پہلو آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ نہ تو کوئی یہ محسوس کرے اور نہ ہی کہہ سکے کہ یہ یکطرفہ کاروائی تھی اور اٹارنی جنرل نے اپنی حیثیت کا جائز یا ناجائز استعمال کرتے ہوئے فیصلہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔ چنانچہ مجھے امید ہے کہ میری ان مجبوریوں کے مدنظر اگر میں دونوں فریقوں کے نقطہ نظر یا دوسرے فریق کے نقطۂ نظر کو بھی پیش کروں تو اسے صحیح انداز میں ہی سمجھا جائے گا۔

جناب والا! جہاں تک فیصلہ کا تعلق ہے وہ تو معزز اراکین نے ہی کرنا ہے اور مجھے یقین واثق ہے کہ یہ ایک بہت ہی منصفانہ فیصلہ ہوگا۔ صحیح فیصلہ ہوگا۔ جو کہ ملک کے عوام کی خواہشات اور احساسات کے مطابق ہوگا۔ ہمیں اسلام اور ملک کے مفادات کو ذہن نشین رکھنا چاہئے اور مجھے ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ حب الوطنی اور اسلام کے ساتھ محبت کے احساسات ہر لحہ موجود ہیں اور اس لئے مجھے اس بارے میں بھی قطعاً کوئی شبہ نہیں کہ معزز اراکین بالکل درست فیصلہ کریں گے۔

مجھے اس موضوع پر وزیراعظم کے ساتھ بحث مباحثہ کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ وزیراعظم صاحب اس معاملے کے متعلق بہت بیتاب ہیں۔ کیونکہ اس کا فیصلہ بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ وزیراعظم کی سوچ ایک عام مسلمان کی سوچ کی مانند ہے اور ان کے جذبات ایک عام مسلمان کے جذبات ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ وزیراعظم بھی ہیں۔ اس لئے یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ کوئی شخص اپنے حقوق سے محروم نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی کو بلا قانونی جواز اپنی زندگی، آزادی عزت اور شہرت سے محروم کیا جائے۔ جناب والا! میں امید کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس ایوان کے اندر جو رہنما موجود ہیں انہوں نے کافی سوچ بچار کیا ہے اور ان کی انتہائی کوشش ہے کہ اس معاملہ کا ایک نہایت ہی مناسب اور منصفانہ فیصلہ ہو۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ جرح کے دوران میں نے امیر جماعت احمدیہ ربوہ پر واضح کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ ایوان نہ تو کسی کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور نہ ہی کسی کی دل آزاری کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایوان ایک منصفانہ فیصلہ کرنا

چاہتا ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنی گزارشات کروں گا اور تمام حقائق اور واقعات کو اختصار کے ساتھ پیش کروں گا)

(جناب یحییٰ بختیار: جناب والا! ایوان کے سامنے ایک ریزولیوشن اور ایک تحریک ہے۔ تحریک جو کہ معزز وزیر قانون نے پیش کی تھی کا متن حسب ذیل ہے: ’’رولز آف بزنس کے قاعدہ نمبر ۲۰۵ کے تحت میں مندرجہ ذیل تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیتا ہوں۔ یہ کہ یہ ایوان ایک ایسی خصوصی کمیٹی کی تشکیل کرے جو کہ پورے ایوان پر مشتمل ہو، اس کمیٹی میں وہ تمام اشخاص شامل ہوں جو ایوان کو خطاب کرنے کا حق رکھتے ہوں۔ نیز ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کا استحقاق رکھتے ہوں۔ سپیکر صاحب! اس خصوصی کمیٹی کے چیئرمین ہوں اور یہ کمیٹی مندرجہ ذیل امور سرانجام دے:

۱...... دین اسلام کے اندر ایسے شخص کی حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا جو حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ﷺ ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو۔

۲...... کمیٹی کی جانب سے متعین کردہ میعاد کے اندر اراکین سے تجاویز، مشورے، ریزولیوشن وصول کرنا اور ان پر غور کرنا۔

۳...... مندرجہ بالا متنازعہ امور کے بارے میں شہادت لینے کے بعد اور ضروری دستاویزات پر غور کرنے کے بعد سفارشات پیش کرنا۔

کمیٹی کی کارروائی کے لئے ’’کورم‘‘ چالیس اشخاص کا ہوگا۔ جن میں سے دس کا تعلق ان پارٹیوں سے ہوگا جو کہ قومی اسمبلی کے اندر حکومت کی مخالف ہیں یعنی حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں۔‘‘

جناب والا! ایک دوسرا ریزولیوشن ہے۔ جو کہ اس ایوان کے سینتیس (۳۷) معزز اراکین نے پیش کیا تھا)

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر نے کرسی صدارت سنبھالی اور چیئرمین صاحب نے کرسی صدارت چھوڑ دی)

(جناب یحییٰ بختیار: جناب والا! اس ریزولیوشن کا متن یہ ہے:

ہم مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کرنے کی التماس کرتے ہیں۔ ہرگاہ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

اور ہرگاہ مرزا غلام احمد کا جھوٹا دعویٰ نبوت کئی ایک قرآنی آیات کی غلط تاویل کرنے کی

کوشش اور جہاد کو منسوخ کرنے کی کوشش۔ یہ سب باتیں اسلام کے بنیادی اصولوں کے ساتھ دغا اور فریب ہیں۔

اور ہرگاہ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) سراسر سامراج کا پیدا کردہ تھا۔ جس کا واحد مقصد اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور اسلام کو بدنام کرنا تھا۔

اور ہرگاہ تمام ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، خواہ وہ اسے نبی مانتے ہوں یا اسے کسی شکل میں بھی مذہبی رہنما یا مصلح متصور کرتے ہوں۔ تمام کے تمام دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اور ہرگاہ اس کے پیروکار خواہ وہ کسی بھی نام سے جانے جاتے ہوں۔ سب کے سب اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ ظاہر کرتے ہوئے ملک کے اندر اور ملک سے باہر تخریب کاری میں ملوث ہو رہے ہیں۔

اور ہرگاہ ۶؍اپریل تا ۱۰؍اپریل ۱۹۷۴ء کو مکہ المکرمہ میں ورلڈ مسلم آرگنائزیشن کی کانفرنس جو کہ رابطہ عالم اسلامی کے تحت منعقد ہوئی اور جس میں تمام دنیا کی ۱۴۰ تنظیموں نے حصہ لیا۔ اس کانفرنس نے متفقہ طور پر اعلان کیا کہ قادیانیت، اسلام اور تمام عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو کہ محض جھوٹ اور فریب سے اپنے کو اسلام کا ایک فرقہ ظاہر کرتی ہے۔

چنانچہ یہ اسمبلی یہ اعلان کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، خواہ وہ کسی نام سے بھی پکارے جاتے ہوں۔ مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جائے۔ تاکہ اس اعلان کو قانونی طور پر نافذ کرنے کے لئے آئین میں ضروری ترمیم کی جا سکیں اور ان کے جائز قانونی حقوق کو بطور غیر مسلم اقلیت کے تحفظ دیا جا سکے۔

جناب والا! یہ دو تحاریک ہیں۔ ایک ریزولیوشن ہے اور ایک تحریک، ان کے علاوہ کچھ اور ریزولیوشن بھی ہیں جو کہ اس ایوان کے زیر غور ہیں۔ لیکن ان کا زیادہ تر تعلق آئینی ترامیم کی تجاویز کے بارے میں ہے۔ دو وجوہات کے باعث میں ان کے متعلق کچھ گذارش پیش کروں گا۔ نمبر ایک صرف یہی دو دستاویزات اخباروں میں شائع ہوئی تھیں اور ان دستاویزات کی بنیاد پر متعلقہ جماعت (احمدیہ) نے اپنے اپنے جوابات اور عرض داشتیں پیش کی تھیں۔ ان کے بیانات بھی ان ہی دستاویزات کی بنیاد پر لئے گئے تھے۔ اس لئے دوسرے ریزولیوشن کے بارے میں کچھ کہنا قرین انصاف نہ ہوگا۔ کمیٹی کو ان کے بارے میں کاروائی کرنے کا پورا اختیار ہے۔ جسے کسی مرحلہ پر استعمال کرنے کی مجاز ہے۔ تاہم میں اپنی گذارشات کو ان دو دستاویزات تک محدود رکھوں

گا اور مختصر تبصرہ کروں گا۔ پیشتر ازیں کہ اس ضابطہ پر بات کروں جو کہ ان دستاویزات پر غور کرنے کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ اگر میں بے باکی سے اپنی گذارشات پیش کروں تو اس کا غلط مطلب نہیں لیا جائے گا۔

آغاز میں پہلے وہ تحریک جو کہ عزت مآب وزیر قانون نے پیش کی تھی۔ جناب والا! تحریک کے الفاظ ہیں: ’’دین اسلام کے اندر ایسے شخص کی حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا جو حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو۔‘‘

آیئے! پہلے اس جملہ یا ترکیب کو لیں۔ ’’اسلام کے اندر حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا۔‘‘ اگر ایوان کی یہ رائے ہو کہ جو لوگ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ تو پھر ایسے لوگوں کا اسلام میں کوئی مقام نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کا اسلام سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ تحریک بذات خود اپنے اندر تضاد رکھتی ہے۔ اگر یہ کہا جاتا کہ ’’اسلام میں یا اسلام کے حوالہ سے بحث کرنا‘‘ تو پھر بات سمجھ میں آسکتی تھی۔ لیکن یہ کہنا کہ اسلام میں حیثیت یا مقام اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تضاد ہے جو زیادہ اہم نہ بھی ہو۔ لیکن یہ تضاد ایوان کے نوٹس میں لانا میرا فرض تھا۔ یہ آپ نہیں کہہ سکتے کہ اسلام میں ان کی حیثیت کیا ہے۔ ہاں! یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے حوالے سے ان کی حیثیت کیا ہے۔ جناب والا! جو ریزولیوشن سینتیس (۳۷) اراکین نے پیش کی ہے میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ اس میں بھی کچھ تضاد ہے۔ میں زیادہ تفصیل میں تو نہیں جاؤں گا۔ تاہم معزز اراکین اس بات کو نوٹ کریں کہ ایک جگہ کہا گیا ہے کہ: ’’ہرگاہ مرزا غلام احمد سامراج کا پیدا کردہ تھا جس کا واحد مقصد اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور اسلام کو بدنام کرنا تھا۔‘‘

پھر آگے چل کر کہا گیا: ’’ہرگاہ ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے ماننے والے خواہ وہ اسے نبی مانتے ہوں یا مذہبی رہنما یا مصلح تصور کرتے ہوں۔ اسلام کے دائرے سے خارج ہیں۔‘‘

پھر آگے چل کر: ’’(مرزا غلام احمد کے) پیروکار خواہ وہ کسی نام سے پکارے جاتے ہوں۔ سب کے سب اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ ظاہر کرتے ہوئے ملک کے اندر اور ملک کے باہر تخریب کاری میں ملوث ہو رہے ہیں۔‘‘

یہ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اس کے بعد مطالبہ ہے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دو۔ یعنی غیر مسلم مذہبی اقلیت اور آئین میں ترمیم کرو اور ان کے جائز قانونی حقوق کا تحفظ کرو۔ کیا آپ

تخریب کاری کو دوام دینا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ان چیزوں کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں جن کا ذکر دیباچہ میں کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا تضاد ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا تھا۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ انہیں ایک اقلیت قرار دو۔ ایک الگ اکائی بناؤ اور جب آپ ایسے کرتے ہیں تو آپ کو ان کے حقوق کا تحفظ کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر چارہ کار نہیں اور یہ ریزولیوشن کا ایک بہت ہی عمدہ جزو ہے۔ میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ان کے جائز حقوق کا قانونی تحفظ کیا جائے تو اس کی تعریف کرتا ہوں۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ (جماعت احمدیہ) ایک تخریبی تحریک ہے۔ وہ ملک کے اندر اور ملک کے باہر تخریب کاری میں ملوث ہیں۔ وہ تخریب کاری کیا ہے۔ ان کے اپنے مذہب (یا عقیدے) کا پرچار۔ ان کے (اپنے عقیدے کے مطابق) مذہب پر عمل درآمد، آپ ان کے حقوق کا تحفظ بھی چاہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کی مذمت بھی کرتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں یک جا نہیں ہوسکتیں۔ یہ تو بالکل صاف بات ہے۔ میں کوئی تنقید نہیں کر رہا۔ مجھے تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں۔ لیکن میرا فرض ہے کہ میں معزز اراکین کی توجہ اس امر کی طرف دلاؤں کہ اگر آپ شہری آبادی کے کسی حصے کو ایک الگ مذہبی جماعت قرار دیتے ہیں تو پھر نہ صرف ملک کا آئین بلکہ آپ کا مذہب تقاضا کرتا ہے کہ آپ ان کے حقوق کی حفاظت کریں۔ ان کو اپنے مذہب کے پرچار اور عمل کا حق دیں۔ اس سے زیادہ میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا۔ کیونکہ مجھے پورا احساس ہے کہ میرے پاس وقت بہت ہی محدود ہے۔

چنانچہ ان دو دستاویزات کی روشنی میں (تحریک اور ریزولیوشن) اس معزز ایوان نے کچھ متنازعہ امور کا فیصلہ کرنا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱...... کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

۲...... اس دعوے کا اسلام میں یا اسلام کے حوالے سے کیا مضمرات ہیں۔ میں نے اسلام میں اور اسلام کے حوالے سے دونوں کا ذکر کیا ہے۔

۳...... ختم نبوت کا مطلب یا تصور کیا ہے۔ جب ہم خاتم النبیین کہتے ہیں تو ہمارا کیا مطلب ہوتا ہے۔

۴...... کیا ملت اسلامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار جو اسے نبی یا مسیح موعود مانتے ہیں یا دونوں حیثیتوں سے مانتے ہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۵...... کیا مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار ایسے مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتے۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتے ہیں۔

۶...... کیا مرزا غلام احمد نے ایک علیحدہ مذہبی جماعت کی بنیاد رکھی جو کہ دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ یا کہ اس نے اسلام کے اندر ہی نئے فرقے کا آغاز کیا۔

۷...... اگر اس نے الگ مذہبی جماعت کی بنیاد رکھی تو ایسی جماعت کا اسلام کے حوالے سے کیا مقام یا حیثیت ہوگی اور آئین کے مطابق اس جماعت کے حقوق کیا ہوں گے۔

(قادیانیوں اور لاہوریوں کی اسمبلی میں پیش ہونے کی درخواست)

اب میں مختصر طور پر ان واقعات کا ذکر کروں گا جو ریزولیشن اور تحریک کے پیش ہونے کے دن سے رونما ہوئے۔ یہ (ریزولیشن اور تحریک) ۳۰؍جون ۱۹۷۴ء کو پیش کئے گئے تھے۔ ان کے شائع ہونے کے بعد مرزا غلام احمد کے ماننے والے دو گروپوں کی طرف سے دو یادداشتیں داخل کی گئی تھیں۔ اس کے بعد دونوں گروپوں کے نمائندوں کو بلایا گیا تھا کہ وہ حلف لینے کے بعد اپنے بیانات اور یادداشتوں کو پڑھ کر سنائیں۔ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے زبانی بیان دینے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ تا کہ وہ اپنا نقطۂ نظر زیادہ طور پر واضح کر سکیں۔ جو دستاویزات انہوں نے داخل کیں۔ ان میں ریزولیشن میں عائد کردہ تمام الزامات سے انکار کیا گیا۔ ایوان کی کمیٹی نے ایک سٹیرنگ کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا تا کہ وہ سوالات کو وصول کرے اور ان کا تجزیہ کرے۔ اس مقصد کے لئے کمیٹی نے مجھے ہدایت کی ہے۔ ۲۵؍جولائی ۱۹۷۴ء سے اسلام آباد میں موجود رہوں۔ اسی ہدایت کے مطابق میں ۲۱؍جولائی کو اسلام آباد آ گیا تھا۔ سٹیرنگ کمیٹی نے سوالات کی جانچ پڑتال ایک ہفتہ میں کر لی۔ حالانکہ سوالات سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ مرزا ناصر احمد کی سربراہی میں احمدیہ جماعت ربوہ کا بیان ۵؍اگست تا ۱۰؍اگست کو ہوا۔ اس کے بعد دس یوم کا وقفہ رہا۔ مرزا ناصر احمد کا مزید بیان ۲۰؍اگست تا ۲۴؍اگست ہوا۔ کل گیارہ روز تک بیان ہوتا رہا۔ اس کے بعد احمدیہ جماعت کے دوسرے گروہ کا بیان ہوا۔ جس کے سربراہ مولانا صدرالدین تھے۔ چونکہ مولانا صدرالدین کافی بوڑھے ہیں اور اچھی طرح بات سننے کی قوت نہیں رکھتے۔ اس لئے ان کا بیان میاں عبدالمنان عمر کے وسیلہ سے ہوا۔ ان کا بیان دو دن میں ہوا۔ یہ اس وجہ سے نہیں ہوا کہ ایوان کسی قسم کا امتیاز برت رہا تھا۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے حقائق، دستاویزات اور مرزا غلام احمد کی تحریریں پہلے گروپ کے بیانات میں ریکارڈ پر آ چکے تھے اور جہاں تک دوسرے گروہ کا تعلق ہے۔ مزید تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہ تھی۔

(مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت)

جہاں تک پہلے متنازعہ امر کا تعلق ہے۔ یعنی کیا مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں۔ اس سلسلے میں مرزا غلام احمد کی زندگی، تصانیف اور احمدیہ تحریک کے بارے میں اختصار کے ساتھ ذکر کرنا سودمند ہوگا۔ اس طرح حقیقت میں میں دراصل پہلے متنازعہ امر کا احاطہ ہی کروں گا۔ مرزا ناصر احمد نے مرزا غلام احمد کے زندگی کے مختصراً حالات اس طرح بیان کئے: ’’آپ ۱۳؍فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان میں پیدا ہوئے[1]۔ آپ کے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ صاحب تھا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم چند استادوں کے ذریعے سے گھر پر ہی ہوئی۔ آپ کے اساتذہ کے نام فضل الٰہی، فضل احمد اور گل محمد تھے۔ جن سے آپ نے فارسی، عربی اور دینیات کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور علم طب اپنے والد صاحب سے پڑھا۔

آپ شروع سے ہی اسلام کا درد رکھتے تھے اور دنیا سے کنارہ کش تھے۔ آپ کا ایک شعر ہے۔

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

آپ نے عیسائیوں اور آریوں کے ساتھ ۱۸۷۶ء کے قریب اسلام کی طرف سے مناظرے اور مباحثے بھی کئے اور ۱۸۸۴ء میں اپنی شہرۂ آفاق کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ کی اشاعت کی۔ جو قرآن کریم آنحضرت ﷺ اور اسلام کی تائید میں ایک بے نظیر کتاب مانی گئی ہے۔ ۱۸۸۹ء میں آپ نے باذن الٰہی سلسلہ بیعت کا آغاز کیا اور ۱۸۹۱ء میں خدا تعالیٰ سے الہام پاکر ’’مسیح موعود‘‘ ہونے کا دعویٰ کیا۔

آپ کی تمام عمر اسلام کی خدمت میں گذری اور آپ نے ۸۰ کے قریب کتابیں تصنیف فرمائیں جو عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ہیں اور ان تینوں زبانوں میں آپ کا منظوم کلام بھی ملتا ہے۔ آپ کا اور آپ کی جماعت کا واحد مقصد دنیا میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ تھا اور ہے۔ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کی وفات ہوئی اور ملک کے اخباروں، رسالوں نے آپ کی اسلامی خدمات کا پرزور الفاظ میں اعتراف کیا۔

---

[1] مرزا ناصر احمد کا کذب محض اور خالص دجل ہے۔ مرزا قادیانی ۱۹۳۵ء میں نہیں بلکہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی اپنی تحریرات اس پر گواہ ہیں۔ تفصیل گذر چکی ہے۔

آپ کی وفات کے وقت آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں اور اس وقت آپ کے خاندان کے افراد کی تعداد دو سو کے قریب ہے۔"

محترم! مرزا غلام احمد کی زندگی کے بارے میں میں کچھ مزید تفصیلات بیان کروں گا جو کہ مجھے ان دستاویزات سے حاصل ہوئی ہیں جو مجھے دیکھنے کا موقع ملا۔

مرزا غلام احمد کا تعلق پنجاب کے معروف اور معزز ''مغل خاندان'' سے تھا جو کہ مغل بادشاہ بابر کے زمانے میں سمرقند سے ہندوستان نقل مکانی کر کے آیا تھا۔ مرزا غلام احمد کے اجداد میں سے ہندوستان آنے والے پہلے شخص کا نام مرزا ہادی بیگ تھا۔ **Laquel Griffin** ''لیکل گرفن'' نے اپنی کتاب ''پنجاب چیف'' میں لکھا ہے کہ: ''مرزا ہادی بیگ کو قادیان کے گردو پیش ستر (۷۰) دیہاتوں پر قاضی یا مجسٹریٹ تعینات کیا گیا تھا۔ قادیان جسے مرزا ہادی بیگ نے آباد کیا، کا پہلا نام ''اسلام پور قاضی'' تھا۔ جو بعد میں بدلتے بدلتے قادیان بن گیا۔ کئی نسلوں تک یہ خاندان سرکاری عہدوں پر فائز رہا۔ جب سکھ اقتدار میں آئے تو یہ خاندان کسمپرسی اور غربت کا شکار ہو گیا۔"

اس کے بعد میں جسٹس منیر احمد (مرحوم) کی انکوائری کمیٹی ۱۹۵۳-۵۴ء کی رپورٹ سے اقتباس عرض کروں گا۔ مرزا غلام احمد کے متعلق کورٹ آف انکوائری رپورٹ میں درج ذیل ہے: ''مرزا غلام مرتضیٰ جو کہ سکھ دربار کا جرنیل تھا، کا پوتا۔ اس نے فارسی اور عربی زبان کی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ مگر کوئی مغربی تعلیم حاصل نہ کی۔ ۱۸۶۴ء میں اس نے ضلع کچہری سیالکوٹ میں کوئی ملازمت حاصل کی اور چار سال ملازمت میں گذارے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد وہ دل وجان سے مذہبی ادب کی طرف متوجہ ہوا اور ۱۸۸۰-۸۴ء کے درمیان مشہور زمانہ کتاب ''براہین احمدیہ'' چار جلدوں میں تصنیف کی۔ اس کے بعد اور کتابیں تصنیف کیں۔ اس زمانے میں شدید مذہبی تکرار اور مناظرے ہو رہے تھے۔ اسلام پر نہ صرف عیسائیوں بلکہ آریہ سماج کی طرف سے بار بار حملے ہو رہے تھے۔ آریہ سماج ایک ہندو تحریک تھی جو کہ ان دنوں ہر دلعزیز بنتی جا رہی تھی۔"

میرے خیال میں جسٹس منیر احمد کا یہ کہنا درست نہیں کہ مرزا غلام احمد، مرزا غلام مرتضیٰ کا پوتا تھا۔ اسی کی وجہ یہ ہے کہ مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ، مرزا غلام احمد کے والد کا نام ہے۔ (نہ کہ دادا کا) ایوان میں مرزا ناصر احمد کے بیان کے مطابق ۱۸۶۰-۸۰ء کے درمیان انگریز اپنے ساتھ پادریوں کی ایک فوج ظفر موج لائے تھے۔ جن کی تعداد کوئی ستر کے لگ بھگ تھی۔ جس کے باعث شدید قسم کے مذہبی مناظرے شروع ہو گئے۔ ان پادریوں نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ

ہندوستان کے مسلمانوں کو عیسائی بنا دیں گے۔ ان پادریوں کے اسلام اور حضرت محمد ﷺ پر حملوں کے بارے میں مرزا ناصر احمد نے کہا: ”حکومت کے بل بوتے پر انہوں نے یہ کیا اور کر رہے تھے۔“

مرزا ناصر احمد کے مطابق چند علماء اور اسلام کا درد رکھنے والے رہنما عیسائیوں کے حملوں کو روکنے کے لئے آگے بڑھے ایسے لوگوں میں نواب صادق (صدیق) حسن خان، مولوی آل حسن، مولوی رحمت اللہ مہاجر دہلوی، احمد رضا صاحب اور مرزا غلام احمد شامل تھے۔ مرزا ناصر احمد نے کہا کہ میں ان سب کو تو نہیں جانتا تاہم میرا ایمان صرف مرزا غلام احمد پر ہی نہیں ان سب پر ہے۔ ”اللہ نے فراست دی تھی، اسلام کا پیار دیا تھا۔“

(مرزا غلام احمد قادیانی کے نامناسب رویے)

اور یہی وجہ تھی جس کی وجہ سے وہ عیسائیوں کے اسلام اور حضرت محمد ﷺ پر حملوں کو پسپا کرنے کے لئے میدان میں آئے۔ یہی مباحثے اور مناظرے مرزا غلام احمد سمیت ان تمام مسلمانوں کی ہر دلعزیزی کا باعث بنے۔ وہ مسلمانوں کے ہیرو بن گئے اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اسلام کے خلاف حملوں کی پسپائی میں مرزا غلام احمد ہر دلعزیزی میں سرفہرست تھا۔ گو یہ بات شہادت سے بالکل عیاں ہوتی ہے کہ ان حملوں کی پسپائی کے لئے جو طریقے اختیار کئے گئے۔ ان میں سے چند ایک نامناسب بلکہ قابل اعتراض تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جس طرح توہین کی گئی۔ یہ نہ صرف آج بھی قابل اعتراض ہے۔ بلکہ اس دور میں مسلمانوں نے اس پر اعتراضات کئے تھے۔ اس دور میں بھی مرزا غلام احمد کو بار بار وضاحتیں کرنا پڑتی تھیں۔ میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ غالباً اس ہر دلعزیزی کا ہی نتیجہ تھا کہ ۱۸۸۹ء میں مرزا غلام احمد نے ۵۴ سال کی عمر میں اپنے پیروکاروں اور معتقدین سے بیعت لینے کا فیصلہ کیا۔ پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے ”براہین احمدیہ“ میں پہلے ہی ذکر کر دیا ہوا تھا کہ اس کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم ہے اور اسے الہامی پیغامات موصول ہوتے ہیں۔ یہ سب کو معلوم تھا۔ دسمبر ۱۸۸۹ء میں مرزا غلام احمد کے بیٹے یعنی خلیفہ دوئم جماعت احمدیہ ربوہ یا قادیان کے مطابق۔ مرزا غلام احمد نے اس تحریک کی بنیاد رکھی۔ مارچ ۱۸۸۹ء میں حقیقتاً اس تحریک کی بنیاد رکھی گئی۔ تحریک کی ابتداء میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے نبی یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ تاہم یہ ذکر ملتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنے پیروکاروں سے بیعت لینا شروع کر دیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کو پیروکار ملتے رہے۔ وجہ یہ تھی کہ مرزا غلام احمد ایک قابل انسان تھا۔ جس کی تحریروں میں بلا کی روانی اور طاقت تھی۔ وہ روانی کے ساتھ عربی، فارسی اور اردو میں لکھتا تھا۔ ہاں! ایک حقیقت کو ذہن میں رکھیں کہ ۱۸۸۹ء میں

اس بارے میں کچھ شبہ ہے۔ ایک جگہ دسمبر ۱۸۸۹ء کا ذکر ہے۔ مرزا غلام احمد کو الہام ہوا کہ وہ مسیح موعود ہے۔ کہیں اس نے اس کا اظہار یا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ وہ قادیان سے لدھیانہ گیا اور اپنے پیروکاروں سے بیعت لی۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس نے اس کا اعلان قادیان میں کیوں نہ کر دیا۔ اس کا فیصلہ آپ پر منحصر ہے۔ مرزا البشیر الدین محمود احمد کی کتاب ''احمدیت اور سچا اسلام'' (ص ۱۰) سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ وہاں بیعت لینے گیا تھا۔ دوسری جگہ کسی اور اسلامی ادب میں میں نے پڑھا ہے کہ مسیح موعود اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان ''لد'' نامی جگہ پر کرے گا۔ غالباً اس کے پیش نظر مرزا غلام احمد نے ''لدھیانہ'' جانا مناسب خیال کیا کہ وہاں جا کر ہی بیعت لینا چاہئے۔ اس نے اس کا آغاز قادیان سے نہیں کیا۔ یہ بات میں آپ کو خصوصی طور پر گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ عیسائیوں کے ساتھ مناظروں کے بارے میں میں مزید تفصیلات بعد میں عرض کروں گا۔

(قادیانی انگریز کے جاسوس)

ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ایک سنگین اعتراض یہ عائد کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد کی نبوت اور احمدیہ تحریک انگریز کی ایماء اور مشورے کی مرہون منت ہے۔ اس بات کا ذکر صرف ریزولیشن میں ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ بہت سے علمی ادب پاروں میں بھی ذکر ملتا ہے کہ (مرزا غلام احمد کی نبوت اور احمدیہ تحریک) کا شوشہ اس وقت پیدا کیا گیا جب سوڈان سے لے کر سماٹرا تک بیرونی سامراجیت کے خلاف اعلان جہاد ہوا۔ یہ سب انگریزوں نے جہاد کو روکنے کے لئے کیا اور مرزا غلام احمد کی خدمات سے فائدہ اٹھایا۔ یہ بھی ایک پہلو ہے۔ جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ بھی کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کے لئے انگریزوں سے مکمل وفاداری جزو ایمان ہے۔ اس کا عہد وہ بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ یہ ایک نہایت ہی اہم بات ہے۔ کیونکہ انگریزوں سے وفاداری کی شرط کی مسلمان بہت مخالفت کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ بیرونی سامراجیت جس نے ان کی حکومت اور اختیارات کو غصب کر رکھا تھا، سے نجات حاصل کی جائے۔ انگریزوں سے وفاداری کی شرط ایمان ہونے کی وجہ سے احمدی یا مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کی شکل میں انگریزوں کو بہت ہی اعلیٰ قسم کے جاسوس مل گئے تھے۔

(افغانستان میں دو قادیانیوں کا قتل)

ہمیں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ ۱۹۲۵ء میں افغانستان میں دو مرزائیوں/ احمدیوں کو قتل کر دیا گیا نہ محض اس وجہ سے کہ وہ مرتد ہو گئے تھے۔ بلکہ ان کے قبضہ سے ایسی دستاویزات برآمد ہوئی

تھیں جن سے پتہ چلا کہ وہ انگریز حکومت کے جاسوس تھے اور وہ افغان حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے تھے۔ ایوان کے نوٹس میں میں یہ حقائق لانا چاہتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ درست یا سچ ہیں۔

جہاں تک مرزا صاحب کی قرآن کے فہم یا سوچ کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں وہ کم وبیش سر سید احمد خان جیسی ہی ہے۔ ماسوائے چند آیات کے جن کا تعلق حضرت مسیح علیہ السلام سے ملے یا جن کا تعلق مرزا صاحب کی اپنی نبوت کے بارے میں ہے۔ وہ قرآن کے فہم کا ادراک رکھتا تھا۔ اپنے مخالفین کو ڈرانے دھمکانے کے لئے اس کا نمایاں ہتھیار اس کی وہ پیش گوئیاں تھیں جن کے ذریعہ وہ محدود مدت کے اندر اندر مخالفین کی موت یا تذلیل کا دعویٰ کیا کرتا تھا۔

محترم! ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے پہلے مسیح موعود ہونے کا اعلان اور بعد میں نبی ہونے کا اعلان کیا۔ اس نے کس قسم کی نبوت کا اعلان کیا۔ اس کا ذکر میں بعد میں کروں گا۔ مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنی کتاب ”احمدی یا سچا اسلام“ میں لکھتے ہیں: ”اس کا کام ان غلطیوں اور غلط توجیہات کا ازالہ کرنا تھا جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دین کے اندر سرایت کر گئی تھیں۔ بلکہ اس کو اس سے بھی اعلیٰ مقصد کی تکمیل کرنا تھی۔ اس ضمن میں اس کو لامحدود خزانے، اٹل سچائیاں اور پوشیدہ قوتیں تلاش کرنا تھیں۔ قرآن کے اس معجزے کا اعلان کرتے ہوئے مسیح موعود نے ایک روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ مسلمانوں کا یہ توپختہ ایمان تھا کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے۔ لیکن گذشتہ پندرہ سو سالوں میں کسی نے یہ خیال نہیں کیا تھا کہ قرآن کریم نہ صرف مکمل کتاب ہے۔ بلکہ اس میں مستقبل کی ضروریات کے لئے ایک کبھی نہ ختم ہونے والا ذخیرہ موجود ہے جس کی تفتیش اور تحقیق سے روحانیت کے انمول خزانے رونما ہوں گے۔ دنیا کے سامنے قرآن کے اس اعجاز کو نمایاں کر کے بانی سلسلہ احمدیہ نے روحانیت کی تفتیش اور تحقیق کے راستے کھول دیئے۔ یہ دنیاوی سائنس کے مقابلہ میں بہت ہی اعلیٰ اقدام ہے۔ مرزا غلام احمد نے نہ صرف اسلام کو تمام غلطیوں سے پاک کر دیا۔ بلکہ قرآن کریم پر ایسی روشنی ڈالی جس سے دنیا اور انسانیت کے سامنے عقل و دانش کی تسکین کا سامان بہم پہنچایا۔ گویا مستقبل کی تمام مشکلات کو حل کرنے کی کلید پیش کر دی۔“

(مرزا قادیانی کی ذاتی اغراض)

محترم! اس بارے میں صرف ایک دو باتیں کروں گا۔ یعنی یہ کہ مرزا غلام احمد نے ان پوشیدہ خزانوں کا پتہ لگا لیا۔ جن تک گذشتہ تیرہ سو سالوں میں کوئی مسلمان نہیں پہنچ سکا تھا۔ اس میں کسی شک وشبہ یا تردید کی گنجائش نہیں کہ قرآن کریم خزائن کا مجموعہ ہے۔ یہ عقل وحکمت کا منبع

ہے۔ جوں جوں انسان ترقی کرے گا اور قرآن کے اندر گہرا تدبر کرے گا۔ عقل و دانش کے اسرار و رموز اس پر عیاں ہوتے چلے جائیں گے۔ میں نے مرزا ناصر احمد سے خصوصی طور پر سوال کیا کہ وہ کون سے انکشافات تھے جو مرزا غلام احمد سے قبل کسی اور مسلمان پر ظاہر نہ ہوئے۔ ماسوائے ختم نبوت کے مطلب کے بارے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں کہ آیا وہ زندہ ہے یا نہیں۔ میرے اس سوال کے جواب میں مرزا ناصر احمد نے کہا کہ مرزا غلام احمد کی سورۃ فاتحہ کی تفسیر اس تفسیر کا ستر فیصد حصہ نیا ہے۔ اس بارے میں فیصلہ کرنا یا کوئی رائے دینا اس ایوان کے فاضل علماء کا کام ہے۔ مجھے اور کچھ نہیں کہنا۔ مجھے تو صرف علامہ اقبالؒ کا وہ قول یاد ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ۔

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
آن کہ در قرآن بجز از خود ندید

یعنی ہمارے دور میں ایک ایسا نبی پیدا ہوا جس کو قرآن میں اپنے سوا کچھ اور نظر ہی نہیں آتا۔ میرا خیال ہے یہ ایک نہایت ہی مناسب تبصرہ ہے۔ جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں۔ مرزا صاحب نے قرآن مجید کی صرف انہی حصوں کی تفسیر کی جس میں ان کو ذاتی دلچسپی تھی۔

محترم! اب میں مرزا غلام احمد کی زندگی اور دینی تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں تذکرہ کرتے ہوئے تین مراحل کا ذکر کروں گا۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ شروع میں مرزا غلام احمد بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک دینی رہنما تھا اور انہی جیسے عقائد رکھتا تھا۔ اس نے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کا مقابلہ کیا۔ یہ ۱۸۷۵-۷۶ء تا ۱۸۸۸-۸۹ء کا دور تھا۔ مرزا غلام احمد کے اس دور کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے میں اس کی اپنی کتاب ''حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن'' جلد ۷ ص ۲۰۰ کا ترجمہ پیش کروں گا۔

''کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول لا نبی بعدی میں واضح طور پر فرمادی اور اگر ہم اپنے نبی کے بغیر کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے۔ درآں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔''

یہ بالکل واضح بات تھی۔ اس (مرزا غلام احمد) نے خاتم النبیین کے بارے میں اپنے

عقیدے کا اظہار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مزید کہا: ”آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث ”لانبی بعدی“ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت پر کلام نہ تھا اور قرآن شریف کا ہر لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیات ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔“

یہ اقتباس ”کتاب البریہ“ جلد:۱۳، ”روحانی خزائن“ حاشیہ ص۲۱۷، ۲۱۸ سے تھا۔ پھر وہ اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ جو کہ ”روحانی خزائن“ جلد۳ ص۴۱۲ میں شائع ہوئی۔ کہتا ہے: ”ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے جو جو حدیثوں میں بہ تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور سچ ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔“

اس کے بعد یہ مرزا صاحب کے ایک اشتہار کی عبارت کا حوالہ ہے۔ جو ۲۰ رشعبان کو رسالہ ”تبلیغ“ میں شائع ہوا: ”ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

یہ اس کی (مرزا غلام احمد کی) ذہنی زندگی کا پہلا دور تھا۔ دوسرے دور کا آغاز ۱۸۸۸ء کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ جب اس نے اپنے پیروکاروں سے بیعت لینا شروع کی۔ میں حلف بیعت کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود کی کتاب کے ص۳۰ کو پڑھتا ہوں: ”المختصر کتاب کا اثر (براہین احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے) آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا اور مسیح موعود کو کئی لوگوں نے تحریری خطوط لکھے کہ وہ ان سے بیعت لیں۔ لیکن مرزا غلام احمد نے نہ مانا اور جواب دیا کہ اس کے تمام اعمال الہامی ہدایت کے تابع ہیں۔ دسمبر ۱۸۸۸ء میں مرزا غلام احمد کو الہام ہوا کہ وہ اپنے پیروکاروں سے بیعت لیں۔ سب سے پہلی بیعت لدھیانہ میں ۱۸۸۹ء میں لی گئی (جس کا ذکر میں نے پہلے کیا) یہ بیعت میاں احمد جان کے گھر میں لی گئی اور سب سے اوّل بیعت کرنے والا مولوی نوردین تھا۔ اس روز کل چالیس آدمیوں نے بیعت کی۔ اس وقت تک اس نے مسیح موعود یا نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اس وقت تک وہ یہی کہتا تھا کہ اس کا خدا سے رابطہ ہے اور اسے الہامی پیغامات وصول ہوتے ہیں۔“

محترم! اب ہم اس کی زندگی کے دوسرے دور کی طرف جاتے ہیں کہ اس کا آغاز اس نے کیسے کیا۔ میں غلطی کر سکتا ہوں۔ مگر جہاں تک میں سمجھا ہوں کہ مرزا غلام احمد نے پہلے جو

پوزیشن اختیار کی تھی اس کو تبدیل کرتے ہوئے اس نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ سیالکوٹ کے لیکچر اور راولپنڈی کے مباحثے میں مرزا غلام احمد نے چند ایک دلچسپ انکشافات کئے۔ اس نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اس نے کہا: ’’تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعے وہ نعمتیں کیوں کر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً فوقتاً آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور ان کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔‘‘

یہ اگلا قدم ہے جو کہ میں نے ’’روحانی خزائن‘‘ جلد۲۰ ص۲۲۷ سے پڑھا ہے۔ پھر ’’تجلیات الٰہیہ‘‘، ’’روحانی خزائن‘‘ جلد۲۰ ص۲۱۲ پر مرزا غلام احمد کہتا ہے: ’’اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔‘‘

چنانچہ اب اس نے نبی یا ایک ذیلی نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ وہ مکمل نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی امت میں سے ہے اور ان (ﷺ) کے وسیلہ سے یہ مقام حاصل کیا ہے۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے ’’تجلیات الٰہیہ‘‘ ص۲۰، ’’مباحثہ راولپنڈی‘‘ اور ’’روحانی خزائن‘‘ جلد۲۰ ص۲۱۲ پر رقمطراز ہے: ’’میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی اور قطعی بکثرت نازل ہو جو غائب پر مشتمل ہو۔ اس لئے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔‘‘

اگلا قدم یا دلیل مرزا غلام احمد نے ’’حقیقت الوحی‘‘ جو کہ ’’روحانی خزائن‘‘ کی جلد۲۲ کے صفحہ ۹۹، ۱۰۰ پر شائع ہوئی ہے۔ جس میں وہ کہتا ہے: ’’خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ پر پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے۔‘‘

پھر وہ ’’نزول مسیح‘‘ حاشیہ از ’’مباحثہ راولپنڈی‘‘، ’’روحانی خزائن‘‘ جلد۱۸ ص۳۸۱ پر کہتا ہے: ’’میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔‘‘

میں معزز ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ صرف ایک یا دو اقتباسات پڑھوں گا۔ ’’حقیقت الوحی‘‘ روحانی خزائن جلد۲۲ ص۱۰۰ پر کہتا ہے: ’’اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس

وجہ سے آپ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرایا۔ یعنی آپ کی پیروی ’’کمالات نبوت‘‘ بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی ’’نبی تراش‘‘ ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی ہے۔‘‘

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین کرسی صدارت پر تشریف لائے)

(جناب یحییٰ بختیار: اس کے بعد ہم اس (مرزا غلام احمد) کی زندگی کے تیسرے دور کی طرف آتے ہیں۔ لیکن اس کا ذکر کرنے سے بیشتر میں ایوان کی توجہ ایک دو حوالہ جات کی طرف مبذول کراؤں گا۔ یہ ان کے مطابق لفظ ’’خاتم النّبیین‘‘ کے معنی کے بارے میں ہیں۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ قادیانیوں یا مرزا غلام احمد یا اس کے پیروکاروں کے عقیدے کی رو سے نبی کی ضرورت کیوں تھی۔ اس دلیل کا ذکر ’’کلمۃ الفصل‘‘ جو ریویو آف ریلجن (*Review of Religin*) کی جلد۱۴ کے شمارے نمبر۳،۴، مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء میں ملتا ہے۔ یہ دلچسپ ہونے کے ساتھ جگر سوز بھی ہے۔ ایسا کیوں ہے میں نہیں جانتا۔ مگر مرزا غلام احمد کے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے کا پس منظر ص۱۰۱ پر اس طرح درج ہے: ’’دجال نے پورے زور کے ساتھ خروج کیا تھا یاجوج ماجوج کی فوجیں ہر ایک اونچی جگہ سے اُمڈی چلی آتی تھیں۔ اسلام عیسائیت کے پاؤں پر جان کنی کی حالت میں پڑا تھا اور دہریت اپنے آپ کو ایک خوبصورت شکل میں پیش کر رہی تھی۔ مگر اس پر بھی مسلمانوں کے کانوں پر جوں تلک نہ رینگی اور وہ خواب غفلت میں سویا کیے۔ حتیٰ کہ وقت آیا جب محمد ﷺ کی روح اپنی امت کی حالت زار کو دیکھ کر تڑپتی ہوئی آستانہ الٰہی پر گری اور عرض کیا کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ! اے غریبوں کی مدد کرنے والے! میری کشتی ایک خطرناک طوفان میں گھر گئی ہے۔ میری بھیڑوں پر بھیڑیے ٹوٹ پڑے ہیں۔ میری امت شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے تو خود میری مدد فرما اور میری بھیڑوں کے لئے کسی چرواہے کو بھیج۔ تب یکا یک آسمان پر سے ظلمت کا پردہ پھٹا اور خدا کا ایک نبی فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے زمین پر اترا تاکہ دنیا کو اس طوفان عظیم سے بچائے اور امت محمدیہ کی گرتی ہوئی عمارت کو سنبھال لے۔‘‘

مزید وہ کہتا ہے: ’’وہ جو دنیا کا آخری نجات دینے والا بن کر آسمان پر سے دنیا کی مصیبت کے وقت زمین پر اترا وہ جو امت محمدیہ کی بھیڑوں پر حملہ کرنے والے بھیڑیوں کو ہلاک کرنے کے لئے آیا وہ جو اسلام کی کشتی کو طوفان میں گھرے ہوئے دیکھ کر اٹھا تا اسے کنارہ پر لگائے۔ وہ جو خیرالامم کو شیطان کے پنجہ میں گرفتار پا کر شیطان پر حملہ آور ہوا وہ جو دجال کو زوروں

پر دیکھ کر اس کے طلسم کو پاش پاش کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ وہ جو یاجوج ماجوج کی فوجوں کے سامنے اکیلا سینہ سپر ہوا وہ جو مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کو دور کرنے کے لئے امن کا شہزادہ بن کر زمین پر آیا وہ جو دنیا پر اندھیرا چھایا ہوا پا کر آسمان پر سے نور کو لایا ہاں وہ محمد ﷺ کا اکلوتا بیٹا جس کے زمانہ پر رسولوں نے ناز کیا تھا۔ جب وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لئے بھیڑیے بن گئیں۔ اس پر پتھر برسائے گئے۔ اس کو مقدمات میں گھسیٹا گیا۔ اس کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ اس پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ اس کو اسلام کا دشمن قرار دیا۔ اس کے پاس جانے سے لوگوں کو روکا گیا اس کے متبعین کو طرح طرح سے تکلیفیں دی گئی......"

جناب والا! مجھے اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک طرف تو احمدیوں یا قادیانیوں کی طرف سے بڑے طمطراق سے کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے نہیں ہوگا۔ (جب کہ دوسرے مسلمانوں کا ایمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے) لیکن اس اقتباس میں پرزور طریقے سے ایسی تصویر پیش کی گئی ہے۔ گویا وہ جسمانی طور پر آسمان سے اتر رہے ہیں۔ اس سارے قصہ کا جگر سوز پہلو یہ ہے کہ ایک طرف بتایا جا رہا ہے کہ اس (مرزا غلام احمد) کی کس قدر شدید ضرورت تھی۔ اس نے کیا کیا۔ کارنامے انجام دینا تھے اور مسلمانوں کی مدد کے لئے اس کے کیا کیا مقاصد تھے۔ لیکن پھر وہ کہتا ہے کہ: "بھیڑیں بھیڑیے بن گئیں۔"

یہ ردعمل کیوں ہوا۔ ایک اپنے آدمی کے خلاف جو ایک دوست تھا۔ ہیرو تھا۔ امداد کر رہا تھا۔ اس قدر شدید مخالفت کیوں ہوئی۔ اس پر ہمیں غور کرنا ہے اور اس کا جواب بالکل سادہ ہے۔ وہ یہ کہ اس نے مسلمانوں کے بنیادی عقیدہ ایمان پر حملہ کیا تھا۔ میرا مطلب مسلمانوں کے "خاتم النبیین" کے ایمانی تصور سے ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اس کی اس قدر شدید مخالفت کرتے۔

جناب والا! مرزا غلام احمد نبی اور مسیح موعود کیوں بنا۔ اس کی ضرورت کیا تھی۔ مرزا غلام احمد کے اور اس کے پیروکاروں کے ختم نبوت کے متعلق کیا تصورات ہیں۔ ان سب سوالوں کا جواب مرزا بشیر الدین محمود احمد کی کتاب "احمدیت یا سچا اسلام" ۱۹۳۷ء ایڈیشن ص۱۰، ۱۱ پر ملتا ہے۔ جسے میں پیش کرتا ہوں: "ہمارا ایمان ہے کہ ماضی کی طرح مستقبل میں بھی بنیاد کی جانشینی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ کیونکہ عقل اس سلسلہ کے دائمی طور پر موقوف ہونے کو تسلیم نہیں کرتی۔ جب تک دنیا میں نفسیاتی تاریکیوں کے دور آتے رہیں گے جب تک انسان اپنے خالق سے دور ہوتا

رہے گا۔ جب تک لوگ صراط مستقیم سے بھٹکتے رہیں گے اور یاس و ناامیدی کے اندھیروں میں گم ہوتے رہیں گے...... اور جب تک حسن کے متلاشی سچائی کی تلاش کے لئے کوشاں رہیں گے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ حق کا راستہ دکھانے والے نورانی رہبروں کا ظہور موقوف ہو جائے۔ کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی صفت ''رحمانیت'' سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ علاج کی اجازت تو دے مگر اس کا علاج پیدا نہ کرے۔ وہ دلوں میں حق کی جستجو کی خواہش تو پیدا کرے مگر اس خواہش کی تکمیل کرنے والوں کی آمد کا سلسلہ بند کر دے۔ ایسا خیال کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ''رحمانیت'' کی توہین ہے اور ایسا خیال روحانی اندھا پن ہے۔ اگر دنیا میں کبھی بھی کسی نبی کی ضرورت تھی تو آج یہ ضرورت سب سے زیادہ ہے۔ کیونکہ مذہب اور سچائی کھوکھلے ہو چکے ہیں۔''

(مرزا خاتم النبیین؟)

جناب والا! یہ ایک مدلل بات معلوم ہوتی ہے۔ ان کے مطابق یہ دنیا کا سلسلہ ہے کہ اس میں ہر قسم کے لوگ پیدا ہوں گے اور جس طرح اللہ تعالیٰ پہلے انبیاء بھیجتا رہا ہے۔ آئندہ بھی نبی آتے رہیں گے۔ بظاہر یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ سلسلہ بند نہیں ہونا چاہئے۔ انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی ضرورت رہے گی اور اسی طرح کسی ایسی ہستی کی بھی جو ''وحی'' کی ترجمانی کر سکے۔ یہ ان کی طرف سے ایک عقلی سی بات ہے۔ انہوں نے یہ کتاب انگلینڈ میں انگریزوں کے لئے شائع کی ہے۔ جب میں نے مرزا ناصر احمد سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد ﷺ کے بعد اور مرزا غلام احمد سے پہلے کوئی نبی آیا۔ تو مرزا ناصر احمد نے نفی میں جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا کیا مرزا غلام احمد کے بعد کوئی نبی آیا یا کسی اور نبی کے آنے کا امکان ہے۔ تو پھر بھی مرزا ناصر احمد نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ یہ تمام دلائل دھند اور دھوئیں کی طرح مٹ گئے تو اس کا پھر آخر مطلب کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کو نعوذ باللہ خاتم النبیین مانتے ہیں۔ یہی ان کا مقصد ہے۔

(جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ باقی کل کرلیں گے۔ کل ساڑھے نو بجے صبح اجلاس ہوگا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ!)

(پورے ایوان پر مشتمل کمیٹی کا اجلاس ۶ ستمبر ۱۹۷۴ء صبح ساڑھے نو بجے تک ملتوی ہوا)

No. 20

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Friday, the 6th September, 1974

(Contain Nos. 1—21)

CONTENTS

		Pages
1	Recitation from the Holy Qur'an ...	2927
2	Qadiani Issue *General Discussion*	2927–2931
3	Fateha Khawani for Martyrs of 1965 War ...	2931
4	Qadiani Issue *General Discussion* ...	2931–3067

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

No. 20

THE

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Friday, the 6th September, 1974

(Contain Nos. 1—21)

2927 THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

(قومی اسمبلی پاکستان)

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE.

OFFICIAL REPORT

Friday, the 6th September. 1974.

(کل ایوانی خصوصی کمیٹی بند کمرے کی کارروائی)

(۶/ستمبر۱۹۷۴ء، بروز جمعہ)

The Special Committee of the Whole House met in Camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at half past nine of the clock, in the morning. Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس اسمبلی چیمبر (سٹیٹ بینک بلڈنگ) اسلام آباد بند کمرے میں صبح ساڑھے نو بجے جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) کی زیر صدارت منعقد ہوا)

(Recition from the Holy Quran)

(تلاوت قرآن شریف)

QADIANI ISSUE- GENERAL DISCUSSION

جناب چیئرمین: کل میرے نوٹس میں آیا ہے کہ قومی اسمبلی کے ممبر صاحبان اور سینیٹرز کو باہر روک دیا گیا تھا اور ان کی گاڑیوں کو اسمبلی کے اندر نہیں آنے دیا گیا تھا۔ اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ یہ بالکل غلط کیا گیا ہے۔ کسی اتھارٹی کو کوئی اختیار نہیں کہ اسمبلی *Permises* کے اندر کسی *M.N.A* کی گاڑی کو روکے۔ کیونکہ یہ اسمبلی *M.N.A's* اور سینیٹرز کی ہے۔ اس کے لئے میں معافی کا خواستگار ہوں۔ سوا پانچ بجے میرے نوٹس میں لایا گیا۔

I took action. In future, this shall not be repeated; and I am very sorry. Again I will repeat that if it had been brought to my notice, I would have regulated it. M.N.A's have a right to come to the Assembly. For that, I think, the honourable members will take necessary....

(...... میں نے ایکشن لیا۔ آئندہ یہ دوبارہ نہیں ہوگا اور میں معذرت خواہ ہوں۔ میں دوبارہ کہوں گا کہ اگر یہ میرے نوٹس میں آ جاتا تو میں اس مسئلے کو حل کر لیتا۔ *M.N.A's* کو اسمبلی میں آنے کا حق حاصل ہے۔ اس مقصد کے لئے میرا خیال ہے۔ معزز اراکین ضروری......)

2928 میاں مسعود احمد: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ یہ سب کچھ اس واسطے ہوتا ہے کہ روز یہاں نئے آدمی ڈیوٹی تبدیل کر کے لگائے جاتے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ یہاں ایک مستقل اسٹاف ہو جس کو پتہ ہو کہ یہ *M.N.A* ہیں اور شاید وہ غلط فہمی کی بناء پر بھی کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! کیا کریں، ہم یہ بات سوچ رہے ہیں، لیکن کیا کریں، ہمیں اسمبلی کی پروسیڈنگ سے ہی فرصت نہیں ملتی ورنہ ہم یہ سوچ رہے ہیں۔

to have our own everything, our own police, our own everything. Maulana Mufti Mahmood.

(کہ ہر چیز ہماری ہو، ہماری اپنی پولیس ہو اور ہر چیز ہماری ہو۔ مولانا مفتی محمود!)

مولانا مفتی محمود: جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کا یا ہمارے سیکرٹری صاحب کا، ان لوگوں کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اس لئے آپ کی جو معذرت ہے وہ تو ہماری ہی معذرت ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایسا

کیا ہے، غلام فاروق صاحب نے خود بتایا تھا کہ ان کو روک دیا گیا تھا......

جناب چیئرمین: وہی میرے نوٹس میں لائے ہیں۔

مولوی مفتی محمود: وہ جانتے تھے کہ یہ M.N.A ہیں، اس کے باوجود روکتے تھے۔ M.N.A کو یہاں پر ہاؤس سے روکنا، یہ اتنا بڑا جرم ہے آپ ان سے جواب طلبی کریں، ان کا مواخذہ کریں۔

جناب چیئرمین: یہ مولانا! ان کو لیٹر لکھ رہے ہیں۔ جتنی اتھارٹیز، ایجنسیز ہیں کہ اسمبلی permises کے اندر کوئی وہ ریگولیٹ نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اسمبلی اسپیکر کے ساتھ، سیکرٹری کے ساتھ مشورہ نہ کریں۔ گیٹ نمبر ۳، ۴ کے اندر کسی قسم کا کسی کا اختیار نہیں چل سکتا، سوائے قومی اسمبلی کے سیکرٹری کے۔

2929 **میاں محمد عطاء اللہ:** صاحب! وہ ہمیں روک رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس طرف سے صرف فلیگ کاریں آئیں گی، M.N.A's کی کار نہیں آئے گی۔

جناب چیئرمین: سوا پانچ بجے غلام فاروق صاحب میرے نوٹس میں لائے ہیں۔

For that, I am very sorry. No authority has a right to regulate anything within the Assembly premises. This is the Assembly, it will exercise its powers through the Speaker or through it self; and for that I am sorry.

(اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ کسی اتھارٹی کے پاس یہ حق نہیں ہے کہ وہ اسمبلی کے حدود اربعہ میں کوئی چیز کنٹرول کرے۔ یہ اسمبلی ہے۔ یہ اپنے اختیارات کو سپیکر کے ذریعے یا اپنے ہی ذریعے استعمال کرے گی، اور اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں)

اس میں ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ M.N.A's صاحب بھی اپنے اوپر پابندی لگائیں، کیونکہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ Unwanted (غیر ضروری) آدمی، وہ بھی نہ لے کر آئیں۔ یہ ریکوئسٹ ہے۔

چوہدری جہانگیر علی: ویسے جناب چیئرمین! ہمیں جب گیٹ کے اوپر روکا گیا اور ہم نے Identity disclose کی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ سپیکر صاحب کا حکم ہے کہ کسی M.N.A کی گاڑی بھی اندر نہیں جائے گی۔ وہ آپ کی اتھارٹی کا حوالہ دے رہے تھے، جناب والا!

Mr. Chairman: *They have wrongly quoted, for that Mr. Ghulam Faruq is a witness. Yes, that is wrong, because they cannot say that SP has stopped or DIG stopped or anybody else has stopped.*

(جناب چیئرمین: انہوں نے غلط حوالہ دیا اور اس کے لئے جناب غلام فاروق گواہ ہیں۔ یقیناً یہ غلط ہے۔ کیونکہ وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہیں SP نے روکا ہے یا DIG نے روکا ہے یا کسی اور نے روکا ہے)

چوہدری جہانگیر علی: میں نے ایک دوسری گزارش عرض کرنی تھی، جناب!

جناب چیئرمین: یہ غلطی انہوں نے کی۔

چوہدری جہانگیر علی: میرے پاس کلاسیکی آرٹس کا ایک نمونہ سرگودھا سے آیا تھا۔ وہ جناب کی خدمت میں پیش ہوا تھا۔ وہ واپس مجھے نہیں ملا۔

جناب چیئرمین: وہ میں بات کرتا ہوں۔ اٹارنی جنرل صاحب! اٹارنی جنرل صاحب دس منٹ بولیں گے، اس کے بعد چلے جائیں گے۔

[2930]***Mr. Ghulam Faruq:*** *Sir, firstly, I apologize to you for all the trouble that I caused you. I think, I came to you in a bit of temper because I had a little argument at the gate and I tried to explain to them that I was sure that the Speaker had not issued this order to the military Police. I do not want to pursue it further. I also feel thankful for the very propmt action that you took and I am a witness to what you did, and I may also tell the honourable members of the House that you were not aware a bit until I brought the matter to your notice.*

(جناب غلام فاروق: جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں معذرت طلب کرتا ہوں۔ اس لئے کہ میری وجہ سے آپ کو پریشانی اٹھانا پڑی۔ میرا خیال ہے کہ میں نے ذرا غصے میں آپ سے بات کی۔ کیونکہ گیٹ پر میرا چھوٹا سا جھگڑا ہو گیا تھا اور میں انہیں واضح کرنے کی کوشش

کررہا تھا کہ سپیکر صاحب نے یقینی طور پر ملٹری پولیس کو یہ حکم جاری نہیں کیا ہے۔ میں اس پر مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اس فوری ایکشن کے لئے جو آپ نے لیا اور میں گواہ ہوں جو آپ نے کیا اور میں معزز اراکین ایوان کو یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جب تک میں نے آپ کو بتا نہیں دیا یہ معاملہ ذرا بھی آپ کے علم میں نہیں تھا)

***Mr. Chairman:* Mr. Ghulam Faruq, I have taken a very strong note of it and I will pursue this matter and see that in future these things are not repeated. Thank you.**

(جناب چیئرمین: جناب غلام فاروق! میں نے یہ بات اچھی طرح نوٹ کرلی ہے اور میں معاملے کی پوری چھان بین کروں گا اور اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ مستقبل میں ایسے واقعات دوبارہ پیش نہ آئیں۔ آپ کا شکریہ!)

***Mr. Ghulam Faruq:* Thank you very much.**

(جناب غلام فاروق: آپ کا بہت بہت شکریہ!)

***Col. Habib Ahmad:* Mr. Chairman, Sir, you have earlier said that the members should be careful not to bring unwanted people in the premises of the Assembly. Well, that will be all right and I think we will take care of that, that we do not bring in undesirable or unwanted people inside, because this is a very big responsibility; just as it is yours, it is ours. But, at the same time, I would like to point out one thing more for your consideration. It is this, that whenever we go into the lobbies or whenever we go into the canteen cafeteria, we recognize every M.N.A, we recognize every M.P.A, we recognize every Senator, because we have been living for 2-1/2 years together, we know each other; but at the same time, my worthy friends will support me when I say that we see there quite a number of people who are not**

known to us. They are not familiar; their faces are not familiar. What they are doing there, I do not know myself, whether they should be there or they should not be, but if they have to be there from your point of view or from the point of view of others, then I would like them to have some identity card or something in their possession so that we should know that they are authorised to sit down there; otherwise we always feel that we are being harassed and we feel...

(کرنل حبیب احمد: جناب چیئرمین! آپ نے پہلے کہا تھا کہ اراکین کو اسمبلی کے حدود اربعہ میں غیر ضروری لوگوں کو نہیں لانا چاہئے۔ یہ بالکل صحیح بات ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ناپسندیدہ یا غیر ضروری افراد اندر نہ آئیں۔ کیونکہ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے اور جیسے یہ آپ کی ذمہ داری ہے ویسے ہی ہماری ذمہ داری ہے۔ لیکن ساتھ ہی میں ایک اور چیز پر آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا اور وہ یہ کہ ہم جب بھی لوبی میں کینٹین کیفی ٹیریا میں جاتے ہیں ہم ہر ایم.این.اے کو پہچانتے ہیں۔ ہم ہر ایم.پی.اے کو پہچانتے ہیں۔ ہم ہر سینیٹر کو پہچانتے ہیں۔ کیونکہ ہم اڑھائی سال سے اکٹھے رہ رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی، میرے معزز دوست میری تائید کریں گے کہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ ہم ان جگہوں پر بہت سے ایسے لوگ دیکھتے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔ وہ اور ان کے چہرے ہمارے لئے اجنبی ہوتے ہیں وہ وہاں کیا کر رہے ہوتے ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ انہیں وہاں ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن اگر انہیں آپ کے یا دوسروں کے نکتہ نظر سے ہونا چاہئے تو میں چاہوں گا کہ ان کے پاس کوئی شناختی کارڈ ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس سے ہم یہ جان سکیں کہ انہیں وہاں بیٹھنے کی اجازت ہے۔ ورنہ ہمیں ہمیشہ یہ لگے گا کہ ہمیں پریشان کیا جا رہا ہے اور ہم محسوس کرتے ہیں)

Mr. Chairman: *Col. sahib, I think, day before yesterday, I told the House that I was thinking of introducing two types of cards- one for the gallery and one for entry into the premises; and if it is left to myself, if I* *have to regulate something, I would like to* 2931 *have this cafeteria only for M.N.A's and for Senators, so that they can relax, they can talk, they can freely move; only if it is left to myself. But if an M.N.A is accompanied by four of his friends, then we cannot stop it. You have to impose restrictions on yourselves: if you impose, the rest will be from us.*

(جناب چیئرمین: کرنل صاحب! میرا خیال ہے پرسوں میں نے ایوان کو بتایا تھا کہ میں دو قسم کے کارڈ جاری کرنے کا سوچ رہا ہوں۔ ایک گیلری کے لئے اور دوسرا اسمبلی کے حدود اربعہ میں داخلے کے لئے اور اگر یہ مجھ پر چھوڑ دیا جائے اور اگر مجھے اس کا بندوبست کرنا ہو تو میں چاہوں گا کہ کیفی ٹیریا صرف ایم.این.اے اور سینیٹر حضرات کے لئے مخصوص ہوتا کہ وہ آرام کر سکیں، بات چیت کر سکیں اور آزادانہ چل پھر سکیں۔ لیکن اگر ایک ایم.این.اے کے ساتھ چار دوست ہوں تو ہم اسے نہیں روک سکتے۔ آپ کو اپنے اوپر پابندیاں عائد کرنا ہوں گی۔ اگر آپ یہ پابندیاں عائد کر لیں تو باقی ذمہ داری ہماری ہے)

Dr. Mohammad Shafi: *Sir, why not have two types of cafeteria_ one for the M.N.A's and one for the guests?*

(ڈاکٹر محمد شفیع: جناب والا! کیوں نہ دو طرح کے کیفی ٹیریا بنائے جائیں۔ ایک ایم.این.اے ز کے لئے اور ایک مہمانوں کے لئے؟)

Mr. Chairman: *We cannot have it, we have lack of space, already it is divided, in one portion the Senate is accommodated.*

(جناب چیئرمین: جگہ کی کمی کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں۔ پہلے ہی یہ دو حصوں میں ہے۔ ایک حصہ سینیٹ کو دیا گیا ہے)

Dr. Mohammad Shafi: *All right, let us expect that you will have it in the near future.*

(ڈاکٹر محمد شفیع: ٹھیک ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ مستقبل قریب میں آپ یہ بندوبست کرلیں گے)

Mr. Chairman: ***Insha- Allah. Now we proceed on.***

(جناب چیئرمین: انشاءاللہ! اب ہم آغاز کرتے ہیں)

FATEHA KHAWANI FOR MARTYRS OF 1965 WAR

(۱۹۶۵ء کی جنگ کے شہداء کے لئے فاتحہ خوانی)

Malik Muhammad Akhtar: ***Mr. Chairman, Sir, before you permit the conducting of the proceedings, this is the 6th of September, the great day in the history of Pakistan when our valiant warriors fought and laid down their lives, so I would request you and through you the House that we should offer Fateha for those Shaheeds, and then we can proceed on.***

(ملک محمد اختر: جناب چیئرمین! اس سے قبل کہ آپ کارروائی کے آغاز کی اجازت دیں، آج ۶ ستمبر ہے، تاریخ پاکستان کا وہ عظیم دن جب ہمارے بہادر فوجی لڑے اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ لہذا میں آپ سے اور آپ کے ذریعے ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ ہمیں ان شہداء کے لئے فاتحہ خوانی کرنی چاہئے اور پھر کارروائی شروع کرنی چاہئے)

Mr. Chairman: ***Yes. this will be released to the Press that the House Committee offered Fateha.***

(جناب چیئرمین: بالکل! اور پریس ریلیز جاری کیا جائے کہ ہاؤس کمیٹی نے فاتحہ خوانی کی)

(Fateha Khawani was held)

(فاتحہ خوانی کی گئی)

QADIANI ISSUE- GENERAL DISCUSSION

(قادیانی مسئلہ، عمومی بحث)

Mr. Chairman: *Yes, Mr. Attorney- General.*

(جناب چیئرمین: جی، جناب اٹارنی جنرل!)

Mr. Yahya Bakhtiar (Attorney- Genral of Pakistan): *Mr. Chairman, Sir, I have just received a message that the Prime Minister wants me now. I think, I hope I will be permitted to continue this evening, or if I could come back earlier, but I don't think it will be possible.*

(جناب یحییٰ بختیار (اٹارنی جنرل آف پاکستان): جناب چیئرمین! مجھے ابھی پیغام موصول ہوا ہے کہ وزیراعظم مجھے ابھی طلب کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے مجھے امید ہے کہ مجھے اس شام بات جاری رکھنے کی اجازت دی جائے گی یا اگر میں پہلے واپس آ سکا لیکن مجھے نہیں لگتا کہ یہ ممکن ہوگا)

[2932] ***Mr. Chairman:*** *No, it is Friday, we have to close by 12:30.*

(جناب چیئرمین: نہیں، آج جمعہ ہے اور ہم نے ساڑھے بارہ بجے تک اجلاس ختم کرنا ہے)

Mr. Yahya Bakhtiar: *In the meantime other members will continue. I have to cover a lot of ground, so in the evening...*

(جناب یحییٰ بختیار: اس دوران دیگر ارکان اپنی بات جاری رکھیں۔ مجھے لمبی بات کرنی ہے لہٰذا شام کو......)

Mr. Chairman: *Yes, at what time you have to leave?* (جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ کو کس وقت جانا ہے؟)

Mr. Yahya Bakhtiar: *Just now.*

(جناب یحییٰ بختیار: ابھی)

Mr. Chairman: *Then we will make an exception, and you are permitted to leave and resume your summing up of the arguments. And, in the meantime, I will request the honourable members who wanted to participate in the debate. Moulvi Niamatullah.*

(**جناب چیئرمین:** ایسی صورت میں آپ کو جانے کی اجازت ہے۔ آپ واپس آ کر تمام دلائل کا خلاصہ اور حاصل بیان کریں گے اور اس دوران میں معزز اراکین سے بحث میں شمولیت کی درخواست کروں گا۔ مولوی نعمت اللہ!)

مولوی نعمت اللہ: جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ اچھا ہوا کہ کوٹ پتلون والوں کو بھی آج سپاہیوں نے روک لیا اور وہ بھی ہمارے برابر ہو گئے۔ ہم تو روزانہ شکایت کرتے تھے کہ وہ ہمیں روکتے ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ لیکن اب یہ اچھا ہوا کہ کوٹ پتلون والوں کو بھی روک لیا گیا اور آپ کی توجہ ان کی طرف ہوئی کہ کوٹ پتلون والے کیوں روک۔ لئے گئے۔

جناب چیئرمین: عزت سب کی برابر ہے۔ شلوار قمیص والوں کی زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ ہمارا قومی لباس ہے۔

مولوی نعمت اللہ: جناب! حقیقت یہ ہے کہ میں اگر پاکستان کا نام لوں تو بجا نہ ہوگا۔ یہاں پر یعنی اسمبلی کے ممبران کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ سرحد کے سیکرٹریٹ کو ہم نہیں جا سکتے۔ کیونکہ وہاں سپاہی کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم کارڈ نکال کر ان کو دکھاتے ہیں۔ ہمارے پاس کارڈ ہے۔ میں ممبر ہوں۔ کہتے ہیں کہ نہیں کارڈ پھینکو۔ کارڈ کو یہ نہیں جانتے۔ یہاں پر اجازت نہیں ہے۔ تو میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم یہ کسی کو کوئی قانونی یا کوئی طریقہ ظاہر کر لیں کہ بھائی یہ نیشنل اسمبلی کا ممبر ہے، یہ تمام پاکستان کے زبردست ایوان کا ممبر ہے۔ اس کے ممبران کی کچھ تو حیثیت 2933 ہونی چاہئے تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ ممبر ہے۔ لیکن ایک سپاہی کو ہم جواب نہیں دے سکتے۔ ایک تھانیدار کو جواب نہیں دے سکتے۔ ڈی.سی کے پاس ایک سرمایہ دار شخص جو بی.ڈی ممبر نہیں ہوتا تھا وہ براہ راست جا سکتا ہے۔ لیکن ممبر نیشنل اسمبلی ڈی.سی کے پاس نہیں جا سکتا۔

جناب چیئرمین: آپ میں اور سپاہی میں بڑا فرق ہے۔ سپاہی کے پاس اختیار ہے اور آپ کے پاس خدمت ہے۔ آپ خدمت کرنے کے لئے آتے ہیں اور وہ اختیار استعمال

کرنے کے لئے۔ آپ اپنے میں اور اس میں فرق جانیں۔ ملک کرم بخش اعوان!

جناب کرم بخش اعوان: جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو کاروں کے ساتھ ایم.این.اے کے بورڈ لگے ہوئے ہیں ان کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی کسی پل پر سے گزریں تو رک کر ضرور اس کی **Payment** (ادائیگی) کر کے پل کے پار جانا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: اس کے متعلق میں نے لیٹرز پروانشل گورنمنٹ کو لکھے ہیں۔ میں نے خود لکھے ہیں، سیکرٹریٹ سے لکھوائے ہیں۔ میں دستی پروانے دے دیتا ہوں۔

جناب کرم بخش اعوان: جناب والا! میں ۳۱ رجولائی کو مری گیا تھا تو وہاں پر جو چیک پوسٹ ہے اس پر مجھے روک لیا گیا، حالانکہ کار کے ساتھ ایم.این.اے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ تو سپاہی کو یہ تو بتائیں کہ ایم.این.اے، وی.آئی.پی ہوتے ہیں۔ اس نے کہا یہاں سے ولی خان اور مفتی صاحب جیسے آدمی تو جا سکتے ہیں۔ لیکن آپ کے لئے نہیں، کیونکہ اے.سی کو پوچھنا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ پارٹی لیڈر ہیں۔

جناب کرم بخش اعوان: تو ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ ایم.این.اے بھی وی.آئی.پی ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ دونوں بورڈ لگا لیں یعنی دو ایم.این.اے کے۔

2934 **جناب کرم بخش اعوان:** نہیں، اگر ہمیں یہ بھی اجازت نہیں ہے کہ ہم کہیں آگے جا سکتے ہیں کسی جگہ جہاں وی.آئی.پی جا سکتے ہیں تو پھر کسی بورڈ کی ضرورت کیا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، انشاء اللہ! اس کے متعلق ضرور کچھ کریں گے۔ چوہدری غلام رسول تارڑ صاحب! آپ نے تقریر کرنی ہے۔

چوہدری جہانگیر علی: جناب والا! ملک کرم بخش اعوان صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے اس کے متعلق میں نے آج سے سات آٹھ مہینے پہلے اپ کو چٹھی لکھی تھی اور وہ یہ تھی کہ ہر پل پر اور ہر ٹول ٹیکس، بیریر پر ممبران کو روکتے ہیں اور انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ ٹول ٹیکس دیں۔ جناب! یہ ایک دو روپے کی بات نہیں ہے۔ ***It is a question of the prestige and the privelege of the members of the National Assembly*** (یہ قومی اسمبلی کے ممبران کے وقار اور عزت کا معاملہ ہے) جب آپ یہ فرماتے ہیں کہ یہ سب سے بڑا ہاؤس ہے اور جناب کی کرسی سب سے بڑی کرسی ہے تو جس وقت ہمارے حقوق کا سوال پیدا ہوتا ہے تو جناب فرما دیتے ہیں کہ آپ کے پاس اختیارات نہیں ہیں، آپ کے پاس صرف خدمت ہے۔

تو میں یہ گزارش کروں گا کہ میری چٹھی کا جناب نے یہ جواب دیا تھا'' کہ آپ کا خط موصول ہوا۔ آپ بے فکر رہیں۔ انصاف کیا جائے گا۔'' یعنی میرا خط کیا تھا اور آپ کا جواب کیا تھا اور آج اس ہاؤس میں مختلف اطراف سے وہی آواز سنی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس اختیارات نہیں ہیں تو کم از کم آپ کے پاس تو اختیارات ہیں، اور آپ کے ہی اختیارات کو ہم اپنے اختیارات سمجھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میرے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔

[2935]**چوہدری جہانگیر علی:** جناب والا! آپ ایگزیکٹو اتھارٹی نہیں ہیں۔ مگر ہمارے حقوق کے کسٹوڈین تو ہیں، ہمارے پریویلج کے کسٹوڈین ہیں۔ ***Justice delayed is Justice denied*** (انصاف میں تاخیر انصاف کا انکار ہے) جناب والا! آپ نے فرمایا انصاف کیا جائے گا، مگر ہمارے ساتھ اس سلسلے میں انصاف نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: نہیں، سب کو لیٹرز لکھے ہوئے ہیں۔

کرنل حبیب احمد: جناب! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں چوہدری جہانگیر علی صاحب سے اتفاق کرتا ہوں، نہ صرف ان سے بلکہ جتنے بھی ہمارے معزز اراکین یہاں تشریف رکھتے ہیں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ کس بات پر؟ اس بات پر کہ جو لوگ ہم سے پہلے ایم.این.اے یا ایم.ایل.اے یا پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، جب ان کے پاس ہم نئے لوگ بیٹھتے ہیں تو وہ اپنے زمانے کی باتیں کرتے ہیں۔ اس زمانے کی باتوں سے ایک چیز بڑی عیاں ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو اس وقت اسمبلی میں منتخب ہو کر آتے تھے ان کی بڑی عزت ہوتی تھی۔ ہر جگہ ان کی عزت ہوتی تھی، ہر دفتر میں ان کی عزت ہوتی تھی، ہر محکمہ میں ان کی عزت ہوتی تھی۔ لیکن آج کل کسی جگہ عزت نہیں ہوتی، پٹواری کے دفتر سے لے کر کمشنر کے دفتر تک۔

***Mr. Chairman:** That is provincial subject.*

(**جناب چیئرمین:** وہ صوبائی معاملہ ہے)

کرنل حبیب احمد: مجھے معلوم ہے، لیکن آپ میری بات سن لیں۔ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کے پاس ایگزیکٹو پاور نہیں۔ لیکن آپ اتنا ضرور کریں کہ ہمیں سن لیں۔ آپ جس سیکرٹریٹ میں تشریف رکھتے ہیں، یہی سیکرٹری ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ ایم.این.اے سے جونیئر ہیں۔ یہ ہم کو بتایا گیا۔ اگر وہ نہ بتاتے تو ہم یہ سمجھتے کہ ہم چپڑاسی سے بھی کم ہیں اور یہ ہمارے لئے اعزاز ہے۔ لیکن ہمیں یہ بتایا گیا ہے۔ وہ اپنی کاروں پر جھنڈے [2936] لگاتے ہیں اور ہمیں اتنی

عزت کیوں نہیں ملتی۔ جس کا ہمیں حق ہے۔ عوامی نمائندے ہونے کی حیثیت سے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں، بلکہ میرے تمام دوست جو یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی اس میں شامل ہوں گے کہ ہماری وہ عزت جو تصور ہمارے دماغوں میں تھا وہ نہیں ہے۔ نہ پولیس کے محکمے میں، نہ انتظامیہ کے محکمے میں، نہ سینٹر کے، نہ صوبے کے، نہ کسی انتظامیہ میں، ہماری عزت ہے اور ہمارے تحفظ کے لئے کیا اتھارٹی ہے؟

سردار شیر باز خان مزاری: جناب والا!

Mr. Chairman: *You want to speak?*

(جناب چیئرمین: کیا آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟)

سردار شیر باز خان مزاری: جی، میں نے ایک عرض کرنا تھی۔

Mr. Chairman: *In this connection or in connection with the issue?*

سردار شیر باز خان مزاری: آپ نے جناب والا کہا ہے کہ ہم خدمت گار ہیں۔ وہ ٹھیک ہے۔ مگر جب سپاہی اور کمشنر کی بات کرتے ہیں تو وہ ہمارے *Tax payee* ہیں۔ وہ اس قوم کے نوکر ہیں۔

I feel, Sir, that because of your unassuming manner and modesty, you happen to think that you have no importance. I am sorry, I do not agree, with due respect, with your views about yourself. You are here to protect the interests and rights of the House. Surely you can protect the interests of this House. They are paid to do this job. We happen to represent at least the masses. Day in and day out, we are told that masses are sovereign. If we represent the sovereign people of Pakistan, our status is no less than anyone else in the executive post. I appeal to you that whatever problems have been placed before you, they are genuine, and there is no party basis for this. It is not a

question of privileges; they are to pay due honour and respect to the masses of pakistan whom we represent.

ایک یا دو روپے کے ٹول ٹیکس کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔

[2937]*It is a question of dignity of this sovereign body which is supposed to be the highest body in the country.* آپ
آپ چپڑاسی کی بات کرتے ہیں۔ *With due respect, I submit that this matter may be taken up with those who are at the helm of affairs, those who hold responsible position in Government, to ensure that the dignity and privilege of the representatives of the people of Pakistan are maintained. Thank you.*

(جناب والا! میرا خیال ہے کہ اپنی سادگی اور عاجزی کی وجہ سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ معذرت کے ساتھ اور احترام کے ساتھ میں آپ کے خیالات سے اتفاق نہیں کرتا۔ آپ کا کام ایوان کے مفادات اور حقوق کا تحفظ ہے اور یقیناً آپ اس ایوان کے مفادات کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ جب کہ ان لوگوں کو اس کام کی تنخواہ ملتی ہے۔ ہم کم از کم عوام کی نمائندگی تو کر رہے ہیں۔ دن رات ہمیں بتایا جاتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ عوام کے پاس ہے۔ اگر ہم پاکستان کے مقتدر عوام کی نمائندگی کرتے ہیں تو ہمارا منصب انتظامی عہدے پر فائز کسی شخص سے کم نہیں۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ جو مسائل آپ کے سامنے پیش ہوئے ہیں وہ بالکل درست ہیں اور ان کی بنیاد پارٹی بازی پر نہیں ہے۔ یہ مراعات کا معاملہ نہیں ہے۔ لیکن انہیں پاکستان کے عوام کو جن کی ہم نمائندگی کرتے ہیں وہ عزت و احترام دینا چاہیے جس کے وہ مستحق ہیں۔ یہ اس مقتدر ادارے کے وقار کا سوال ہے جو اس ملک کا بلند ترین ادارہ سمجھا جاتا ہے۔ بجا احترام کے ساتھ میں گزارش کرتا ہوں کہ اس معاملے کو حکومت کے انتظامی معاملات کے سربراہوں کے سامنے اٹھایا جائے تا کہ پاکستان کے عوام کے نمائندوں کے وقار کو یقینی بنایا جا سکے۔ آپ کا شکریہ!)

ڈاکٹر محمد شفیع: جناب والا ایک بات کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: کل پرسوں بات کریں گے۔

I agree with the sentiments of the honourable *members. Honourable members of the National Assembly are entitled to the highest respect and regard, leaving aside the placing in the Warrant of Precedence, leaving aside other matters. They are the persons in whom, the people of this country, who have a right to rule this country, have reposed their confidence; they are entitled to it as such. These things, whenever they happen, whenever they come to my notice, I am always prompted to take action. I always write, I always take action through whatever channels are available to me, and on all the complaints I have always taken action. It is my duty to maintain the dignity of the House and I shall maintain the dignity of the House inside the House. I will see that all honourable members of the National Assembly are safeguarded outsid. That is my duty. Ch. Ghulam Rasul Tarar.*

(میں معزز اراکین کے احساسات سے متفق ہوں۔ قومی اسمبلی کے معزز اراکین سب سے زیادہ عزت واحترام کے مستحق ہیں۔ اس بات سے قطع نظر کہ وارنٹ آف پریسی ڈنس (*Warrant of Precedence*) میں وہ کہاں پر ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ملک کے عوام نے، جو حکومت کرنے کے اصل حق دار ہیں، اعتماد کا اظہار کیا۔ لہٰذا اس قسم کے واقعات جب بھی ہوں اور جب بھی میرے نوٹس میں آئیں تو میں فوری ایکشن لیتا ہوں۔ میں تحریراً اور تمام موجود چینلو کے ذریعے کارروائی کرتا ہوں اور اب تک جتنی بھی شکایات مجھے ملی ہیں میں نے ان سب پر کارروائی کی ہے۔ ایوان کے وقار کو تحفظ دینا میرا فرض ہے اور میں ایوان کے اندر ایوان کا وقار برقرار رکھوں گا۔ میں اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ قومی اسمبلی کے معزز اراکین کو باہر تحفظ حاصل ہو۔ یہ میرا فرض ہے۔ چوہدری غلام رسول تارڑ!)

چوہدری غلام رسول تارڑ: جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر کرنے سے پہلے گزارش کروں گا کہ ہمارے اٹارنی جنرل صاحب......

***Mr. Chairman:** Just a minute. The Attorney-General had to come today. He could not resume his address. He will not be able to come back by 12:30, so, up to 12:30, I request that honourable members, whosoever wants to speak can speak. After they have finished, I have reserved time for the Attorney- General, who will take about two to three hours. Attorney- General's summing up of evidence is a must; that must come on record. He is just conversant with the evidence. If at all they want to speak, I will request the honourable members to be brief so that we may finish by 12:30. Tomorrow is the last date. Tomorrow, we have to finalize the recommendations by 7th.*

(جناب چیئرمین: صرف ایک منٹ، اٹارنی جنرل نے آج آنا تھا۔ وہ اپنا خطاب شروع نہ کر سکے، وہ ساڑھے بارہ بجے تک واپس نہ آ سکیں گے۔ لہٰذا میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ ساڑھے بارہ بجے تک جو بھی بات کرنا چاہے وہ بات کر سکتا ہے۔ اس کے بعد کا وقت میں نے اٹارنی جنرل کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ جو تقریباً دو تین گھنٹے لیں گے۔ اٹارنی جنرل کی طرف سے شہادت کا خلاصہ بیان کرنا نہایت ضروری ہے اور یہ ریکارڈ کا حصہ ضرور بننا چاہئے۔ وہ شہادت سے خوب واقف ہیں۔ جو معزز اراکین بات کرنا چاہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بیانات کو مختصر رکھیں تا کہ ہم ساڑھے بارہ بجے تک ختم کر سکیں۔ کل آخری تاریخ ہے۔ کل ہمیں سات بجے تک اپنی تجاویز کو حتمی شکل دینی ہے)

[2938]شہزادہ سعید الرشید عباسی: میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ پوچھ لیں کہ کتنے بولنے والے ہیں اس کے حساب سے وقت دیا جائے۔

***Mr. Chairman:** Yes, I will request the honourable members who want to speak on this issue may please rise in their seats.*

(جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، میں معزز اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ جو اس

مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں وہ براہ کرم اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں)

جو بول چکے ہیں وہ نہیں بولیں گے۔ ان کے بولنے کے بعد آپ بولیں گے۔

چوہدری جہانگیر علی: مولانا عبدالحکیم صاحب، کافی تقریر کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: غلام رسول تارڑ صاحب کے بعد احمد رضا قصوری اور مولوی ذاکر صاحب بولیں گے۔ دس (۱۰) سے پندرہ منٹ تک بہت ہیں۔ چوہدری غلام رسول تارڑ!

(جناب چوہدری غلام رسول تارڑ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

چوہدری غلام رسول تارڑ: جناب چیئرمین! اٹارنی جنرل صاحب نے بلکہ ساری خصوصی کمیٹی نے اسی نوے سالہ مسئلہ کو صاف کر کے کمیٹی کے سامنے رکھ دیا ہے۔ ساتھ ہی میں مرزا ناصر کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے یہ درخواست کی تھی کہ وہ آپ کی اس کمیٹی کے سامنے اپنا مؤقف بیان کریں۔ جب ساری باتیں ہوئی تھیں وہ کہتے تھے کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور مرزا صاحب کو پیغمبر نہیں سمجھتے اور ہماری ایسی جماعت ہے جیسے دیوبندی، بریلوی وغیرہ۔ اتنا ہمارے دل میں خیال نہیں تھا جو ان کے مؤقف سے یہاں ظاہر ہوا ہے۔ بلکہ انہوں نے ہمارے بھائی بننے کا جو بتایا ہے آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں۔ مرزا صاحب کی اپنی تحریروں میں یہ لکھا ہے کہ سب مسلمان ہو جائیں گے جو نہیں ہوں گے وہ ولد الحرام، کنجریوں کی اولاد ہوں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا اشارہ، اپنے آپ کو کہنا نہیں چاہتے، سب مسلمانوں میں تو میں بھی ہوں۔ یہ تو ہمارے ساتھ بھائی بندی کا تعلق رکھنا چاہتے تھے؟ لیکن انہوں نے صاف یہ کہہ دیا کہ ہم آپ کو 2939 یہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ بھائی بندی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرزا غلام احمد کو انہوں نے پیغمبر تسلیم کیا اور کہا کہ مرزا غلام احمد نبی تھے۔ میں اس لئے حیران ہوں کہ ان کا نبی ہونا یا نبی ماننا اور لوگ اس کو کس طرح نبی مان رہے ہیں۔ جب کہ وہ اپنے آپ کو یہ کہتے ہیں کہ میں انگریز کا وفادار ہوں، میرا خاندان انگریز کا وفادار ہے اور ہر قیمت پر اس کی مرضی کے مطابق چلیں گے۔ اس کے بعد آج تک کوئی بتائے، میرے علمائے کرام یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھی یہ بتا سکتے ہیں کہ کسی بھی تاریخ میں یہ موجود نہیں ہے کہ پیغمبر تو پیغمبر، کوئی ولی یا محدث کسی بادشاہ کے پاس چل کر گیا ہو یا وقت کے حکمران کے پاس گیا ہو یا کسی سے مدد کے لئے استدعا کی ہو، بلکہ مثالیں موجود ہیں کہ کافر بادشاہ مسلمان ولیوں کے پاس اپنی آرزوئیں لے کر ان کے قدموں میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ مسلمان تو مسلمان، کافر بھی اپنی آرزوئیں لے کر وہاں حاضر ہوا کرتے

تھے۔ یہ شخص جو اپنے آپ کو پیغمبر کہلاتا ہے، کس سے مانگتا ہے؟ ایک غیر مسلم حکومت سے مدد مانگتا ہے جو مسلمان بھی نہیں ہے۔

(مرزا غلام احمد انگریز کا ایجنٹ تھا)

ان کے مؤقف سے مجھے یہی ثابت ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد انگریز کا ایجنٹ تھا اور جو مثالیں مرزا غلام احمد نے یہاں دی ہیں کہ انہوں نے پادریوں کے ساتھ مباحثے کئے اور رسول اکرم ﷺ کی شان کے خلاف جو لکھا گیا، انہوں نے اس کا جواب دیا، وہ ان کا جواب نہ تھا۔ وہ صرف اس لئے تھا کہ انگریز کے ساتھ اس نے بات کی تھی کہ میں مسلمانوں کی ہمدردی اس طرح ہی حاصل کر سکتا ہوں کہ میں مباحثوں میں حصہ لوں۔ جیسا کہ جاسوس لوگ آتے ہیں۔ سکھ ہوتے ہیں تو مسجد میں بیٹھ کر وہ لوگوں پر یہ ثابت کرنے کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ لیکن اصل میں وہ اس حکومت کے جاسوس ہوتے ہیں۔ اس طرح مرزا غلام احمد اس حکومت کا جاسوس اور ایجنٹ تھا۔

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi.]

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین نے کرسی صدارت کو چھوڑا جسے ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی نے سنبھالا)

[2940]چوہدری غلام رسول تارڑ: چونکہ عیسائیوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ انہیں مسلمان سے خطرہ تھا۔ ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ ہم مجاہد بنتے ہیں۔ تب بھی جہاد سے، اور شہید بنتے ہیں تب بھی جہاد سے۔ ہمارے اس جہاد کے ایمان کو زائل کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کو مقرر کیا گیا اور اس کی مالی امداد اس طرح کی گئی کہ جتنا روپیہ وہ باہر مشنوں پر خرچ کرنا چاہے، اتنا خرچ کرے تاکہ مسلمان اپنے ایمان کو اس طرح سمجھیں کہ جہاد کرنا جائز نہیں۔

اس کے بعد انہوں نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا۔ ہم مسلمان ہیں اور قرآن پر ہمارا ایمان ہے۔ قرآن اور حدیث کے مطابق رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی، ظلی، شرعی یا غیر شرعی، آ ہی نہیں سکتا۔ جب کہ اس نے اپنے آپ کو نبی کہا تھا۔ آج ہمارے سامنے انہوں نے اس کو تسلیم

کیا ہے۔ ان کی کتب سے یہ تسلیم ہوا ہے کہ وہ اپنے آپ کو نبی کہتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو نبی کہلائے، وہ اور اس کو نبی ماننے والے، سب مرتد ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، جب کہ کل ایک نئی بات نکلی ہے کہ حضور ﷺ نے خداوند تعالیٰ کی جناب میں یہ استدعا کی تھی کہ میری امت جو ہے، وہ بھیڑوں کو بھیڑیے کھا رہے ہیں، تو مرزا غلام احمد کو وہاں بھیجا جائے کہ انہیں بچائے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جب رسول اکرم ﷺ نے ذات باری تعالیٰ کی خدمت میں یہ استدعا کی تھی کہ مرزا غلام احمد کو بھیجا جائے تا کہ میری امت کو بچائے، تو بجائے اس شخص سے بچایا جائے تو وہ ویسے بھی خداوند کریم کو طاقت ہے ہر چیز بچانے کی، وہ بچا سکتا ہے۔ یہ مرزا غلام احمد ہی ہمارے بچانے کے لئے یہاں آیا تھا! ان حالات میں یہ اقلیت تو نہیں۔

(علماء کرام کی خدمات)

دائرہ اسلام کے ساتھ ایک دوسرا لفظ انہوں نے استعمال کیا، میں نے تو آج تک وہ سنا نہیں تھا، جو دائرہ اسلام سے خارج ہو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی مسلمان نہیں۔ دوسرا [2941] لفظ بھی ساتھ ملاتا ہوں، ملت اسلامیہ سے بھی انہیں خارج کرنا چاہئے۔ تا کہ مسلمان قوم اور عظیم اسلامی دنیا کو بچایا جائے جس کو تباہ کرنے کے وہ درپے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید یہ سخت کلمہ ہوگا۔ میں بھی ان میں سے ایک داڑھی والا ہی ہوں۔ لیکن آج تک تو یہ کہا جاتا رہا ہے کہ پیپلز پارٹی کیا کرے گی؟ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ صرف انگریز کی پیدائش نہیں، سابقہ حکومتوں کی چشم پوشی کی وجہ سے بھی انہوں نے اتنی ترقی کی ہے۔ ورنہ اگر سر ظفر اللہ نہ ہوتا تو میرے خیال میں باہر کی دنیا میں ایک احمدی بھی نہ ہوتا۔ یہ سارے مشن ان کی چشم پوشی کا نتیجہ تھے۔ مولویوں نے بے شک کوشش کی ہے۔ مولوی ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہیں، لئے یہ مسلمان نہیں ہیں۔ لیکن مولویوں کے پاس کیا تھا؟ حکومت ان کے ساتھ تھی۔ جس کے ساتھ حکومت ہو ان کے مقابلے میں کون کچھ کر سکتا ہے؟ اس لئے میں تو اتفاق نہیں کرتا کہ مولویوں نے کچھ نہیں کیا۔ مولویوں نے بڑا کچھ کیا ہے۔ مولویوں نے یہاں تک کیا ہے کہ اس مسئلے کو کھڑا کئے رکھا ہے۔ اگر مولوی یہ محنت نہ کرتے تو آج تک یہ مسئلہ ختم ہو چکا ہوتا۔ مولویوں کا کام یہ تھا کہ وہ مسجدوں میں بیٹھ کر اپنی روٹی کے لئے کوشش کرتے ہیں، وہ کیا کر سکتے ہیں؟ وہ باہر مشن کا مقابلہ کیا کر سکتے تھے؟ ان کے تو مشن ہیں، جیسے عیسائیوں کے مشن آ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، ان کو گمراہ کرنے کے لئے پیسے دیئے جاتے

تھے، حکومت کی مدد دی جاتی تھی، ان کو عہدے دیئے جاتے تھے۔ بلکہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں مولوی اور فلاں عالم اس مذہب میں آ گیا ہے۔ محمد علی آ گیا ہے۔ کمال الدین آ گیا ہے۔ فلاں آ گیا ہے اور یہ ہو گیا ہے اور وہ ہو گیا ہے، وہ سب لوگ عہدوں کے لالچ میں اس مذہب میں آئے، ورنہ یہ کوئی مذہب نہیں ہے اور نہ ہی دنیا میں اس مذہب کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔

اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے معزز دوست ملک جعفر صاحب نے کل فرمایا تھا، اس سے مجھے تھوڑا سا اتفاق نہیں، انہوں نے کہا تھا کہ مولویوں نے کچھ [2942] نہیں کیا۔ وہ تو میں نے بتایا ہے کہ مولویوں نے جو کچھ کرنا تھا، وہ کرتے رہے۔ اب میں عرض کروں جیسے اللہ کے فضل سے پیپلز پارٹی کو ان کافروں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے اور مرتد قرار دینے کا شرف حاصل ہوگا، اس کے ساتھ اس ریزولیوشن کے متعلق میں بھی آپ کی اجازت سے ایک اضافہ کرانا چاہتا ہوں۔ جب ان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے تو اس کے بعد سونے کا مقام نہیں ہے، کیونکہ دنیا میں جو نئی ریاستیں آزاد ہوئی تھیں، ان میں سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے مشنوں نے یہ کہہ کر کہ ہم خاتم النّبیین پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ہمارا ایمان ہے، اس کے بعد ان کو پتہ نہ تھا، ان کو غلط فہمی میں ڈال کر انہوں نے مرزا غلام احمد کو مجدد یا جو کچھ بنانے کے لئے کہا ہے، اور انہیں گمراہ کیا ہے۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ پیپلز پارٹی بلکہ جو بھی اسلامی حکومت ہو اس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اسلام میں ایسے مرتد اور ناسور جو لوگ ہیں انہوں نے باہر مشنوں میں جو کام کیا ہے، ان لوگوں کی اصلاح کے لئے مشن بھیجے جائیں۔ گورنمنٹ اگر حج کا اور باہر وفدوں کا انتظام کر سکتی ہے، اور لوگوں کو باہر بھیج سکتی ہے تو علماء دین کے وفدوں کو ان ریاستوں میں بھیجیں اور وہ ان لوگوں کو صحیح راستے پر لائیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں، وہ صحیح مسلمان ہیں۔ وہ سادہ لوح تھے۔ انہیں پوری واقفیت نہ تھی۔ چونکہ ان لوگوں کو موقع ملا اور انہوں نے جا کر اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ان کو گمراہ کیا۔ ان کے لئے گورنمنٹ وفد بنا کر باہر بھیجے تا کہ یہ ناسور ختم ہو جائے اور اسلام اسی طرح ہو جیسے رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے وقت اسلام نے ترقی کی۔ مٹھی بھر مسلمانوں کو کوئی ختم نہیں کر سکتا تھا۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ عیسائیوں کی پانچ پانچ لاکھ فوجوں نے چالیس ہزار مسلمانوں کا مقابلہ کیا ہے......

محترمہ قائم مقام چیئر مین: ذرا ختم کرنے کی کوشش کریں۔ دس پندرہ منٹ ہیں۔

[2943] **چوہدری غلام رسول تارڑ:** بالکل ٹھیک ہے۔ ایسے مشن کو بھی بھیجا جائے۔ ان کے لئے پیپلز گورنمنٹ جیسا کہ ان کو ڈیکلیئر کرنے کی امید ہے کہ اللہ کے فضل سے کر دے گی،

اس کے بعد ان کے جو بیت المال وغیرہ ہیں، ان کی جو جائیدادیں ہیں، جو ہم سے دس فیصد لے کر بنائی گئی ہیں، ہمارے بھائیوں سے، وہ میرے ہی بھائی ہیں، جن کی دس روپے کی آمدنی ہو، وہ روپیہ ضرور دیں گے، چاہے خود بھوکے رہیں۔ وہ سب ضبط کر کے انہی مشنوں پر خرچ کرنی چاہئے۔ اوقاف کی رقم بھی انہیں مشنوں پر خرچ کرنی چاہئے۔ یہ اسلام کی خدمت ہے اور ایسا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: مسٹر محمود اعظم فاروقی! دس منٹ ہیں۔

(جناب محمود اعظم فاروقی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب محمود اعظم فاروقی: بہت ہیں دس منٹ۔ محترمہ! یہ مسئلہ کہ مرزا غلام احمد کو نبی ماننے والے مسلمان ہیں یا نہیں، ہماری ملت کا اتنا قدیم مسئلہ ہے اور اس ایوان میں اس پر اتنی سیر حاصل گفتگو پچھلے ایک مہینے سے ہوتی رہی ہے کہ اس میں کسی مزید اضافے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ دو ایک باتوں کا چند منٹ میں ذکر کر دوں۔

(زبان سے نہیں بلکہ دل سے)

سب سے پہلے تو میں مرزا غلام احمد کو ماننے والی اس نسل کے نوجوانوں کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے ربوہ میں ہمارے طلبہ پر حملہ کر کے اس مسئلے کو جو مسائل کے انبار میں دفن ہو گیا تھا، ایک بار پھر زندہ کر کے قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے، اور قوم اس مسئلے پر اتنی منظم ہو کر سامنے آئی کہ یہ ایوان بھی اس بات پر مجبور ہوا کہ اس پر صحیح سمت میں کوئی قدم اٹھائے اور میں اس بات پر بھی ان کا مشکور ہوں کہ اس مسئلے کو زندہ کر کے انہوں نے اس ایوان میں ایک یک جہتی کی فضا پیدا کر دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے ڈھائی سال کے عرصے میں جب سے کہ یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے۔ یہ پہلا مسئلہ ہے جس میں [2944] ایوان کے دونوں طرف کے لوگ زبانی نہیں دل سے متفق ہوئے۔ ہم پہلے بھی کئی باتوں پر اتفاق کر چکے ہیں۔ لیکن کبھی مصلحتیں پیش نظر تھیں، کبھی کوئی دوسری چیزیں پیش نظر تھیں۔ لیکن یہ وہ مسئلہ ہے جس میں کہ ہم دونوں طرف کے بیٹھنے والے ساتھی شرح صدر کے ساتھ زبان سے بھی اور دل سے بھی اس مسئلے پر متفق ہیں، اور اس اتفاق کا جو اظہار پچھلے دنوں میں ہوتا رہا ہے، میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے نتیجے میں انشاء اللہ! یہ اسمبلی اس مسئلے کا ایسا فیصلہ کرے گی جو خدا کے نزدیک بھی مقبول ہو اور عوام کے نزدیک بھی قابل قبول ہو گا۔

جناب والا! میں ایک بہت اہم بات آپ کے توسط سے اپنے بائیں طرف بیٹھنے

والے ساتھیوں کی اور بالخصوص حکومت کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ اس مسئلے کے دو پہلو ہیں۔ ایک قانونی پہلو ہے دوسرا انتظامی پہلو۔ قانونی پہلو یہ کہ اسمبلی دستور میں ترمیم کر کے یا قوانین نئے لا کر رسول کریم ﷺ کی نبوت کو آخری نبوت نہ ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دے دے اور اس کے نتیجے میں غلام احمد کے متبعین غیر مسلم قرار پا جائیں۔ یہ ایک قانونی حیثیت ہے اس کی۔ لیکن اس سے ایک بڑا مسئلہ اس کی انتظامی حیثیت ہے۔ جیسا کہ تارڑ صاحب نے صحیح فرمایا کہ گذشتہ حکومتوں کی چشم پوشی کے نتیجے میں پچھلے ۲۵ سال میں یہ لوگ مختلف محکموں میں داخل ہوئے، مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر، مسلمانوں کے نام سے، اور اپنے فرقے کے دوسرے افراد کے تعاون سے اور اپنے بڑے بڑے افسران کی مدد سے یہ کلیدی مناصب پر پہنچتے رہے۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں اس بات کو، کہ اس وقت فوج میں اور سول سروسز میں بہت اہم مناصب پر یہ لوگ پہنچ چکے ہیں۔ جب یہ بات طے ہو گئی کہ یہ نہ مسلمان ہیں اور نہ محب وطن تو ان کو کلیدی مناصب پر رکھنا صرف مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے والی بات ہی نہیں ہے بلکہ خود اس ملک کی سلامتی کے منافی ہے، اور میں یہ کہوں گا کہ پیپلز پارٹی کی 2945 حکومت کے حق میں بھی یہ بات ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کو ان مناصب سے ہٹائے۔ ان مناصب سے ہٹانے کا مسئلہ خالصتاً انتظامی مسئلہ ہے، ایوان اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں غالباً ایوان کے جذبات کی نمائندگی کروں گا اگر میں حکومت سے یہ مطالبہ کروں کہ وہ ان کو ان انتظامی مناصب سے، کلیدی مناصب سے ہٹانے کے لئے فوری اقدامات کرے۔ میں یہ بات جانتا ہوں اور یہ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس سارے لوگوں کو سارے کلیدی مناصب سے بیک وقت نہیں ہٹایا جا سکتا۔ اس سے انتظامی خلا بھی پیدا ہو سکتا ہے اور ملک کے دوسرے مسائل بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر حکومت کے سامنے یہ مسئلہ موجود ہو کہ ان کو ہٹانا ہے تو وہ ہٹائے جا سکتے ہیں۔

اسی سلسلے میں ایک اور بات ہے بلکہ ایک مشکل یہ سامنے آنے کا امکان ہے کہ اس انتظامیہ کے بہت سے وہ لوگ اور بہت سے وہ افراد جو کہ کلیدی مناصب پر ہیں اور وہ جو غلام احمد کے متبعین میں سے بھی ہیں، وہ شاید یہ کہنا شروع کر دیں کہ ہم تو مسلمان ہیں اور ہم ختم نبوت کے عقیدے کو مانتے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ حکومت کے پاس انٹیلی جنس اور دوسری بھی ایسی مشینری موجود ہے کہ جو ان کو یہ صحیح اطلاع دے سکتی ہے کہ کون سے وہ لوگ ہیں جو اس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ملک وملت کے لئے جن کا طرز عمل منافی ہو سکتا ہے، ان کو ہٹایا جانا چاہئے۔ اس لئے اس مشینری کو عمل میں لائے۔ اس کو حرکت میں لائے اور ایسے لوگوں کا پتہ لگائے اور ان کو

مناسب طور پر ان کی تعداد کے لحاظ سے صحیح مقام پر رکھے۔

پھر دوسری بات میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے یہ فیصلہ اسمبلی میں کر دیا، انشاءاللہ! عوام کے مطالبے کے مطابق، تو اس کا امکان میں پوری شدت سے محسوس کرتا ہوں کہ ملک میں خود یہ حضرات کوئی گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، یعنی وہ جو کہ غلام احمد کے ماننے والے لوگ ہیں، تا کہ پاکستان دنیا کی نظروں میں بدنام ہو[2946] اور لوگ یہ سمجھیں کہ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جہاں ایک فرقے کے لوگوں کو یا جو مسلمان نہیں ہیں ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا۔ دلیل کی بنیاد پر یہ بات جانتا ہوں کہ اس بات کی تیاریاں ہو رہی ہیں کہ مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے کہیں اکے دکے حملے کر کے، کہیں اور ایسی حرکت کر کے مسلمانوں کو مشتعل کیا جائے تا کہ کوئی اس قسم کے فسادات کی صورت پیدا ہو سکے۔ میں جانتا ہوں کہ حکومت اس سلسلے میں بے شک چوکس ہے اور وہ ایسے اقدامات کر رہی ہے کہ ایسی صورت پیدا نہ ہو، لیکن اس ایوان کے لوگوں کی زیادہ ذمہ داری ہے۔ ہم سب کی جو کہ اپوزیشن میں ہیں یا حزب اقتدار میں ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ اگر خدانخواستہ ایسی صورت پیدا ہو تو ہمیں خود میدان میں آنا چاہئے اور غلام احمد کے متبعین کے جان و مال کے تحفظ کے لئے ہم خود جدوجہد کریں، کیونکہ ایک دفعہ ان کو اقلیت قرار دے دینے کے بعد یہ مسلمان حکومت اور مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے جان و مال کا تحفظ کریں اور یہ فیصلہ ہو جائے گا۔ انشاءاللہ! ملک میں ہماری یہ ذمہ داری ہوگی کہ ہم کسی فساد کو یا کسی ناخوشگوار صورتحال کو پیدا ہونے سے روکنے کے لئے جدوجہد کریں۔

آخری بات میں یہ عرض کروں گا کہ اٹارنی جنرل صاحب نے اپنی کل کی تقریر میں اس قرارداد پر ایک تبصرہ کیا تھا جو ہم نے تجویز کی تھی۔ یہاں ۳۷ حزب اختلاف کے ممبران نے جو قرارداد پیش کی تھی اس پر انہوں نے تبصرہ کرتے ہوئے ایک بات کی طرف اشارہ کیا تھا جو میں سمجھتا ہوں کہ غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کی وضاحت ہو جانی چاہئے۔ تا کہ اس کمیٹی کا ریکارڈ صاف رہے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ اس قرارداد میں متضاد باتیں کی گئی ہیں۔ یعنی ایک طرف اس قرارداد میں یہ کہا گیا ہے قادیانیوں کو کہ وہ ملک دشمن کارروائیوں میں ملوث ہیں اور دوسری طرف یہ کہا گیا ہے کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ تو اگر وہ ملک دشمن کارروائیوں میں ملوث ہیں تو ان کے حقوق کے تحفظ کے[2947] معنی انہوں نے یہ لئے کہ ہم ان کو کھلی چھٹی دے دیں کہ وہ ملک دشمن کارروائیوں کو جاری رکھیں۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم نے جب یہ قرارداد پیش کی تو ہم نے ان دونوں حقائق کو سامنے رکھا تھا۔ ایک حقیقت یہ ہے اور ہم اپنے علم کی بناء پر یہ جانتے ہیں کہ غلام

احمد قادیانی کو ماننے والے لوگ اس ملک وملت اسلامیہ کے خلاف تگ ودو کر رہے ہیں اور وہ اس قسم کی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ایک مجرم کو بھی یہ حق ہے کہ وہ زندہ رہے۔ اس کے جان ومال کا تحفظ کیا جائے۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ انہیں ان کارروائیوں کو جاری رکھنے کی اجازت تو نہیں دی جائے گی، مسلمان تو نہیں سمجھا جائے گا، لیکن ان کو اس ملک کے شہری ہونے کی حیثیت سے جو جان ومال کے تحفظ کا حق ہے، وہ حق ان کو دینا قانون کے ذریعے سے بھی اور انتظامیہ کے ذریعے سے بھی ہماری ذمہ داری ہے تو اس لئے اس قرارداد میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بالکل ایک حقیقت کو بیان کر کے یہ کہا گیا ہے کہ ان کو ان کارروائیوں سے روک کر ان کے جائز حقوق کا ہمیں تحفظ کرنا چاہئے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے تو یہ چند باتیں تھیں جو میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا تھا۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: مولانا محمد علی!

مولانا سید محمد علی رضوی: پہلے مولانا محمد ذاکر صاحب کو موقع دے دیجئے۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: اچھا، مولانا محمد ذاکر!

(جناب مولانا محمد ذاکر کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

مولانا محمد ذاکر: جناب والا! ایوان کا کافی وقت اس پر صرف ہو چکا ہے، اس میں مزید وضاحت کی حاجت نہیں۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ اس مسئلے کو اس رنگ میں کیسے زیر بحث لایا گیا، حالانکہ یہ مسئلہ اتنا واضح ہے، اتنی مسلمہ حقیقت ہے کہ اس پر کسی اظہار خیال کی حاجت نہیں تھی۔ اس میں مخالفین کو موقع دیا گیا اور اس کا جواب الجواب شائع کیا گیا۔ 2948 اور اس پر بحثیں ہوئیں اور اٹارنی جنرل کو تکلیف دی گئی۔ یہ سب باتیں ہوئیں۔ لیکن ایک اسلامی مملکت میں اس مسئلے کو اس وقت زیر بحث لانے کی حاجت ہی کیا تھی؟ یہ اتنی واضح چیز ہے جیسے دن چڑھا ہوا ہو، جیسے اظہر من الشمس کہتے ہیں۔ اس پر بحث ہوئی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس میں مزید بولنا، مزید وضاحت کرنا، میں تو اس کو سوء ادب سمجھتا ہوں، یہ بے ادبی ہے۔ کوئی یہ ایسی غیر اسلامی حکومت نہ تھی کہ جس میں اس وضاحت کی ضرورت ہوتی۔ جب یہ ہمارا دعویٰ ہے اور ہمارا اعلان ہے کہ یہ اسلامی حکومت ہے، پھر اسلامی حکومت میں ایک ایسے مسئلے کو جو مسلمہ حقیقت ہے، اس کو اس طرح زیر بحث لانا ایک تعجب کی بات ہے۔ کیونکر تعجب ہوا کہ اس کو زیر بحث لایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں اس کو زیر بحث لانا نہایت بے ادبی ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی شان باعظمت میں گستاخی ہے۔ ہم کون

ہیں، ہماری کیا حقیقت ہے کہ ہم اس پر بحث کریں۔ جب خالق کائنات نے اس کا فیصلہ فرمادیا۔ اس بارے میں واضح احکامات پہلے سے موجود ہیں۔ اس میں اب کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں تھی کہ پھر ہم اس کو از سر نو زیر بحث لائیں۔ یہ ایک بڑا تعجب خیز معاملہ ہے جو ایک حد تک ٹھیک ہے، ہوگیا۔ لیکن مزید اس میں کسی قسم کے انتظار کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ پاکستان کے اندرون سواد اعظم نہایت بے تابی سے آپ کا انتظار کر رہا ہے، اور بیرونی ممالک میں بھی دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کی غیرت، ملی غیرت، ایمانی غیرت کیا ہے۔ اس لئے اس مسئلے میں مزید بحث کی حاجت نہیں پھر اٹارنی جنرل کی بحث کے دوران کافی کارروائی ہوچکی ہے اور اب اس میں دوٹوک فیصلہ ہونا چاہئے۔ دوٹوک فیصلہ کے سوا اور کوئی صورت کار نہیں۔ اگر ہمارا حسب اقتدار مزید شک وشبہ میں پڑا رہے تو یہ مزید نقصان کا باعث ہوگا۔

2949 میں اس مسئلے میں مزید کچھ کہنا سوء ادبی سمجھتا ہوں۔ میں پھر توجہ دلاؤں گا کہ اس کی اہمیت کے مطابق، اس کی حیثیت کے مطابق، اس کی شایان شان ہمارا ایک انداز فکر ہونا چاہئے اور اسی میں ہماری نجات ہے۔

آپ کو یہ علم ہی ہے اور سب پر واضح ہے کہ یہ فتنہ برطانوی سامراج کی یادگار ہے اور برطانوی سامراج نے اس کو پروان چڑھنے کے مواقع دیئے، ورنہ کب کا ختم ہوچکا ہوتا۔ پھر کبھی اسلامی ملک میں ایسی کوئی چیز برداشت نہیں ہوتی۔ جب سے یہ پاکستان بنا، اس کے بننے کے بعد کافی وقت ضائع ہوا، کئی تحریکیں اٹھیں جو نتیجہ خیز ثابت نہ ہوسکیں اور جن لوگوں نے اس مسئلہ کو اٹھایا اور لاپرواہی سے کام لیا وہ بھٹک گئے اور وہ آج تک مارے مارے پھرتے ہیں۔ میرے دوست چوہدری غلام رسول تارڑ صاحب نے خوب کہا کہ موجودہ حکومت کی خوش قسمتی ہوگی کہ اگر اس میں واضح طور پر اپنی جرأت ایمانی سے کام لیں۔ میں قومی توقعات کے ساتھ عوام کے ترجمان کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ اس فیصلہ کے لئے مزید شک وشبہ میں نہیں پڑے رہنا چاہئے۔ مزید انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک بالکل اٹل چیز ہے۔ اسلام کا فیصلہ کن معاملہ ہے۔ اس میں جرأت ایمانی سے کام لینا چاہئے۔ اگر حکومت نے ذرا سستی کی، ذرا لاپرواہی کی اور کسی سیاسی مسئلے میں گرفتار ہوکر اس میں واضح پالیسی اختیار نہیں کرسکے گی تو اس کے نتائج نہایت خطرناک ہوں گے۔ وہ نتائج ظاہر ہیں۔ تمام کے ذہن نہایت بے تابی کے ساتھ تڑپ تڑپ کر پوچھ رہے ہیں، دریافت کر رہے ہیں۔ خاص طور پر یہ کام قومی اسمبلی کے ذمے کیا گیا۔ قومی اسمبلی کی بڑی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ یہ ملک کی نمائندہ جماعت ہے۔ میرے خیال

میں جہاں تک میں اس وقت پہنچا ہوں، مجھے یاد نہیں کہ شاید ہی کسی ممبر نے اس کے خلاف تقریر کی ہو تقریباً سبھی نے تائید کی ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ مسئلہ سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق حل نہ ہو۔ کیونکہ 2950 قومی اسمبلی تقریباً اپنا صحیح فرض ادا کر چکی ہے۔ اس میں اب حکومت کی جرأت کی ضرورت ہے۔ حکومت نے اگر اندرونی اور بیرونی حمایت کا صحیح جائزہ لیتے ہوئے، صحیح جرأت ایمانی سے کام لے لیا تو یقیناً کامیابی ہوگی۔

(قادیانی داخلی وخارجی فتنہ)

صرف یہ نہ سمجھئے کہ یہ فتنہ صرف داخلی ہے، بلکہ یہ فتنہ بیرونی ممالک میں بھی ہے۔ یہ بھارت کے وفادار ہیں۔ قادیان میں اس قسم کے آدمی بیٹھے ہیں، ۳۱۳ آدمیوں کی یعنی کافروں کو وہاں بٹھایا ہوا ہے۔ وہ دو کشتیوں پر پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پاکستان میں بھی نظریہ پاکستان کے خلاف کام شروع کر رکھا ہے اور بھارت میں بھی۔ اس کے علاوہ اسلامی ممالک اور خاص طور پر عرب ممالک کو انہوں نے بڑا پریشان کر رکھا ہے۔ اسرائیل سے ان کی سازباز ہے۔ اسرائیل اور ان کا پروپیگنڈا ایک ہے۔ ایک ہی پروگرام ہے اسرائیل کا اور ان کا۔ یہودیوں کے نظریات اور ان کے نظریات بالکل ملتے جلتے ہیں۔ ایک ہی ان کا پروگرام ہے۔ بہرحال پاکستان کے اندر اور پاکستان سے باہر اسلام کے پردے میں اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں، اور ان سب سازشوں سے بچنا چاہئے۔ ہم پہلے بڑا وقت انتظار کر چکے ہیں۔ پھر ہماری خارجہ پالیسی کمزور رہی ہے۔ صرف چوہدری ظفر اللہ کی وجہ سے خارجہ پالیسی کو اتنا بڑا نقصان پہنچا جو نا قابل تلافی نقصان ہے۔ جہاں بھی یہ لوگ رہے۔ انہوں نے پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

جیسا کہ فاروقی صاحب نے کہا ہے کہ ان کی تشخیص کے لئے ایک بورڈ قائم ہونا چاہئے تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ قادیانی ہے اور یہ غیر قادیانی ہے۔ جب تک ہم اس قسم کی تشخیص نہیں کر سکیں گے یہ طبقہ نقصان پہنچاتا رہے گا۔ فوج میں جہاں کہیں یہ بڑے عہدوں پر ہیں یا چھوٹی ملازمتوں میں ہیں، ان کی تشخیص کے لئے کمیٹی ہونی چاہئے اور خاص طور پر مردم شماری میں ان کی وضاحت ہونی چاہئے۔ ہمیں اس میں کوئی اعتراض 2951 نہیں۔ ان کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی پاکستان پر ذمہ داری آجاتی ہے کہ ان کے مال وجان کی حفاظت کی جائے۔ یہ درست ہے۔ اسلام میں تنگ نظری نہیں ہے۔ اسلام میں بڑی فراخ دلی ہے۔ اسلام نے صرف رواداری کو فروغ دیا ہے۔ مگر

یہ رواداری ایسی نہیں ہے جو برداشت کی جاسکتی ہو کہ وہ اپنی سازشیں بحال رکھیں اور اسلام کو نقصان پہنچائیں۔ اس لئے مردم شماری میں بھی ان کی خاص طور پر وضاحت ہونی چاہئے اور تمام ملازمتوں میں، تجارت میں، ہر معاملہ میں اپنے تناسب آبادی سے بڑی خوشی سے ان کو حقوق دئے جائیں۔ لیکن یہ دھوکہ نہیں دیا جاسکتا، یہ برداشت نہیں ہوسکتا کہ یہ اسلام کے پردے میں پاکستان کے اندر رہ کر یہ عرب ممالک میں، نائیجیریا میں، امریکہ میں، مختلف ممالک میں رہ کر پاکستان کو نقصان پہنچائیں۔ اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

میں دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ اس کارروائی کو مزید طول دینے کی قطعاً حاجت نہیں۔ یہ واضح مسئلہ ہے بلکہ یہ ایک اظہر من الشمس چیز ہے۔ اس میں صرف جرأت ایمانی کی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے اس نازک موقع پر صحیح طریقہ اختیار کیا تو یقیناً نجات ہوگی۔ شکریہ!

محترمہ قائمقام چیئرمین: مولانا محمد علی رضوی! آپ نے دس منٹ تک تقریر کرنی ہے۔

(جناب مولانا سید محمد علی رضوی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

مولانا سید محمد علی رضوی: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم! آج ہمارے ہاں اس ایوان میں تین مہینے سے جس مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہے، ویسے تو یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں کسی کو کوئی اختلاف ہو، البتہ معلومات کی کمی ضرورتھی، علم کی کمی ضرورتھی۔ بہت سے لوگ تھے جنہیں یہ پتہ نہیں کہ مرزائیت کیا چیز ہے، قادیانیت کیا چیز ہے، ان کے عزائم کیا ہیں، ان کے ارادے کیا ہیں، یہ چاہتے کیا ہیں۔ یہ مذہبی فرقہ ہے یا کوئی سیاسی فرقہ ہے۔ اب ہر اعتبار سے ہمارے سامنے اس جماعت کو واضح کر دیا گیا کہ ان کے عزائم کیا ہیں۔ یہ کوئی مذہبی فرقہ نہیں ہے، یہ تو اسلام دشمنوں کا آلہ کار فرقہ ہے۔

2952 در اصل اٹھارویں صدی جہاں سے مسلمانوں کا انحطاط شروع ہوتا ہے، اس وقت ہندوستان میں بھی انگریز آئے اور ایشیاء میں دوسرے مقامات پر بھی انگریز کا تسلط ہوا۔ اس وقت یہ تین شخص ہیں۔ ایک تو مہدی سوڈانی، دوسرے شیخ سیناسی اور تیسرے فضل حق خیر آبادی اور مولوی عنایت احمد کا کاروی، مفتی صدرالدین صاحب! ان حضرات نے جہاد کا فتویٰ دیا۔ انگریزوں کے خلاف، اور جگہ جگہ مقابلے میں ہوئے۔ چنانچہ فضل خیر آبادیؒ اور مولانا عنایت احمد کاکاروی کو، ان کے ساتھ بھی پانچ سو علماء کے قریب تھے، جنہیں تمام کو دریائے شور کی سزا دی گئی، کالے پانی بھیجا گیا اور ان حضرات کا انتقال بھی وہیں ہوا۔

اس جہاد کے فتوے کے اثر کو ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو آلہ کار بنایا گیا۔ اس نے شروع میں تو مسلمانوں کے دلوں میں جگہ کرنے کا ایک طریقہ اختیار کیا۔ وہ مناظر بن گیا اسلام کا۔ عیسائیوں سے مناظرہ کرتا ہے، کہیں آریوں سے مناظرہ کرتا ہے۔ جب اس نے مسلمانوں میں اپنی جگہ اور اپنا مقام حاصل کر لیا، اس کے بعد اس نے دعویٰ نبوت کیا۔ ہمیں اب یہ چیز تو پوری طرح واضح ہوگئی ہے۔ لیکن علمائے کرام شروع ہی سے اس کے خلاف تھے۔ علماء حق نے شروع ہی سے اس کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ لیکن چونکہ مسلمانوں کے پاس یا علماء کے پاس نہ تو اختیار تھا نہ اقتدار نہ کسی طاقت کی سرپرستی تھی۔ اس کے ساتھ تو جناب! پوری حکومت تھی قادیان میں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد بھی اور اس کے زمانے میں بھی، جو بھی اس کے خلاف ہوتا تھا وہیں اس کو قتل بھی کیا گیا۔ چنانچہ ایک مشہور واقعہ ہے محمد حسین کو قتل کیا گیا۔ سلطان احمد ملتانی[۱] کو قتل کیا گیا، عبدالرحمٰن مصری کے ساتھ انہوں نے جو کچھ کیا اس کا مکان جلایا گیا، اس کو قادیان سے باہر نکلوایا۔ لیکن چونکہ حکومت کی سرپرستی، انگریزوں کی سرپرستی تھی، برطانیہ کی حمایت حاصل تھی، اس لئے مقدمے بھی چلے تو کچھ نہیں ہوا۔ قادیان میں تو کسی کو ان کے خلاف 2953 آواز اٹھانے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ ذرا بھی اگر کوئی شخص بولتا تھا تو اس کے ساتھ وہ زیادتیاں کی جاتی تھیں کہ کتابیں بھری پڑی ہیں اس کی زیادتیوں کی۔

اس کے بعد پاکستان بن گیا۔ پاکستان میں آپ دیکھتے ہیں انہوں نے ربوہ (اب چناب نگر) میں زمین حاصل کر کے پاکستان کے قلب میں اپنی ایک متوازی حکومت قائم کی اور وہاں بھی وہ اپنے مقدمات، چاہے وہ دیوانی کے ہوں، فوجداری کے ہوں، خود ہی طے کرتے تھے اور یہاں ہم کہتے تھے کہ یہ مرزائی کسی وقت اس ملک کو ختم کرانے والے ہوں گے۔ ہم نے دیکھا کہ اس مرزائی نے جس کو آپ نے وزیر خارجہ بنایا، اس نے ہمارے ملک کی دوستی، ہماری دوستی ہر ایک سے کرائی، لیکن ایک ملک ایسا تھا جس سے نہ کروائی۔ لیکن کیا وہ کافر تھا؟ کیا وہ بے دین تھا؟ کیا اختلاف تھا؟ کیونکہ شروع سے بنیاد ہی ایسی رکھی گئی تھی اس لئے افغانستان سے جس سے ہمارے عقائد میں اتحاد، ہمارے معاشرے میں بھی اتحاد، ہمارے دین میں بھی اتحاد تھا۔ وہاں اس نے دوستی نہ ہونے دی۔ کیونکہ یہ وزیر خارجہ قادیانی تھا۔ افغانستان میں جو بھی قادیانی گیا ہے وہاں مارا گیا ہے۔ قتل کیا گیا ہے۔

---

[۱] یہ سلطان احمد ملتانی نہ تھے بلکہ فخر الدین ملتانی تھے۔ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اختلاف رائے کی بنیاد پر مرزا محمود نے ان کو قادیان میں قتل کرادیا۔ مرتب!

ان کے عزائم اب آپ کے سامنے آ چکے ہیں۔ ان کے پاس فوجی قوت بھی ہے۔ کہیں الفرقان فورس ہے، کہیں احمدی فورس ہے۔ آخر کوئی ایسی مذہبی جماعت ہمارے ہاں پاکستان میں نہیں جس کے پاس فورسز ہوں، جس کے پاس طاقت ہو جس کے پاس لڑنے والے رضاکار ہوں۔ یہ ایسی جماعت ہے جس کے پاس لڑنے والے، جنگ کرنے والے رضاکار بھی موجود ہیں۔ یہ جماعت مذہبی نہیں ہے۔ مگر یہ جماعت تو چاہتی ہے کہ جب بھی موقع ملے اس پورے ملک پر قبضہ کیا جائے اور پھر ان کے عزائم کتابوں سے واضح ہو گئے کہ وہ غیر احمدی کو دیکھنا نہیں چاہتے، غیر احمدی کو زندہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ وہ انہیں قطعاً اس ملک میں ایک لحہ کے لئے نہیں دیکھنا چاہتے۔ مگر بیوقوفی ان سے ہو گئی ربوہ اسٹیشن پر۔ اللہ تعالیٰ کو منظور یہ تھا ابھی ہی فرقے کو ختم کر دیا جائے جو 2954 اس کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے ڈاکو ہوں۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے، تیرہ سو برسوں سے یہ چیز ہے، مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری جو ہے وہ نبوت کی حیثیت سے نہیں ہے۔ وہ آ کر ہم سے یہ نہیں کہیں گے کہ میں نبی ہوں، مجھ پر ایمان لاؤ۔ وہ وقت تھا جو ان کا گیا۔ وہ آئے، انہوں نے اعلان کیا میں نبی ہوں۔ ایمان لائے لوگ۔ اب وہ آئیں گے تو صرف مبشرات کی صورت میں آئیں گے، بشارت کو پورا کرنے کے لئے آئیں گے۔ اسی بشارت کو مٹانے کے لئے مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بنائی۔ چونکہ انگریزوں کی سرپرستی تھی اس لئے انہیں کوئی روکنے والا نہیں تھا۔

لہٰذا میں عرض کروں گا کہ ان کی ہر چیز پر پابندی لگنی چاہئے۔ ان کو تبلیغ کی بھی اجازت نہیں ہونی چاہئے اور اس جماعت کو مذہبی جماعت نہیں بلکہ سیاسی جماعت قرار دیا جائے تاکہ اس کے حساب و کتاب پر بھی پوری طرح سے نظر رکھ سکیں اور محدود طریقے سے وہ رہیں۔ ان کے حقوق جو ذمیوں کے اسلام میں ہیں ان سے انکار نہیں۔ ہم ان کے جان و مال کی حفاظت کریں گے اس وقت جب کہ وہ قانون کے دائرے میں آ جائیں۔ قانون کے دائرے میں آنے سے پہلے ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔ اگر اقلیت ان کو قرار دے دیا گیا جس طرح سے عوام کا مطالبہ ہے اور اگر اس میں ذرا بھی کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کی گئی، ذرا بھی کوئی کمزوری یا لچک رکھی گئی تو اس وقت جو عوام میں جوش پھیلا ہوا ہے اس جوش کو فرو کرنے کی، اس جوش و خروش کو دور کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے۔

لہٰذا میں پھر عرض کرتا ہوں کہ اس جماعت کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ان کے لئے ان

کو تبلیغ کی آزادی، آمد و رفت کی آزادی، ہر چیز پر پوری پوری نظر کی جائے اور اس کے بعد مسلمان قطعاً مطمئن ہوں گے۔

[2955]محترمہ قائمقام چیئرمین: راؤ ہاشم خان! صرف دس منٹ۔

(جناب راؤ ہاشم کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب ایم ہاشم خان: جناب والا! جس مسئلہ سے یہ اسپیشل کمیٹی گذشتہ تین ماہ سے دوچار ہے، یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ اس ملک کے مسلمانوں کو یہ مسئلہ گذشتہ تقریباً ایک صدی سے درپیش ہے۔ مختلف موقعوں پر اسلامیان ہند نے یہ کوشش کی کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ۱۹۴۷ء تک تو وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے، اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں ایک بہت بڑی عظیم طاقت کی سرپرستی حاصل رہی اور ۱۹۴۷ء کے بعد پہلی مرتبہ ۱۹۵۳ء میں جب یہ جدوجہد شروع ہوئی کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے، اس وقت تو میں یہ کہوں گا کہ ہر تحریک جو تشدد اختیار کر جائے اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں چونکہ تشدد شروع ہو گیا اور تشدد کا ہمیشہ جواب تشدد سے دیا جاتا ہے اور جب تشدد ناکام ہو جائے تو پھر وہ تحریک بھی ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ یہی صورتحال ۱۹۵۳ء میں ہوئی۔ اس وقت کے جو زعماء لیڈران اس تحریک کے تھے انہوں نے تشدد کا طریقہ اختیار کیا[۱]۔ عدم تشدد کا رستہ چھوڑ دیا اس لئے سارے ملک کے سامنے اور ساری قوم کے دیکھتے دیکھتے ایک ایسا مسئلہ جو تھا یہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا، اب یہ کبھی سر نہ اٹھا سکے گا۔ تو اب بھی وہی بات تھی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قسم کی تائید غیبی تھی کہ ۱۹۵۳ء کے بعد اس مسئلہ پر کبھی کسی نے سنجیدگی سے غور نہیں کیا کہ کس طریقے سے اس جماعت کے لوگ منظم ہوتے جا رہے ہیں اور کس طریقے سے وہ اپنے آپ کو اس ملک میں اہم عہدوں پر فائز کر کے ہر چیز پر قابض ہو گئے ہیں جن کا سیاست میں اور دنیاوی کاموں میں کافی اثر ہوتا ہے۔

جناب والا! آپ یہ دیکھیں گے کہ اس فرقہ کے لوگوں نے سب سے پہلے یہ کوشش کی کہ *Open Competition* (آزاد مقابلہ) میں تو چونکہ بہت ساری چیزیں آ جاتی ہیں،

---

[۱] تحریک کے زعماء نے پرامن تحریک چلائی۔ حکومت نے ان کو گرفتار کر لیا۔ ایجنسیوں نے تشدد کے راستہ پر تحریک کو ڈال دیا۔ حکومت نے بدترین تشدد سے تحریک کو کچل دیا۔ اس میں زعماء تحریک کا کوئی قصور نہیں۔

ہمارے ہاں سی.ایس.پی، پی.سی.ایس کے امتحانات ہوتے تھے۔ اس میں Open Competition (آزاد مقابلہ) ہوتے 2956 تھے، وہاں پر زیادہ کارگر نہیں ہو سکے۔ وہاں تو یہ تھا کہ سو (۱۰۰) میں سے ایک آدمی آ گیا تو Open Competition (آزاد مقابلہ) میں تو چلے گئے۔ ان لوگوں کے جو سینئر آفیسر تھے انہوں نے اس ملک میں کارپوریشنوں پر قبضہ کرنے کی سب سے زیادہ کوشش کی۔ آپ دیکھیں گے کہ اس ملک میں جتنی بھی کارپوریشنیں موجود ہیں ان میں اہم ترین عہدے ان کے پاس ہیں۔ اس کا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو پی.آئی.ڈی.سی کا چیئرمین مقرر کرا دیا۔ فرض کیجئے مجھے انہوں نے چیئرمین بنوا دیا۔ اب میں چونکہ چیئرمین ہو گیا ہوں، میں ایک بڑے افسر کا ممنون احسان ہو گیا۔ وہ افسر احمدی تھا۔ انہوں نے دو چار دن کے بعد مجھے کہا کہ میں نے آپ کو چیئرمین مقرر کرایا ہے، آپ پرسانل آفیسر فلاں آدمی کو لگا دیں۔ میں اس احسان تلے دبا ہوا تھا، لہٰذا میں نے ان کی مرضی کے مطابق ایک ایسے آدمی کو آفیسر بھرتی کرا دیا۔ جس کا کام یہ تھا کہ وہ بھرتی کرے۔ لہٰذا اس آدمی نے اس ادارے میں ۹۹ فیصد احمدیوں کو ملازمت دی۔ پی.آئی.ڈی.سی بینک اور انشورنس کمپنیاں، جہاں بھی یہ لوگ گئے ان کی اکثریت رہی۔ اس طریقہ سے یہ ہماری اقتصادیات پر حاوی ہوتے چلے گئے۔ جس کے پاس پیسہ ہو آواز بھی اس کی ہوتی ہے۔ آج یہ لوگ منظم اس لئے ہیں کہ ان کے پاس پیسے اور وسائل ہیں۔ یہ ایک دو فیصد ہوتے ہوئے بھی اسی لئے ہمارا مقابلہ بڑی سختی کے ساتھ کرتے ہیں۔

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali).]

(اس مرحلے پر ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی نے کرسی صدارت کو چھوڑا جسے جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) نے سنبھالا)

جناب ایم ہاشم خان: تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ۱۹۵۳ء کے بعد پہلی مرتبہ انہوں نے اس مسئلے کو جگا دیا۔ اگر ربوہ کا واقعہ نہ ہوتا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوم اس طرف دھیان دینے کے لئے تیار نہیں تھی۔

2957 جناب والا! میں ایک بات ضرور عرض کروں گا کہ اس موجودہ حکومت کو بہت سے

مسائل درپیش ہیں۔ اس قسم کے مسائل ہیں کہ آج تک اس قوم کو اس قسم کے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ۲۵ سال سے آج تک ہم ایسے وسائل سے دوچار نہیں ہوئے۔ سب سے بڑا مسئلہ جو آج تک حل نہیں ہو سکا وہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے اس چیز کو جو کہ گزشتہ سو (۱۰۰) سو سال سے حل نہیں کی جا سکی اس کو ہم نے بڑی خوش اسلوبی سے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب والا! یہاں پر ناصر احمد نے یہ کہا کہ یہ ہمارا اختیار نہیں ہے۔ اس اسمبلی کو انہوں نے چیلنج کیا ہے کہ اسمبلی کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ اس پر فیصلہ (Adjudicate) دے سکے اور کسی کو غیر مسلم قرار دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان اس ملک میں ایک بااختیار ایوان ہے۔ اس سے بڑی طاقت کوئی نہیں ہے۔ اگر یہ ایوان کسی کے بارے میں فیصلہ نہیں دے سکتا تو پھر وہ کون سا ایوان ہے جو یہ فیصلہ کر سکتا ہے؟ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ایوان کو اس الجھن میں نہ ڈالا جائے۔ بہرحال یہ کہنا کہ اس ایوان کو اس مسئلے کو حل کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ غلط ہے۔ اس ایوان کو کلی طور پر اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی جماعت اور کسی فرقے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔ ہم یہاں ہر قسم کی قانون سازی کر سکتے ہیں۔ ہمارے اوپر ایک حق ضرور عائد ہوتا ہے کہ ہم کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے جو اسلام کی روح کے خلاف ہو، جو آئین کے خلاف ہو اور ہم اس قسم کی قانون سازی کے مجاز نہیں ہیں۔ دنیا کی بہت سی پارلیمنٹس ہیں جن میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ ہر چیز کر سکتی ہیں لیکن اس ملک میں پارلیمنٹ کو یہ اختیار نہیں کہ وہ حلال اور جائز کو ناجائز قرار دے۔ اس کے علاوہ تمام قسم کی دنیاوی قانون سازی کر سکتی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مذہب ایک ذاتی مسئلہ ہے، اس پر ہم **Finding** (فیصلہ) نہیں دے سکتے ہیں۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مذہب صرف اس وقت تک ذاتی 2958 مسئلہ رہتا ہے۔ جب تک وہ کسی شخص کی ذات تک محدود رہے۔ اگر میں دل میں کوئی خیال رکھتا ہوں اور اپنی عبادت میں مشغول رہتا ہوں تو یہ ذاتی مسئلہ ہوگا۔ لیکن جب باہر آ کر علی الاعلان ہم ایسی باتیں کریں جن سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوں، ان کے جذبات مجروح ہوں، تو پھر یہ ذاتی مسئلہ نہیں رہتا۔ اس ملک کے اندر جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ یہاں یہ کہنا کہ نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے تو یہ ہمارے جذبات کے ساتھ بہت زیادتی ہوگی۔

ایک بات دیکھنے میں آئی ہے اور مجھے ذاتی تجربہ ہے کہ کالج سے لے کر اب تک جو احمدی بھی میرے ساتھ رہے ہیں، ہم ان کے ساتھ جرح کرتے تھے اور بڑے سخت الفاظ استعمال

کر جاتے تھے، لیکن وہ ہنس کر ٹال دیتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد پہلی بار انہوں نے تشدد شروع کر دیا جو ملک خداداد اور رسول اللہ ﷺ کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ اس میں اقلیت کو تشدد کی جرأت کیسے ہوئی؟ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس سے باخبر رہنا چاہئے۔ ان کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ انہوں نے ٹرین پر حملہ کیا اور مسلمانوں پر تشدد کیا، ان لوگوں پر زیادتی کی جو کل آبادی کا ۹۹ فیصد ہیں۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اس اسمبلی کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ یا ہمیں یعنی اکثریت کو (خدانخواستہ) غیر مسلم قرار دے یا انہیں غیر مسلم قرار دے۔ انہوں نے واضح الفاظ میں آپ کے سامنے کہا کہ وہ ان کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ جو مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے۔ اس ملک کی ۹۹ فیصد آبادی ہرگز مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم نہیں کرتی۔

(قادیانی خود تشدد پیدا کریں گے)

جناب والا! یہ ضروری ہے اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس پر بڑا پریشر ہے۔ یہ بین الاقوامی معاملہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا مفاد اور عوام کا مفاد اور بھلائی بھی اسی میں ہے کہ عوام کے نمائندے اس مسئلے کا حل تلاش کریں۔ عوام ان کو 2959 غیر مسلم سمجھتے ہیں اور میرا اپنا ایمان بھی یہی ہے۔ انہیں غیر مسلم قرار دینے کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ تحریک تشدد کی طرف گئی، اگر آپ نے ان کے اوپر اور کچھ کرنے کی کوشش کی تو میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ تشدد ہمیشہ ناکام رہے گا۔ اس تحریک کو آج تک جس طریقہ سے پرامن رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر اس کی بجائے تشدد آ گیا تو اس سے ہمیں نقصان ہوگا اور ان کو فائدہ پہنچے گا۔ وہ کوشش کریں گے کہ کہیں نہ کہیں تشدد پیدا کر کے اس تحریک کو تشدد کی طرف لے جایا جائے۔ یہ ہمارا سب کا فرض ہے کہ اسمبلی ان کے بارے میں فیصلہ کرے۔ ان کو غیر مسلم قرار دینا چاہئے، اور پھر اس کے بعد ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا ہمارا اولین فرض ہوگا۔ ان کے ساتھ تشدد کرنا ایسا ہی ہے جیسے ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ تشدد ہوتا ہے اور ہم چیخ پڑتے ہیں۔ ہم اگر اپنی اقلیت کی حفاظت نہ کریں گے تو دوسروں سے کیا امید رکھیں گے۔ اس لئے کسی فیصلہ کے بعد ان کا تحفظ کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے نوجوانوں، بچوں اور بوڑھوں، سب کو اس مسئلے کا حل اور علاج تشدد سے نہیں کرنا چاہئے۔

***Mr. Chairman:* Thank you.**

(جناب چیئرمین: شکریہ!)

(قادیانی سیکولر)

جناب ایم ہاشم خان: ایک منٹ! میں یہ عرض کروں گا کہ مجھے بنگلہ دیش جانے کا اتفاق ہوا۔ بازار میں ایک احمدی نمائندہ مجھے ملا اور مجھے ایک پمفلٹ دیا اور کہنے لگا کہ یہاں مجیب نے اس ملک کو سیکولر اسٹیٹ قرار دیا ہے۔ آپ بھی ویسا ہی کر دیں۔ یہ لوگ سیکولرازم کے حامی ہیں۔ اگر یہ مسلمان ہوتے تو ایسی باتیں نہ کرتے۔ میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں انہیں غیرمسلم قرار دینا چاہئے اور اس تحریک کے کامیاب ہونے کے بعد یہ ہمارا فرض ہوگا کہ اس مسئلے کو کامیابی کے ساتھ حل کریں۔

2960 **جناب چیئرمین:** صاحبزادہ صفی اللہ! بعد میں دوسروں کی باری آئے گی۔ ایک منٹ کے لئے اٹھتے ہیں اور پھر پندرہ منٹ لگاتے ہیں۔ لیکن جب کہتے ہیں کہ پندرہ منٹ تو دس منٹ ہی میں ختم کر دیتے ہیں۔

(جناب صاحبزادہ صفی اللہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب والا! جو قراردادیں اس وقت اسپیشل کمیٹی کے سامنے ہیں ان کے حق میں ہماری طرف سے ایک مفصل بیان ”ملت اسلامیہ“ کے نام سے آچکا ہے۔ جس کو مولانا مفتی محمود صاحب نے ہم سب کی طرف سے پڑھا ہے اور اس کے بعد اور بھی معزز اراکین نے اپنے زریں خیالات کا اظہار کیا ہے اور اس میں اب کوئی گوشہ ایسا نہیں رہا جو تشنۂ گفتگو ہو۔ جناب والا! ہم نے مرزا ناصر احمد کو اور لاہوری جماعت کے سربراہ کو یہ موقع دیا تھا کہ وہ اسپیشل کمیٹی کے سامنے اپنے مؤقف کو پیش کریں۔ اس میں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ ہم اپنا اطمینان کرنا چاہتے تھے یا یہ کوئی متنازعہ فیہ مسئلہ تھا۔ جس کا تصفیہ نہیں ہوا تھا اور ہم اب تصفیہ کرنے بیٹھے تھے۔ اس کا فیصلہ چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے علاوہ قرآن کریم کی بے شمار آیات اس سلسلہ میں وارد ہیں اور ان میں سے ایک جو اس بارے میں اجماع امت ہے اس پر کہ وہ ختم نبوت کے بارے میں قطعی ہے وہ سورۃ احزاب کے پانچویں رکوع کی آیت ہے اور اس کو میں پڑھتا ہوں: ”اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ۰ بسم الله الرحمن الرحيم ۰ ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين ۰ وكان الله بكل شئ عليما“

یعنی اے لوگو! محمد ﷺ آپ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ اللہ کے

رسول ہیں اور خاتم النّبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ان سب چیزوں کا علم ہے کہ اس کے بعد کسی نبی کو نہیں بھیجنا ہے اور یہ آخری نبی ہیں اور اس پر امت کا فیصلہ ہے، امت کا [2961] اجماع ہے کہ یہ اس بارے میں قطعی ہے۔ یعنی ہم یہاں اس لئے نہیں بیٹھتے تھے کہ ہم یہ فیصلہ کریں یا اس کے لئے کوئی اور دلیل طلب کریں۔ اپنے اطمینان کے لئے، بلکہ انہوں نے درخواست کی تھی کہ ہم اپنا موقف پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے ان کو موقع دیا۔

(قادیانی اور اشتعال انگیزی)

جناب والا! آپ کی ہدایت تھی کہ ہم بڑے صبر اور تحمل کا مظاہرہ کریں اور ہم نے جس صبر اور تحمل کا مظاہرہ کیا ہے، یہ تو اللہ شاہد ہے کہ ان کی ان دل آزار باتوں سے اور ان کی کفریات سے ہم کو کتنا صدمہ پہنچا تھا۔ لیکن ہم نے باوجود اس کے نظم وضبط کو بحال رکھا اور ان سب باتوں کو سنا اور اس جرح کے دوران میں اٹارنی جنرل صاحب نے ان خفیہ باتوں کو ان کے دلوں سے نکلوایا جو کہ وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ان کے بیانات سے یہ بات روز روشن کی طرح اب عیاں ہے اور ہاؤس کا ہر ایک معزز رکن اپنے اطمینان کے ساتھ اب انشاء اللہ فیصلہ دے گا اور ان سب پر عیاں ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد نے کتنی ڈھٹائی کے ساتھ اپنی جعلی نبوت کا کیس دنیا کے سامنے پیش کیا۔

جناب والا! یہ بات بھی سامنے آگئی ہے کہ انگریزوں نے اپنے اس خودکاشتہ پودے کو کس طرح پھلنے پھولنے کا موقع دیا اور تناآور کیا۔ لیکن ہمیں انگریزوں سے شکایت نہیں ہے، وہ تو ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ہمیشہ یہی حربے استعمال کرتے رہتے تھے۔ ہمیں جو شکایت ہے تو اپنے حکمرانوں سے ہے۔ جناب والا! پاکستان بن جانے کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ ان کو بلاتے، سمجھاتے کہ بھائی! اب یہ جعلی نبوت نہیں چلے گی، اب اس قصے کو چھوڑ دو، اور اگر نہیں چھوڑتے ہو تو پاکستان کی سرزمین میں ایک غیرمسلم اقلیت بن کر رہو۔ لیکن ہوا کیا کہ انگریزوں سے زیادہ ہمارے حکمرانوں نے ان کو موقع دیا اور مسلمانوں کے سروں پر سوار کیا اور اب پاکستان میں زندگی کے کسی شعبے میں اگر آپ تلاش کریں تو وہاں ایک قادیانی آفیسر بن کر بیٹھا ہوگا اور پاکستانی حکومت کا کوئی راز ان سے اب چھپا ہوا نہیں ہے۔

(قادیانی کرتوت)

[2962] جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ بات اب عیاں ہے کہ ان لوگوں کی وجہ سے سارے عالم اسلام کے ساتھ ہمارے تعلقات خراب ہو گئے ہیں، سارے برادر ملکوں سے

ہمارے تعلقات خراب ہو گئے ہیں۔ افغانستان سے تعلقات خراب کرنے میں ان ہی لوگوں کا ہاتھ ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ۱۹۵۶ء میں عرب اسرائیل جنگ کے دوران ہماری حکومت کے ایک قادیانی آفیسر نے ایک بیان دیا عربوں کے خلاف، اور اس کا ردعمل یہ ہوا کہ سارا عالم عرب ابھی تک پاکستان کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتا ہے اور جس وقت کشمیر کا مسئلہ سلامتی کونسل میں پیش ہوا تو بہت سے عرب ممالک نے صرف اس ایک بیان کی وجہ سے ہمارے حق میں رائے نہیں دی۔ بلکہ ہندوستان کے مؤقف کی حمایت کی۔ یہ ان لوگوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہم بھگت رہے ہیں۔

(قادیانی قیادت کی ستم رانیاں)

جناب والا! اس قصے کو اب میں مختصر کرتا ہوں اور کیونکہ جو وقت مجھے دیا گیا ہے وہ بہت کم ہے۔ ایک بات کی طرف میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ بڑی حیران کن بات ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد پاکستان کے اندر جتنی بھی ریاستیں تھیں ان کو حکومت پاکستان نے ختم کر دیا۔ مثلاً ریاست بہاولپور جو ایک علم دوست ریاست تھی اور سب سے پہلے وہاں سے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ سنایا گیا تھا۔ لیکن بہاولپور کو ختم کیا جاتا ہے۔ دیر، سوات اور چترال کو ختم کیا جاتا ہے، اور ربوہ جو ریاست کے اندر ایک ریاست ہے اور جس کا ہیڈ مرزا ناصر ہے وہ ابھی تک قائم ہے اور اب ہمیں معلوم ہوا ہے اور ہمارے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ مرزا ناصر جو خود ساختہ خلیفہ ہے، اس کے خاندان کے لوگوں سے قادیانیوں کی خواتین کی عصمتیں محفوظ نہیں ہیں اور ان کی فریاد کی شنوائی نہیں ہوتی ہے اور وہ بے چارے مجبور ہیں۔ وہ جو وہاں کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ ربوہ کو بالکل ختم کرنا چاہئے، اس کی ریاست اندر ریاست کی حیثیت کو ختم 2963 کرنا چاہئے اور اس کو ایک کھلا شہر قرار دینا چاہئے اور وہاں سرکاری عمارات کی تعمیر ہونی چاہئے۔ مثلاً تحصیل، تھانہ وغیرہ۔

دوسری بات جناب! یہ ہے کہ دستور کی دفعہ ۲۵۶ کے تحت ان کی جو فوجی تنظیمیں ہیں ان کو ختم کرنا چاہئے اور ان پر پابندی لگانی چاہئے، ورنہ یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے رہے گا اور پاکستان کی سلامتی اور بقاء کی کوئی مؤثر ضمانت بغیر ان کو ختم کئے نہیں ہوگی۔

جناب والا! یہ بات بہت عجیب ہے کہ اس ملک کے اندر ایک آدمی پولیس کی وردی کا استعمال نہیں کر سکتا، ڈی. ایس. پی کی وردی کا استعمال نہیں کر سکتا۔ اس ملک میں ایک آدمی کے متعلق اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کرنسی نوٹ چھاپتا ہے اور اس کا کاروبار کرتا ہے تو اس کو حکومت

پکڑتی ہے اور سزا دیتی ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس ملک کے اندر ۲۷ سال سے اب تک جعلی نبوت کا کاروبار ہوتا رہتا ہے اور ان کو کھلی چھٹی ہے کہ جس طرح چاہیں وہ کریں اور اس پر ان کو کوئی سزا نہیں ہے۔ یہ بڑی حیران کن بات ہے اور یہ اسلامیان پاکستان کی غیرت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے اور اگر اس موقع کو بھی ضائع کیا گیا تو پھر مسلمانان پاکستان کو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

جناب والا! آپ مجھے بار بار دیکھتے ہیں۔ میں نے تو ابھی پانچ منٹ لئے ہیں۔

جناب چیئرمین: دس منٹ ہوگئے ہیں۔

صاحبزادہ صفی اللہ: میں تو صرف پوائنٹس تک اپنی تقریر محدود رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ اور لے لیں۔ آپ نے 11:20 پر تقریر شروع کی ہے۔

صاحبزادہ صفی اللہ: دو، چار منٹ اور۔

جناب چیئرمین: یہ سارا ہاؤس گواہ ہے میں نے اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

2964 **صاحبزادہ صفی اللہ:** دو، چار منٹ اور۔

جناب چیئرمین: آپ پانچ منٹ لے لیں۔

صاحبزادہ صفی اللہ: اچھا جی، جناب والا!

جناب چیئرمین: ریکارڈ کے مطابق 11:17 ہے، میرے خیال کے مطابق 11:20 ہے۔ باقی رہ جائیں گے بیچارے۔

صاحبزادہ صفی اللہ: میں عرض کر رہا تھا کہ اس ملک میں جب جعلی نبوت کا کاروبار ہوتا ہے تو ہم کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم آزاد ہیں اور ہمیں آزادی ملی ہے اور ہم اس آزادی پر کس طرح فخر کر سکتے ہیں۔ جب ہم اپنے رسول اللہ ﷺ کے ناموس کی حفاظت کرنے میں اب تک ناکام رہے ہیں تو ہم کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم آزاد ہیں اور ہمیں ایک آزاد ملک ملا ہے۔

(مرزا کا ناپسندیدہ نام)

جناب والا! میں نے بہت سے پوائنٹ چھوڑ دیئے ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس وقت ملک کی جو حالت ہے وہ یہ ہے کہ عوام کی نگاہیں اس کمیٹی پر مرکوز ہیں۔ ڈھائی مہینہ ہم نے مسلسل کام کیا ہے اور اب لوگ دیکھتے ہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن ہماری ساری تگ ودو اور جدوجہد کا ثمرہ ہمیں اس وقت مل سکتا ہے جب کہ ہم دستور میں ایسی ترامیم لانے میں کامیاب ہو

جائیں، جو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ اور امت مسلمہ کے لئے قابل قبول ہوں۔ ہم ڈرتے کیوں ہیں، یعنی ہم کیوں اس طرح احساس کمتری کا شکار ہیں۔ میں نے بہت سے دانشور صاحبان سے سنا ہے کہ یہ مرزا غلام احمد کا ناپسندیدہ نام ہمارے دستور میں نہ آئے۔ جناب والا! ٹھیک ہے، لیکن میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دستور سے جو مقدس کتاب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، لیکن ضرورت کے مطابق جہاں یہ باتیں ناگزیر تھیں تو اس میں بھی ہامان اور قارون اور ابی لہب کے نام لئے گئے ہیں اور ابلیس کا نام لیا گیا ہے۔ تو اگر ہمارے 2965 دستور میں مرزا غلام احمد کا نام آیا تو اس میں کیا قباحت ہے؟ یعنی ہم جب اپنے مسائل کو دوسروں کے زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس پر پرکھتے ہیں اور اس سے اندازہ لگاتے ہیں تو یہ اچھی بات نہیں۔ یہ تو ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ کیا کریں، ہم اس سے دوچار ہیں، ہم اس میں پھنس گئے ہیں۔ اب اگر دستور میں اس کا یعنی مرزا غلام احمد کا نام، ناپاک نام نہ لیں تو ہم مجبور ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، ہم نہیں پھنسے۔ ہم انشاء اللہ نکلیں گے اس سے۔

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب والا! میں نے بہت سی باتیں چھوڑ دی ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ ہمارے دستور میں جو کچھ......

جناب چیئرمین: آپ فرمائیں، میں ”میں مودودی شاہ پارے“ تلاش کر رہا ہوں۔

صاحبزادہ صفی اللہ: انہوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے کلام سے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث مقدسہ کے ساتھ اور اس کے بعد ابن عربی اور امام غزالی اور حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اور سب کے کلام کے ساتھ جو کچھ کیا ہے تو اگر مولانا مودودی کے کلام کے ساتھ کریں تو پھر کیا حیرانی ہے۔ خدا تعالیٰ جل شانہ کے کلام کے ساتھ انہوں نے کیا ہے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر دستور......

جناب چیئرمین: ”چڑیا گھر، جو موجودہ مسلمانوں کی نام نہاد سوسائٹی جس میں چیل، گدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں۔“ سیاسی کشمکش، حصہ سوم۔

صاحبزادہ صفی اللہ: میں نے تو پہلے عرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے کلام کے ساتھ انہوں نے کیا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر دستور کی دفعہ ۱۰۶ جہاں وہ دوسری اقلیتیں ہیں، ان میں مرزا غلام احمد اور اس کے متبعین اور پیروکار جو ہیں ان کا نام ہم شامل کریں اور ان کو ایک غیر مسلم اقلیت شمار کریں تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اور اس 2966 کے بعد جو قانون سازی ہوگی تو اور بھی اس پر علماء کرام کے مشوروں سے اضافہ ہو جائے گا۔

دوسری بات جو ہے وہ کلیدی اسامیوں کی بات ہے۔ میں اس میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہمیں علم ہے یہ تو اس وقت کی بات ہوگی، یہ قانونی بات ہوگی کہ اسلام دارالسلطنت میں غیر مسلم اقلیتیں جو ہیں، ذمی وغیرہ، وہ کن کن عہدوں پر فائز رہ سکتے ہیں اور کن پر نہیں رہ سکتے۔ میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ اسلامی قانون کی رو سے یہ دفاع کا محکمہ جو ہے فوجوں وغیرہ کا، تو غیر مسلموں کو فوجی خدمات سے اسلام نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ یعنی وہ کسی ایسے عہدے پر نہیں رہ سکتے جس سے ملکی دفاع مقصود ہو اور یہ ٹھیک بھی ہے۔ جناب والا! کہ ایک اصولی ریاست ہے۔ جس اصول پر وہ ریاست قائم ہے تو اس ریاست کی حفاظت، اس ملک کی حفاظت اور اسے دشمنوں سے بچانے کے طریقے اور اس کے لئے لڑنا اور مرنا ان لوگوں کے ذمہ ہے جو اس اصول پر یقین رکھتے ہیں۔ لیکن وہ افراد کس طرح لڑیں گے جن کے دماغ پر ہمیشہ اپنے نبی کی وحی سوار ہو کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر ہے نبی کا جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۷، خزائن ج۷ ص۷۷)

تو وہ ملک کی حفاظت کس طرح کر سکیں گے؟ اور ہم نے دیکھ نہیں لیا کہ ۱۹۷۱ء میں کیا ہوا ہمارے ساتھ۔

جناب چیئرمین: چھوڑیں جی!

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب والا! آخر میں معزز ممبران کی خدمت میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر ایک بہت بڑی 2967 آزمائش ہے اور ہم اس وقت صرف اپنے حلقۂ انتخاب کی نمائندگی نہیں کرتے ہیں، نہ پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں، بلکہ اس وقت ہم پورے عالم اسلام اور امت مسلمہ کی نمائندگی کرنے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں جو بھی ہم سے کوتاہی ہوئی اس سے عالم اسلام اور امت مسلمہ کو نقصان پہنچائیں گے اور اگر ہم نے صحیح فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے لئے قابل قبول ہوا تو ہم سرخرو ہو کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور بھی اپنے گناہوں کی معافی چاہیں گے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی اپنی شفاعت کی امید رکھ سکیں گے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: اس کا جواب انہوں نے ابھی نہیں دیا۔ اس کا جواب محمود اعظم فاروقی صاحب دیں گے۔ یہ ”انتخابی مہم میں شکاری کتوں کی دوڑ۔ جمہوری اسمبلیاں، ان کی رکنیت بھی حرام، ان کو ووٹ دینا بھی حرام۔“

جناب محمود اعظم فاروقی: میں اور بھی بہت سے جواب دے سکتا ہوں، آپ سننے کے لئے تیار ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، اس کا۔

جناب محمود اعظم فاروقی: آپ اس کا جواب سننے کے لئے تیار ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری۔

(صاحبزادہ احمد رضا قصوری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: جناب سپیکر! گرامی قدر! رسول عربی محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت اور عقیدت کا اندازہ آپ حضرت علامہ اقبال کے اس شعر سے لگا سکتے ہیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

2968 جناب سپیکر! رسول عربی حضرت محمد ﷺ کی محبت ایک مسلمان کے لئے اس کے ایمان کا ایک دریا ہے، اس کی عقیدت کا دریا ہے، اس کی محبت کا دریا ہے، اور ایک مسلمان اس دریا کا ایک حقیر قطرہ ہے اور اسی لئے کہا جاتا ہے۔

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

ایک مسلمان کے لئے رسول عربی ﷺ کی محبت میں فنا ہو جانا، رسول عربی ﷺ کی محبت میں اپنے آپ کو ختم کر دینا اس کی عشرت کی انتہاء ہے، اس کے لئے اس کی عقیدت کی ایک معراج ہے، اس کے لئے محبت کا ایک بہترین جذبہ ہے۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس اسمبلی نے پاکستان کے مسلمانوں کی عقیدت کے مطابق اور عاشقان رسول ﷺ کی محبت کے مطابق اس کا فیصلہ نہ کیا تو میں یہاں رجسٹر کرانا چاہتا ہوں یہ الفاظ کہ پاکستان کے مسلمان رسول عربی ﷺ کی محبت میں پروانوں کی طرح مر جائیں گے۔ شاید جو آپ فیصلہ کریں گے وہ فیصلہ شاید قلم اور سیاہی سے لکھا جائے۔ اگر آپ نے قلم اور سیاہی سے فیصلہ پاکستان کے عوام کی خواہشات، جذبات، ان کی عاشقانہ محبت رسول کے ساتھ نہ کیا تو پھر پاکستان کے مسلمان تلوار اور

خون سے فیصلہ لکھیں گے۔ یہ فیصلہ رسول عربی ﷺ کی محبت کے اندر ڈوبا ہوا ہوگا۔ لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں آپ نے ایسا فیصلہ کرنا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ پاکستان کے عوام کو غلط فیصلہ کر کے فیڈرل سیکورٹی فورس یا فوج سے ڈرا یا دھمکا کر ختم کر سکتے ہیں تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ لوگوں نے رسول عربی ﷺ کی محبت کے لئے......

Mr. Chairman: Decision has not yet come. If the decision is as you are arguing, then you can argue like this. We have kept the atmosphere calm for 2-1/2 months in the Government Benches and the opposition. I will not allow this speech come what may. I am grateful to honourable members for their cooperation. Till the decision is taken, you will please not speak in this way.

(جناب چیئرمین: ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ اگر ایسا فیصلہ ہو چکا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں تو پھر آپ اس طرح کی باتیں کر سکتے ہیں۔ ہم نے حکومت اور حزب اختلاف کے مابین ماحول اڑھائی ماہ سے پر امن بنا رکھا ہے۔ میں کسی بھی قیمت پر اس طرح کی تقریر کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میں معزز اراکین کا ان کے تعاون کے لئے شکر گزار ہوں۔ جب تک فیصلہ نہ ہو جائے آپ براہ کرم اس انداز میں بات نہ کیجئے)

2969 چوہدری جہانگیر علی: جناب والا! ان کے یہ الفاظ کہ کمیٹی کے ممبروں کو دھمکا کر فیصلہ اسٹارٹ کیا جائے، کیا مطلب ہے ایسی تقریر کا؟

جناب چیئرمین: نہیں، یہ غلط ہے۔ میں نے کہا ہے۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔

I have taken note of it and I have warned the speaker.

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں......

جناب چیئرمین: لال مسجد کے لئے یہ بڑی اچھی تقریر ہے۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: جناب والا! یہ تقریر تو سارے ملک میں چلے گی۔

جناب چیئرمین: نہیں جی چلے گی۔ لیکن خدا کے لئے ایک دن تو ہمیں دے دیں۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: جناب والا! ہماری سیاست کا منبع مسجدیں ہیں۔

(قہقہے) رسول عربی ﷺ کی سیاست مسجد سے تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنی تمام جنگیں مسجدوں میں لڑی ہیں۔ آپ نے مسجد کی بے حرمتی کی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔

You do not know the context as you have come after 20 days or a month; all the Maulanas in this House can understand very well.

(چونکہ آپ بیس روز یا ایک ماہ کے بعد آئے ہیں اس لئے آپ کو سیاق وسباق کا اندازہ نہیں ہے۔ اس ایوان میں تمام مولانا حضرات اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں) ان سے پوچھ لیں۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: جناب! آپ کے مذاق کا مجھے پتہ نہیں تھا۔ میں معذرت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، ہم تو روز کرتے ہیں۔

If you come after a month and make a firex public speech, we cannot be a party. The entire House is not a party to it.

(اگر آپ ایک مہینے کے بعد آئیں اور ایک پرجوش عوامی خطاب فرمائیں تو ہم اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ یہ ایوان اس میں شریک نہیں ہو سکتا)

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: اس لئے میں عرض کرتا ہوں میں اس مسئلے پر آ رہا ہوں۔ اب جناب والا! میں عرض کروں گا کہ میں سمجھتا ہوں کہ حقیقتاً اس مسئلے کو اسمبلی میں نہیں آنا چاہئے تھا۔ کیونکہ جب ہم کسی چیز کو کہتے ہیں مسئلہ تو مسئلے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر دو رائیں ہوں۔ آپ کسی چیز کو عدالت میں لے کر جاتے ہیں جب دو رائیں ہوں۔ [2970] آپ کسی چیز کو اسمبلی میں لے کر آتے ہیں جب دو رائیں ہوں۔ یہ تو مسئلہ ہی نہیں ہے۔ یہ تو ایمان ہے۔ یہ ہماری عقیدت ہے۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آج سے ۱۴سو سال پہلے طے کر دیا تھا، جس کو قرآن مجید، فرقان حمید نے اپنی آیات کے ساتھ ۱۴سو سال پہلے ختم کر دیا، ہم اس کو مسئلے کا رنگ رکھا ہی نہیں، اور ہم کس افلاطون کی اولاد ہیں جو آج ۱۴سو سال بعد آج اس زمانے میں بیٹھیں اور فیصلہ کریں کہ آیا رسول عربی ﷺ آخری نبی تھے۔

جناب چیئرمین: یہ بھی فیصلہ اسمبلی کے پاس نہیں ہے۔ یہ بھی نہیں ہے۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: تو جناب والا......

جناب چیئرمین: یہ بھی نہیں ہے۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: اس مسئلے کو......

جناب چیئرمین: اس پر اسمبلی کا ایمان آپ سے زیادہ مضبوط ہے۔ (قہقہے) اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ وہ ریلیونٹ نہیں ہے۔ اس پر کسی کو گنجائش ہی نہیں بات کرنے کی۔ آپ یہاں تک بات کرتے ہیں۔ یہاں تک بھی کسی ممبر کو گنجائش نہیں ہے۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: جی۔

جناب چیئرمین: بات یہاں یہ ہے کہ ان لوگوں کا اسٹیٹس ڈیٹرمن کیا جائے۔

(چوہدری ممتاز احمد کی طرف سے مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ خواہ مخواہ ایسی بات کر دیتے ہیں۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: میں جناب! اس کا جواب دوں؟

جناب چیئرمین: نہیں، کوئی ضرورت نہیں۔ آپ تقریر میں کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں؟

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: یا اسے حذف کرا دیں یا میرا جواب آنے والا ہے۔

2971 **جناب چیئرمین:** آپ ایسی بات کیوں کرتے ہیں؟

You are provoking the entire House.

(آپ پورے ایوان کو اشتعال دلا رہے ہیں؟)

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: یہ جناب! اپنے لیڈر کی بے عزتی کرانا چاہتے ہیں مجھ سے۔ میں دو، چار جملے کہہ دوں گا۔ جناب والا! انگریزوں نے ہندوستان میں دو فرقے انٹروڈیوس کئے۔ کیونکہ انگریزوں کی پالیسی ہندوستان میں ”تقسیم کرو، راج کرو“ کی تھی۔ ہندوؤں کے اندر انگریزوں نے آریہ سماج کا فرقہ انٹروڈیوس کیا اور مسلمانوں کے اندر قادیانیت کا فرقہ۔ آپ دیکھئے! ان کا کتنا خوبصورت انداز فکر تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ہندو بہت سارے خداؤں پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے اندر ایک ایسا فرقہ انٹروڈیوس کیا گیا جو کہ وحدت پر یقین رکھتا تھا...... آریہ سماج اور مسلمان جن کا یہ ایمان تھا کہ رسول عربی ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے اندر ایک ایسا فرقہ انٹروڈیوس کیا گیا جو کہتے ہیں کہ نبی آئے گا اور یہ انگریزوں کی چالاکی اور شاطرانہ پالیسی تھی۔ ہندوستان میں ۲ کمیونٹیز جو کہ متحد ہو کر جدوجہد کر رہے تھے آزادی کے لئے، انگریزوں

کو نکالنے کے لئے، ان کے اندر تفرقہ پیدا کرنے کے لئے ہندوؤں میں آریہ سماج اور مسلمانوں کے اندر قادیانیوں کا فرقہ انٹروڈیوس کیا گیا۔

Mr. Chairman: *This has been thoroughly discussed in this House.*

(جناب چیئرمین: اس پر ایوان میں تفصیل سے بات ہو چکی ہے)

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: مجھے آپ سے شکایت ہے، مجھے آپ سے یہ اعتراض ہے کہ مجھ سے آپ کو یا تو بغض ہے……

جناب چیئرمین: آپ اسٹارٹ ہی غلط لیتے ہیں۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: بغض معاویہؓ تو نہیں مجھ سے؟

جناب چیئرمین: نہیں نہیں۔

2972 **صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری:** حب علیؓ بھی رکھا کریں۔

جناب چیئرمین: دیکھئے ناں! یہ پوائنٹ دس دفعہ آیا ہے ہاؤس میں، اور بیشتر ممبران نے……

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: نئے پوائنٹ تو کسی نے بھی نہیں کہے۔ محراب و منبر پر ساری باتیں ہو چکی ہیں۔ نوے برسوں سے یہی باتیں ہو رہی ہیں۔ نئی باتیں تو کسی نے بھی نہیں کیں۔ یہ مجھ پر اتنی قدغن لگا دی ہے۔ کچھ تو رحم کیجئے۔

جناب چیئرمین: میں ہاؤس سے پوچھ رہا ہوں۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: آپ نے دوسروں کے بارے میں ہاؤس سے پوچھا نہیں۔

جناب چیئرمین: ہاؤس سے اگر میں پوچھوں تو میں آپ کو ایک بات نہ کرنے دوں۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: دیکھئے ناں! آپ نے کہا کہ یہ غلط بات ہے، میں نے کہا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔

جناب چیئرمین: اب ٹائم ***Proposals*** (تجاویز) کے متعلق ہے، ***Suggestions*** (تجاویز) کے متعلق ہے۔ ***These Points have been sufficiently dealt with for two months.*** (ان نکات پر دو ماہ میں اچھی طرح بات ہو چکی ہے)

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: میں تجویز پیش کرتا ہوں اگر مجھے بولنے دیں۔

جناب چیئرمین: بولیں، تجویز پیش کریں۔

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: میں ایک Thesis (تھیسس) لا رہا ہوں علیحدہ قسم کا۔ میں بحث کر رہا ہوں بالکل تاریخی محرکات پر۔ میں سمجھتا ہوں اس مسئلے کو محراب و منبر سے چھیڑا ہوا ہے۔ میں افلاطون یا کوئی مفتی نہیں ہوں، میں اس مسئلے کا سیاسی رخ دے رہا ہوں۔

2973 **جناب چیئرمین:** Just a minute صرف دو آدمیوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس اسمبلی کو اختیار نہیں ہے۔ ایک مرزا ناصر احمد اور ایک آپ کر رہے ہیں۔

Only two persons. No body else has objected. And I can tell with all the authority that this Assembly is not only competent but the only forum to determine the status of Ahmedis. Now the Assembly is getting into it.

(صرف دو آدمیوں نے۔ کسی اور نے یہ اعتراض نہیں کیا اور میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اسمبلی نہ صرف یہ کہ مسئلے کے حل کی اتھارٹی رکھتی ہے بلکہ یہ احمدیوں کی حیثیت کے تعین کا واحد فورم ہے۔ اب یہ معاملہ اسمبلی میں ہے)

صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری: مرزا صاحب کی جان بچ رہی ہے۔ آپ اس کی جان نہ بچائیں۔ میں نے یہ اعتراض کیا ہے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ پاکستان بن گیا۔ جناب والا! پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس کی بنیاد لسانی قومیت نہیں، جغرافیائی قومیت نہیں اور نہ اس کی بنیاد ثقافتی قومیت ہے۔ اس کی بنیاد لسانی، جغرافیائی یا ثقافتی ہوتی تو پھر پنجاب اور بنگال تقسیم نہ ہوتے۔ لیکن پاکستانی تاریخ میں پنجاب تقسیم ہوا، بنگال تقسیم ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کی کچھ اور بنیاد ہے۔ پاکستان کی بنیاد مسلم قومیت ہے۔ جب پاکستان بن رہا تھا اس میں ہمارے لیڈران کرام تمام ہندوستان میں گلی گلی، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں گئے اور بتایا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! جب ہمارا ملک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمہ سے ہے تو اس ملک کو صرف قرآن وحدیث کے مطابق ہی مضبوط کیا جاسکتا ہے، اس ملک کی عمارت کو مضبوط اور خوبصورت کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ہم نے دیکھا کیا ہے؟ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ نظریاتی ملک کو جناب! توپوں اور ٹینکوں سے نہیں توڑا جاسکتا۔ توپوں اور ٹینکوں سے اس کی جغرافیائی حدوں کو توڑ سکتے ہیں۔ آپ کسی ملک کی ملوں کو تباہ کر سکتے ہیں۔ آپ کسی ملک کی آبادی کو تباہ کر سکتے

ہیں۔ لیکن اس نظریے کو تباہ نہیں کر سکتے جوان کے ذہنوں میں بھرا ہوا ہے۔ ہمارے ملک کا نظریہ مسلمانوں کے ذہنوں میں بھرا ہوا ہے۔ اس کی عمارت، اس کی بنیاد ہمارے ذہنوں میں ہے۔ ہمارے ایمان میں ہے، ہماری عقیدت میں ہے اور یہ ملک عاشقان رسول نے بنایا ہے۔ یہ ملک 2974 رسول عربی ﷺ کی محبت میں بنایا گیا ہے۔ وہ ملک جو رسول اللہ ﷺ کی محبت سے بنایا گیا ہو اس کے اندر ایک باطل نظریہ پیدا کیا جائے، کیونکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ایک نظریاتی ملک کو آپ باطل نظریے سے تباہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ باطل نظریہ جب اندر ذہنوں میں جا کر خلل پیدا کرتا ہے، انتشار پیدا کرتا ہے، اس انتشار سے بڑے بڑے حوادث پیدا ہوتے ہیں۔

(قادیانیت باطل نظریہ)

میرے محترم صدر! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کو آپ نہیں برباد کر سکتے، لیکن انتشار سے برباد کر سکتے ہیں، اور اس انتشار کے لئے ایک باطل نظریہ پیدا کیا گیا، اور وہ قادیانیت کا نظریہ تھا اور میرے صدر محترم! بات یہ ہے کہ ہم کو جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ شریف سے محبت ہے، مدینہ منورہ سے ہمیں عقیدت ہے، اسی طرح نعوذ باللہ، نعوذ باللہ! قادیانیوں کا مکہ معظمہ اور مدینہ تو قادیان ہے، اور قادیان میں زیارت کے لئے اس وقت تک نہیں جا سکتے۔ جب تک پاکستان ہے اور پاکستان کی ہندوستان کے ساتھ جو ***Confrontation*** (تصادم) ہے، جو تصادم ہے نظریات کا، حقائق کا، وہ جب تک ***Resolve*** (حل) نہیں ہوتا وہ اپنے، نعوذ باللہ! مکہ یعنی قادیان میں نہیں جا سکتے۔ لہٰذا ان کی تمام تھیوری یہ ہے کہ پاکستان کو ختم کر دیا جائے۔ اگر آپ ان کی کتابوں میں دیکھیں تو وہ اس چیز کی بشارت کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ! ایک زمانہ آئے گا جب پاکستان ختم ہو جائے گا۔ تو پھر ہم قادیان جائیں گے۔ تو جناب عالی! مشرقی پاکستان کو توڑنا بھی اسی سازش کا ایک ہاتھ تھا کہ پاکستان کو ***Brick by Brick*** (کی ہر ایک اینٹ کو) توڑا جائے، ایک ایک اینٹ اس کی بنیاد سے نکالی جائے۔ اس کی نظریاتی بنیادوں سے نظریاتی اینٹیں نکالی جائیں اور اس میں وہ لگے ہوئے ہیں اور اس میں صرف وہی نہیں لگے ہوئے، سپیکر محترم! بلکہ باہر کی دنیا بھی ہے۔ میرے پاس بان گورین کا وہ خطبہ ہے جو اس نے ۱۹۶۷ء میں سوربان یونیورسٹی میں انٹرنیشنل جیوری کو ایڈریس کرتے ہوئے دیا۔ اس نے کہا کہ دنیا میں دو نظریاتی ملک 2975 ہیں۔ ایک اسرائیل اور دوسرا پاکستان اور اگر کسی وقت اسرائیل کو خطرہ ہوا، بین الاقوامی دنیا میں اگر کسی ملک نے شدت سے اسرائیل کی مخالفت کی تو وہ پاکستان ہوگا۔ لہٰذا

[3061] **جناب چیئرمین:** چوہدری ممتاز صاحب، میاں مسعود احمد صاحب اور محمد اسلم صاحب واپس تشریف لے آئیں۔ شہزادہ صاحب! آپ بھی تشریف لے آئیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ کتابیں ہاتھ میں اٹھائیں اور دروازوں کی طرف چل دیئے۔ آپ فرمائیں جی! شہزادہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ دروازے بند کردیں، باہر سے لاک کردیں۔ چلیں جی، انصاری صاحب! فرمائیں۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: یہ کہتا ہے کہ......

ملک محمد اختر: سر! میں جاسکتا ہوں؟

جناب چیئرمین: ہاں! آپ جائیں وجہ معقول ہے، بڑی معقول وجہ ہے۔ دروازے بند کردیں۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: ”پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا (چارج) سپرد کیا جانا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے۔“

جناب چیئرمین: بیگم شیریں وہاب صاحبہ جاسکتی ہیں۔ صرف بیگم شیریں دہاب صاحبہ۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: ”ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے“ کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔

میاں محمد عطاء اللہ: پوائنٹ آف آرڈر، سر! عورتوں کے ایک جیسے حقوق ہیں، پھر عورتیں بھی نہیں جاسکتیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، آپ تقریر کرنے دیں ان کو۔ ***There is reason for that.***

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: یہ مارچ ۱۹۲۲ء کا ہے۔ تفصیل اس وقت نہیں رہی۔ اس کے بعد ۱۹۳۵ء کا ہے: [3062] ”اس وقت اسلام کی ترقی خداتعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کردی ہے۔ یاد رکھو سیاسیات، اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں، اور تبلیغ و تعلیم کے ذریعے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں ہم اسلام کی ساری تعلیم جاری نہیں کرسکتے۔“

یعنی حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش سیاست سے علیحدگی کے باوجود۔ اب آگے لکھتے ہیں کہ: ”ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرے۔ ایک ایسی تبدیلی جو

ایک قلیل ترین عرصے میں اسے دوسری قوتوں پر غالب کردے۔"

یہ ۱۹۴۹ء کا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد اب یہاں کون سی قوتیں ہیں جن پر وہ غلبہ چاہتے ہیں، یہ ایوان کے معزز ممبران خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ پھر آگے ہدایت ہے کہ: "پاکستان میں اگر ایک لاکھ احمدی سمجھ لیے جائیں تو نو ہزار (۹۰۰۰) احمدیوں کو فوج میں جانا چاہئے۔ فوجی تیاری نہایت اہم چیز ہے۔ جب تک آپ جنگی فنون نہیں سیکھیں گے کام کس طرح کریں گے۔"

یہ آپ لوگوں کے علم میں ہوگا کہ فرقان بٹالین جس کو لیاقت علی خان مرحوم نے Disband کیا تھا، اس کے متعلق بڑا پروپیگنڈا کیا گیا کہ اس نے بڑا کام کیا ہے۔ تو اس کے لئے جو تمغے تقسیم ہوئے وہ ربوہ کے سیکرٹریٹ کے اندر ہوئے۔

آگے موجودہ خلیفہ جو ہیں ان کا ارشاد ہے: "میں تمام جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس (۲۵)" تیس (۳۰) سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہے جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام (یعنی قادیانیت) قبول کر چکی ہوگی۔ دنیا کی سب طاقتیں مل کر اس انقلاب
3063 کو نہیں روک سکیں گی۔"

بہرحال یہ بے شمار ہیں۔ آگے ظفر اللہ صاحب کی تقریر ہے……

جناب چیئرمین: آپ نے جو لکھ کر دینا تھا وہ نہیں دیا آپ نے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: نہیں، جناب! اس کا کوئی وقت نہیں ہے۔ اب ظفر اللہ صاحب کی تقریر کہ: "اگر احمدیہ جماعت برسراقتدار آجائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں گے، دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے گا، سود پر پابندی لگا دی جائے گی اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے گی۔"

یہ بہرحال حکومت کا قصہ ہے۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ: "حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا میسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سنے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہو اسے عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔"

یہ تو بہرحال ہے۔ میں مختصراً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جماعت احمدیہ کے ہاتھ جب حکومت آئے گی تو جو لوگ احمدیت سے باہر ہوں گے ان کی حیثیت چوہڑوں اور چماروں کی ہو

گی۔ بہر حال یہ حکومت آنا اور حکومت کی کوشش کرنا اور اس کے لئے تیاری کرنا، جیسا کہ میں نے اس روز کہا تھا کہ ’’ایک لاکھ سائیکل سوار اور دس لاکھ گھوڑ سوار اور نیزہ باز اور اتنی عورتیں‘‘ یہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونا چاہئے۔

اس سب کے باوجود جو دنیا میں زیادہ سے زیادہ فیاضانہ سلوک ہو سکتا ہے اس راستے کو سوچ رہے ہیں ہم۔ لیکن اس کے ساتھ یہ لازمی ہے کہ ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جائے اور جب جو تجویزیں وہاں ہیں: [3064]’’وہ لوگ جو واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے وہ سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے۔ صرف باقی ہم رہ جائیں گے۔ ہر ایک کو موت نظر آ رہی ہے اور صرف ہم کو زندگی دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے متعلق کہا گیا ہے کہ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی۔ مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت ہمیں دی جائے گی۔ حکمران ڈر رہے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی۔ مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی۔‘‘ (مداخلت)

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: تو بہر حال! اس کو صرف ریکارڈ پر لانا پیش نظر تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ معزز ممبران کا بہت سا وقت میں نے لیا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے دوبارہ ان چیزوں کو پیش کرنے کا موقع دیا۔ شکریہ!

Mr. Chairman: *Thank you very much. Any honourable member who would like to speak?*

Member: *No.*

Mr. Chairman: *Any honourable member who wants to speak?*

اگر کسی نے اپنے کسی بیان میں کوئی تصحیح کرنی ہے یا دوبارہ کوئی *Add* کرنا ہے؟

جناب محمود اعظم فاروقی: میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ رہنے دیں۔ اگر آپ کریں گے تو پھر یہ ڈسکشن ہوگی اس پر، آپ رہنے دیں۔ میں ان سے پوچھ رہا ہوں۔

[3065]مولانا محمد ظفر احمد انصاری: جناب سپیکر صاحب! ایک گزارش مجھے کرنی ہے کہ یہ ساری چیز ریکارڈ میں آ رہی ہے۔ میرے خیال میں یہ پوری کارروائی ہاؤس کمیٹی کے ریکارڈ میں آئے گی۔

جناب چیئرمین: ہم جب ریکارڈ *Complete* کریں گے تو یہ باتیں *Omitt* کردیں گے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: یہی میں کہہ رہا تھا کہ جو چیزیں اس سے متعلق ہیں......

جناب چیئرمین: نہیں، صرف وہ کریں گے، باقی جو یہ ہمارے ریمارکس ہیں آپ کے، یا اپنی ڈسکشن جو کراس ایگزامینیشن سے پہلے ہوئی تھی یا بعد میں ہوئی تھی، *That we shall not make part of the record.* یہ ریکارڈ ہم نے پبلیش کرنا ہے، اس کو اناؤنس کرنا ہے۔ *That will take some time until and unless we correct it, Sir.* کیونکہ یہ جو باتیں ہیں یہ پبلک میں نہیں جائیں گی۔

ایک رکن: نہیں جائیں گی؟

جناب چیئرمین: اسی واسطے انہوں نے اعتراض کیا ہے کہ شاید یہ ریکارڈ پر نہ آ جائیں۔

جناب محمود اعظم فاروقی: جناب! مجھے ایک گھنٹہ بولنے کی اجازت دیں۔

***Mr. Chairman:** Is the House prepared to grant him leave to speak for one hour?*

***Members:** No, no.*

***Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari:** Sir, he can speak in the lobby, if he likes it.*

***Mr. Chairman:** Before we rise for tomorrow, I want to place it again on the...*

[3066]مولانا عبدالحق: فرمائیں جی! فرمائیں۔

ایک رکن: جناب! بیٹھنے دیں ان کو، بیٹھ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: تو کل کے لئے میں عرض کروں، میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ہماری *Almost last meeting* ہے اور آپ تمام دوستوں نے، حضرات نے، ممبران نے اس کو نہ صرف ایک ڈیوٹی سمجھ کے بلکہ اس کو اپنا ایک جزو ایمان سمجھ کے یہ فرض سرانجام دیا ہے۔ اس کے لئے میں آپ کا نہ صرف مشکور ہوں۔ بلکہ آپ کو مبارکباد

پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے ملک کے نام اور جمہوریت کی بقاء کے لئے اڑھائی مہینے بیٹھ کر خدمت کی ہے اور میں اس سے زیادہ ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ ***Recommendations*** آپ کے سامنے آئی ہیں اور مجھے انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے بلکہ مجھے پہلے دن سے یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم اس میں ***Unanimously*** متفقہ طور پر کوئی نہ کوئی چیز ہاؤس کے سامنے لائیں گے۔ تو کل صبح سیشن نہیں ہوگا۔ اس واسطے کہ کسی ڈیبیٹ کی ضرورت نہیں۔ ڈیبیٹ ختم ہوچکا ہے۔ تمام ضروری مراحل طے ہو چکے ہیں۔ نیشنل اسمبلی کو ***Recommendations*** پیش ہوجائیں گی۔ آپ نے ان کا ***Explanation*** سن لیا، اٹارنی جنرل کی تقریر بھی سن لی، کتابوں کے حوالہ جات اور تمام ***Formalities*** پوری ہوچکی ہیں۔ اب کل قومی اسمبلی میں بل پیش ہوگا۔ کل ڈھائی بجے سیشن ہوگا۔ ممکن ہے اسٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس بھی ہو۔ ابھی ڈسکشن جاری ہیں۔ بل لیجسلیشن کی صورت میں آئے گا۔ ہم نے ریکارڈ بھی ***Prepare*** کرنا ہے۔ کل ڈھائی بجے اسپیشل کمیٹی کا اجلاس ہوگا۔

For legislation or whatever positive or nagat've hes to be done. The Special Committee will last for about one hour or two hours for finalising recommendations; and then, at 4:30, recommendations shall be presented to the National Assembly which will hold an open session. The National Assembly meets always in open session. But because of the 3067 ***gravity of the situation and the prevailing political condition in the country, we would be strict in the admission not only to the galleries but to the premises of the Assembly even. Passes will be issued only to the family members of the M.N.A's or their relatives. This restriction will be only for tomorrow. This restriction will apply even to the admission in the cafeteria or inside Gate No.3 and 4.***

Definitely there will be restrictions, and I am sorry for the inconvenience to the honourable members. They will be allowed to come in without any bag in hand. Such things will be avoided under all circumstances. It is for the information of the honourable members. Cards will be issued to them. I am again thankful and grateful to you. Thank you very much.

(قانون سازی کے لئے یا جو کچھ بھی اس میں تبدیل کرنا پڑے۔ خصوصی کمیٹی ایک گھنٹے یا دو گھنٹوں تک برقرار رہے گی تاکہ تجاویز کو حتمی شکل دی جاسکے اور پھر ساڑھے چار بجے ان تجاویز کو قومی اسمبلی کے اوپن سیشن میں پیش کیا جائے گا۔ اس میں تجاویز کو حتمی شکل دی جائے گی۔ قومی اسمبلی کا اجلاس ہمیشہ اوپن سیشن ہوتا ہے۔ لیکن صورتحال کی نزاکت اور ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال کے پیش نظر ہم نہ صرف گیلریوں میں بلکہ اسمبلی کے حدود اربعہ میں بھی داخلے پر سختی کریں گے۔ پاس صرف ایم این ایز کے اہل خانہ اور ان کے رشتہ داروں کو جاری کئے جائیں گے۔ یہ پابندی صرف کل کے لئے ہوگی۔ اس پابندی کا اطلاق کیفے ٹیریا میں اور گیٹ نمبر ۳،۴ میں داخلے پر بھی ہوگا۔ یقیناً ان پابندیوں سے معزز اراکین کو پریشانی ہوگی۔ جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ انہیں ہاتھ میں کسی بیگ وغیرہ کے بغیر آنا ہوگا۔ ایسی چیزوں سے ہر صورت میں اجتناب کیا جائے گا۔ یہ معزز اراکین کی معلومات کے لئے میں نے بتایا۔ انہیں کارڈ جاری کئے جائیں گے۔ میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا بے حد شکریہ!)

The Special Committee of the whole House adjourned to meet at half past two of the clock, in the afternoon, on Saturday, the 7th September, 1974.

(قومی اسمبلی کے مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء ہفتہ اڑھائی بجے شام تک کے لئے ملتوی ہوا)

No. 21 400

THE

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS

OF

THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 7th September, 1974

(Contain Nos. 1—21)

CONTENTS

Pages

1. Qadiani Issue—General Discussion—*(Concluded)* 3072-3076
2. Resolution to Declare the Qadiani Group and the Lahori Group as Non Muslims—*(Adopted unanimously).* 3077-3081
3. Secrecy of the Proceedings 3081-3083

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD

No. 21

THE

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 7th September, 1974

(Contain Nos. 1—21)

[3071] *THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN*

(قومی اسمبلی پاکستان)

PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE.

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 7th September. 1974.

(کل ایوانی خصوصی کمیٹی بند کمرے کی کارروائی)

(۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ)

The Special Committee of the Whole House met in Camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at half past two of the clock, in the afternoon. Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس اسمبلی چیمبر (سٹیٹ بینک بلڈنگ) اسلام آباد بند کمرے میں اڑھائی بجے دوپہر جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) کی زیر صدارت منعقد ہوا)

(Recition from the Holy Quran)

(تلاوت قرآن شریف)

3072 *QADIANI ISSUE- GENERAL DISCUSSION*

Mr. Chairman: *It is very pleasant to find the House full after two and a half months. It was full on the 30th of June and credit to all those honourable members who have remained sitting here for two and a half months. There might be slight inconvience to those persons to whom cards have been issued because we will open the gates of the Assembly when we conclude this at 4:30. So they will have to wait outside, those persons to whom the cards have been issued, and I think we must have a tea break for about fifteen minutes. Then we will meet at about 3:20 pm.*

[The Special Committee adjourned for tea break to meet at 3:20 pm.]

[The Special Committee re-assembled at 3:40 pm., Sahibzada Farooq Ali in the Chair.]

Mr. Chairman: *Yes, Mr. Law Minister. I would request the honourable members to be attentive. One hundred and seventeen members are present.*

Mr. Abdul Hafeez Pirzada (Minister for Law and Parliamentary Affairs): *Mr. Chairman, three months of an ordeal before the Special, Committee of the National Assembly and 90 years of history, full of agony, of the Muslims of the Sub- continent is about to come to an* *end.*

When this question arose soon after the 29th of May, no one could even have remotely imagined that this august body would be burdened with the onerous task of resolving a highly complicated and intricate issue involving religious sentiments of millions of Muslims in the Sub-continent and all over the world. Today, it is the victory of the democracy and the democratic institutions and democratic norms and traditions. That is why I say that an agonising chapter comes to an end. The issue with greater vengeance did arise in the Sub-Continent on previous occasions 3073 *also. There have been confrontations and 'munazras'. There have been killings. There have been serious riots and law and order situations, and at least on one occasion in the past democratic Governments were toppled and Martial Law was imposed in the country because of disturbances arising out of the same issue.*

Sir, this is not the occasion to make a long speech. We have sat here day in and day out, but I would be failing in my duty if I did not pay a tribute to the members of this august House. Never before in the history of parliamentary democracy in South-East Asia has a democratic institution like the Parliament or the National Assembly undergone such an experience. We have parliamentary democracy in the newly created State of Bangla Desh. We have parliamentary democracy in Sri Lanka. We have *parliamentary democracy in India. These, Sir, are countries in South-East Asia which have had parliamentary democracy in one from or other; even Bangla Desh when it was with us; but you shall not find a precedent of this nature in the parliamentary history of any of these countries. Under heavy odds, very provocative and offensive conditions, my colleagues, you the members of this august House, sat here patiently and objectively to arrive at a national decision, and the issue was referred to you so that you could arrive at a decision, not of an individual but a decision of the nation of Pakistan, whose representatives you are and whose mandate you hold, by virtue of which you call yourself the National Assemebly or the Special Committee of the National Assembly of Pakistan.*

We have heard this matter for the last three months. I must confess my own ignorance from the point of view that I did not know about this issue as deeply as some other members. Having heard it at length, we can feel why a muslim had such a deep and emotional reaction to this issue. One thing that emerged as a result of our deliberations and sittings and discussions is that our concept as popularly understood by Muslims of the finality of Prophethood of Mohammad (peace be upon him) is a fundamental article of faith of all Muslims, and no matter what happens, this fundamental article of faith of the finality of Prophethood cannot be compromised by Muslims *in any sense. That is why I said, Sir, that this was not an issue of the Government, this was not an issue of the Opposition; we had to treat it as a national issue, and the nation could ill afford to divide itself on such a vital issue and therefore,* 3074 *the effort of the Government, through the Government leader, the Prime Minister of Pakistan, as also all our friends who sit across the floor, was to look and search for a consensus so that the nation should not be divided on such a vital issue and the decision of the National Assembly should come unanimously and by consensus.*

It is my proud privilege on behalf of the majority party and my friends there who have authorised me to move a Resolution to state before this august Committee that such consensus and unanimity has been arrived at. Sir, in a few minutes, the members of this august House shall have before them a proposed resolution that I intend to move on behalf of my self, Maulana Mufti Mahmood, Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi, Prof. Ghafoor Ahmad, Mr. Ghulam Faruq, Ch. Zahur Ilahi and Sardar Moula Bakhsh Soomro. In this resolution, we have given the draft of recommendations that we would like to make. Now, Sir, this contains the recommendations. This has to be distributed along with the copy of the Consitution Amendment Bill.

Mr. Chairman: *That too is bieng circulated.*

Mr. Abdul Hafeez Pirzada: *This should not be circulated separately. Sir, now I have got the original copy. I* *would like to place it for the purpose of record. Sir, what we propose for the consideration of the Committee and adoption by it, in the form of recommendation, is a resolution which contemplates constitutional measures, which contemplates legislative, administrative and procedural measures, and which also contains a reiteration of assurance of safety, security and safeguard of life, liberty, property, honour and fundamental rights of all citizens of Pakistan irrespective of the community that they belong to. Constitutional amendments I will explain and so also legislative and procedural amendments that we recommend. Before that, I would like to say that as soon as these recommendations are approved by this august House, which I am confident will be unanimous as would appear from the moving of this resolution, we will convert ourselves immediately thereafter into the National Assembly and I will take before the National Assembly the recommendations of the Committee, which, on approval, would entitle the moving of the Constitution Amendment Bill. We hope that in today's sitting we would pass the Constitution Amendment Bill and today it would be* 3075 *transmitted to the Senate and we hope that the Senate would also pass it today so that the Chapter should stand closed today.*

Now, Sir, the constitutional amendments that I recommend on behalf of myself and my friends are two-fold, that the Constitution of Pakistan be amended to include a *definition of a person who is not a Muslim. This definition should come by an addition of a clause to Article 260. There are two clauses in Article 260 of the Constitution. This article deals with definition and we would like to add clause (3) to this Article to give the definition of a non-Muslim as under:*

"(3) A person who does not believe in the absolute and unqualifed finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) the last of the Prophets, or claims to be a prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon him), or recognizes such a claimant as a prophet or a religious reformer, is not a Muslim for the purposes of the Constitution or law."

Sir, the second amendment that we propose in the Constitution is related to Article 106, clause (3), which deals with reservation of seats in Provincial Assemblies for communities, over and above the general seats that have been prescribed, and the amendment that I propose in clause (3) of Article 106 is that at the end of the word or after the word 'communities', the following words be added:

"Communities and persons of the Qadiani Group or the Lahori Group who call themsleves Ahmadis."

This is second amendment.

Sir, let me make it absolutely clear that Article 20 of our Constitution gives fundamental right of freedom to *profess, propagate and practice one's own religion and every community shall be at liberty to do so, to profess, propagate and parctice their own religion, but, as I said, Muslims' Finality of Prophethood, as would be defined in article 260 of the Constitution, is an article which is fundamental in faith. Therefore, we propose to [3076] recommend that the Pakistan penal Code should be amended in section 295 (a) by the addition of an Explanation. There is already a clause in the Pakistan Penal Code which prohibits people from propagating religion in a manner so as to be offensive to other religious beliefs. Therefore, all Muslims because we cannot stop others from practising or professing or propagating their own religion- but if a person is a Muslim, then we have to see that all Muslims who profess, practise of propagate against the concept of Finality of Prophethood Muhammad (peace be upon him) as set out in clause (3) of Article 260 shall be punishable under the section.*

Sir, naturally, with these amendments, there will be consequential procedural amendments or changes in law or rules or forms or parctices, such as the National Registration act and the Electoral Rules, and it would also be a recommendation for consideration that such consequential amendments may be made by the Government at relevant time because there might be some laws where entries might have to be changed, giving entries of people etc, and of persons and so on and so forth.

[2994]**ملک محمد صادق:** جناب! اگر میں مختصر عرض کروں، تو میری دو تین آراء ہیں۔ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، ان کے مذہب کا نام مرزائیت اور قادیانیت رکھا جائے تا کہ امت اسلامیہ سے ان کا کوئی تعلق نہ رہے اور دنیا کے مسلمان یہ جان سکیں کہ یہ ایک علیحدہ مذہب رکھتے ہیں۔ تیسرے، جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام تمام تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا جائے۔ چوتھے، مرزائیوں کے پاس کارڈوں، میں ترمیم کی جائے۔ انکو مذہب کے خانے میں مرزائی یا قادیانی لکھا جائے۔ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان کے تمام لٹریچر کی چھان بین کرے۔ جہاں بھی اسلام کے مخالف عقیدے پائے جاتے ہیں ان کو حذف کرے اور آئندہ ایسی غیر اسلامی اشاعت کو ممنوع قرار دے۔

جناب والا! میں مختصراً کچھ آئین کے بارے میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جس وقت آئین بن رہا تھا تو اس وقت پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر کی اوتھ کے بارے میں کچھ ترامیمات آئی تھیں۔ اس وقت کچھ حضرات نے پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر کی اوتھ کے بارے میں کہا تھا کہ:

"Muhammad (Peace be upon him) is the last Prophet"

(حضرت محمد ﷺ آخری پیغمبر ہیں) کے بعد خاتم النبیین درج کیا جائے، مگر اس ایوان نے اس ترمیم کو ***Reject*** (رد) کر دیا تھا۔ مگر اردو کا ***Version*** (ترجمہ) دیکھنے سے پتا چلا ہے کہ وہ ترمیم صحیح موجود ہے اور آئین میں خاتم النبیین درج ہے تو اس پر بھی غور فرمایا جائے تا کہ مسلمانوں کا یہ مذہبی مسئلہ حل کیا جائے اور مسلمانوں کو چین اور امن سے رہنے دیا جائے۔

جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: مولانا صدر الشہید!

ایک رکن: اور کتنا بیٹھیں گے؟

جناب چیئرمین: دس منٹ اور بیٹھیں گے، باقی شام کو کریں گے۔

[2995]***We will take it up in the evening. Those members who have accepted some invitation for going somewhere may go, if they like, and they can come to the House, if they like, because today is the last evening and we have to finalize it. Under no circumstances can I say that.***

(ہم اس پر شام کو بات کریں گے۔ جو اراکین کہیں مدعو ہیں، اگر وہ چاہیں تو جاسکتے ہیں اور اگر وہ چاہیں تو ایوان آسکتے ہیں۔ کیونکہ آج آخری شام ہے اور ہم نے اسے حتمی شکل دینی ہے۔ کسی بھی صورتحال میں میں یہ نہیں کہہ سکتا)

جناب! ہم شام کو سیشن نہیں کریں گے، اور چند ممبر صاحبان کہیں کہ ہمیں بولنے کی اجازت نہیں ملی نیز شام کو اٹارنی جنرل بولیں گے۔

I am grateful to you. This the last night and the last day. (میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج آخری رات ہے اور آخری دن ہے)

میاں محمد عطاء اللہ: پانچ بجے سیشن کریں۔

جناب چیئرمین: آپ کہیں تو چار بجے کر لیتے ہیں۔ آپ کہیں تو جمعہ یہیں اسمبلی میں پڑھا جائے گا، آپ *Lead* (امامت) کریں۔ مولانا صدر الشہید!

ملک محمد اختر: *Last Nitght* (آخری رات) کر دیں، *Last Dinner* (آخری کھانا) نہ کریں۔ (قہقہے)

(جناب مولانا صدر الشہید کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

مولانا صدر الشہید: جناب چیئرمین! یہ مسئلہ جو کہ ایوان کے سامنے ہے اس کے اوپر تقریباً ڈیڑھ مہینہ گزر چکا ہے اور یہ مسئلہ ہر پہلو سے، سیاسی پہلو سے بھی اور مذہبی لحاظ سے بھی، بالکل واضح اور صاف ہو گیا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ کچھ ایسے واقعات ایوان کے سامنے آپ کی وساطت سے پیش کرسکوں کہ وہ میرے خیال میں غالباً نئے ہوں گے اور رب العالمین ایوان کو بھی یہ توفیق دے کہ وہ ذرا غور سے سن لے۔ میں کوشش کروں گا کہ مختصر وقت میں بہت سی معلومات لے آؤں۔

(اتحاد امت......شان محمد ﷺ کا ظہور)

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ مسئلہ ہر پہلو سے، سیاسی لحاظ سے بھی اور مذہبی لحاظ سے بھی صاف اور واضح ہو گیا ہے، اور کیونکر نہ ہو، جس مسئلے کے اوپر ڈیڑھ مہینے سے ہم نے یہاں بیانات اور جرح اور ہر قسم کے دلائل قائم کرنے اور سننے کی کوشش کی ہے۔ میں ایک چیز سے متحیر ہوں اور اس تحیر کو آپ کے سامنے ظاہر کر رہا ہوں اور اس تحیر کا جو 2996 کچھ جواب میں نے اپنے ذہن سے تجویز کیا ہے وہ بھی پیش کر رہا ہوں۔ تحیر مجھے یہ ہو رہا ہے کہ ہم یہاں پر ایوان میں ڈیڑھ سال سے

بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس ایوان میں مذہبی مسائل بھی آئے۔ سیاسی مسائل بھی، ملکی مسائل بھی، قوم کے اتحاد کے مسائل بھی اور ملک کی ترقی کے مسائل بھی آئے۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، کسی مسئلے پر ایوان کے تمام ممبران کا، دونوں اطراف کے، دائیں اور بائیں کا اتفاق نہیں ہے، سوائے اس ایک مسئلے کے جو کہ اب حاضر ہے۔ اس اتفاق نے مجھے حیرت میں ڈالا ہے کہ اس طریقے سے اس مسئلے پر اس ایوان میں کیوں اتفاق ہوا؟ کسی نے بھی اس مسئلے کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے اور عوامی خواہشات کے خلاف کسی نے یہاں پر آواز اٹھائی ہو، یہ کسی نے نہیں کیا۔ یہ چیز میرے لئے تحیر کا باعث بن گئی ہے اور اس نے مجھے تحیر میں ڈالا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اس کا جواب بھی سمجھ چکا ہوں کہ یہ کیا وجہ ہے کہ کسی مسئلے کے اوپر ہم متفق نہیں ہوئے اور اس مسئلے کے اوپر تمام متفق ہیں۔ میں اس اتفاق کو صرف یہی سمجھتا ہوں کہ یہ شان محمد ﷺ ہے اور دین اسلام کا ایک معجزہ ہے جو تمام علوم میں وہ چکر لگا رہا ہے۔ حدیث میں بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا (عربی)۔ تمام بندوں کے قلوب، دل اللہ رب العالمین ورحمٰن کی دو انگلیوں میں ہیں۔ وہ لوٹاتا ہے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ اللہ رب العالمین کا فضل وکرم ہے۔ ہم بہت گنہگار ہیں۔ یہاں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں، بہت بدکار، سیاہ کار ہیں، سب گنہگار ہیں۔ ہم مانتے ہیں، اقرار کرتے ہیں۔ لیکن اللہ رب العالمین نے صرف ایک کلمے کی برکت سے جو ہم پڑھتے ہیں اور مانتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! باوجودیکہ ہم کتنے گنہگار یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن اللہ رب العالمین نے صرف ایک کلمے کی برکت سے جو ہم کبھی کبھی پڑھتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! اور اس کے مطابق ہمارا عقیدہ ہے 2997 اور ایمان ہے، اللہ رب العالمین کے فضل وکرم نے جوش میں آکر ہم میں اس ایک کلمے کی برکت شان محمد ﷺ کے متعلق، ناموس محمد ﷺ کے متعلق، ہم تمام کو ایک جگہ کے اور ایک پلیٹ فارم کے اوپر جمع کر دیا ہے۔ میں جہاں تک سمجھا ہوں اس اتفاق کی وجہ یہی ہے اور میں اس ایوان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ لوگوں میں، میرا جہاں تک علم ہے، آپ لوگوں میں ایمان ہے۔ باوجودیہ کہ ہم گنہگار، سیاہ کار ہیں۔ لیکن انشاءاللہ! ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ اللہ رب العالمین ہمیں اس مسئلے کے اتحاد کی وجہ سے، میں یہ سمجھ چکا ہوں کہ ہم میں کچھ ایمان باقی ہے، ہم بے ایمان نہیں ہیں۔ الحمدللہ! اللہ اس ایمان کو محفوظ رکھے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں تمام ایوان سے آپ کے توسط سے التجاء کرتا ہوں اور التماس کرتا ہوں کہ خدا کے لئے یہ اتفاق اپنے لئے اور بھی مسائل کے لئے کوئی ایک نظیر بنا لیجئے۔ اس

طرف سے بھی اپیل کرتا ہوں اور اس طرح سے بھی کہ قومی مسائل، ملک کے اتحاد، سالمیت اور ملک کی ترقی اور ملکی مسائل میں کم سے کم ہم کو اتفاق کے اسی طریقے سے مظاہرہ کرنا چاہئے جیسے ہم نے اس مسئلے میں کیا ہے۔

ایک مسئلے میں کچھ ایک شبہے کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ ہم تمام ممبران کی خدمت میں میرے خیال میں کچھ رسائل آئے ہوئے ہیں، کچھ کتابچے پہلے آئے ہوئے ہیں۔ ایک کتاب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے ایک فتویٰ لگایا ہے اور وہ فتویٰ یہ لگایا ہے امام ابوحنیفہؒ نے کہ کسی آدمی نے اگر جناب محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تو اگر کوئی دوسرا آدمی اس سے معجزہ طلب کرلے، دلائل طلب کرلے کہ اپنی نبوت کے بارے میں مجھے کوئی معجزہ دکھاؤ، تو یہ طالب جو ہے، طلب کرنے والا، یہ بھی گنہگار یا کافر بنتا ہے۔ خیر! یہ ایک مثال ہے، بالکل صحیح ہے۔ کتابوں میں یہاں پر آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا۔ یہاں پر بھی بعض حضرات نے، بعض صاحبان نے اس سے 2998 کچھ تاثر لے کر، جیسا کہ میں نے سنا ہے، اس طرف سے بھی اور اس طرف سے بھی یہ مسئلہ یہاں پر آیا ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہئے تھا کہ ہم اس کو حاضر کرتے اور اس سے سوال پوچھتے، اس کا بیان لیتے، اس کے اوپر جرح کرتے، یہاں ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ میں اپنے خیال سے اور اپنے علم کے مطابق جواب دے رہا ہوں کہ ہم نے ان سے دلائل نہیں پوچھے کہ آپ کی نبوت کے کیا دلائل ہیں۔ ہمارے سامنے تو نبی نہیں بیٹھا تھا۔ یہاں پر تو کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ہم تو اس مرے ہوئے جو خدا جانے بیت الخلاء میں سنا گیا ہے مرا ہے، اس کے متعلق ہم نے ان کے عقائد معلوم کرنے تھے کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ اس کے بارے میں ان کا دعویٰ کیا ہے اور ان کا عقیدہ کیا ہے۔ ہم نے ان کے دعوے اور عقیدے کے سچ ہونے کے لئے دلائل اور معجزات طلب نہیں کئے یہاں پر۔ لہٰذا ہم اس مسئلے میں نہیں آتے۔ یہ لوگوں کی غلطی ہے۔ ہم نے ان سے یہ پوچھا تھا کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کا کیا تھا۔ اس وقت انہوں نے تسلیم کیا کہ کیا تھا۔ اس کے بعد یہ پوچھا ان لوگوں سے کہ آپ کا ان کے متعلق عقیدہ ہے۔ بعض نے یہ کہا صاف الفاظ میں کہ ہم اس کو نبی مانتے ہیں، امتی ہو یا بروزی ہو یا ظلی ہو۔ یہ تو تاویلات ہیں۔ ہر آدمی جب مجبور ہو جاتا ہے کسی حالت میں تو وہ تاویلات کرتا ہے۔ لیکن تمام ایوان ان سے یہ اثر لے چکا ہے۔ میرے خیال میں کہ یہ غلط بول رہا ہے، وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

اس کے بعد جب یہ ظاہر ہوا کہ انہوں نے خود تسلیم کیا، دونوں نے قریب قریب تسلیم کیا کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے، اور یہ ان لوگوں کے اپنے عقیدے کا اظہار ہو چکا ہے۔ یہاں پر

ایوان میں کہ ان کے متعلق یعنی نبوت کا دعویٰ ہے، نبوت کا عقیدہ ہے، بروزی ہو یا لغوی ہو یا مجازی ہو یا امتی ہو، بہرحال عقیدہ نبوت کا ہے ان کے متعلق۔ تو ایوان کے سامنے یہ مسئلہ بالکل صاف ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ 2999 کیا تھا اور یہ ان کو نبی مانتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ تو صاف ظاہر ہے تو دنیا کو ہم اس کے بعد کوئی دلیل پیش نہیں کرتے کہ اس کو دلیل کر لیں کہ وہ کافر ہیں یا نہیں اور وہ تو مسئلہ بالکل صاف ہے۔ ہم تو ان کے عقیدے کے متعلق ان سے پوچھنا چاہتے تھے۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ بھی بعض حضرات سے سنا گیا کہ علماء نے بہت سستی کی ہے، کچھ کام نہیں کیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ چھوڑیں۔

مولانا صدرالشہید: نہیں، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے……

جناب چیئرمین: بالکل سستی نہیں ہوئی ہے۔

مولانا صدرالشہید: سستی تو ہوتی ہے۔ بہرحال، لیکن میں تو یہ دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ یہ علماء کی برکت ہے، یہ علماء کی برکت ہے، ان کی مساعی اور ان کی کوشش ہے کہ بغیر کسی پیسے کے، بغیر حکومت کے تعاون کے……

جناب چیئرمین: ورنہ ان میں رتی بھر ایمان نہیں ہے! (قہقہے)

مولانا صدرالشہید: نہیں، میں تو برادری کے ساتھ جواب دے رہا ہوں، یہ نہیں کہ کسی کو طعنہ دے رہا ہوں۔ انہوں نے محنت کی ہے اور محنت کا یہ نتیجہ انشاءاللہ! نکلا ہے اور نکلے گا۔

اب اس کے بعد آخر میں…… آپ کا وقت میں نے کچھ میرے خیال میں کافی لیا ہے…… آخر میں میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر اس مسئلے کو ہم اب بھی گول مول کر کے فیصلہ کر لیں تو میرے خیال میں یہ مسئلہ ہمارے لئے بھی اور اسلام کے لئے بھی اور ہماری نسل کے لئے بھی خطرناک ثابت ہوگا۔ اب مسئلہ جب ایوان میں، آپ کے بڑے ایوان میں اس عدالت میں پیش ہوا ہے، اب بھی اگر یہ مسئلہ بالکل صاف اور واضح نہ ہوا……

3000 **جناب چیئرمین:** انشاءاللہ! فیصلہ ہوگا۔

مولانا صدرالشہید: ……تو یہ ہمارے ملک کے لئے بھی اور اسلام کے لئے بھی خطرناک ہوگا۔

اب میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میری یہ تجویز ہے اور میں ایوان سے پوچھ رہا

ہوں کہ آئین میں ۱۰٦ جو دفعہ ہے، اس میں یہ ذکر ہے شق نمبر (۳) میں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے لئے صوبائی اسمبلیوں کے لئے جو نشستیں دی گئی ہیں، ایک صوبہ سرحد کے لئے، ایک بلوچستان کے لئے، تین پنجاب کے لئے، دو سندھ کے لئے، اس میں وہاں اقلیتوں کا ذکر ہے۔ ہندو ہے، سکھ ہے، پارسی ہے، بدھ ہے، فلاں فلاں! تو میری یہ تجویز ہے کہ اس اقلیت میں اس کا نام رکھا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی یا لاہوری پارٹی والے جو ہیں، یہ میں آپ کی وساطت سے تمام ایوان سے اس تجویز کے متعلق یہ ایک مسئلہ صاف ہو جائے گا، ان کی فہرست میں یہ بھی آ جائیں گے تو میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں اور ہاؤس سے منظوری لینا چاہتا ہوں کہ آپ کو میرے ساتھ اس میں اتفاق ہے یا نہیں ہے؟

آوازیں: ہاں!

مولانا صدرالشہید: اتفاق ہے، منظور ہے آپ کو؟

آوازیں: ہاں!

مولانا صدرالشہید: جزاک اللہ، جزاک اللہ!

جناب چیئرمین: یہ ووٹنگ کا طریقہ ہے جو ہے ناں، یہ نہیں ہے لکھا ہوا۔ (قہقہہ)

مولانا صدرالشہید: ہمیں تو اجر مل جائے گا۔

جناب چیئرمین: ووٹنگ بذریعہ سپیکر ہوتی ہے۔ (قہقہہ) خود نہیں مجمع لگایا جا سکتا۔

3001 **مولانا صدرالشہید:** شکریہ جی، شکریہ!

جناب چیئرمین: اچھا جی! ابھی تک لسٹ کے مطابق مسٹر محمود اعظم فاروقی اور مسٹر محمد سردار خان رہتے ہیں۔

ایک رکن: فاروقی صاحب بول چکے ہیں۔

جناب محمود اعظم فاروقی: اور بھی بولنا ہے، اگر آپ کہیں تو۔

جناب چیئرمین: اچھا، فاروقی صاحب بول چکے ہیں۔ باقی حکیم محمد سردار خان صاحب ہیں۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: میر صاحب! نہیں، اس مسئلے پر تو ظاہر ہے اور تو کوئی نہیں میرے خیال میں رہتا۔ شام کو اٹارنی جنرل صاحب کم از کم دو گھنٹے بولیں گے اور پھر مولانا ظفر احمد انصاری صاحب بولیں گے اور پھر وزیر قانون صاحب بھی شام کو اس مسئلے پر بولیں گے تو ہم اب شام کو

ساڑھے پانچ بجے دوبارہ ملیں گے اور نو دس گیارہ بارہ بجے تک کام کریں گے تاکہ بحث بھی مکمل ہو سکے اور جو سفارشات ہیں وہ بھی مرتب ہو سکیں۔ اس لئے آپ روٹی ساتھ لے کر آئیے گا!

[The Special Committee adjourned for lunch break to be re-assembled at 5:30 pm.]

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس لنچ بریک کے لئے ملتوی ہوا۔ دوبارہ اجلاس ساڑھے پانچ بجے شام کو ہوگا)

[The Special Committee re-assembled after lunch break, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.]

(خصوصی کمیٹی کا اجلاس لنچ بریک کے بعد جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) کے زیر صدارت دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین: چوہدری شفاعت خان چوہان!

(چوہدری شفاعت خان چوہان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

چوہدری شفاعت خان چوہان: جناب چیئرمین! یہ مرزائیت کا مسئلہ ایک صدی پرانا مسئلہ ہے۔

3002 **جناب چیئرمین:** آپ کو آج پتہ چلا ہے کہ ایک صدی پرانا مسئلہ ہے۔

چوہدری شفاعت خان چوہان: نہیں، مجھے بھی تقریباً پچاس سال سے اس کا پتہ ہے۔ پاکستان کا قیام اسلام کے نام پر واقع ہوا تھا، عمل میں آیا تھا۔ مسلمانان ہند نے ووٹ دیئے تو پاکستان قائم ہوا، حالانکہ مسلم لیگی حکومت جس نے پاکستان اسلام کے نام پر قائم کیا تھا، وہ بھی اس مسئلہ کو حل کرنے سے قاصر رہی تھی۔ اس کے بعد مختلف جماعتیں اس ملک پر حکمرانی کرتی رہیں۔ ۱۹۵۸ء تک، لیکن وہ بھی اس مسئلہ کو حل کرنے سے قاصر رہی ہیں، حالانکہ تمام کے تمام ایسے ہی مسلمان تھے جیسے اب پاکستان میں بستے ہیں۔ اس کے بعد جس وقت آمریت کا دور آیا تو ان کے پاس زیادہ اختیارات بھی تھے۔ باوجود اس کے مارشل لاء دور میں بھی اس مسئلہ کو حل نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۷۱ء میں جس وقت قائد عوام کی قیادت میں پیپلز پارٹی کی حکومت اس

ملک میں آئی تو بہت سے مسائل سامنے آئے جو ورثے میں ملے تھے۔ ان میں سے جو سب سے پہلا کام قائدعوام نے اپنی اکثریتی پارٹی کے تعاون اور باقی ملک کے تعاون کے ساتھ کیا وہ یہ تھا کہ مسلمانان عالم کے کھوئے ہوئے اس وقار کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اسلامی ممالک میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے *Summit* بلائی جو ایک بہت بڑا کارنامہ اسلامی اتحاد کے سلسلہ میں ہے۔ اس کے بعد یہ ایک صدی پرانا مسئلہ بھی قائدعوام، اس کی اکثریتی پارٹی، دوسری معاون پارٹیوں اور اس کے بعد عوام کے تعاون کے ساتھ اس مسئلہ کو بھی آج حل کیا جا رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے عوام کی خواہشات اور مسلمانوں کی خواہشات کے مطابق حل ہوگا۔

(مرزا قادیانی جھوٹا تھا)

اس سلسلہ میں میں ایک عرض کرنا یہاں ضروری سمجھتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا جھوٹا نبی تھا اور اس ایوان میں یہ ثابت ہوگیا ہے۔ اس کے ماننے والوں کو 3003 اقلیت قرار دینے کے لئے میرا خیال ہے کہ ہم فیصلہ کرسکیں گے۔ لیکن میں اس سلسلہ میں ایک بات عرض کروں گا کہ وہ چند بلکہ ۱۱۳ نام نہاد فتوے جاری کرنے والے علماء جنہوں نے پیپلز پارٹی اور اس کے قائد کو ۱۹۷۰ء میں کافر قرار دیا تھا......

***Mr. Chairman:* Not allowed.**

(جناب چیئرمین: اس کی اجازت نہیں ہے)

چوہدری شفاعت خان چوہان: وہ بھی جھوٹے ہیں۔

***Mr. Chairman:* Not allowed, not allowed.** بالکل نہیں۔

(جناب چیئرمین: اس کی اجازت نہیں ہے)

چوہدری شفاعت خان چوہان: کم سے کم ایک بات میں عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: کم سے کم ایک دن ضرور خیال رکھیں۔ یہ سیاست چلتی رہے گی۔

چوہدری شفاعت خان چوہان: اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ مسلمانوں میں جو آج اتحاد قائم ہے، کم سے کم فتوؤں کے سلسلے میں بھی آئین میں یہ پابندی لگادی جائے کہ کوئی مسلمان کسی فرقے کو کافر قرار نہ دے۔

جناب چیئرمین: اگر ایسی تقریریں ہوئیں تو پھر اتحاد نہیں رہے گا۔

چوہدری شفاعت خان چوہان: جہاں تک اس موجودہ مسئلے کا تعلق ہے......

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ! *That'sall* (یہ مکمل ہوا) حکیم محمد سردار خان!

Not Present (موجود نہیں ہیں)

میاں محمد عطاء اللہ: سر! اٹارنی جنرل......

جناب چیئرمین: جی ابھی آ رہے ہیں۔ ***Attorney- General will complete his arguments.*** (اٹارنی جنرل اپنے دلائل مکمل کریں گے)

ایک رکن: کل کا پروگرام کیا ہے؟

3004 جناب چیئرمین: کل کا پروگرام بھی بتاتے ہیں۔ آپ نے ریڈیو پر سنا ہے لیکن یہ ہے کہ جس وقت ہم نے ہاؤس ایڈجرن کیا، ***The parleys are going on between the Prime Minister and the others. The meeting is going on in the chamber even now.*** (وزیراعظم اور دوسرے لوگوں میں مذاکرات جاری ہیں۔ اس وقت بھی چیمبر میں میٹنگ جاری ہے)

ایک رکن: ریڈیو پر کیا تھا؟

جناب چیئرمین: ریڈیو پر یہ تھا کہ کل شام ڈھائی بجے اسپیشل کمیٹی ***Meet*** کرے گی، ساڑھے چار بجے اسمبلی ہوگی اور پھر سینٹ ***Meet*** کرے گی۔ ***But we have to finalize it and then we will announce it in the House. Now I will request the Attorney- General to resume the arguments which were left over yesterday.*** (لیکن پہلے ہم نے اسے حتمی شکل دینی ہے اور پھر ہم ایوان میں اس کا اعلان کریں گے۔ اب میں اٹارنی جنرل سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے دلائل شروع کریں جو وہ کل رہ گئے تھے) باقی تمام ممبر صاحبان بول چکے ہیں، صرف حکیم محمد سردار صاحب بولنا چاہتے تھے، وہ نہیں ہیں۔ ***I will request the honourable members to be attentive now. I request those members who want to talk, they can go to the lobby.*** (میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ اب متوجہ ہو جائیں۔ جو ممبران بات کرنا چاہتے ہیں میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ لابی میں چلے جائیں)

(جناب یحییٰ بختیار کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر دوسرے دن خطاب)

Mr. Yahya Bakhtiar (Attorney- General of Pakistan): *Mr. Chairman, Sir, when I was making submissions yesterday on the evidence that has come before the Special Committee, I submitted, while discussing the career of Mirza Ghulam Ahmad, that there were three stages in his religious career. The first stage was when he was like all other Muslim leaders, a propagandist of Islam. His views on the concept of 'Khatm-e-Nabuwwat' were similar to those held by others. Then comes the next stage when he changed his views and founded an organisation and started receiving oath of discipleship and so on.*

It was in 1889 that the second stage comes. After that I was submitting that in the course of this stage what his views were, and why those views were expressed and a new interpretation of the concept of 'Khatm-e-Nabuwwat' was given, according to which many prophets will come from time to time as the world needs prophets to re-interpret the message of Allah given to Prophet Muhammad.

3005 *(At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi)*

Mr. Yahya Bakhtiar: *Madam, at this stage, I submitted that the second Caliph of Ahmadis or Qadianis* *had given reasons for which this series of Prophets will not stop, and I have also submitted that although they ostensibly and apparently gave a very rational reason for this, but still when we ask them whether there was any other prophet before Mirza Ghulam Ahmad, they say 'No'; when questioned as to whether any other prophet is going to come after him, they say 'No'; and ultimately it comes to this that 'Khatimun Nabiyeen', according to them, is Mirza Ghulam Ahmad.*

I will now go further and submit before the Committee as to what was the proof that Mirza Ghulam Ahmad was 'Masih-e-Mauood' according to the Ahmadis. They say that he was to appear in a period of history when the means of communications would change and there would be earthquakes, there would be wars, and so forth, the donkey and the camel would be replaced by more efficient means of communication, and they say all these signs which were mentioned in the old books, apply to the age of Mirza Ghulam Ahmad, and further they say, and I will read out from the book called "Ahmadiyyat or the True Islam" in support of their contention, that Mirza Ghulam Ahmad was that Promised Messiah. I quoted from this book, page:20

"Similarly, it was foretold that the Promised One would suffer from two maladies, one in the upper part of his body and the other in the lower, that the hair of his head would be straight, that he would be wheat coloured, that he

would slightly stammer in his speech, that he would belong to a family of farmers, that, while talking, he would occasionally strike his hand against his thigh, that he would appear in a village named Kada, and that he would combine in himself the offices of the Messiah and the Mahdi. And so it has turned out be. Ahmad, the Promised Messiah, suffered from vertigo and diabetes; he had straight hair, was wheat- coloured, and occasionally faltered in his speech. He had the habit of striking his hand against his thigh while giving a discourse, 3006 *and belonged to a family of landowners. He was a native of Kadian or Kade as Qadian is popularly called. In short, when we consider all these prophecies collectively, we find that they apply to no age but to the present, and to no person but to person but to Ahmad (on whom be peace); and it appears that the present age is clearly the age of the advent of the Promised One whose apperance was foretold by the former prophets, and that Ahmad alone is the Promised One whose advent had been eagerly awaited for centuries."*

This is the proof or the argument in support of his being a Messiah. I do not want to comment on this. The Committee can judge for itself whether, it applies only to him or could have applied to hundreds and thousands of people living in this age.

Now I come to the third stage of his religious career. Here he claims to be a full- fledged prophet, not a prophet of *a subordinate or a temporary kind. Then we find gradually in this period that from a full fledged prophet, although he goes on saying that he is an 'Umati' prophet, he claims superiority first over Hazrat Essa then over all other prophets and then he claims epuality with the Holy Prophet of Islam, (Peace be upon him) and ulimately he claims, nauzubillah, superiority over the Holy prophet of Islam as well. This is in short his religious career. I will now just very briefly draw the attention of the Committee to some of those citations in support of what I hav said just now.*

I have already cited yesterday when he said: "without prophets you cannot do; you have to have a prophet." ”بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ تم نعمتیں کیوں کر پا سکتے ہو۔“

And then he says, and here also I think the basis for his claim to be there only Prophet after Prophet Mohammad (peace be upon him) is found:

”جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“

3007 *So, this applies to past and future and this is again form "Haqiqatul Wahi" published in 'Roohani Khazain', volume:22, page:406 and 407. During this stage he also says:*

”میں رسول اور نبی ہوں یعنی بہ اعتبار فضیلت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔“

And then he says:

’’اللہ جل شانہ نے حضرت محمد ﷺ کو صاحب خاتم النّبیین بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرایا گیا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔‘‘

This is also the stage when he, as I have already submitted said: ’’سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

Now, the interesting stage comes when he claims to have the attributes of all the prophets in him and here he says, and this I quote again from 'Brahin Panjum', 'Roohani Khazain', volume:21, page:117-118:

’’اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں تو وہ میں ہوں۔ اس طرح اس زمانے میں بدون کے نمونے بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہوں یا یہود ہوں۔ جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ ابوجہل ہوں، سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔‘‘

So, here he says that the best and the finest attributes of all the Prophets of Allah were combined and God wanted that they should be shown through one person and that he was that person. This is also the stage when he says:

’’میں خدا کی تیس برس کی متواتر وحی کو کیسے رد کر سکتا ہوں۔ میں اسی کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔‘‘

3008 *Again, Sir, this is from 'Roohani Khazain', 'Haqiqatul Wahi' volume:22, page:154, again he says:*

’’میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمانً لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا تعالیٰ جل شانہ کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔‘‘

Now, Sir, this is a very big claim that he puts *forward at this stage. He says the revelation that he receives from Allah is of the same quality and purity as that which came to the Prophet of Islam. Whatever his revelations, they are similar in nature and character to those of the Holy Prophet of Islam. So whatever he has said is just as good, according to him, as has come in the Holy Quran. This is his claim. He starts claiming equality with the Prophet of Islam and at this stage he has composed those laudable verses in Persian in which he said:*

”انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بہ عرفان نہ کم ترم زکسے“

(I am better and Superior to all the prophets who have come:)

”آنچہ داداست ہر نبی را جام
داد آن جام دا مرا بہ تمام“

(He who gave the cup to every Nabi gave me the same cup to the fullest measure, brimful.)

Again he says he was better and superior to all the prophets that have come. But at the same time he does not claim superiority, till this stage over the Holy Prophet of Islam but only says that his Wahi and his status is similar because Vahi is similarly pure.

I pointed our, it was my duty to point it out to Mirza Nasir Ahmad, as to what this meant and he did not deny it. The Committee will remember when he said that they were equal in status because of the source. The source is Allah.

They considered [3009] *them to be equal. Then, Sir, throughout this period, that we have covered so far, he says. "I am an 'Umati' Nabi; I am 'Ghair Sharai Nabi', but here he thought he has attained equality with the Prophet of Islam except that he was an 'Umati'. By this he naturally gets a subordinate position because he does not get revelation which brings new law. He said he has not got a law of his own, but here we find- now he further promotes himself and says, and I am again quoting from 'Roohani Khazain' volume:17, pages: 435 and 436.*

”ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر
اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس
اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔“

Here he says that, well, "in my وحی *there is also the law the do's and donts which Moses law contained." Sir, these are the three stages, very briefly, because I have to cover some more grounds and I will not go in any further details, but here I would submit that it is now for this Committee to judge whether he claimed to be a Prophet; Prophet of what nature and character and kind. Now, Sir, after he claimed this, the question arises as to what is the effect of this claim? Why this agitation? Why were there sharp reactions against this claim? And that will take us to the concept of* خاتم النبیین*; as to what it means, Why there was sharp reaction throughout the Muslim society, why those who considered him as, a hero, for after all Musalmans are*

not ungrateful people, they respect their leaders, their ulema, and challenge a person as I submitted yesterday, who was their hero, and is attacked by them, as his own son says:

”کہ اس کی بھیڑیں بھیڑیے بن گئیں۔“

Why? To show that, Sir, I will seek leave to submit very humbly as to what is the meaning of the concept of ختم نبوت ***and I hope that the learned friends here and he the Ulema will correct me if I make any mistake in explaining this concept according to my own dim light.***

3010 ***Now, Sir, literally*** خاتم النبیین ***means the Seal of the Prophets. By the Seal of the Prophets, the Muslims generaly, throughout 1400 years, have meant that the Prophet of Islam was the last of the Prophets, the Message of Allah was delivered, finalised compeletely, finalized, seald and delivered, and therefore the Message was complete and he was the last prophet, and the wisdom that appeared is that as mankind had matured, as mankind has matured mentally as well as physically, Allah thought that the final Message should be given to them, the code of conduct should be given to them, which should be applicable to all ages because the basic human needs, problems, difficulties are the same although conditions change and their character changes. Allah delivered his final Message through His final Prophet. He said nobody can ever add anything to it or detract anything from it or modify it or change it now. This was the concept of*** خاتم النبیین ***or*** ختم نبوت***. It simply meant that, the doors*** *of revelation are closed for future. Now, Sir, what is the philosophy, what is the wisdom of the concept, because we know what is meant when we say,* خاتم النبیین *Muslims interpret it, but the authoritative interpretation for Muslims could only come from the Holy Prophet himself, he interpreted it by saying* لا نبی بعدی *(after me there shall be no Prophet) and that interpretation is binding on every Musalman, and no school of thought has disputed the authenticity of this Hadis that he was the last Prophet as he said himself. But, Sir, when you look at the wisdom, this becomes clearer when we find that during his last illness, the Holy Prophet told his followers that while he was with them, they should listen to him and obey him. After he was gone from this world, then they should, in his words, "Hold on fast to the Quran and whatever is forbidden there should be considered forbidden and whatever is permissible therein should be considered permissible for you". Sir, we have not appreciated the beauty and the wisdom of this lesson. As I submitted, mankind had matured, mentally man was mature, the Message was complete. Now, when the Holy Prophet uttered these words, what were the conditions in this world, what were the circumstances? Fourteen hundred years ago, we find rulers, kings, tribal chiefs, and that was the stage of society that whatever they said was law, the word of ruler was law, the word of king was law; there was no other law known to mankind. Here in this small Message,* *for the first time, mankind has been given the concept of rule of law and the Prophet said; after him you do not have to obey anybody. You only obey Allah and his Message, Allah and his* 3011 *Prophet. Hold on fast to Quran, whatever is forbidden therein that is forbidden for you, whatever is permissible therein that is permissible for you; and there lies the beauty that the concept of rule of law appeared for the first time. This is, in my humble opinion, emancipation proclamation for mankind that you will no longer be governed by knigs and their word, or by dictators or rulers. You will be governed by law, here is the law, and if you will carefully study the history, what do we find? We find that the moment Prophet passes away,* حضرت ابوبکر *is elected. What is his inaugural address? What does he say? Here is the message, he says, "Obey me so long as I obey Allah and his Prophet. If I revolt against Allah and his Prophet, you are not obliged to obey me." This is the rule of law; the concept of rule of law was there. That is why, I think, the Muslim society agitated when another person appeared and said that in future "I would give you rulings, I will receive divine messages and this shall be binding on you, my divine revelations". That was the main reason why Muslim society agitated.*

Another aspect, I hope, I am correct in explaining it, this was emancipation of thought. Muslims were free to think for themselves and interpret the Holy Quran for *themselves. Nobody can give them a binding ruling on any provision and say this is binding on you. As Allama Iqbal said, "After the Holy Prophet there shall be no surrender in spiritual matter to any other individual". So, this was meant to be a charter of freedom to think for your-self. There is no doubt, Sir, that we got the freedom of interpretation, of course, that freedom of interpretation was limited within the frontiers of the cardinal Principles of Islam. For instance, the first principle was of* توحید *that is, Unity and Oneness Allah. So, the interpretation cannot challenge that.*

The second principle was the principle of finality of Prophet Muhammad (Peace be upon him). That could not be challenged; and so the other cardinal principles but within those forntiers you were free to interpret the way you like, the way you thought was correct. There was no doubt that because of this freedom of interpretation we go divided in many sects, in many 'Firqas' but that also leads to the synthetic character of Islam and that also shows the democratic process. In this regard I will respectfully draw your attention to what Allama Iqbal says about these 'Firqas' [3012] *and their calling each other 'Kafir'. Sir, I read; this comes from the controversy which was raised at the time when pandit Jawahcrlal Nahru, who said something about Ahmadis and Allama Iqbal got into this controversy. So, I will read some passage from Allama Iqbal's reply and what he wrote to "The Statesman" paper. Here he says:*

"The idea of finality should not be taken to suggest that the ultimate fate of life is complete displacement of emotion by reason. Such a thing is neither possible nor desirable. The intellectual value of the idea is that it tends to create an independent critical attitude towards mystic experience by generating the belief that personal authority claiming a super- natural origin, has come to an end in the history of mankind. This kind of belief is a psychological force which inhibits the growth of such authority. The function of the idea is to open up fresh vistas of knowledge in the domain of man's inner experience."

Then, again, with reference to Mirza Ghulam Ahmad, Allama Iqbal continues to say:

"The opening sentence clearly shows that a saint in the psycholigical sense of the word or men of saintly character will always appear; whether Mirza Sahib belonged to this category or not is a separate question. Indeed as long as this spiritual capacity of mankind endures, they will rise among all nations and countries in order to show better the ideal of life to man. To hold otherwise would be to fly in the face of human experience. The only difference is that the modern man has a right to critical examination of their mystic experiences. The finality of prophethood means among other things that all personal authority in religious life, denial of which involves damnation, has come to an end."

So, in future, Sir, no one individual will come and say, "I have received divine revelation and this is the message of God and naturally binding on you." The only thing binding is what has already come in the Holy Quran. Then he further says, I quote Allama Iqbal:

3013 *"The simple Faith of Muhammad (Peace be upon him) is based on two propositions that God is one and Muhammad is the last of the line of those holy men who have appeared from time to time in all countries and in all ages to guide mankind to the right ways of living. If, as some Christian writer thinks, a dogma must be defined as an ultra rational proposition which, for the purpose of securing religious solidarity must be assented to without any understanding of the meta- physical import, then these two simple propositions of Islam cannot be described even as dogmas; for both of them are supported by the experience of mankind and are fairly amenable to rational argument."*

Then Sir, as I submitted with regard to the allegations of 'Kufr' or heresy of different 'Firqas' against each other. He says: "The question of heresy which needs the verdict whether the author of it is within or without the fold, can arise in the case of religious society founded on such simple proposition, only when the heretic rejects both or either of these propositions."

One becomes a 'Kafir', according to Allama Iqbal, if he rejects either of these cardinal principles i.e. Tauheed or *the concept of Khatm-i-Nabuwwat and "Since the phenomenon of the kind of heresy which affects the boundaries on Islam has been rare in the history of Islam, the feelings of every Muslim are naturally intense when revolt of this kind arises. This is why the feelings of Muslims in Iran were so intense against the 'Bahais'. That is why the feelings of Indian Muslims are so intense against the Qadianis." I was just explaning why there was sharp reaction against Mirza Sahib's claim. Now, Sir, I will cite one more quotation from Allama Iqbal on this point and then I will proceed with my submissions. On the question of heresy, on the question of calling each other 'Kafir',.....*

A Member: *It is time for Maghrib prayers.*

Mr. Yahya BAkhtiar: *I will just read this:*

"It is true that mutual accusations of heresy for differences in minor points of law of theology among Muslim religious sects 3014 *have been rather common. In this indiscriminate use of the word 'Kufr' both for minor theological points of differences as well as for the extreme cases of heresy which involve ex-communication of the heretic, some present- day educated Muslims who possess practically no Knowledge of the history of Muslim theological dispute see a sign of social and political disintegration of the Muslim community. This, however, is entirely wrong notion. The history of Muslim theology shows that mutual accusation of heresy on minor points of*

differences has, far from working as a disruptive force, actually given impetus to synthetic theological thought."

Then he quotes some European professor Hurgrounje and he says and I quote:

"When we read the history of development of Muhammadan law, we find that, on the one hand the doctors of every age, on the slightest stimulus, condemn one another to the point of mutual accusations of heresy and, on the other hand, the very same people with greater and greater unity of purpose try to reconcile similar quarrels of their predecessors."

The Allama continues: "The student of Muslim theology Knows that among Muslim legalists this kind of heresy is technically known as 'heresy below heresy', i.e. the kind of heresy which does not involve ex-communication of the culprit."

While on this point, Sir, if I am not taxing the Committee too much, I think it will be relevant to read yet another passage of Iqbal because it was stated by Mirza Nasir Ahmad that if you start any action against the Qadianis or Ahmadis, then next you will take action against Shias or the Agha Khanis and other sects. Pandit Jawaharlal Nahru had raised a similar issue. He said, "If you condemn Qadianis that they are not Muslims then you will have to condemn the Agha Khanis also." No better reply can be given by me but to quote Allama Iqbal. On this *point also, Sir, if you permit me I will read what he said. He says:* 3015 *"One word about His Highness the Agha Khan. What has led Pandit Jawaharlal Nahru to attack the Agha Khan, it is difficult for me to discover. Perhaps he thinks that the Qadianis and Ismailis fall under the same category. He is obviously not aware that however the theological interpretation of the Ismailis may err, they believe in the basic principles of Islam. It is true that they believe in a perpetual Imamate, but the Imam according to them is not the recipient of divine revelation. He is only the expounder of law. It is only the other day (vide the "Star" of Allahabad, March 12, 1934) His Highness the Agha Khan addressed his followers as follows: "Bear witness that Allah is One, Mohammad is the Prophet of Allah, Quran is the Book of Allah, Ka'aba is the Qibla of all. You are Muslims, and should live with Muslims, Greet Muslims with 'Assalam-o-Alaikum', Give your children Islamic names, pray with Muslim congregations in mosques, keep fast regularly, solemnize your marriages under the Islamic rule of 'Nikah'. Treat all Muslims as your brothers."*

Then Allama adds: "It is for Pandit Nehru now to decide whether the Aga Khan represents the solidarity of Islam or not."

Sir, I will conclude this part now because I understand that they want to say....

Madam Acting Chairman: Yes, it is time for

Maghrib prayers.

Mr. Yahya Bakhtiar: *So I will resume after that.*

Madam Acting Chairman: *So we will meet at 7:15 pm. The House Committee stands adjourned for Maghrib prayers.*

(The Special Committee adjourned for Maghrib prayers to meat at 7:15 pm.)

[3016]*(The Special Committee re-assembled after Maghrib Prayers. Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.)*

Mr. Chairman: *Just two minutes; let the members come. If we are able to conclude this debate, Attorney- Generals arguments plus any honourable Member who wants to speak, then we will finish this night, otherwise we will meet tomorrow morning. If something is left over this night then we will meet at 2:30 pm, as Committee of the Whole House, and then at 4:30 pm, we will meet as National Assembly. That has been agreed, and that tomorrow we will decide. Just wait for less than 24 hours. Tomorrow we will assemble at 4:30 pm. as National Assembly.*

The passes shall be issued only to the family members of the MNA's because of the position. I hope the Members will not take it ill, and inside the Assembly *premises the entry will be regulated strictly, even in cafeteria and everywhere else. Inside Gates No.3 and 4, nobody will be allowed to enter unless he holds a valid pass which will be issued only to the family members and nobody else for tomorrow at 4:30. (Pause)*

Mr. Chairman: *I am sorry for that. No authority has a right to regulate the entry of the members inside the premises. It was brought to my notice. I am sorry for that. The members will be allowed. Because of the precautionary measures we have to do it.*

Yes Mr. Attorney- General. Now we should start.

Mr. Yahya Bakhtiar: *Mr. Chairman Sir, ...*

Mr. Chairman: *I am sorry, I have been going there. I wanted to hear your arguments. For the first time I have closed my chamber also.*

Mr. Yahya Bakhtiar: *Well, Sir, I was making a submission about Muslim concept of Khatm-e-Nabuwwat or the meaning of Khatimun Nabiyean. And I was submitting that Mirza Ghulam Ahmad had claimed that he was a prophet first of the subordinate* [3017] *kind, i.e. Ummati, then he claimed to be a prophet with his own law, and I submitted that he said that in his revelations there were commandments, there was "Amar-o-Nahi". It is not only that he said it. But even his son Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad also said in his book 'Ahmadiyyat or True Islam' that Mirza Sahib had left a complete code of* *instructions for his followers. He says, I may read from page:26 of the book: "As I shall presently show he has left us such a complete code of instructions and rules of conduct, that all sensible persons will be bound to admit that by acting on them the objects of his advent, as above stated, can be easily and fully achieved."*

Now, Sir, this was the thing. Every Musalman thought that complete code of conduct for life was the Holy Quran for them. Here is another prophet who comes, who appears and claims to be an Ummati Nabi without his own laws and then he leaves the code of conduct for his followers. As I submitted, Sir, then he goes on to claim superiority. I do not want to go into detail. The honourable members heard the evidence. I want just to refer to one or two things from the record. He said that at the time of the Holy Prophet, during that period, the condition of Islam was like moon of the first day; but in the period of Masih-e-Mauood I would be Badr-e- Kamil (full moon). I gave full opportunity, I should say on behalf of the House, to the witness, Mirza Nasir Ahmad, to explain this and, in my humble opinion, he could not. First he said that during the life time of the Holy Prophet, during his period, Islam was confined to Arabia only. Then he changed the posotion. He said, "every period is his period. It will last throughout the history." Then he said that during the life- time of Mirza Ghulam Ahmad Islam had sperad to various countries in

Europe. But I said that in the time of Masih-e- Mauood it should spread all over the world and there should be no non- Muslims left and that is what Masih-e- Mauood's period was meant to be. On this, he said, "No, that preiod will last for two to three hundred years. As far as the period of the Holy Prophet is concerned, that is confined to life-time and to Arabia only." These were the contradictions. But such claims were made.

There are other references also. The members have heard them. But one part of the evidence which requires mention was the [3018] *incident when that 'Qasida' or poem was read in praise of Mirza Ghulam Ahmad, which included the following couplet:*

"محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بھی بڑھ کر اپنی شان میں"

This was, according to the author, read in the presence of Mirza Ghulam Ahmad. Mirza Nasir Ahmad first said it was not read. If he had heard it, he would have disapproved of it and he would have expelled the author of this poem from the Jamaat. Then it was pointed out to him that, in the Qadiani newspaper "Badar" of 1906, this poem had appeared and nobody would be live that Mirza Ghulam Ahmad did not read it. That was his own paper, and the none of his followers of close associates pointed it out to him. Mirza Nasir Ahmad said that in the book containing poems of Akmal, who wrote this, the said couplet was *deleted when this book was published in 1910. The Committee may take that into consideration. But we were concerned with the period of Mirza Ghulam Ahmad. In that period, we have no evidence to the effect that he disapproved of it. On the contrary, it was pointed out to him, although he said that, that was contradicted in 1934 in "Al-Fazal" .... that, in 1944, the author himself said that he had recited this in the presence of Mirza Ghulam Ahmad, that he had approved of it, and that he took it with him inside his house. I do not want to say anything more on this, but it shows, although he has tried to explain in a different way that there is another couplet in the poem also wherein he does not claim superiority but I don't want to say any thing more. These were the conditions, Sir, under which he claimed the prophethood and how he gradually end slowly promoted himself from one stage to another.*

Now, Sir, I will briefly submit as to what Mirza Ghulam Ahmad's or the Qadianis concept of Khatm-e-Nabuwwat and the interpretation of 'Khatimun Nabiyyen' was. Generaly, Muslims thought that no more prophets would come after the holy Prophet of Islam but the Qadiani's concept is that Khatimun Nabiyyen means that no more prophets will come in any religion whatsoever except in Islam and the person who would be the prophet will be an 'Umati' and his authority of prophethood will bear the seal of the holy prophet of Islam. This is what they mean by "the

seal of prophets." He will not bring his own law. But, at this stage, it [3019] seems, they thought that not only one but many prophets would come and this is how the position is confused, because even Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad, when he speaks on this point, says, and I quote- I read it out to Mirza Nasir Ahmad- this is from the Review of Religion, page:110:

’’اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں ضرور آسکتے ہیں۔‘‘

This is "Anwar-i-Khilafat', pages:62 to 65. Then again he says:

’’یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۲۲۸)

Then, again, he says in Anwar-i-Khilafat:

’’انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا، میں کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔‘‘

On this, when it was pointed out to Mirza Nasir Ahmad, he said that this "is in the sense of possibilities that Allah can do anything." They did not mean that many Nabis would come, but only one Mirza Ghulam Ahmad. Another aspect which may not be directly relevant is that here is Mirza Ghulam Ahmad's son who says this and boldly says:

’’اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا کہ تم جھوٹے ہو، کذاب ہو۔ اس

کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔“

(At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by Mr. Mohammad Haneef Khan)

3020 **Mr. Yahya Bakhtiar:** Sir, This is a very bold statement, a very courageous statement, by the son of a person who claimed to be a prophet. But when you compare it with the conduct of the prophet himself, one is amazed. In the District court of Gurdaspur, a complaint was filed against him i.e. Mirza Ghulam Ahmad. He had porphesied or predicted something against somebody who told the court that this man should be stopped from making such predictions, and he gave it in writing to the court that in future he would not make predictions, or disclose such revelations that he might receive. Now here is the prophet of God! He stopped the relevation under the orders of the District Magistrate, and his son says this.

Now, Sir, we found the same thing in the annexure which was filed on behalf of Rabwa Jamaat, namely, that more prophets will come. And this is a book written by Maulvi Abu Ata Jalandhari, and I had read out page:8 from this end pointed out to Mirza Nasir Ahmad in which he said:

”خاتمیت محمدیہ یا آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین ماننے والوں کے دو نظریے ہیں۔
پہلا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خاتمیت نے دیگر انبیاء کے فیوض کو بند کر کے فیضان محمدی کا

دروازہ کھول دیا ہے۔ آپ ﷺ کی امت کو آپ ﷺ کی پیروی کے طفیل وہ تمام انعامات ممکن الحصول ہیں جو پہلے منعم علیہم کو ملتے رہے ہیں۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد خاتمیت فیضان محمدی کے بند ہونے کے مترادف ہے۔ آپ ﷺ کی امت ان تمام اعلیٰ انعامات سے محروم ہوگئی جو بنی اسرائیل اور پہلی امتوں کو ملتے رہے ہیں۔"

I pointed out this writing to him and he said that it had thing do with the prophets or their coming, although the book was written on the subject. But, in any case, on the one hand this stand is taken that more prophets will come, and they try to rationalise this by saying that this is a sensible idea, but on the other hand they say that Mirza Ghulam Ahmad was the only prophet who would come.

Sir, as I submitted, the second issue was the effect of Mirza Ghulam Ahmad's claim as a prophet in Islam or in relation to 3021 *Muslims. After he made this claim, there were naturally the Muslim's feelings; the Muslims thought that any person who claims to be Prophet after the Holy Prophet of Islam is an impostor. That was a natural reaction, the natural understanding, that he wanted to subvert their social and religious system. According to the Muslims, he had revolted against the cardinal principles of Islam, one of the most cardinal principles, that of He had struck at the root of that principle end there was* ختم نبوت *naturally a very sharp reaction.*

Now, Sir, before I go into the details of the effect, I will point out very briefly as to what happened when he claimed this and how he could go round and address *meetings. This will also show, Sir, another aspect of Mirza Sahib's claim about Prophethood, because there is some confusion. I said there were three stages, one stage, second stage, third stage, but sometimes we find that a statement appeared in the third stage which is similar to that which should have been in the first stage when he denies completely that he never made such a claim and that he meant this and not that. The reason, I believe, was that wherever the opposition was very strong and hostile, whenever he found himself to be in a tight corner, he changed the position. Later on, again he tried to rectify it in a very diplomatic and tactful way of proclaiming his religion and the Prophethood. So, Sir, in 1891, he goes to Delhi after he claimed to be a Prophet, and here I read from his son's (Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad's) book "Ahmad or the Messenger of the Later Days", pages:32,33 and 34. I just want to show, Sir, I will try to be as brief as possible, but it is important to show what happened to explain what I would be submitting later on:*

"The Juma Mosque was fixed as the place of discussion. But all these arrangements were settled by the opponents themselves, and no information was given to Ahmad. When the time fixed for the discussion arrived, Hakim Abdul Mejid Khan of Delhi came with a carriage and requested the Promised Messiah to proceed to the mosque where the discussion was to be held. The Latter

answered that in the prevailing state of Public excitement there was likelihood of a breach of the peace, and that therefore he could not go unless police arrangements were made, and that more over he should have been previously consulted regarding the discussion, and 3022 ***the conditions to be observed by the parties in the debate should have been previously settled. His non- appearance served to increase the public excitement. He, therefore, issued a declaration to the effect that if Moulvi Nazir Hussain of Delhi would take an oath publicly in the Juma Mosque stating that Jesus (peace be upon him), according to the version of the Holy Quran, was still alive and had not met with his death, and if within one year of taking the oath Divine punishment should overtake him, then the claimant should be proved a liar and should burn all his books. He also fixed a date for the oath- taking. The disciples of Moulvi Nazir Hussain were much perturbed at the proposal and began to set up obstacles in its way. But the populace were insistent. What harm was there, they asked, if Moulvi Nazir Hussain should hear the proposition of the claimant and swear that the same was false. A great crowd assembled in the Juma Mosque. People advised the Promised Messiah not to go to the Mosque as there was likelihood of a serious riot. But nevertheless he went there and with him there went twelve of his disciples. (Jesus of Nazareth had also His twelve disciples. The conincidence of number was itself a sign.)***

(Now mark, Sir, in the brackets, he says). The spacious edifice of the Juma Mosque was full of men both inside and out, and even the stairs were crowded. Through this sea of men who were mad with rage and looked at him with bloody eyes, the Promised Messiah and his little band made their way to the Mehrab and took their seats. For the order there had come the Superintendent of Police with other police Officers and nearly one hundred constables. Many of the crowd had stones concealed in their skirts and were prepared at the slightest hint to cast them at Ahmad and his party. Thus would the Second Messiah have been a prey to the wickedness of the Pharisees and Scribes the like unto his prototype of Nazareth. Instead of crucifixion the people were bent upon stoning the Second Messiah. They failed to carry their point in the verbal discussion which followed. They did not agree to discuss the question of the death of Jesus. None of them were prepared to take the proposed oath nor would they allow Moulvi Nazir Hussain to do so. At this stage Khawaja Mohammad Yousuff, a Pleader of Aligarh, got from the Promised Messiah a written statement of the articles of his faith, and prepared to read out 3023 *the same. But since the Moulvis had given out to the public that the claimant did neither believe in the Holy Quran nor in the angels, nor in the Holy Prophet, they apprehended that the recital of the articles would expose their deceit. They therefore incited the people. Immediately a great row was set*

up and Khawaja Yusuff was prevented from reading the statement. The officers of police, when they saw the gravity of the situation, ordered the constables to disperse the crowd, and announced that no discussion would be held. The gathering thereupon dispersed. The police made a ring round the Promised Messiah and led him out of the Mosque."

Now, Sir, my object in reading this in detail is two-fold, and I will be reading some more citations. First of all, what he said, what he gave in writing at that time when he was faced with the hostile crowd is in the following words. It is on October 23, 1891. I quote:

”ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا جامعہ مسجد دہلی میں کرتا ہوں اور میں خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

Now, Sir, the other aspect was that he could only preach or explain his stand as a Prophet under a heavy police guard and not otherwise. Again, Sir, I have been asking these questions. At one stage when with one abdul Hakim of Kalanor he discussed the matter about his claim and when he found that the Muslims were very much annoyed with him, he after that announced that he had through his simplicity (سادگی) written the word "Nabi" about himself. That actually he meant "محدث" and the Muslims, wherever they found this word in his writings, should amend *it, cancel it and substitute the word "محدث" for "نبی" and yet we find that after that he again went on writing the word 'Nabi' for himself, and no plausible explanation was given. I asked certain questions on this point from the Lahori Group because that was more relevant in their case. In that context, first of all, it was said that because people misunderstood, he did not mean to be a Nabi, he did not say that he was a Nabi in the real sense, he was a "Mohdis", as the Lahori group says, therefore, he issued this order that the word 'Nabi'* 3024 *about him should be deemed to have been cancelled. And when I asked as to why did he again write 'Nabi' for himself and why did he use this word, the spokesman of the group said, some people were confused and for their sake he amended this but some had no doubt and for their sake he continued to write the word. Again I asked him that when he himself says that he is a Nabi, in whatever sense it is, why don't you call him Nabi in that particular sense, in which you mean that "Nabi" means a "Chair Nabi", as the Rabwah Jamaat was calling Nabi in some sense? I was really shocked to hear that the Lahori Group did not use the word 'Nabi' for him because the people got annoyed. So, it was expediency more than anything else. Why did they not use the word "Nabi", the Lahori Group, the reason is given. So, Sir, I was just saying that sometimes within these three stages, he is changing statements depending on circumstances.*

Now, I will come to one or two other instances of the meetings that he addressed. One meeting addressed by him was held in Lahore and, again, I am reading from his son's book, which I quoted just now. He says:

"During the days of his stay the, whole city was in an uproar. From morning till evening a great crowd waited outside the house in which the Promised Messiah had taken up his quarters, From time to time opponents used to come and abuse him and set up a row. Some of the more turbulent spirits even attmepted to force into the private apartments and had to be forcibly ejected. At the instance of the friends at Lahore a public lecture was arranged. The speech was printed and was read in a large Hall by Moulvi Abdul Karim, while the Promised Messiah sat by. There were from nine to ten thousand listeners. When the reading was over, the audience prayed that the Promised Messiah might address them a few words orally. In response he stood up at once and addressed the people for half an hour. Since it had been known by experience that wherever he went, people of every religion and sect displayed a keen animosity towards him, specially the so-called Mussalmans, the police authorities had, on the occasion, made very admirable arrangements for his safety. In addition to the Indian police, European soldiers had been put in requistion who were stationed sword in hand at short 3025 *intervals. It had come to the knowledge of the police authorities that some of the*

ignorant mob had resolved to create a disturbance outside the lecture hall. They had, therefore, taken special precautions to ensure the safety of the Promised Messiah on his return, journey from the lecture hall. First rode a number of mounted police. Then came the carriage bearing the Promised Messiah. This was followed by a number of policemen on foot. After them there rode again a number of mounted men, and thereafter walked another party of policemen. Thus was the Promised Messiah escorted back to his residence with the greatest possible care, and the mischief- makers were baulked of their designs. From Lahore the Promised Messiah returned to Qadian."

Then, a meeting at Amritsar, from the same book, page:70,71: "But the people, when once excited, could not be made to show restraint. The tumult went on increasing and inspite of the efforts of the police it could not be suppressed. At last it was thought advisable that the Promised Messiah should resume his seat and another man was called to give a political recitation. This quieted the audience. Then the Promised Messiah stood up to resume his lecture, but the Moulvis renewed their outcry. And when the Promised Messiah tried to continue with his speech, the Moulvis created a row and proceeded to attack the dais. The police tried to restrain the people, but thousands could not be checked by a few policemen. The mob rushed on like a sea wave and gradually gained ground. When the police saw *the futility of their efforts, they informed the Promised Messiah that they could do no more. (It was my opinion considering the then circumstances that the police had failed to fully discharge their duty. There was no European officer among them. All the officers present were Indians who being the fellow countrymen of the rioters and themselves possessed of religious animosity towards the Promised Messiah, were willing to see the lecture come to a close). Upon this the Promised Messiah discontinued his lecture. But this did not suffice to allay the excitement. The People persisted in their attmept to force themselves upon the dais and to commit assault. Thereupon the Inspector of Police requested* 3026 *the Promised Messiah to retire into an inner apartment, and sent a constable to fetch a carriage. Meanwhile the police restrained the people from entering, the apartments. The carriage was brought up to a side door of the apartment. The Promised Messiah started to occupy the same. Through the Grace of God none of us were injured. Only one stone passed through the window and then struck passed through the window and struck the hand of my younger brother Mirza Bashir Ahmad. Several of them struck the policemen who were surrounding the carriage. Upon this they struck at the mob and dispersed them from the neighbourhood. They palced themselves both before and behind the carriage, and some of them took their seat on the roof, and in this way they the drove the carriage* *quickly to the residence of the Promised Messiah. The people were so excited that in spite of the beating they received from the police, they pursued the carriage to a long distence. The following day the Promised Messiah left for Quadian."*

Then, Sir, lastly, I will read a passage of what happened on the day of his death, when the news reached the people, from the same book, page:81: "Within half an hour of his death a gathering of the Lahore public assembled in front of the house where there still reposed his only remains and began to sing songs of triumph- thus giving evidence of the utter blackness of their hearts. Others indulged in fantastic masquerading and thus bore testimony to the baseness of their nature."

Sir, I am sorry, I have taken so much time in relating all this about the meetings that he addressed but of all the meeting that he addressed all this addressed except when he went to address a meeting on "Manazara" with the Christians, where he still continued to defend Islam, there was no hostile crowd, but whenever he wanted to preach his cause, his claim, there was hostile crowd and he could not address a single meeting anywhere without big police force to protect him, and mainly it consisted of European soldiers and policemen and officers; and when I submitted about songs of triumph on his death, I wanted to draw the attention of the honourable members to that prediction and *prayer which he had made about Moulvi Sanaullah; people thought that, well, that prayer had its effect on him.*

3027 *Now, Sir, what was the reaction, I have explained, and why we find that wherever he went, this hostile crowd went after him, and the reasons are obvious. The man had revolted against one of the basic concepts of Islam. Than, after that, we find that Mirza Sahib also becomes aggressive, and he used very offensive language, but I do not want to go into details. There are two aspects. First, when he proclaims that he is "Nabi", then naturally came the question of faith, because, according to the Muslim faith, if a person does not accept a true Prophet of God, he becomes a "Kafir". Every Muslim must accept all the prophets who are mentioned in the Holy Quran, and since he claims that he is also mentioned in the Holy- Quran, he is a prophet. Therefore, his stand was that those who do not accept him as such are "Kafirs" and the "Muslims" stand was that because he was an imposter and had put forward, this false claim, he was "Kazzaab" and "Dajjaal". Here starts the fierce controversy, attacks, counter- attacks, by Christians because he claims to be the Promised Messiah, by Muslims because he claims to be "Nabi" and Promised Messiah, so, he, Sir started saying:*

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تمہارا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔“

And then he said:

"کل مسلمانوں نے مجھے قبول کیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی۔ مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔"

This is from "Roohani Khazain", volume:5, page:547,548. Here I must say in fairness to Mirza Nasir Ahmad, who tried to explain that this is a translation from Arabic and he did not mean these words, but "baghay" meant one who revolts- a "baghi", and therefore, you can say اولاد *of* باغی *not of* بدکار *weomen* بدکاروں کی اولاد *he says, this is not what he meant. Our Ulema here, they did not agree. They said that this word was used again and again by Mirza Sahib himself with reference to prostitutes and women of bad character. So I do not want to say anything more on this, but this is what he said. The next point which he did not deny was, when he said:* "جو شخص میرا مخالف ہے......"

Now, Sir, I am reading another quotation from "Roohani Khazain", page:53, volume:14:

[3028] "بلاشبہ ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔"

Here he tried to explain that this was not with reference to Muslims, but with reference to Christians. Now, is this, with all the respect, the language which a prophet uses with regard to Christians or Hindus or anybody? I do not want to say anything more. This is no excuse, there is no justification for it whatsoever: Similarly, he says:

"جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔"

This is again from "Roohani Khazain", volume:9, *page:31. This is really something which was highly offensive, provocative, inflammatory, to say with regard to his opponents whether they were Muslims or Christians or whoever it was, particularly coming from a person who claims to be عیسیٰ گر and better than Christ; all the wonderful attributes of prophets were shown through him by Allah, and this is the exhibition of those attributes! I need not say anything more on this.*

Then, Sir, it was through this period, his annoyance or his angers or his complexes, that he started abusing the Christ, Hazrat Issa. First he claimed to be superior to Hazrat Issa and he says:

"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے"

The justification given by Mirza Nasir Ahmad was that he said that not about himself, but "Ghulam-e-Ahmad's" (slave of the Holy Prophet of Islam). Now, we are taught that all prophets have to be respected and they are equal in this respect, they are prophets of Allah, and here this man says that he was better then Issa and he justifies this on the ground that any slave of Muhammad was better than Issa. This is not the Muslim faith and there could be no excuse or justification for it. But he goes on further and says:

"خدا نے اس امت میں مسیح بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔"

3029 *This is from Religious Review, page:438, and "Roohani Khazain", Volume:22, Page:153, where he says again:*

"مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ میں ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔"

Well, if he claims superiority, it is bad enough, but he also composes a very laudable couplet- I should say, I hope I am not commiting a mistake- but in beautiful words, no doubt he is a very good poet, a very eloquent poet, he says:

"اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا ست تا بنہد پا بمنبرم"

Now, this man ascends to those heights that he is superior to Issa, and Issa is not worthy of stepping on his Pulpit. This is the position; but after that he goes further and criticises and attacks the grand mothers of Hazrat Issa, I do not know why. The justification given was that because those people, those Christians in those days attacked the Holy Prophet of Islam and Islam, this was a reply given by Mirza Ghulam Ahmad and other Muslim learned men of that period. But this is no justification; he was criticised for this even at that time. He says:

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

And then further he says that because his (Christ's) *grandmothers, maternal or paternal, were prostitutes, that is why, because of that association, he liked the company of prostitutes. Sir, this is how he said, and when I asked him (Mirza Nasir Ahmed) as to how could he be excused for these statements, he said this is not with reference to Hazrat Issa who appears in the Holy Quran, but is a reference to Yusu Massih* (یسوع مسیح) *who has claimed to be son of God, I asked him after all they are not two different persons but the same man, the same prophet, and asked whether the grand mothers of Yusu Massih were different from those of Hazrat Issa? He said that Holy Quran does not mention his grandmothers at all, nothing more than this.*

3030 *Then after that he (Mirza Ghulam Ahmad) also says:*

”اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے کچھ نہیں تھا۔ ہاں گالیاں دینے اور
بدزبانی کی اکثر عادت تھی اور یہ بھی یاد رہے کہ کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

So these are statements which naturally offended not only the Musalmans, but also Christians. Muslims consider Jesus Christ as a true Prophet of Allah. They did not like the criticism and these remarks.

I asked him (Mirza Nasir Ahmad) it was all very well to say that Jesus Christ was one person and Hazrat Issa was a different person, one was mentioned in the Bible and the other was mentioned in, the Holy Quran, but how could he justify his criticism of Shias. And he tells them that "You forget about the dead Hazrat Ali, here the living Ali is *present amongst you." Again what he said about Hazrat Imam Hussain. How could he justify that he is perfumed and, Naooz-o-Billa, Hussain was a heap of turd: He (Mirza Nasir Ahmad) said here also it meant, Ali of Shia conception and Hussain of Shia conception. Not, I don't think there is any differnece between Muslims as far as conception of Ali or Hussain is concerned. In respect of admiration all Muslims hold the same opinion of them. But these were the things which, as I submitted, inflamed Muslims throughout this period and for this reason Mirza Ghulam Ahmad could not address meetings without police protections.*

This brings me to another small aspect before I go to the next issue. All this, which I submitted before the House, was to show that he needed the British help to propagate his religion, for the security or his person, and the British provided that in abundance, and it was under these circumastances that some Mullahs, according to him, and some Ulema, according to us, had made life miserable for him and he writes to the Lt. Governor Punjab and I will now just briefly read from that letter. He writes, Sir:

”میں اس بات کا اقراری ہوں کہ جب بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریریں نہایت سخت ہو گئیں اور حد اعتدال سے بڑھ گئیں اور بالخصوص پرچہ [3031] نورالاسلام میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں تو مجھے ان اخباروں اور کتابوں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں پر جو کہ جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات سے کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے کہا ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے

لئے حکمت عملی یہ ہے کہ ان تحریروں کا اسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا کہ صریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بالمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی ایسی کتابیں لکھیں جن میں سختی تھی۔ کیونکہ میرے Conscience نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں ان کے غیض وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریقہ کافی ہوگا۔ تو مجھ سے پادریوں کے بالمقابل جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں اوّل درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریز کا ہوں۔"

I had asked him (Mirza Nasir Ahmad) as to why he attacked the Christians, why he repulsed their attacks against Islam? Was it because of his zeal for Islam, love for Islam, or was it for some other reason, because he got angry and he said, no, it was just like Jehad, it was zeal for love of Islam and the Holy Prophet of Islam that he attacked them. Now here he says himself, a miserable conception, that just to serve the cause of British Government and not of Islam, he was writing all those things, attacking the Christians or those Christian Priests. Then we go to another part of his letter. He says:

"ان تمام تقریروں سے جن کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بہ دل وجان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ کی اور ہمدردی [3032] بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہی وہ اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ شرائط بیعت میں ہمیشہ تعلیم کیا جاتا ہے۔ صفحہ چہارم میں ان باتوں کی تشریح ہے۔"

Now, as I find it, he says that this speech of mine is supported by those I have delivered during the seventeen years. What I mean to say is that I am devoted to the British

Government with all my heart, obedience to the Government and sympathy towards God's creatures, that is my principle and that is just the principle of the perscribed form, the religion makes that amply clear.

Again, he say, Sir, in a different place:

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح موعود مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرتا ہے۔"

"I believe", he said, "that the increase of my followers will reduce the number of believers in Jehad and to believe in me is to repudiate the doctrine of Jehad."

Then, Sir, again he says:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں، اشتہارات طبع کئے ہیں اور اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب ممالک مصر وشام، کابل وروم تک پہنچایا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔ مہدی خونی، مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

In translation: it means: "By far the greater part of my life he been spent in preaching loyalty to the British Government. I have written so many books to denounce Jehad and preaching loyalty to the Government and I have published so many hand bills that they would fill fifty almirahs if put together."

3033 [At this stage Mr. Muhammad Haneef Khan vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman

(Sahibzada Farooq Ali).]

Sir, before I read the next passage, please remember that author who wrote this beautiful Persian couplet:

”ایک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تابہ نہد پابہ منبرم“

From that height, he goes down to this depth of degradation. Can you find anywhere sycophancy of this nature? This servility in a Prophet! Can this be the composition of a prophet? And I will say that if to deny the Prophethood of the author of this letter is KUFR, then I am the greatest Kafir:

گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

Now, look at this man and look at this writing. Even an ordinary man, an ordinary human being, who has even the slightest regard for his own person, who has a little faith in God, who had a little confidence in himself will not say a thing like this. He claims to be a Prophet. We have that portrait of Quaid-i-Azam. (pointing to Quaid-i-Azam's portrait in the National Assembly Hall). He was an ordinary human being. What happened on the 2nd June 1947? You all know- it is mentioned in Campbell Johnson's book. He (the Quaid) reported on behalf of Muslim League whether they accept the well known Third June plan or not, whether the Muslim League accepted this sort of Pakistan which they were giving to the Muslims or not? Campbell Johnson *writes that the whole day the Viceroy was waiting for Mr. Jinnah and he arrived just a minute before midnight. The Viceroy asked, "What is your answer, Mr. Jinnah?" The reply by Mr. Jinnah was: "I do not agree with it but I accept it." "What is the difference?" said the Viceroy. The reply from Mr. Jinnah was very simple: "I do not like it therefore I do not agrees, but I have no other alternative- you divide my Punjab, you divide my bengal. How can I be happy? I have no alternative. That is why I accept it. I am only the head of the Party. This thing must be decided by the Muslim League Council and that will take two weeks and so on behalf of the Council I cannot guarantee, whether they will agree or not but I will advise them to* [3034] *accept it because we have no alternative." Lord Mountbatten was furious. He said, "I cannot accept it. Tomorrow was to be announced. Congrees has agreed, on behalf or their Council or Committee. How can you not agree?" Mr. Jinnah replied, "Mine is a political organization based on democratic principles. I must go before my people and get their sanction." Lord Mount batten said, "Then look here Mr. Jinnah, if you on behalf of Muslim League do not give me an assurance that you accept this, then you will lose your Pakistan and for good." What was the reply of Mr. Jinnah? Here is a man who had spent his life- time in political wilderness; an old man of 70. He was to be the head of the promised home land. He was to be its master. But he did not* *cringe or crawl. He had faith in the Almighty Allah and he said- "What must be, must be", and walked away. This was the reply of a man who had faith, and a man who believed in God. The Viceroy had to rush after him and request him to come back. He said, "Mr. Jinnah, on behalf of the Muslim League I will give an assurance tomorrow morning that they will accept it- they will accept it because I know that they will accept your advice. You please only say that you have accepted it." Mr. Jinnah said: "Yes, I will say that", and that is how Pakistan was established. He could have lost Pakistan. He could have thought: here I am losing a country, let me agree on behalf of the whole nation. But, no, that man had fiath. We should not be comparing that person with this man who claimed to be a Prophet and writes this letter and cringes before earthly power in this fashion. This disappointed me. I should not have become sentimental. What Iqbal said:*

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

This is exactly what it means.

Sir, then I go to the next passage. He says:

”سرکار دولت مدار کو ایسے خاندان کی نسبت جس کے پچاس برس کے متواتر تجربے سے وفادار اور جانثار ثابت کر چکی ہے...... اس خود کاشتہ پودے سے نہایت ضروری احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت افسران کو ارشاد فرمائیں کہ وہ بھی اس [3035] خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور خدمات کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔“

He respectfully submits to the Lt. Governor that this family has been constantly tried during the last 50 years and found unflinchingly loyal, and pray that the Government be pleased to regard this sapling of their own planting with jealous care and unfailing interest and instruct its subordinate officers to protect, to accord him and his followers (Jamaat) preferential treatment in view of the loyalty of his family which had pledged or the cause of the Government.

Sir, I do not want to say anything more. Again I say: is this a prophet writing to the Let. Governor? What does he say: Please instruct your subordinate officers to accord him preferential treatment. The prophet does not come even to the level of Lt. Governor, asking, requestiong him, begging and praying: Please instruct your subordianate officers to treat me like this. And this man, I am sorry to say, I should have not said so much really, says that he is better than all other prophets:

”آنچہ داد است ہر نبی راجام   داد آن جام را مرا بہ تمام“
”عیسیٰ کجا است تابہ نہد پابمنبرم“

The author of the said couplet asking Lt. Governor "to treat me very nicely through the subordinates and look after this sapling of their planting" What was that:

”آپ کا خودکاشتہ پودا۔“

I asked him (Mirza Nasir Ahmad) a lot to explain this. I do not want to be unfair to him. He said it was only meant for his family. Now a prophet begging the

Government to look after his family- the faith of an ordinary man can move heaven and earth- and here a prophet seeks protection and help from the earthly power and, cringes before it: 'protect my family, protect my Jamaat'. And then we are told, Sir, that "if you do not accept his Prophethood, you are Kafir and pucca Kafir". No wonder why Muslims revolted against his claim, if for nothing else, as I submitted, this is enough to put off any self- respecting man because he claims to be 'Ain-i-Mohammad' and we know what 3036 *Mohammad (peace be upon him) is for us- the perfect, most perfect human being that has ever walked on this earth, in kindness, in dignity and self respect and from every point of view. You look at his life when he goes to Makkah and vanquishes his enemies, he is kind, he is generous, and before the worst enemy and the greatest tyrants never stopped to say La- Ilaha- il- Allah. He did not give an application that in future "I will not disclose my revelations." I am sorry, I should not say because I have promised that I will try to plead their point of view also. I will make an attempt. But this is the thing you know, which we have to tell to show the other side. And in this country from that time this friction goes on. Now I will not comment more on this aspect because I do not have much time and I have plenty of ground to cover.*

Sir, I will now go to the next subject which was rather important because issues Nos. 4 and 5 I wi *together which are: The Effect of not accepting Mirza Sahib's claim as prophet- its effect and the reaction of Muslims. Before I go into that- because here I had a very difficult time in dealing with Mirza Nasir Ahmad and it is also I think appropriate that I should, in passing, refer to one or two other facts. Sir, after Mirza Ghulam Ahmad's death, Hakim Nooruddin was the first caliph of Mirza Ghula Ahmad. Hakim Nooruddin became the first caliph. Nothing more has come on the record about him. He seems to have been a very quiet man and hardly anything was said about him. But then after his death a split took place in the party or the Jamaat when they go into two groups, one Lahori group and the other Qadiani group or Rabwah school of thought. After Bashiruddin Mahmood Ahmad died, the next caliph, Mirza Nasir Ahmad took over. He appeared before the Committee. I asked a question about his own life. He related those things which are on the record. And apart from that what I have gathered something from the Qadiani literature, I will respectfully narrate this also. Mirza Nasir Ahmad succeeded his father, Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad, as third Caliph- Imam of Ahmadeya Jamaat in 1965 and as the present Head of the movement, Qadiani Rabwa section. He was born in 1909. He is highly educated and cultured man with very impressive personality. He is a Hafiz-i-Qur'an, M.A. (Oxford), a great scholar of Arabic, Persian and Urdu* *religious literature. According to the literature of his Party- and I refer to 'Africa Speaks', a magazine brought out by them, he was Head of Youth Organization of Ahmadis called* 3037 *Khuddamul Ahmadia. He is the "promised grandson of the promised Messiah and Mehdi." His election as Caliph fulfils the prophecy whcih mentioned that "the throne of the Messiah, descending to his Grandson" They say it is given in the Bible that the Messiah, when he comes again, his grandson will sit on his throne, and then it says- elected for life, he is Voice- Articulate of the age, and in direct communication with God. Before his election as Head of the Qadiani Ahmadiya Community, he was also Principal of Talimul Islam College from 1944- 1965, an educational institution run by this Jamaat. He is also addressed as Amirul Momineen by his followers. According to his evidence, the Khalifa of Mirza Ghulam Ahmad is elected by an electoral college which at the time of his election was of about 500 representatives of various groups. He did not contest election as a candidate nor were the nominations or proposals filed at the time of election. Two names his and of another person belonging to Mirza Ghulam Ahmad's family, were suggested and he was elected unanimously. It is their belief that the Khalifa is elected through divine intervention and blessing. The question of his removal on grounds of mental or physical incapacity does not, therefore, arise. He is guided by Allah. He may fall ill or physically get* *paralysed but mentally he can never get paralysed. The Jamaat has its branches all over the world and everywhere where the Ahmadis live. He says it is purely a religious organization. He is head of religious empire like the Pope. He has an advisory body whom he consults. The decisions are taken by him mostly with their consent and are generally unanimous but he has the final authority to overrule the body. In short, the belief of his followers is that he can do no wrong because of the divine guidance and blessing.*

Now, Sir, when this august person appeared before the Committee, the question came- and I will not go into details of the citations- as to what Mirza Sahib said about those who do not accept his claim of prophethood- He said they were Kafirs- what is meant by that? He said 'Kafir' did not mean the person who is apostate, a person who is renegade in the sense that he has to be ex-communicated form Islam but it means a sort of 'Gunahgar', a sinner, a Kafir of a second category, because he believes in the Holy Prophet of Islam. Therefore, according to Mirza Nasir Ahmad, he remains within the Millat-i-Mohammadia but he is outside the Dairah of Islam or Circle of Islam. This was 3038 all lost on me. I made a big effort to understand that a person when he becomes Kafir:

”دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر ملت محمدیہ سے باہر نہیں۔“

What does it mean? We had very difficult time for many days. Ultimately, Sir, when he was confronted with the citation from Kalama-tul-Fasal, I read from page:126. I read it to him and when I read it out, I asked him as to what it meant? Here is:

”معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا ہے کہ کہیں میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکا نہ کھائیں۔ اس لئے کہیں کہیں بطور ازالہ غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے ہیں کہ ”وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔“ جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو، اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان۔“

Here I asked him as to what 'Haqiqi Musalman' meant. He has gone into great detail in Mehzarnama also to explain as to what is a true Muslim and he said, "there are many of them." I said, "Do they exist today? Because it is a very difficult definition." In the definition, there is no mention of accepting Mirza Ghulam Ahmad as prophet or not, and I said it is a very difficult definition. Do such people exist who are true Muslims in this sense? He said, "Yes, hundreds of them, thousands of them, Lakhs of them." I was amazed as to where those people were. Then, when I asked him he was avoiding this- direct answer. I said, "Can there be or is there a single 'Haqiqi Musalman' a true Musalman among non- Ahmadis?" He said, 'No'. That finished the matter; that concluded the controversy, because, according to them, Musalman is only a Musalman who is true Musalman; the others are only political Muslims, Muslims in name only or bogus Muslims, false Muslims; but true Muslim, good Muslim is only an Ahmadi or from among the Ahmadis and now here else. So, Sir, this is the position that has to be considered. And then in the same book, Sir, Mirza Ghulam Ahmad's son Mirza Bashir Ahmad, says:

"ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا، محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا کافر اور پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

3039 Now, in spite of this clear language, he said that when he says that anybody who does not accept Mirza Ghulam Ahmad as Prophet is outside the pale of Islam. He says, "No, no, this is not what we mean by دائرہ اسلام سے خارج ہے But it means that he still remainded in the Ummat of Holy Prophet or Islam." Sir, this is something which most of the time we were discussing with him and we tried to find a way so that they could accept the general Muslim body as Musalmans because it was not our effort and it is not our effort to save the situation. Of course, it is far from this Committee to decide what ultimately should be done. But I thought that if he said that we are Muslims and we will say that they are Muslims and ignore these Fatwas which have been going on for a long time, but he bluntly said that there was no حقیقی مسلمان among Non- Ahmadis. It was impossible for a non- Ahmadi to be a حقیقی Muslim.

Now, Sir, he said many things also about prayers and marriage, but I will go to the next issue and shall try to deal with that part of his statement when I make submission on the next issue whether he founded an Ummat of his own or he only created a new sect in Islam, that is, their *separatist tendency about which a lot was said. I have little time, Sir, I am conscious of that. I do want that this thing should be brought on the record because this is ultimately going to be something which the members will have to take into consideration when they give a decision or make a recommendation. Here, Sir, I will take back the members to what I stated before about the claim of Mirza Ghulam Ahmad.*

جناب محمود اعظم فاروقی: اگر اتنی دیر تک بیٹھنا ہے تو میں برف ہو جاؤں گا۔ مجھے ٹمپریچر بھی ہے۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کی رضائی کا بندوبست کرنا ہے۔

میاں محمد عطاء اللہ: فاروقی صاحب ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ (مداخلت)

Mr. Yahya Bakhtiar: *Sir, as I said before that this is a very important aspect and it requires special considerations. After all, if a decision is adverse, it will affect that community. I understand* 3040 *that he claimed to be Massih-e-Maoud and then he said that Prophets are of two kinds, and I read from Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad's book "Ahmadiyat or the True Islam", page:28. He says I quote: "In short Prophets are of two kinds, those who are law- bearers like Moses (on whom be peace) and those who only restore and re-establish the Law after mankind forsaken it; as, for instance, Elijah, Issaiah, Ezekiel. Deniel and Jesus (on all whom be peace). The Promised Messiah (on whom be peace) also claimed to be a Prophet like the latter, and asserted that as Jesus was the last Khalifa*

(Successor) of the Mosaic dispensation, he was the last Khalifa of the Islamic dispensation. The Ahmadiyya Movement, therefore, occupies, with respect to the other sects of Islam, the same position which Christianity occupied with respect to the other sects of Judaism."

Here, Sir, you will find a parallel. He says that Jesus Christ was a Prophet without his own law. He belonged to the Jweish sects which followed the Law of Moses. Then he says that Mirza Ghulam Ahmad holds the same position with regard to the Prophet of Islam which Jesus Christ holds with regard to Moses. Now, Sir, in every religious society and a religious system, the followers of the disciples of a Prophet revolve round the personality or their Prophet. That is how the system works. In Judaism, we have Moses; in Christianity, we have Christ; and in Islam, we have the Holy Prophet of Islam Muhammad (peace be upon him) how, when Jesus Christ appeared in Jewish society, although he claimed and said, "Think not that I have come to destroy the law or the Prophets; I have not come to destroy but to fulfill." See the significance: "I have not come to destroy the law or the Prophets. I have come to fulfil." Mirza Ghulam Ahmad says: "I have not come to change even a dot of the Holy Quran. I want to re-establish it", the same parallel; and when Hazrat Issa started re-interpreting the Moses laws, he changed their shape, "an eye for an eye and a tooth for a tooth, changed into *"offering the other cheek", but the followers of Jesus Christ asserted that the basis for all this could be found in to Torah itself, in the teaching of Moses itself, exactly the same thing Mirza Ghulam Ahmad started, re-interpreted parts of the Holy Quran which got altogether new* 3041 *meanings like the expression* خاتم النبیین *or about the life or death of Hazrat Issa. So, Sir, this was the parallel which you will kindly see as to what happened in the case of Jewish society when Jesus Christ appeared. He changed the law. Some people within the same society, started revolving around him. Now if in any religious society, in a religious system, there is a pivot already and another pivot is added, another personality is added, and some people start revolving aroung him also, conflicts and frictions take place. Either the whole thing must get upset, get destroyed, or that one group must part company and start a religion of their own, as happened in the case of Christianity Vis-a-Vis Judaism.*

My own impression is that Mirza Ghulam Ahmad wanted to follow the line of Jesus Christ. After he got enough strength and support, he would announce and declare, "I have a seperate 'Umat' of my own." This line, I think, be followed and this is what he was aiming at. Now, for that, the Committee's members are well aware because we brought a lot of evidence on record and I have just, cited from that book, that Mirza Ghulam Ahmad left a code of conduct for his followers. Then, Sir, he issued the *injunctions to his followers with regard to marriage, I have quoted from the book 'Ahmad' before, and I quote again the injunctions to Ahmadis regarding marriage, page:54:*

"The same year with a view to strengthen the bonds of community and preserve a distinctive feature he promulgated rules regarding marriage and social relations and forbade Ahmadis to give their daughters in marriage to non-Ahmadis."

Now, if you belong to the same 'Ummat' and are brothers, can you issue such an injunction and yet say I am an 'Ummati' and belong to the same faith? Then, Sir, he issued injunctions about prayers including Janaza prayers. I have a lot of citations but I will not take your time. The Committee heard this. There was a stand taken very firmly by Mirza Nasir Ahmad. He said, "We do not say prayers for the simple reason that all the sects of Muslims had given Fatwas against us. They called us Kafirs. The Fatwas boomeranged and made them Kafirs, and because of this position in Shariat. We cannot join them in the prayers." He insisted on that position and several days were actually wasted because I wanted him to be frank. If you have a certain faith, be frank about it, why evade 3042 *questions. But he evaded, I am sorry, to say, he evaded again and again and insisted on this point that because of these Fatwas they do not pray with us.*

About the Qaid-i-Azam's Janaza he said because

Maulana Shabbir Ahmad Usmani had given a Fatwa, therefore, Sir Zafrullah could not join that Janaza. Well, I asked him, why did not you offer 'Ghaibana Janaza' prayers anywhere behind your own 'Imam'? He said he had no idea whether anybody offered that or not. He evaded the question. I am sorry, this thing went on for quite a few days and the Committee is well aware what ultimately came out. They thought they would carry the day on that firm ground of Fatwa; nobody could dispute those and they cited so many Fatwas. But ultimately the real fact came out when I asked him that Mirza Ghulam Ahmad had a son, I believe, Fazal Ahmad, who had not become an Ahmadi. I asked him about him. He said: "Yes." I asked, "Did he die in his life time?" He said: "Yes." I said: "Did Mirza Sahib offer his Janaza prayers?" He said: "No." I said: "Did he offer or give any Fatwa against Mirza Sahib?" He said: "No." And then I said: "Was he annoyed with him?" Because Mirza Sahib said: بڑا فرمانبردار بیٹا تھا۔ اس نے کبھی شرارت نہیں کی and that "Once I was ill and when I opened my eyes", Mirza Ghulam Ahmad said: "This boy was standing and weeping", and still in spite of that he refused to say Janaza prayer for the simple reason that Mirza Sahib did not consider him to be a Muslim. Mirza Sahib considered him to be a Kafir. So all the stories about Fatwas were meaningless.

Same is the position with regard to marriage, Sir. He said that they did not do it "because the Muslim- by Muslim

I mean non- Ahmadi- do not look after the Qadianis girls well. They would not be able to perform their duties and obligations according to the injunctions of Islam." What an arrogant statement to make and how to insult the people on their face! The best and the finest human beings who know how to treat their wives are only amongst Ahmadis! But on the other hand he says, "Yes, a Muslim girl can marry an Ahmadi; but an Ahmadi girl cannot marry a Muslim. An Ahmadi girl will be unhappy with a Muslim and the Muslim girl will be happy with an Ahmadi." So, Sir, on this ground also his claim about happiness and unhappiness, I am sorry to say, is not correct because their own book, again I come to this second little book, I do not know how many times I have read it. This is [3043] *"Kalam-tul Fasal". Here is the explanation, Sir. This is by Mirza Bashir Ahmad, page:169. He says:*

”غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔“

That is the reason, Sir, that they considered us in the same position as the Christians consider Jews. They consider us in the same position as the Holy Prophet considered the Jews and the Christians with regard to the

Muslims. Ahmadis consider Muslims just like the Prophet of Islam considered Jews and the Christians as separate ummats and separate people. But their girls are allowed to Marry muslim males. Muslim girls are not allowed to marry them. The same policy has beed adopted.

Further, I asked him this, again and again, to explain about the separatist tendencies. The reason was that I wanted him to have the full opportunity to explain that there was no such tendency among the Ahmadis or Qadianis. But what we find is that there is a similar parallel as between the Christianity and Islam. There is a parallel between Ahmadiat and Islam. It goes on. On the same line Mirza Sahib is trying to find a separate Ummat of his own. There is another instance from the census report of 1901 when he directed his followers to register themselves as a separate sect, or course calling themselves as Ahmadi Muslim. Then, Sir, Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad said, and it was cited before him (Mirza Nasir Ahmad), that "Our Allah, our Prophet, our Quran, our Nimaz, our Haj, our Roza, our Zakat, everything is different from the rest of the Muslims." I do not know what does that mean. He said this means "The way we interpreted them." He gave many explanations about their separatist tendencies and the Committee [3044] should take into consideration the fact that from time to time they have been supporting the Muslims and the Muslims cause in political field. He gave a long *history. He related the services of Sir Zafrullah. He related the services of his own father, Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad, in the Kashmir committee. Of course, Dr. Iqbal ressigned from the Committee for the simple reason that the Qadianis were exploiting it for their own ends. But that apart, his point of view was that they always served the cause of Muslims and they joined hands with them. There is no doubt that in the newspaper of the 13th Novermber, 1946, Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad says in his 'Khutba', which is reported there, that if the British Government took any action against the Muslim League, that would be considered an attack against the Muslim nation and they (Qadianis) will support the Muslim nation. There he definitely sides with the Muslims. But in the same issue we find that while he says this, he sent a messenger to the Viceroy and he tells him that just like the Christians and parsis got their representation and their interests were protected, "Protect our interests also", and the Btritish Viceory or some High-up tells him or his representative, "You are Muslim sect and these are minorities, religious minorities." He replied that the Ahmadi's interests should also be respected in the same manner and protected in the same way: "If they can produce one Parsi, I can produce two Ahmadis for each parsi." That is the line he has taken himself. On this point, Sir, I will again quote from Dr. Iqbal. He says:*

"Considering the separatist policy of the Qadianis, which they have consistently pursued in religious and social matters ever since the birth of the idea of building a new community on the foundation of a rival prophethood and the intensity of the Muslim feeling against this move, it was rather the duty of the Government to take administrative cognizance of such a fundamental difference between the Qadianis and the Muslims without waiting for a formal representation on behalf of the Muslim community of India. I was encouraged in this feeling by the Government's attitude in the matter of the sikh community which till 1919 was not administratively regarded as a separate political unit, but which was later treated as such without any formal refresentation on the part of the Sikhs, in spite of the Lahore High Court's finding that the Sikhs were Hindus."

3045 *So, Sir, Allama Iqbal was of the view that Qadianis themselves have been insisting and wanting to be treaded as a separate religious community and here is also an answer to the objesction that the House has no authority or power or jurisdiction to declare them as such because the High Court in Lahore and the Privy Council had given the decision that Sikhs were part of Hindu community and the Parliament declared them to be a separate community. Parliament can do that. That is also the thing to be noted by the Committee.*

Again, Sir, about the Qadianis, Allama Iqbal says *and I quote: "According to our belief, Islam as a religion was revealed by God, but the existance of Islam as a society or nation depends entirely on the personality of the Holy Prophet. In my opinion, only two courses are open to the Qadianis, either frankly to follow the Bahais or to eschew their interpretations of the Idea of finality in Islam and to accept the Idea with all its implications. Their diplomatic interpretations are dictated merely by a desire to remain within the fold of Islam for obvious political advantages."*

Again, Sir, Allama says: "Secondly, we must not froget the Qadiani's own policy and their attitude towards the world of Islam. The founder of the movement described the parent community as "Rotten Milk" and his own followers as "Fresh Milk", warning the latter against mixing with the former. Further, their denial of fundamentals, their giving themselves a new name (Ahmadis) as a community, their non-participation in the congregational prayers of Islam, their social boycott of Muslims in the matter of Matrimony, etc, and above all their declaration that the entire world of Islam is Kafir- all these things consitute an unmistakable declaration of separation by the Qadianis themselves. Indeed the facts mentioned above clearly show that they are far more distant from Islam than Sikhs from Hinduism, for the Sikhs at least intermarry with the Hindus, even though they do not worship in the Hindu temples."

So, Sir, these are the views of Allama Iqbal.

3046 *What I was submitting and what we have seen here is that they do not consider us Muslims. I pointed out respectfully to Mirza Sahib that a resolution was passed in England by the Ahmadis after Rabwah incident, where they described themselves as "We, The Ahmadi Musalmans" and "Condemned" the "Non-Ahmadi Musalmans of Pakistan". They referred to them as Pakistanis. So, this is the position in which they have landed themselves.*

Then, Sir, we find that they have a parallel system of personalities to be respected in Islam: صحابہ، اہل بیت *Kept in highest regard. They started a parallel class:* امیرالمؤمنین، ام المؤمنین *and these differences created friction in the society a parallel system created by them. Then, Sir, when we are happy, they are not happy; when we are unhappy, they are happy. This is what the evidence has shown. Muslims were unhappy when the British conquered Iraq during the first War, and they had a* چراغاں *in Qadian. We cerated a separate State, with the help of God, because we thought and felt like one man that we shall remain together because we think and feel in the same manner; there is a subjective psychological feeling of belonging to one another, whether we are Baluchis or Pathans or Sindihis or Punjabis, and for this reason we feel and think very differently from them. That is also a factor which the Committee will take into consideration although, as I submitted, they have said* *things which could also be kept in mind that they will support the Muslims.*

Now, Sir, I come to the last part. I have taken too much time and I am trying to rush through this constitutional position about Ahmadis. Whatever may be the decision, whatever stand the members of the Committee may take, please remember that they are Pakistanis and they are entitled to equal rights of citizenship, and there is no question of 'Zimmis' or of second class citizen in Pakistan. It is not possible. I will tell you why it is not possible. Please remember that Pakistan was not created through conquest, it was created through compromise and an agreement. It was signed on behalf of the Muslim nation and the agreement was based on Two-Nation Theory. We were a Muslim nation in India or in the Indian sub- continent and other nation was the Hindu nation and the rest were small sub-national group. Now, the creation of Pakistan divided the Pakistani nation and part of it was left in india and we
3047 *could not let them down because they made sacrifices for the creation of this promised land. So, the agreement was that they will have equal rights- political and civil rights- with other Hindus in India and we will give the Hindus and other minorities equal rights political and civil in Pakistan. This is what you will find the interpretation given in the book "Emergence of Pakistan" by Ch. Muhammad Ali. The Pakistani Constitutent Assembly met for the first time on the*

11th August, 1947, and the Quaid-i-Azam addressed it. Those were very very difficult days a lot of Muslims had lost their lives, sacrifices were made, people were butchered by Hindus in spite of this agreement and naturally there was reaction and retaliation in parts of Pakistan, and the Quaid-i-Azam made a passionate plea to the Muslims in Pakistan for toleration. He was reminding them of our commitment. He was reminding them of the duty of the government to look after the interests of the minorities. There he said, "You are free to go to your temples, you are free to go to your mosques", and then he said, in the course of time: "Hindus shall cease to be Hindus and Muslims shall cease to be Muslims, not in the religious sense, but in the political sense, i.e, political equality." Although this speech was misinterpreted and certain people said that he gave up the Two- Nation Theory, but this was not so. This was the commitment and the agreement that he was talking about. He talked of the Two- Nation theory after that and Chaudhri Mohammad Ali has explained this in detail in his book. But the idea was to remember that we are committed, as a nation, to treat all the minorities with equality and to see that they have all the rights under the Constitution, which include the right not only to enter services without discrimination, not only of equality before law and to have the equal protection of law, but also to preach, practise and propagate their religion, to manage and maintain their religious institutions. This thing the Committee will kindly keep in mind. They have a right, whether you declare them a separate community or not, this is their right and this is guranted in the Constitution, and the honourable members of this House have taken oath to preserve and protect the Constitution and uphold its dignity.

Sir, there will be many complications if such a decision is taken, and I say this from the Qadiani's or Ahmadi's point of view. What does he say? The letters you have received, the letters I received, those should also be kept in mind. He says that look, you 3048 will call me a non-Muslim, but in the outside world, I will be considered as a Muslims:

"زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں

He says: "Look at the anamoly. I will be saying prayers, I will go on fast, I will be following all the rituals of Islam, and still you will call me "Kafir", and the Kafirs will think that I am a Muslim", and this will create complications and anamolies. But this is something which they say, and it is my duty to point out to the Committee their point of view.

Finally, Sir, I want to express my gratitude to you to begin with, and then to all the members who helped me in understanding this subject, particularly, I should not really single out anyone, but I am very much indebted to Maulana

Zafar Ahmad Ansari who helped me very much, and then Mr. Aziz Bhatti, M.N.A. Both of them were very helpful; but I am very grateful to every member. They really helped me to understand and to make my submissions; whatever I have said, I hope they will be of some help.

Thank you very much.

Mr. Chairman: *Thank you very much, Mr. Attorney- General. On my personal behalf and on behalf of the members of the House Committee, let it be placed on record the labour you have put in for these months, the pains you have taken, and really whatever you have done, you have done not only for the House but for the country for which we are grateful to you. Thank you very much.*

Now, I will request the honourable members if anyone of them would like to speak.

(جناب یحییٰ بختیار کی تقریر کا اردو ترجمہ)

(جناب یحییٰ بختیار (اٹارنی جنرل آف پاکستان): جناب والا! مرزا غلام احمد کی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے کل میں نے ایوان میں گزارش کیا تھا کہ اس کی مذہبی زندگی تین ادوار پر مشتمل تھی۔ اس کا پہلا دور عام مسلمانوں کی طرح ایک مبلغ جیسا تھا۔ ختم نبوت کے متعلق اس کا عقیدہ بھی عام مسلمانوں جیسا تھا۔ اس کے بعد دوسرا دور شروع ہوا۔ جب مرزا غلام احمد نے اپنے نظریات تبدیل کر لئے۔ اپنی تنظیم کی بنیاد رکھی اور بیعت لینا شروع کیا۔

دوسرے دور کا آغاز ۱۸۸۹ء سے ہوا۔ اس دور میں مرزا غلام احمد نے ''ختم نبوت'' کو نیا تصور دیا اور نئے معنی پہنائے۔ جس کے مطابق اللہ نے جو پیغام حضرت محمد ﷺ کو دیا تھا اس کی وضاحت کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً نئے نبی آتے رہیں گے)

(مسٹر چیئرمین نے کرسی صدارت چھوڑ دی اور محترمہ ڈپٹی سپیکر نے کرسی صدارت سنبھالی)

(مرزا غلام احمد خاتم النّبیین تھے؟)

(جناب یحییٰ بختیار: محترمہ! میں نے گزارش کیا تھا کہ احمدیوں اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ نے انبیاء کا سلسلہ منقطع نہ ہونے کے بظاہر معقول دلائل دیئے تھے۔ لیکن جب ہم نے سوال کیا کہ کیا مرزا غلام احمد سے پہلے یا مرزا غلام احمد سے بعد کوئی نبی ہوا یا ہوگا تو انہوں نے جواب نفی میں دیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کو خاتم النّبیین مانتے ہیں۔

اب میں مزید آگے چلتا ہوں اور کمیٹی کی خدمت میں احمدیوں کے وہ ثبوت پیش کروں گا جس کے مطابق وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ (مسیح موعود) تاریخ کے اس دور میں ظاہر ہوگا۔ جب رسل ورسائل کے ذرائع تبدیل ہو جائیں گے۔ زلزلے آئیں گے۔ جنگیں ہوں گی وغیرہ وغیرہ۔ گدھے اور اونٹ کی جگہ زیادہ مفید اور کارآمد ذرائع پیدا ہو جائیں گے۔ یہ تمام نشانیاں جن کا قدیم کتابوں میں ذکر ہے۔ مرزا غلام احمد کے زمانے پر صادق آتی ہیں اور مزید کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد ہی مسیح موعود تھا۔ اس سلسلہ میں میں ”احمدیت اور سچا اسلام“ کے ص۲۰ کا اقتباس پیش کرتا ہوں: ”اسی طرح یہ پیش گوئی کی گئی تھی کہ مسیح موعود دو عارضوں میں مبتلا ہوگا۔ جن میں سے ایک جسم کے اوپر والے حصہ میں اور دوسرا نیچے والے حصہ میں ہوگا۔ اس کے سر کے بال کھڑے ہوں گے۔ رنگ گندمی ہوگا اور زبان میں قدرے لکنت ہوگی۔ اس کا تعلق زمیندار گھرانے سے ہوگا اور بات کرتے ہوئے وہ کبھی کبھی اپنا ہاتھ ران پر مارا کرے گا۔ اس کا ظہور ”قادر“ نامی گاؤں میں ہوگا اور اس کی ذات مسیح موعود اور مہدی دونوں پر مشتمل ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ احمد مسیح موعود کو ایک تو چکروں کا عارضہ تھا اور دوسرا ذیابیطس کا۔ اس کے بال کھڑے تھے۔ گندمی رنگ تھا اور گفتگو میں لکنت تھی۔ بات چیت کرتے ہوئے اپنا ہاتھ ران پر مارنے کی عادت تھی۔ زمیندار خاندان سے تعلق تھا۔ قادیان یا کدعہ جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے، کا رہنے والا تھا۔ قصہ مختصر جب ہم ان سب پیش گوئیوں کو اجتماعی شکل میں دیکھتے ہیں، تو پتہ چلتا ہے کہ ان تمام کا تعلق اسی زمانے سے ہے اور مرزا غلام احمد کی ذات سے، یہی زمانہ مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہے۔ جس کا ذکر گذشتہ انبیاء نے کیا تھا اور مرزا غلام احمد ہی وہ مسیح موعود ہے جس کا صدیوں سے انتظار تھا۔“

مرزا غلام احمد کے مسیح موعود ہونے کا یہی ثبوت اور دلیل ہے۔ میں اس پر تبصرہ نہیں

کروں گا۔ کمیٹی فیصلہ کر سکتی ہے۔ آیا یہ ثبوت اور دلیل صرف مرزا غلام احمد پر ہی صادق آتی ہیں، یا اس زمانے کے سینکڑوں ہزاروں لوگوں پر۔

اب میں اس کے تیسرے مذہبی دور پر آتا ہوں۔ یہاں وہ مکمل نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کسی ذیلی نبی یا عارضی نبی کا نہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو امتی نبی کہتے ہوئے پورے طور پر نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری کا دعویٰ کیا پھر تمام انبیاء پر برتری کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد حضرت محمد ﷺ کے ساتھ برابری کا دعویٰ کیا اور آخرکار نبی آخرزمان ﷺ پر بھی (معاذ اللہ) برتری کا دعویٰ کیا۔ مجمل طور پر یہ اس کی مذہبی زندگی کا، خاکہ ہے۔ اب میں مختصر طور پر آپ کی توجہ ان حوالہ جات کی طرف دلاؤں گا جن سے میری گزارشات کی تائید ہوتی ہے: کل میں نے حوالہ دیا تھا جس میں وہ (مرزا غلام احمد) کہتا ہے: ”بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ تم نعمتیں کیوں کر پا سکتے ہو۔“

(تجلیات الٰہیہ ص۲۵، خزائن ج۲۰ ص۴۲۷)

پھر کہتا ہے: اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کے دعویٰ کی بنیاد ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد صرف وہی (مرزا غلام احمد) نبی ہے: ”جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“

یہ ماضی اور مستقبل پر یکساں لاگو ہے۔ یہ اقتباس ”روحانی خزائن“ میں شائع شدہ ”حقیقت الوحی“ جلد۲۲، ص۴۰۶، ۴۰۷ سے ہے۔ اس زمانے میں وہ مزید کہتا ہے: ”میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی بہ اعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔“ (نزول المسیح ص۳، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱)

اور پھر کہتا ہے: ”اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔“ (حقیقت الوحی ص۹۷ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰)

یہی وہی زمانہ ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی وہ کہتا ہے: ”سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

پھر دلچسپ دور آتا ہے۔ جس میں وہ (مرزا غلام احمد) اپنے اندر تمام انبیاء کی صفات کا

دعویٰ کرتا ہے۔ جس کے لئے میں ”روحانی خزائن، براہین احمدیہ پنجم“ جلد۲۱، ص۱۱۷، ۱۱۸ کا حوالہ پیش کرتا ہوں: ”اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں تو وہ میں ہوں۔ اس طرح اس زمانے میں بدون کے نمونے بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہوں یہود ہوں۔ جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ ابوجہل ہوں، سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔“

چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اللہ اپنے تمام نبیوں کی عمدہ اور بہترین صفات کو ایک شخص میں یکجا کرنا چاہتا تھا اور وہ واحد شخص میں ہوں۔ یہ وہی دور ہے جب وہ کہتا ہے: ”میں خدا کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیسے رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔“

جناب والا! یہ اقتباس بھی ”روحانی خزائن، حقیقت الوحی“ جلد۲۲، ص۲۲۰ سے ہے۔ وہ کہتا ہے: ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا تعالیٰ جل شانہ کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔“

(مرزا کی وحی قرآن کے برابر)

جناب والا! یہ ایک بہت ہی بڑا دعویٰ ہے جو کہ اس (مرزا غلام احمد) نے اس دور میں کیا۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو وحی اس کو آتی ہے وہ مرتبے اور تقدس میں پیغمبر اسلام ﷺ کی وحی کے برابر ہے۔ جیسی وحی اس پر آئی وہ پیغمبر اسلام کی وحی کے برابر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو کچھ مرزا غلام احمد نے کہا وہ (نعوذ باللہ) قرآن کریم کے برابر ہے۔ یہ اس کا دعویٰ ہے۔ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتا ہے اور اس زمانے میں اس نے مشہور زمانہ فارسی کے مشہور شعر کہے۔ جن میں کہتا ہے کہ:

”انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بہ عرفان نہ کم ترم زکسے“
(اگرچہ بے شمار نبی آئے ہیں۔ مگر میں کسی سے کم تر نہیں ہوں)

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

(اس (خدا) نے ہر نبی کو جام دیا ہے۔ مگر وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا ہے)

یہاں وہ (مرزا غلام احمد) کہتا ہے کہ وہ تمام نبیوں سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ لیکن اس زمانے تک اس نے حضرت محمد ﷺ پر برتری کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور صرف یہ دعویٰ تھا کہ اس کی (مرزا غلام احمد کی) وحی اور جو وحی محمد ﷺ پر آتی تھی دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ دونوں ہی مقدس ہیں۔

میں نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے مرزا ناصر احمد کو (وحی کی برابری کے دعویٰ کی) نشاندہی کی اور اس نے انکار نہیں کیا۔ کمیٹی کو یاد ہوگا جب مرزا ناصر احمد نے جواب دیا تھا کہ چونکہ دونوں وحیوں کا ماخذ ایک ہے۔ اس لئے دونوں کا مرتبہ برابر ہے۔ ماخذ اللہ ہے۔ وہ دونوں کو برابر مانتے ہیں۔ جناب والا! اس تمام عرصے میں جس کا ذکر میں کر چکا ہوں مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ ’’میں ایک امتی نبی ہوں۔ غیر شرعی نبی۔‘‘ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ سمجھتا تھا کہ اس نے حضرت محمد ﷺ کی برابری حاصل کر لی ہے۔ ماسوائے اس بات کہ وہ امتی ہے۔ اس طرح اس نے ایک ذیلی حیثیت حاصل کر لی۔ کیونکہ اس کے پاس نئی شریعت نہیں تھی۔ اس نے کہا کہ اس کی اپنی کوئی شریعت نہیں۔ لیکن اپنا مرتبہ مزید بلند بھی کرتا ہے اور کہتا ہے۔ میں ایک بار پھر ’’روحانی خزائن‘‘ جلد ۱۷، ص ۴۳۵، ۴۳۶ کا حوالہ دیتا ہوں: ’’ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔‘‘

یہاں وہ یہ کہتا ہے کہ اس کی وحی میں بھی احکام موجود ہیں۔ ’’یہ کرو یہ نا کرو۔‘‘ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قانون میں تھا۔ جناب والا! یہ تین دور ہیں۔ جن کا میں نے مختصر ذکر کیا ہے۔ چونکہ میں نے ابھی اور بہت سی باتوں کا ذکر کرنا ہے۔ اس لئے مزید تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ تاہم اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اب یہ کمیٹی فیصلہ کرے کہ کیا مرزا غلام احمد نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور کسی قسم کے نبی ہونے کا۔

جناب والا! جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس دعوے کے کیا اثرات مرتب ہوئے۔ یہ بے چینی اور اضطراب کیوں پیدا ہوا۔ اس دعوے کے خلاف اتنا شدید ردعمل کیوں ہوا۔ یہ سب حالات ہمیں ’’خاتم النبیین‘‘ کے تصور کی طرف لے جاتے ہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ تمام عالم اسلام میں پر شدید ردعمل کیوں؟ مسلمان احسان فراموش نہیں

ہوتے۔ وہ اپنے لیڈروں اور علماء کی عزت کرتے ہیں۔ آخر وہ ایک شخص کے خلاف کیوں ہوگئے۔ جسے وہ اپنا ہیرو مانتے تھے۔ مرزا غلام احمد کا اپنا بیٹا کہتا ہے کہ: ”کہ اس کی بھیڑیں بھیڑیے بن گئے۔“

ایسا کیوں ہوا؟ اس کا جواب دینے کے لئے اپنے محدود علم کے مطابق ایوان کی اجازت سے میں ”ختم نبوت“ کے تصور کا مطلب پیش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ اگر میں کہیں غلطی کروں تو ایوان کے اندر موجود میرے فاضل دوست اور علماء میری تصحیح فرمائیں گے۔

جناب والا! ”خاتم النّبیین“ کا لفظی معنی ”مہر نبوت“ ہے۔ گذشتہ چودہ سو سال میں عام طور پر مسلمانوں کے نزدیک مہر نبوت کا مطلب آخری نبی ﷺ ہیں۔ جن پر اللہ کا پیغام (وحی) نازل ہوا۔ بدرجہ اتم مکمل ہوا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ وہی آخری نبی ہیں اور جیسے جیسے انسانیت نے ارتقاء کی منزلیں طے کیں یا ذہنی اور جسمانی طور پر طے کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ سے اپنا آخری پیغام انسانیت کے لئے اتارا جو تا قیامت نافذ العمل ہے۔ کیونکہ ہر دور میں بنیادی انسانی ضروریات، مسائل، دشواریاں اور تکالیف ایک جیسی ہوتی ہیں۔ البتہ حالات کے تحت ان کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ اللہ کریم نے اپنا آخری پیغام اپنے آخری نبی ﷺ کے توسط سے نازل فرمایا اور حکم فرمایا کہ قیامت تک اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کوئی اس میں کسی قسم کا ردوبدل کر سکتا ہے۔ یہی ”خاتم النّبیین“ یا ”ختم نبوت“ کا تصور ہے۔ عام الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ”وحی“ کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! اب دیکھنا یہ ہے کہ اس تصور کی حکمت کیا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ جب مسلمان ”خاتم النّبیین“ کہتے ہیں تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ لیکن اس کی سب سے زیادہ محکم اور مستند تعبیر خود نبی کریم ﷺ نے فرمادی ہے۔ انہوں نے فرمایا ”لا نبی بعدی“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) اس کا ماننا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس حدیث کی سند کو مسلمانوں کے کسی فرقہ نے کبھی بھی متنازعہ نہیں سمجھا۔ جناب والا! جب آپ اس حدیث میں پوشیدہ حکمت پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی آخری علالت کے دوران اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ جب تک وہ ان کے درمیان موجود ہیں وہ ان کی باتیں سنیں اور ان پر عمل کریں جب وہ اس دنیا سے پردہ پوشی فرمالیں تو پھر وہ نبی کریم ﷺ کے الفاظ کے مطابق ”قرآن کو مضبوطی سے پکڑیں اور جس چیز سے قرآن نے منع کیا ہے اس سے باز رہیں اور جس چیز کی قرآن نے اجازت دی ہے اس کو جائز سمجھیں۔

جناب والا! ہم نے اس عالی شان سبق کی حکمت اور رعنائی کی قدر نہیں کی۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ انسانیت کی تکمیل ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام مکمل ہو چکا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ اس وقت دنیا کے کیا حالات تھے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے کے معاشرہ کا خیال کریں جب راجے، مہاراجے، بادشاہوں اور قبائلی سرداروں کا زمانہ تھا۔ ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون کا درجہ رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ معاشرہ کسی اور قانون سے واقف ہی نہ تھا۔ دنیا میں پہلی بار نبی کریم ﷺ کی مندرجہ بالا سادہ سی حدیث مقدس میں قانون کی بالادستی کا تصور پیش کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ ان کے بعد تم پر کسی کی اطاعت واجب نہیں۔ صرف اللہ اور اس کے پیغام (قرآن کریم) اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ قرآن پر سختی سے عمل پیرا رہو۔ جو وہ حکم دے، کرو۔ جس سے منع کرے رک جاؤ۔ یہی اس حدیث مقدس کا حسن ہے کہ پہلی بار دنیا کو قانون کی بالادستی کا تصور دیا گیا۔ میری ناقص رائے میں پوری انسانیت کے لئے یہ اعلان آزادی تھا کہ آج کے بعد کوئی کسی بادشاہ، حاکم یا ڈکٹیٹر کا غلام نہیں۔ صرف قانون کی حکمرانی ہوگی اور وہ قانون (قرآن کریم) موجود ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں کیا معلوم ہوتا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جونہی نبی کریم ﷺ کا وصال شریف ہوتا ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ منتخب ہوئے ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلا خطبہ کیا دیا۔ وہ کیا فرماتے ہیں۔ ان کا پیغام ہے: ”جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو۔ اگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔“

یہ ہے قانون کی بالادستی اور اس کا صحیح تصور۔ میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ جب ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ مجھے الہام ہوتا ہے وحی آتی ہے۔ میں حکم دوں گا جس کا ماننا تم پر فرض ہوگا تو عالم اسلام میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ عالم اسلام میں بے چینی کی سب سے بڑی یہی وجہ تھی۔

ایک اور پہلو جس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ آزادی فکر کا پہلو ہے۔ تمام مسلمان قرآن میں تدبر کرنے اور معنی سمجھنے میں مکمل آزاد ہیں۔ کوئی کسی دوسرے پر اپنی تفسیر مسلط نہیں کر سکتا۔ علامہ اقبالؒ نے کہا ہے کہ ”نبی کریم ﷺ کے سوائے کسی دوسرے کی بات حرف آخر نہیں ہو سکتی۔“ چنانچہ یہ ایک طرح کا اعلان آزادی ہے کہ آپ کی سوچ پر کوئی قدغن نہیں۔ جناب والا! اس میں شک نہیں کہ یہ آزادی فکر اسلام کے بنیادی اصولوں کے دائرہ تک محدود ہے۔ مثال کے طور پر توحید اور اللہ کی واحدنیت کا اصول۔ کوئی کسی قسم کی آزادی فکر اس اصول کو چیلنج نہیں کر سکتی۔ دوسرا بنیادی اصول حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین یا ختم نبوت کا ہے۔ اس اصول کو

بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ دیگر امور میں ان بنیادی اصولوں کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے آپ اپنی تعبیر کر سکتے ہیں اور جو راستہ آپ صحیح سمجھتے ہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس آزادی فکر کی وجہ سے ہم بہت سے فرقوں میں بٹ چکے ہیں۔ گو یہ فرقہ بندی اسلام کا ایک طرہ امتیاز ہے اور جمہوریت نوازی کا مظہر ہے۔ اب میں بڑے ادب کے ساتھ آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ مختلف فرقوں اور ان کے آپس میں کفر کے فتوؤں کے متعلق علامہ اقبال کیا کہتے ہیں۔ یہ اقتباس اس مباحثہ سے ماخوذ ہے۔ جب پنڈت جواہر لعل نہرو نے احمدیوں کے بارے میں کچھ کہا تو علامہ اقبال بھی اس مباحثہ میں شامل ہو گئے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں: ''ختمیت کے نظریہ سے یہ مطلب نہ اخذ کیا جائے کہ زندگی کے نوشتہ تقدیر کا انجام استدلال کے ہاتھوں جذباتیت کا مکمل انخلاء ہے۔ ایسا وقوع پذیر ہونا نہ تو ممکن ہی ہے اور نہ پسندیدہ ہے۔ کسی بھی نظریہ کی ذہنی قدر و منزلت اس میں ہے کہ کہاں تک وہ نظریہ عارفانہ واردات کے لئے ایک خود مختارانہ اور ناقدانہ نوعیت کے تحقیقی نقطۂ نگاہ کو جنم دینے میں معاون ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اندر اس اعتقاد کی تخلیق بھی کرے کہ اگر کوئی مقتدر شخص ان واردات کی وجوہ پر اپنے اندر کوئی مافوق الفطرت بنیاد کا داعیہ پاتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس نوعیت کا داعیہ تاریخ انسانی کے لئے اب ختم ہو چکا ہے۔ اس طرح ہر یہ اعتقاد ایک نفسیاتی طاقت بن جاتا ہے جو مقتدر شخص کے اختیاری دعویٰ کو نشوونما پانے سے روکتا ہے۔ ساتھ ہی اس تصور کا فعل یہ ہے کہ انسان کے لئے اس کے واردات قلبیہ کے میدان میں اس کے لئے علم کے نئے مناظر کھول دے۔''

پھر مرزا غلام احمد کے حوالے سے علامہ اقبال فرماتے ہیں: ''افتتاحیہ جملے سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ولی اور اولیاء حضرات نفسانی طریق پر دنیا میں ہمیشہ ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔ اب اس زمرہ میں مرزا صاحب شامل ہیں یا نہیں۔ یہ علیحدہ سوال ہے۔ مگر بات اصل یہی ہے کہ بنی نوع انسان میں جب تک روحانیت کی صلاحیت قائم ہے ایسے حضرات مثالی زندگی پیش کر کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے تمام اقوام اور تمام ممالک میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ اگر کوئی شخص اس کے خلاف رائے رکھتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ اس نے بشری وقوعات سے روگردانی کی۔ فرق صرف یہ ہے کہ آدمی کو فی زمانہ یہ حق ہے کہ ان حضرات کے واردات قلبیہ کا ناقدانہ طور پر تجزیہ کرے۔ ختمیت انبیاء کا مطلب یہ ہے جہاں اور بھی کئی باتیں ہیں کہ دینی زندگی میں جس کا انکار عذاب اخروی کا ابتلاء ہے۔ اس زندگی میں ذاتی نوعیت کا تحکم واقتدار اب معدوم ہو چکا ہے۔ اس لئے جناب والا! آئندہ کوئی فرد یہ کہنے نہیں آئے گا کہ مجھے وحی الٰہی ہوتی ہے اور

یہ اللہ کا پیغام ہے۔ جس کو ماننا تم پر لازم ہے۔ لازم صرف وہی ہے جو قرآن پاک میں پہلے سے آچکا ہے۔'' آگے علامہ اقبال کہتے ہیں: ''محمد رسول اللہ ﷺ کا سیدھا سادھا ایمان دو اصولوں پر مبنی ہے کہ خدا ایک ہے اور دوئم کہ محمد ﷺ ان مقدسات حضرات کے سلسلہ کی آخری ہستی ہیں جو تمام ممالک میں وقتاً فوقتاً بنی نوع انسان کو معاشرتی زندگی کا صحیح طریقہ گزارنے کی راہ بتلانے آتے رہے ہیں۔ کسی عیسائی مصنف نے عقیدے کی یہ تعریف کی ہے کہ عقیدہ ایک مسئلہ ہے جو عقلیت سے ماوراء ہے اور جس کے مابعد الطبیعاتی مفہوم کو سمجھے بوجھے بغیر ماننا مذہبی یک جہتی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اگر یہ بات ہے تو اسلام کی ان دو سادہ سی تجاویز کو عقیدے کے نام نامی سے موسوم ہی نہیں کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ ان دونوں کی واقفیت کی دلیل واردات باطنیہ بشریہ پر مؤید ہے اور بوقت بحث معقولیت کی صلاحیت کافی حد تک رکھتی ہے۔''

جناب والا! جیسے میں نے کفر کے بارے میں گزارشات کیں اور مختلف فرقوں کے ایک دوسرے پر کفر کی الزام تراشی کا ذکر کیا تو اس سلسلے میں محترم علامہ اقبالؒ کہتے ہیں: ''کفر کے مسئلہ پر فیصلہ صادر کرنا کہ فلاں مخترع شخص دائرہ کے اندر ہے یا باہر اور وہ بھی ایسے مذہبی معاشرے کے اندر جو اتنے سادہ مسائل پر مبنی ہو جب ہی ممکن ہے جب کہ منکر ان دونوں سے یا ان میں سے ایک سے انکار کر دے۔''

محترم جناب علامہ اقبال کے نقطۂ نظر سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اگر وہ ان دو اہم اصولوں میں سے کسی ایک کو بھی مسترد کرتا ہے۔ یعنی توحید اور ختم نبوت اور کفر کی قسم کا یہ مظہر چونکہ اسلام کی حدود پر خصوصیت سے اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام کی تاریخ میں ایسا وقوعہ شاذ و نادر ہی ہوا ہے۔ یہ اس وجہ پر مسلمان کے جذبات قدرتی طور پر بھڑک اٹھتے ہیں۔ اگر اس نوعیت کی بغاوت رونما ہو جائے۔ یہی وجہ تھی کہ ایران کے اندر ''بہائیوں'' کے خلاف مسلمانوں کے احساسات شدید ہو گئے اور یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے جذبات اتنے زیادہ شدید ہوئے۔

ہاں! تو میں اس بات کی وضاحت کر رہا تھا کہ کس وجہ سے مرزا صاحب کے دعویٰ کے خلاف شدید ردعمل ہوا۔ اب میں اس نکتہ پر محترم علامہ اقبالؒ کے ایک اور قول کے اقتباس کا حوالہ دوں گا اور اس کے بعد اپنی معروضات کو جاری رکھوں گا۔ کفر کے سوال پر ایک دوسرے کو کافر......)

(ایک ممبر: مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے)

(جناب یحییٰ بختیار: بس میں صرف یہی پڑھ لوں گا۔ محترم علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں:

”یہ بات درست ہے کہ مسلمان فرقوں کے مابین معمولی اختلافی نکات کی وجہ سے ایک دوسرے پر کفر کی الزام تراشی خاصی کچھ عام سی رہی ہے۔ لفظ کفر کے اس قدر بے شعوری استعمال پر خواہ وہ کوئی چھوٹا موٹا دینیاتی اختلافی مسئلہ ہو یا کوئی حد درجہ کا کفریہ معاملہ جو اس شخص کو حدود اسلام سے خارج کر دے۔ بہرحال اس صورتحال پر ہمارے کچھ تعلیم یافتہ مسلمان جنہیں اسلامی فقہی اختلاف کی سرگزشت سے قطعاً کوئی واقفیت نہیں وہ اس مابین اختلاف میں امت مسلمہ کی سماجی اور سیاسی تاروپود کی ریخت کے آثار دیکھتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ خیال سراسر غلط ہے۔ مسلم فقہ کی تاریخ شاید ہے کہ چھوٹے اختلافی نکات کی بناء پر کفر کا الزام دینا کسی انتشاری نہیں بلکہ اتحادی قوت کا سبب بنی ہے۔ دینی ادراک کو واقعتاً مرکب بنا کر زور رفتاری فراہم کر رہی ہے۔“

پھر علامہ اقبال کسی یورپین پروفیسر ”حرگراونجی“ کا قول ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں کہ:

”محمدی قانون کی ترقی ہے جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہر دوسرے فقہا انتہائی معمولی سی تحریک پر پرجوش ہو کر ایک دوسرے کو اتنا برا بھلا کہتے ہیں کہ کفر کے فتوے تک لگاتے ہیں۔ مگر دوسری طرف یہی لوگ اپنے مقاصد کے زیادہ سے زیادہ اتحاد کئے لئے اپنے پیشروؤں کے باہمی تنازعات میں ہم آہنگی کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔“

اس سے آگے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں: ”فقہ کا طالبعلم جانتا ہے کہ آئمہ فقہ اس قسم کے کفر کو فنی اصطلاح میں کفر کمتر از کفر سے موسوم کرتے ہیں۔ کبھی اس طرح کا کفر مجرم کو دائرہ (اسلام) سے خارج نہیں کرتا۔“

جناب والا! اگر میں کمیٹی کو زیادہ زیر بار نہیں کر رہا تو اس مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے میں علامہ محمد اقبالؒ کا ایک اور حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ مرزا ناصر احمد نے کہا تھا کہ اگر آپ احمدیوں یا قادیانیوں کے خلاف کارروائی کرتے ہیں تو پھر اس کے بعد بیشتر حضرات، آغا خانیوں اور دیگر فرقے کے لوگوں کے خلاف بھی کارروائی کرنا پڑے گی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو نے بھی ایسا ہی سوال اٹھایا تھا۔ اس نے کہا تھا: ”اگر آپ قادیانیوں کی مذمت کرتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں تو پھر آپ کو ایسی ہی مذمت آغا خانیوں کی کرنا ہوگی۔“

محترم ڈاکٹر علامہ اقبال کا حوالہ دینے کے علاوہ اس سوال کا میرے پاس بہتر جواب نہیں ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں جو کچھ ڈاکٹر علامہ اقبال نے کہا وہ پڑھتا ہوں: ”ہز ہائی نس آغا خان کے متعلق ایک آدھ لفظ میں پنڈت جواہر لعل نہرو نے آغا خان پر جو حملہ کیا ہے اس کو سمجھنا میرے لئے مشکل ہے۔ شاید ان کا خیال ہے کہ قادیانی اور اسماعیلی دونوں ایک ہی زمرہ میں

آتے ہیں۔ شاید وہ نہیں جانتے کہ اسماعیلی دینی مسائل کی خواہ کچھ بھی تعبیر کریں اسلام کے بنیادی اصولوں پر انکا ایمان ہے۔ یہ درست ہے کہ وہ عقیدہ "حاضر امام" کے ماننے والے ہیں۔ لیکن ان کے امام پر وحی کا نزول نہیں ہوتا۔ وہ صرف اسلامی قانون کی شرح کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ صرف چند دنوں کی بات ہے۔ (حوالہ الہ آباد سے شائع ہونے والا "سٹار" مورخہ ۱۲/ مارچ ۱۹۳۹ء) کہ ہر ہائی نس آغا خان نے اپنے پیروکاروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا: "گواہ رہو کہ اللہ ایک ہے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ کعبہ تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ آپ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر رہیں۔ مسلمانوں کو السلام علیکم کہہ کر خوش آمدید کہیں۔ اپنے بچوں کے اسلامی نام رکھیں۔ مسلمانوں کے ساتھ مسجدوں میں باجماعت نماز ادا کریں۔ روزے باقاعدگی سے رکھیں۔ اپنی شادی نکاح اسلامی قانون کے مطابق کریں۔ تمام مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھیں۔"

پھر علامہ اقبال فرماتے ہیں: "اب یہ پنڈت نہرو فیصلہ کریں کہ آغا خان اسلامی یک جہتی کی نمائندگی کرتے ہیں یا نہیں۔"

جناب والا! اب اس قصہ بحث کو ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ (مغرب کی نماز) پڑھنا چاہتے ہیں)

(محترمہ قائمقام چیئرمین: جی ہاں! اب مغرب کی نماز کا وقت ہے)

(جناب یحییٰ بختیار: میں مغرب کی نماز کے بعد دوبارہ شروع کروں گا)

(محترمہ قائمقام چیئرمین: اجلاس سوا سات بجے شام ہوگا۔ ہاؤس کمیٹی کا اجلاس مغرب کی نماز کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے)

(کمیٹی کا اجلاس سوا سات بجے شام تک ملتوی ہوا)

(کمیٹی کا اجلاس مغرب کی نماز کے بعد شروع ہوا)

(جناب چیئرمین: صرف دو منٹ! اراکین کو آلینے دیں۔ اگر اٹارنی جنرل صاحب کی بحث اور دیگر کوئی ممبر جو خطاب کرنا چاہے آج ختم ہو جائے تو پھر آج رات کو ہم کارروائی مکمل کرلیں گے۔ ورنہ کل صبح اجلاس ہوگا۔ اگر آج رات کوئی کام باقی رہ گیا تب ہم بطور

خصوصی کمیٹی اڑھائی بجے دن اجلاس کریں گے اور ساڑھے چار بجے بعد دوپہر بطور نیشنل اسمبلی اجلاس کریں گے۔ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ کل فیصلہ کریں گے۔ بس صرف چوبیس گھنٹے انتظار کر لیں۔ کل ساڑھے چار بجے بعد دوپہر ہم بطور نیشنل اسمبلی اجلاس کریں گے۔

حالات کے مدنظر ایم۔ این۔ اے حضرات کے خاندان کے افراد ہی کو صرف پاس جاری کئے جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ ممبران کو ناگوار نہ ہوگا اور اسمبلی کے اندر داخلہ کے بارے میں قواعد پر سختی سے عمل ہوگا نہ صرف اسمبلی کے اندر بلکہ کیفے ٹیریا میں اور دوسری جگہوں پر بھی (ایسا ہی ہوگا) کل ساڑھے چار بجے بعد دوپہر گیٹ نمبر ۳ اور ۴ سے کسی شخص کو جب تک کہ اس کے ساتھ پاس نہ ہو داخلہ کی قطعاً اجازت نہیں ہوگی) (وقفہ)

(جناب چیئرمین: مجھے افسوس ہے کسی شخص کو بھی ممبران کے داخلے کے بارے میں قدغن لگانے کا اختیار نہیں۔ ممبران کو اجازت ہوگی یہ بات میرے نوٹس میں لائی گئی ہے۔ مجھے افسوس ہے (کہ میں نے پہلے کچھ اور کہا) ممبران کو اجازت ہوگی۔ احتیاطی تدابیر کے طور پر ہمیں کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اٹارنی جنرل صاحب ہمیں اب کاروائی شروع کرنا چاہئے)

(جناب یحییٰ بختیار: جناب والا!)

(جناب چیئرمین: مجھے افسوس ہے۔ مجھے وہاں جانا پڑا۔ میں تو آپ کے دلائل سننا چاہتا تھا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ مجھے اپنا چیمبر بھی بند کرنا پڑا)

(جناب یحییٰ بختیار: جناب والا! میں مسلمانوں کے ''ختم نبوت'' یا ''خاتم النّبیین'' کے تصور کے بارے میں معروضات پیش کر رہا تھا۔ مرزا غلام احمد نے پہلے امتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا پھر اس نے دعویٰ کیا کہ وہ ایسا نبی ہے جس کا اپنا قانون (شریعت) ہے۔ ایک وحی کا ذکر کرتے ہوئے اس نے کہا اس کے پاس خدائی احکامات ہیں۔ جن میں امر و نہی شامل ہیں۔ یہ بات صرف مرزا غلام احمد نے ہی نہیں کہی۔ بلکہ اس کا بیٹا بشیرالدین محمود احمد اپنی کتاب ''احمدیت یا سچا اسلام'' میں لکھتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنے ماننے والوں کے لئے ضابطہ حیات کا مکمل ذخیرہ چھوڑا ہے۔ کتاب کے ص ۵۶ سے اقتباس میں پڑھتا ہوں: ''میں ابھی ابھی بتاؤں گا کہ اس (مرزا غلام احمد) نے ہمارے لئے اخلاقیات اور ضابطہ حیات کا مکمل ذخیرہ چھوڑا ہے۔ تمام ذی عقل انسانوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ ان پر عمل کرنے سے ہی مسیح موعود کی آمد کے مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہے۔''

تو جناب والا! بات یہ تھی۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ صرف قرآن ہی مکمل ضابطۂ

حیات ہے۔ مگر ایک اور نبی آ جاتا ہے۔ جو کہ بغیر شریعت امتی نبی ہونے کا دعویدار ہے اور اپنے پیروکاروں کے لئے مکمل ضابطہ حیات چھوڑ جاتا ہے۔

(مرزا ناصر ناکام رہا)

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ پھر وہ (مرزا غلام احمد) مزید بلندی اور بہتر ہونے کا دعوئی کرتا ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ معزز اراکین شہادت سماعت فرما چکے ہیں۔ بس میں ریکارڈ سے صرف ایک یا دو باتوں کا ذکر کروں گا۔ اس (مرزا غلام احمد) نے کہا نبی کریم ﷺ کے دور میں اسلام کی مثال پہلی کے، چاند کی مانند تھی۔ مگر مسیح موعود کے دور میں اس کی مثال بدر کامل جیسی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کی جانب سے میں نے مرزا ناصر احمد کو اس بات کی وضاحت کرنے کا پورا پورا موقع دیا۔ لیکن میری ناقص رائے میں وہ بالکل ناکام رہا۔ شروع میں اس نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں اسلام صرف عرب تک محدود تھا۔ پھر اس نے پینترا بدلا اور کہا ہر دور نبی کریم ﷺ کا ہی دور ہے اور ابدالآباد تک رہے گا۔ اس کے بعد کہا کہ مرزا غلام احمد کے دور میں اسلام یورپ کے کئی ممالک تک پھیل گیا تھا۔ جب میں نے کہا کہ مسیح موعود کے زمانے میں تو اسلام کو تمام دنیا میں پھیلنا چاہئے تھا اور اس زمانے میں کوئی غیر مسلم نہیں ہونا چاہئے تھا۔ مسیح موعود کے زمانے کا تو یہ مطلب ہے۔ اس پر مرزا ناصر احمد نے کہا کہ نہیں، یہ زمانہ دو تین سو سال تک حاوی ہے۔ جہاں تک حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے کا تعلق ہے۔ وہ ان کی حیات طیبہ تک اور عرب تک محدود ہے۔ یہ واضح تضادات ہیں۔ لیکن اس قسم کے دعوے کئے گئے اور بھی حوالے ہیں۔ جن کو ممبران سماعت فرما چکے ہیں۔ مگر وہ قصیدہ یا نظم جو مرزا غلام احمد کی مدح یا تعریف میں پڑھی گئی۔ ضرور قابل ذکر ہے۔ اس قصیدہ یا نظم کا ایک شعر ہے:

”محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بھی بڑھ کر ہیں اپنی شان میں“

یہ قصیدہ مصنف کے مطابق مرزا غلام احمد کی موجودگی میں پڑھا گیا۔ مرزا ناصر احمد نے پہلے کہا کہ یہ (مرزا غلام احمد کی موجودگی میں) نہیں پڑھا گیا۔ اگر وہ (مرزا غلام احمد) یہ سن لیتا تو وہ اس قصیدے کو ناپسند کرتا اور اس کے مصنف کو جماعت سے خارج کر دیتا۔ پھر مرزا ناصر احمد کو میں نے بتایا کہ ۱۹۰۶ء کے ”بدر“ نامی قادیانی اخبار میں یہ نظم شائع ہوئی تھی اور یہ بات ناقابل یقین ہے کہ مرزا غلام احمد نے اسے نہ پڑھا ہو۔ یہ اس کا اپنا اخبار تھا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ مرزا غلام احمد

کے پیروکاروں نے اسے اس نظم کے بارے میں نہ بتایا ہو۔ اس پر مرزا ناصر احمد نے کہا کہ اکمل نے یہ نظم لکھی۔ اس کی نظموں کا مجموعہ کتاب کی شکل ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا۔ تو مندرجہ بالا شعر اس سے حذف کر دیا گیا تھا۔ کمیٹی اس بات پر غور کر سکتی ہے۔ لیکن ہمارا تعلق مرزا غلام احمد کے وقت سے ہے۔ ہمارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد نے اس وقت اس شعر کو ناپسند یا نامنظور کیا ہو۔ بلکہ اس کے برعکس ۱۹۴۴ء میں مصنف نے بذات خود کہا تھا کہ اس نے یہ نظم اور شعر مرزا غلام احمد کی موجودگی میں پڑھی تھی اور مرزا غلام احمد نے اسے پسند کیا تھا اور وہ (مرزا غلام احمد) اس نظم کو اپنے ساتھ گھر لے گیا تھا۔ تاہم مرزا ناصر احمد نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ اس کی تردید ۱۹۵۴ء اخبار الفضل میں کر دی گئی تھی۔ اس موضوع پر میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ گو مرزا ناصر احمد نے اس بات کو ایک دوسرے طریقے سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ اسی نظم میں ایک اور شعر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد برتری کا دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن میں کچھ اور گزارش نہیں کرنا چاہتا۔ جناب والا! یہ حالات تھے جن کے تحت مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر مرحلہ وار اپنے مرتبے خود ہی بلند کرتا چلا گیا۔ جناب والا! اب میں اختصار کے ساتھ مرزا غلام احمد یا قادیانیوں کے "ختم نبوت" اور "خاتم النّبیین" کے تصور کے بارے میں معروضات کروں گا۔ عام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مگر قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ "خاتم النّبیین" کا مطلب یہ ہے کہ سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں نبی نہیں آئے گا اور جو نبی ہوگا وہ امتی نبی ہوگا اور اس کی نبوت پر حضرت نبی کریم ﷺ کی مہر ہوگی۔ مہر نبوت سے قادیانی یہی مطلب کہتے ہیں۔ نیا نبی اپنی شریعت لے کر نہیں آئے گا۔ اس وقت تک ان کا عقیدہ تھا کہ نہ صرف ایک بلکہ کئی نبی آئیں گے اور اس طرح بات کو خلط ملط کرتے رہے۔ اس موضوع پر مرزا بشیر احمد اپنی کتاب "ریویو آف ریلیجن" ص ۱۱۰ پر لکھتا ہے۔ (یہ میں نے مرزا ناصر احمد کو بھی پڑھ کر سنایا تھا)[۱]:

> "اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں ضرور آ سکتے ہیں۔" (انوار خلافت ص ۶۵)

---

[۱] یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کا حوالہ نیچے ہے۔ "اگر میری گردن" سے شروع ہو رہا ہے۔ ریویو رلیجنز کا حوالہ درج نہیں۔ جب کہ ریویو مرزا محمود کا نہیں بلکہ بشیر ایم اے کا ہے۔

پھر ”انوار خلافت“ ص ۶۲ تا ۶۵ پر لکھتا ہے: ”یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔“ (حقیقت النبوۃ ص ۲۲۸)

پھر ”انوار خلافت“ میں لکھتا ہے: ”انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا، میں کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔“

یہ تحریر جب مرزا ناصر احمد کو بتائی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ امکانی صورت کے طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے۔ ان کا یہ مطلب نہیں کہ کئی نبی آئیں گے۔ ماسوائے مرزا غلام احمد کے ایک اور پہلو جو غالباً براہ راست متعلق نہیں ہے۔ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کا بیٹا دیدہ دلیری سے کہتا ہے: ”اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا کہ تم جھوٹے ہو، کذاب ہو۔ اس کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔“)

(اس موقعہ پر جناب محمد حنیف خان صاحب نے کرسی صدارت سنبھالی)

(ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم پر مرزا نے اپنی وحی کا اظہار روک دیا)

(جناب یحییٰ بختیار: جناب والا! یہ ایک بہت ہی بے باکی کی بات ہے۔ ایک ایسے شخص کے بیٹے کی طرف سے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن جب آپ اس کا موازنہ اس نبی کے اپنے ذاتی کردار کے ساتھ کریں تو انسان حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد کے خلاف گورداسپور کی ضلع کچہری میں ایک استغاثہ دائر ہوا تھا۔ مرزا غلام احمد نے مستغیث کے خلاف کوئی پیش گوئی کی تھی۔ جس پر مستغیث نے دعویٰ دائر کر کے عدالت سے درخواست کی کہ مرزا غلام احمد کو اس قسم کی پیش گوئیاں کرنے سے باز رکھا جائے۔ اس پر مرزا غلام احمد نے تحریری طور پر عدالت میں اقرار کیا کہ وہ آئندہ کسی کے خلاف اس کی موت یا تباہی کی پیش گوئی نہیں کیا کرے گا اور نہ ہی اس بارے میں موصول ہونے والی وحیوں کا اظہار کرے گا۔ اب آپ ہی اندازہ لگائیں۔ یہ ہے خدا کا نبی جو ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کے تحت خدا تعالیٰ سے موصول ہونے والی ”وحی“ کے ظاہر کرنے سے رک جاتا ہے اور اس کا بیٹا کیا کہتا ہے۔

جناب والا! یہی بات کہ کئی نبی آئیں گے۔ اس جدول میں بھی ملتی ہے جو جماعت احمدیہ ربوہ کی طرف سے داخل کیا گیا ہے۔ مولوی ابوالعطاء جالندھری کی کتاب کے ص ۸ (جس کا حوالہ مرزا ناصر احمد کو بھی دیا گیا تھا) پر لکھا ہے: ’’خاتمیت محمدیہ یا آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین ماننے والوں کے دو نظریے ہیں۔ پہلا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خاتمیت نے دیگر انبیاء کے فیوض کو بند کر کے فیضان محمدی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ آپ ﷺ کی امت کو آپ ﷺ کی پیروی کے طفیل وہ تمام انعامات ممکن الحصول ہیں جو پہلے منعم علیہم کو ملتے رہے ہیں۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد خاتمیت فیضان محمدی کے بند ہونے کے مترادف ہے۔ آپ ﷺ کی امت ان تمام اعلیٰ انعامات سے محروم ہو گئی جو بنی اسرائیل اور پہلی امتوں کو ملتے رہے ہیں۔‘‘

یہ تحریر میں نے مرزا ناصر احمد کو بتائی تو اس نے جواب دیا کہ اس کا تعلق نبیوں یا ان کی آمد سے نہیں ہے۔ گو کہ کتاب کا موضوع یہی ہے تاہم کچھ بھی ہو۔ ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ اور نبی آئیں گے اور اسی نظریہ یا عقیدہ کو عقلمندی سمجھتے ہیں۔ مگر دوسری طرف کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد ہی وہ نبی ہے جس نے آنا تھا۔

جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کا اسلام پر یا مسلمانوں کے حوالے سے کیا اثرات ہوئے۔ جب اس نے یہ دعویٰ کیا تو قدرتی طور پر مسلمانوں میں احساس اور خیال پیدا ہوا کہ جو شخص نبی کریم ﷺ پیغمبر اسلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے۔ یہ ایک قدرتی ردعمل تھا کہ ایسا شخص مسلمانوں کے مذہبی اور معاشرتی نظام کو تہ و بالا کرنا چاہتا ہے۔ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اس شخص نے اسلام کے بنیادی تصور کے خلاف بغاوت کی تھی اور اسلام کی جڑ کاٹنے کی کوشش کی تھی۔ اس لئے فطری طور پر اس کا شدید ردعمل ہوا۔

(مرزا کی عیاری)

جناب والا! پیشتر ازیں کہ میں اس دعوے کے اثرات کی تفصیل میں جاؤں میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد کن حالات میں جلسوں وغیرہ کو خطاب کیا۔ جناب والا! اس سے مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کا ایک اور پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اس کی زندگی تین مراحل پر مشتمل ہے۔ پہلا، دوسرا، تیسرا! ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی زندگی کے تیسرے مرحلے میں بھی ایک ایسا بیان ملتا ہے جس کی مثل پہلے مرحلہ میں

بھی موجود ہے۔ جس میں وہ نبوت کے دعوے کا انکاری ہے اور کہتا ہے کہ اس کا مطلب یہ تھا اور یہ نہیں تھا۔ وغیرہ، وغیرہ! میں سمجھتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی مرزا غلام احمد کی مخالفت شدت اختیار کر جاتی تھی یا جب بھی وہ اپنے آپ کو لاجواب پاتا تھا تو وہ اپنی بات تبدیل کر لیتا تھا۔ لیکن بعد میں پھر نہایت ہوشیاری اور مکاری سے (بات کو بدل کر) اپنی نبوت کا اعلان کر دیتا تھا۔

جناب والا! نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد ۱۸۹۱ء میں وہ دہلی جاتا ہے۔ یہاں میں مرزا بشیر الدین احمد محمود کی کتاب ''احمد یا آخری دنوں کا پیغامبر'' کے ص ۳۲ تا ۳۴ کا حوالہ دوں گا۔ ممکن حد تک میں اختصار سے کام لوں گا۔ تاہم عرض کرنا ضروری ہے کہ ایسے جلسوں میں کیا ہوتا رہا۔ جس کی وضاحت میں بعد میں کروں گا: ''بحث مباحثہ کے لئے جامع مسجد بطور جائے مناظرہ مقرر کی گئی تھی۔ یہ تمام امور مخالفین نے خود طے کئے تھے اور احمد کو اس کی اطلاع نہیں دی گئی۔ جب بحث مباحثہ کا وقت آیا، دہلی کا حکیم عبدالمجید خان گاڑی لے کر آیا اور مسیح موعود کو جامع مسجد جانے کی درخواست کی۔ مگر مسیح موعود نے جواب دیا کہ لوگوں کے جوش اور ولولہ کے مدنظر نقص امن کا خطرہ ہے۔ اس لئے جب تک پولیس انتظامات نہ کر لے وہ (مسیح موعود) وہاں نہیں جائے گا۔ مزید کہا کہ بحث مباحثہ کے متعلق اس سے پہلے مشورہ کیا جانا چاہئے تھا اور بحث مباحثہ کی شرائط پہلے طے ہونا فریقین کے مابین ضروری تھیں۔ مرزا غلام احمد کی جامع مسجد سے غیر حاضری کے باعث عوام کا جوش وخروش اور زیادہ ہو گیا۔ اس لئے مرزا غلام احمد نے اعلان کیا کہ اگر دہلی کے مولوی نذیر حسین جامع مسجد کے اندر قرآن پر حلف لے کر کہیں کہ قرآن مجید کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وفات نہیں ہوئی اور ایسی قسم لینے کے ایک سال کے اندر اندر مولوی نذیر حسین پر عذاب الٰہی نازل نہ ہوا۔ تب مرزا غلام احمد جھوٹا قرار پائے گا اور وہ اپنی تمام کتابیں جلا دے گا۔ اس نے حلف لینے کی تاریخ بھی مقرر کر دی۔ مولوی نذیر حسین کے حامی اس تجویز سے بہت پریشان ہو گئے اور راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ لیکن عوام بضد تھے۔ عوام کا کہنا تھا کہ مولوی نذیر حسین، مرزا غلام احمد کی تجویز سن لیں اور قسم لے لیں کہ وہ جھوٹا ہے۔ جامع مسجد میں ایک جم غفیر جمع تھا۔ لوگوں نے مسیح موعود کو مشورہ دیا کہ وہ مسجد میں نہ جائیں۔ کیونکہ شدید ہنگاموں کا خطرہ موجود تھا۔ تاہم وہ اپنے بارہ ''حواریوں'' کے ہمراہ وہاں گیا۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی بارہ حواری تھے۔ یہ بارہ کی تعداد بذات خود ایک اشارہ تھا۔ جناب والا! اس کا نوٹس لیا جائے) جامع مسجد کی بہت بڑی عمارت اندر اور باہر سے آدمیوں سے بھری پڑی تھی۔ حتیٰ کہ سیڑھیوں پر بھی عوام کا ہجوم تھا۔ انسانوں کے اس سمندر سے جن کی آنکھوں میں غم وغصہ کے سبب

خون اترا ہوا تھا۔ مسیح موعود اور اس کی مختصر سی جماعت گذر کر محراب تک پہنچے اور اپنی جگہ سنبھال لی۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور دیگر افسران بمعہ تقریباً ایک سو سپاہیوں کے امن قائم کرنے کی خاطر وہاں آئے ہوئے تھے۔ ہجوم کے اندر بہت سے لوگوں نے اپنی قمیصوں کے اندر پتھر چھپا رکھے تھے اور ذرا سے اشارہ پر یہ پتھر وہ احمد اور اس کے ساتھیوں کو مارنے کے لئے بالکل تیار بیٹھے تھے۔ اس طرح مسیح ثانی کو مکاری سے شکار کرنا مقصود تھا۔ وہ مسیحا ثانی کو سولی پر لٹکانے کی بجائے سنگسار کرنا چاہتے تھے۔ زبانی بحث مباحثہ میں جو اس کے بعد ہوا وہ ناکام رہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے مسئلے پر بحث کرنے پر رضامند نہ ہوئے۔ ان میں سے کوئی بھی مجوزہ حلف لینے کو تیار نہ تھا اور نہ ہی مولوی نذیر حسین کو حلف لینے کی اجازت دے رہے تھے۔ اس مرحلہ پر خواجہ محمد یوسف پلیڈر علیگڑھ نے مسیح موعود سے اس کے ایمانی عقائد کے بارے میں ایک تحریری بیان لیا اور (عوام کے سامنے) پڑھنے کے لئے تیار ہوا۔ لیکن چونکہ مولویوں نے عوام سے کہہ رکھا تھا کہ مسیح موعود نہ قرآن نہ فرشتوں اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کو مانتا ہے۔ اس لئے ان کو خطرہ تھا کہ مذکورہ بالا تحریری بیان پڑھنے سے ان کا فریب ظاہر ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے عوام کو اکسایا۔ فوراً ہی ایک قطار بنادی گئی اور اس طرح خواجہ یوسف کو بیان پڑھنے سے روک دیا گیا۔ افسران پولیس نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے سپاہیوں کو ہجوم منتشر کرنے کا حکم دے دیا اور اعلان کر دیا کہ کوئی بحث مباحثہ نہیں ہوگا۔ اس پر ہجوم منتشر ہو گیا۔ پولیس نے مسیح موعود کے گرد گھیرا ڈال دیا اور (حفاظت سے) اسے مسجد سے باہر نکالا۔"

جناب والا! یہ اقتباس تفصیل کے ساتھ پڑھنے کے میرے دو مقاصد ہیں۔ ابھی میں کچھ اور حوالہ جات بھی پڑھوں گا۔ سب سے پہلے یہ کہ اس (مسیح موعود) نے کیا کہا اور کیا لکھ کر دیا تھا۔ جب کہ اسے مخالف عوام کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ ۲۳ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کا ذکر ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

"ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا ہے...... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا جامعہ مسجد دہلی میں کرتا ہوں اور میں خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۵۵)

(لفظ نبی سے انکار پھر اسی لفظ کا استعمال)

جناب والا! دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ (مرزا غلام احمد) اپنی نبوت کا پرچار اور وضاحت

پولیس کی بھاری جمعیت کے نیچے ہی کر سکتا تھا۔ جناب والا! میں یہ سوالات پوچھتا رہا ہوں۔ ایک مرتبہ جب وہ عبدالحکیم کلانور والے کے ساتھ مناظرہ کر رہا تھا اور جب دیکھا کہ مسلمان اس کی نبوت کے دعویٰ کے خلاف سخت غصہ میں ہیں تو اس (مرزا غلام احمد) نے اعلان کر دیا کہ اس نے سادگی میں اپنے بارے میں نبی کا لفظ لکھ دیا ہے۔ جب کہ اس کا مدعا محدث سے ہے۔ اس لئے اس کی تحریروں میں مسلمانوں کو جہاں جہاں نبی کا لفظ ہے۔ وہ اس کو محدث سے تبدیل کر لیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے بعد بھی مرزا غلام احمد نے اپنے بارے میں نبی کا لفظ لکھنا شروع کر دیا اور اس کی کوئی معقول وضاحت بھی نہ کی۔ اس کے متعلق میں نے لاہوری گروپ والوں سے متعدد سوالات کئے۔ کیونکہ اس نقطۂ سے ان کا زیادہ تعلق تھا۔ اس ضمن میں سب سے پہلے یہ جواب دیا گیا کہ چونکہ عوام کو غلط فہمی ہو جاتی تھی۔ اس لئے وہ (مرزا غلام احمد) نبی کہلوانا اس کا عندیہ نہیں تھا۔ وہ یہ نہیں کہتا تھا کہ حقیقی معنی میں وہ نبی ہے۔ وہ ایک محدث تھا۔ جیسا کہ لاہوری گروپ والے لکھتے ہیں۔ اس لئے مرزا غلام احمد نے حکم دیا کہ اس کے بارے میں نبی کا لفظ منسوخ تصور کیا جائے۔ جب میں نے سوال کیا کہ مرزا غلام احمد نے پھر نبی کا لفظ استعمال کرنا کیوں شروع کر دیا۔ تو لاہوری گروپ نے جواب دیا کہ کچھ لوگوں کو غلط فہمی تھی۔ اس لئے ان کے لئے اس نے ترمیم کر دی۔ اوروں کو، کوئی شک وشبہ نہیں تھا۔ اس لئے اس نے (نبی) کے لفظ کا استعمال جاری رکھا۔ پھر میں نے اس (لاہوری گروپ) سے پوچھا کہ جب مرزا غلام احمد خود اپنے کو نبی کہتا تھا۔ خواہ کسی معنی میں سہی۔ تو آپ اسے اسی مخصوص معنی میں نبی کیوں نہیں مانتے۔ جس کے تحت آپ کہتے ہیں کہ نبی کا مطلب غیر نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ ربوہ والے مرزا غلام احمد کو کسی نہ کسی معنی میں نبی کہتے ہیں۔ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا کہ لاہوری گروپ والے مرزا غلام احمد کو نبی محض اس وجہ سے نہیں کہتے کہ یہ کہنے سے لوگ طیش میں آجاتے ہیں۔ تو یہ کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ مصلحت کے تحت تھا۔ لاہوری گروپ والے نبی کا لفظ کیوں استعمال نہیں کرتے؟ وجہ ظاہر ہے۔

جناب والا! ان تین ادوار میں مرزا غلام احمد حالات کے تحت بیان تبدیل کر دیا کرتا تھا۔

اب میں ایک یا دو دیگر جلسوں کا ذکر کروں گا جن کو مرزا غلام احمد نے خطاب کیا۔ ان میں سے ایک جلسہ لاہور میں ہوا۔ ایک مرتبہ پھر میں اس کے بیٹے کی کتاب کا حوالہ دوں گا۔ وہ کہتا ہے:

”اس کے قیام کے دوران سارے شہر میں شور و غوغا تھا۔ صبح سے شام تک لوگوں کا ہجوم اس مکان کے باہر جس میں مسیح موعود قیام پذیر تھا۔ منتظر رہتا تھا۔ وقفہ، وقفہ سے مخالفین آتے اور اسے گالیاں دیتے۔ ان میں جو زیادہ سرکش ہوتے وہ مرزا غلام احمد کے ذاتی کمرے کی طرف زبردستی جانے کی

کوشش کرتے۔ جنہیں طاقت کے استعمال سے باہر نکالنا پڑتا۔ دوستوں کے مشورہ پر لاہور میں ایک عوامی لیکچر کا انتظام کیا گیا۔ یہ ایک لکھی ہوئی تقریر تھی جسے ایک بڑے ہال میں مولوی عبدالکریم نے پڑھا۔ مسیح موعود اس وقت پاس ہی موجود تھا۔ کوئی تو دس ہزار کے قریب سامعین تھے۔ جب تو یہ پڑھی جا چکی تو سامعین نے درخواست کی کہ اب مسیح موعود خود الفاظ زبانی بھی کہے۔ اس پر وہ یکدم کھڑا ہو گیا اور تقریباً آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ چونکہ یہ بات تجربہ میں آ چکی تھی کہ مسیح موعود جہاں بھی جاتا تھا تمام مذاہب اور فرقوں کے لوگ اس کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ خاص طور پر نام نہاد مسلمان۔ اس لئے پولیس نے مسیح موعود کی حفاظت کے لئے بہت عمدہ انتظامات کر رکھے تھے۔ ہندوستانی پولیس کے علاوہ یورپین سپاہی بھی تلواریں لئے موجود تھے۔ جو تھوڑے ہی فاصلے پر تھے۔ پولیس کو اطلاع ملی تھی کہ کچھ جاہل لوگ لیکچر ہال کے باہر گڑبڑ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے مسیح موعود کی لیکچر ہال سے واپسی کے لئے خصوصی انتظامات کئے ہوئے تھے۔ سب سے آگے گھوڑ سوار پولیس کا دستہ تھا۔ اس کے پیچھے مسیح موعود کی بگھی تھی۔ بگھی کے پیچھے بہت سے پیادہ پولیس والے تھے۔ ان کے پیچھے پھر گھوڑ سوار پولیس کا دستہ تھا اور اس کے پیچھے پیادہ پولیس والوں کا ایک اور دستہ تھا۔ اس طرح مسیح موعود کو پوری حفاظت کے ساتھ گھر واپس پہنچایا گیا اور شرپسندوں کے عزائم خاک میں ملا دیئے گئے۔ لاہور سے مسیح موعود قادیان واپس چلا گیا۔

اسی کتاب کے ص ۷۰، ۷۱ کے حوالہ سے امرتسر کے جلسے کا حال اس طرح لکھا ہے:

”لیکن جب ایک دفعہ عوام کو اکسا دیا گیا تو پھر ان کو روکا نہیں جا سکتا تھا۔ ہیجان بڑھتا ہی چلا گیا اور پولیس کی کوشش کے باوجود اسے دبایا نہ جا سکا۔ آخرکار یہی مناسب سمجھا گیا کہ مسیح موعود اپنی جگہ پر بیٹھ جائے۔ ایک دوسرے شخص کو نظم پڑھنے کے لئے بلایا گیا۔ اس پر سامعین خاموش ہو گئے۔ پھر مسیح موعود اپنی تقریر جاری رکھنے کے لئے دوبارہ کھڑا ہوا۔ لیکن مولویوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ جب مسیح موعود نے تقریر شروع کرنے کی کوشش کی تو مولویوں نے ہنگامہ کھڑا کر دیا اور ڈائس کی جانب حملہ آور ہوئے۔ پولیس نے لوگوں کو روکنے کی کوشش کی۔ مگر ہزاروں کو روکنا چند پولیس والوں کے بس کی بات نہ تھی۔ عوام کے ہجوم نے جلسہ گاہ پر قبضہ کر لیا۔ جب پولیس کو اپنی بے بسی کا اندازہ ہو گیا تو انہوں نے مسیح موعود کو مطلع کر دیا کہ وہ اب اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ میری رائے ہے کہ پولیس والے اپنا فرض منصبی ادا کرنے سے قاصر رہے۔ ان میں کوئی یورپین پولیس والا نہیں تھا۔ تمام پولیس والے انڈین (ہندوستانی) تھے۔ یہ سب کے سب۔ بلوائیوں کے ساتھی تھے۔ مسیح موعود کے خلاف مذہبی نفرت رکھتے تھے اور اس کی تقریر کے خاتمہ کے خواہشمند

تھے۔ اس پر مسیح موعود نے تقریر کو ادھورا چھوڑ دیا۔ لیکن اس سے بھی لوگوں کا شوروغوغا کم نہ ہوا۔ لوگ بدستور جلسہ گاہ کے ڈائس کی طرف مسلسل بڑھتے رہے اور نقصان پہنچانے کی کوشش میں تھے۔ اس پر انسپکٹر پولیس نے مسیح موعود سے درخواست کی کہ وہ پچھلے کمرہ میں چلا جائے اور ایک سپاہی کو بگھی لانے کے لئے بھیجا۔ اس دوران پولیس والے لوگوں کو ان کمروں کی طرف جانے سے روکتے رہے۔ بگھی کو کمرہ کے دروازے کے قریب لایا گیا اور مسیح موعود اس میں بیٹھا۔ خدا کی مہربانی سے ہم میں سے کوئی بھی زخمی نہ ہوا۔ صرف ایک پتھر کھڑکی سے ہوتا ہوا میرے چھوٹے بھائی مرزا بشیر احمد کے ہاتھ پر لگا۔ بہت سے پتھر ان پولیس والوں کو لگے جو بگھی کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ پھر پولیس والوں نے ہجوم کی پٹائی کی اور انہیں منتشر کر دیا۔ پولیس والے بگھی کے آگے اور پیچھے ہو گئے۔ کچھ چھت پر چڑھ گئے اور اس طرح تیزی میں بگھی کو مسیح موعود کی قیام گاہ تک پہنچایا۔ لوگ اس قدر بپھرے ہوئے تھے کہ پولیس کی مار کٹائی کے باوجود وہ کافی دور تک بگھی کے تعاقب میں گئے۔ دوسرے روز مسیح موعود قادیان روانہ ہو گیا۔"

اب جناب والا! آخر میں میں اسی کتاب کے ص ۶۱ سے ایک پیراگراف پڑھوں گا کہ مرزا غلام احمد کی موت کے دن کیا واقعہ پیش آیا:

(مرزا کی موت کے دن کیا ہوا؟)

"انتقال کے نصف گھنٹہ کے اندر لاہوری عوام کا ہجوم اس مکان کے سامنے جمع ہو گیا۔ جس میں اس کی میت رکھی ہوئی تھی اور خوشی کے ترانے گانے شروع کر دیئے۔ اس طرح اپنے دلوں کی تاریکی کا مظاہرہ کیا۔ کچھ لوگوں نے بھونڈے طور پر ناچنا شروع کر دیا۔ جس سے ان کی فطری کمینگی ظاہر ہوتی ہے۔"

جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ میں نے ان جلسوں کا جسے مرزا غلام احمد نے خطاب کیا۔ ذکر کرنے میں کافی وقت لیا ہے۔ سوائے ایک حد کے جس میں اس نے اسلام کے تحفظ کے لئے عیسائیوں سے مناظرہ کیا۔ مرزا غلام احمد نے جب کبھی بھی اپنے دعویٰ نبوت کا پرچار کرنا چاہا یا کوشش کی تو اسے شدید مخالف قسم کے عوام کا سامنا کرنا پڑا اور وہ پولیس حفاظت کے بغیر ایک جلسہ کو بھی خطاب نہ کر سکا اور پولیس بھی وہ جو کہ یورپین افسروں اور جوانوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ جب میں نے مرزا غلام احمد کی موت کے موقع پر خوشی کے ترانوں کا ذکر کیا تو میرا مقصد معزز اراکین کی توجہ اس پیش گوئی کی طرف دلانا تھا۔ جو مرزا غلام احمد نے مولوی ثناء اللہ کے متعلق کی تھی۔ لوگوں نے جان لیا کہ مرزا غلام احمد کی بددعا کا اثر اس کی اپنی ذات پر ہی ہوا۔

(مرزا قادیانی مفسد تھا)

جناب والا! ردعمل کیا ہوا؟ یہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔ ایسا کیوں ہوتا تھا کہ جہاں کہیں بھی وہ (مرزا غلام احمد) جاتا تھا۔ مخالف لوگوں کا ہجوم اس کا تعاقب کرتا تھا۔ وجوہات بالکل عیاں ہیں۔ اس شخص نے مسلمانوں کے بنیادی عقیدے کے خلاف بغاوت کی تھی۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد مرزا غلام احمد خود بھی فسادی بن گیا۔ وہ گالی گلوچ اور لعن طعن سے بھرپور زبان استعمال کرتا رہا۔ لیکن میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ پہلا یہ کہ جب اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو قدرتی طور پر اعتقاد اور ایمان کا سوال پیدا ہوا۔ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق اگر کوئی شخص خدا کے سچے نبی کو نہ مانے تو وہ کافر قرار پاتا ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ ان تمام نبیوں پر ایمان لائے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ چونکہ اس کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے کہ وہ نبی ہے۔ اس لئے اس کا کہنا تھا کہ جو اس کو نبی نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔ مسلمانوں کا کہنا تھا کہ چونکہ مرزا غلام احمد خودساختہ جھوٹا نبی ہے۔ اس نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ وہ کذاب اور دجال ہے۔ یہ ہے وہ بات جس سے شدید قسم کی تکرار، حملے اور عیسائیوں کے جوابی حملے شروع ہوئے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسیح موعود کہتا تھا اور مسلمانوں کی طرف سے اس لئے کہ وہ نبی ہونے اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ تو جناب والا! اس نے کہنا شروع کر دیا: ’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور وہ تمہارا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

اور مزید کہا: ’’کل مسلمانوں نے مجھے قبول کیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی۔ مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔‘‘

یہ اقتباس ’’روحانی خزائن‘‘ ج۵، ص۵۴۷، ۵۴۸ سے ہے۔ یہاں پر میں مرزا ناصر احمد کے ساتھ پورا پورا انصاف کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے لفظ بغیہ کی وضاحت کرتے ہوئے بتلایا کہ اس کا مطلب باغی ہے نہ کہ بدکار عورت، اس طرح اس کا ترجمہ باغی کی اولاد ہوگا نہ کہ بدکارہ کی اولاد اور مرزا ناصر احمد کے مطابق مرزا غلام احمد کا یہی مدعا تھا۔ لیکن ہمارے علماء اس وضاحت کو نہیں مانتے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس لفظ کو مرزا غلام احمد نے فاحشہ اور بدکار عورتوں کے حوالے سے بار بار خود استعمال کیا ہے۔ میں اس بارے میں مزید کچھ نہیں کہوں گا۔ دوسری بات جس

سے اس نے انکار نہیں کیا وہ یہ ہے۔ جب اس نے کہا: ”جو شخص میرا مخالف ہے......“

جناب والا! اب میں ”روحانی خزائن“ ج۱۶ ص۵۳ سے ایک اور حوالہ پڑھ رہا ہوں:

”بلاشبہ تمہارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔“

(مرزا قادیانی کی بدزبانی)

یہاں اس (مرزا ناصر احمد) نے یہ بتانے کی کوشش کی کہ یہ مسلمانوں کے بارے میں نہیں کہا گیا۔ بلکہ عیسائیوں کے متعلق ہے۔ میں پورے احترام کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ایک نبی کی زبان ہو سکتی ہے؟ خواہ وہ عیسائیوں یا ہندوؤں کا کسی اور کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ میں مزید کچھ اور عرض نہیں کرنا چاہتا۔ ایسی زبان استعمال کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ بالکل نہیں۔ اسی طرح وہ (مرزا غلام احمد) کہتا ہے: ”جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔“

یہ حوالہ بھی ”روحانی خزائن“ ج۹ ص۳۱ سے ہے۔ درحقیقت یہی زیادہ نازیب، اشتعال انگیز اور فتنہ اٹھانے والی بات تھی کہ ایک ایسا شخص جو اپنے آپ کو عین محمد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہونے کا دعویدار ہو۔ وہ اپنے مخالفین خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی کے لئے ایسی زبان استعمال کرے۔ (مرزا غلام احمد کے دعوے کے مطابق) اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے تمام کمالات کا مظہر اس کی ذات کو بنایا تھا اور یہ ہیں وہ کمالات جن کا مظاہرہ مرزا غلام احمد نے کیا۔ مجھے اس موضوع پر مزید کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔

جناب والا! یہی دور تھا کہ مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کھلم کھلا توہین شروع کردی۔ پہلے اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا:

”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے“

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

مرزا ناصر احمد نے اس کے جواز میں یہ وضاحت کی کہ یہ بات مرزا غلام احمد نے اپنے بارے میں نہیں کی۔ بلکہ غلام احمد (یعنی حضرت محمد ﷺ کے غلام) کے بارے میں کی تھی۔ ہمیں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمام انبیاء واجب الاحترام ہیں۔ اس ضمن میں تمام انبیاء برابر ہیں۔ کیونکہ وہ سب ہی اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن ایک یہ شخص مرزا غلام احمد ہے۔ جو کہتا ہے کہ وہ (نعوذ باللہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہے اور جواز یہ دیتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا ہر غلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہے۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں ہے اور نہ ہی ایسے عقیدے کا کوئی جواز ہو سکتا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد آگے بڑھتا ہے اور کہتا ہے:

''خدا نے اس امت میں مسیح بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔''

یہ حوالہ (ریویو آف ریلجنس) ص ۴۷۸، نیز حقیقت الوحی ص ۱۵۲ اور اب ''روحانی خزائن'' ج ۲۲ ص ۱۵۳ سے ہے۔ جہاں پر اور کہتا ہے: ''مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ میں ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔''

چلئے! وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری کا دعویدار ہے۔ یہ بھی بہت بری بات ہے۔ لیکن اس نے (ادبی لحاظ سے) ایک عمدہ شوخی کیا ہے۔ مجھے امید ہے میں غلط نہیں کہہ رہا۔

''اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم''

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

اب یہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری کی ان بلندیوں کو پہنچا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) اس کے ممبر کے پائے تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ حالت یہ ہے کہ اس کے بعد وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دادیوں پر تنقید کرتا ہے۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ اس کا جواز یہ دیا گیا کہ اس زمانے میں چونکہ عیسائی حضرت محمد ﷺ پر حملے کرتے تھے تو اس کے مقابلے یہ جواب مرزا غلام احمد اور اس وقت کے دیگر مسلم علماء نے دیا۔ لیکن یہ کوئی جواز نہیں ہے۔ اس زمانے میں بھی ایسی باتیں کرنے پر مرزا غلام احمد پر تنقید کی گئی تھی۔ مرزا غلام احمد کہتا ہے:

''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

وہ مزید کہتا ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانیاں اور دادیاں کنجریاں تھیں۔ اس لئے جدی مناسبت ہے۔ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) فاحشہ عورتوں کے ساتھ رہنا پسند کرتے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) جناب والا! یہ ہے وہ کچھ جو کہ مرزا غلام احمد کہتا ہے۔ جب میں نے مرزا ناصر احمد سے سوال کیا کہ وہ اس تحریر کو کس طرح درگزر کر سکتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ

یہ تحریر اس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ بلکہ یہ تحریر اس یسوع مسیح کے بارے میں ہے جو اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے۔ جب سب نے مرزا ناصر احمد سے کہا کہ یہ دو الگ الگ ہستیاں نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی ہستی ہے جو نبی ہے اور اس سے پوچھا کہ کیا یسوع مسیح کی دادیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دادیوں سے مختلف تھیں۔ تو اس نے جواب دیا کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دادیوں نانیوں کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مرزا ناصر احمد نے اس سوال کا کوئی اور جواب نہیں دیا۔

پھر مرزا غلام احمد کہتا ہے: ''اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے کچھ نہیں تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

''ہاں گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی...... اور یہ بھی یاد رہے کہ کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

قدرتی طور پر یہ بیانات نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں کے لئے بھی تکلیف کا باعث تھے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے پیغمبر تھے۔ انہیں مرزا غلام احمد کی تنقید بالکل ناپسند تھی۔ میں نے مرزا ناصر احمد سے سوال کیا کہ یہ کہنا شاید آسان ہے کہ یسوع مسیح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو مختلف ہستیاں تھیں۔ ایک کا ذکر بائبل میں ہے اور دوسری کا قرآن میں۔ لیکن آپ کے پاس شیعوں پر تنقید کا کیا جواز ہے؟ مرزا غلام احمد کہتا ہے: ''مردہ علی کو چھوڑو۔ یہاں تمہارے درمیان زندہ علی موجود ہے۔'' (ملفوظات ج ۲ ص ۱۴۲)

پھر حضرت امام حسینؓ کے متعلق وہ (مرزا غلام احمد) کیا کہتا ہے۔ مرزا غلام احمد کے پاس یہ کہنے کا کیا جواز تھا کہ توحید معطر ہے اور (نعوذ باللہ) ذکر امام حسینؓ گندگی کا ڈھیر۔ (اعجاز احمدی ص ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴) اس (مرزا ناصر احمد) نے جواباً کہا کہ مرزا غلام احمد کا مطلب شیعہ تصور کے علی اور شیعہ تصور کے حسین سے تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں میں حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کے تصور کے متعلق کوئی اختلاف ہے۔ سب مسلمان ان کے لئے محبت اور احترام کے جذبات رکھتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کے یہی خیالات تھے۔ جن کی وجہ سے تمام مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو چکا تھا۔ یہی جذبات تھے جن کے باعث مرزا غلام احمد پولیس حفاظت کے بغیر کسی جلسہ کو بھی خطاب نہیں کر سکتا تھا۔

(انگریز کی مدد کے سہارے مرزا کے عقائد پروان چڑھے)

کسی دوسری بات کا ذکر کرنے سے پیشتر مجھے ایک اور پہلو کو اجاگر کرنا ہے۔ ایوان کے

سامنے میری معروضات سے یہ بتانا مقصود تھا کہ اپنے عقائد کا پرچار کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کو انگریزوں کی امداد کی ضرورت تھی اور یہ امداد انگریزوں نے بھرپور طریقہ سے مہیا کی۔ یہ تھے وہ حالات جن کے تحت بقول مرزا غلام احمد ملاؤں نے اور ہمارے (مسلمانوں) کے مطابق علماء حق نے اس کی زندگی حرام کر دی تھی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو لکھتا ہے۔ (میں اس کے خط سے مختصر طور پر پڑھتا ہوں) وہ (مرزا غلام احمد) لکھتا ہے: ”میں اس بات کا اقراری ہوں کہ جب کہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئیں اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں...... تو مجھے ایسی اخباروں اور کتابوں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو کہ جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات سے کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریروں کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا کہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بالمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے **Conscience** نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریقہ کافی ہوگا...... سو مجھ سے پادریوں کے بالمقابل جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں اوّل درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریز کا ہوں۔“

(تریاق القلوب ضمیمہ نمبر۳ ص ب، ج، خزائن ج۱۵ ص۴۹۰، ۴۹۱)

میں نے مرزا ناصر احمد سے سوال کیا کہ وہ (مرزا غلام احمد) عیسائیوں پر کیوں حملے کرتا تھا اور کیوں اسلام کے خلاف ان کے حملوں کا جواب دیا کرتا تھا۔ کیا اسلام سے محبت اور اسلام کے لئے جوش وخروش کی وجہ سے تھا یا اس کی کوئی وجوہات تھیں۔ میرا یہ سوال مرزا ناصر احمد کو ناگوار گزرا اور جواب دیا کہ نہیں۔ یہ (مرزا غلام احمد) کا جہاد تھا۔ یہ اسلام اور نبی کریم ﷺ سے محبت کے باعث تھا کہ مرزا غلام احمد نے عیسائیوں پر حملے کئے۔ لیکن مرزا غلام احمد خود اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہے کہ وہ ایسا اسلام کے لئے نہیں بلکہ انگریزوں کے مفاد میں کر رہا تھا اور اسی مقصد کے تحت عیسائی پادریوں پر تنقید کر رہا تھا۔ اب ہم مرزا غلام احمد کے خط کے ایک دوسرے حصہ کو لیتے ہیں۔ وہ لکھتا

ہے: ''ان تمام تقریروں سے جن کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بہ دل وجان خیر خواہ ہوں اور میں ایک مخلص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ کی اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہی وہ اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ شرائط بیعت میں ہمیشہ تعلیم کیا جاتا ہے۔ صفحہ چہارم میں ان باتوں کی تشریح ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۶۵)

جیسا کہ میں اس کا مطلب سمجھتا ہوں۔ وہ (مرزا غلام احمد) کہتا ہے میری یہ تقریر پچھلے سترہ سالوں کی تقریروں کی تائید کرتی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں دل وجان سے برٹش گورنمنٹ کا وفادار ہوں۔ گورنمنٹ سے وفاداری اور لوگوں سے ہمدردی میری زندگی کا اصول ہے اور یہی اصول میرے مذہب کے مجوزہ فارم (بیعت نامہ) سے بھی پوری طرح مترشح ہوتا ہے۔

پھر جناب والا! ایک دوسری جگہ وہ (مرزا غلام احمد) کہتا ہے: ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح موعود مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(اشتہار ملحقہ کتاب البریہ مندرجہ روحانی خزائن ج۱۳ ص۳۴۷)

میں سمجھتا ہوں اس نے یہ کہا ہے۔ میرے پیروکاروں کی تعداد کے بڑھنے سے جہاد پر ایمان رکھنے والوں کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی اور مجھ پر ایمان لانا گویا جہاد سے انکار کرنا ہے۔

جناب والا! وہ مزید کہتا ہے: ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں، اشتہارات طبع کئے ہیں اور اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب ممالک مصر وشام، کابل وروم تک پہنچایا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔ مہدی خونی، مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵، ۱۵۶)

انگریزی میں ترجمہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ میری زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ برٹش گورنمنٹ کی وفاداری کا پرچار کرتے ہوئے گزرا ہے۔ جہاد کی مذمت میں اور گورنمنٹ کی وفاداری کے لئے میں نے اتنی کتابیں لکھی ہیں اور اس قدر اشتہارات چھپوائے ہیں کہ اگر ان

سب کو یکجا کیا جائے تو ان سے پچاس الماریاں بھر جائیں گی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب والا! پیشتر ازیں کہ میں دوسرا پیراگراف پڑھوں۔ آپ اس شخص کو ذہن میں رکھیں جس نے یہ خوبصورت شعر کہا ہے۔

"ایک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم"

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

(مرزا قادیانی کی کمینی خوشامد)

اتنی بلندی سے وہ (مرزا غلام احمد) اس قدر ذات کی گہرائی میں چلا جاتا ہے۔ کیا آپ کو کہیں بھی اس قسم کی (گھٹیا) خوشامد مل سکتی ہے؟ ایک نام نہاد نبی کا یہ کمینہ پن! کیا کوئی نبی ایسی فطرت کا مالک ہو سکتا ہے؟ میں کہوں گا کہ اس قسم کے خط لکھنے والے نبی کی نبوت کا انکار اگر کفر ہے تو پھر میں خود سب سے بڑا کافر ہوں۔

گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اب اس خط کو دیکھیں اور اس خط کے لکھنے والے کو دیکھیں۔ کوئی انسان ایک عام آدمی جسے اپنی عزت نفس کا ذرہ بھر بھی احساس ہے۔ جس کا اللہ پر تھوڑا سا بھی یقین ہے، جس کو اپنے آپ پر تھوڑا سا بھی اعتماد ہے۔ کبھی اس قسم کی بات نہیں کرے گا۔ وہ نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہاں قائداعظم کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ (اسمبلی ہال کے اندر لگی ہوئی قائداعظم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ۲؍جون ۱۹۴۷ء کو کیا ہوا؟ آپ سب کو معلوم ہے۔ اس کا ذکر کیمبل جانسن کی کتاب میں موجود ہے۔ مسلم لیگ کی طرف سے قائداعظم نے اس بات کی رپوٹ کرنا تھی کہ انہیں ۳؍جون والا پلان قابل قبول ہے یا نہیں۔ کیا مسلم لیگ کو وہ پاکستان منظور تھا جسے وہ (برٹش گورنمنٹ) مسلمانوں کو دے رہے تھے۔ کیمبل جانسن لکھتا ہے کہ وائسرائے مسٹر جناح کے لئے سارا دن انتظار کرتا رہا۔ مسٹر جناح آدھی رات سے صرف ایک منٹ پہلے وہاں پہنچے، وائسرائے نے پوچھا۔ مسٹر جناح آپ کا ایک جواب ہے۔ مسٹر جناح کا جواب تھا" میں اس کو مانتا تو نہیں۔ مگر قبول

کرتا ہوں۔ ”(ان دونوں میں) فرق کیا ہے۔ وائسرائے نے کہا۔ مسٹر جناح کا جواب بالکل سیدھا سادہ تھا۔ ”میں اس پلان کو پسند نہیں کرتا۔ اس لئے میں اس کو نہیں مانتا۔ مگر انہیں کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ آپ نے میرا پنجاب تقسیم کر دیا ہے۔ آپ نے میرا بنگال تقسیم کر دیا ہے۔ تو پھر میں خوش کیسے ہو سکتا ہوں۔ میرے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اسے قبول کر رہا ہوں۔ میں پارٹی کا صرف سربراہ ہوں۔ اس بات کا فیصلہ مسلم لیگ کونسل نے کرنا ہے۔ جس میں دو ہفتے لگیں گے۔ اس لئے میں مسلم لیگ کونسل کی طرف سے کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔ معلوم نہیں کونسل منظور کرے گی یا نہیں۔ تاہم میں انہیں منظور کرنے کا مشورہ دوں گا۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں۔ لارڈ مونٹ بیٹن بڑے غصہ میں تھا۔ اس نے کہا میں یہ بات نہیں مان سکتا۔ کل اس کا اعلان ہونا ہے۔ کانگریس اپنی کونسل یا کمیٹی کی طرف سے پلان منظور کر چکی ہے۔ تو پھر آپ کیسے منظور نہیں کر سکتے۔ ”مسٹر جناح نے جواب دیا۔ ”میری جماعت ایک سیاسی جماعت ہے۔ جس کی بنیاد سیاسی اصولوں پر قائم ہے۔ اپنے عوام کی منظوری حاصل کرنے کے لئے مجھے ان کے پاس جانا ہوگا۔ ”اس پر لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا۔ ”تو پھر مسٹر جناح اگر آپ مسلم لیگ کی طرف سے مجھے یقین دہانی نہیں کرا سکتے تو آپ کو پاکستان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونا ہوں گے۔ ”مسٹر جناح کا کیا جواب تھا؟ یہ ستر سال کی عمر کا وہ بوڑھا شخص تھا جس نے اپنی زندگی دشت سیاست میں گزاری تھی۔ وہ مجوزہ ملک (پاکستان) کا سربراہ بننے والا تھا۔ وہ اس ملک کا مالک یا حاکم بننے والا تھا۔ اس کا اللہ پر بھروسہ اور ایمان تھا۔ اس نے کوئی کمزوری نہ دکھائی اور (باوقار طریقہ سے) جواباً کہا۔ ”جو ہو، سو ہو، کچھ بھی ہو۔ ”اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ یہ ایک ایسے شخص کا جواب تھا۔ جس میں ایمان موجود تھا۔ جو اللہ پر یقین رکھتا تھا وائسرائے کو اس کے پیچھے بھاگنا پڑا تا کہ اس سے واپس آ جانے کی درخواست کرے۔ وائسرائے نے کہا۔ ”مسٹر جناح مسلم لیگ کی طرف سے میں کل صبح یقین دہانی کرا دوں گا کہ وہ (پلان کو) منظور کر لے گی۔ میں جانتا ہوں کہ وہ آپ کا مشورہ ضرور مان لے گی۔ آپ صرف اتنا کہہ دیں کہ آپ نے اس کو منظور کر لیا ہے۔ ”مسٹر جناح نے کہا۔ ”ہاں! ٹھیک ہے۔ میں یہ کہہ دوں گا۔ ”اور اس طرح پاکستان معرض وجود میں آیا۔ قائداعظم پاکستان گنوا سکتے تھے۔ انہیں یہ سوچ آ سکتی تھی کہ ملک جا رہا ہے۔ میں قوم کی طرف سے منظوری کا اظہار کروں۔ لیکن ایسا نہیں تھا وہ شخص یقین کامل کا مالک تھا۔ ہمیں اس شخص (قائداعظم) کا موازنہ اس شخص (مرزا غلام احمد) سے نہیں کرنا چاہئے۔ جو نبی ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر اس قسم کے خط لکھ کر دنیاوی

قوت کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔ مرزا غلام احمد کے رویہ کی وجہ سے مجھے مایوسی ہوئی۔ مجھے جذبات کی رو میں نہیں بہہ جانا چاہئے تھا۔ علامہ اقبال نے کہا۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اس کا بالکل یہی مطلب ہے۔

جناب والا! اب میں دوسرے پیراگراف کی طرف آتا ہوں۔ وہ (مرزا غلام احمد) کہتا ہے:

”سرکار دولت مدار کو ایسے خاندان کی نسبت جس کے پچاس برس کے متواتر تجربے سے وفادار اور جانثار ثابت کر چکی ہے...... اس خود کاشتہ پودے سے نہایت ضروری احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت افسران کو ارشاد فرمائیں کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور خدمات کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔“

(درخواست بحضور برٹش گورنمنٹ ملحقہ کتاب البریہ، مندرجہ خزائن ج ۱۳ ص ۳۵۰)

وہ (مرزا غلام احمد) بڑے ادب کے ساتھ لیفٹیننٹ گورنر بہادر کو التجا کرتا ہے کہ اس کا خاندان پچاس سالوں سے آزمایا جاتا رہا ہے اور بلا کم وکاست گورنمنٹ کا پورا پورا وفادار ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے گورنمنٹ اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کرے۔ لیفٹیننٹ گورنر بہادر اس پر اور اس کے پیروکاروں (جماعت) پر مزید کرم نوازی کرے۔ انہیں پورا تحفظ دے اور اس کے خاندان کی وفاداری کے پیش نظر جو کہ گورنمنٹ کے مفاد کی خاطر کی جاتی رہی ہے۔ اس کے ساتھ اور اس کی جماعت کے ساتھ ترجیحانہ سلوک کرے۔

(نبی کی درخواست؟)

جناب والا! میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک نبی کی درخواست ہے۔ لیفٹیننٹ گورنر بہادر کے نام نبی کیا درخواست کرتا ہے۔ حضور والا! اپنے ماتحت افسروں کو میرے ساتھ ترجیحانہ سلوک کرنے کا حکم دیں۔ یہ نبی تو لیفٹیننٹ گورنر کی سطح کے برابر بھی نہیں جو اس کی منتیں ساجتیں کر رہا ہے کہ وہ اپنے ماتحت افسروں کو ایسا ایسا سلوک کرنے کی ہدایات دے۔ شاید مجھے کہنا نہیں چاہئے۔ یہ وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ وہ تمام نبیوں سے (نعوذ باللہ) بہتر ہے۔

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

عیسیٰ کجا است تا بہ بنہد پا بمنبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

ایسے شعروں کو تخلیق کرنے والا لیفٹیننٹ گورنر سے التماس کر رہا ہے وہ مجھ سے اچھا برتاؤ کریں۔ اس خود کاشتہ پودے کی حفاظت کے لئے اپنے ماتحت افسران کو ہدایات دیں۔ یہ کہا تھا:

”آپ کا خود کاشتہ پودا“

اس کی وضاحت کے لئے میں نے مرزا نصر احمد سے بہت سوالات کئے۔ میں اس کے ساتھ نامناسب نہیں ہونا چاہتا۔ مرزا ناصر احمد نے جواب دیا۔ اس سے صرف مرزا غلام احمد کا خاندان مقصود تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک نبی گورنمنٹ سے اپنے خاندان کے لئے منتیں کر رہا ہے۔ جب کہ ایک عام انسان کا انسان زمین و آسمان ہلا کر رکھ سکتا ہے اور یہ ایک نبی ہے کہ اپنے تحفظ اور امداد کے لئے دنیاوی قوت کے آگے گھٹنے ٹیک رہا ہے۔ منتیں کر رہا ہے۔ ”میرے خاندان کو تحفظ دیں۔ میری جماعت کو تحفظ دیں۔“ دوسری طرف اس میں کہا جاتا ہے۔ ”اگر آپ اس (مرزا غلام احمد) کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے تو آپ کافر ہیں۔ پکے کافر۔“ اگر مسلمانوں نے اس کے اس دعوے کے خلاف بغاوت کی تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں اور کوئی وجہ نہ بھی ہو تو صرف یہی ایک بات کہ وہ (مرزا غلام احمد) خود کو (نعوذ باللہ) عین محمد کہنے کا مدعی تھا۔ ہر ذی وقار آدمی کے لئے اس کے خلاف بغاوت کے لئے کافی تھی۔ ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ ہمارے لئے کیا فضیلت رکھتے ہیں۔ وہ انسان کامل رحیم و کریم معظم و مکرم جو کہ ہر لحاظ سے اعلیٰ ترین ہستی ہیں کہ جس نے اس دنیا فانی پر کبھی بھی قدم رکھا۔ آپ ان کی مبارک زندگی پر ایک نظر ڈالیں۔ جب وہ (ﷺ) فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں تو سراپا رحیم ہیں۔ اپنے بدترین دشمنوں پر بھی حد درجہ مہربان ہیں اور بڑے سے بڑے ظالم کے سامنے لا الہ الا اللہ کہنے سے نہیں رکتے۔ انہوں نے کبھی یہ درخواست نہیں دی کہ ”آئندہ میں کبھی وحی کا اظہار نہیں کروں گا۔“ مجھے افسوس ہے مجھے یہ نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ میں نے وعدہ کر رکھا ہے کہ میں ان کا نقطۂ نظر بھی بیان کروں گا۔ میں اس کی پوری کوشش کروں گا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ تصویر کا دوسرا رخ دکھانے کے لئے یہ کہنا پڑتا ہے۔ اس وقت سے اس ملک میں ناچاقی چلی آ رہی ہے۔ چونکہ میرے پاس وقت زیادہ نہیں اور ابھی میں نے بہت سی باتوں کا ذکر کرنا ہے۔ اس لئے میں اور اس بارے میں تبصرہ نہیں کروں گا۔

جناب والا! اب میں دوسرے موضوع کی طرف آتا ہوں جو زیادہ اہم ہے۔ میں

نکات نمبر۴، ۵ کو اکٹھا لوں گا۔ یہ نکات یہ ہیں: ’’مرزا صاحب کے نبوت کے دعوے کو نہ ماننے کے اثرات اور اس دعویٰ کے مسلمانوں پر اثرات اور ان کا ردعمل۔‘‘

(مرزا ناصر احمد)

اس موضوع پر معروضات پیش کرنے سے قبل میں یہ کہنا چاہوں گا کہ مرزا ناصر احمد کے ساتھ مجھے خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں پر ایک دو واقعات کا میں سرسری طور پر ذکر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ جناب والا! مرزا غلام احمد کی وفات کے بعد حکیم نورالدین پہلا خلیفہ مقرر ہوا۔ سوائے اس بات کے وہ خلیفۂ اوّل تھا اور کوئی چیز اس کے بارے میں ریکارڈ پر نہیں آئی۔ وہ ایک خاموش طبع آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا گیا۔ مگر حکیم نورالدین کی موت کے بعد جماعت کے اندر اختلاف پیدا ہو گیا اور دو گروپ لاہوری اور قادیانی یا ربوہ گروپ وجود میں آ گئے۔ جب بشیرالدین محمود احمد کا انتقال ہوا تو اس کے بعد مرزا ناصر احمد نے بطور خلیفہ عہدہ سنبھال لیا۔ وہ کمیٹی کے روبرو پیش ہوئے۔ میں نے ان کی اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں ایک سوال کیا۔ جواب میں انہوں نے جو کچھ کہا وہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ مجھے جو کچھ قادیانی لٹریچر سے مل سکا ہے۔ وہ بھی میں پورے احترام کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ مرزا ناصر احمد نے اپنے والد بشیرالدین محمود احمد کی جگہ بطور خلیفہ سوئم جماعت احمدیہ ۱۹۶۵ء میں عہدہ سنبھالا اور وہ قادیانی (ربوہ) گروپ کے سربراہ ہیں۔ وہ ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سلجھے ہوئے انسان ہیں۔ مؤثر شخصیت کے مالک ہیں۔ قرآن مجید کے حافظ ہیں۔ ایم۔اے (آکسفورڈ) عربی، فارسی اور اردو کے بہت بڑے عالم ہیں۔ دینی معاملات پر گہری دسترس رکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے رسالہ ’’افریقہ بولتا ہے‘‘ وہ احمدیوں کے نوجوانوں کی تنظیم ’’خدام احمدیہ‘‘ کے سربراہ رہے ہیں۔ وہ مسیح موعود کے موعود پوتا ہیں۔ ان کے خلیفہ سوئم کے تقرر سے اس پیش گوئی کی تکمیل ہوئی۔ جس میں کہا گیا ہے کہ مسیح موعود کے تخت کا وارث اس کا پوتا ہوگا۔ ان کا کہنا ہے کہ بائبل میں یہ لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ ظہور ہوگا تو اس کا پوتا اس کے تخت (حکومت) کا وارث بنے گا۔ مرزا ناصر احمد تاحیات خلیفہ منتخب ہوئے ہیں۔ ان کی دعوت احمدیہ تمام دنیا کے لئے ہے۔ وہ براہ راست خداتعالیٰ سے رابطہ رکھتے ہیں۔ خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے مرزا ناصر احمد ۱۹۴۴ء تا ۱۹۶۵ء تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل رہے ہیں۔ یہ کالج جماعت احمدیہ

چلاتی ہے۔ ان کے پیروکار انہیں امیر المومنین کہہ کر پکارتے ہیں۔ مرزا ناصر احمد کے بیان کے مطابق مرزا غلام احمد کے خلیفہ کا انتخاب ایک انتخابی ادارہ کرتا ہے جو کہ مختلف گروپوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ مرزا ناصر احمد کے بطور خلیفہ انتخاب کے وقت یہ انتخابی ادارہ پانچ سو نفوس پر مشتمل تھا۔ انہوں نے کوئی الیکشن نہیں لڑا اور نہ ہی اس مقصد کے لئے کوئی کاغذات نامزدگی داخل کیے گئے تھے۔ (خلیفہ سوئم کے انتخاب کے وقت) دو نام ایک مرزا ناصر احمد کا اور ایک اور مرزا غلام احمد کے خاندان میں سے تجویز ہوئے تھے۔ تاہم مرزا ناصر احمد کا انتخاب متفقہ طور پر ہوا تھا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خلیفہ کا انتخاب خدا کی قدرت اور مہربانی سے ہوتا ہے۔ اس لئے اس (خلیفہ) کو کسی ذہنی یا جسمانی معذوری کے سبب ہٹائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسے (خلیفہ) کو اللہ کی طرف سے رہنمائی ملتی ہے۔ وہ جسمانی طور پر مفلوج یا بیمار ہو سکتا ہے۔ مگر کبھی بھی ذہنی طور پر مفلوج نہیں ہو سکتا۔ تمام دنیا میں جہاں جہاں احمدی آباد ہیں وہاں جماعت احمدیہ کی شاخیں موجود ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ ان کی جماعت خالصتاً مذہبی تنظیم ہے۔ وہ (عیسائیوں کے) پوپ کی طرح اپنی مذہبی سلطنت کے سربراہ ہیں۔ ان کی ایک مشاورتی کونسل ہے۔ جس سے وہ مشورہ کرتا ہے۔ تمام فیصلے مشاورتی کونسل سے مشورہ کے بعد کئے جاتے ہیں اور عام طور پر متفقہ ہوتے ہیں۔ تاہم وہ (خلیفہ) حرف آخر ہوتا ہے اور اسے اپنا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ وہ مشاورتی کونسل کے فیصلہ کو رد کر کے اپنا فیصلہ دے سکتا ہے۔ مختصراً اس کے پیروکاروں کا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور مہربانی حاصل ہوتی ہے۔

(مرزا ناصر کی بات ناقابل فہم)

جناب والا! جب یہ مقدس ہستی کمیٹی کے روبرو پیش ہوئی تو سوال پیدا ہوا۔ بہرحال میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ جو مرزا صاحب کی نبوت کو نہیں مانتے۔ ان کے بارے میں انہوں نے کیا کہا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ ایسے لوگ کافر ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس (مرزا ناصر احمد) نے جواب دیا ”کافر“ سے مراد ایسا شخص نہیں جسے منحرف یا مرتد قرار دیا جائے۔ یا ایسا تارک الدین شخص جسے اسلام کے دائرے سے خارج کرنا پڑے۔ بلکہ ایسے کافر سے مراد ایک قسم کا گنہگار ہے یا ثانوی درجے کا کافر۔ کیونکہ وہ پیغمبر اسلام ﷺ پر تو ایمان رکھتا ہے۔ اس لئے مرزا ناصر احمد کے بقول ایسا شخص (جو مرزا غلام احمد کی نبوت کا انکار کرتا ہے) ملت محمدیہ کے اندر تو رہے گا مگر وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسے میں بالکل نہیں

سمجھ سکا۔ میں نے یہ بات سمجھنے کی انتہائی کوشش کی۔ جب ایک شخص کافر ہو جاتا ہے تو وہ کیسے:

”دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر ملت محمدیہ سے باہر نہیں۔“

آخر اس کا مطلب کیا ہے؟ کئی روز تک ہم اس مشکل میں مبتلا رہے۔ جناب والا! آخر کار جب میں نے مرزا ناصر احمد کو کلمۃ الفصل سے ص ۱۲۶ کا حوالہ پڑھ کر سنایا اور مندرجہ ذیل اقتباس کا مطلب دریافت کیا۔

”معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا ہے کہ کہیں میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکا نہ کھا جائیں۔ اس لئے کہیں کہیں بطور ازالہ غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے ہیں کہ ”وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔“ جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو، اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان۔“

(سچے مسلمان صرف قادیانی؟)

اس موقع پر میں نے مرزا ناصر احمد سے پوچھا کہ حقیقی مسلمان سے کیا مراد ہے۔ اس نے اپنے محضر نامے میں بھی سچے مسلمان کی تعریف میں کافی زیادہ تفصیلات بیان کی ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے کہا کہ حقیقی مسلمان کئی ایک ہیں۔ میں نے پوچھا کیا آج بھی ایسے (حقیقی مسلمان) موجود ہیں۔ کیونکہ یہ ایک بہت ہی مشکل تعریف ہے۔ مسلمان کی تعریف میں مرزا غلام احمد کو نبی ماننے یا نہ ماننے کا کوئی ذکر نہیں۔ اس لئے یہ خاص مشکل تعریف ہے۔ تو اس تعریف کے پیش نظر سچے مسلمانوں کا وجود اس زمانے میں ہے؟ مرزا ناصر احمد نے جواب دیا۔ ہاں! سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ میں خود حیران تھا کہ ایسے سچے مسلمان کہاں پر ہیں۔ جب میں نے سوال کیا تو وہ (مرزا ناصر احمد) سیدھا اور براہ راست جواب دینے سے ٹال مٹول کرنے لگا تو پھر میں نے پوچھا کہ: ”کیا غیر احمدیوں میں کوئی ایک بھی حقیقی مسلمان یا سچا مسلمان ہے۔“ تو اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ تو اس جواب پر بات ختم ہوگئی اور بحث اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ کیونکہ ان (احمدیوں) کے مطابق صرف وہی سچے مسلمان ہیں۔ باقی سب سیاسی مسلمان ہیں۔ بلکہ نام کے مسلمان، جعلی مسلمان، جھوٹے مسلمان۔ جب کہ سچا مسلمان۔ ایک اچھا مسلمان صرف ایک احمدی ہی ہو سکتا ہے یا احمدیوں میں سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تو جناب والا! یہ ہے معاملہ جس پر غور ہونا ہے۔ پھر اسی کتاب میں مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

''ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا، محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

(غیر احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتا)

ان غیر مبہم الفاظ کے باوجود جن میں کہا گیا ہے کہ جو مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مرزا ناصر احمد کہتے ہیں۔ ''نہیں، نہیں۔'' جب وہ (مرزا بشیر احمد) کہتا ہے کہ ''دائرہ اسلام'' سے خارج ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننے والا) پیغمبر اسلام ﷺ کی امت میں رہتا ہے۔ یہ ایسا نقطہ ہے جو ہم کافی وقت تک مرزا ناصر احمد سے سمجھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ تاکہ کوئی ایسی صورت نکل سکے کہ وہ تمام مسلمانوں کو مسلمان کے زمرہ میں شمار کریں۔ بالآخر کیا ہونا چاہئے۔ اس بات کا فیصلہ تو کمیٹی کو کرنا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ اگر وہ یہ کہہ دیں کہ ہم (غیر احمدی) مسلمان ہیں اور ہم کہیں کہ وہ (احمدی) مسلمان ہیں تو ایک دوسرے کو کافر کہنے کی فتویٰ بازی سے صرف نظر ہو سکے گا۔ لیکن مرزا ناصر احمد نے بڑے اکھڑپن سے کہا کہ غیر احمدیوں میں کوئی حقیقی مسلمان موجود نہیں۔ کوئی غیر احمدی شخص حقیقی مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب والا! مرزا ناصر احمد نے نماز اور شادی بیاہ کے متعلق بھی بہت سی باتیں کیں۔ مگر اس وقت میں ایک دوسرے موضوع پر معروضات پیش کروں گا اور اس نقطۂ (نماز، شادی بیاہ وغیرہ) پر اس وقت گزارشات پیش کروں گا۔ جب میں اس موضوع پر آؤں گا کہ کیا مرزا غلام احمد نے اپنی الگ امت بنائی تھی یا اسلام کے اندر ہی ایک نئے فرقہ کا اضافہ کیا تھا۔ میرا مطلب ان کی علیحدگی پسندگی کی ذہنیت سے ہے۔ جس کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔ جناب والا! مجھے وقت کی کمی کا احساس ہے۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ آخر کار اسی مسئلہ پر اراکین نے غور کرنے کے بعد فیصلہ دینا ہے اور سفارشات پیش کرنا ہیں۔ جناب والا! میں اراکین کو اسی بات کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جس کا میں پہلے ذکر کر رہا تھا۔ یعنی مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت)

جناب محمود اعظم فاروقی: اگر اتنی دیر تک بیٹھنا ہے تو میں برف ہو جاؤں گا۔ مجھے ٹمپریچر بھی ہے۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کی رضائی کا بندوبست کرنا ہے۔

میاں محمد عطاء اللہ: فاروقی صاحب ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ (مداخلت)

(**جناب یحییٰ بختیار:** جناب والا! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں یہ ایک بہت ہی اہم پہلو ہے جو خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔ اگر فیصلہ خلاف ہوتا ہے تو یہ اس جماعت پر اثر انداز ہوگا۔ مرزا غلام احمد نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر کہا کہ نبی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ میں مرزا بشیر الدین محمود کی کتاب ''احمدیت اور سچا اسلام'' ص ۲۸ کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔

''مختصراً، نبی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے وہ جو بنی نوع انسان کے گمراہ ہو جانے کے بعد اللہ کا قانون دوبارہ نافذ کرتے ہیں۔ جیسا کہ علیجا، عیسیا، عیزائیل، دانیال اور یسوع علیہم السلام۔ مسیح موعود نے بھی آخر الذکر نبیوں جیسا نبوت کا دعویٰ کیا اور وثوق کے ساتھ کہا کہ جس طرح یسوع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے آخری خلیفہ تھے۔ اسی طرح مسیح موعود اسلامی شریعت کے آخری خلیفہ ہیں۔ تحریک احمدیہ کی اسلام کے دیگر فرقوں کے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو عیسائیت کی یہودیت کے مقابلہ میں ہے۔''

جناب والا! یہاں پر ایک موازنہ کیا گیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر شریعت کے نبی تھا۔ اس کا تعلق یہودی نسل سے تھا۔ جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر کاربند تھا۔ آگے کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی پیغمبر اسلام ﷺ کے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں تھی۔ جناب والا! ہر مذہبی معاشرہ اور مذہبی نظام کے مطابق کسی بھی نبی کے پیروکار اپنے نبی کی ذات کے گرد ہی گھومتے ہیں۔ معاشرہ اسی طرح چلتا ہے۔ یہودی مذہب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات ہے۔ عیسائی مذہب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اسلام میں حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودی معاشرہ میں تشریف لائے تو فرمایا: ''یہ خیال مت کرو کہ میں (سابقہ) قانون شریعت یا نبیوں کو رد کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میں ان کی تردید نہیں بلکہ تکمیل کرنے آیا ہوں۔''

اس فرمان کی اہمیت پر غور کریں۔ ''میں (سابقہ) قانون شریعت یا نبیوں کو رد کرنے نہیں آیا۔ میں ان کی تردید نہیں بلکہ تکمیل کرنے آیا ہوں۔'' مرزا غلام احمد کہتا ہے: ''میں کسی تبدیلی کے لئے نہیں آیا۔ قرآن کا ایک نقطہ تک بھی تبدیل کرنے نہیں آیا۔ میں تو اس کا احیاء کرنا چاہتا ہوں۔''

یہ بالکل اسی طرح ہے جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے موسوی شریعت کی تعبیر کی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت کو، اپنا دوسرا رخسار پیش کرنے کا بدل بنا دیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے کہا کہ یہ سب کچھ تو تورات میں پہلے سے موجود ہے۔ یہی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم ہے۔ بالکل یہی کچھ مرزا غلام احمد نے شروع کیا۔ قرآن کریم کی تعبیر کرتے ہوئے الفاظ کو نئے معانی پہنائے۔ جیسا کہ خاتم النّبیین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور وفات سے متعلقہ آیات کے معانی اور مطالب۔

جناب والا! یہ ہے موازنہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا غلام احمد کی تعلیمات کا) آپ غور فرمائیں کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا تو یہودی معاشرے کا کیا بنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سابقہ شریعت کو بدل دیا۔ ان کے معاشرہ میں سے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گرد جمع ہوگئے۔ کسی بھی مذہبی معاشرے یا مذہبی نظام میں ایک محور ہوتا ہے۔ اس میں جب ایک اور محور کا اضافہ ہوگا کوئی اور ہستی آئے گی تو لازماً جھگڑے اور ناچاقیاں پیدا ہوں گی یا تو سارا نظام ہی تہ وبالا اور برباد ہو جائے گا۔ یا اس کا کچھ حصہ الگ ہو کر دنیا الگ مذہب بنا لیں گے۔ جیسا کہ عیسائیت اور یہودیت کے مابین ہوا۔

میرا ذاتی تأثر یہ ہے کہ مرزا غلام احمد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روش اختیار کرنا چاہتا تھا۔ تا کہ جب وہ کافی طاقت اور حمایت حاصل کرے تو اعلان کرے: ''میری اپنی الگ امت ہے۔'' یہ روش اس نے اختیار کی اور میں سمجھتا ہوں یہی اس کا مقصد تھا۔ کمیٹی کے اراکین کو اچھی طرح علم ہے۔ اس بارے میں کافی شہادت ریکارڈ پر موجود ہے اور میں نے کتاب میں سے حوالہ دیا ہے۔ (جس میں لکھا ہے) کہ مرزا غلام احمد نے اپنے پیروکاروں کے لئے مکمل ضابطۂ حیات چھوڑا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے پیروکاروں کو شادی بیاہ کے متعلق احکام جاری کئے۔ میں نے احمد نامی کتاب سے حوالہ دیا ہے۔ جس کے ص ۵۴ پر مندرجہ شادی بیاہ سے متعلقہ احکامات کا میں اعادہ کرتا ہوں۔

''اسی سال جماعت کے سماجی رشتوں کی استواری اور جماعت کے مخصوص خدوخال کی نگہداشت کی خاطر اس نے شادی بیاہ اور سماجی تعلقات کے لئے احکامات جاری کئے اور احمدیوں کو اپنی بیٹیوں کی شادیاں غیر احمدیوں کے ساتھ کرنے کی ممانعت کردی۔''

اگر آپ ایک ہی امت سے ہیں۔ بھائی بھائی ہیں تو پھر ایسے احکام دیئے جاسکتے تھے؟

اور یہ بھی کہتے ہیں: ”میں امتی ہوں۔“ اور وہی عقیدہ رکھتا ہوں۔ جناب والا! اس (مرزاغلام احمد) نے نماز اور نماز جنازہ کے متعلق بھی احکام جاری کئے۔ میرے پاس کئی ایک حوالہ جات ہیں۔ مگر میں آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ کمیٹی یہ حوالہ جات سماعت کر چکی ہے۔ مرزا ناصر احمد نے بڑی شدت سے یہ اصرار کیا کہ: ”ہم غیر احمدیوں کی نماز جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں نے ہمارے خلاف فتوے دیئے تھے۔ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ کفر کے ان فتوؤں کی گھن گرج میں ہم ان (مسلمانوں) کے جنازے میں شریک نہیں ہو سکتے۔“

(مرزاناصر کا ٹال مٹول)

وہ کئی روز تک اسی بات پر مصر رہے اور اس طرح کئی دن ضائع ہو گئے۔ در حقیقت میں چاہتا تھا کہ مرزا ناصر احمد صاف گوئی سے کام لیں۔ اگر آپ کا کوئی عقیدہ ہے تو صاف گوئی سے کہیں۔ ٹال مٹول کیوں ہو۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ٹال مٹول سے کام لیا اور بار بار یہی اصرار کیا کہ وہ ان فتوؤں کی وجہ سے ہمارے (مسلمانوں) کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔

قائد اعظم کی نماز جنازہ کے متعلق مرزا ناصر احمد نے کہا کہ چونکہ مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی نے ہمارے خلاف فتویٰ دے رکھا تھا۔ اس لئے سر ظفر اللہ نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا۔ میں نے سوال کیا کہ چلیں ایسا ہی سہی۔ یہ بتائیں کہ آپ نے اپنے امام کے پیچھے کسی اور جگہ پر غائبانہ نماز جنازہ کیوں ادا نہ کی تو مرزا ناصر احمد نے جواب دیا اسے معلوم نہیں کہ (احمدیوں میں سے) کسی نے (نماز جنازہ) پڑھی تھی یا نہیں۔ اس نے جواب کو ٹال دیا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہنا پڑتا ہے کہ یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا اور کمیٹی کو معلوم ہے کہ آخر کار کیا نتیجہ نکلا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ فتوؤں کے بہانے میدان مار لیں گے۔ کیوں ایسے بے شمار فتوؤں سے مصر ہیں۔ لیکن آخر کار میرے ایک سوال پر حقائق سامنے آ ہی گئے۔ میں نے سوال کیا کہ کیا مرزا غلام احمد کا ایک بیٹا فضل احمد نام کا تھا، جو احمدی نہیں ہوا تھا۔ مرزا ناصر احمد نے کہا کہ یہ بات درست ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ فضل احمد مرزا صاحب کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ جواب دیا کہ یہ بھی درست ہے۔ میں نے سوال کیا کہ کیا مرزا صاحب نے اپنے بیٹے فضل احمد کی نماز جنازہ پڑھی۔ مرزا ناصر احمد نے جواب دیا نہیں۔ میں نے سوال کیا۔ فضل احمد نے مرزا صاحب کے خلاف کوئی فتویٰ دیا تھا۔ مرزا ناصر احمد نے جواب دیا۔ نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کیا فضل احمد سے مرزا صاحب ناراض تو نہیں تھے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے خود کہا تھا: ”کہ بڑا فرمان بردار بیٹا تھا اس نے کبھی شرارت

نہیں کی۔" اور کہ: "ایک دفعہ میں بیمار پڑ گیا۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو یہ بچہ (فضل احمد) کھڑا تھا اور رو رہا تھا۔"

ان سب باتوں کے باوجود مرزا غلام احمد نے فضل احمد کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا کہ وہ اس کو مسلمان نہیں سمجھتا تھا۔ مرزا غلام احمد اس کو کافر سمجھتا تھا۔ چنانچہ فتووں کی تمام کہانیاں بے معنی ہو کر رہ گئیں۔

جناب والا! شادی بیاہ کا بھی یہی حال ہے۔ اس (مرزا ناصر احمد) نے کہا وہ ایسا اس لئے نہیں کرتے کہ مسلمان (مسلمان سے مراد غیر احمدی ہیں) قادیانی لڑکیوں سے اچھا سلوک روا نہیں رکھتے اور وہ یعنی احمدی لڑکیاں دینی فرائض اسلام کے احکامات کے مطابق ادا نہیں کر سکتیں۔ یہ کس قدر گستاخانہ اور توہین آمیز جواب ہے۔ اپنے اعتقادات کو سب سے بہتر طور پر سمجھنے والے انسان صرف احمدی ہی ہیں۔ دوسری جانب مرزا ناصر احمد کہتے ہیں۔ ہاں! مسلمان لڑکی کی شادی ایک احمدی سے ہو سکتی ہے۔ مگر احمدی لڑکی کی شادی کسی غیر احمدی سے نہیں ہو سکتی۔ احمدی لڑکی مسلمان خاوند کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی۔ جب کہ مسلمان لڑکی احمدی خاوند کے ساتھ خوش رہ سکتی ہے۔

(مسلمان یہود و نصاریٰ جیسے؟)

جناب والا! ان کی طرف سے یہ خوشی اور ناخوشی کا دعویٰ بھی غلط ہے۔ کیونکہ ان کی اپنی چھوٹی سی کتاب کلمۃ الفصل جسے نامعلوم میں کئی مرتبہ پڑھ چکا ہوں کہ ص۱۶۹ پر کتاب کے مصنف مرزا بشیر احمد نے ان الفاظ میں وضاحت کی ہے: "غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔"

جناب والا! یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیں (مسلمانوں) کو اسی طرح سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ عیسائی یہودیوں کو سمجھتے ہیں۔ وہ ہمیں وہی حیثیت دیتے ہیں جو نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے بارے میں یہودیوں اور نصاریٰ کو دیتے تھے۔ احمدی، مسلمانوں کو اسی طرح سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ یہودیوں اور عیسائیوں کو الگ امت اور الگ قوم سمجھتے تھے۔ لیکن ان کی لڑکیوں کو

مسلمان مردوں سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ مسلمان لڑکیوں کو ان (یہودیوں اور عیسائی مردوں) سے شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ بالکل یہی پالیسی احمدیوں نے مسلمانوں کے لئے اختیار کی ہوئی ہے۔

(قادیانیوں میں علیحدگی پسندی کا رجحان)

مزید یہ کہ میں نے مرزا ناصر احمد سے علیحدگی پسندگی کا رجحان رکھنے کے متعلق بار بار سوال کیا۔ وجہ یہ تھی کہ میں اسے پورا پورا موقع دینا چاہتا تھا کہ وہ واضح کر چکے کہ احمدیوں یا قادیانیوں میں اس قسم کا کوئی رجحان نہیں ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ احمدیوں کے ہاں ایک متوازی نظام موجود ہے۔ بعینہ اسی طرح جیسا کہ عیسائیت اور اسلام میں ہے۔ احمدیت کا اسلام کے مقابلے میں متوازی نظام موجود ہے اور یہ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ مرزا صاحب اپنی ایک الگ امت بنا رہے تھے۔ اس کی ایک اور مثال ہے۔ ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب نے اپنے پیروکاروں کو مردم شماری میں ایک الگ فرقہ کے طور پر رجسٹر کروانے کا حکم دیا جو کہ اپنے آپ کو ”احمدی مسلم“ کہتے تھے۔ جناب والا! مرزا بشیر الدین محمود احمد نے کہا تھا اور یہ بات میں نے مرزا ناصر احمد کو بطور حوالہ پیش کی تھی کہ: ”ہمارا اللہ! ہمارا نبی، ہمارا قرآن، ہماری نماز، ہمارا حج، ہمارا روزہ، ہماری زکوٰۃ، غرض ہماری ہر چیز دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہے۔“

میں نہیں سمجھتا اس کا مطلب کیا ہے۔ مرزا ناصر احمد نے کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ ہم ان (اللہ، نبی، قرآن، نماز، حج، روزہ، زکوٰۃ) کی خود تعبیر کرتے ہیں۔ اس نے (جماعت احمدیہ کی) علیحدگی پسندگی کے رجحانات کے متعلق بہت سی وضاحتیں کہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً سیاسی میدان میں مسلمانوں کے نقطۂ نظر کی حمایت کرتے رہے ہیں اور یہ بات کمیٹی کے زیر غور آنا چاہئے۔ اس (مرزا ناصر احمد) نے ایک طویل تاریخ بیان کی۔ سر ظفر اللہ کی خدمات کا تذکرہ کیا۔ اپنے والد مرزا بشیر الدین محمود احمد کی کشمیر کمیٹی میں خدمات کا ذکر کیا۔ یہ بات یاد رہے کہ ڈاکٹر اقبالؒ نے اس کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ کیونکہ قادیانی اس کمیٹی کو اپنے مفاد کی خاطر استعمال کرنا چاہتے تھے۔ تاہم اس کو نظر انداز کرتے ہوئے مرزا ناصر احمد کا زور اس بات پر تھا کہ انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے مفاد کی خاطر کام کیا ہے اور مسلمانوں کا ساتھ دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ایک خطبہ میں جو کہ ۱۳ر نومبر ۱۹۴۶ء کے اخبار میں شائع ہوا تھا۔ کہا تھا کہ اگر برٹش گورنمنٹ نے مسلم لیگ کے خلاف کوئی کارروائی کی تو اسے مسلم قوم کے

خلاف حملہ تصور کیا جائے گا اور وہ (قادیانی) مسلم قوم کی حمایت کریں گے۔ یہ یقیناً مسلمانوں کی حمایت کے مترادف ہے۔ مگر اخبار کے اسی شمارے میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب وہ یہ کہتا ہے تو اسی وقت اپنا ایک ایلچی وائسرائے کے پاس بھجوا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جس طرح عیسائیوں اور پارسیوں کو نمائندگی دی گئی ہے اور ان کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ اسی طرح ''ہمارے حقوق کا بھی تحفظ کیا جائے۔'' اور برطانوی وائسرائے یا کوئی دوسرا اعلیٰ عہدیدار اس کو یا اس کے نمائندہ کو جواب دیتا ہے۔ ''آپ ایک مسلم فرقہ ہیں جو کہ اقلیت میں ہے۔ مذہبی اقلیت۔'' مرزا بشیرالدین محمود احمد نے جواب دیا کہ احمدیوں کے مفادات کا بھی اسی طرح تحفظ کیا جائے۔ ''اگر وہ ایک پارسی پیش کریں گے تو میں ہر ایک پارسی کے مقابلہ میں دو احمدی پیش کر سکتا ہوں۔'' یہ استدلال انہوں نے خود اختیار کیا ہے۔ جناب والا! اس نقطہ پر میں پھر ڈاکٹر محمد اقبال کا حوالہ دوں گا۔ وہ فرماتے ہیں: ''قادیانیوں کی علیحدگی پسندی کے اس رجحان کے مدنظر جو کہ انہوں نے مذہبی اور سماجی معاملات میں تواتر کے ساتھ اس وقت سے اختیار کر رکھا ہے۔ جب سے (مرزا غلام احمد) کی نبوت کو ایک نئی جماعت کے جنم کی بنیاد بنایا ہے اور اس رجحان کے خلاف مسلمانوں کے شدید ردعمل کے پیش نظر یہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ ازخود قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین اس بنیادی اختلاف کا نوٹس لے اور مسلمان قوم کی جانب سے کسی رسمی احتجاج کا انتظار نہ کرے۔ مجھے اس بارے میں حکومت کے سکھ قوم کے بارے میں کی گئی کارروائی سے حوصلہ ملا ہے۔ ۱۹۱۹ء تک سکھ قوم کو ایک الگ سیاسی اکائی نہیں مانا جاتا تھا۔ لیکن بعد میں سکھ قوم کی طرف سے کسی رسمی احتجاج کے بغیر ہی انہیں یہ درجہ دے دیا گیا تھا۔ باوجود اس امر کے کہ لاہور ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ سکھ، ہندو ہیں۔''

جناب والا! علامہ محمد اقبال کی رائے میں قادیانی خود ہی اپنے کو ایک علیحدہ مذہبی جماعت قرار دیئے جانے پر اصرار کرتے رہے ہیں اور اس میں اس اعتراض کا بھی جواب ہے کہ ایوان کو انہیں علیحدہ مذہبی جماعت قرار دینے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ اس لئے کہ لاہور ہائی کورٹ اور پریوی کونسل نے فیصلہ دیا تھا کہ سکھ قوم ہندو قوم کا حصہ ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ پارلیمنٹ نے سکھوں کو الگ قوم قرار دے دیا تھا۔ پارلیمنٹ ایسا کرنے کی مجاز ہے۔ یہ بات بھی کمیٹی کے ذہن نشین رہنی چاہئے۔ جناب والا! قادیانیوں کے بارے میں علامہ محمد اقبالؒ مزید فرماتے ہیں: ''ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے۔ لیکن اسلام کا وجود بطور ایک قوم اور

معاشرہ تمام تر نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کا مرہون منت ہے۔ میرے خیال میں قادیانیوں کے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو وہ صاف صاف بہائیوں کا طریقہ اختیار کریں یا اسلام کے نبوت کے ختمیت کے نظریے کو ترک کر دیں اور اس سے پیدا ہونے والی الجھنوں کا مقابلہ کریں۔ ان (قادیانیوں) کی طرف سے شاطرانہ تعبیریں محض اس خواہش کے باعث کی جارہی ہیں کہ وہ اسلام کی گود میں بیٹھ کر سیاسی فوائد حاصل کریں۔"

جناب والا! علامہ محمد اقبالؒ آگے فرماتے ہیں: "دوسری بات جسے ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ قادیانیوں کی اپنی پالیسی اور عالم اسلام کے بارے میں ان کا رویہ ہے۔ تحریک احمدیہ کے بانی نے مسلمان قوم کو "سڑا ہوا دودھ" اور اپنے پیروکاروں کو "تازہ دودھ" کے نام سے پکارا اور موخر الذکر کو اوّل الذکر کے ساتھ میل جول رکھنے سے منع کیا۔ اس کے علاوہ ان کا بنیادی عقائد سے انکار۔ ان کا اپنے آپ کو نیا نام (احمدی) بطور جماعت دینا۔ ان کا عام مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شرکت نہ کرنا۔ مسلمانوں سے شادی بیاہ کے معاملات میں بائیکاٹ وغیرہ، وغیرہ! اور سب سے بڑھ کر ان کا اعلان کہ تمام عالم اسلام کافر ہے۔ یہ تمام باتیں بلاشبہ قادیانیوں کی (بطور قوم) اپنی علیحدگی کا اعلان ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مندرجہ بالا حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ وہ (قادیانی) اسلام سے کہیں زیادہ دور ہیں۔ بہ نسبت سکھوں کے ہندوؤں سے دوری کے۔ سکھ کم از کم ہندوؤں سے شادی بیاہ تو کرتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مندروں میں عبادت نہیں کرتے۔"

جناب والا! تو علامہ اقبال کے یہ نظریات ہیں۔ میں یہ معروضات کر رہا ہوں کہ وہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ میں نے پورے احترام کے ساتھ مرزا ناصر احمد کو اس ریزولیوشن کی طرف نشاندہی کی تھی جو انگلینڈ میں ربوہ کے واقعہ کے بعد احمدیوں نے پاس کیا تھا۔ جس میں انہوں نے اپنے آپ کو "احمدی مسلمان" کہا اور "پاکستان کے غیر احمدی مسلمانوں" کی مذمت کی۔ انہوں نے ان کا ذکر بطور پاکستانی کے کیا تو یہ ہیں وہ حالات جس میں انہوں نے خود کو مقید کر رکھا ہے۔

(اسلام کی مقدس شخصیتوں کے بارہ میں قادیانی متوازی نظام)

جناب والا! علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام میں مقدس ہستیوں کے مقابلے میں انہوں نے ایک متوازی نظام قائم کر رکھا ہے۔ صحابہ اور اہل بیت انتہائی واجب الاحترام ہستیاں ہیں۔ مثلاً امیر المؤمنین، ام المؤمنین۔ اس متوازی نظام سے انتشار پیدا ہوا۔ پھر جب ہم (مسلمان) خوش ہوتے ہیں۔ وہ (قادیانی) خوش نہیں ہوتے۔ جب ہم ناخوش ہوتے ہیں وہ

خوش ہوتے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم میں جب انگریزوں نے عراق کو فتح کر لیا تو مسلمان ناخوش ہوئے۔ لیکن انہوں نے قادیان میں چراغاں کیا۔ ہم نے اللہ کے فضل سے ایک الگ ملک حاصل کیا۔ کیونکہ ہماری سوچ ایک فرد واحد کی سوچ کی مانند تھی۔ ہم خواہ سندھی ہوں، بلوچ ہوں، پٹھان ہوں، پنجابی ہوں، نفسیاتی طور پر ہم ایک دوسرے سے پیوست ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا فہم اور ادراک ان سے بہت مختلف ہے۔ یہ مختصر بھی کمیٹی کے ذہن نشین رہنا چاہئے۔ گو کہ جیسا میں کہہ چکا ہوں۔ ان کی طرف سے جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس پر بھی غور کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کریں گے۔

جناب والا! اب میں اختتام کی طرف آتا ہوں۔ میں نے کافی وقت لیا ہے۔ اب میں دستور کے مطابق احمدیوں کی حیثیت کے بارے میں گذارشات کروں گا۔ فیصلہ خواہ کچھ بھی ہو۔ اراکین جو بھی راستہ اختیار کریں۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ وہ پاکستانی ہیں اور وہ شہریت کا پورا پورا حق رکھتے ہیں۔ ''ذمی'' یا دوسرے درجے کے شہری ہونے کا پاکستان میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یاد رکھئے کہ پاکستان لڑ کر حاصل نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ مصالحت اور رضامندی سے حاصل کیا گیا تھا۔ یہ ایک معاہدہ تھا جس کی بنیاد دو قومی نظریہ پر تھی۔ ہندوستان میں ایک مسلمان قوم تھی اور دوسرے ہندو قوم۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے ذیلی قومی گروہ تھے۔ پاکستان کی تخلیق کے ساتھ مسلمان قوم بھی تقسیم ہوگئی اور اس کا ایک حصہ ہندوستان میں رہ گیا۔ ہم ان کو بے یارومددگار نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ کیونکہ پاکستان کو معرض وجود میں لانے کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ چنانچہ یہ قرار پایا ان کے شہری اور سیاسی حقوق ہندوؤں کے حقوق کے برابر ہوں گے۔ اسی طرح ہم پاکستان میں ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کو مساوی شہری اور سیاسی حقوق دیں گے۔ اس بات کا ذکر آپ کو چوہدری محمد علی کی لکھی ہوئی کتاب **"Emergence of Pakistan"** (ایمرجنس آف پاکستان) میں ملے گا۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس ۱۱؍ اگست ۱۹۴۷ء کو ہوا تھا۔ جسے قائداعظم نے خطاب کیا تھا۔ وہ ایک نہایت مشکل دور تھا۔ بے شمار مسلمان شہید ہوگئے تھے۔ قربانیاں دی گئی تھیں۔ اس معاہدہ کے باوجود ہندو مسلمان کو ذبح کر رہے تھے۔ جس کا قدرتی طور پر پاکستان میں ردعمل ہوا۔ قائداعظم نے مسلمانوں سے پرامن رہنے کی پرسوز اپیل کی۔ وہ ہمیں اپنے وعدے کا احساس دلا رہے تھے۔ وہ حکومت پاکستان کو اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ کی یاددہانی کرا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا: ''آپ اپنے مندروں کو جانے میں آزاد ہیں۔ اپنی مسجدوں میں جانے کو آزاد ہیں۔''

اور مزید فرمایا: ''وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو، ہندو نہیں رہے گا اور مسلمان مسلمان نہیں رہے گا۔ مذہبی طور پر نہیں بلکہ سیاسی طور پر یعنی یہ کہ سب کے لئے سیاسی آزادی برابر ہوگی۔''

گو اس تقریر کو غلط معنی پہنائے گئے اور کہا گیا کہ قائداعظم نے دو قومی نظریہ کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ وہ ایک وعدے اور معاہدے کی بات کہہ رہے تھے۔ اس کے بعد بھی قائداعظم نے دو قومی نظریہ کی وکالت کی۔ جس کی وضاحت چوہدری محمد علی نے اپنی کتاب میں کی ہے۔ نظریہ یہ تھا کہ ہم بحیثیت قوم اقلیتوں کے ساتھ مساوی سلوک کے قول کو یاد رکھیں اور دستور میں دیئے گئے حقوق کو یقینی بنائیں۔ جن میں نہ صرف بلا تخصیص ملازمت حاصل کرنے کے حقوق مساوی، قانونی حقوق، قانونی تحفظ کے حقوق شامل ہیں۔ بلکہ اپنے مذہب کے پرچار اور عمل کرنے کے حقوق اور مذہبی اداروں کے تحفظ کے حقوق بھی شامل ہیں۔ یہ بات کمیٹی ازراہ کرم اپنے ذہن میں رکھے گی۔ یہ ان کے حقوق ہیں۔ خواہ آپ انہیں الگ جماعت قرار دیں یا نہ دیں۔ یہ ان کے حقوق ہیں اور آئین ان حقوق کا تحفظ مہیا کرتا ہے اور آئین کے تحفظ اور سربلندی کا حلف معزز اراکین نے لے رکھا ہے۔

جناب والا! اگر اس قسم کا فیصلہ ہوا تو کئی الجھنیں پیدا ہوں گی۔ یہ بات میں قادیانیوں کے نقطۂ نظر سے کر رہا ہوں۔ وہ کیا کہتا ہے خطوط جو آپ کو ملے ہیں۔ خطوط جو مجھے ملے ہیں۔ ان کو ذہن میں رکھئے۔ وہ کہتا ہے خبردار! آپ مجھے غیر مسلم کہہ دیں گے۔ لیکن بیرونی دنیا میں مجھے مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں

وہ کہتا ہے اس گنجلک پر غور کریں۔ میں نمازیں پڑھوں گا۔ روزے رکھوں گا۔ میں اسلام کے تمام شعائر پر عمل کروں گا۔ پھر بھی آپ مجھے کافر کہیں گے اور کافر یہ سمجھیں گے کہ میں مسلمان ہوں اور اس سے مشکلات اور الجھنیں پیدا ہوں گی۔ یہ سب کچھ وہ ہے جو وہ (قادیانی) کہتے ہیں اور ان کا نقطۂ نظر پیش کرنا میرا فرض ہے۔

آخر میں جناب والا! میں اپنی طرف سے تشکر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے آپ (چیئرمین صاحب) کا اور پھر تمام اراکین کا، جنہوں نے میرا نقطۂ نظر سمجھنے میں میری امداد فرمائی۔ مجھے بالخصوص تو کسی کا ذکر نہیں کرنا چاہئے۔ تاہم پھر بھی میں مولانا ظفر احمد انصاری

صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے میری بہت امداد فرمائی اور جناب عزیز احمد بھٹی صاحب کا بھی۔ دونوں احباب نے میری بہت اعانت فرمائی۔ درحقیقت میں ہر رکن کا ہی شکرگزار ہوں۔ سب ہی میری معروضات سمجھنے میں میری امداد فرمائی۔ مجھے امید ہے کہ جو گزارشات میں نے پیش کی ہیں وہ کسی قدر کارآمد ہوں گی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ!)

(**جناب چیئرمین:** جناب اٹارنی جنرل! میں اپنی طرف سے اور ایوان کمیٹی کے اراکین کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ بات ریکارڈ پر رہے کہ آپ نے کس قدر محنت اور کاوش ان مہینوں میں کی ہے جو کہ نہ صرف کمیٹی کے لئے بلکہ پورے ملک کی خاطر تھی۔ ہم سب اس کے لئے شکرگزار ہیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ! اب میں معززین اراکین سے گذارش کرتا ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی صاحب پوچھنا چاہیں)

مولانا عبدالحق صاحب! آپ تو تقریر کر چکے ہیں۔

مولانا عبدالحق: اٹارنی جنرل صاحب نے جس فہم وفراست سے اس مسئلے کی توضیح فرمائی ہے، اس کا اجر عظیم اللہ ان کو عطاء فرمائے۔ اس دینی خدمت کے لئے غیبی نصرت 3049 تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہماری ترجمانی یعنی کمیٹی کی ترجمانی کے لئے انہی کو منتخب فرمایا اور انہوں نے اپنے فریضے کو بہت ہی احسن طریقے سے انجام دیا ہے۔

Mr. Chairman:* *He has been true to his duties.

میں نے سب ممبران کی طرف سے شکریہ ادا کر دیا ہے۔ مولانا ظفر احمد انصاری صاحب!

(مولانا ظفر احمد انصاری کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: جناب والا! مجھے اس کا احساس ہے کہ میں پہلے خاصا وقت لے چکا ہوں اور اب دیر بھی ہو گئی ہے۔ ابھی میرے پاس بہت سی چیزیں تھیں جو جلد سے جلد میں کہنا چاہتا تھا۔ لیکن اٹارنی جنرل صاحب نے بہت سی چیزوں کی وضاحت کر دی ہے، اس لئے میں بہت مختصراً اس پر آؤں گا۔

مرزائیوں کے دونوں گروپوں کے نمائندوں نے، جو آئے تھے، بہت سے مغالطے پیدا کئے۔ بعض کو میں نے اس روز رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ چند ایک اور ہیں جن کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جہاد کے متعلق انہوں نے بہت سے اقتباسات مختلف علماء کے پیش کئے۔ لیکن ان میں بنیادی فرق، جو میں نے اس روز بتایا اور نام لے لے کر بتایا، وہ یہ ہے کہ کئی علماء نے

جہاد کا فتویٰ دیا اور جہاد کیا۔ دوسرے فاضل مقررین نے بھی بتایا۔ یقیناً ایسے علماء بھی تھے جن کا یہ مؤقف تھا کہ اس وقت جہاد کی شرائط نہیں ہیں، حالات سازگار نہیں ہیں، کامیابی کے امکانات نہیں ہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو ہمیشہ زیرِ غور آتی ہے۔ لیکن کسی کو یہ جرأت نہیں ہوسکی اور کبھی کسی مسلمان کو بھی جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ یہ کہے کہ جہاد ہمیشہ کے لئے منسوخ ہوگیا ہے۔ ایک فتویٰ بھی ایسا نہیں دکھایا جاسکتا جس میں یہ کہا گیا ہو کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے اور جہاد کا حکم موقوف قرار دیا گیا ہے۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم سے بند کیا گیا۔ دین کے لئے آج سے زمینی جہاد کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ اس طرح کی چیزیں، جب کہ قرآن اور حدیث [3050] میں واضح احکام موجود ہیں اور بہت معروف حدیث ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ مغالطہ کہ کسی خاص وقت میں جہاد کے لئے شرائط پائی جاتی ہیں، حالات سازگار ہیں یا نہیں ہیں، یہ بالکل ایک چیز ہے اور یہ کہنا کہ جہاد منسوخ ہوگیا ہے، قطعاً بند ہوگیا ہے، یہ وہ چیز ہے جو اسلام کے بنیادی احکام کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔

(علماء کے فتووں پر اعتراض کی وضاحت)

علماء کے فتوے کے سلسلے میں مشترکہ بیان میں کچھ وضاحت آگئی ہے۔ لیکن ایک بنیادی فرق کی طرف میں آپ کے توسط سے ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ علمائے کرام جو فتوے دیتے ہیں، وہ اپنے علم کی بنیاد پر دیتے ہیں، دلائل شرعی کی بنیاد پر دیتے ہیں، اور اکثر فتوے جو ممتاز مفتی صاحبان دیتے ہیں، اس میں دلیل رکھ دیتے ہیں کہ قرآن کی فلاں آیت یا فلاں حدیث یا فلاں امام کا حکم ہے۔ اسی طرح سے وہ دیتے ہیں۔ یعنی وہ ان کے علم پر مبنی ہوتا ہے، جس قدر کسی کا علم ہو۔ اس میں کوئی الہامی کیفیت نہیں ہوتی۔ یعنی اس میں یہ دعویٰ نہیں ہوتا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے جس میں غلطی کا امکان نہیں ہے۔ بہت سی مثالیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک عالم فتویٰ دیتا ہے۔ کچھ دن کے بعد اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میں کوئی بات رہ گئی تھی یا کسی حدیث پر اس کی نظر نہیں پڑی تھی، تو وہ خود اس فتوے کو واپس لیتا ہے۔ اس دور کے ایک بہت معروف عالم مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کوئی پونے دو سو صفحے کی کتاب ہے۔ پوری کتاب جس میں انہوں نے ان تمام فتووں کو جمع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے ترمیم کی یا جن کو واپس لیا ہے۔ یہ کوئی اس طرح کا دعویٰ نہیں ہوتا۔ کہ یہ کوئی خطاؤں سے پاک ہے۔ پھر ایک مفتی نے فتویٰ دیا، اسی ملک کے دوسرے لوگ اس سے اختلاف بھی کرسکتے ہیں۔ اس لئے علماء کا فتویٰ اور مرزا صاحب یا ان کے صاحبزادے نے

جوفتویٰ دیا ہے یا اب جو دے رہے ہیں، ان دونوں میں بہت اختلاف ہے۔

3051 عالم اسلام کے سلسلے میں بہت سی چیزیں جناب اٹارنی جنرل صاحب نے فرمادی ہیں، اس لئے ان پر مجھے مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ بہر حال ایک دو چیزیں ہیں جن کی طرف میں خاص طور پر آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ پہلے وہ اقتباس آ چکا ہے کہ ترکوں سے مذہباً ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پورے مسلمانان ہند نے ترکوں کی حمایت میں جس وقت ان پر حملہ ہوا۔ جنگ ہو رہی تھی، ان کو مٹایا جا رہا تھا تو شاید کم سے کم میری عمر کے لوگوں کی یاد میں اتنا زیادہ جوش وخروش مسلمانوں میں کبھی پیدا نہیں ہوا جتنا خلافت کی تحریک میں پیدا ہوا۔ اس کے بعد فلسطین کا قصہ ہے، اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مسلم لیگ کا کوئی اجلاس ایسا نہیں ہوتا تھا، ہم بڑی دشواریوں سے گزر رہے تھے، لیکن کوئی اجلاس ایسا نہ ہوتا تھا کونسل کا، کہ جہاں فلسطین کے لئے ہم نے ریزولیوشن پاس نہ کئے ہوں اور اس وقت سے لے کر اب تک یعنی حکومت بن جانے کے بعد بھی، اس سے پہلے بھی، فلسطین کے مسئلے میں ہم سو فیصدی پوری طرح عربوں کے حامی رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ لیکن ان کا قول میں آپ کو سناتا ہوں جس میں انہوں نے یہ لکھا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ ''عرب فلسطین کے حکمران ہونے کے مستحق نہیں ہیں۔'' یعنی ہمیشہ کے لئے ان کا استحقاق ہی ختم کر دیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ چونکہ وہاں کے مسلمان ایک نئے نبی کے منکر ہیں تو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کے بعد یہودیوں سے وہ جگہ چھین لی گئی تو اب جو ایک نیا نبی آیا ہے اس کے چونکہ منکر ہیں اس لئے یہ اس کی تولیت کے، اس کے مالک ہونے کے، اس کے حکمران ہونے کے مستحق ہی نہیں ہیں۔ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں ویسے بھی اور اب اس اسلامی کانفرنس کے انعقاد کے بعد بہر حال ہمیں اپنی قومی اور اجتماعی زندگی میں ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھنا پڑے گا کہ دنیا کے کون سے ممالک نہ صرف مذہبی حیثیت سے بلکہ اور حیثیتوں سے ہمارے ساتھ ہیں تو اس سلسلے میں بھی ان کا مؤقف ہم سے کس قدر مختلف ہے وہ میں نے واضح کیا ہے۔

(کلمہ گو؟)

3052 اب انہوں نے بار بار یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے اور بہت عرصے سے یہ کہہ رہے ہیں کہ صاحب! ہم کلمہ گو ہیں، ہمیں کافر کیسے کہا جاتا ہے اور پھر یہ جو ہے کہ عربی، کہ جو کوئی تمہیں سلام کرے اسے کافر نہ کہو، اسے مؤمن سمجھو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اس معیار کا سبق وہ

ہمیں دے رہے ہیں یا خود بھی اس پر عمل پیرا ہیں؟ کیا ۷۵ کروڑ مسلمان دنیا کے لا الــــــہ الا اللّٰہ محــمـد رسول اللّٰہ کے قائل نہیں ہیں؟ کیا ان کے ہاں اسلام رائج نہیں ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ ان چیزوں کے معنے یہ نہیں لیتے۔ خود کو مسلمان کیوں توقع کرتے ہیں؟ جب وہ کسی کو احمدی بناتے ہیں تو کیا وہ صرف کلمہ پڑھا کر بناتے ہیں؟ وقت نہیں ہے ورنہ میں وہ سناتا۔ بہر حال وہ بیعت سب نے دیکھی ہوگی۔ جس میں ایک بیعت یہ ہے کہ ہم مرزا غلام احمد کے تمام دعوؤں کو صحیح جانتے ہیں اور خلیفہ وقت کی معروف میں پوری طرح اطاعت کریں گے۔ اس کے بغیر احمدی نہیں ہو سکتے اور جب احمدی نہ ہوا تو وہ مسلمان نہ ہوا۔ تو ان کے نزدیک تو مسلمان ہونے کا معیار یہ ہے، اور ہم سے وہ یہ کہتے ہیں کہ بس جو کوئی تم سے راہ چلتے سلام کرلے اس کو مسلمان سمجھو، تو معیار تو ایک ہی ہونا چاہئے اور مسلمانوں سے بیزاری کا عالم یہ ہے کہ یہ بھی فتویٰ ہے کہ غیر احمدیوں کا کفر بیّنات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ کوئی مسلمان مرجائے تو اس کے لئے دعائے مغفرت کی ممانعت ہے۔ اس لئے ہم سب کا کفر جو ہے یہ بیّنات سے ثابت ہے ان کے نزدیک۔

(خدا تعالیٰ کے بارہ میں قادیانی تصور)

اب اس روز میں نے کچھ عرض کیا تھا کہ جیسا کہ انہوں نے کہا کہ ہماری ہر چیز علیحدہ، ہمارا خدا الگ، ہمارا رسول الگ اور سب چیزیں۔ کچھ چیزوں کی تفصیل اور دوستوں نے بیان کی تھی۔ بہر حال خدا کا جو تصور ان کا ہے ہمارا وہ تصور نہیں ہو سکتا۔ کبھی ہم خدا کے لئے یہ تصور نہیں کر سکتے کہ کوئی مسل لے جائے گا آدمی، اور اس کے اوپر وہ دستخط کرے گا، روشنائی چھڑکے گا اور اس کو چارپائی پر بٹھائے گا اور بیٹا کہے گا اور اس 3053 کے بعد نہایت ہی بیہودہ قسم کے تصورات بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرد بن گیا اور کیا قصہ ہے ان کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے بتایا کہ وہ عورت بن گئے اور وہ بہت خوبصورت عورت تھی اور پھر یہ کہ اب جنت میں تم میرے ساتھ رہو۔ تو بہر حال اس طرح کے بیہودہ تصور ہمارے ہاں نہیں ہیں۔

رسول کا تصور بھی ہمارا مختلف ہے۔ قرآن کے متعلق میں بتا چکا ہوں کہ ان کے ہاں! ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہے کہ جیسا کہ قرآن مجید، تورات اور انجیل کا ہے، اور بہر حال حدیث پر مقدم ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے اقوال پر مرزا غلام احمد کا الہام جو ہے وہ مقدم ہے۔ یہ اقتباس آ چکا تھا، پہلے یہ۔ (منکرین خلافت کا انجام، ص ۱۹)

(قادیانی ہر امر میں مسلمانوں سے علیحدہ تصور رکھتے ہیں)

اب آپ دیکھئے کہ ہماری دینی اصطلاح میں خدا، رسول، قرآن، حدیث، وحی اور الہام کی بھی یہ ہے کہ وحی ہمارے نزدیک منقطع ہو چکی ہے اور تمام دینی لغتوں میں اس کی تعریف جو انگریزی لغتوں میں بھی، انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز میں بھی، اور وہ بھی یہ ہے کہ وحی وہ چیز ہے جو رسولوں پر، انبیاء پر جو کلام نازل ہوتا ہے۔ وحی اور الہام کا تصور ہمارے نزدیک مختلف ہے، اور عظمت انبیاء کا تصور بھی ہمارے نزدیک مختلف ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر کسی نبی کا تعین کیا جائے تو انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ عظمت اہل بیت میں بھی یہی ہے اور ان کی جو رائے ہے، وہ اقتباسات میں آ چکا ہے۔ حج کے متعلق بھی دیکھا جائے کہ اب قادیان کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے منتخب کیا ہے۔ جہاد کے بارے میں عرض کر چکا ہوں۔ درود کے متعلق میں نے بتایا تھا اور اس روز فوٹو اسٹیٹ بھی دیا تھا۔ اس کو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ لیکن ایک دوسرا درود انہیں میں نے بتایا تھا ان کی کتابوں میں، جس کا فوٹو اسٹیٹ اب بھی موجود ہے اور چھپا ہوا کتاب میں بھی ہے۔ (عربی)

یہ درود ہے ان کا۔ صحابہ کے متعلق بھی ان کا تصور اور ہے 3054 اور ہمارا تصور اور ہے، بلکہ بالکل مختلف ہے۔ آئمہ کے متعلق جو تصور ہے وہ بالکل مختلف ہے۔ امہات المومنین کے متعلق بھی جو تصور ہے وہ بالکل مختلف ہے۔ مسجد اقصیٰ کا تصور مختلف ہے۔ اصحاب صفہ کا تصور مختلف ہے۔ مکہ اور بیت اللہ کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ وہ چوبارہ جہاں بیٹھ کر وہ (مرزا قادیانی) ذکر کیا کرتے تھے۔ اس کے لئے اللہ نے کہا ''من دخلہ کان آمنا'' کہ جو اس میں داخل ہوا وہ امن پا گیا۔ حالانکہ یہ آیت جو ہے وہ حرم شریف کے متعلق ہے۔ قادیان کے لئے انہوں نے لکھا ہے کہ ہم تو قادیان کو مکہ اور مدینہ دونوں سمجھتے ہیں۔ مگر لاہوری قادیان کو مکہ سمجھتے ہیں اور لاہور کو مدینہ سمجھتے ہیں۔ یہ گویا فرق ہے دونوں میں۔ یہ ہمارے ہاں طریقہ رائج ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم وفات پا جاتا ہے تو اسے مرحوم نہیں کہتے۔ ہم اس کو آنجہانی لکھتے ہیں۔ سرسید مرحوم کو جہاں ذکر کیا ہے انہوں نے ہر جگہ آنجہانی لکھا ہے، جیسے ہم ہندوؤں کے متعلق لکھتے ہیں یا عیسائیوں کے متعلق لکھتے ہیں۔ پرسوں میں نے یہ اقتباس بھی پیش کیا تھا کہ مسلک اور مکتبہ فکر کا اختلاف تو مسلمانوں میں ہوتا ہے۔ لیکن دین کے متعلق کسی نے نہیں کہا کہ ہمارا دین مختلف ہے۔ اس روز میں نے اقتباس سنایا

تھا کہ انہوں نے کہا کہ جس دین کو مرزا صاحب لے کر آئے ہیں، انہوں نے کہا کہ اللہ اس کا غلبہ کرے گا۔ امت کے متعلق اقتباس آ چکا ہے، تو وہ ایک الگ امت ہیں۔

اب میں بہت مختصر آپ کو ایک ایسے الفاظ سناتا ہوں، مسلمانوں کے عقیدے کے اعتبار سے اور جذباتی اعتبار سے، رسول کریم ﷺ سے جو تعلق ہے، اتنے عرصے تک ان کی ہر طرح کی اہانت آمیز باتیں برداشت کی ہیں۔ پوری مسلمان قوم کے لئے، صلحاء کے لئے، انبیاء کے لئے، خود رسول ﷺ کے متعلق اور ہمارے ہاں نعتیں رائج ہیں۔ جس سے انسان کے اندر ایک جذبہ ابھرتا ہے اور اس کی ایک تسکین ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی عظمت میں نعت اور صلوٰۃ وسلام انہوں نے [3055] اپنے لئے الگ بنایا ہے۔ میں اس کے چند شعر سناتا ہوں۔ صلوٰۃ وسلام جگہ جگہ ہوتے ہیں۔ اب ان کے ہاں جو ہوتا ہے صلوٰۃ وسلام وہ یہ ہے:

”اے امام الوریٰ سلام علیک
مہ بدر الدجیٰ سلام علیک
مہدی و عیسیٰ موعود احمد مجتبےٰ سلام علیک
مطلع قادیان پہ تو چکا ہو کے شمس الہدیٰ سلام علیک
تیرے آنے سے سب نبی آئے مظہر الانبیاء سلام علیک
سکت وحی محبت جبریل سدرۃ المنتہیٰ سلام علیک
مانتے ہیں تیری رسالت کو اے رسول خدا سلام علیک“

یہ الفضل میں یکم رجولائی ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اس سے زیادہ ایک اور دل آزار نظم ہے اور ہر جگہ گویا توازن قائم ہے ایک رسول ﷺ کے مقابلے میں، ہم رسول مدنی ﷺ کہتے ہیں اور اس پر ہماری بے شمار فارسی میں، اردو میں نعتیں ہیں۔ اب رسول مدنی ﷺ کے وزن پر انہوں نے قدنی بنایا ہے، وہ بھی اشعار ہیں:

(رسول قدنی)

”اے میرے پیارے ارے میری جان رسول قدنی
تیرے صدقے تیرے قربان رسول قدنی
انت منی و انا منک خدا فرمائے
میں بتاؤں تیری کیا شان رسول قدنی

عرش اعظم پہ حمد تیری خدا کرتا ہے
ہم ناچیز ہیں کیا شان رسول قدنی
دستخط قادر مطلق تیری مسلوں پہ کرے
اللہ اللہ تیری شان رسول قدنی
3056 پہلی بعثت میں تو محمد ہے اب احمد ہے
اس پر یہ اترا ہے قرآن رسول قدنی"

اب آگے ملاحظہ ہو:

"سرمۂ چشم تیری خاک قدم بنوا لے
روز عاصم شہہ جیلانی رسول قدنی"

(رواداری یا بے حمیتی)

اب یہ اشتعال انگیزی اور ایذا رسانی کی انتہاء ہوگئی۔ لیکن اتنا زمانہ مسلمانوں کو برداشت کرنا پڑا۔ یہ غلط تصور رواداری کا تھا، اور رواداری تو اسے نہیں کہہ سکتے۔ بے حمیتی کہہ سکتے ہیں یا جہالت کہہ سکتے ہیں۔ بہر حال ہم سب اس میں گرفتار رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے۔

اب اس کے لئے ہم جو حل پیش کرنا چاہتے ہیں جو پورے ایوان کا میلان معلوم ہوتا ہے، وہ حل کیا ہے؟ ہم اس مسئلہ کا وہ حل نہیں پیش کرنا چاہتے جو مذہبی اختلاف کی بناء پر جس طرح عیسائیوں نے یہودیوں کے مسئلے کو حل کیا۔ جس طرح فرانس میں، انگلستان میں، پرتگال میں، اسپین میں، اٹلی میں، جرمنی میں اور روس میں اس مذہبی اختلاف کی بناء پر جو کچھ کیا گیا ہم وہ حل نہیں پیش کرتے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ انکے سامنے یہ دو چیزیں ہیں، یا تو اپنے مذہب سے تائب ہو یا تم جلاوطن کیئے جاؤ گے یا قتل کیئے جاؤ گے۔ ہم یہ نہیں، کہتے۔ حالانکہ ہماری دل آزاری انہوں نے اس سے زیادہ کی ہے۔ ہم وہ اس وقت نہیں کہتے۔ ہم اس قسم کا بھی کوئی حل پیش نہیں کرنا چاہتے جو دوسری نظریاتی مملکتیں کرتی ہیں۔ عذاب دینا، ایذا دینا، اس سے بھی نیچے اتر کر نسلی بنیادوں پر جہاں امتیازات ہیں، وہاں کے دستور میں جو چیزیں ہیں ہم وہ بھی نہیں کہتے۔ آسٹریلیا کے دستور میں مثلاً یہ چیز ہے کہ انتخابات کے موقع پر:

"Aborginial natives shall not be counted. No-

election law shall disqualify any person other than a native."

3057 یا جنوبی افریقہ کی حکومت تھی اور جناب! امریکہ کے دستور میں ہے کہ:

"Excluding Indians, not taxed."

یعنی سب کو حق ہے، ان کو حق نہیں ہے۔ ہمارے سامنے اس طرح کا کوئی حل نہیں ہے۔ ہم جو حل پیش کرنا چاہتے ہیں اس کی حیثیت یہ ہے کہ ہم ان کی اس درخواست کو جو انہوں نے ۲۸ سال پہلے انگریزوں کے سامنے پیش کی تھی، جو ۱۳ر نومبر ۱۹۴۶ء کو شائع ہوئی ہے، ہم ان کی اس درخواست کو منظور کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں بھی عیسائیوں اور پارسیوں کی طرح حقوق دیئے جائیں۔ ہم ان کے لئے وہی کرنا چاہتے ہیں، عین ان کی منشاء کے مطابق کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ان کے دل میں فساد نہیں ہے تو انہیں خوش ہونا چاہئے کہ ان کی درخواست ۲۸ سال پہلے ان کے آقا منظور نہیں کر سکے تھے۔ آج ہم اس درخواست کو منظور کرتے ہیں تو اگر فساد کی نیت نہ ہو تو انہیں یہ سمجھنا چاہئے اور ہمارے اور ان کے درمیان صورت اب یہ ہوگئی ہے کہ:

ہم بھی خوش نہیں وفا کر کے
تم نے اچھا کیا نبھا نہ کی

ایک زمانہ گزرا ہر طرح کی چیزوں کو ہم برداشت کرتے رہے۔ لیکن انہوں نے اپنی پالیسی کے مطابق ربوہ میں جو واقعہ کیا اس کے بعد ظاہر ہے کہ پوری قوم مشتعل ہوئی۔ انہوں نے یہ سمجھ کر نہیں کیا، اتنے نادان نہیں ہیں کہ وہ سمجھتے ہوں کہ اتنے بڑے واقعہ کے بعد قوم سوتی رہے گی۔ ان کا منشاء یہ تھا کہ اس طاقت کا مظاہرہ کر کے دیکھیں کہ کتنا ہمارا رعب پڑتا ہے۔ یہ ان کی تحریروں میں موجود ہے کہ فلاں وقت تک تم اتنی طاقت فراہم کر لو کہ دشمن تمہارے رعب سے مرعوب ہو جائے۔ بہر حال یہ اس انگریز نے بھی منظور نہیں کیا تھا جس کے یہ خود کاشتہ پودے تھے اور جس کے متعلق ایک جملہ ان کا سناتا ہوں، اس وقت نہیں آیا تھا کہ ''غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ ہے۔'' تو انہوں نے بھی اس درخواست کو نہیں مانا تھا۔ ہم 3058 ازراہ فیاضی اور ازراہ فراخ دلی اس درخواست کو مانتے ہیں، اور ان کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں، اس شرط کے ساتھ کہ اگر پاکستان کے ساتھ غداری اور اس کے ساتھ بے وفائی کا مظاہرہ نہ کیا گیا۔ یہ سب کچھ ہے اور اس سارے اعلان کے بعد

بہر حال ان کی نگرانی کرنی پڑے گی، دیکھنا پڑے گا کہ ان کی نقل و حرکت کیا ہے، ان کے جو عزائم ہیں اس کے متعلق یہ کیا کرتے ہیں۔

عالم اسلام کے سلسلے میں بہت سے لوگوں کا خیال ہے دوسری جگہوں پر کہ جہاں انہوں نے مراکز قائم کئے ہیں، بہت سے لوگوں کو مسلمان بنایا ہے، تو وہاں اس کے برے اثرات ہوں گے۔ ایک جگہ کا میں صرف آپ سے مثال کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ نائیجیریا میں ابھی وسط اپریل میں ایک کانفرنس ہوئی اور اس میں تمام مسلم مکاتب فکر اور مسلم تنظیموں کے لوگ بلائے گئے۔ ان کو دعوت نہیں دی گئی تھی۔ اسی بناء پر نہیں دی گئی تھی کہ یہ مسلمان نہیں سمجھے جاتے۔ بہر حال جو لوگ ان کے دام فریب میں آ چکے تھے جب ان کو یہ پتہ چلا انہوں نے کہا کہ ہمیں کیوں نہیں بلاتے؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ آپ ایک دوسرے نبی کی امت ہیں، تو انہوں نے کہا کہ ہم کو غلط فہمی رہی۔ بہت بڑی تعداد وہاں سے تائب ہو گئی اور تائب ہونے کے بعد اس قدر بے زاری لوگوں میں پیدا ہوئی کہ انہوں نے اپنا مشن بند کیا۔ لیکن اب ایک دوسرے نام سے ”تحریک انوار اسلام“ سے وہاں کام کر رہے ہیں۔

شام میں ۱۹۵۷ء میں وہاں کے مفتی اور ایک بہت عظیم شخصیت کے خاندان سے ابوالدین عابدین کے فتویٰ پر ۱۹۵۷ء میں وہاں کی انٹیریر گورنمنٹ نے ان کے خلاف تحقیقات کیں اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ جاسوسی کرتے ہیں، اسلام کی بیخ کنی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہاں ان کو بین (**Ban**) کیا گیا۔ ان کے آفس اور پراپرٹی کو سیل کیا گیا۔ اسی طرح مصر میں جب معلوم ہوا کہ یہ اسرائیل کے لئے جاسوسی کرتے ہیں، ان کا داخلہ ممنوع ہوا۔ سعودی عرب کا آپ لوگ جانتے ہیں۔

(قادیانیوں کا الگ شمار)

[3059] تو ایک درخواست آپ لوگوں نے ان کی منظور کر لی اور شاید کل اس پر پوری منظوری آ جائے۔ ایک دوسری چیز یہ ہے کہ انہوں نے، مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۱ء میں حکومت سے درخواست کی تھی کہ ہمارے ماننے والوں کو مردم شماری میں الگ لکھا جائے۔ وہ درخواست بہر حال انگریزوں نے منظور کر لی۔ لیکن ۱۹۳۱ء تک اس پر عمل درآمد ہوا، ۱۹۴۱ء میں نہیں ہوا۔ ایک میری گزارش ہے کہ اس درخواست پر ہم دوبارہ عملدرآمد شروع کریں اور ان کی مردم شماری الگ سے ہو۔

ایک مغالطہ انہوں نے...... یعنی اتنی صریح بہت سی غلط بیانیاں کی ہیں۔ لیکن بالکل واضح طور پر اٹارنی جنرل صاحب کے سوال کے جواب میں انہوں نے یہ کہا کہ ہم سیاسی جماعت

نہیں ہیں۔ اب میں اس سلسلے میں صرف چند اقتباسات آپ کو سنا دیتا ہوں۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ میں کسی معزز ممبر کو بند نہیں کروں گا، بالکل، جتنی مرضی ہے تقریر کریں جی، اب کوئی خیال نہیں ختم نبوت کا۔ نو بجتے ہیں تو گھڑیاں دیکھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ نہیں جی! بالکل آج ساری رات بیٹھیں گے۔ اب دین کے ساتھ محبت کہاں گئی ہے؟ مولانا صاحب! آپ تقریر کریں۔ ٹھیک ہے جی! بیٹھیں گے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: میں مختصراً اس چیز کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ سیاسی جماعت نہیں ہیں، یہ انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا۔ یہ خالص سیاسی جماعت ہیں، اور ایسی سیاسی جماعت جو تشدد کے ذریعے، خون خرابے کے ذریعے حکومت پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ اس سلسلہ میں میں چاہتا ہوں کہ چند اقتباسات پیش کروں۔ کہتے ہیں: [3060]"پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں، وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں۔ جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہوتی ہے وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیعت نہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔ پس اس سیاست کے مسئلے کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا ہے۔ آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جھوٹی بیعت کرتا ہے۔" (الفضل، ۱۳؍اگست ۱۹۲۶ء)

پھر لکھتے ہیں، دوسرا قول ہے: "غرض سیاست میں کوئی غیر دینی فعل نہیں۔ بلکہ یہ دینی مقاصد میں شامل ہے۔ اب پھر سیاسی بات آتی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک احمدی یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصے کے اندر ہی خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ لیکن بہرحال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہو سکتا، ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل ہوگی بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی۔ جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔" (الفضل مورخہ ۲؍اکتوبر ۱۹۳۹ء)

اس کے بعد ہے کہ: "میرا خیال ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے ہیں عدم تعاون سے نہیں۔" یہ ۱۹۳۵ء کا ہے، جب انگریزوں سے تعاون کی بات چل رہی تھی۔

[3061] **جناب چیئرمین:** چوہدری ممتاز صاحب، میاں مسعود احمد صاحب اور محمد اسلم صاحب واپس تشریف لے آئیں۔ شہزادہ صاحب! آپ بھی تشریف لے آئیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ کتابیں ہاتھ میں اٹھائیں اور دروازوں کی طرف چل دیئے۔ آپ فرمائیں جی! شہزادہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ دروازے بند کردیں، باہر سے لاک کردیں۔ چلیں جی، انصاری صاحب! فرمائیں۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: یہ کہتا ہے کہ......

ملک محمد اختر: سر! میں جاسکتا ہوں؟

جناب چیئرمین: ہاں! آپ جائیں وجہ معقول ہے، بڑی معقول وجہ ہے۔ دروازے بند کردیں۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: ''پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا (چارج) سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے۔''

جناب چیئرمین: بیگم شیریں وہاب صاحبہ جاسکتی ہیں۔ صرف بیگم شیریں وہاب صاحبہ۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: ''ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے'' کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔

میاں محمد عطاء اللہ: پوائنٹ آف آرڈر، سر! عورتوں کے ایک جیسے حقوق ہیں، پھر عورتیں بھی نہیں جاسکتیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، آپ تقریر کرنے دیں ان کو۔ *There is reason for that.*

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: یہ مارچ ۱۹۲۲ء کا ہے۔ تفصیل اس وقت نہیں رہی۔ اس کے بعد ۱۹۳۵ء کا ہے: [3062]''اس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کردی ہے۔ یاد رکھو سیاسیات، اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ و تعلیم کے ذریعے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں ہم اسلام کی ساری تعلیم جاری نہیں کرسکتے۔''

یعنی حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش سیاست سے علیحدگی کے باوجود۔ اب آگے لکھتے ہیں کہ: ''ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرے۔ ایک ایسی تبدیلی جو

ایک قلیل ترین عرصے میں اسے دوسری قوتوں پر غالب کر دے۔“

یہ ۱۹۴۹ء کا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد اب یہاں کون سی قوتیں ہیں جن پر وہ غلبہ چاہتے ہیں، یہ ایوان کے معزز ممبران خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ پھر آگے ہدایت ہے کہ: ”پاکستان میں اگر ایک لاکھ احمدی سمجھ لیے جائیں تو نو ہزار (۹۰۰۰) احمدیوں کو فوج میں جانا چاہئے۔ فوجی تیاری نہایت اہم چیز ہے۔ جب تک آپ جنگی فنون نہیں سیکھیں گے کام کس طرح کریں گے۔“

یہ آپ لوگوں کے علم میں ہوگا کہ فرقان بٹالین جس کو لیاقت علی خان مرحوم نے Disband کیا تھا، اس کے متعلق بڑا پروپیگنڈا کیا گیا کہ اس نے بڑا کام کیا ہے۔ تو اس کے لئے جو تمغے تقسیم ہوئے وہ ربوہ کے سیکرٹریٹ کے اندر ہوئے۔

آگے موجودہ خلیفہ جو ہیں ان کا ارشاد ہے: ”میں تمام جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس (۲۵)“ تیس (۳۰) سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہے جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام (یعنی قادیانیت) قبول کر چکی ہوگی۔ دنیا کی سب طاقتیں مل کر اس انقلاب کو نہیں روک سکیں گی۔“ 3063

بہرحال یہ بے شمار ہیں۔ آگے ظفر اللہ صاحب کی تقریر ہے......

جناب چیئرمین: آپ نے جو لکھ کر دینا تھا وہ نہیں دیا آپ نے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: نہیں، جناب! اس کا کوئی وقت نہیں ہے۔ اب ظفر اللہ صاحب کی تقریر کہ: ”اگر احمدیہ جماعت برسر اقتدار آ جائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں گے، دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے گا، سود پر پابندی لگا دی جائے گی اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے گی۔“

یہ بہرحال حکومت کا قصہ ہے۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ: ”حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا میسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں نہ سنے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہو اسے عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔“

یہ تو بہرحال ہے۔ میں مختصراً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جماعت احمدیہ کے ہاتھ جب حکومت آئے گی تو جو لوگ احمدیت سے باہر ہوں گے ان کی حیثیت چوہڑوں اور چماروں کی ہو

گی۔ بہرحال یہ حکومت آنا اور حکومت کی کوشش کرنا اور اس کے لئے تیاری کرنا، جیسا کہ میں نے اس روز کہا تھا کہ "ایک لاکھ سائیکل سوار اور دس لاکھ گھوڑ سوار اور نیزہ باز اور اتنی عورتیں" یہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونا چاہئے۔

اس سب کے باوجود دنیا میں زیادہ سے زیادہ فیاضانہ سلوک ہوسکتا ہے اس راستے کو سوچ رہے ہیں ہم۔ لیکن اس کے ساتھ یہ لازمی ہے کہ ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جائے اور جب جو تجویزیں وہاں ہیں: [3064]"وہ لوگ جو واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے وہ سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے۔ صرف باقی ہم رہ جائیں گے۔ ہر ایک کو موت نظر آ رہی ہے اور صرف ہم کو زندگی دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے متعلق کہا گیا ہے کہ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی۔ مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت ہمیں دی جائے گی۔ حکمران ڈر رہے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی۔ مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی۔" (مداخلت)

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: تو بہرحال! اس کو صرف ریکارڈ پر لانا پیش نظر تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ معزز ممبران کا بہت سا وقت میں نے لیا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے دوبارہ ان چیزوں کو پیش کرنے کا موقع دیا۔ شکریہ!

Mr. Chairman: *Thank you very much. Any honourable member who would like to speak?*

Member: *No.*

Mr. Chairman: *Any honourable member who wants to speak?*

اگر کسی نے اپنے کسی بیان میں کوئی تصحیح کرنی ہے یا دوبارہ کوئی *Add* کرنا ہے؟

جناب محمود اعظم فاروقی: میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ رہنے دیں۔ اگر آپ کریں گے تو پھر یہ ڈسکشن ہوگی اس پر، آپ رہنے دیں۔ میں ان سے پوچھ رہا ہوں۔

[3065]**مولانا محمد ظفر احمد انصاری:** جناب سپیکر صاحب! ایک گزارش مجھے کرنی ہے کہ یہ ساری چیز ریکارڈ میں آ رہی ہے۔ میرے خیال میں یہ پوری کارروائی ہاؤس کمیٹی کے ریکارڈ میں آئے گی۔

جناب چیئرمین: ہم جب ریکارڈ *Complete* کریں گے تو یہ باتیں *Omitt* کردیں گے۔

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: یہی میں کہہ رہا تھا کہ جو چیزیں اس سے متعلق ہیں......

جناب چیئرمین: نہیں، صرف وہ کریں گے، باقی جو یہ ہمارے ریمارکس ہیں آپ کے، یا اپنی ڈسکشن جو کراس ایگزامینیشن سے پہلے ہوئی تھی یا بعد میں ہوئی تھی، *That we shall not make part of the record.* یہ ریکارڈ ہم نے پبلیش کرنا ہے، اس کو اناؤنس کرنا ہے۔ *That will take some time until and unless we correct it, Sir.* کیونکہ یہ جو باتیں ہیں یہ پبلک میں نہیں جائیں گی۔

ایک رکن: نہیں جائیں گی؟

جناب چیئرمین: اسی واسطے انہوں نے اعتراض کیا ہے کہ شاید یہ ریکارڈ پر نہ آ جائیں۔

جناب محمود اعظم فاروقی: جناب! مجھے ایک گھنٹہ بولنے کی اجازت دیں۔

Mr. Chairman: *Is the House prepared to grant him leave to speak for one hour?*

Members: *No, no.*

Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari: *Sir, he can speak in the lobby, if he likes it.*

Mr. Chairman: *Before we rise for tomorrow, I want to place it again on the...*

[3066]**مولانا عبدالحق:** فرمائیں جی! فرمائیں۔

ایک رکن: جناب! بیٹھنے دیں ان کو، بیٹھ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: تو کل کے لئے میں عرض کروں، میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ہماری *Almost last meeting* ہے اور آپ تمام دوستوں نے، حضرات نے، ممبران نے اس کو نہ صرف ایک ڈیوٹی سمجھ کے بلکہ اس کو اپنا ایک جزو ایمان سمجھ کے یہ فرض سرانجام دیا ہے۔ اس کے لئے میں آپ کا نہ صرف مشکور ہوں۔ بلکہ آپ کو مبارکباد

پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے ملک کے نام اور جمہوریت کی بقاء کے لئے اڑھائی مہینے بیٹھ کر خدمت کی ہے اور میں اس سے زیادہ ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ ***Recommendations*** آپ کے سامنے آئی ہیں اور مجھے انشاءاللہ تعالیٰ امید ہے بلکہ مجھے پہلے دن سے یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اس میں ***Unanimously*** متفقہ طور پر کوئی نہ کوئی چیز ہاؤس کے سامنے لائیں گے۔ تو کل صبح سیشن نہیں ہوگا۔ اس واسطے کہ کسی ڈیبیٹ کی ضرورت نہیں۔ ڈیبیٹ ختم ہو چکا ہے۔ تمام ضروری مراحل طے ہو چکے ہیں۔ نیشنل اسمبلی کو ***Recommendations*** پیش ہو جائیں گی۔ آپ نے ان کا ***Explanation*** سن لیا، اٹارنی جنرل کی تقریر بھی سن لی، کتابوں کے حوالہ جات اور تمام ***Formalities*** پوری ہو چکی ہیں۔ اب کل قومی اسمبلی میں بل پیش ہوگا۔ کل ڈھائی بجے سیشن ہوگا۔ ممکن ہے اسٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس بھی ہو۔ ابھی ڈسکشن جاری ہیں۔ بل لیجسلیشن کی صورت میں آئے گا۔ ہم نے ریکارڈ بھی ***Prepare*** کرنا ہے۔ کل ڈھائی بجے اسپیشل کمیٹی کا اجلاس ہوگا۔

For legislation or whatever positive or nagat'ive hes to be done. The Special Committee will last for about one hour or two hours for finalising recommendations; and then, at 4:30, recommendations shall be presented to the National Assembly which will hold an open session. The National Assembly meets always in open session. But because of the 3067 ***gravity of the situation and the prevailing political condition in the country, we would be strict in the admission not only to the galleries but to the premises of the Assembly even. Passes will be issued only to the family members of the M.N.A's or their relatives. This restriction will be only for tomorrow. This restriction will apply even to the admission in the cafeteria or inside Gate No.3 and 4.***

Definitely there will be restrictions, and I am sorry for the inconvenience to the honourable members. They will be allowed to come in without any bag in hand. Such things will be avoided under all circumstances. It is for the information of the honourable members. Cards will be issued to them. I am again thankful and grateful to you. Thank you very much.

(قانون سازی کے لئے یا جو کچھ بھی اس میں تبدیل کرنا پڑے۔ خصوصی کمیٹی ایک گھنٹے یا دو گھنٹوں تک برقرار رہے گی تا کہ تجاویز کو حتمی شکل دی جا سکے اور پھر ساڑھے چار بجے ان تجاویز کو قومی اسمبلی کے اوپن سیشن میں پیش کیا جائے گا۔ اس میں تجاویز کو حتمی شکل دی جائے گی۔ قومی اسمبلی کا اجلاس ہمیشہ اوپن سیشن ہوتا ہے۔ لیکن صورتحال کی نزاکت اور ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال کے پیش نظر ہم نہ صرف گیلریوں میں بلکہ اسمبلی کے حدود اربعہ میں بھی داخلے پر سختی کریں گے۔ پاس صرف ایم۔ این۔ ایز کے اہل خانہ اور ان کے رشتہ داروں کو جاری کئے جائیں گے۔ یہ پابندی صرف کل کے لئے ہوگی۔ اس پابندی کا اطلاق کینٹے ٹیریا میں اور گیٹ نمبر ۳، ۴ میں داخلے پر بھی ہوگا۔ یقیناً ان پابندیوں سے معزز اراکین کو پریشانی ہوگی۔ جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ انہیں ہاتھ میں کسی بیگ وغیرہ کے بغیر آنا ہوگا۔ ایسی چیزوں سے ہر صورت میں اجتناب کیا جائے گا۔ یہ معزز اراکین کی معلومات کے لئے میں نے بتایا۔ انہیں کارڈ جاری کئے جائیں گے۔ میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا بے حد شکریہ!)

The Special Committee of the whole House adjourned to meet at half past two of the clock, in the afternoon, on Saturday, the 7th September, 1974.

(قومی اسمبلی کے مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء ہفتہ اڑھائی بجے شام تک کے لئے ملتوی ہوا)

No. 21 400

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 7th September, 1974

(Contain Nos. 1—21)

CONTENTS

Pages

1 Qadiani Issue—General Discussion—*(Concluded)* ... 3072-3076

2 Resolution to Declare the Qadiani Group and the Lahori Group as Non Muslims *(Adopted unanimously)*. ... 3077-3081

3. Secrecy of the Proceedings ... 3081-3083

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD

No. 21

THE

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 7th September, 1974

(Contain Nos. 1—21)

3071 *THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN*

(قومی اسمبلی پاکستان)

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE.

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 7th September. 1974.

(کل ایوانی خصوصی کمیٹی بند کمرے کی کارروائی)

(۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء، بروز ہفتہ)

The Special Committee of the Whole House met in Camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at half past two of the clock, in the afternoon. Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس اسمبلی چیمبر (سٹیٹ بینک بلڈنگ) اسلام آباد بند کمرے میں اڑھائی بجے دوپہر جناب چیئرمین (صاحبزادہ فاروق علی) کی زیر صدارت منعقد ہوا)

(Recition from the Holy Quran)

(تلاوت قرآن شریف)

[3072] *QADIANI ISSUE- GENERAL DISCUSSION*

Mr. Chairman: *It is very pleasant to find the House full after two and a half months. It was full on the 30th of June and credit to all those honourable members who have remained sitting here for two and a half months. There might be slight inconvience to those persons to whom cards have been issued because we will open the gates of the Assembly when we conclude this at 4:30. So they will have to wait outside, those persons to whom the cards have been issued, and I think we must have a tea break for about fifteen minutes. Then we will meet at about 3:20 pm.*

[The Special Committee adjourned for tea break to meet at 3:20 pm.]

[The Special Committee re-assembled at 3:40 pm., Sahibzada Farooq Ali in the Chair.]

Mr. Chairman: *Yes, Mr. Law Minister. I would request the honourable members to be attentive. One hundred and seventeen members are present.*

Mr. Abdul Hafeez Pirzada (Minister for Law and Parliamentary Affairs): *Mr. Chairman, three months of an ordeal before the Special, Committee of the National Assembly and 90 years of history, full of agony, of the Muslims of the Sub- continent is about to come to an* *end.*

When this question arose soon after the 29th of May, no one could even have remotely imagined that this august body would be burdened with the onerous task of resolving a highly complicated and intricate issue involving religious sentiments of millions of Muslims in the Sub-continent and all over the world. Today, it is the victory of the democracy and the democratic institutions and democratic norms and traditions. That is why I say that an agonising chapter comes to an end. The issue with greater vengeance did arise in the Sub-Continent on previous occasions 3073 *also. There have been confrontations and 'munazras'. There have been killings. There have been serious riots and law and order situations, and at least on one occasion in the past democratic Governments were toppled and Martial Law was imposed in the country because of disturbances arising out of the same issue.*

Sir, this is not the occasion to make a long speech. We have sat here day in and day out, but I would be failing in my duty if I did not pay a tribute to the members of this august House. Never before in the history of parliamentary democracy in South-East Asia has a democratic institution like the Parliament or the National Assembly undergone such an experience. We have parliamentary democracy in the newly created State of Bangla Desh. We have parliamentary democracy in Sri Lanka. We have *parliamentary democracy in India. These, Sir, are countries in South-East Asia which have had parliamentary democracy in one from or other; even Bangla Desh when it was with us; but you shall not find a precedent of this nature in the parliamentary history of any of these countries. Under heavy odds, very provocative and offensive conditions, my colleagues, you the members of this august House, sat here patiently and objectively to arrive at a national decision, and the issue was referred to you so that you could arrive at a decision, not of an individual but a decision of the nation of Pakistan, whose representatives you are and whose mandate you hold, by virtue of which you call yourself the National Assmebly or the Special Committee of the National Assembly of Pakistan.*

We have heard this matter for the last three months. I must confess my own ignorance from the point of view that I did not know about this issue as deeply as some other members. Having heard it at length, we can feel why a muslim had such a deep and emotional reaction to this issue. One thing that emerged as a result of our deliberations and sittings and discussions is that our concept as popularly understood by Muslims of the finality of Prophethood of Mohammad (peace be upon him) is a fundamental article of faith of all Muslims, and no matter what happens, this fundamental article of faith of the finality of Prophethood cannot be compromised by Muslims *in any sense. That is why I said, Sir, that this was not an issue of the Government, this was not an issue of the Opposition; we had to treat it as a national issue, and the nation could ill afford to divide itself on such a vital issue and therefore,* [3074] *the effort of the Government, through the Government leader, the Prime Minister of Pakistan, as also all our friends who sit across the floor, was to look and search for a consensus so that the nation should not be divided on such a vital issue and the decision of the National Assembly should come unanimously and by consensus.*

It is my proud privilege on behalf of the majority party and my friends there who have authorised me to move a Resolution to state before this august Committee that such consensus and unanimity has been arrived at. Sir, in a few minutes, the members of this august House shall have before them a proposed resolution that I intend to move on behalf of my self, Maulana Mufti Mahmood, Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi, Prof. Ghafoor Ahmad, Mr. Ghulam Faruq, Ch. Zahur Ilahi and Sardar Moula Bakhsh Soomro. In this resolution, we have given the draft of recommendations that we would like to make. Now, Sir, this contains the recommendations. This has to be distributed along with the copy of the Consitution Amendment Bill.

Mr. Chairman: *That too is bieng circulated.*

Mr. Abdul Hafeez Pirzada: *This should not be circulated separately. Sir, now I have got the original copy. I* *would like to place it for the purpose of record. Sir, what we propose for the consideration of the Committee and adoption by it, in the form of recommendation, is a resolution which contemplates constitutional measures, which contemplates legislative, administrative and procedural measures, and which also contains a reiteration of assurance of safety, security and safeguard of life, liberty, property, honour and fundamental rights of all citizens of Pakistan irrespective of the community that they belong to. Constitutional amendments I will explain and so also legislative and procedural amendments that we recommend. Before that, I would like to say that as soon as these recommendations are approved by this august House, which I am confident will be unanimous as would appear from the moving of this resolution, we will convert ourselves immediately thereafter into the National Assembly and I will take before the National Assembly the recommendations of the Committee, which, on approval, would entitle the moving of the Constitution Amendment Bill. We hope that in today's sitting we would pass the Constitution Amendment Bill and today it would be* 3075 *transmitted to the Senate and we hope that the Senate would also pass it today so that the Chapter should stand closed today.*

Now, Sir, the constitutional amendments that I recommend on behalf of myself and my friends are two-fold, that the Constitution of Pakistan be amended to include a *definition of a person who is not a Muslim. This definition should come by an addition of a clause to Article 260. There are two clauses in Article 260 of the Constitution. This article deals with definition and we would like to add clause (3) to this Article to give the definition of a non-Muslim as under:*

"(3) A person who does not believe in the absolute and unqualifed finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) the last of the Prophets, or claims to be a prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon him), or recognizes such a claimant as a prophet or a religious reformer, is not a Muslim for the purposes of the Constitution or law."

Sir, the second amendment that we propose in the Constitution is related to Article 106, clause (3), which deals with reservation of seats in Provincial Assemblies for communities, over and above the general seats that have been prescribed, and the amendment that I propose in clause (3) of Article 106 is that at the end of the word or after the word 'communities', the following words be added:

"Communities and persons of the Qadiani Group or the Lahori Group who call themsleves Ahmadis."

This is second amendment.

Sir, let me make it absolutely clear that Article 20 of our Constitution gives fundamental right of freedom to *profess, propagate and practice one's own religion and every community shall be at liberty to do so, to profess, propagate and parctice their own religion, but, as I said, Muslims' Finality of Prophethood, as would be defined in article 260 of the Constitution, is an article which is fundamental in faith. Therefore, we propose to* 3076 *recommend that the Pakistan penal Code should be amended in section 295 (a) by the addition of an Explanation. There is already a clause in the Pakistan Penal Code which prohibits people from propagating religion in a manner so as to be offensive to other religious beliefs. Therefore, all Muslims because we cannot stop others from practising or professing or propagating their own religion- but if a person is a Muslim, then we have to see that all Muslims who profess, practise of propagate against the concept of Finality of Prophethood Muhammad (peace be upon him) as set out in clause (3) of Article 260 shall be punishable under the section.*

Sir, naturally, with these amendments, there will be consequential procedural amendments or changes in law or rules or forms or parctices, such as the National Registration act and the Electoral Rules, and it would also be a recommendation for consideration that such consequential amendments may be made by the Government at relevant time because there might be some laws where entries might have to be changed, giving entries of people etc, and of persons and so on and so forth.

Lastly, Sir, I would like to say that we have ourselves given the Constitution by consensus. In this Constitution, we have not only given fundamental rights to the citizens but we have also guaranteed these rights, and it is the responsibility of the nation as well as of the State, both combined, the State and the nation, to see to it that all rights, whether they relate to property, liberty, life and honour or whether they be fundamental rights, as given by the Constitution, are fully protected, irrespective of cast, creed or community that a person belongs to and, therefore, this also goes without saying that the controversy has come to an end, the nightmare is coming to an end. Therefore, we shall all recommend and also practise ourselves in a manner so as to safeguard, secure and fully protect those rights guaranteed to each and every citiszen. This is the sum total of our recommendation.

Thank you very much.

Mr. Chairman: *The Committee of the Whole House appoves the resolution and the recommendations?*

All Members: *Yes.*

3077 *RESOLUTION TO DECLARE THE QADIANI GROUP AND THE LAHORI GROUP AS NON-MUSLIMS*

Mr. Abdul Hafeez Pirzada: *Sir, I will now formally move it. Sir, I beg to move:*

Sir, I beg to move:

"That the Special Committee of the whole House approves and passes unanimously the following resolution:

"The Special Committee of the whole House of the National Assembly unanimously resolves that the following recomendations be sent to the National Assembly for consideration and adoption.

The Special Committee of the Whole House, assisted by its Steering Committee and Sub-Committee, having considered the resolutions before it or referred to it by the National Assembly and after perusal of the documents and examination of the witnesses, including the heads of Sadar Anjuman-i-Ahmadia, Rabwah, and Anjuman-i-Ahmadia Ishaat-i-Islam, Lahore, respectively unanimously makes the following recommendations to the National Assembly:

(A) That the Constitution of Pakistan be amended as follows:

(i) That in Article 106 (3) a reference be inserted to persons of the Qadiani Group and the Lahori Group (who call themselves 'Ahmadis');

(ii) That a non -Muslim may be defined in a new clause in Article 260.

To give effect to the above recommendations, a draft Bill unanimously agreed upon by the Special Committee is appended.

(B) That the following Explanation be added to section

295-A of the Pakistan Penal Code:

[3078] *"Explanation. A Muslim who professes, practises or propagates against the concept of the finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) as set out in clause (3) of Article 260 of the Constitution shall be punishable under this section."*

(C) That consequential legislative and procedural amendments may be made in the relevant laws, such as the National Registration Act, 1973, and the Electoral Rules, 1974.

(D) That the life, liberty, property, honour and fundamental rights of all citizens of Pakistan, irrespective of the communities to which they belong, shall be fully protected and safeguarded."

Sd/- Abdul Hafeez Pirzada,
Maulvi Mufti Mahmood,
Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi,
Prof. Ghafoor Ahmad,
Mr. Ghulam Faruq,
Ch. Zahur Elahi,
Sardar Moula Bukhsh Soomro."."

Mr. Chairman: *The motion moved is:*

"That the Special Committee of the whole House approves and passes unanimously the following resolution:

"The Special Committee of the Whole House of the National Assmebly unanimously resolves that the following

recomendations be sent to the National Assembly for consideration and adoption.

The Special Committee of the Whole House, assisted by its Steering Committee and Sub-Committee, having considered the resolutions before it or referred to it by the National Assembly and after perusel of the documents and examination of the witnesses, including the heads of Sadar Anjuman-i-Ahmadia, Rabwah, and Anjunam-i-Ahmadia Ishaat-i-Islam, Lahore, respectively unanimously makes the following recommendations to the National Assembly:

(A) [3079] *That the Constitution of Pakistan be amended as follows:*

(i) That in Article 106 (3) a reference be inserted to persons of the Qadiani Group and the Lahori Group (who call themselves 'Ahmadis');

(ii) That a non -Muslim may be defined in a new clause in Article 260.

To give effect to the above recommendations, a draft Bill unanimously agreed upon by the Special Committee is appended.

(B) That the following Explanation be added to section 295-A of the Pakistan Penal Code:

"Explanation. A Muslim who professes, practises or propagates against the concept of the finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) as set out in clause (3) of Article 260 of the Constitution shall be

punishable under this section."

(C) That consequential legislative and procedural amendments may be made in the relevant laws, such as the National Registration Act, 1973, and the Electoral Rules, 1974.

(D) That the life, liberty, property, honour and fundamental rights of all citizen of Pakistan, irrespective of the communities ot which they belong, shall be fully protected and safeguarded."

Sd/- Abdul Hafeez Pirzada,
Maulvi Mufti Mahmood,
Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi,
Prof. Ghafoor Ahmad,
Mr. Ghulam Faruq,
Ch. Zahur Elahi,
Sardar Moula Bukhsh Soomro."."

3080 **Mr. Chairman:** *The question is:*

"That the Special Committee of the whole House approves and passes unanimously the following resolution:

"The Special Committee of the Whole House of the National Assmebly unanimously resolves that the following recomendations be sent to the National Assembly for consideration and adoption.

The Special Committee of the Whole House, assisted by. its Steering Committee and Sub-Committee, having considered the resolutions before it or referred to it by the

National Assembly and after perusel of the documents and examination of the witnesses, including the heads of Sadar Anjuman-i-Ahmadia, Rabwah, and Anjunam-i-Ahmadia Ishaat-i-Islam, Lahore, respectively unanimously makes the following recommendations to the National Assembly:

(A) That the Constitution of Pakistan be amended as follows:

(i) That in Article 106 (3) a reference be inserted to persons of the Qadiani Group and the Lahori Group (who call themselves 'Ahmadis');

(ii) That a non -Muslim may be defined in a new clause in Article 260.

To give effect to the above recommendations, a draft Bill unanimously agreed upon by the Special Committee is appended.

(B) That the following Explanation be added to section 295-A of the Pakistan Penal Code:

"Explanation. A Muslim who professes, practises or propagates against the concept of the finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) as set 3081 *out in clause (3) of Article 260 of the Constitution shall be punishable under this section."*

(C) That consequential legislative and procedural amendments may be made in the relevant laws, such as the National Registration Act, 1973, and the Electoral Rules, 1974.

(D) That the life, leberty, property, honour and fundamental rights of all citizen of Pakistan, irrespective of the Communities to which they belong, shall be fully protected and safeguarded."

Sd/- Abdul Hafeez Pirzada,
Maulvi Mufti Mahmood,
Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi,
Prof. Ghafoor Ahmad,
Mr. Ghulam Faruq,
Ch. Zahur Elahi,
Sardar Moula Bukhsh Soomro."."

The motion was adopted unanimously.

SECRECY OF THE PROCEEDINGS

The Chairman: *Before I adjourn the Special Committee and convert itself into the National Assembly, I just want to remind the honourable members that they are in possession of the documents and the proceedings of the House Committee. All these papers are confidential and secret papers and shall not be published and shall not be leaked out or shall not be told about to any person unless and until the Assembly authorises the publication of such record as it deems fit.*

In the end I would also like to thank all the honourable members irrespective of which party they belong to.

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اب کیا ضرورت ہے اشاعت پر پابندی کی؟

3082
جناب چیئرمین: جب چیئرمین بول رہا ہو تو نہیں بولنا چاہئے کسی معزز ممبر کو۔

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ: مولانا صاحب! میں آپ کو سمجھاؤں گا کہ ہم نے اس ہاؤس کمیٹی کی طرف سے رپورٹ پیش کرنی ہے تجاویز کے لئے جو ہم نے کارکردگی کی ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! اس کے علاوہ کئی باتیں ہیں۔ مثلاً میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ بیت الخلاء کی باتیں کرتے رہے ہیں[1]۔ ***Corrections*** کریں گے تو پھر اس کے بعد کریں گے۔

Dr. Mubashir Hasan (Minister for Finance, Planning and Development): *Sir, why should secret session proceedings be published unless the Assembly decides otherwise?*

Mr. Chairman: *Yes, I may quote a precedent. These proceedings are just like the proceedings of the Constitution Committee, which have not been published and which have not been authorised to be published.*

So before we adjourn this Committee sine die and it becomes functus officio I would like to place on record my thanks to all the honourable members irrespective of which side they belong to, and my special thanks to the Attorney-General, the Law Minsister and all those persons.

Mr. Abdul Hafeez Pirzada: *Sir, we are all thankful to the Attorney- General for the labour that he put in. I would like it to be placed on record unanimously.*

---

[1] سمجھنے میں غلطی لگی ورنہ مولانا غلام غوث ہزاروی نے بیت الخلاء میں بھنگی کے طرز عمل سے مرزا قادیانی کے طرز عمل کا موازنہ کر کے مرزا قادیانی کے چہرے پر اس کے کذب کو خوب واضح کیا تھا۔

Mr. Chairman: *I would like to place it on record that I share the sentiments expressed by the Law Minister. Also, thanks are due to those members who have been regularly attending the Special Committee meetings. I want to specially place on record my thanks specially to those faces which I see today. I also thank them. We will meet at 4:30.*

Mr. Abdul Hafeez Pirzada: *One thing more, Sir. I would now request the honourable members to be here punctually at* [3083] *4:30 p.m. Because we are meeting as National Assembly, whereafter presentation of these recommendations which have been unanimously approved by the House Committee, I would be introducing straightaway the Constitution Amendment Bill and, therefore, every member will be needed for the passage of this Bill.*

Mr. Chairman: *At 4:30 we meet as National Assembly. Thank you very much.*

[The Special Committee of the Whole House adjourned sine die.]

(قادیانی مسئلہ پر عمومی بحث)

جناب چیئرمین: یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ اڑھائی ماہ بعد بھی ایوان بھرا ہوا ہے۔ ایوان ۳۰/جون ۱۹۷۴ء کو بھرا ہوا تھا اور اس کا سہرا معزز اراکین کو جاتا ہے جو اڑھائی ماہ سے مسلسل ان اجلاسات میں شرکت کرتے رہے ہیں۔ ان افراد کو تھوڑی دقت ضرور ہوئی ہوگی۔ جنہیں کارڈ

جاری کیے گئے ہیں، کیونکہ ہم اسمبلی کے گیٹ اسی وقت کھولیں گے جب ہم ساڑھے چار بجے اس اجلاس کو ختم کریں گے۔ لہٰذا جن لوگوں کو کارڈ جاری کئے گئے ہیں انہیں باہر انتظار کرنا ہوگا اور میرا خیال ہے کہ اب ہم تقریباً پندرہ منٹ کے لئے چائے کا وقفہ کرتے ہیں۔ پھر ہم سہ پہر تین بج کر بیس منٹ پر دوبارہ ملیں گے۔

چائے کا وقفہ، خصوصی کمیٹی دوبارہ تین بج کر بیس منٹ پر ملے گی۔

خصوصی کمیٹی کا اجلاس تین بج کر چالیس منٹ پر صاحبزادہ فاروق علی کی زیر صدارت شروع ہوا۔

جناب چیئرمین: جی، جناب وزیر قانون! میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ متوجہ ہو جائیں۔ ایک سو سترہ اراکین موجود ہیں۔

(جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب)

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ (وزیر برائے قانون وپارلیمانی امور): جناب چیئرمین! قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی تین ماہ سے جاری آزمائش اور برصغیر کے مسلمانوں کی ۹۰ سالہ تاریخ کا دور ابتلاء ختم ہونے کو ہے۔

جب ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کے کچھ ہی عرصہ بعد یہ مسئلہ شروع ہوا اس وقت کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ اس عظیم ادارے پر ایک ایسے نہایت پیچیدہ اور گنجلک مسئلے کے حل کی ذمہ داری ڈال دی جائے گی۔ جس کا تعلق برصغیر ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے ہے۔ آج جمہوریت، جمہوری اداروں اور جمہوری اقدار وروایات کی فتح کا دن ہے۔ اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ تاریخ کے ایک المناک باب کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ برصغیر میں یہ مسئلہ پہلے بھی کئی موقعوں پر انتقامی جذبات کی پوری شدت کے ساتھ ابھرا ہے۔ بہت سے تصادم اور مناظرے ہو چکے ہیں۔ بہت سے لوگ لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ کئی ہنگامے اور بلوے ہو چکے ہیں اور ایک مرتبہ تو اسی مسئلے سے پیدا شدہ امن وامان کی خراب صورتحال کی وجہ سے جمہوری حکومت کا تختہ الٹا دیا گیا اور مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔

جناب والا! یہ موقع نہیں ہے کہ کوئی طویل تقریر کی جائے۔ ہم یہاں دن رات بیٹھتے

رہے اور یہ میری کوتاہی ہوگی اگر میں اس معزز ایوان کے اراکین کو خراج تحسین پیش نہ کروں۔ جنوبی مشرقی ایشیاء کی پارلیمانی جمہوریت کی تاریخ میں کبھی پارلیمنٹ یا قومی اسمبلی جیسا کوئی جمہوری ادارہ اس طرح کے تجربے سے نہیں گزرا۔ بنگلہ دیش کی نوزائیدہ ریاست میں پارلیمانی جمہوری نظام ہے۔ سری لنکا میں بھی پارلیمانی جمہوریت ہے۔ انڈیا میں بھی پارلیمانی جمہوریت ہے۔ جناب والا! یہ جنوبی ایشیاء کے وہ ممالک ہیں جہاں پارلیمانی جمہوریت کسی نہ کسی صورت میں قائم ہے۔ حتیٰ کہ بنگلہ دیش میں بھی جو کبھی ہمارا حصہ تھا۔ لیکن آپ ان ممالک کی پارلیمانی تاریخ میں اسی طرح کی کوئی نظیر نہیں پائیں گے۔ بہت کٹھن حالات اور بہت اشتعال انگیز اور جارحانہ صورتحال میں میرے رفقائے کار اور اس معزز ایوان کے اراکین، آپ لوگ بہت تحمل اور غیر جانبداری سے بیٹھے تاکہ ایک قومی فیصلے تک پہنچا جاسکے۔ یہ مسئلہ آپ کو تفویض کیا گیا تاکہ آپ ایک فیصلہ کرسکیں۔ ایسا فیصلہ جو کسی فرد کا نہیں بلکہ پاکستانی قوم کا فیصلہ ہو جن کے نمائندے آپ ہیں اور جنہوں نے آپ کو اختیارات سونپے ہیں اور اسی وجہ سے آپ کا ادارہ ''قومی اسمبلی'' یا ''قومی اسمبلی پاکستان کی خصوصی کمیٹی'' کہلاتا ہے۔

(جذباتی ردعمل کی وجہ اب سمجھ آئی)

ہم گزشتہ تین ماہ سے اس موضوع پر بات کررہے ہیں۔ مجھے اس نقطۂ نظر سے اپنے عدم علم کا اعتراف کرنا ہے کہ میں اس مسئلے کو اتنا گہرائی سے نہیں جانتا جتنا کچھ دوسرے ارکان جانتے ہیں۔ پوری تفصیل سے اس مسئلے کو سننے کے بعد اب ہم محسوس کرسکتے ہیں کہ ایک مسلمان اس مسئلے سے متعلق اتنا گہرا اور جذباتی ردعمل کیوں ظاہر کرتا ہے۔ ہماری ان نشستوں، مباحث اور غور وفکر کا حاصل یہ ہے کہ ختم نبوت جیسا کہ جمہور مسلمانوں کا بھی عقیدہ ہے۔ تمام مسلمانوں کے ایمان کا بنیادی جز ہے اور خواہ کچھ بھی ہوجائے مسلمان کسی بھی حوالے سے ختم نبوت کے اس بنیادی عقیدے کے معاملے میں لچک کے روادار نہیں ہوسکتے۔ جناب والا! اس لئے میں نے کہا کہ یہ حکومت یا حزب مخالف کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں اسے ایک قومی مسئلے کے طور پر لینا چاہئے۔ قوم اس بات کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ اتنے سنگین مسئلے پر تقسیم ہوجائے اور اس لئے قائد حکومت جناب وزیراعظم پاکستان کے ذریعے حکومت اور اس ایوان میں براجمان تمام رفقاء کی یہی کوشش رہی کہ اتفاق رائے تک پہنچا جائے۔ اتنے اہم مسئلے پر قوم تقسیم نہ ہو اور قومی اسمبلی کا ایک متفقہ فیصلہ سامنے آئے۔

یہ میرے لئے ایک اعزاز ہے کہ میں اکثریتی پارٹی اور اپنے دوستوں جنہوں نے مجھے

یہ ذمہ داری سونپی ہے، کی جانب سے اس معزز کمیٹی کے سامنے یہ قرارداد پیش کروں کہ ہم اتفاق رائے تک پہنچ چکے ہیں۔ جناب والا! مجوزہ قرارداد جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں، ابھی چند ہی منٹوں میں اس معزز ایوان کے ارکان کے سامنے ہوگی۔

(متفقہ قرارداد چھ اراکین کی جانب سے)

یہ قرارداد میں اپنی طرف سے اور مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، پروفیسر غفور احمد، جناب غلام فاروق، چوہدری ظہور الٰہی اور سردار مولا بخش سومرو کی جانب سے پیش کرتا ہوں۔ اس قرارداد میں ہماری تجاویز کا مسودہ موجود ہے۔ اب اس میں تجاویز موجود ہیں۔ اسے آئین میں ترمیمی بل کے ساتھ تقسیم کردیا جائے۔

جناب چیئرمین: اسے بھی تقسیم کیا جارہا ہے۔

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ: اسے علیحدہ طور پر تقسیم نہ کیا جائے۔ جناب! اب میرے پاس اصل نسخہ موجود ہے۔ میں اسے ریکارڈ کے مقصد کے لئے رکھنا چاہوں گا۔ جناب والا! ہم کمیٹی کے غور اور منظوری کے لئے سفارشات کی شکل میں ایک قرارداد پیش کررہے ہیں۔ جس میں آئینی، قانونی، انتظامی اور ضابطہ جاتی امور شامل ہیں اور اس میں پاکستان کے تمام شہریوں، قطع نظر اس بات سے کہ ان کا تعلق کس گروہ سے ہے، ان کی زندگی، آزادی، جائیداد، عزت اور بنیادی حقوق کے تحفظ کی یاد دہانی موجود ہے۔ دستوری ترامیم کی میں وضاحت کروں گا اور ان کے ساتھ ساتھ قانونی اور ضابطہ جاتی ترامیم کی بھی جو ہم تجویز کررہے ہیں۔ اس کارروائی سے قبل میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جیسے ہی یہ معزز ایوان ان تجاویز کو منظور کرتا ہے اور میں پراعتماد ہوں کہ یہ منظوری اتفاق رائے سے ہوگی۔ جیسا کہ قرارداد پیش کرتے وقت ابھی ظاہر ہوجائے گا۔ ہم کمیٹی کی حیثیت کو فوراً قومی اسمبلی کی حیثیت سے بدل دیں گے اور میں کمیٹی کی سفارشات کو قومی اسمبلی کے سامنے پیش کروں گا۔ ان سفارشات کی قومی اسمبلی سے منظوری کے بعد ہم دستور میں ترمیم کا بل لاسکیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ آج کی نشست میں دستور میں ترمیم کا بل منظور کرلیں گے اور اسے سینٹ بھیج دیا جائے گا اور ہمیں توقع ہے کہ سینٹ بھی اسے آج ہی منظور کرلے گا اور اس طرح آج یہ باب بند ہوجائے گا۔

اب جناب میں اپنی اور اپنے دوستوں کی جانب سے جن دستوری ترامیم کی سفارش کرتا ہوں، وہ دو ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ دستوری ترمیم کے ذریعے اس شخص کی تعریف متعین کردی جائے۔ جو مسلمان نہیں ہے یہ تعریف آرٹیکل ۲۶۰ میں ایک شق کے اضافے کی صورت میں ہوگی۔ آئین

کے آرٹیکل ۲۶۰ کی دو شقیں ہیں۔ یہ آرٹیکل تعریف سے متعلق ہے اور ہم اس آرٹیکل میں شق نمبر ۳ کے اضافے کے ذریعے ”غیر مسلم“ کی حسب ذیل تعریف کا اضافہ کریں گے۔

”(۳) ایسا شخص جو خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی حتمی اور غیر مشروط ختم نبوت کو نہیں مانتا، یا لفظ کے کسی بھی مفہوم اور وضاحت میں حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، یا ایسے دعویدار کو نبی یا مذہبی مصلح مانتا ہے، اس آئین یا قانون کے مقاصد کے لحاظ سے وہ مسلمان نہیں ہے۔“

جناب والا! ہماری تجویز کردہ دوسری ترمیم آئین کے آرٹیکل ۱۰۶ کی شق نمبر ۳ میں ہے۔ اس کا تعلق صوبائی اسمبلیوں میں عمومی نشستوں کے علاوہ مختلف گروہوں کی مخصوص نشستوں سے ہے اور آرٹیکل ۱۰۶ کی شق نمبر ۳ میں تجویز کردہ ترمیم یہ ہے کہ لفظ گروہ کے بعد یا اس کے آخر میں حسب ذیل الفاظ کا اضافہ کر دیا جائے: ”گروہ اور قادیانی گروپ کے افراد یا لاہوری گروپ جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔“ یہ دوسری ترمیم ہے۔

جناب والا! مجھے یہاں بالکل واضح کر دینا چاہئے کہ ہمارے دستور کا آرٹیکل ۲۰ اپنے مذہب کا اعلان کرنے، تبلیغ کرنے اور عمل کرنے کی آزادی کا بنیادی حق دیتا ہے اور ہر مذہبی گروہ کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کا اعلان کرے، تبلیغ کرے اور اس پر عمل کرے۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا مسلمانوں کا ختم نبوت کا عقیدہ، جس کی تعریف آئین کے آرٹیکل ۲۰ میں متعین ہوگی۔ بنیادی نوعیت کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا ہم تجویز پیش کرتے ہیں کہ تعزیرات پاکستان میں اس طرح ترمیم کی جائے کہ دفعہ ۲۹۵ (الف) میں ایک وضاحت کا اضافہ کیا جائے۔ تعزیرات پاکستان میں پہلے سے ایک شق موجود ہے جو مذہب کی اس انداز میں تبلیغ کی ممانعت کرتی ہے جو دوسروں کے مذہبی عقائد پر حملہ ہو۔ اس لئے تمام مسلمان...... کیونکہ ہم دوسروں کو ان کے اپنے مذہب کا اعلان کرنے، عمل کرنے اور تبلیغ کرنے سے نہیں روک سکتے۔ لیکن اگر کوئی شخص مسلمان ہے تو ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ تمام ایسے مسلمان، جو عقیدہ ختم نبوت، جیسا کہ آرٹیکل ۲۶۰ شق نمبر ۳ میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے، کے خلاف اعلان، عمل یا تبلیغ کرتے ہیں تو وہ اس دفعہ کے زیر تحت واجب التعزیر ہوں گے۔

جناب والا! ان ترامیم کے نتیجے میں فطری طور پر متعلقہ ضابطوں، قوانین اور قانونی رواج میں تبدیلی کرنا ہوگی۔ مثلاً نیشنل رجسٹریشن ایکٹ اور الیکٹرول رولز وغیرہ اور ہم غور کے لئے تجویز کرتے ہیں کہ دستوری ترمیم کے نتیجے میں ہونے والی یہ قانونی تبدیلیاں حکومت مناسب

وقت پر کرتی رہے۔ کیونکہ ایسے قوانین بھی ہو سکتے ہیں۔ جن میں لوگوں کی طرف سے اندراج کی تبدیلی ہونا ہو اور آخر میں جناب میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ آئین ہمارے اتفاق رائے سے بنا ہے۔ اس آئین میں ہم نے شہریوں کو نہ صرف بنیادی حقوق دیئے ہیں بلکہ ہم نے ان حقوق کی گارنٹی دی ہے اور یہ قوم اور ریاست دونوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی شخص کی ذات، مذہب اور عقیدے سے قطع نظر اس کی جائیداد، آزادی، زندگی اور آبرو اور دستور میں دیئے گئے بنیادی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ لامحالہ اس تنازعے کا اختتام ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ہی بھیانک خواب بھی ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے ہم سب شہریوں کو حاصل شدہ ان حقوق کے مکمل تحفظ کی تلقین بھی کریں اور ہمارا عمل بھی ان حقوق کی کامل پاسداری کرے گا۔ یہ تھی ہماری کل تجویز۔

آپ کا بہت شکریہ!

جناب چیئرمین: کیا مکمل ایوان کی یہ کمیٹی قرارداد اور سفارشات کو منظور کرتی ہے؟

تمام ارکان: جی ہاں!

(قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قرارداد)

(**جناب عبدالحفیظ پیرزادہ:** جناب! اب میں باضابطہ طور پر قرارداد پیش کروں گا۔

جناب عالی! میں قرارداد پیش کرنے کے لئے درخواست گزار ہوں: ''کہ مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی حسب ذیل قرارداد منظور کرتی ہے اور اتفاق رائے سے قبول کرتی ہے۔

قومی اسمبلی کے مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی اتفاق رائے سے منظور کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات کو غور وفکر اور منظوری کے لئے قومی اسمبلی میں بھیج دیا جائے۔

مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی، سٹیرنگ کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی اعانت کے ساتھ، پیش کردہ یا قومی اسمبلی کی طرف سے سپرد کردہ قراردادوں پر غور وخوض اور دستاویزات کے مطالعے اور گواہان، جن میں انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام، لاہور شامل ہیں، کو سننے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کے سامنے حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے:

(الف) کہ دستور پاکستان میں درج ذیل طریق پر ترمیم کی جائے:

(i) کہ آرٹیکل ۱۰۶(۳) میں قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) کے اشخاص کا حوالہ شامل کیا جائے۔

(ii) کہ آرٹیکل ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف کا تعین کیا جائے۔

ان سفارشات کو روبہ عمل میں لانے کے لئے، خصوصی کمیٹی کا متفقہ طور پر منظور شدہ ایک ڈرافٹ بل لف کردیا گیا ہے۔

(ب) کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ (الف) میں مندرجہ ذیل وضاحت کا اضافہ کردیا جائے: ”وضاحت: ایک مسلمان جو عقیدۂ ختم نبوت جیسا کہ اس کی وضاحت آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کی شق (۳) میں کردی گئی ہے، کے منافی کوئی اعلان کرتا ہے یا عمل کرتا ہے یا تبلیغ کرتا ہے، اس دفعہ کے زیر تحت قابل تعزیر ہوگا۔“

(ج) کہ اس دستوری ترمیم کے نتیجے میں ہونے والی قانونی اور ضابطہ جاتی ترامیم متعلقہ قوانین جیسے نیشنل رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور الیکٹرول رولز ۱۹۷۴ء میں کی جاسکتی ہیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں کی زندگی، آزادی، جائیداد، عزت اور بنیادی حقوق کی بھرپور حفاظت بلالحاظ اس کے کہ وہ کسی خاص گروہ بندی سے تعلق رکھتے ہیں، کی جائے گی۔

دستخط شد: عبدالحفیظ پیرزادہ،
مولوی مفتی محمود،
مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی،
پروفیسر غفور احمد،
جناب غلام فاروق،
چوہدری ظہور الٰہی،
سردار مولا بخش سومرو۔“

تحریک اتفاق رائے سے منظور کرلی گئی۔

(کارروائی کا خفیہ رکھنا)

جناب چیئرمین: اس سے پہلے کہ میں خصوصی کمیٹی کو ملتوی کروں اور اسے قومی اسمبلی میں تبدیل کروں، میں معزز اراکین کو یہ یاددہانی کرانا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس ایوان کی اس کمیٹی کی کارروائی اور دستاویزات موجود ہیں۔ یہ تمام کاغذات بصیغہ راز اور خفیہ ہیں اور انہیں شائع نہیں کیا جائے گا، نہ ہی لیک آؤٹ کیا جائے گا اور نہ ہی کسی شخص کو ان کے متعلق بتایا جائے گا، جب تک اسمبلی اس ریکارڈ میں سے جتنا وہ مناسب سمجھے، شائع کرنے کی اجازت نہ دے دے۔

آخر میں، میں تمام معزز اراکین کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا، قطع نظر اس کے کہ وہ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر مبشر حسن (منسٹر فار فائیننس پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ): جناب والا! جب تک اسمبلی خود فیصلہ نہ کرے خفیہ اجلاس کی کارروائی کیوں شائع کی جائے؟

(جناب چیئرمین: جی ہاں! میں ایک نظیر پیش کرتا ہوں۔ یہ کارروائی بالکل دستور ساز کمیٹی کی کاررائی کی طرح ہے، جسے شائع نہیں کیا گیا ہے اور جسے شائع کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس کمیٹی کو بلا تعین تاریخ ملتوی کریں اور یہ اپنا کردار ادا کرنے کے بعد از خود تحلیل ہو جائے، میں تمام معزز اراکین قطع نظر اس کے کہ ان کا تعلق کس سے ہے، کا شکریہ ریکارڈ پر لانا چاہوں گا۔

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ: جناب ہم سب اٹارنی جنرل کے شکر گزار ہیں اس محنت کے لئے جو اس سلسلے میں انہوں نے کی۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ ہم سب کی طرف سے ریکارڈ پر آ جائے۔

جناب چیئرمین: میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میں بھی اس سلسلے میں وہی جذبات رکھتا ہوں جن کا اظہار وزیر قانون نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان اراکین کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جو خصوصی کمیٹی کے اجلاسات میں باقاعدگی سے شرکت کرتے رہے۔ میں خاص طور پر ان لوگوں کا شکریہ بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں جن کے چہرے میں نے آج ہی دیکھے ہیں، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم ساڑھے چار پر ملیں گے۔

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ: ایک بات اور، میں تمام معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ ٹھیک ساڑھے چار یہاں پہنچ جائیں۔ کیونکہ ہم قومی اسمبلی کے طور پر مل رہے ہیں۔ اس کے بعد ایوان کی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ سفارشات کو اس اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ میں سیدھا آئین میں ترمیمی بل پیش کروں گا۔ لہٰذا اس بل کی منظوری کے لئے ہر ممبر کی ضرورت ہوگی۔

جناب چیئرمین: ہم ساڑھے چار بجے قومی اسمبلی کے طور پر ملیں گے۔ آپ کا بہت شکریہ!

(مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس بلا تعین تاریخ ملتوی ہوتا ہے)